Islamic History (Urdu)

Molvi Waris Ali Sahib Akbarabadi
Shams-ut-Tawarikh (Agra)
Alnoor Press Agra
1317 H — 960 Pages

شمس التواریخ

المؤید پریس آگرہ

مولوی وارث علی اکبرآبادی

1317 H

960 Pags

35 -
25
35
23 -
27 - 1/2

114

M. A

23/3 → 24/4/1959

M. Ashraf



۲۲۳

[redacted]

شاہ

محمد اشرف فاضلی

M.D

[redacted]

یہ کتاب مرسید محمد یاسین شیخ فاضل نے ورکنگ وومن کی ایک چھاپہ خانہ گوہڑی سٹر کی دوکان چلاتے تھے۔ وہاں کسی صاحب نے بیچ ڈالا کر یاسین صاحب نے خرید لی ہے اور مجھے عطا فرمائی ہے۔

M.D M.D M.D M.D M.D M.D M.D

مرسلہ محمد اشرف فاضل

۱۲ اگست اتوار ۱۹۹۳ء

۸

محمد اشرف فاضلی

M.A.F

M.A.F Mohd Ashraf Fazli

M.A. Fazli

محمد اشرف کا ہے



۳۰۵

M.D

M.D

الله محمد

الله محمد

M.A.F

M.D

M.D

الحمد لربه والصلوٰة علی رسوله النبی وآله



بحمد خالق انام و رسوله الکرام کہ کتاب مستطاب تاریخ اسلام یعنی

شمس التواریخ

سنہ ۱۳۰۷

مؤلفہ نیر برج ادب و کلام مہر سپہر تحریر و ارقام جناب مولوی اثر علی صاحب



مطبع النوا گہ طبع منو شد
در ... بانو ...

ب گویا

M.D

یا علیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السعی منی والاتمام من اللہ

لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

یارب خلاق ہردو عالم تو ہے — ظاہر ہے کہ اسرار کا محرم تو ہے
تو وہ ہے کہ بے نیاز کہتے ہین تجھے — تحقیق ہے ثابت ہے مسلم تو ہے

جل جلالہ اللہ اکبر

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ حبیب رب جل و علا کی شان احاطہ تحریر سے باہر ہے ؐ

کریم السجایا جمیل الشیم — نبی البرایا شفیع الامم
امام رسل پیشوائے سبیل — امین خدا مہبط جبرئیل
شفیع الوریٰ خواجہ بعث و نشر — امام الہدیٰ صدر دیوان حشر
کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست — ہمہ نورہا پرتو نور اوست

بعد حمد و نعت کے خاکسار ازلی **وارث علی اکبرآبادی** خدمت مین ناظرین باتمکین مین التماس کرتا ہی کہ تاریخ اسلام میری زبانی چھوٹا موہنہ بڑی بات ہی مگر اس زمانہ کی تحریرین جہانتک میری نظر سے گذری ہین وہ خواہ مخواہ اور بلاضرورت انگریزی رنگ پکڑتی جاتی ہین مینی اس اہم بیان کو اوسی طرح لکھا ہی جیسے کہ ہمارے سلف صالح ابتدا سے کہتے چلے آتے ہین تاکہ تصنع کے باعث اسکے کسی اصلی خط و خال مین فرق نہ آوے اور مسلمانونکی موجودہ اور آیندہ نسلون پر اسکا پاک و ربانی اثر پڑے جسکی نہایت ضرورت ہی نہ یہ کہ رفتہ رفتہ اسلام کی تاریخ بہی اور قومون کے عروج و زوال کی تاریخ کے مثل بنکر اپنا خاص جاہ و جلال جو محض خدا کی عطا سے ہی کہو دے میری رائے مین یہی تاریخین میرے بیان کا حسن اور بڑہائینگی اور میری تحریر اون سبکی اصلیت کو قایم رکہیگی - یہی بڑا سبب ہی جو مین نے اسکے لکہنے کی جرات کی ہی نہ میری [illegible] ہے - مین عربی فارسی اردو انگریزی کچہہ کچہہ جانتا ہون اور ان چارون زبانون سے اپنا [illegible] خیال لیتا ہون - انہین سے جہان تک مجھکو مدد ملی ہے مین نے لی ہے - لمبی فہرست ماخذ [illegible]ون کی لکہہ دینا بے سود ہے - ناظرین کو جہان میری خطا نظر پڑے از راہ ہمدردی مجھے مطلع [illegible]ین فقط

یکم محرم سنہ ۱۳۱۷ ہجری

مقام آگرہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

تاریخ اسلام کے لئے اگرچہ تمام جہان کے جغرافیہ کی ضرورت ہے لیکن سردست ہمکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور چارون خلفائے راشدینؓ کی سوانح عمریان لکھنا منظور ہین کیونکہ یہی پانچون صاحب منبع اسلام اور چشمہ دین متین ہین اوران حضرات کا طلوع خاص ملک عرب سے ہوا اس لئے پہلے ہمکو ملک عرب کا جغرافیہ لکھنا چاہیئے۔

پس جب آپ پُرانی دنیا یعنے نصف کرہ شرقی کے نقشہ پر نظر ڈالینگے تو بحر احمر کے پورب اور فلسطین کے ٹہیک جنوب مین ایک عجیب و غریب قطعہ زمین دکھائی دیگا جو سرسری نظر سے نہ تو ایشیا سے متعلق معلوم ہوگا نہ افریقیہ سے نہ یوروپ سے سب سے ملا ہوا اور سب سے الگ گویا وہ پُرانی دنیا کی ناف ہے۔ تین طرف اوسکے چٹانی ساحل پر سمندر اپنا سر ٹکرا ٹکرا کے زبان حال سے یہہ کہہ رہا ہی "افسوس میرے ہوتے ہوئے اس دُر یتیم بحر ہدایت و شفاعت نے صدف بطن آمنہ سے خروج کیا"

اور چوتھی سمت کو ایک بے نام ونشان ریگستان ہے جس پر نہ کسی کا قبضہ ہے اور نہ کوئی اوسے اپنے تحت مین رکھنے کا آرزومند۔ نہ اوس مقام پر کوئی ایسی حد جس سے یہ پتا لگے کہ کہان ایک سلطنت کی عملداری ختم ہوئی ہے اور دوسری قوم کی زمین شروع ہوتی ہے۔ سارا ملک ریتیلے اور پتھریلے میدان سے بہرا ہوا ہے نہ جہان کوئی دریا ہی نہ جھیل۔ تعریف تو اسکی ہے کہ بہت سے ملک کا حال نامعلوم۔ یہی وہ پاک اور مقدس ملک ہے جسے لوگ عرب کہتے ہین اور ہیین۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا	دعائے خلیل اور نوید مسیحا

حدود اربعہ اس ملک کے یہ ہین۔ اوتر مین فلسطین اور ملک شام۔ پورب مین خلیج فارس اور ایران۔ دکھن مین بحر عرب۔ پچھم مین آبنائے باب المندب و بحر احمر جسکے دوسرے طرف افریقہ ہے۔ یہہ ملک پہلے گوشہ شمال ومغرب مین بوسیلۂ خاکنائے سوئیز براعظم افریقہ سے ملا ہوا تہا اب نہر سوئیز کے کہد جانے سے علیحدہ ہوگیا ہے۔

لمبائی اس ملک کی سترہ سو میل اور رقبہ دس لاکھہ میل مربع ہے باشندے ایک کرور ۲۰ لاکھہ بتائے جاتے ہین۔ اس حساب سے فی مربع میل ۱۲ آدمیون کی آبادی ہوئی۔

زمین عرب کی تقسیم اب یون کیگئی ہے۔ حجاز۔ یمن۔ حضرموت۔ عمان۔ لحسا یا ہجار۔ نجد۔ اور پرانی تقسیم یہ تہی۔ زرخیز اور سرسبز حصہ عرب۔ اور ریگستان وکوہستان۔ عرب کے ۲ دو حصہ تہامہ ویمامہ بہی ہین۔

حجاز۔ حضرموت۔ لحسا۔ نجد کو خود مختار کہنا چاہیئے۔ حضرت امیرالمومنین سلطان روم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ ناز برداری کے باعث ان لوگون کی بڑی خاطر کرتے ہین اور انکو بالکل تکلیف نہین دیتے۔

وسطی پہاڑی ملک نجد مین ۲ دو ریاستین ہین **اول** جبل شومر جسکا خاص شہر حائل ہے

دوم ملک وہابیان جسکا خاص مقام ریاض ایک خوبصورت شہر ہے۔
خرمایعنے چھوہارے کی پیدائش بہت ہے یہان کی کافی یعنی قہوہ بہی بہت مشہور ہے۔ سنار بہی اچھی ہوتی ہی۔ عمدہ کافی یمن مین ہوتی ہے اور مخہ سے روانہ کیجاتی ہی اسلئے اوسکو مخہ کا قہوہ بولتے ہین۔ اور مختلف خوشبودار اور گوند دینے والے درخت ہوتے ہین عمان کی سرزمین بہت زرخیز اور سرسبز ہے وہ ملک عرب کا حصہ نہین معلوم ہوتا بلکہ اوسے ہندوستان کا تختہ کہنا چاہیئے۔ یہان کی آبادی کا بڑا حصہ خانہ بدوش ہے اور خصوصًا شمالی ریگستان کے توسب لوگ ایسے ہی ہین اونکو بدوی یا گنوار کہتے ہین۔
پالتو جانور عرب مین اونٹ۔ گھوڑا۔ بکری۔ بھیڑ ہین۔ گھوڑا یہان کا بے مثل ہوتا ہے عرب اوسکو اپنے بچون کی طرح پالتے ہین اور وہ سوائے حضرت سلطان المعظم اور شریف مکہ کے اور کسی کو میسر نہین ہو سکتا۔
تجارت کثرت سے ہوتی ہے قہوہ۔ گوند۔ ادویہ نباتی۔ اور موتی یہان سے دور دور جاتے ہین۔ اور سوداگری ہی پر عربون کی گذران ہے۔ مسقط سے مال تجارتی جہازون پر لدلد کے ہندوستان اور فارس اور افریقہ کے مشرقی ساحل پر جاتا ہے غرضکہ یہ ملک مقدس تجارت کے لئے بہت اچھی جگہہ واقع ہوا ہے۔ خلیج فارس کے مغربی ساحل پر اور جزیرۂ بحرین کے پاس موتی نکالا جاتا ہے۔
اس ملک مین کوئی دریا نہین پس کشتی کس مین چلے لہذا اونٹ کے ذریعہ مال ادہر سے اودہر ہو جاتا ہے اور یہ حضرت ملک عرب کے لئے ایک نعمت خدا داد ہین جنکی اوصاف خداوند کریم بہی خوش ہو کر کلام مجید مین یون فرماتا ہے ""افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت""
بندرگاہ یہان کے۔ مسقط۔ عدن۔ مخہ۔ لحیہ۔ کامران۔ اور جدہ ہین۔ عدن پر

۱۸۳۸ء سے انگریزون کا قبضہ ہے - اور بمبئی سے جو جہاز سوئیز کو جاتے ہین وہ عدن ہی مین مقام کر کے کوئلہ اور پانی لیتے ہین -

ساحل عرب سے ڈیڑہ میل کی فاصلہ پر آبنائے باب المندب مین ایک جزیرہ پیرم انگریزون کے قبضہ مین ہے جسکے قلعہ مین ایک روشنی کا مینار ہے -

بستیان عرب کی - مکہ - مدینہ - عرفات - طائف - ینبوع - اور یمین کا خاص شہر صنعائے ہے جسکی بندرگاہ کو حُدیدہ کہتے ہین -

مکہ ایک درۂ کوہ مین آباد ہے جسکے چارون طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین مکہ کے گرد کوسون تک سبزہ کا نام نہین ہے وہان سے ستر میل طائف ایک مقام ہے جہان سے ترکاریان اور میوے مکہ مین آتے ہین - اور جتنا ٹکڑا زمین کا قابل زراعت وہان تہا بہی وہ شریف مکہ نے اپنے باغ اور مکان کے لئے لیلیا - ۲ دو پہاڑیان صفا - مروہ قرب مکہ مین ارکان حج کے لئے مشہور ہین -

عرب پانی کنوؤن کا پیتے ہین جنمین بہت سے کہاری ہین یا اوس نہر سے جو زبیدہ خاتون ہارون رشید کی ملکہ نے کسی پہاڑی سے لاکر یہان ڈالدی ہے -

مکہ سے اوتر کو ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر مدینہ ہے جسکے گرد میوہ دار درخت ہوتے ہین زمین اگرچہ وہان کی بہی پتھریلی ہے مگر مکہ کیطرح اوسرو بنجر نہین - مکہ مین جاڑے کا نام بہی کسی نے نہین سُنا مگر مدینہ مین خاصی سردی پڑتی ہے - غلہ عرب مین بالکل نہین پیدا ہوتا -

یہ تو ہم نے نقشہ ملک عرب کا آپکو ملاحظہ کرایا اب اگر کوئی بمبئی سے دخانی جہاز مین وہان کی سیر کو روانہ ہو تو کم سے کم آٹھہ ۸ نو ۹ دن مین اور زیادہ سے زیادہ گیارہ ۱۱ بارہ ۱۲ دن مین عدن پہونچیگا یہی وہ جگہہ ہے جسکی نسبت کہتے ہین کہ حضرت ہود علیہ السلام کے وقت مین شداد نے بہشت

بنائی تھی - اوس بہشت کا تو اب پتا نہین رہا مگر دوزخ البتہ موجود ہے یعنی ایک عمیق کھوہ پہاڑ کی ہے جس مین سے ہمیشہ دہوان نکلتا رہتا ہے ایک دفعہ چند مسافر اوسکے پاس چلے گئے تھے کہ وہان کی حدت سے مر گئے اس لئے اوس خوفناک گڑہے کے گرد بڑے فاصلہ سے اونچا احاطہ بنا دیا گیا ہی جسکا دروازہ مقفل رہتا ہے اور بغیر اجازت گورنر کے اوسکے اندر کوئی نہین جانے پاتا - عدن بہت بڑی لبستی ساحل سمندر سے بڑے فاصلہ پر پہاڑ و نین بسی ہے - قلعہ یہان کا بہت مضبوط اور سامان حرب سے آراستہ ہی اور بندرگاہ پر انگریزون کی کوٹھیان ہین -

عدن سے چلکے دوسرے دن جزیرۂ کامران مین پہونچتے ہین یہان برفی زمانہ قرنطینہ کے لئے جہاز کی سواریون کو اوتار لیتے ہین یہان بہی آبادی بہت اور اونچے اونچے مکانات ہین - مگر خبر ہے کہ حضرت امیر المومنین سلطان روم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ حاجیون کی رفع تکلیف کے لئے جدہ کو قرنطینہ کا مقام قرار دینے والے ہین - خدا ایسے شفیق بادشاہ کی عمر مین برکت اور سلطنت کو قوت دے - مصرع - این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد -

کامران سے روانہ ہونے کے ڈہائی تین پہر بعد جہاز کوہ یلملم کے مقابل آجاتا ہے اور معلم جہاز پکار دیتا ہے کہ اب سب لوگ احرام باندہ لین - اس پہاڑ کو جہاز ران دوربینون سے دیکہہ لیتے ہین ورنہ اتنا چھوٹا ہے کہ بسبب فاصلہ کے خالی آنکھہ سے نہین دکھائی دیتا -

دوسرے دن قبل از دوپہر جہاز جدے کے بندرگاہ مین پہونچکے لوگون کو کنارے پر اوتار دیتا ہے - یہان کے گھاٹ پر اٹھارہ آنہ فی کس ادا کرنے سے سلطانی پاسپورٹ ملجاتا ہی اور مسافرون کے مال کی تلاشی لیجاتی ہے اگر کسی کے پاس مال تجارتی یا محصولی ہوگا تو اوسے محصول دینا پڑیگا - ان سب مدارج کے بعد لوگ خوشی بخوشی شہر مین داخل ہوجاتے ہین - یہ ہمارے مقدس عرب کی سرزمین کا پہلا مقام ہے -

وجہ تسمیہ اس شہر کی یہ ہے کہ یہان سے ایک میل کے فاصلہ پر میدان مین حضرت حوّا علیہا السلام کا مزار ہے۔ جدّہ کہتے ہین دادی کو اور جناب حوّا ہم سب کی دادی ہین اسی سبب سے اس مقام کا نام جدّہ ہوا۔ بہشت سے بموجب حکم اللہ جل شانہ کے حضرت حوّا یہان پہونچا دی گئی تہین اور حضرت آدم علیہ السلام کو لنکا مین ڈالا تہا۔ دو سو۲۰۰ یا تین سو۳۰۰ برس تک ان دونون بزرگوارون مین قطعی جدائی رہی کسیکو کسیکے حال کی خبر نہ تہی آخر الامر ایکدن بحکم خداوندی حضرت جبرئیل ع حضرت آدم ع کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ یا حضرت آپکو زمین عرب مین خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم ہوا ہے آپ حضرت جبرئیل کے ہمراہ مکہ کو روانہ ہوئے اور وہان پہونچکر فرشتون کی مدد سے خانہ کعبہ تعمیر کیا اور حجر اسود جسکو بہشت سے جبرئیل امین ساتہہ لائے تہے وہان نصب کیا پہر حضرت جبرئیل نے آپکو مناسک وطواف ومسائل حج تعلیم فرمائے بعد فراغ مراسم طواف آپ حضرت جبرئیل اور ملائکہ کے ساتہہ عرفات گئے اور وہان حج ادا کیا۔ ادہر حضرت حوّا بہی جو حضرت آدم کی جستجو مین اتنی مدت کے بعد جدہ سے نکل کہڑی ہوئی تہین عرفات پہونچگیئن۔ مگر مصائب دنیا اور یہان کی حدّت نے دونون کے چہرون کو ایسا متغیر کردیا تہا کہ ایک نے دوسرے کو نہ پہچانا پس حضرت جبرئیل نے دونون مین تعارف کرایا اسی لئے اس مقام کا نام عرفات ہوا۔

عرفات سے روانہ ہوکر تین میل کے فاصلہ پر دونون صاحبون نے رات کو قیام کیا اُس مقام کا نام مزدلفہ رکہا گیا۔

جدّہ بہت بڑا شہر ہے۔ مکانات چہ چہ ۶ سات سات ۷ منزل کے ہوتے ہین۔ بازار بڑے بڑے اور وسیع ہین اور ہر طرف اور ہر ملک کا اسباب وہان ملسکتا ہے اکثر بازار پٹے ہوے ہین اور ہر وقت چہڑکاؤ ہوا کرتا ہے۔ نان بائیون کی دوکانین بکثرت ہین عمدہ سے عمدہ کہانے ہمیشہ موجود رہتے ہین پراٹہا یہان کا مشہور ہے۔ قہوہ اور چائے فروشون کی دوکانین بہت ہین

اونٹون پر بیٹہنے کے لئے ۲ طرح کی نشست گاہین یہان تیار ہوتی ہین ایک کا نام شغدف ہی جسکی قیمت بارہ ۱۲ روپیہ سے اٹھارہ ۱۸ روپیہ تک ہوتی ہے اور دوسرے کو شبری کہتے ہین جو ایک روپیہ سے ۲ دو روپیہ تک ہوتی ہے - چونکہ جدّہ سے مکہ شریف تک اور وہان سے مدینہ منورہ تک سفر اونٹ ہی پر طی کرنا پڑتا ہی اس لئے شغدف یا شبری اپنے دامون سے خرید کر کرایہ کے اونٹ پر کسوانے پڑتے ہین تعریف انکے کسنے ہی کی ہے اگر عمدہ طور سے کسے جائین گے تو ایسے پہونچو گے جیسے پالکی پر سفر کیا ورنہ چہٹی کا دودھ یاد آجائیگا اوریہ کساوٹ اور راہ کا آرام کچہہ خرچ کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے - کارخانہ جنمین شغدف اور شبری بنائے جاتے ہین جدّہ مین بہت ہین اور اون دونون پر پکی سیاہی سے ۲ دو ۲ جگہہ اپنا نام لکہوا دینا ضرور ہے ورنہ چوری جانی یا بدلجانی کے باعث بڑی تکلیف ہوتی ہے - کیونکہ مکہ اور مدینہ مین لاکہون شغدف اور شبریان باہر شہر کے ایک احاطے مین جمع کر دی جاتی ہین اور جائے قیام پر اونکی سمائی نہین ہو سکتی -

جدّہ مین بہت بڑے بڑے کاریگر ہر قسم کے ہین مثلاً سنگ یشب وغیرہ کے کاٹنے اور اون سے تلوار و پیش قبض کے قبضہ اور دستہ بنانیوالے اور اونکی سلائی کو خراد پر اوتارنیوالے اور لکڑی پر منبت کاری کرنے والے -

مسجدین بہی جدہ مین بہت ہین عرب مین اذان دینے کا طریقہ ہندوستان سے جدا ہی وہ طرز یہین سے شروع ہو جاتا ہے - مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر بہت کشش سے کہکر خاموش ہو جاتا ہی - پہر چند منٹ کے بعد اوسی طرح کہینچ تان کر اوس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا - یون ہی منٹون کا وقفہ دے دیکر ہر کلمہ اذان کو ادا کیا - دوسری بات یہ ہی کہ پہلی دفعہ شمال مین کہڑے ہو کر کہا ہی تو دوسری بار جنوب مین جا کر کہیگا اور پہر پورب اور پچہم مین - غرضکہ اوسکو ایک جگہہ قرار نہین ہوتا اور اذان بہت دیر مین تمام ہوتی ہے -

کنوئین سارے شہر کے کہاری ہین- بارش کا پانی پیا جاتا ہی- لہذا پانی مین یہان بہت دام خرچ کرنا پڑتے ہین- ایک روپیہ کی مشک آتی ہے جسے سات آدمی احتیاط کے ساتھہ پئین تو ایک دن مین پی جاتی ہین- مکانات کا کرایہ بہی مہنگا ہے-

جدہ کی شہر پناہ پختہ مع چند دروازون کے ہی اور ہر پہاٹک پر سپاہیون کا پہرہ رہتا ہے اور شہر مین کبہی کیلی کا کہٹکا نہین ہوتا ڈاکہ اور چوری تو درکنار- شب وروز دوکانین اور مکانونکے دروازہ کہلے پڑے رہتے ہین بیرون شہر قریب آبادی ایک سلطانی قلعہ بہی ہے اور اوسی کے متصل صاحب قنصل جدہ کی کوٹہی ہے- جدہ سے مکہ چالیس ۴۰ میل ہے-

جدہ سے مطوفان خانہ کعبہ کے نائب ساتھہ ہو جاتے ہین- وہان سے مکہ تک پہاڑ رستہ کے دونون طرف چلے گئے ہین- ایسا معلوم ہوتا ہی کہ راہ کی حفاظت کے لئے قدرت نے دائین بائین فصیل بنا رکہی ہے اور راستہ کی چوڑائی ہر جگہہ یکسان نہین ہی کہین نصف میل کہین پاؤ میل کہین اس سے بہی کم و بیش- اور زمین بہی راہ کی ناہموار اور پہاڑی ہی- سرراہ تین۳ تین۳ کوس پر ایک ایک چوکی سوارون کی ہے اور ہر چوکی کے سامنے ایک دوکان قہوہ کی ہوتی ہے- چونکہ سفر یہان رات کو ہوتا ہے اور دن بہر کہین مقام کر دیتے ہین اسلئے چوکی اور دوکانون پر رات بہر خوب روشنی رہتی ہے لالٹینین صبح تک روشن رہتی ہین-

جدہ سے چلکر صبح مقام ہدہ پر ہوتی ہے جہان بہت سے چہپر حاجیون کے اوترنے کے لئے پڑے رہتے ہین- یہان ایک بڑی مسجد پختہ بہی ہی مگر پانی بارش کا اور گران ملتا ہے- اس گانون کی آبادی قافلہ کی فرودگاہ سے دور ہے-

ہدہ سے قریب شام کے روانہ ہو کر صبح ہوتے ہوتے مکہ کے قریب جا پہونچتے ہین شہر سے تین میل کے فاصلہ پر لمبی لمبی سیڑہیان بنی ہین وہان تک تمام مطوف قافلہ کی پیشوائی کو

آتے ہین اور سب لوگ اپنے اپنے اونٹون سے اوترکر حرم شریف کی تعظیم کے باعث پاپیادہ ہولیتے ہین البتہ جو بیماری یا ضعف کے باعث معذور ہو اوسکا اونٹ پر بیٹھا رہنا کوئی مضائقہ کی بات نہین ہے مکانات مکہ مین بہت گران کرایہ پر ملتے ہین۔

تعمیر خانہ کعبہ

(۱) خانہ کعبہ کو پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے تعمیر کیا اور وہ عمارت طوفان حضرت نوح علیہ السّلام تک قائم رہی۔ طوفان مین عمارت تو منہدم ہوگئی مگر حجر اسود کو جبریل ع نے جبل ابوقبیس مین قریب خانہ کعبہ حفاظت سے رکھدیا تھا بعد فرو ہوجانے طوفان کے کعبہ کے مقام پر ایک ٹیلہ سُرخ رنگ کا نمودار ہوگیا تھا۔

(۲) پھر اونھین بنیادون پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی مدد سے بحکم خدا کعبہ کو بنایا۔ اور جس پتھر پر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السّلام کام کرتے تھے وہ ابھی تک وہان موجود ہے جسے مقام ابراہیم علیہ السّلام کہتے ہین۔ یہ مقام آنحضرتؐ کے وقت مین متصل خانہ کعبہ تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مین بھی وہین رہا۔ مگر جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تنگی مطاف کے باعث اوسکو وہان سے اوٹھواکر اسکی پہلی جگہہ کے مقابل مطاف کی حد پر رکھوا دیا ہے چنانچہ جب سے آجتک اوسی جگہہ ہے۔ جبریل ع امین کے بتانے سے جناب خلیل علیہ السلام نے حجر اسود کو بھی رکن شرقی مین رکھدیا۔

(۳) جب ایک پہاڑی نالہ کے ادہر آجانے کے باعث وہ عمارت بھی منہدم ہوگئی تو عرب کے ایک قبیلہ جُرہُم نے اوسے جون کا تون بنا دیا۔

(۴) پھر وہ عمارت بھی گری اور چوتھی بار قوم عمالیق نے جو ایک قبیلہ بنی حمیر کا تھا اوسے تعمیر کیا۔

(۵) پانچوین دفعہ قصی بن کلاب نے اوسے بنایا اور اوسپر غلاف سیاہ ڈالا یہ عمارت آنحضرتؐ کی وقت بارہ۱۲ برس کی عمر تک قایم رہی اوسوقت ایک عورت پردہ کے پاس کھڑی ہوئی بخور جلارہی تہی کہ پردہ مین آگ لگی اور تمام عمارت جلگئی۔

(۶) پہر اہل قریش نے خانہ کعبہ کو بنایا مگر کچھ تصرف کردئے۔ اور وہی صورت حضرت عمر فاروق رضؓ کے زمانہ تک قایم رہی یعنی دایرہ مطاف ہی حد حرم تہا اور آمد و رفت باب بنی شیبہ سے ہوتی تہی جسے اب باب السلام کہتے ہین۔ حضرت عمر رضؓ نے ۱۴ سنہ ھ مین مطاف کے گرد کے مکان لوگون سے مول لیکے صحن حرم بڑہادیا اور گرد اوسکے قد آدم دیوار کھڑی کردی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اور مکان خرید کے صحن کو کشادہ کیا۔

(۷) عبداللہ بن زبیر نے اپنے عہد مین بدستور قدیم خانہ کعبہ کو بنایا اور حطیم کی زمین کو پہر اندر لیلیا۔ اور ۲ دو دروازے زمین کی برابر بناکے بہرت کو اندر سے نکالدیا۔ ۲۷ رجب ۶۴ سنہ ھ کو یہ عمارت تیار ہوچکی۔ اور گرد حرم کے مکان خرید کے مسجد الحرام مین شامل کردئے۔

(۸) اونکے بعد بنی اُمیّہ کا دور ہوا حجاج بن یوسف نائب عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر کی عمارت کو ناپسند کرکے بناے قریش پر بنادیا پورب کی طرف صرف ایک دروازہ رکہا اور اندر سے قد آدم بہرت کرکے دروازہ کو اونچا کردیا۔ اور چہت اور کواڑ ساج کی لکڑی کے بناے اور حطیم کی زمین کو باہر کردیا۔ یہ تعمیر ۷۴ سنہ ھ مین ہوئی۔ پہر ولید بن عبدالملک نے صحن بڑہایا۔ بعد ازان ابوجعفر منصور نے ایکدفعہ ۱۶۰ سنہ ھ مین اور دوبارہ ۱۶۷ سنہ ھ مین صحن کو بڑہایا اور ۱۶۹ سنہ ھ مین اوسکی تعمیر ختم ہوئی۔ پہر معتضد عباسی نے صحن کو بڑہایا اور محلہ دار الندوہ کو حرم مین داخل کرکے ایک دروازہ قایم کیا جسکا نام باب الزیادہ رکہا۔ چنانچہ یہ تعمیر حجاج بن یوسف کی سلطان مراد خان بن احمد خان سلطان روم کے عہد تک قایم رہی۔

(۹) سلطان مراد خان اول کے زمانہ مین باب ابراہیم ؑ کے قریب ایک رباط مین آگ لگی اور سارا حرم جلگیا تو سلطان ممدوح نے از سر نو تعمیر کرایا اور سوا اوس گوشہ کے جسمین حجر اسود لگا ہے موافق بنیاد حجاج بن یوسف کے بنا دیا۔ فرش اور دیوارون مین سنگ مرمر لگا دیا۔ اور دیوارون پر آیات قرآنی خوشخط کندہ کرائی گیئین۔ اور اندر خانہ کعبہ مین دو ستون صندل کے بہت موٹے منبت کاری کے اور منقش لگوا دئے۔ اور دونون طرف کی دیوار عرضی تک ان دونون صندل کے ستونون پر ہوتا ہوا ایک چاندی کا لٹھا ڈہلا ہوا رکہا ہے جو دو فٹ گول ہے اوسمین بہت موٹی موٹی چاندی کی زنجیرین بطور لہرئے کے لٹکا دی ہین جنمین سونے کے ظروف مثل عود سوز و روشنی کے لٹکتے ہین۔

ساج کی لکڑی کے کواڑون پر چاندی کے پترے چاندی کی کیلون سے جڑے ہوئے ہین اور سب پر سونیکا ملمع ہے۔ اور چہت پر ایک پرنالہ گز بہر لمبا اور ایک بالشت چوڑا سونیکا لگا ہے جسکو میزاب رحمت کہتے ہین۔ اور کلام مجید کی آیتین بہی اوسپر کندہ ہین پانی اس پرنالہ کا حطیم مین ایک سیاہ پتہر پر پڑتا ہے جسکے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام مدفون ہین۔

خانہ کعبہ کی دیوارین باہر سے سنگ سرخ اور چونے کی ہین۔ بیرونی دیوارون سے لگا کے گرداگرد خانہ کعبہ کے سنگ مرمر کا فرش ہے جسکو مطاف یعنی طواف کی جگہہ کہتے ہین۔ حطیم مین بہی جو مطاف سے ملی ہوئی ہے سنگ مرمر لگا ہے۔ اور حطیم کے گرد بہی سنگ مرمر کی دیوار بشکل نصف دائرہ بلندی مین آدمی کے سینہ تک اور آثار مین ایک ہاتہ بنائی ہے۔ اور اوس دائرہ کے دونون طرف دیوار کعبہ سے ملے ہوئے آمد و رفت کے دو دروازے ہین۔

وہ دروازہ جو ابتدا حد مطاف تہا اور جسے اب باب السلام کہتے ہین تمام و کمال سنگ مرمر کا ہی۔ دو پایون پر ایک محراب بہت بڑی اور خوشنما رکہی ہوئی ہے اور کواڑ اوسمین نہین ہین۔

باب السلام کے پاس ہی ایک ممبر بہت شاندار اور عجیب خوبی کا بالکل سنگ مرمر سے بنا ہوا ہی جسمین ۲۱- سیڑھیان چار چار فٹ لمبی اور ایک ایک فٹ چوڑی ہین اوپر کی سیڑہی لمبائی کی مربع ہے اور ہر سیڑہی کے دائین بائین ایک دیوار ایک ہاتھ اونچی بطور کٹھرے کے ہی- اوپر کی سیڑہی پر ایک گنبد ہے اور نیچے کی سیڑھی کے پاس دروازہ معہ کواڑون کی ہے- اسپر خطبہ پڑہا جاتا ہی- یہ ممبر ۳۱ برس مین بڑی کاریگری سے بنایا گیا ہی یعنی ہمیشہ دن کے بارہ بجے پر ۲۰ منٹ جاکی خطبہ پڑہا جاتا ہی چاہے کوئی موسم ہو اسوقت اوس چہتری یعنی گنبد کا سایہ خطیب پر ہوتا ہی کیا مجال جو اوسپر ذرا بہی دہوپ پڑ جائے- اللہ اکبر کیا صنعت ہے ہم روضہ تاجگنج کے کتبہ پر عش عش کرتے تہے کہ جیسا حرف برابر کا پڑہا جاتا ہے ویسا ہی تین سو فٹ بلندی کا نظر پڑتا ہے یہ اوس سے بہی بڑہ گئی کہ اوستاد نے وقت اور سورج کی رفتار کو قبضہ مین کیا ہے- سبحان اللہ-

اس ممبر کے قریب ہی مقام ابراہیم ع ہے یعنی جس پتھر پر حضرت ابراہیم ع نے کہڑے ہو کر خانہ کعبہ کو بنایا ہے وہ یہان پر ایک صندوق مین رکھا ہوا ہے- اور زمین پر سنگ مرمر کا حوض بنا کے صندوق کو اوسمین اوتار دیا ہی- اور حوض کے چارون کونون پر چار چوبی ستون کہڑے کر کے اوپر لکڑی کا گنبد بنایا ہی جسکی چہت پر لاجوردی منقش کام ہے اور چہت شیشے کی ہے- اور چارون درون مین چار ٹٹیان جالی دار ہشت دہات کی لگی ہین- مقام ابراہیم ع کے قریب ہی چاہ زمزم ہے-

میدان مطاف کے گرد بطور حد کے ۳۸ ستون ہشت دہاتی ڈہلی ہوئے کہڑے کردئے ہین اور ہر ستون سے دوسرے ستون تک اوپر کے سرون پر لوہے کی سلاخین لگادی ہین جن پر دو دو ستونون کے درمیان سات سات ہانڈیان روشنی کے لئے آہنی کنڈون مین لٹکتی ہین یہ ستون اسبات کو بہی بتاتے ہین کہ پہلے حد حرم یہین تک تہی-

ان ستونون سے ملا ہوا باہر کیطرف چبوترہ سنگ خارا کا ہے جسکے اوپر سنگ مرمر کا فرش ہی اوسکی چوڑائی مطاف کے برابر اور اونچائی تین طرف ایک بالشت اور چوتھی طرف جدہر دروازہ خانہ کعبہ ہے برابر صحن مطاف کے ہے۔ یہ چبوترہ یہ بات بتاتا ہے کہ حضرت عمر رضؓ نے یہان تک زمین بڑہائی تھی۔ اسی چبوترہ پر حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی چارون مصلّے ہین۔

حنفی مصلے پر دو دالان آگے پیچھے تین۳ تین۳ محرابون کے ہین اور سب محرابین اونکی ۹۰ ہین اور بجانب خانہ کعبہ کھلی ہوئی ہین۔ اور دائین بائین ہر دالان کے ایک ایک محراب دونون طرف کے صحن کی جانب کھلی ہے۔ ہر ایک دالان مین علاوہ امام کے د۲و د۲و صفین بیس۲ بیس۲ آدمیون کی کھڑی ہو سکتی ہین یہ مصلّٰی دو منزلہ ہے اوپر کی منزل پر ایک وسیع کمرہ ہے اوسمین بھی جماعت کی صفین ہوتی ہین اور امام کے اوپر کی چھت کٹی ہوئی ہے جسمین آہنی جنگلہ لگا ہے اوس جنگلہ مین سے امام کی آواز سنکر اوپر کے مکبّر جو تین ہوتے ہین تکبیر کہتے ہین۔ پہلے ابو جہل کی کچہری اسی جگہہ تھی اور اوسکے رہنے کا مکان حرم شریف کے باہر تھا وہان اب ساکنان حرم کا پائخانہ ہے۔ اوسکے مکان کی مرمت ہوتی رہتی ہے اور وہ اپنی ہئیت قدیم پر قایم رکھا گیا ہے۔ اور زمانہ جہالت مین جو بت خانہ کعبہ کے اندر رکھے ہوئے تھے وہ توڑ پھوڑ کے ادہر ہی دروازہ حرم شریف پر بطور سیڑہیون کے اوندہے ڈال رکھے ہین لوگ انپر جوتے پہنے گذرتے ہین۔

اور باقی مصلون کی صورت یہ ہے کہ چار چار ستون پتھر کے ایک مربع قطعہ کے چارون کونون پر استادہ ہین اور اونپر لکڑی کا پٹاؤ بطور گنبد کے رنگ برنگ کا ہو رہا ہے ہر ایک مصلے پر سوائے امام کے آٹھہ آٹھہ آدمیون کی د۲و د۲و صفین ہو سکتی ہین۔

اس چبوترہ کے اوسطرف وہ زمینین ہین جو بعد حضرت عمر رضؓ کے لوگون نے خانہ کعبہ مین ملائین مگر اونکی کوئی علامت نہین بنائی گئی کیونکہ جہان جسکو جتنی زمین میسر ہوئی اوسنے اودہر ہی

کھینچ تان کے خانہ کعبہ کو بڑہا دیا ہے۔

واضح ہو کہ چارون طرف جہان خانہ کعبہ مین زمین مربع پائی ہے اوسکو صحن قرار دیکر حاشیہ پر دالان در دالان ایک بالشت کرسی کے بنا ڈالے ہین اور کہین تین تین اور چار چار دالان آگے پیچھے ہین۔ ستون اونکے ایک ڈال اور ایک قسم کے یکسان ہین بلندی ۱۵ فٹ اور موٹائی ۲ فٹ کے قریب ہے۔ اور محرابین بہی ۱۵ فٹ اونچی ہین پس ہر ورانتہاے محراب سے زمین تک دش گز بلند ہے۔ اور ہر دالان مین چار چار ستونون کی محرابون پر لداؤ بطور گنبد کے کیا ہے جس سے سیکڑون برجیان خوشنما چہت پر معلوم ہوتی ہین۔ اور پچہلے دالانون مین اکثر جگہہ حجرے یا کمرے علماء اور مطوفون کے لئے ہین اونمین سے اکثر حجرے دومنزلے ہین اور دونون منزلون کے دروازے حرم شریف کے دالانون کے دروازون کی طرف ہین تاکہ جماعت کے وقت ہر جگہہ کے آدمی وہین نماز پڑہ لین۔ یہان تک جس تعمیر کا ذکر ہوا وہ پہلی ہے۔

اب سلطان المعظم نے حرم شریف کے چارون طرف ۲ دومنزلے اور سہ منزلے مدرسے بنوا دیئے ہین جنکے دروازے باہر وار کو بہی ہین اور حرم شریف کی طرف بہی۔ پہر ایک احاطہ حرم کے گرد کہنچوا کے اوسمین چالیس ۴۰ دروازے آمد و رفت کے لئے رکہے ہین اس احاطے کے چارون کونون پر ا اور باب النبی پر ا اور باب القاضی پر اور باب الزیادہ پر ایک ایک سہ منزلہ مینار اذان کے لئے ہے۔ ان ساتون منارون کی ہر منزل پر ایک ایک گز چوڑا حلقہ لگا کے آہنی جنگلہ لگا دیا ہے اوسمین قندیلین رکہنے کی جگہین بنی ہوئی ہین۔ حرم شریف کی چہت سے ان منارون پر جاتے ہین اور ۱۲ موذن اون پر اذانین دیتے ہین

دروازون سے لگا کے چارون طرف چند راستے صحن مین سڑک کے طور پر نونو فٹ

چوڑے اور ایک بالشت اونچے سنگ خارا کے دالانون کے آگے بنے ہین اور یہ راستے مطاف تک چلے گئے ہین پس ان راستون کے درمیان کی ایک بالشت نیچی زمینین چمن کی کیاریان معلوم ہوتی ہین جنمین رنگ برنگ کی کنکریان کٹی ہوئی ہین اور وہ راستے بطور روشون کے ہوگئے ہین ان نشیبی قطعات مین تین تین درخت کہجور کے قد آدم سے زیادہ اونچے لگے ہین [لگے] ہمنے اسلئے کہا کہ نظر سے جا ہے اونکو کتنے ہی پاس سے دیکھو وہ قدرتی معلوم ہونگے البتہ چھونے سے خبر ہوگی کہ لوہے کے ہین] غرض اونکے نصب کرنے سے یہ ہی کہ دنکو سبزہ آنکھون کے سامنے رہے اور رات کو اونمین قندیلین لٹکا دی جائین۔

مخفی نہ رہے کہ حرم شریف کی چارون دیوارین ایک دوسرے کے محاذی نہین ہین اسلئے دروازون کی تقسیمین سمتون کے لحاظ سے نہین ہوسکتین البتہ چارون مصلے ایک ایک دیوار کی طرف ہین اسلئے ہم مصلون کے ساتھہ دروازون کو بیان کرتے ہین۔

شافعی مصلے کے پیچھے اور محاذی باب خانہ کعبہ پانچ دروازہ یہ ہین۔

باب السّلام تین در کا ہے۔ باب النبی دو در کا ہے۔ باب العباس تین در کا۔ باب العلی تین در کا۔ اور ایک دروازہ چھوٹا سا ایک در کا باب النبی اور باب السّلام کے درمیان ہے۔

حنبلی مصلے کے پیچھے سات دروازے ہین جن کے نام یہ ہین۔

باب الصفا پانچ در کا بہت بڑا دروازہ ہے اس سے بڑا دروازہ حرم شریف مین کوئی نہین اوسکے سامنے کوہ صفا واقع ہے۔ باب الجیاد تین در کا۔ باب الشریف دو در کا ہے۔

باب الحاکم دو در ہ۔ باب اجہانی کے بہی دو در ہین۔ باب النعوش کے دو در ہین اور اوسپہ دو مینار سبز ہین جنکو میلین اخضرین کہتے ہین۔ ایک دروازہ متوسط درجہ کا باز اکیط فہ ہے

مالکی مصلے کے پیچھے چھہ دروازے ہین تین بڑے اور تین چھوٹے۔ تین بڑے

دروازون کے نام یہ ہین۔ باب الوداع بہت بڑا ہے مگر درو وہی ہین۔ باب ابراہیم ؑ کی عمارت بہت عالی شان ہے مگر در ایک ہی ہے اور بڑا نامی دروازہ ہے۔ باب العمرہ بھی بہت مشہور دروازہ ہے۔

حنفی مصلے کے پیچھے سات دروازے ہین تین بڑے اور چار چھوٹے۔ باہر ان دروازون کے محلہ شامیان ہے باب الزیادہ تین در کا جسکے بغل مین باب القطبی ہے باب الباسطیہ بڑا ہے مگر ایک در کا۔ باب العتیق بھی ایک در کا اور بڑا ہے۔

محکمہ قاضی کے پاس کا دروازہ باب القاضی اور باب الرباط ایک رباط کی طرف ہے۔ اور بازار سویقہ کے پاس کے دروازہ کو باب السویقہ کہتے ہین۔

کعبہ کی چھت کا پانی جو میزاب رحمت سے نیچے گرتا ہے اوسے خدام لوگ شیشون مین بھر لیتے ہین اور بطور تبرک کے بیچتے ہین اور صحن کے پانی کے نکاس کے لئے جابجا پتھر کی جالیان لگی ہوئی ہین اونمین سے نیچے ہی نیچے نکلجاتا ہے۔ فصیل کعبہ پر ۱۳۵۲ کنگورے ہین۔

مکہ شریف کے مشہور بازارون کے نام۔ سویقہ۔ صفامروہ۔ باب ابراہیم۔ یک رویہ۔ سوے عرفات۔ سوے جنت المعلا۔ صرافہ سوے عمرہ و مدینہ منورہ۔ علاوہ انکے ہر گلی کوچہ بازار ہے اور کوئی چیز دنیا کی ایسی نہین جو وہان نہ ملتی ہو ماشا اللہ بڑا پررونق شہر ہے۔

دیگر زیارت گاہین جو مکہ معظمہ مین ہین

(۱) مکان مولد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ جائے مقدس بیت اللہ سے پانچ سو قدم کے فاصلہ پر واقع ہے اسکے تین طرف تین تین محرابین اور چوتھی طرف دو محرابین ہین

حضور کی جائے ظہور کے گرد کٹہرا لگا ہی اور اوپر برجی بنی ہے۔ یہ مکان حضرت عبد اللہ آپکے والد بزرگوار کا ہے۔

(۲) مکان سکونت آنحضرت صلعم جسمین جناب فاطمہؓ پیدا ہوئین یہ ایک دالان در دالان ہے اوران دالانون کے بازو پر ایک لمبا کمرہ ہے اس کمرہ مین جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی ہین۔ اوس مقام کے گرد بہی کٹہرا لگا ہے اور اوپر برجی ہے۔ اور کمرے کے سرہانے کی طرف حضرت فاطمہؓ کی چکی دہری ہے مگر اب اوسکے نیچے کا پاٹ رہگیا ہے۔ اور اس کمرہ کی دروازہ کے مقابل دوسری طرف آنحضرتؐ کے بیٹھنے کا حجرہ ہے۔ یہ مکان حضرت خدیجہؓ کا ہی بعد شادی کے آپ یہان آن رہے تھے۔

(۳) مکان پیدائش حضرت علی کرم اللہ وجہ۔ یہ بہی دالان در دالان ہے مگر بہت لمبے چوڑے اور اونچے۔ اندر کے ایک دالان کے گوشہ مین آپکے پیدا ہونیکی جگہہ ہے جسکے ایک طرف دیوار اور تین طرف کٹہرا ہی۔ یہ تینون مکان پاس پاس محلہ تقی مین نیلام گاہ یعنی مکان حراج کے قریب ہین۔

آنحضرتؐ کے مکان اور حرم شریف کے درمیان ایک چھوٹا سا بازار انگوٹھی بنانیوالونکا ہی اوسمین ایک پتھر ہے جسنے آنحضرتؐ سے باتین کی تہین اور اوسی کے پاس آپکی کہنی کا نشان ہے ان دونون کی بہی زیارت ہوتی ہے۔

(۴) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی بزازی کی دوکان۔ وہ مکانات مذکورہ بالا اور حرم شریف کے درمیان ہے۔ ایک دالان جسکے دائین بائین حجرے ہین اور آیات قرآنی سنہری حرفون مین جابجا دیوارون پر لکہی ہین۔

(۵) مکان پیدائش ابوبکر۔ بیت اللہ سے ایک میل کے فاصلہ پر محلہ مسفلہ مین واقع ہے

جسکے دو احاطے ہین باہر کے احاطے مین صرف میدان ہے اور اندر کے احاطے مین آپکی جاے ولادت ہے جسکے گرد کٹھرا اور اوپر برجی ہے۔ اوس کے آگے ایک وسیع چبوترہ اور چبوترہ کے نیچے چمن ہین اور چمن کے گرد اور خانہ داری کے مکانات ہین۔

(۶) مکان حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ بیت اللہ سے مغرب کی طرف نصف میل کے فاصلہ پر جبل عمر پر واقع ہے اور مکان صدیق اکبرؓ اسکے سامنے ہے۔ جبل عمر کی بلندی ایک میل ہوگی اوسکے اوپر ایک چبوترہ مربع جاے ولادت آپکی ہے۔ اوس پہاڑ کے دامن مین محلہ جبل عمر آبادہی۔

(۷) جبل ابوقبیس یہ پہاڑ حرم شریف کے قریب ایک میل بلند ہے یہان معجزہ شق القمر ہوا تہا اوس جگہہ ایک قناتی مسجد بنادی ہے اور اس مسجد کے پاس ایک اور پختہ مسجد تین گنبد کی کسی بمبئی والے کی تعمیر سے ہے۔

مزارات بیرون شہر

مکہ سے کوس بہر کے فاصلہ پر سڑک کے ادہر اودہر دو پختہ احاطے دو تین کوس کے گرد مین بنے ہوئے ہین اور جنت المعلاۃ کہلاتے ہین۔ انہین مزار بی بی آمنہ۔ مزار حضرت خدیجہؓ مزار بی بی اسماء بنت حضرت ابوبکرؓ۔ مزار حضرت عبدالرحمٰنؓ بن حضرت ابوبکرؓ مزار عبداللہؓ ابن زبیر جو عشرہ مبشرہ مین ہین۔ مزار محمود شبلی و مزار سید عبدروس جو اولیاء اللہ ہین اور دو پختہ قبرین سڑک کے ادہر اودہر اور ہین۔ علاوہ ان مزارات کے ان دونون احاطون مین اور بہی بہت سی قبرین ہین۔

اور ان احاطون کی حدود سے باہر پہاڑ کی طرف مزارات حضرات ابوطالب و عبدالمطلب و عبدمناف ہین۔

عمرہ و مدینہ کے رستہ مین بیرون شہر جو مزارات ہین

مزار شیخ محمود ابن ابراہیم ادہمؒ - مزار عبد اللہ بن حضرت عمرؓ - مزار حضرت میمونہؓ زوجہ رسول اللہ - جبل نور ایک پہاڑ مکہ سے تین کوس ہے جہان سورہ الم نشرح اور اقرا نازل ہوئین - جبل ثور مین غار حرا ہے جسمین آنحضرتؐ معہ صدیق اکبرؓ کے ہجرت کرنے کے وقت پوشیدہ ہوئے تھے -

علاوہ انکے اور مقامات بھی زیارات کے ہین مگر یہ مشہور مزارات اور مکانات لکھے گئے -

مکانات شہر مکہ کے بالکل پختہ چھ۶ چھ۶ اور سات سات منزل کی ہین اور وہ منزلہ سے کوئی کم نہین - مسجدین شہر بھر مین بارہ۱۲ تیرہ۱۳ ہونگی کیونکہ حرم شریف مین نماز پڑھنا موجب سعادت دارین ہے -

شہر مین ۵۱ رباطین یعنے سرائین ہین - سلطانی ۴ - اہل عرب کی بنائی ہوئی ۱۲ - ہندوستانیون کی تعمیر کردہ ۳۵ ہین -

دو لنگر خانے ایک سلطانی اور دوسرا مصری ہے جنمین سے دونون وقت محتاجون کو کھانا ملتا ہے اور عمدہ عمدہ کھانے ہوتے ہین -

شہر لمبا آباد ہے یعنے چوڑائی بہت کم ہے - عمارتین اور حمام اور رباطین بکثرت ہین -

جبل عرفات مکے سے نو کوس ہے وہین حج ہوتا ہے اثنائے راہ مین مکہ سے تین کوس چلکر ایک مقام منا ملتا ہے جہان رات بھر قیام کرتے ہین کیفیت وہان کی یہ ہے

کہ تعمیرات پختہ اور بلند دو منزلی اور سہ منزلی بنی ہوئی ہین- یہ مکانات ایام حج مین آباد ہوجاتی ہین اور باقی سال بھر خالی پڑے رہتے ہین- زیارات یہان کی یہ ہین-

(۱) مذبح حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک پہاڑی پر ہے اور اوسی کے پاس ایک غار قد آدم نیچا ہے جسمین حضرت ابراہیمؑ عبادت کیا کرتے تھے-

(۲) مسجد الکوثر ایک مختصر سی مسجد ہے یہان سورۂ کوثر نازل ہوئی تھی-

(۳) مسجد الخیر یا مسجد حضرت آدمؑ بہت بڑی مسجد ہے اسمین نشتر نبیون نے علاوہ آنحضرت کے عبادت کی ہے وہ مقام وسط مسجد مین ایک برج کے نیچے واقع ہے-

(۴) مسجد المرسلات- مسجد الخیر کے پیچھے ویرانہ مین ہے اس مسجد مین سورۂ مرسلات نازل ہوئی تھی-

منا مین رات بھر حاجیون کا مقام رہتا ہے صبح کو عرفات کی طرف روانہ ہوتے ہین- جبل عرفات ایک مربع پہاڑ چارون طرف سے ترشا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر قدرتی صورت اوسکی یہی ہے اوسپر ایک مسجد ہے- بلندی اس پہاڑ کی زیادہ نہین ہے اوسکے گرد و نواح مین اوس سے اونچے اونچے پہاڑ ہین مگر بزرگی خدا نے اسی کو دی ہے- سامنے اوسکے کوسون تک وسیع میدان چلا گیا ہے جسے میدان عرفات کہتے ہین- نہر زبیدہ پتھرون سے ڈھکی ہوئی اسی میدان مین جاری ہے حجاج اوسکے کنارون پر اوترپڑتے ہین اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے تو پتھر اوٹھا کرلے لیتے ہین اور اپنی حاجت رفع کرکے پھر ڈھکدیتے ہین دو تالاب پختہ اور تین چار حوض پہاڑ کے نیچے واقع ہین وہ بھی اوسدن نہر کے پانی سے لبالب کردئے جاتے ہین- اسی میدان مین نہر کے اسطرف ایک بہت بڑی مسجد ہے جسے حضرت آدم کی مسجد کہتے ہین- ۹ ذی الحجہ کو قاضی صاحب عصر کی نماز اول وقت پڑھ کے پہاڑ پر

چلے جاتے ہین۔ اور اسی مسجد کے دروازہ کے سامنے ناقہ پر سوار ہوکر خطبہ پڑھتے ہین۔ اور چند آدمی جھنڈیان ہاتھون مین لیکر ناقہ کے گرد کھڑے ہوجاتے ہین۔ گرداگرد پہاڑون اور میدانون مین لاکھون آدمی ہوتے ہین۔ خطبہ مین لفظ لبیک باربار آتا ہی جہان وہ آیا جھنڈی والے جھنڈیان ہلادیتے ہین اور سب لوگ لبیک لبیک کہنے لگتے ہین۔ جب جھنڈیان نیچی ہوتی ہین تو خاموشی طاری ہوجاتی ہے اور یہی کیفیت تاغروب آفتاب رہتی ہے خطبہ کے بعد لوگ مزدلفہ روانہ ہوجاتے ہین رات کو عرفات مین قیام کا حکم نہین۔ یہ مقام عرفات سے تین کوس ہے۔

مزدلفہ کے پاس وادی محسر ہے اوس سے قافلہ بہت جلد گذر جاتا ہے آنحضرتؐ ہمیشہ حج کے بعد شب بھر وہان قیام کرکے عبادت کرتے تھے اور صبح کو خطبہ پڑھ کی منا کو تشریف لیجاتے تھے۔ یہان ایک چھوٹی سی مسجد ہے جسکے آگے نہر زبیدہ روان ہی اور یہ مقام بہت سرسبز اور شاداب ہے۔

مزدلفہ سے چلکے پھر منا مین آجاتے ہین جو وہان سے تین کوس ہے اور منا ہی مین احرام کھولکر قربانی ہوتی ہے۔ اور شیاطین پر کنکریان ماری جاتی ہین۔

بارہوین ذی الحجہ کو پھر احرام باندہ کے اور مکہ معظمہ مین طواف وسعی صفا ومروہ کرکے فرودگاہ پر آجاتے ہین اور احرام کھولڈالتے ہین۔

اب تیاری مدینہ منورہ روانہ ہونیکی ہوتی ہے جو مکہ شریف سے بارہ منزل ہے نام منزلون کے حسب ذیل ہین۔

(۱) وادی فاطمہ۔ یہان آب شیرین کی نہر ہے پانی مفت ملجاتا ہے۔

(۲) بیر عصفان۔ یہ چار کوئین میٹھے پانی کے ہین جتنا پانی چاہو لیلو۔

(۳) منتوکا۔ یہان میٹھا پانی دور ہے بدو لاکر بیچتے ہین۔

(۴) گدیمہ یعنی قدیمہ۔ یہان بہی پانی قیمت سے ملتاہی اگرچہ ۵ اکنوئین میٹھی ہین۔

(۵) رابق۔ سمندر کے کنارے پر ہی سلطانی قلعہ مین فوج رہتی ہے۔ پانی کہاری بکتاہی مگر دور سے میٹھا پانی بہی گران قیمت پر آسکتا ہے۔

(۶) بیر ستورہ۔ پانی کنوؤن کا گدلا ہی مگر مفت ملجاتا ہے۔

(۷) بیر الشیخ۔ یہ ایک کنوان گدلے پانی کا ہے۔

(۸) بیر احسان یا بینار بن حصانی۔ یہان گدلا پانی مفت ملجاتا ہے۔

(۹) آبیار خلط۔ پانی شیرین ہے۔

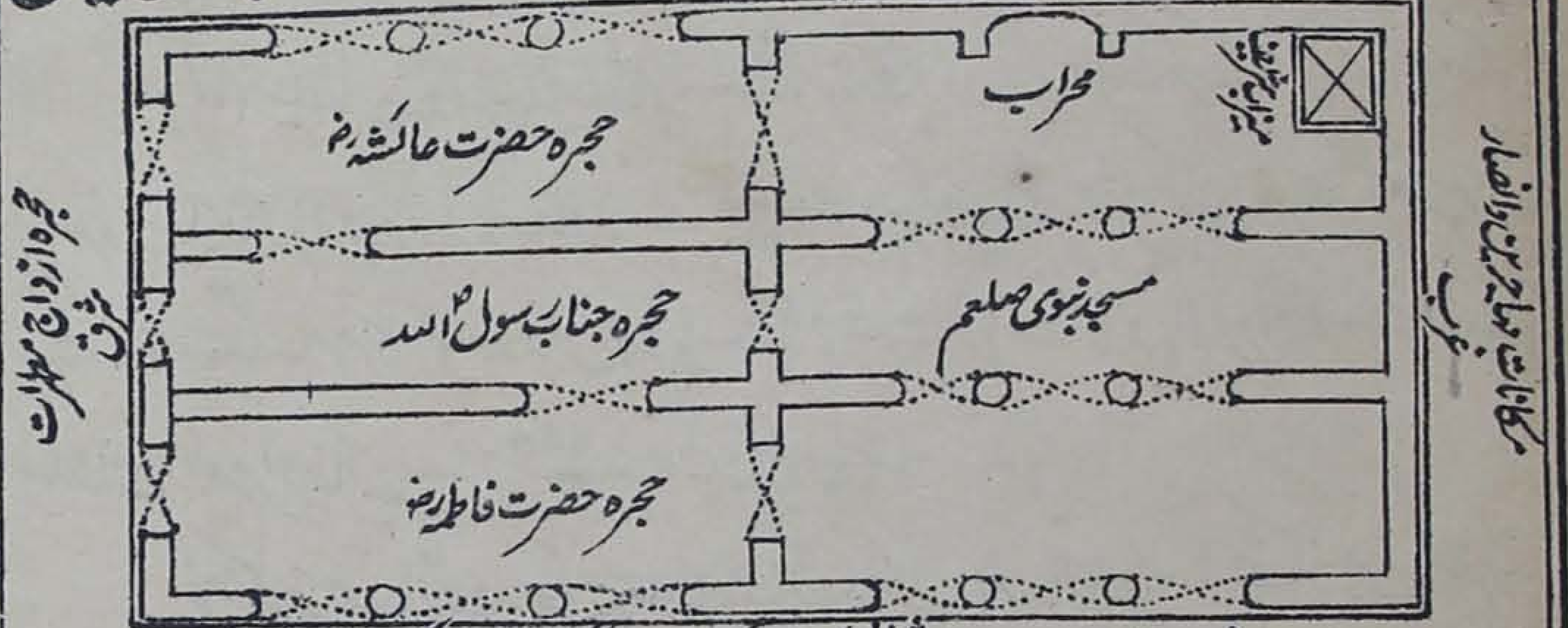
(۱۰) بیر عباس۔ پانی گدلا قیمت سے ملتا ہے۔

(۱۱) قرش۔ پانی نایاب ہے گذشتہ منزل سے مشکیزون اور صراحیون مین بہر لاتی ہین۔

(۱۲) مدینہ منورہ۔

گیارہوین منزل یعنی قرش سے روانہ ہوکر ایک پہاڑ ملتا ہے جسکو کوہ مفرح کہتے ہین اوس سے مدینہ سات کوس رہجاتا ہی وہین سے روضہ مبارک نظر آنے لگتا ہے۔ جن لوگو نمین پہاڑ پر چڑہنے کی طاقت ہے وہ تو یہین سے زیارت کر لیتے ہین ورنہ چار کوس آگے بڑہ کے تو رستہ ہی سے دکہائی دیتا ہے یہان سے لوگ اونٹون سے اوتر کے پیدل ہو لیتے ہین۔ مدینہ جب کوس ڈیڑہ کوس رہجاتا ہے تو پہاڑون کے سلسلے ختم ہو جاتے ہین اور بہت لمبی لمبی سیڑھیان ملتی ہین اونسے اوترتے ہی اکابرین شہر اور افسران سلطانی معہ فوج کے اور معلمان روضہ شریف کہڑے ہوتے ہین اور مصافحہ کرکے ۔۔۔ کے ساتھ شہر مین ایجاتے ہین۔

آنحضرتؐ کے عہد سعادت عہد مین صورت مسجد کی یہ تہی



(۱) پہر حضرت عمر رض نے سنہ ۱۷ھ مین پانچ درجہ کی مسجد کردی - مگر تعمیر وہی کچی اینٹ کی اور چہت و ستون کہجور کی لکڑی کی رہے - اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا پورا مکان اور حضرت جعفر رض بن ابی طالب کا نصف مکان مسجد مین شامل کرلیا - (۲) مرتبہ حضرت عثمان رض نے حضرت جعفر رض کا باقی نصف مکان بہی خرید کے اوسمین ملادیا اور سات درجہ کی مسجد بہت خوبصورت اور پختہ بنوادی اور در و دیوار و ستون سب پتہر کے کرادئے - اور چہت درخت ساج کی بنوادی اور گارے کی جگہہ لوہے اور سیسے کو کام مین لائے - اور ممبر کے چہہ درجے زیادہ کرکے اوسپر پوشش چڑہائی اور ربیع الاول سنہ ۲۹ھ سی شروع کرکے محرم سنہ ۳۰ھ مین تعمیر کو ختم کردیا - آپ خود بہی مزدورون کے ساتہہ کام کرتے تہے (۳) سنہ ۸۸ھ مین عمر بن عبد العزیز نے ولید بن عبد الملک بن مروان کی حکم سے مسجد شریف کے چارونطرف کے مکانات خرید کے اور حجرہ ہائے ازواج مطہرات اوس مین ملادئے اور طول مسجد کا دو سو گز اور عرض ۱۶۷ گز کردیا اور چالیس معمار رومی اور چالیس قبطی جو بہت کاریگر اور اوستاد تہے تعمیر مین مشغول ہوئے - اور چاندی کی زنجیرون کی قندیلین بنوائین - اب چہت اور دیوارین اور ستون ہمہ تن سنہری ہوگئی - اور چارون کونون پر چار مینار بنوائے - یہ تعمیر سنہ ۹۱ھ مین ختم ہوئی -

(۴) خلیفہ مہدی عباسی نے سنہ ۱۶۱ھ مین دس ستون منقش اور سنہری شمال کی طرف اور بڑہائے -

(۵) مامون الرشید نے ۲۰۲ھ مین کچھہ زیادتی کی۔

(۶) سلطان روم عبدالمجید خان نے سات کرور روپیہ صرف کرکے مسجد اور روضہ کو ازسرنو ایسا بنادیا اور وہ وہ سامان کئے جن کے دیکھنے سے عقل حیران ہے مگر منبر جواب ہے وہ سنگ مرمر کا ہی اور اوس پر ایک قبہ ہشت دہات کا ڈہلا ہوا لگا ہے اوسے سلطان روم مراد خان نے ۹۹۸ھ مین بنوایا تہا۔

غرضکہ یہ مسجد بارہ۱۲ درجہ کی ہے یعنی بارہ۱۲ دالان در دالان سامنے کو ہین۔ ستون ۱۵ فٹ بلند اور دَورمین ۶ فٹ ہین اور محراب کی بلندی بہی ستون کی بلندی کے برابر ہے اور چار چار ستونون پر ایک ایک گنبد لداؤ کا ہے۔ اور ہر گنبد کے دور مین آیات قرآنی اور رنگ برنگ کے نقش ونگار ہین۔ آنحضرتؐ کے زمانہ کے تینون درجون مین سنگ رخام کے ستون۔ اور عہد فاروقی اور عثمانی کے درجون مین سنگ مرمر کے۔ اور باقی درجون مین سنگ سماق اور سنگ سُرخ کے ہین سنگ مرمر اور سنگ رخام کے ستون سراسر مطلا ومنقش ہین۔ آنحضرتؐ کے زمانہ کے ستونون مین ایک ایک یاقوت سُرخ چار انگل مربع اور حضرت عمرؓ کے زمانہ کے درجون کے ہر ستون مین ایک ایک زمرد اس طرح سے جڑا ہے کہ پتھر کا جزو معلوم ہوتا ہے۔

اور عثمانی درجون کے آگے تمیز کے لئے ہشت دہاتی جنگلہ سنہری جالیدار بہت خوشنما ایک ایک گز بنادیا ہے اور تین دروازے آمدورفت کے لئے رکہے ہین جنمین جالیدار کواڑے سُنہری لگے ہین۔

سب دیوارین سنگ مرمر کی مطلا اور میناکار ہین جنپر آیات قرآنی اور آنحضرتؐ کے نام سنہری حرفون سے لکھے ہین۔

سنگ سماق و سنگ سرخ کے ستونون پر سبز کام نہین ہے صرف ۲ فٹ نیچے اور ۲ فٹ اوپر کام کیا گیا ہے۔ مگر ہر قسم کے ستونون کی محرابین مطلا منقش و نگار کی ہین۔

صحن کے باقی تین طرف بھی دالان ہین اونکی ستون بھی نہایت عمدہ و نفیس ہین اور چار چار ستونون پر ایک ایک گنبد ہے۔

صرف ممبر اس مسجد کا پچاس ہزار روپیہ کی لاگت کا ہے اگرچہ سنگ مرمر کا ہے لیکن سُنہری کام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سادہ کار اسے ڈہال کے گئے ہین۔

پانچ مینار بہت بلند اور سہ منزلے اس مسجد مین ہین چار تو چارون گوشون پر اور ایک پچھم کیطرف بیرونی دیوار کے بیچ مین باب الرحمان کے پاس ہے یہ پانچون مینار بھی سنگ مرمر کے مطلا و منقش ہین اور تین تین حلقہ روشنی کے ہر مینار پر ہین۔ اور ہر حلقہ مین چالیس گلاس روشن ہوتے ہین۔

پہلے یہ چار دروازہ تھے۔ باب الرحمن۔ باب السلام۔ باب جبریل۔ باب النساء۔ اب پانچوان دروازہ باب المجید۔ سلطان عبد المجید خان نے بنوا دیا ہے۔ یہ پانچون دروازے نہایت نفیس اور شان دار ہین اور بہت عمدہ طلائی کام اونپر ہو رہا ہے۔

مسجد کے مشرقی درجون مین روضہ مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے اسمین ایک حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کا اور دوسرا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ کا اور تیسرا جناب فاطمہ رضؓ کا یہ تینون درجے ہمہ تن سنگ مرمر کے اور سُنہری کام سے مغرق ہین اور آیات و احادیث جلی قلم سے طلائی حروف مین لکھی ہوئی ہین۔ اسّی لاکھ روپیہ صرف ان تینون حجرون مین صرف ہوا ہے

پہلا درجہ ہم امربع گز ہے اوسمین آنحضرتؐ اور صدیق اکبر رضؓ اور فاروق اعظم رضؓ کے مزار ہین

ان تینون مزارات مقدس کے گرد پانچ گز اونچا مجحر ہشت دہات کا ہی جسپر غلاف حریر وغیرہ کا چڑہا ہے اور کلمہ طیبہ لکھا ہے۔ اندر اوسکے کوئی نہین جا سکتا۔ صرف خدام صفائی اور روشنی کے لئے صبح شام اندر جاتے ہین سو وہ بھی قبور سے دور دور مجحر سے لگی لگے رہتے ہین۔ اس کے دکھن رخ تین دروازہ ہین جنہین ڈہلی ہوئی ہشت دہاتی جالیان لگی ہین جو نہایت مضبوط اور خوشنما ہین اونہین مین سے لوگون کو زیارت کرادی جاتی ہے۔ اور ہر جالی کے وسط مین ایک بالشت لمبی چوڑی کہڑکی ہے جس سے بخوبی اندر کی کیفیت معلوم ہوجاتی ہے۔ اس درجہ مین ایک ایک دروازہ غرب وشرق مین بھی ہے مگر اونمین جالی کے علاوہ کواڑے بھی ہین اسلیئے اندر کی کوئی شے نہین دکھائی دیسکتی۔ اور ایک دروازہ شمال کی طرف حجرۂ فاطمہ رضی اللہ عنہا مین ہی جس سے خدام اس درجہ مین داخل ہوتے ہین۔

مزار عالی جناب فاطمۃ الزہرا رضہ کا جنت البقیع مین ہے مگر صاحبان مکاشفہ نے جب دیکھا تو حضور کو اپنے والد بزرگوار کے مزار منورہ پر پایا اس لئے آپکا مزار بھی بڑے تکلف کے ساتھ اس دوسرے درجہ مین بنا دیا گیا جو کمخواب مغرق کے غلاف اور چادر زرین سے ہمیشہ مزین رہتا ہے اور مقیش کا مقنع سرخ اوسپر پڑا رہتا ہی جسکی جہلک مشرقی دروازہ کی جالی سی معلوم ہوتی ہی۔ اسی حجرہ کا ایک بہت بڑا دروازہ پچہم مین مسجد کے اندر ہے جسکی چوکہٹ کواڑ زنجیرین اور قفل سب خالص سونے کے ہین۔

تیسرے درجہ مین نادر وعجیب وغریب چیزین بہت بیش بہا مثل جواہرات کے ومشک وعنبر وعود وکافور وعطریات بکثرت صندوقون اور عطردانون مین رکہے ہین اور ظروف وسامان طلائی بھی اوسی مین رکہے جاتے ہین شرق وغرب مین اسکے ایک ایک دروازہ۔ اور شمال مین تین دروازہ ہین جنکے آگے ایک چبوترہ جناب فاطمہ رضہ کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔

یہ قناتی مسجد بھی سنگ مرمر کی ہے اور ان تینون دروازون مین بھی ہشت دہاتی جالی لگی ہین جنسے اندر کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

تمام مسجد کے فرش کا حال بباعث قالینون کے معلوم نہین ہو سکتا۔ مگر دونون عثمانی درجون مین اور تینون طرف روضہ مبارک کے نہایت عمدہ سنگ مرمر کا فرش ہے۔ اور بہت مکلف بنا ہوا ہے۔ باقی درجون مین بیش بہا استنبولی قالینون کا فرش بچھا ہوا ہے موسم گرما مین قالینون کو اوٹھوا کے شطرنجی کا فرش کرا دیا جاتا ہے۔

گنبدون مین جہاڑ اور محرابون مین رنگ برنگ کی ہانڈیان ہمیشہ رات بھر روشن رہتی ہین۔ سو سو گلاسون کے جہاڑ ہین جنکی ڈالین ڈہلی ہوئی خالص چاندی کی ہین اور محرابہاے نبوی و فاروقی و عثمانی کے دائین بائین دو دو موم بتیان چار چار گز لمبی اور ڈہائی فٹ موٹی چاندی کے حلقون مین جو سنگ مرمر مین جڑے ہین روشن ہوتی ہین یہ بتیان مغرب و عشا و فجر کی نمازون کے وقت سیڑہی لگا کے روشن کر دی جاتی ہین اور بعد جماعت کے گل کر دیتے ہین کیونکہ اونکی روشنی اس غضب کی ہے کہ اونکے سامنے جہاڑ و فانوس و ہانڈیان سبکی روشنی ماند ہو جاتی ہے۔ اور یہی حال روشنی کا صحن کے گرد کے دالانون مین رہتا ہے۔

روضہ مبارک کے اندر جواہرات اور سونے کے فرشی جہاڑون کی روشنی ہوتی ہے

روضہ مبارک کے گنبد پر ہر سال نیا سبز رنگ پھیرا جاتا ہے۔ روضہ کے باقی دو درجون مین فرش پر بھی روشنی ہوتی ہے اور چھت سے بھی جہاڑ و فانوس بلوری آویزان ہین اور سب چیزین روشنی کی طلائی ہین۔

صحن مسجد مین باریک باریک کنکریان مثل صحن کعبہ شریف کے کٹی ہوئی ہین۔ اور ایک جانب کو مقابل روضہ کے چمن ہے جسکو چمن فاطمہ کہتے ہین۔ اس چمن کے گوشہ پر ایک کنوان ہے

جس سے درختون کو پانی دیا جاتا ہے روایت ہے کہ ہجرت کے بعد جناب فاطمہؑ چاہ زمزم کیواسطے بہت کڑھتی تھین آنحضرتؐ نے اونکی خاطر یہ کنوان کھدوا دیا۔ پانی اسکا بہت عمدہ ہے زائر لوگ تبرکا پیتے ہین۔

مسجد کے پیچھے بھی بیس گز چوڑا فرش سنگ مرمر کا ہے۔

شہر مدینہ کی مکانات کی تعمیر کا ڈھنگ مکہ کے مکانات کا سا ہے۔ اور پانچ بازار بہت پر رونق ہین ہر قسم کی چیز بہم پہونچسکتی ہے اور سب بازارون مین صبح و شام چھڑکاؤ ہوا کرتا ہے۔ نہر اس شہر مین ہر جگہہ ہے مگر ڈھکی رہتی ہے۔ جا بجا گہرے گہرے اور عمیق حوضون مین اوسکا پانی آکے گرتا ہے اور سقے وہان سے لیکر سب جگہہ پہونچا دیتے ہین۔ کنوئین سرد اور میٹھے پانی کے یہان ہر گھر مین ہین۔ شہر کے گرد پختہ اور خوبصورت شہر پناہ بنی ہوئی ہے جسکے پانچ چھ دروازے ہین جن پر سلطانی سپاہیون کے پہرے رہتے ہین۔

دیگر زیارات اندرون شہر

(۱) آبادی کے کنارے پر ایک قبہ مین آنحضرتؐ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا مزار ہے وہان بھی اچھی تیاری رہتی ہے۔

(۲) آنحضرتؐ کے علمدار حضرت مالکؓ بن سنان کا مزار بھی حضرت عبد اللہ کے مزار مبارک کے پاس بڑی تیاری سے بنا ہے۔

بیرون شہر

(۱) جنت البقیع۔ یہ دو قطعہ دو نام سے مشہور ہین اور بیچ مین انکے سڑک ہے اور احاطے دونون کے الگ الگ ہین۔ ایک قدیم کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرا جدید کہلاتا ہے اور یہ دونون شہر سے باہر شہر پناہ سے لگے ہوئے ہین۔ ان احاطون مین ہزارہا

صُفّہ - ناقۂ رسول کے بیٹھنے کی جگہہ۔

محراب نبی - مساجد مذکورہ کی بابت آیتین اسی جگہہ نازل ہوئین۔

علاوہ انکے مسجد قبا کی قرب مین یہ مقامات بہی قابل زیارات ہین

مسجد حضرت علی - مسجد حضرت فاطمہ - مسجد العمرہ - مسجد بیر خاتم - بیر خاتم -
باغ حضرت فاطمہ - جبل احد - مزار حضرت امیر حمزہ عم رسول کریم - گنج شہداے غزوہ احد -

دیگر مقامات مقدسہ

(۱) بیت الحزن - یہ ایک مسجد جنت البقیع مین بیرون دروازہ شہر ہے اسمین بعد وفات آنحضرت جناب فاطمہ بیٹھکے رویا کرتی تہین۔

(۲) مسجد ابی بن کعب - یہ بہی بقیع مین ہے۔

(۳) مسجد الاجابۃ - یہان آنحضرت کی دو دعائین مقبول ہوئی ہین۔

(۴) مسجد بنی ظفر -

(۵) مسجد الجمعہ -

(۶) مسجد الفضیخ یا مسجد الشمس - یہان آیت حرمت شراب نازل ہوئی تہی -

(۷) مسجد بنی قریظہ - محاصرہ بنی قریظہ کے دن آنحضرت نے یہان قیام فرمایا -

(۸) مسجد مشیر بہ اُم ابراہیم - یہان باغ حضرت ماریہ قبطیہ والدۂ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کا تہا - حضرت ابراہیم یہین پیدا ہوے تہے -

(۹) مسجد الفتح - یہ جگہہ مدینہ مین قبولیت دعا کے لئے مشہور ہے -

(۱۰) مسجد القبلتین - اسمین ایک محراب بیت المقدس کیطرف اور دوسری کعبہ کی جانب ہے - وحی تحویل قبلہ یہین نازل ہوئی -

(۱۱) مسجد الفسح - اس مین سورۂ مجادلہ کے دوسرے رکوع کی ایک آیت نازل ہوئی -

(۱۲) مسجد عنینین - جبل عینین پر ہے - جنگ احد مین حضرت حمزہ کو زخم یہین لگا تھا

(۱۳) مسجد الوادی یا مسجد العسکر - حضرت امیر حمزہ کے شہید ہونے کی جگہہ ہے -

(۱۴) مسجد ابی ذر -

(۱۵) مسجد طریق السافلہ -

(۱۶) مسجد السقیا - آنحضرت نے اہل مدینہ کے لیئے برکت کی دعا کی - یہان کے کنوئین کا نام سقیا ہے -

(۱۷) مسجد الرابہ - کوہ ذباب پر ہے -

(۱۸) مسجد مصلائے عید -

(۱۹) مسجد سلمان فارسی - مسجد ابوبکر - مسجد علی - یہ تینون مسجدین جبل سلع سے مغرب کی سمت جنگ احزاب کی جگہہ پر بنی ہین -

(۲۰) مسجد بنی حرام - اسکے متصل ایک غار ہے جسمین ایام جنگ خندق مین آنحضرت نے رات کو قیام فرمایا تھا -

(۲۱) مدینہ کی متبرک کوئین جنمین لعاب دھن آنحضرت کا پڑا ہے

بیر حار - بیر بضاعہ - بیر بصہ - بیر اریس یا خاتم - بیر غرس - بیر عہن - بیر رومہ -

(۲۲) - زیارات ہفت جام -

ایک چھوٹی سی پہاڑی مدینہ سے تین میل ہے اوسپر ایک پکا مکان دو دروازون کا ہے

جسکے فرش پر سات پیالے بنے ہوئے ہین - ایک دن جناب امام حسین کہیلتے کہیلتے یہان چلے آئے لڑکپن توتہا ہی بڑی دیر تک کہیلا کیئے آپکو شدت کی بہوک معلوم ہوئی خداوندکریم نے سات پیالے جنت کے کہانون کے حضور کے لئے بہجوائے جنکو آپنے خوب سیر ہوکے کہایا - اسکی یادگاری مین یہان نشانات بنادئے گئے ہین -

(۲۳) سم خچر کے نقش کی زیارت - زیارت نقش پائے ناقہ - زیارت غار ناقہ -

(۲۴) زیارات کہجورون کے افتادہ درختون کی - مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہزارون درخت کہجور کے زمین پر ٹوٹے پڑے ہین اور بخوبی سرسبز ہین اور پہل دیتے ہین کہتے ہین کہ آنحضرت نے جناب فاطمہ کی خاطر سے دعا کی آپ کی دعا سے یہ زمین دوز ہوگئے ہین -

(۲۵) وادی بطحا یا میدان خاک شفا -

(۲۶) شیخ السادات کے خاندان مین حضرت خالدؓ بن ولید کی کمان تبرکاً رکہی چلی آتی ہے -

(۲۷) وادی صغریٰ مین حضرت ابوذر غفاری صحابی اور اونکی صاحبزادی کا مزار ہے -

ناظرین فرمائینگے بڑی سمع خراشی کی - یہ شخص تاریخ شروع کرتے کرتے کیا بکنے لگا حضرات معاف فرمائیے سمع خراشی تو البتہ ہوئی مگر اس سے ۲ دو فائدے ہین - **اوّل تو** ہزارون ہندوستانی حاجیون کو جو ہر سال وہان جاتے ہین بڑا فائدہ ہوگا - اور جغرافیہ کا کام یہی ہے **دوم** آج کے دن روے زمین پر کسی مذہب کے ہادی یا بادشاہ کے مقبرے اور یادگارون کی یہ شان و شوکت اور عظمت نہوگی جو ہادی اسلام کے مزار مقدس کی ہے پہر آگے چلکے تاریخ دیکہئے کہ ان لوگون کی اصل کیا تہی - کیا سے کیا ہوگئے - اور وہ بہی صدیون

مین نہین صرف ایک تھوڑی سے زمانہ مین جو تینتیس ۳۳ برس سے زیادہ نہ تھا - اسے تائید الٰہی نہین کہتے تو کیا کہوگے - یزدجرد شاہ فارس کا قول جو فردوسی نے نقل کیا ہی بالکل حیرت کی تصویر ہے جسکو نقل کئے بغیر ہم نہین رہ سکتے ۵

ز شیر شتر خوردن و سوسمار کہ ملک عجم را کنند آرزو ✣	عرب را بجاے رسید است کار ✣ تفو بر تو اے چرخ گردان تفو ✣

بلحاظ ریاست کے عرب کے لوگون کی دو قسمین ہین - شہری اور جنگلی - انہین جنگلیونکو بدّو کہتے ہین اور یہی لوگ عرب مین ہمیشہ سے بہت ہین جو کنجرون کی طرح جنگلو نمین رہتے پہرتے ہین اور نسب کے اعتبار سے دریافت کیجے تو عربون کی تین ۳ قسمین ہین - عرب قدیم اصل عرب متعرب -

قدیم عربون مین سے جن قبیلون کا پتا چلتا ہے وہ عاد - ثمود - تسم - جاوس - جرہم سابق اور عمالقہ ہین -

عاد حضرت نوحؑ کے پوتے کا پوتا حضر موت مین بادشاہ ہوا - قبیلہ عاد اسی کی اولاد ہے شداد جسنے جنت عدن بنائی اور جسکو ہر مسلمان جانتا ہے - اسی عاد کا بیٹا تہا - اسی قوم کی ہدایت کے واسطے ہودؑ نبی مبعوث ہوئے حضرت ہودؑ کے سامنے ہی یہ قوم برباد ہوگئی اور جو بچے کچہے رہ بہی گئی تھے بعد مین لقمۂ اجل ہوئے -

ثمود بہی حضرت نوح کے پوتے کا پوتا تہا اسکی اولاد مین قبیلہ ثمود ہے حضرت صالحؑ جنکی اونٹنی کا قصہ مشہور ہے - اسی قوم کے ہادی تھے وہ پہلے یروشلم تشریف لے گئے پہر مکہ مین آکر مسکن گزین ہوئے - قبیلہ ثمود اونکے ہی سامنے بے نام ونشان ہوگیا تہا -

قبیلہ تسم اور جاوس نے ترقی کی معراج مین باہم لڑائی ٹہانی اور مر کہپ گئے -

جرہم سابق کو لوگ اون اسّی آدمیون مین سے کسی کی اولاد بتاتے ہین جو حضرت نوح کی کشتی مین بیٹھکر طوفان سے بچ رہے تھے - یہ قبیلہ قوم عاد کا ہمعصر تھا اور نیست و نابود ہوگیا اور اون اسّی ہمراہیان نوح مین سے کسی کی اولاد نہ رہی اس لئے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہین -

عمالقہ حام بن نوح کی اولاد مین تھے - انہون نے بڑے زور و شور سے حکومت کی اور مصر جنوبی کو فتح کرلیا - آخر کار بنی اسرائیل کے ہاتھ سے اونکا خاتمہ ہوگیا -

قدیم عرب کے بعد جو لوگ عرب مین آکر بسے وہ اصل عرب کہلائے - اور اونکے بعد جو لوگ اس ملک مین آئے وہ متعرب ہین -

اصل عرب کا پتہ قحطان تک چلتا ہے - قحطان کے ۲ دو بیٹے تھے جرہم اور یعرب - اسی یعرب کے نام سے ملک عرب مشہور ہوا - جرہم حجاز کا حکمران تھا - اور بنی یعرب نے یمن مین تین ۳ ہزار برس تک سلطنت کی - آنحضرت کی ولادت سے ستر برس قبل تک انہین لوگونکی حکومت یمن مین تھی - پھر ساحل پر عیسائی مذہب حاوی ہوا جو نجاشی شاہ حبش کی ماتحت تھا - اسی اثنا مین صنعا دارالسلطنت یمن مین ایک بہت بڑا معبد کعبہ کے مقابل مین بنایا گیا اور عیسائیون کے بادشاہ ابرہہ بن صباح نے ہاتھی نشین فوج اپنے ساتھ لیکر کعبہ ڈہانے کے لئے مکہ پر چڑہائی کی چنانچہ کلام مجید مین یہی لوگ اصحاب فیل سے تعبیر کئے گئے ہین جنکا حال کتب سیر مین اس طرح مرقوم ہے -

واقعہ اصحاب فیل

یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے جو آنحضرت صلعم کی ولادت سے پچپن ۵۵ دن پہلے ہوا جس سے خداوند کریم کی قدرت اور اوسکے حبیب کی عزت ظاہر ہوتی ہے - یہ ایک علامت آپ کے

ظہور کی من جانب اللہ تھی جس نے اہل عرب پر منکشف کر دیا کہ آنحضرت ہی کی آمد آمد کی برکت سے خانہ کعبہ کی حمایت ہوئی۔ الحق۔

محمد عربی کابروے ہر دو سرا ست	کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

جب نجاشی شاہ حبش کی طرف سے ابرہہ یمن کا حاکم ہو کے آیا تو اوس نے دیکھا کہ میری عملداری کے لوگ چارون طرف سے تحفے اور نذرین لئے ہوئے بڑی خلوص نیت سے کعبہ کو جاتے ہین تو رشک و حسد سے جل بھن کے کباب ہو گیا اور ایک عبادتخانہ بہت تزک و احتشام سے خانہ کعبہ کے مقابلہ مین صنعا مین بنوایا مکان کیا تھا ایک تصویر تھا در و دیوار مرصع جواہرات سے آنکھون کو چکا چوندھ ہوتی تھی تمام سُنہری کام عطر و خوشبوؤن سے معطر سب ساز و سامان سونے چاندی کا تھا اور اوسکے گرد مین اور مکان بھی زیب و زینت کے لئے نہایت عمدہ تعمیر کرائے اور اہالیان یمن کو حکم دیا کہ اسکا طواف کیا کرو مگر اہل قریش اور مکہ والون کو یہ بات بہت شاق گذری۔

چنانچہ قبیلہ بنی کنانہ کا ایک دل جلا مین پہونچا اور ابرہہ سے میل پیدا کر کے اوس جگہہ کی جاروب کشی اور فراشی کی خدمت حاصل کر لی ایک روز موقع جو پایا تو اس مکان پر تکلف مین بول و براز کر کے چلدیا جب لوگ طواف کو آئے تو اس مقام کو بالکل نجاست سے مملو پایا اور سبھون نے ناک بھوین چڑہائین جب یہ خبر رفتہ رفتہ ابرہہ کو پہونچی سمجھہ گیا کہ کسی مکہ والی کا کام ہے چاہا کہ اسکے عوض مین خانہ کعبہ کی ہتک کرے اسی فکر مین تھا کہ ایک اور گل کھلا یعنی حرم کا ایک قافلہ صنعا پہونچکے اوسی عبادتخانہ کے پاس قیام پذیر ہوا۔ لوگون نے آگ جلائی خدا کی قدرت سے ایسی آندھی آئی کہ آگ نے اوڑ کر تمام مکان کو خاک سیاہ کر دیا۔ قافلہ والون نے یہ غضب آلہی جو دیکھا تو ابرہہ کے خوف سے بھاگ نکلے۔

لہذا یہ جرم ہی مکہ والون ہی کے سر پڑا اب تو ابرہہ سے نہ رہا گیا اور بڑا لشکر ساتھہ لیکر کعبہ پر دہاوا کر دیا اوسکی فوج مین بارہ ۱۲ ہاتہی بہی تہے اور ایک ہاتھی محمود نام بڑا قوی ہیکل اور مہیب وست سب کے آگے چلتا تہا۔ راہ مین جو گانون اور قصبہ یا شہر ملتا تہا اوسکے باشندے ابرہہ کے پاس حاضر ہوکے اس حرکت سے اوسکو باز رکہنا چاہتے تہے۔ مگر وہ کسی کی نہین سُنتا تہا کیونکہ سر پر موت سوار تہی وہ کب کانون مین قوت شنوائی اور دماغ مین طاقت پذیرائی چہوڑتی ہے کشان کشان بربادی کے گڑہے مین لئے چلی جاتی تہی سچ ہے ؎

تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ

لوگون نے بہت کچہہ کعبہ کے عوض مین دینا بہی چاہا مگر اوسنے نہ مانا اور وادی مُحَسَّر تک پہونچگیا۔ یہان سے مکہ پانچ چہہ کوس رہجاتا ہے۔ بے سرے لوگون سے ایک بادشاہ کا مقابلہ کیسے ہو سکتا تہا اس خبر کے ساتہہ ہی پیٹون مین پانی پڑ گئے۔ اچہے اچہے رستم خانون کو دست آنیلگے یہانتک کہ مکہ چہوڑ پہاڑیون مین جا چہپے صرف عبدالمطلب آنحضرت کے دادا شہر مین باقی رہ گئے۔ آپ نے جب ابرہہ کے غلبہ کا یہ حال دیکہا تو وہ بہی نہایت مضطرب و پریشان اور سراسیمہ و حیران تہے کہ یکایک پردہ غیب سے مدد کے سامان نظر آنے لگے یعنی غول کے غول سبز رنگ کے پرندون کے جدّہ کی طرف سے آنے شروع ہوے ہر پرندے کے پاس تین ۳ تین ۳ کنکریان مسور سے بڑی اور چنے سے چہوٹی ایک ایک چونچ مین اور دو ۲ دو ۲ پنجون مین تہین۔ ان جانورون نے ابرہہ کے لشکر پر کنکریونکا مینہہ برسادیا خدا کی قدرت جس کے اوپر کنکری پڑتی تہی آر پار ہو جاتی تہی اور جسم اوسکا جہلس کے کوئلے کو شرمانے لگتا تہا کیا خوب کہا ہے ؎ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست کیون نہو تین نبیون نے اس گہر کو وحدہٗ لاشریک لہٗ کی پرستش کے لئے بنایا تہا

اور چوتھے صاحب التاج والمعراج کی آمد آمد تھی کمبخت ابرہہ یہ نہ سمجھا کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن گو اس مین تین سو ساٹھہ ۳۶۰ بت اب پڑے سج رہے ہین مگر بنا تو عالی ہے ازل سے توحید کی منادی کے لئے خدا نے اسی کو تاکا ہے۔ آخر اپنے کئے کو بھگتا۔ کہتے ہین کہ محمود ہاتھی جسپر سب مخالفین کو ناز تھا بلکہ اوسکے ساتھہ کے سب ہاتھی مکہ کی شہر پناہ کے سامنے بھیگی بلی کی طرح دبک کر بیٹھہ گئے۔ یمن کی طرف تو سونڈین اوٹھا اوٹھا کے بھاگتے تھے مگر مکہ کی جانب مونھہ کرنے مین موت آتی تھی فیلبان ہانکتے ہانکتے تھک گئے لیکن ایک نہ چلی ابرہہ فیلبانون پر خفا ہوتا تھا کہ یہ سب تمھاری شرارت ہے تم لوگ چاہتے ہو کہ مین کعبہ کا معتقد ہو جاؤن۔ قصہ مختصر جب بیچارے بے زبانون کی اس حالت سے اوس مغرور مست نے سبق نہ حاصل کیا بلکہ غریب فیلبانون پر آن بنی تو ان طایران سبز نے کنکریون سے آڑے ہاتھون لیا یہان تک کہ سارا لشکر تباہ ہو گیا ایک بھی نہ بچا کہ گھر پر جا کے خبر کرتا۔ اب تو وہ لوگ جو اس فوج جرار کے خوف سے پہاڑون پر جا چھپے تھے خوشیان مناتے ہوئے لشکر کے مال و متاع پر ٹوٹ پڑے اور دھڑی دھڑی کرکے لوٹ لیا قریش اسی مال سے متمول ہو گئے۔ آنحضرت کی ولادت کے بعد تک وہ کنکریان باقی تھین اور اکثر صحابہ نے اونھین دیکھا تھا۔ یہ واقعہ آنحضرت کی آمد آمد کا پیش خیمہ تھا جسکی نسبت خدا تعالی فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝

ترجمہ۔ اے محمد ﷺ تو نے نہین دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کے ساتھہ کیا کیا۔ اب پھر ہم اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔

جرہم کی نوین پشت مین مداد ہوا جسکی بیٹی حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم کے

عقد مین آئی۔ اس عقد سے جو نسل پہیلی اوسکا نام متعرب ہوا۔ حضرت اسماعیل سے عدنان ثانی تک نسب نامہ مین راویون کو اختلاف ہے۔ اور وجہ اس اختلاف کی یہ ہی کہ اکثر ایک نام کے جو دو آدمی آ گئے ہین اونکو لوگون نے ایک ہی سمجھکے درمیانی نام چھوڑ چھوڑ دئے ہین۔ عدنان ثانی کی دسوین پشت مین فہر ہوا جسکا دوسرا نام قریش ہے اور اسی سے یہ قبیلہ قریش کہلایا بعضون کے نزدیک نضر کا نام قریش ہے اور ایک روایت مین کنانہ کو قریش کہا ہی۔ غرضکہ اسی قبیلہ قریش مین خدا کے رسول محمدؐ بن عبداللہ پیدا ہوئے۔

آنحضرت کا نسب نامہ معد بن عدنان ثانی سے پہلے کا بوجہ مذکورۃ الصدر مختلف ہے اسلئے ہم اوسے ترک کرتے ہین اور عدنان ثانی سے لکھتے ہین جنکو آدم علیہ السلام کی ۶۸ اڑسٹھوین پشت مین بتاتے ہین یعنی حضرت آدم سے شروع کر کے عدنان ثانی تک گن جاؤ تو ۶۹ انہتر نام ہونگے۔ اس شجرہ مین نیچے والا اپنے اوپر والے کا بیٹا ہے۔

۶۹۔ عدنان دوم۔

۷۰۔ مُعَدُ یا مُعُد یا مَعَدّ۔ یہ نام تین طرح سے پڑھا جاتا ہے۔

۷۱۔ نزار یا نذار۔

۷۲۔ مُضَر۔

۷۳۔ الیاس۔

۷۴۔ مُدرِکہ۔

۷۵۔ خُزیمہ

۷۶۔ کنانہ

۷۷۔ نضر۔

M.D

۷۸- مالک

۷۹- فہر

۸۰- غالب

۸۱- لویؓ

۸۲- کعب-

۸۳- مرہؓ

۸۴- کلاب

۸۵- قصیؓ

۸۶ عبدمناف-

۸۷- ہاشم

۸۸- عبدالمطلب

۸۹- عبداللہ

۹۰- محمد صلعم

آنحضرت کی والدۂ ماجدہ کا نسب نامہ — مرہؓ ۸۳

ان ہی مرہ سے اس طرح ہے کہ ...... کلاب ۸۴

زہرہ

عبدمناف

وھب

حضرت آمنہ والدۂ آنحضرت

اگرچہ آنحضرت کا نسب نامہ ہمنے حضرت آدمؑ تک بوجہ اختلاف کے نہین لکھا مگر یہ ثابت ہے
کہ حضور کے اجداد مین سوائے حضرت آدمؑ کے یہ چھ پیغمبر ضرور شامل تھے-
شیث - ادریس - نوح - ہود - ابراہیم - اسماعیل علیہما السلام-
واضح ہو کہ عبدالمطلبؓ کے تیرہ ۱۳ بیٹے اور چھ ۶ بیٹیاں تھین جن کے نام یہ ہین-
بیٹے ابولہب ۱ - عباس ۲ - قثم ۳ - غیداق ۴ یا غیداف یا فحل - عبدالکعبہ ۵ - ابوطالب ۶
ضرار ۷ یا ابوطاہر - مقوم - اور حمزہ ۹ ایک ہی مان سے تھے - عبداللہ - حرث ۱۱ جحل ۱۲ زبیر ۱۳

بیٹیان عاتکہ[1]۔ صفیہ[2]۔ بیضا یا ام حکیم[3]۔ امیمہ یا عمیمہ[4]۔ برہ یا بریہ[5]۔ اروی[6]۔

انمین سے تین[3] بیٹے زبیر[13]۔ ابو طالب[6]۔ عبداللہ[1] اور چار[4] بیٹیان امیمہ۔ برہ[5]۔

بیضا[3]۔ اروی[6] عبدالمطلب کی ایک ہی بیوی فاطمہ کے بطن سے تہین جو آنحضرت کی دادی کا

نام تہا۔

یاد رکھو کہ عبدالمطلب کے ان اونیس[19] بیٹا بیٹیون کی اولاد ۵۹ تہی بدین تفصیل

ابولہب کی اولاد۔ عتبہ[1]۔ عتیبہ[2]۔ خالد[3]۔ ببیعہ[4]۔

حضرت عباس[2] واقعہ اصحاب فیل سے تین[3] برس پہلے پیدا ہوئے اور ۸۶ برس کی عمر مین

خلافت حضرت عثمان کے زمانہ مین مدینہ مین انتقال فرمایا اونکی اولاد کے نام یہ ہین۔

عبداللہ[1]۔ فضل[2]۔ کثیر[3]۔ امینہ[4]۔ صفیہ[5]۔ ام جبیبہ[6]۔ صبیح[7]۔ مشہر[8]۔ عبیداللہ[9]۔ تمام[10]۔ حرث[11]۔

قثم[12]۔ معبد[13]۔ عبدالرحمن[14]۔

ابو طالب[6] کی اولاد۔ علی[1]۔ طالب[2]۔ عقیل[3]۔ جعفر[4]۔ ام ہانی[5]۔ طلبون[6]۔ جمانہ[7]۔

مقوم کی اولاد۔ ہند[1]۔

حمزہ[9] کی اولاد مین ایک بیٹا عمارہ[1] اور ایک بیٹی فاطمہ[2] یا ام الهاد۔ عبداللہ[10] کی اولاد۔

آنحضرت[1]۔ حرث[11] کی اولاد۔ عبداللہ۔ ابوسفیان[2]۔ امیہ[3]۔ نوفل[4]۔ حجل[12] کی اولاد۔ مرة[1]۔

زبیر[13] کی اولاد۔ عبداللہ[1]۔ ام الحکیم[2]۔ ضباعہ[3]۔ طاہر[4]۔

عبدالمطلب[8] کی بیٹی عاتکہ[1] کی اولاد۔ عبداللہ۔ زہیر[2]۔ قریبہ[3]۔

صفیہ[2] کی اولاد۔ زبیر[1]۔ سابت[2]۔ عبدالکعبہ[3]۔ صفیہ[4]۔ ام جبیبہ[5]۔

بیضا[3] کی اولاد۔ عامر[1]۔ اروی[2]۔ ام طلحہ[3]۔

امیمہ[4] کی اولاد۔ عبداللہ۔ ابو احمد[2]۔ عبیداللہ[3]۔ زینب[4]۔ ام جبیبہ[5]۔ حمنہ[6]۔

برّہ کی اولاد - ابوسلمہ[1] - ابوسبرہ[2] -

اروہی کی اولاد - طلیبہ[1] - فاطمہ[2] -

آنحضرت صلعم کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں تہین -

بیٹے - طیب[1] - طاہر[2] - ابراھیم[3] - قاسم[4] -

بیٹیان - رقیہ[1] - زینب[2] - ام کلثوم[3] - فاطمہ[4] -

طیب وطاہر[2] کو الطیب والطاہر یا مطیب ومطہر بہی کہتے ہین یہ غالبًا توام پیدا ہوئے اور بہت کم زندہ رہے اور یہ بہی نہین معلوم کہ خدیجہ رضہ سے تہے یا عائشہ رضہ سے

ابراہیم[3] ماریہ قبطی سے تہے اور سات برس کے ہوکر مرے -

اور باقی پانچون اکثرون کے قول کے بموجب حضرت خدیجہ رضہ کے بطن سے تہے -

قاسم قبل نبوت مکہ مین تولد ہوئے اور دو برس کی عمر مین انتقال فرمایا -

آنحضرت کی صاحبزادیون مین سے زینب[2] کا نکاح ابوالعاص سے ہوا -

رقیہ[1] پہلے عتبہ ابن ابولہب سے بیاہی گیئن پہر عثمان بن عفان کو جب رقیہ کا انتقال ہوگیا توام کلثوم[3] کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا - حضرت فاطمہ[4] کا نکاح علی ابن ابی طالب سے ہوا -

آنحضرت کی دخترون کی اولاد کے نام نامی یہ ہین -

زینب[2] کی اولاد - علی[1] - امامہ[2] -

رقیہ[1] کی اولاد - عبداللہ -

فاطمہ کی اولاد - حسن - حسین[2] - زینب[3] - محسن[4] - ام کلثوم[5] -

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد - یہان بہی پچہلے صاحب اپنے اگلے کے بیٹے ہین -

حسین[1] ابو عبداللہ شہید کربلا - علی[2] ابو محمد زین العابدین - محمد[3] باقر ابو جعفر - جعفر[4] صادق

ابو عبداللہ - موسیٰ کاظم ابو ابراہیم - علی رضا ابو الحسن - محمد تقی جواد ابو جعفر ثانی - علی ہادی ابو الحسن - حسن زکی یا عسکری ابو محمد - محمد مہدی -

چونکہ آنحضرت اور چارون اصحاب کبار اور حضرت معاویہ اور مروان بن حکم یہہ ساتون صاحب قبیلہ قریش سے ہین اسلئے ہم ان سب کا نسب نامہ ملا کے اس جگہہ لکھے دیتے ہین تا کہ اصحاب کبار کے بیان مین اوسکی ضرورت نہ رہے -

۸۲ کعب
- مرۃ
  - کلاب
    - قصی
      - عبد مناف
        - ہاشم
          - عبدالمطلب
            - عبداللہ
              - محمد رسول اللہ
            - ابو طالب
              - علی مرتضیٰ
        - عبد الشمس
          - امیہ
            - ابو العاص
              - عفان
                - عثمان ذی النورین
              - حکم
                - مروان
            - حرب
              - ابو سفیان
                - معاویہ
  - تیم
    - سعد
      - کعب
        - عامر
          - ابو قحافہ
            - عبداللہ ابوبکر صدیق
- عدی
  - زراح
    - قرط
      - رباح
        - عبدالعزیٰ
          - نفیل
            - خطاب
              - عمر فاروق

آنحضرت کا حال لکھنے سے پہلے ضرور ہے کہ ہم اونکے آبا و اجداد اور خاندان کے حالات سے لوگونکو مطلع کرین تا کہ معلوم ہو جائے کہ آپکا خاندان عرب مین قابل التعظیم اور بڑا نامی گرامی تھا -

ذکر حضرت عبداللہ آپکی والد بزرگوار کا

آپ نہایت شیرین گفتار نیک کردار مجمع اوصاف حمیدہ صاحب اخلاق پسندیدہ تھے

رعب و داب حضور کا سب پر چھایا رہتا تھا علاوہ ان سب باتون کے حسن و جمال بھی خداداد تھا نور کوکب محمدی اور شعاع آفتاب رسالت احمدی آپکے چہرہ منورہ سے ہویدا تھی۔

یہودیون کے پاس ایک جُبّہ سفید صوف کا تھا جو خون حضرت یحییٰ علیہ السّلام سے آلودہ تھا اونکی کتب مقدسہ صاف بتا رہی تھین کہ جب اس جُبّہ سے خون ٹپکنے لگے تو جان لینا کہ نبی آخرالزمان کے والد نے دنیا مین قدم رکھا چنانچہ حضرت عبداللہ کی ولادت کے بعد وہ جبہ خون سے تر ہو گیا تھا۔

جب عبداللہ جوان ہوئے تو نازنینان عرب آپکے حسن و جمال پر جان فدا کرنے لگین اور آپکے پاس پیام آئے کہ ہمین اپنے عقد نکاح سے مشرف فرمایئے مگر توفیق الٰہی آپکی شامل حال تھی آپنے کسی طرف توجہ نہ کی۔

ادھر ستر یہودی نہایت جرار اور نامور اپنے علما اور احبار سے پتا لگا کے آپکو قتل کرنے کے لئے ملک شام سے روانہ ہوے اور حوالی مکہ مین پہونچ کے گھات مین بیٹھے تھے کہ ایکدن حضرت عبداللہؑ تن تنہا شکار کے واسطے شہر مکہ سے باہر نکلے اون لوگون نے اکیلا پاکے آپ پر حملہ کیا ناگاہ وہب بن عبد مناف بھی معہ اپنی ملازمون اور یار دوستون کے شکار کے لئے آنکلا اوس نے بوجہ قربت قرابت کے آپکی حمایت کا ارادہ کیا دیکھتا کیا ہے کہ غیب سے ایک گروہ بہت سے لوگون کا جنکی صورتین اس دنیا کے لوگون سے مشابہت نہ رکھتی تھین نمودار ہوا اور یہودیون کے گروہ کو بھگا دیا۔ جب وہب اپنے گھر پہونچے تو اپنے قرابت دارون سے اس عجیب واقعہ کو بیان کر کے کہا کہ مین اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبداللہؑ سے کرنا چاہتا ہون سبھون نے منظور کیا لہذا عبدالمطلب کے پاس پیغام بھیجا گیا چونکہ حضرت آمنہ کی عصمت و عفت آفتاب نصف النہار سے زیادہ روشن

تہی اس لئے یہ بات منظور ہوگئی اور حضرت آمنہ حضرت عبداللہ کے نکاح مین آئین۔ کہتے ہین کہ جب تک نور محمدی پیشانی نورانی عبداللہؐ سے رحم آمنہ مین منتقل نہوا عجیب وغریب حالات حضرت عبداللہ کے دیکھے جاتے تہے۔

بعض مورخین نے لکھا ہی کہ حضرت آمنہ وہب بن عبدمناف کی بھتیجی تہین مگر وہب نے مثل اپنی بیٹی کے پرورش کیا اسلئے اونکو بیٹی کہتا تہا۔ اور ہالہ بنت وہب کا نکاح عبدالمطلب سے ہوا تہا جس سے جناب سید الشہدا حمزہ رضی اللہ پیدا ہوئے حضرت عبداللہ مدینہ سے خرما خریدنیکو شام تشریف لیگئے تہے وہان سے مدینہ کو آتے جاتے مین یا مدینہ ہی مین انتقال فرمایا اور دار النابغہ مین مدفون ہوئے اوسوقت آپکی عمر ۲۳ یا ۲۵ برس کی تہی۔ بعضے تو کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی ولادت سے پہلے عبداللہ مرچکے تہے اور بعضون کا قول ہے کہ ہمارے حضور دو برس کے ہولئے ہین جب وفات پائی ہے۔

ذکر حضرت عبدالمطلب

آپکے سر کے بال پیدائش ہی سے سفید تہی اس لئے آپکا نام شیبہ ہوا۔ آپکی جلالت اور عظمت و شان اور اخلاق و اوصاف اور فصاحت دور دور مشہور تہی۔ چاہ زمزم مدتون سے اٹا پڑا تہا آپ ہی نے خواب مین اوسکا حال معلوم کرکے پہر کہدوایا۔ آپنے منت مانی تہی کہ اگر میرے دس بیٹے ہون تو مین ایک بیٹے کو خدا کی راہ مین قربانی کرونگا قدرت الٰہی سے دس بیٹے ہوگئے تو آپ نے وعدہ پورا کرنے کے لئے بیٹون کے نام پر قرعہ ڈالا حضرت عبداللہ کے نام کا قرعہ نکلا دونون باپ بیٹے مستعد ہوگئے جب یہ خبر حضرت عبداللہ کے مادری رشتہ دارون کو پہونچی تو اونہون نے بلوا کیا اور کہا کہ ہم ہرگز عبداللہ کو ذبح نہ ہونے دینگی ناچار اس جہگڑے کو ایک کاہن کے پاس لے پہونچے اوس نے یہ فیصلہ کیا کہ دیت تمہاری

قوم مین دش اونٹ مقرر ہین اسلئے عبداللہ اور دش اونٹون پر چٹہی ڈالوا ور اسی طرح دش دش اونٹ بڑہاتے جاؤ جب تک کہ اونٹون پر قرعہ نہ نکلے پس دش اونٹون سی شروع کیا یہان تک کہ سو اونٹون پر نوبت پہونچگئی اوس وقت حضرت عبداللہ کا بچہا چھوٹا اور سو اونٹ آپکے عوض مین ذبح کئے گئے اس لئے آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ مین ابن ذبیحین ہون یعنی اول حضرت اسماعیل علیہ السلام جنکو اونکے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی راہ پر ذبح کرنے کا قصد کیا تہا۔ اور دوسرے حضرت عبداللہ۔

جب ابرہہ نے کعبہ ڈہانے کے لئے مکہ پر چڑہائی کی جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین تو اوس نے سو اونٹ عبدالمطلب کے گرفتار کر لئے اور قبیلہ قریش کے پاس ایلچی کی معرفت یہ کہلا بہیجا کہ مجھکو تم سے کچھ پرخاش نہین ہے کعبہ سے دشمنی رکھتا ہون اگر تم کو کعبہ کی حمایت منظور ہے تو خیر لڑو۔ قریش نے اپنی طرف سے عبدالمطلب کو اوسکے پاس روانہ کیا۔ ابرہہ نے اون کے چہرہ سے شوکت وجلالت کے آثار جو دیکھے تو رعب کے مارے تخت سے نیچے اوتر بیٹھا اور ہاتھ پکڑ کے عبدالمطلب کو اپنے برابر بٹھایا اونکی شیرین کلامی اور فصاحت نے ابرہہ کو بُت بنا دیا اوس نے اپنے دل مین کہا کہ اگر عبدالمطلب خانہ کعبہ کی شفاعت کرینگے تو مین اپنے ارادہ سے باز آجاؤنگا مگر اونہون نے ایک حرف بہی اس مطلب کا اپنی زبان سے نہ نکالا اور اپنے اونٹون کے واپس ہونے کی درخواست اوس سے کی۔ ابرہہ بہت برہم ہوکے بولا کہ تم سردار قریش ہو اور قریش کی سرداری صرف کعبہ پر منحصر ہے تم نے اوسکا کچھ خیال نہ کیا اور ایسی خفیف بات مجھسے کہہ بیٹھے عبدالمطلب مسکرائے اور کہا کہ اوسکا حافظ خداوند عالم ہے وہ خود تم سے سمجھ لیگا میرا جو مطلب ہے مین نے تم سے بیان کر دیا۔ ابرہہ نے اونٹ اونکے واپس کر دئے آپ نے مکہ مین آکر اہالیان شہر کو باہر جانیکا حکم دیدیا۔

اور خود دروازہ کعبہ کی کنڈی سے لٹک کے رونا شروع کیا جسکا نتیجہ آپ واقعہ اصحاب فیل مین پڑھ چکے ہین۔

سیف بن ذوالیزن خاندان شاہان حمیری مین تہا جب سیف نے فارسیون کی مدد سے یمن کو فتح کیا اور مسروق بن ابرہہ مارا گیا تو اطراف وجوانب سے عمائد وصنا وید مبارکباد کے لئے ابن ذوالیزن کے دربار مین آئے چنانچہ اہل قریش کی طرف سے عبدالمطلب اور وہب اور امیہؓ وطلحہ بن خویلد وعبداللہ بن خدعان وغیرہ مبارکباد دینے کو گئے اونہون نے تحائف دربار مین پیش کئے اور عبدالمطلب نے سیف بن ذوالیزان سے نہایت خوش اسلوبی سے گفتگو کی کہ سارا دربار دنگ رہ گیا جب بادشاہ نے حسب ونسب عبدالمطلب کا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت عبدالمطلب اپنی مان کی طرف سے بادشاہ کے رشتہ دار ہین اسلئے سیف بن ذوالیزان نے اونکی بہت عزت کی اور خلوت مین اونہین بشارت دی کہ تمہاری اولاد مین نبیؐ آخر الزمان پیدا ہون گے اور زمانہ اونکے ظہور کا بہت قریب ہے۔

آنحضرتؐ اپنے دادا صاحب کے حیات مین پیدا ہو گئے تھے اور والد بزرگوار کا انتقال ہو چکا تہا جب عبدالمطلب پر زیادتی مرض نے غلبہ کیا اور صورت زندگی نظر نہ آئی تو آپنے اپنے سب بیٹون کو جمع کر کے فرمایا کہ مین اس جہان فانی سے کوچ کرتا ہون اور محمدؐ سے مجھکو بہت محبت ہے یہ بچہ بے مان باپ کا قابل الرحم ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ تم مین سے کوئی اسکو مثل باپ کے پرورش کرے اور کبھی میل اسکی خاطر پر نہ آنے دے آنحضرتؐ کے کئی چچاؤن نے چاہا کہ ہم رکہین منجملہ اون کے ابولہب نے بہی درخواست کی مگر شفیق دادا نے پیارے پوتے کو اونکے پاس رکہنا منظور نہ کیا سب کے بعد ابوطالب نے التماس کی کہ اگر مین اس خدمت باسعادت کے لائق ہون تو یہ گوہر گرانمایہ مجھے مرحمت ہو مین اپنے

حتی المقدور کوئی دقیقہ شفقت وخاطرداری کا فروگذاشت نہ کرونگا عبدالمطلب نے ابوطالب کی التجا قبول کی اگرچہ آنحضرت اوس وقت نہایت ہی صغیر سن تھے لیکن عبدالمطلب نے آپکو بھی گلے سے لگا کے پوچھا کہ اے میرے آنکھون کے تارے تم کون سے چچا کی پاس رہنا چاہتے ہو۔ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دادا کے پہلو سے نکل کے جھٹ ابوطالب کی گود مین جا بیٹھے اور اون سے لپٹ گئے عبدالمطلب نے وصیت کی کہ اے ابوطالب اسکی رعایت وخاطر ودلجوئی مین ہرگز پہلوتہی نہ کرنا یہ جگر گوشہ میرا سید عالم اور فخر بنی آدم ہے۔ ابوطالب نے بھی باپ سے اقرار واثق کرلیا پھر تو عبدالمطلب نے روے مبارک پر بوسہ دیکے اکیسو بیس ۱۲ یا بیاسی برس کی عمر مین سفر آخرت اختیار کیا۔ آنحضرت کا سن شریف اس زمانہ مین ہشت سالہ تھا ابوطالب نے بھی اپنے اخیر دم تک آپکو کلیجے کا ٹکڑا سمجھا اور باپ کی وصیت پر خوب ہی عمل کیا کہتے ہین کہ عبدالمطلب اور نوشیروان اور حاتم طائی ایک ہی سال مرے ہین اور اوسی سال ہرمز بن نوشیروان فارس کے تخت پر بیٹھا ہے۔

ذکر ہاشم کا

یہ عبدالمطلب کے باپ تھے۔ بہ سبب بزرگی اور اخلاق کے قریش انکی بہت عزت کرتے تھے ایک دفعہ مکہ مین قحط سخت پڑا اور لوگ بھوکے مرنے لگے آپ نے شام کا سفر کیا اور بے شمار اونٹون پر غلہ لادکے لے آئے ہر روز دو۲ اونٹ ذبح کرکے شہر بھر کو کھلاتے تھے اور ہر کسیکی دلجوئی کرتے تھے۔ چونکہ آپ نے اپنے ہموطنون کی سخت مصیبت کو توڑا اسلئے آپکا لقب ہاشم ہوا۔ لغت مین ہاشم کے معنی سخت چیز کے توڑنے والے کے ہین۔ ہاشم کی سخاوت مثل حاتم کے دور دور مشہور تھی۔ اس لئے دنیا کے عمائد اونکی عزت کرتے تھے چنانچہ ہرقل بادشاہ نے اپنی بیٹی کا عقد اون سے کرنا چاہا تھا مگر ادہر سے انکار ہوا۔ نکاح انکا سلمہ سے

مدینہ مین ہوا جو قبیلہ بنی النجار مین سے تہین اور مدینہ ہی مین عبدالمطلب اپنی مان کے گھر پیدا ہوئے ہاشم نے ملک شام مین انتقال فرمایا اور وصیت کی کہ کمان حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور نزار کا علم اور خانہ کعبہ کی کنجی عبدالمطلب کے سپرد رہے۔

ذکر عبد مناف کا

نام انکا مغیرہ ہی یہ بہت وجیہ اور خوبصورت تہے۔ عبدمناف کے چار بیٹے تہے۔

(۱) ھاشم کا حال اوپر لکہا جاچکا ہے۔

(۲) عبدالشمس جسکی اولاد مین بنی اُمیہؔ اور حضرت امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ ہین۔

(۳) نوفل جبیر بن مطعم کا دادا۔

(۴) مطلب جو امام شافعی کا جداعلیٰ ہی۔

واضح ہو کہ ہاشم اور عبدالشمس توام پیدا ہوئے تہے اور پیشانی دونون کی جڑی ہوئی تہی تلوار سے الگ کئے گئے۔ اوس زمانہ کے عقلا مین سے ایک نے اس معاملہ کو سُنکر کہا کہ ان دونون لڑکون کی اولاد مین باہم تنازعہ رہے گا۔ اور اوس جہگڑے کا فیصلہ تلوار سے ہوا کریگا چنانچہ یہی ہوا کیونکہ آنحضرت اور ابوسفیان مین جنگ ہوئی۔ اور حضرت علی اور معاویہ مین تلوار چلی پہر یزید اور جناب امام حسین کی لڑائی تو ہر گلی کوچہ مین مشہور ہے۔

ذکر قصے کا

نام اون کا زید ہے اور مجمع اور قصی لقب ہین۔ کسی زمانہ مین بنی خزاعہ نے قریش کو لڑ ہہڑ کے مکہ سے نکالدیا تہا۔ انہون نے اپنی مادری رشتہ دارون کی مدد سے اور ایک جماعت عرب کو جمع کر کے بڑے مجمع کے ساتہہ بنی خزاعہ کو شکست دی اور قریش کو پہر مکہ مین آباد کیا اس لئے اپکا لقب مجمع ہوا۔

قصی نے اپنی مرنے کے وقت گھر والون کو بہت عمدہ عمدہ نصیحتین کین اور سرداری مکہ عبدمناف کو دی۔

حضرت زبیر کا نسب آنحضرت سے یہین آکے ملگیا ہے۔ زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزی ابن قصی۔

ذکر کلاب کا

یہ سردار قریش تھے جب قصی پیدا ہوے تو اونہون نے قریش کو بشارت دی کہ میری اولاد مین ایک صاحب عظمت وجلال پیدا ہوگا جو کوئی اوسکی اطاعت کریگا اوسکی عاقبت بنجائیگی اور جو اوس سے منحرف ہوگا اوسکا دین و دنیا مین موہنہ کالا ہوگا۔ چنانچہ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کا سلسلہ کلاب سے ملتا ہی۔

(۱) عبدالرحمن بن عوف بن حارث بن زہرہ بن کلاب۔

(۲) سعد بن ابی وقاص بن مالک بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب۔

ذکر مُرّہ کا

یہ بہت عقلمند دور اندیش سخی اور فقیر دوست تھے سب اہل قریش انکے کہنے پر چلتے تھے قحط کے زمانہ مین سارے شہر کی خبر رکھتے اور اپنے فرزندون کو نیکی کی طرف مائل کرتے تھے وفات کے وقت انہون نے بھی آنحضرت کے تولد کی خوشخبری لوگون کو سنائی تھی۔

حضرت طلحہ کا نسب مُرّہ سے ملتا ہی۔ اس طرح پر کہ۔

طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرّہ۔

ذکر کعب کا

کعب نے اپنی ساری عمر جمہور کی خدمت مین بسر کی۔ اور مرتے وقت اپنی قوم کو وصیت کی

کہ مین نے اپنی زندگی مین تمہاری سرداری کی اور کوئی کسر تمہاری بہبودی اور بہتری مین نہ رکھی تم کو چاہیئے کہ میرے بعد نیک چلن رہو جب سید المرسلین صاحب طٰہٰ ولیسین میری اولاد مین ظاہر ہون تو اون سے سرکشی نہ کرنا۔

لوئیؓ اونکے باپ بہی حاکم قریش اور معزز تھے تمام عرب اونکی اطاعت کرتا تہا لوئیؓ کے باپ غالب اور غالب کے باپ فہرؓ تھے۔ اور فہرؓ کی اولاد مین ابو عبیدہ جراح ہین۔

ابو عبیدہ عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلاک بن وہب بن ضبہ بن حارث بن فہرؓ۔

اور فہرؓ کے باپ مالکؓ نے اپنے بیٹے سے وقت مرگ یہ فرمایا کہ اے بیٹے مصیبت آنے سے پہلے مصیبت سے پرہیز کر مگر جب وہ تیرے سر پر آجائے تو صبر کر اور مردانگی سے اوسکا مقابلہ کر اور قناعت کو اپنی دولت اور خدا کے شکر کو اپنا فرض تصور کر۔

ذکر نضر کا

نضر کو لوگ قریش کہتے تھے اور اونہین کے باعث یہ قبیلہ قریش کے نام سے مشہور ہوا۔ لفظ قریش کے معنی ہین "تجسس اور تفتیش حال"، چونکہ آپ بڑی خاطر اور اخلاق کے آدمی تھے اور ہر شخص کا حال معلوم کرنیکی جستجو آپکو رہتی تھی تا کہ اوسکی خبر گیری اور عزت اوسکے مرتبہ کے موافق کرین اس لئے لوگ اونکو قریش کہنے لگے۔

دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ تجارت بہت کرتے تھے اور قریش کے معنی کاسب بہی ہین۔

اور قریش فراہم کرنے کو بہی کہتے ہین چونکہ آپ نے اپنی قوم کو ہمیشہ فراہم رکہا اس لئے قریش کہلائے۔

کنانہ نے اپنی اولاد کو یہ وصیت کی کہ انصاف کی صفت اللہ کو بہت پیاری ہے تم لوگ ہمیشہ منصف بننے کی کوشش کرنا اور کبھی ناانصافی سے کام نہ لینا۔

ذکر خزیمہ کا

خزیمہ نے مرنے کے وقت اپنی اولاد کو جمع کر کے کہا کہ تم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہو بزرگی اور سرداری تمہارا ورثہ ہے۔ پروردگار عالم نے تمہین عرب کا سردار کیا ہے اسکے شکریہ مین تم کو چاہیئے کہ نیک چلین اور بندگان خدا کے خیر خواہ بنو اور افعال بد سے دور بھاگو۔

ذکر مدرکہ کا

نام انکا عامر تھا انھون نے اپنے آباؤ اجداد کی شرافت و نجابت و مراتب کو اچھی طرح دریافت کیا تھا اور اونہین کے قدم بقدم چلتے تھے اس لئے لقب انکا مدرکہ ہوا۔

ذکر الیاس کا

انکے والدین کو اولاد کی طرف سے مایوسی ہوگئی تھی جب یہ متولد ہوئے تو انکا نام الیاس رکھا گیا انھون نے فضائل و علوم حاصل کرنے کے بعد اپنی قوم کی ہدایت شروع کی اور اولاد اسمٰعیل کو جو طریقہ ابراہیمی سے منحرف ہوگئی تھی سیدھی راہ کی طرف بلایا۔ تمام ملک عرب الیاس کی عزت اور اطاعت کرتا تھا۔ شعرائے عرب نے بہت سے قصیدے ان کی مدح مین لکھے ہین۔

ذکر مضر کا

مضر نے ملت ابراہیمی کو تقویت دیکر اوسے رائج کیا۔ یہ بہت دبدبہ اور جلال کے آدمی تھے۔

ذکر نزار کا

کینت انکی ابو ربیعہ ہے۔ انکے والد نے انکی ولادت کے وقت ہزار اونٹون کی قربانی کی اور بڑی دہوم دہام سے سارے حجاز کی دعوت کی تہی۔ نزار بڑے امیر تھے۔

ذکر معد کا

تازہ پہل کو معد کہتے ہین۔ چونکہ معد نے بہت تازہ روئی اور طراوت رخسار پائی تہی لہذا اونکا نام معد رکہا گیا۔ کینت انکی ابو قضاعہ تہی۔ فرزندان معد نہایت شجاع اور دلیر تھے۔ انکا بیٹا ضحاک چالیس ہزار آدمیون کی جماعت سے بنی اسرائیل پر چڑہ گیا اور سبکو زیر کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ بنی اسرائیل نے اپنے نبی سے فریاد کی کہ بنی عدنان کے حق مین بددعا فرمایئے وہ ہمارے بہت سے آدمی قید کر لیگئے ہین اور ہمین نہایت ستایا ہی پیمبر نے آسمان کیطرف ہاتہہ اوٹہائے تہی کہ حکم خدا ہوا خبردار اس قوم کے لئے ہرگز بددعا نہ کرنا انمین نبی آخر الزمان پیدا ہونے والا ہے تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔

ذکر عدنان کا

عدنان ایک دفعہ کہین جاتے تھے کہ ایک درۂ کوہ مین گذر ہوا۔ اسّی سوارون نے جو عدنان سے جانی دشمنی رکہتے تھے اونہین گہیر لیا۔ آپ تن تنہا اون سے لڑنے لگے یہان تک کہ گہوڑا بہی ٹہوکر کہا کے گرا اور مر گیا۔ پیدل بہی بڑی دیر تک مقابلہ کیا مگر آپ جانتے ہین کہ اسّی کے سامنے اکیلا کیا کر سکتا ہی۔ عدنان نے عالم یاس مین آسمان کی طرف دیکہا دیکہتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے ہاتہہ سے اوٹہا کے پہاڑ کی چوٹی پر رکہدیا اور ایک آواز مہیب اس زور شور سے ہوئی کہ پہاڑ اور زمین سب ہل گئے۔ اور وہ سوار مردہ ہو کر نیچے گر پڑے یہ جو کچہہ ہوا وہ سب آنحضرت کی خاطر سے ظہور مین آیا۔

غرض اس بیان سے یہ ہے کہ ناظرین دیکھہ لین کہ یہ عالی خاندان ہمیشہ مورد مراحم الٰہی رہا ہی جسکے باعث یہ کہہ سکتے ہین کہ این خانہ تمام آفتاب است - تو پھر اس معدن جواہر سے کیون نہ ایسا لال شب چراغ برآمد ہوتا -

اس جگہہ شاید ہم سے یہ پوچھا جائے کہ آپکی بعثت سے قبل ملک عرب کی اخلاقی اور تمدنی حالت کیا تھی؟ حضرات اسکا جواب یہ ہی کہ نہایت ردی شراب نوشی سود خواری قماربازی جنگ زرگری زنا بت پرستی ستارون کی پوجا دخترکشی - انتقام لینے کی بُری عادت سبھی کچھہ تھا - مردون کا غیرعورتون کو اغوا کرنا اور عورتون کا حسین مردون کو قابو مین کرلینا ایک فخر کی بات تھی - عام مجمعون اور بڑے بڑے جلسون مین مرد و عورت اس قسم کے معرکے جوش و خروش سے بیان کرتے تھے اور بیحیاؤن کو شرم نہ آتی تھی بلکہ جسکے کارنامے سب سے بڑھکر ہوتے تھے وہی تعریفون کے ہار پہنتا تھا - کسی گھوڑ دوڑ مین گھوڑا دوڑانے یا چشمہ آب پر مویشیون کے پانی پلانے پر جو جھگڑا ہو جاتا تھا تو صدیون چلا جاتا تھا اور طرفین کے ہزارون آدمی کام آجاتے تھے - کعبۃ اللہ مین ۳۶۰ بت رکھدئے گئے تھے اور ہر روز ایک نئے بت کی پرستش ہوتی تھی - اور اس پر بھی بس نہ تھی ہر قبیلہ کا ایک ایک بُت علیحدہ بھی تھا - اور بت پرستون ہی کے مذہب کی یہ حالت نہ تھی بلکہ مذہب عیسوی اور موسوی کا بھی ستیاناس ہو گیا تھا اونھون نے بھی اپنی اصلی کیفیت کو باقی نہ رکھا تھا اور عرب ہی پر کیا منحصر ہے تمام دنیا پر اندھیرا تھا - فارس مین آتش پرستی - ہندوستان مین مورت پوجا - چین و جاپان مین بودھون کا زور شور - یورپ کی وحشت - مصر کی توہم پرستی زبان زد خاص و عام ہے جس سے تاریخ کی کتابین مالا مال ہین انگریزی دان خوب جانتے ہین کہ انگریزی مہینون اور دنون کے نام مذہب کی کیا اچھی صورت دکھاتے ہین غرضکہ ایسے تاریک وقت مین

عنایت آلہی کا جوش ہوا اور ابر رحمت کا شامیانہ سرزمین حجاز پر چھا گیا ۵

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت

بڑہا جانب بوقبیس ابر رحمت
چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت

ہوئے پہلوے آمنہ سے ہویدا
دعاے خلیل اور نوید مسیحا

الغرض ایام حج مین جمعہ کے دن آمنہ حاملہ ہوئین اوسی رات ملائکہ کو حکم آلہی ہوا کہ سارے عالم کو منور کرین فرشتے اس حکم سے نہایت خوش ہوئے رضوان نے دروازۂ بہشت کہولکر زمین وآسمان کو خوشبوؤن سے معطر کردیا۔ ملائکہ نے ارض وسما کے ساری طبقات مین منادی کی کہ آج نور محمدی نے آمنہ کے بطن پاک کو منور کیا اور سپہر رسالت کا آفتاب برج حمل مین آیا۔ اور شبستان نبوت کی شمع دل افروز پردۂ فانوس مین حجلہ گزین ہوئی۔ اوس سال قحط وخشک سالی سے قریش پر بڑی مصیبت نازل ہورہی تہی اس حمل کی برکت سے خداوند کریم نے اپنے بندون پر رحم فرمایا اور ابر رحمت ایسا برسا کہ سوکہے درخت سرسبز ہوگئے اور جڑی بوٹی لہلہانے لگین سارے نباتات وحیوانات پر خوشی کا عالم چہا گیا اس لئے قریش نے اوس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکہا ہی جس کے معنی خوشی اور کشائش کا سال ہین۔ آنحضرت پورے نو مہینے بطن مادر مین رہے اس مدت مین حضرت آمنہ کو کسی طرح کی تکلیف نہ معلوم ہوئی نہ کبھی طبیعت مبارک منغص ہونی پائی آپ فرمایا کرتی تہین کہ عرصہ حمل مین مجھے مثل اور عورات کے کبھی یہ نہ معلوم ہوا کہ میرے پیٹ مین بچہ ہے مین ایک شب کچہہ سوتی اور کچہہ جاگتی تہی میرے کان مین آواز آئی کہ تو حاملہ ہی اور بہترین خلایق تیرے پیٹ مین ہے اور ہر مہینے میرے کان مین یہ آواز آیا کرتی تہی کہ اے آمنہ مبارک تیرے بیٹے ابو القاسم کے

ظہور کا وقت آن پہونچا۔

آنحضرت کا ظہور دوشنبہ کی دن صبح صادق کے وقت ہوا۔ حضرت عبداللہ اور آمنہ کے اور کوئی اولاد نہ تھی اور نہ عبداللہ و آمنہ نے دوسرا نکاح کیا۔ اصحاب فیل کی چڑھائی اور تباہی سے جسکا اوپر مذکور ہوا پچپن ۵۵ دن گذر چکے تھے۔ ربیع الاول کا مہینا تھا۔ تاریخ مین اختلاف ہے کوئی بارہوین ۱۲ بتاتا ہی اور کوئی آٹھوین اور دوسری ۲ و تیسری ۳۔ انگریزی کتب تاریخ کی طرف جو نظر پڑتی ہے تو کسی نے ۵۶۸ء لکھے ہین اور کسی نے ۵۶۹ء اور آتھر گلمن ایم اے اور مسٹر عبداللہ کوئیلم صاحب لورپولی حضور کی ولادت کی تاریخ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء مین بتاتی ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کو روزہ رکھا کرتے تھے صحابہ نے وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ آپ کا تولد اور آغاز وحی و نبوت دوشنبہ کو ہوا ہے۔ اور ہجرت مکہ سے مدینہ کو اور نزول سورۂ بقر اور وفات آنحضرت بھی دوشنبہ ہی کو ماہ ربیع الاول مین ہوئی۔

عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے روایت ہی کہ ملک شام مین ایک راہب تھا عیص نام وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ اے مکہ کے لوگو تم مین ایک لڑکا پیدا ہوگا عرب و عجم سب اوسکی اطاعت کرینگے اور وقت ولادت اوسکا قریب ہے ہپس جو لڑکا مکہ مین پیدا ہوتا تھا اوسکا سارا حال عیص دریافت کر لیا کرتا۔ جب ہمارے حضرت پیدا ہوے تو راہب مذکور نے کہا کہ یہ وہی لڑکا ہے جسکی مین نے تمہین خبر دی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ مکہ مین ایک یہودی سوداگر تھا جب آنحضرت پیدا ہوے تو اوس نے قریش سے کہا کہ آج رات کو تم مین ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اوسکے دونون شانون مین بال مجتمع ہین اس طرح سے جیسے کہ گھوڑے کی رگین ہوتی ہین۔ پس قریش اوس یہودی کو آمنہ کے گھر لے گئے اور کہا کہ اپنے لڑکے کو باہر بھیجدیجئے

جب آپکو لوگ باہر لائے توبعینہ وہی نشان پایا گیا جو یہودی نے بتایا تھا- پس یہودی بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا جب ہوش مین آیا تو کہا ہاے نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہوگئی-

عثمان ابن العاص کی مان نے کہا ہی کہ مین وضع حمل کے وقت آمنہ کے پاس موجود تھی مین نے ایک نور دیکھا جس سے سارا گھر منور ہوگیا تھا-

حضور کی والدہ ماجدہ فرماتی ہین کہ آپ نے پیدا ہوتی ہی سجدہ کیا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اوٹھائی- اور ایک آواز میرے کان مین آتی تھی کہ کوئی یون کہتا ہی کہ اس لڑکے کو آدم کا خلق- شیث کی معرفت- نوح کی شجاعت- ابراہیم کی خلت- اسماعیل کی زبان- اسحٰق کی رضا- صالح کی فصاحت- لوط کی حکمت- موسیٰ کی شدت- ایوب کا صبر یونس کی طاعت- یوشع کا جہاد- داؤد کی خوش آوازی- دانیال کی محبت- الیاس کا وقار یحییٰ کی عصمت- اور عیسیٰ کا زہد دیدو اور سارے پیمبرون کے اوصاف واخلاق اس مین بھردو- سبحان اللہ کیا ذات مستجمع صفات تھی-

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

جناب آمنہ فرماتی ہین کہ پھر مین نے سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونون جہان کے حاکم بنائے گئے سب انکے مطیع ہین- اسکے بعد جو مین نے روے مبارک پر نظر کی تو چودھوین رات کا چاند نظر آیا- اور آنحضرت مین مشک کی بو آتی تھی- پھر ایک شخص نے ایک انگوٹھی نکالی اور آپ کے دونون شانون کے بیچ مین مہر کردی اور اونکو میری گود مین دیدیا-

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہین کہ جس شب کو آپ پیدا ہوے مین نے اپنے کانون سے سنا کہ در و دیوار کعبہ سے یہ آواز آتی تھی-

"اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد المصطفیٰ الآن قد طھرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین"، یعنی محمد مصطفیٰ کا خدا بہت بڑا ہی اوس نے مجھے اب بتون کی نجاست اور مشرکون کی خباثت سے پاک کیا۔

اور منادی غیب ندا کرتا تہا کہ اے لوگو جانو اور آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو تمہارا قبلہ بنایا کیونکہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا مین قدم رکہا۔

یا عاشقین تواجدوا بتعشق للمصطفیٰ
صلوا علیہ وسلموا متواترا ومتوالیا

جسوقت آپ پیدا ہوئے خانہ کعبہ کا سب سے بڑا بت ہبل اوندہے موہنہ گر پڑا۔

تواتر سے ثابت ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو نوشیروان کا محل زلزلہ مین آیا اور چودہ کنگورے اوسکے گر پڑے۔ دریاے ساوہ جو بڑے زور و شور سے جاری تہا بالکل سوکہہ گیا۔ اور وادی سماوہ کا دریا جو ہزار برس سے سوکہا پڑا تہا جاری ہوا۔ پارسیون کا آتشکدہ ہزار برس کا جلتا ہوا بجہہ گیا۔ نوشیروان بہت رویا۔ ایک موبد نے خواب مین دیکہا کہ چست و چالاک اونٹ۔ عربی گہوڑون کو کہینچتے ہوئے لئے چلے جاتے ہین یہان تک کہ دریاے دجلہ سے پار اوتر گئے اور سارے شہرون مین پہیل پڑے۔ موبدون نے بالاتفاق اسکی یہ تعبیر دی کہ عرب کے ملک مین کوئی ایسا حادثہ ہوگا جس سے عجم کا ملک مغلوب ہو جائیگا۔ نوشیروان نے انکشاف حال کے لئے کاہنون کے پاس آدمی بہیجے اونمین سے ایک عجیب الخلقت کاہن سطیح تہا ایلچی نے نوشیروان کا پیام و سلام اوس سے جاکی کہا سطیح بولا اے نوشیروان کے ایلچی جسوقت قرآن خوانی شروع ہوگی اور لاٹھی والا یعنی محمد رسول اللہ پیدا ہوگا اور دریاے سماوہ مین پانی جاری ہو جائیگا اور دریاے ساوہ خشک ہوگا اور فارس کے آتشکدہ کی آگ ٹھنڈی ہو جائیگی

توسطیح مرجائیگا اتنا کہتے ہی کاہن مرگیا اور یہ سب باتین وقوع مین آئین جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔

اور ۳۱ھ مین سعد ابن ابی وقاص نے حضرت امیرالمومنین عثمان ابن عفان کے عہد خلافت مین فارس کو یزدجرد سے لے لیا اور یزدجرد مرو کے جنگل مین مارا گیا۔

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عالم بطون سے عالم ظہور مین تشریف لاسے تو تین یا سات دن اپنی والدہ ماجدہ کا دودہ پیا بعد ازان ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے چند روز دودہ پلایا۔ اِس طرح جناب سید الشہدا حمزہ اور ابو سلمہ مخزومی اور عبداللہ بن حجش اسدی آنحضرتؐ کے رضاعی بہائی ہوے کیونکہ ان تینون نے بہی ثویبہ کا دودہ پیا تہا مگر ثویبہ کے خاص بیٹے کا نام مسروح ہے۔ یہ وہی ثویبہ ہے جس نے آنحضرتؐ کی ولادت کی خبر ابولہب کو پہنچائی تہی اور ابولہب نے خوش ہوکر اوسے آزاد کردیا تہا۔ آنحضرتؐ ثویبہ کی بہت تعظیم کرتے تہے اور مدینہ سے اکثر اوسکو تحائف بہیجا کرتے تہے۔ اوس نے ۸ھ مین بعد فتح خیبر انتقال کیا۔ ثویبہ کے بعد حلیمہ سعدیہ کی دودہ سے آپ نے پرورش پائی چونکہ شہر کی بہ نسبت باہر کی آب وہوا اچہی ہوتی ہے اس لئے عرب مین بہی یہ دستور تہا کہ بچون کو پرورش کے لئے باہر بہیجدیا کرتے تہے اور بدوی عورتین سال مین دو دفعہ یعنے فصل ربیع وخریف مین مکہ مین آتین اور بچون کو پرورش کے لئے لیجاتی تہین اور جو لوگ بچون کو باہر بہیجنے کی استطاعت نہ رکہتے تہے وہ حقیر سمجہے جاتے تہے۔

ابن اسحاق ابن راہویہ اور ابو یعلی وطبرانی اور بیہقی اور ابونعیم نے حلیمہ سعدیہ سے روایت کی ہے کہ جب مین قبیلہ سعد بن بکر کی عورتون کے ساتہہ جو شیرخوار بچون کی تلاش مین نکلی تہین مکہ مین آئی تو اوس سال قحط عظیم پڑا ہوا تہا میرے پاس ایک مادہ خر اور ایک بڈہی اونٹنی تہی جو ایک قطرہ بہی دودہ نہ دیتی تہی اور میرا شیرخوار بیٹا عبداللہ اور میرا خاوند میرے ساتہہ تہے میری

چھاتیون مین اتنا دودہ نہ تہا کہ میرے بچہ کا بہی پیٹ بہرے۔ تنگدستی سے ہم لوگون کا
یہ حال تہا کہ بہوک کے مارے نہ رات کو نیند آتی تہی نہ دن کو چین تہا جب شہر مکہ مین پہونچے
توسب عورتون نے اپنے حسب دلخواہ مالدارون کے لڑکے دودہ پلانے کو لی لئے اور آنحضرت کے
سوا کوئی دودہ پیتا بچہ مکہ مین نہ رہا اور اوہر باہر سے آئی ہوئی عورتون مین صرف مین
رہگئی۔ آنحضرت کی یتیمی کے باعث کسی عورت نے اونکو نہ لیا تہا خیر مجھے اپنی خاوند کی صلاح
سے اون ہی کو لینا پڑا۔ کیا کرتی خالی گھر پہر جانا تو اچہا نہین معلوم ہوتا تہا۔ اے
حلیمہ تو ہی سب سے زیادہ خوش قسمت ہے دونون جہان کی نعمت اپنی بغل مین داب کے
لئے جاتی ہے ٥

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیئے احوال	کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

حضرت حلیمہ فرماتی ہین کہ مین لاچار ہو کر حضرت آمنہ کے گھر پہونچی کیا دیکھتی ہون کہ فخر دو عالم
ایک سفید کپڑے مین لپٹے ہوئے خواب ناز مین خراٹے لے رہے ہین اور جسم مبارک
سے مشک کی لپٹین آتی ہین جس سے سارا مکان مہک رہا ہے میرا دل اوس موہنی
مورت کو دیکہہ کے لوٹ پوٹ ہی تو ہو گیا۔ مین نے ہولے ہولے پاس جا کر اپنا ہاتہہ سینہ
فیض گنجینہ پر جو رکہا تو جہٹ آنکہین کہولدین اور میری صورت دیکہہ کے تبسم فرمانے لگے
مین نے کمال پیار سے دونون آنکہین چومین اور گود مین لیکر پستان راست موہنہ مین
دی جب اوسکا دودہ پی چکے تو مین نے چاہا کہ پستان چپ سے بہی دودہ پلاوٗن
آپ نے ہرگز نہ پیا اور ایام رضاعت مین کبہی اوس پستان کو موہنہ مین نہ لیا۔ سبحان اللہ
کیا عدل و انصاف تہا کہ ایام طفلی مین بہی عدل کو ہاتہہ سے نہ جانے دیا اوسے اپنے
برادر رضاعی کے لئے چہوڑ دیتے تہے آخرش حلیمہ آپکو گود مین لئے ہوئے اپنی فرودگاہ پر

پہونچین اون کے خاوند بہی آپکا جمال جہان آرا دیکھہ کے عاشق ہو گئے۔

ہونہار پوت کے پیر پالنے مین اور ہونہار درخت کے چکنے چکنے پات پہلے ہی سی معلوم ہوجاتے ہین جسکا ثبوت یہ ہی کہ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتے ہین کہ گو مین یتیم بچے کو اپنے گھر مین لے آئی تہی اور کسی طرح کی بہبودی کی ظاہرا امید نہ تہی مگر گھر مین آتے ہی رحمت کا مینہہ برسنے لگا میری سوکھی ساکھی اونٹنی کے تھن دودہ کے بوجہہ سے زمین پر آن رہے گھر والے نے جو دوہا تو افراط سے دودھ ہوا اور ہمنے خوب سیر ہو ہو کے پیا اور رات جو بھوک سے ایڑیان رگڑ رگڑ کے کٹتی تہی بڑے آرام سے بسر ہوئی اور ہم سب نیند بہر کے سوئے۔ میرے خاوند نے مجہہ سے کہا کہ ای حلیمہ یہ لڑکا تجہے مبارک ہوا سکا قدم ہمارے لئے بہت سعید ہوا۔ قصّہ کوتاہ چند روز کے بعد حلیمہ حضرت آمنہ سے رخصت ہو کے اپنے وطن کو روانہ ہوئین اور آنحضرت کو مرکب پر اپنے آگے بٹھا لیا۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ وہی جانور جس سے لاغری کی باعث ایک قدم نہ رکہا جاتا تہا اب خوشی سے پہولا نہ سماتا تہا اور ایسا چست وچالاک ہو گیا کہ کسی کا مرکب اوس سے آگے نہ جاسکا۔ کیون نہو وہ جانتا ہی کہ صاحب براق و رفرف میرا راکب ہے قافلہ کے لوگ اوسے دیکہتے تہے اور تعجب کرتے تہے کہ یکایک اس مردی مین جان کہان سے آگئی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہین کہ اثنائے راہ مین دائین بائین سے میرے کانون مین یہی آواز آتی تہی کہ اے حلیمہ اب تو غنی ہو گئی تجہے کسی چیز کی کمی نہ رہیگی۔ حالانکہ بہت سخت قحط تہا مگر جس منزل پر مین اوترتی تہی وہ سرسبز اور شاداب ہو جاتی تہی جدہر نظر اوٹھا کے دیکھتی تہی سبزۂ زمردین کے فرش بچھے ہوئے معلوم ہوتے تہے۔ بیشک۔

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو	ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

اے حلیمہ رحمت للعالمین باعث ایجاد آسمان وزمین تیری گود مین ہی پھر زمین اپنے خزانے تیرے لئے کیون نہ اوگلدیتی اور آسمان اپنی رحمت تجھپر کیون نہ برساتا ۔

محمدؐ سِرِّ وحدت ہی کوئی رمز اوسکی کیا جانے
شریعت مین تو بندہ ہی حقیقت مین خدا جانے

حلیمہ کہتی ہین کہ جب مین نے اپنی گھر مین قدم رکھا ہے تو میرا گھر جو پہلے مفلسی و ناداری سی کلبۂ احزان تھا اب رونق اور آبادی سے جگمگا اوٹھا ہر چیز مین برکت ہی برکت نظر آنے لگی ۔ بکریان چراگاہ سے خوب سیر و آسودہ ہوکر آتی تھین اور بکثرت دودھ دیتی تھین یہانتک کہ اس بات کو دیکھہ دیکھہ کر ساری قوم نے اپنے اپنے چرواہون سے تقاضا شروع کیا کہ تم بھی ہماری بکریان اوسی چراگاہ مین لیجایا کرو جس مین حلیمہ کی بکریان جاتی ہین ۔ مگر چراگاہ سے کیا ہوتا تھا حلیمہ کے تو گھر مین چشمہ فیض ہے ۔

حلیمہ کہتی ہین کہ جب حضور مین طاقت گفتار آئی تو اکثر مین نے سنا کہ زبان اقدس سے یہ الفاظ جاری ہوا کرتے تھے ۔

"اللہ اکبر اللہ اکبر الحمد للہ رب العالمین و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلا"

آپ نے کپڑون پر کبھی بول و براز نہین کیا جیسے عام لڑکے کیا کرتے ہین آپکا ایک وقت معین تھا مین اوسی وقت حاضر ہو جاتی تھی ۔

جب آپ مین قوت رفتار آئی تو خرامان خرامان گھر کے دروازہ تک چلے جاتے تھے مگر لڑکون کے کھیل کود مین کبھی شامل نہوتے بلکہ اور لڑکون کو منع کرتے تھے اور اپنے رضاعی بھائی کا ہاتھ پکڑ کے اونمین سے کھینچ لاتے اور فرماتے کہ ہم کھیلنے کے واسطے نہین پیدا کئے گئے ہین ۔

آپکی نشو ونما کا بھی نرالا ڈھنگ تھا جس سے اور لڑکون کو کچھہ نسبت نہین جتنا اور لڑکے
ایک مہینہ مین بڑھتے آپ ایک دن مین بڑھتے تھے اور جتنا اور لڑکے سال بھر مین بڑھتے وہ
بات آپکو ایک مہینے مین حاصل ہو جاتی تھی۔ کبھی آپ نہ روئے نہ روٹھے نہ مچلے۔ یہ باتین
آپکو چھو بھی نہ گئی تھین۔ جو کام کرتے تھے پہلے بسم اللہ کہہ لیتے تھے۔

حلیمہ فرماتی ہین کہ مین اوس سرو بستان خیر و برکت کو ایک دم کے لئے بھی آنکھہ
سے اوجھل نہ ہونے دیتی تھی۔ ایکدن آپ اپنی رضاعی بہن شیماء کے ساتھہ باہر نکلگئے
اوسوقت دھوپ بھی تیز تھی اور ہوا بھی نہایت گرم چل رہی تھی مجھے جو ہوش آیا مین نے
ان دونون بچون کو گھر مین نہ پایا بیچین ہو کر ڈھونڈھنے کو باہر چلی تو دیکھتی کیا ہون کہ آپ
معہ شیماء تشریف لا رہے ہین۔ مین شیماء پر بہت خفا ہوئی اور سخت سست کہا کہ تو
اس شدت کی دھوپ اور گرمی مین انکو کیون باہر لیگئی تھی اوس نے جوابدیا کہ نہین اماجان
ان پر ذراسی بھی دھوپ نہین پڑنے پائی ہے جدھر یہ جاتے تھے ایک ابر کا ٹکڑا انکے
سر پر سایہ کیے رہتا تھا اور جہان یہ کھڑے ہوتے تھے وہ بھی انکے سر ہی پر قیام کرتا تھا انکو ذرا
بھی زحمت نہین پہونچی ہے۔ اللہ اللہ کیا کیا خاطر اپنے حبیب کی منظور تھی۔ دو۲ برس کے بعد حلیمہ
آنحضرت صلعم کو آمنہ کے پاس مکہ لیگئین اور اپنے ساتھہ ہی واپس لے آئین اس دوبارہ تشریف آوری
کے دو تین مہینے بعد یہ ماجرا گذرا جسکا ذکر آگے آتا ہے۔

آپکے شق صدر اور غسل قلب کے حال فرخندہ فال کو ابو یعلی و ابو نعیم و ابن عساکر نے
شداد ابن اوس سے یون بیان کیا ہے کہ ایکدن آپ نے حلیمہ سے فرمایا کہ اے مادر مہربان تم
مجھے میرے رضاعی بھائیون کے ساتھہ بکریان چرانے باہر چراگاہ مین کیون نہین بھیجتی ہو تا کہ میرا
دل بہلا رہے اور سیر بھی کر آیا کرون گھر مین بیٹھے بیٹھے اوکتا گیا ہون اور باہر کی تازہ ہوا

میری صحت کے لئے بہی مفید ہوگی یہ معقول گفتگو سنکے حلیمہ راضی ہوگئین دوسرے دن بناؤ سنگہار کرا اور کپڑے بدلوا بالون مین کنگہا اور آنکہون مین سرمہ لگا آپکو بہی اپنے لڑکون کے ہمراہ چراگاہ کو روانہ کیا۔ ملائکہ مقربین ہاتہون سے کلیجے تہام کے اون قدمون کے نیچے اپنی آنکہین بچہانے کو دوڑے اور کہنے لگے ؎

توبدین جمال وخوبی سر طور اگر خرامی
ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی

آنحضرتؐ دوپہر تک جنگل مین رہے اور ہنسی خوشی بہائیون کے ساتہہ بکریان چرایا کئے جب دوپہر ہوئی تو حلیمہ کا بیٹا ضمرہ روتا اور چلاتا ہوا گہر آکے کہنے لگا کہ ہم لوگ محمدؐ کے ساتہہ ایک جگہہ کہڑے تہے ناگاہ ایک آدمی آیا اور اونہین گود مین اوٹہا کر پہاڑ پر لیگیا اور پیٹ چاک کرڈالا پہر نہین معلوم اونکا کیا حال ہوا۔ حلیمہ اور اونکا شوہر یہ حال پرملال سُنکر نہایت بیچین ہوئے اور گریبان پہاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہان جاکر جو دیکہا تو آپ بہلے چنگے بیٹہے ہوئے آسمان کی طرف دیکہہ رہے ہین۔ جب ان دونون میان بیوی کو حیران وششدر اور سراسیمہ ومضطر باحال تباہ اپنی طرف آتا دیکہا تو تبسم فرمایا اور دوڑکر حلیمہ سے لپٹ گئے اونہون نے دل کہولکر پیار کیا اور پوچہا کہ اے میری جان مین تجہپر سے قربان میری تو روح قالب سے پرواز کرنیکو تہی بتا تو سہی یہ کیا ماجرا ہے آپنے جوابدیا کہ امّان جان کچہہ بہی نہین آپ تو ناحق ہول کہاتی ہین۔ تین آدمی میرے پاس آئے تہے ایک کے پاس تو ایک طشت برف کے پانی سے بہرا ہوا تہا۔ اور دوسرے کے ہاتہہ مین ایک آفتابہ تہا۔ اونہون نے مجہے پکڑ لیا اور ساتہہ کے لڑکے خوف سے اپنے اپنے گہرون کو بہاگ گئے۔ اونمین سے ایک نے مجہے آہستہ سے زمین پر لٹا کے میرا سینہ چاک کیا

تعجب ہی کہ مجھے ذرا بھی تکلیف نہین ہوئی - پہر میرے تمام اعضائ اندرونی برف کے پانی سے
خوب ہی دہوئے اور میرے دل کی سیاہی نکالڈالی اور کہا یہی شیطانی حصہ تہا اور ایک
چیز جو اوسکے پاس تہی میرے دل مین بہردی - بعدازان ایک بڑے آب وتاب کی انگوٹھی
جسکی چمک سے آنکھین خیرہ ہوتی تہین جیب سے نکالی اور میرے دل پر مُہر کردی اسکے ساتہہ
ہی میرا قلب حکمت ونبوت سے معمور ہوگیا اب مین ایک ایسی خوشی اور سردی دل مین پاتا ہون
جسکا اثر اسوقت تک مجہہ مین ہے پہر ایک شخص نے اپنا ہاتہہ میرے سینہ پر پہیرا تو معاً زخم اچھا
ہوگیا اور اونہون نے مجہہ سے کہا کہ اے دوست تو کچہہ خوف نہ کہا اب تیری آنکھین روشن
ہوجایئنگی اور دل خوش رہے گا - اسکے بعد وہ تینون مجھے اس جگہہ چہوڑکر نظرون سے
غائب ہوگئے - حضرت انس رضؓ نے روایت کی ہے کہ ہم نے بارہا اوس زخم کے نشان کو سینۂ
مبارک پر دیکہا ہی وہ ایک لمبا اور باریک ساخط تہا -

حلیمہ فرماتی ہین کہ اس واقعہ ہوش ربا کے بعد میرے شوہر اور ہمسایون نے مجھے
صلاح دی کہ اس لڑکے کو اوسکی مان اور دادا کے پاس پہونچا دو ابکی تو خیر گذرے خدانخواستہ
کوئی اور مضرت وآسیب اس معصوم کو پہونچے - مین بہی اس بات کو سمجہہ گئی اور چار و ناچار اپنے
گہر سے اوجالے کو لیکر مکہ کو چلی حلیمہ نے پانچ برس آپکو اپنے پاس رکہا اور اس عرصہ مین
دو۲ برس کے بعد بہی آمنہ کو دکہا لیگئی جب شہر قریب آگیا تو آپکو ایک جائے محفوظ مین بٹھا کی
قضائے حاجت کیواسطے گئی آکے جو دیکہتی ہون تو آپ غائب ہین ہاتہہ کے طوطے اوڑگئے
اور مثل ماہی بے آب تڑپ تڑپ کے چارون طرف دوڑنیلگی تمام گرد ونواح کی خاک چہانی مگر
اوس یوسف گم گشتہ کا پتا نہ چلا - آخر مایوس ہوکر ہائے محمد ہائے بیٹا کہتی ہوئی مکہ مین پہونچی
اوس چاند سے مکہڑے کی جدائی سے کچہہ سوجہائی نہ دیتا تہا آفتاب میرے لئے بالکل

کالا تو ہوگیا تہا اور کلیجہ کہتا تہا کہ اب مین موہنہ کو آیا سو سو شبہے دل مین آتے تہے ہر ہر قدم پر سر کو پیٹتی اور بال نوچتی تہی اسی خستہ حالی سے گرتی پڑتی چلی جاتی تہی ناگاہ کسی نے میرا ہاتہہ پکڑ لیا اور خوب جہنجہوڑا جب مجہی کچہہ ہوش آیا اور آنکہین پہاڑ پہاڑ کے دیکہا تو معلوم ہوا کہ ایک بڈہا عصا لئے ہوئے میرے پاس کہڑا ہی اور پوچہتا ہے کہ اے سعدیہ تجہپر کیا گذری جو ایسی مضطرب ہے مین نے ہچکیان لے لیکر اپنی مصیبت بیان کی اوس نے کہا کیون روتی ہے کچہہ غم نہ کہا عالی قدر بت ہبل کے پاس جا کے پوچہہ وہ تجہے پتا بتاویگا اور تو وہان سی اپنے بچہ کو لے آیگی مینے کہا افسوس تجہپر کیا تو نے نہین دیکہا یا نہین سُنا کہ جس بچہ کی مین تلاش مین ہون اوسکی ولادت کے وقت یہ بت اوندہے موہنہ فرش خاک پر گر پڑے تہے اب بہلا وہ اپنے دشمن کا نشان کیون دینگی مگر اوس بڈہے نے میری ایک نہ مانی اور زبردستی مجہے گہسیٹ کے لیگیا اور بڑے بت کے سامنے کہڑا کر کے طواف کیا اور میری حاجت بیان کی ہبل آنحضرتؐ کا نام سُنکے بید کی طرح لرزا اور زمین پر آن رہا اور ایک آواز آئی کہ اے بڈہے دور ہو یہان سے نکل جا اور اوس لڑکے کا نام یہان نہ لی خدا ہر حال مین اور ہر جگہہ اوسکا محافظ ہے آخرش مین اوسی طرح ڈاڑہین مارتی ہوئی عبدالمطلب کے پاس گئی اوہنون نے حیران ہوکر میرا حال دریافت کیا مین نے اونکو بہی تمام و کمال مرثیہ پڑہ سُنایا - وہ مضطرب الحال ہوئے اور کوہ صفا پر چڑہکے یا آل غالب یا آل غالب کہکے سب قریش کو جمع کیا اور اون سے کہا کہ میرا بیٹا محمدؐ گم ہوگیا ہے - تم سب لوگ اوسے تلاش کرو - عبدالمطلب اور قریش اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوکے چارون طرف منتشر ہوگئے اور اعلیٰ مکہ سے اسفل تک کی خاک چہان ڈالی کہین پتہ نہ پایا جب ناامیدی کے پہاڑ نے دل پر گر کے اوسکو پیس ڈالا تو عبدالمطلب مسجد حرام مین گئے اور طواف کر کے مناجات کی اوسی دم غیب

سے آواز آئی کہ ای لوگو رنج نہ کرو محمدؐ کا خدا محمدؐ کے ساتھ ہے عبدالمطلب نے دریافت کیا کہ اے آواز دینے والی ہمین بتادے کہ وہ کہان ہین - آواز آئی کہ وادی تہامہ مین ایک درخت کے نیچے صحیح وسالم تشریف فرما ہین - سب لوگ یہ مژدۂ روح افزا سُنتے ہی معہ عبدالمطلب کے وادی تہامہ کی طرف دوڑے راہ مین ورقہ ابن نوفل بہی اونکے ہمراہ ہوگیا جب وہان پہونچے تو آنحضرتؐ کو ایک درخت کے نیچے اوسکے پتے چنتے پایا - عبدالمطلب نے اون سے دریافت کیا کہ "من انت یاغلام" یعنی اے لڑکے تو کون ہے - آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ "انا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب" یعنی مین محمدؐ عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا ہون عبدالمطلب نے دوڑکر حضور کو اپنے گلے سے لگالیا اور کہا کہ اے میری جان مین ہی تو عبدالمطلب ہون - اور سیدالمرسلین کو اپنے مرکب پر بٹہا کے گہر لے آئے سارے گہر مین خوشی مچگئی - بہت سی خیرات ہوئی اور متعدد اونٹ صدقے کئے گئے - حلیمہ کو بہت سا انعام واکرام دیکر بڑی عزت وحرمت سے رخصت کیا - حلیمہ بنت عبداللہ بن ابی ذویب بن الحارث بن جابر بن زرام بن ناصرہ بن سعد بن بکر تہین اونکے خاص بیٹے کا نام عبداللہ بن الحرث ہے واضح ہو کہ بعض مفسرین نے آیہ کریمہ "ووجدك ضالا فهدی" کی تفسیر مین اسی قصہ کو بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ آنحضرتؐ کا گم ہوجانا اور پہر رستہ پالینا اسی قصہ سے مراد ہے - آنحضرت کا گم ہوجانا اور سراغ نہ ملنا اور تمام قریش کی ہلچل اور سارے گہر کا کہرام - اور ملنے کی کوئی صورت نظر نہ آنا - آخر غیب سی اوسکی تدبیر ہونا ایسا ہیبت خیز امر تہا کہ خداے جل شانہ کو اوسکی یاد وحی سے ولانی پڑی - یہ عاشق ومعشوق کی بے تکلفی اور راز ونیاز کی باتین ہین یعنی خداوند کریم آنحضرتؐ سے اپنے احسان کا اظہار کرتا ہے کہ میرے پیارے تم ایک دفعہ بچپنے مین کہو گئے تہے تمہارے گہر والے بہی ڈہونڈہ ڈہونڈہ کی

ہار گئے آخر ہم ہی کو تمہین رستہ بتانا پڑا۔

پہر ام ایمن آپکی والد عبداللہ کی لونڈی نے جو آپکو ترکہ پدری مین ملی تہین آپکی خدمت اختیار کی۔ آنحضرت صلعم نے بڑے ہوکر ام ایمن کو جنکا نام برکت بہی تہا آزاد کرکے زید بن حارثہ سے بیاہ دیا تہا۔

ام ایمن فرماتی ہین کہ مین نے آنحضرت کو کبہی بہوک پیاس کی شکایت کرتے نہین دیکہا۔ آپکی چہہ سات برس کی عمر مین حضرت آمنہ آپکو معہ ام ایمن کے مدینہ لیگئین اور اوس مکان مین قیام فرمایا جسکو دارالنابغہ کہتے ہین وہان مہینے بہر رہ کر پہر مکہ کو مراجعت فرمائی۔ راہ مین ایک موضع ابوا مدینہ کے قریب ہے وہان حضرت آمنہ نے وفات پائی۔ اور وہین دفن ہوئین۔ اور صاحب قاموس مدفن اونکا دار رآلیعہ مکہ مین بتاتے ہین شاید ایسا ہوا ہو کہ پہلے آپکو ابوا مین دفن کیا ہو پہر لاش مکہ مین لے آئے ہون۔

ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آنحضرت کو مدینہ جانے اور آنے کا اور حضرت آمنہ کے انتقال اور جس گہر مین جاکر مدینہ مین رہے تہے اوسکا ہو بہو نقشہ یاد تہا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تہے کہ رستہ مین یہودی کاہن مجہے دیکہہ دیکہکے کہتے تہے کہ یہ لڑکا پیمبر ہوگا اور مدینہ اسکی ہجرت گاہ قرار پائے گا۔

غرض کہ جب آمنہ نے انتقال کیا تو آپکی تربیت وکفالت عبدالمطلب کے ذمہ ہوئی وہ اپنے بیٹون سے زیادہ آنحضرت کو پیار کرتے تہے۔ کبہی بغیر اونکے کہانا نہ کہاتے۔ اور آنحضرت صلعم کے سوا کوئی اونکی مسند پر نہ بیٹہہ سکتا تہا۔ اگر کوئی آپکو منع کرتا تو عبدالمطلب کہتے کہ یہہ میر الخت جگر نور نظر ہے اسی میری جگہہ بیٹہنے سے نہ روکو۔ جہان اسکا جی چاہے بیٹہے اسکے نفس مین ایک بزرگی ہے جسے بجز اسکے اور کوئی نہین جانتا۔ میرے اس پوتے کی

چہرہ سے فرّشاہی عیان ہی-

ایک دفعہ عبدالمطلب شرفاے قریش کے ساتھ یمن تشریف لے گئے جب وہان سے مراجعت فرمائی تو مکہ مین آکے قریش کو سخت قحط کی بلامین گرفتار دیکھا اور وہ قحط بھی ایسا لمبا چوڑا ہوا کہ کئی سال تک رہا- ناگاہ عبدالمطلب کو غیب سے ہدایت ہوئی کہ آنحضرت صلعم سے باران رحمت کی دعاء کراؤ- وہ حضور کو کندہے پر چڑہا کے پہاڑ پر لے گئے دیکھو آپکی مستجاب الدعواتی کہ دعاؤن کا قبول کرنیوالا تیار بیٹھا ہوا تھا ادہر ہمارے حضرت صلعم نے دعا کی اودہر باران رحمت نے جل تھل بھر دئے اور ایسا برسا کہ کئی سال کی خشک سالی کی تلافی ہوگئی-

جب تک عبدالمطلب بقید حیات رہی آپکی ہوا داری اور خدمتگذاری بدل و جان کرتے تھے- جب آنحضرت صلعم ۸ برس ۲ مہینے ۱۰ دن کے ہوئے تو دادا کا بھی سایہ سر سے اوٹھہ گیا- اور آپکی حقیقی چچا ابوطالب آپکی تربیت و پرورش کے کفیل ہوئے اور آنحضرت صلعم کی ایسی حفاظت اور پاسداری کی کہ قبل از نبوت اور بعد از نبوت ہر حال اور ہر وقت آپ کے حامی و مددگار رہتے اور تمام امور مین آنحضرت صلعم کی رضا اور خوشنودی کو مقدم سمجھتے کبھی بغیر آپ کے کھانا نہین کھایا اور رات کو اپنی چارپائی کے پاس آپکا پلنگ رکھا- اور فرط محبت مین اکثر آپکی مدح مین اشعار موزون کیا کرتے چنانچہ یہ شعر ابوطالب ہی کا ہے ؎

وشق لہٗ من اسمہ لیجلہ	فذو العرش محمود وھذا محمد

حسان ابن ثابت نے اس شعر کو یون تضمین کیا ہی قطعہ

الم تران اللہ ارسل عبدہ	بایاتہ واللہ اعلیٰ وامجد

وشق لہ من اسمہ لیجلہ	فذو العرش محمود وھذا محمد

ترجمہ اردو اس قطعہ کا کسی اوستاد نے اس طرح کیا ہے قطعہ

ذرا دیکھو تو لوگو حق نے اپنی خاص بندی کو	بنایا اپنا پیغمبر کہ حق اعلیٰ و امجد ہے
نکالا اپنے نام پاک سے نام بزرگ اوسکا	خدا کا نام ہے محمود نام اوسکا محمد ہے

ابن عساکر نے عرفطہ سے روایت کی ہے کہ ابوطالب کی عہد کفالت مین میرا مکہ مین آنیکا اتفاق ہوا اوس زمانے مین قریش قحط سے مرے جاتے تھے۔ چونکہ ایک دفعہ پہلے ایسے ہی وقت مین آنحضرت صلعم کی دعا سے پانی برس چکا تھا۔ لوگون نے ابوطالب کو آگھیرا کہ اپنے بھتیجے کو تکلیف دو۔ ابوطالب شہر کے بچون کا ایک گروہ اپنے ساتھ لیکر باہر نکلے۔ عرفطہ کہتے ہین کہ اون لڑکون مین ایک ایسا لڑکا بھی مجھے نظر آیا کہ آفتاب معلوم ہوتا تھا۔ ابوطالب نے لیجا کے اوسکی پیٹھ دیوار کعبہ سے لگا دی اور اوسنے اپنی اونگلی سے آسمان کیطرف اشارہ کیا۔ اوسوقت بادل کا کہین نام و نشان نہ تھا۔ اشارے کے ساتھ ہی ابر گھر آیا اور وہ دھوان دھار بارش ہوئی کہ جنگل و بیابان بھر گئے دریا بہ نکلے اور قحط رفع ہوگیا۔

ابوطالب مالدار نہ تھے عیالداری کا بار آپ پر بہت تھا مگر آنحضرت صلعم کے قدوم میمنت لزوم کی وہ برکت تھی کہ جس دسترخوان پر حضور تشریف رکھتے تھے اوسپر سے گھر بھر مین کوئی بھوکا نہ اوٹھتا اور اگر اتفاقاً کسی دن آپ نہوتے تو اوتنے ہی کھانے مین سب بھوکے رہجاتے تھے۔ ابوطالب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اے میرے نور نظر تو بڑی برکت والا ہے۔

جب آنحضرت صلعم ۱۲ برس ۲ مہینے ۱۰ دن کے ہوئے تو ابوطالب نے سفر شام کا ارادہ کیا۔ جب مال تجارت لیکر چلنے لگے تو آپ نے دلگیر ہوکر فرمایا کہ چچا جان آپ تو سوداگری کو جاتے ہین مجھے تنہا کسپر چھوڑے جاتے ہین۔ یہ سنتے ہی ابوطالب کی آنکھون سے

آنسو روان ہو گئے اور از راہ شفقت آپکو بہی ہمراہ لیلیا- جب ملک شام کے ایک گانون مین پہونچے جسکا نام بُصریٰ ہے- وہان بحیرا جیس راہب کا صومعہ تہا- جب قافلہ کا گذرا ودہر سے ہوا تو راہب نے دیکہا کہ ایک ابر قافلہ پر سایہ کئے ہوئے چلا آتا ہی اور جب آنحضرت صلعم معہ ابوطالب کے ایک درخت کے نیچے ٹہیر گئے تو وہ ابر بہی اوسی مقام پر جمگیا اور شاخین درخت کی سمٹ کے نیچے جہک گیئن اور دونون صاحبون پر خوب گہنا اور ٹہنڈا سایہ ہوگیا- بحیرا یہ حال دیکہکر متعجب ہوا- اور اہل قافلہ کی ضیافت کر کے سب کو بلایا- ابوطالب نے آنحضرتؐ کو تکلیف ندینا چاہی آپکو فرودگاہ ہی پر چہوڑ کے سب کہانا کہانیکو گئے- بحیرا نے اونکی منزل گاہ پر جو نظر کی تو ابر کو وہین قایم پایا پوچہا کہ تم مین سے کوئی قیام گاہ پر رہ گیا ہی لوگون نے جواب دیا کہ صرف ایک لڑکے کو وہان چہوڑ آئے ہین- بحیرا نے آپکو بہی بلوالیا وہ ابر کا ٹکڑا رحمت کا سائبان بنا ہوا ساتہہ ساتہہ چلا آیا- بحیرا جیس آثار و علامات دیکہکر حضور کا معتقد ہوا- اور ابوطالب کو تاکید کی کہ انکو یہود و نصاریٰ کے ہاتہہ سے بچانا اور شام مین ہرگز نہ لیجانا کیونکہ یہودی انکے دشمن جانی ہین- مین تمہارا مال یہین بکوائے دیتا ہون پس ابوطالب اپنا مال بہت نفع سے بصریٰ مین فروخت کر کے بخیر و خوبی گہر واپس آگئے- اور مکہ مین چند مدت تک آپ کے فضل و کمال کے آثار مشاہدہ ہوتے رہے-

ابوطالب اون عجائبات قدرت کو دیکہہ دیکہہ کے متحیر ہوتے تہے اور آپکو طبیبون اور کاہنون کے پاس لیجاتے تہے اور اون سے دریافت کرتے تہے کہ یہ کیسی باتین اور کیا معاملات ہین وہ سوچ بچار کے جواب دیتے تہے کہ یہ ہرگز شیطانی وسوسے نہین ہین نہ انکو ہم امراض جسمانی کہہ سکتے ہین بلکہ ان دونون امور کے سوا یہ معاملہ ہی کچہہ اور ہے جو ہماری سمجہہ مین نہین آتا- الغرض ۲۵ برس کی عمر تک فضائل و کمالات کا اتنا ظہور ہوا کہ حساب سے باہر ہے-

واضح ہو کہ ستّرہ برس کی عمر مین آپ نے زبیر بن عبد المطلب یا عباس بن عبد المطلب کے ساتھہ یمین کا سفر کیا تھا اور وہ بھی خدا کے فضل سے خیر و عافیت کے ساتھہ انجام کو پہونچا۔

آنحضرت صلعم جب ۲۰ سال سے گذر چکے تو لوگون مین وقار بڑہنے لگا۔ مُسن اور تجربہ کار لوگ آپکی عزت کرتے اور عقلا آپکا لحاظ رکہتے تہے۔ خاص و عام مین یہ بات مشہور ہو گئی کہ آنحضرت صلعم نے اپنی زبان دروغ گوئی کے گناہ سے کبھی آلودہ نہین کی ہے۔ امانت مین خیانت آپ سے ہرگز نہین ہوئی۔ کسی عورت کو آپنے بدنظر سے نہین دیکہا غیبت نہین کرتے تہے۔ نہ کبھی کسی حالت مین ترش ہو کے گفتگو کی۔ ان نیک صفات کے باعث باشندگان مکہ ایک زبان ہو کر آپکے ثنا خوان تھے۔ اور مکہ کا ہر متنفس آپ کی نیک چلنی کا معتقد ہو گیا اور ایک خاص عقیدت آپ سے رکہنے لگا۔ اور ان اوصاف کے باعث قبیلہ قریش نے آپکو "امین" کا لقب دیا۔

عبد المطلب کا خاندان شریف مکہ تہا اور متمول بھی تہا۔ مگر سرداری کے ساتھہ بہت سی نمایشی باتین اور جھگڑے لگے ہوتے ہین اس لئے کچھہ تو سرداری کے خرچ اور کچھہ سخاوت اور کچھہ کثرت اولاد نے یا یون کہلو کہ خدا کی مرضی نے آنحضرت کی پیدائش سے پہلے اس خاندان مین مفلسی کو بہیجدیا تہا۔ اس لئے پچیس ۲۵ برس کی عمر مین ابوطالب نے ہمارے حضرت صلعم کو صلاح دی کہ خدیجہ کا تجارتی مال باہر لیجایا کرو۔

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد بہت مالدار اور عقیل و فہیم و شریف تہین۔ لوگ آپ کو قریش کی عورتون مین بہتر اور اعلےٰ اور معزز و ممتاز سمجھتے تہے۔ حضرت خدیجہ کو تلاش تہی کہ اگر کوئی امین شخص ملجائے تو مین اپنا مال اوسکے سپرد کردون اوس سے وہ تجارت کرکے کچھہ آپ لے اور کچھہ مجھے دے۔ جب اونہون نے آنحضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ سُنے تو

دل مین سوچا کہ آپ سے بہتر کوئی امین نہ ملیگا اس لئے بہ کمال خواہش اپنا مال آنحضرت صلعم کیخدمت مین بھیجکے کہلا بھیجا کہ اگر تم تجارت کرنا چاہتے ہو تو میرا مال لیجاؤ جو فائدہ ہو اوسمین سے جتنا چاہو مجھے دینا۔ اور اپنا ایک غلام میسرہ خدمتگذاری کے لئے ساتھہ کر دیا۔ اور ایک اپنا رشتہ دار خزیمہ ابن حکیم بھی ہمراہی مین رکھا۔ جب آنحضرت دوبارہ بُصریٰ مین پہونچے تو ایک درخت خشک کے تلے جا کے بیٹھہ گئے وہ بالکل سر سبز ہو گیا اور کونپلین نکل آئین۔ نسطورا راہب جسکا صومعہ قریب تہا یہ ماجرا دیکھکر حیران رہ گیا۔ القصہ آنحضرت صلعم نے تگنے نفع پر اپنا سارا مال بُصریٰ مین بیچڈالا اور سارے اہل قافلہ فائدے سے مالا مال ہو گئے۔ جب معاودت فرما کے مکہ پہونچے تو حضرت خدیجہ نے اپنے بالاخانہ سے دیکھا کہ آنحضرت صلعم تشریف لا رہے ہین۔ اور دو جالور اونکے سر پر سایہ کئے ہوئے ہین یہ دو فرشتے جانورون کی صورتون مین متمثل ہو گئے تھے۔ پھر میسرہ اور خزیمہ نے وہ تمام خوارق اور کرامات سنائین جو راہ مین دیکھی تہین۔ خدیجہ سُنکر بہت خوش ہوئین اور آپسے نکاح کرنا چاہا۔

حضرت خدیجہ کا نکاح پہلے ہو چکا تہا مگر اس زمانہ مین بیوہ ہو گئی تہین اونکی دولت و حسن و عقل و سلیقہ پر فریفتہ ہو کے عمایدِ مکہ اون سے نکاح کے پیغام بھیجتے تھے مگر وہ منظور نہ کرتی تہین آخر نفیسہ نامی ایک عورت کی معرفت اونہون نے حضرت صلعم کے پاس پیام بھیجا۔ اوس نے آکے آپ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ اپنا نکاح کیون نہین کرتے۔ آپ نے جوابدیا کہ بےزری مانع ہے۔ نفیسہ بولی اگر کوئی شریف حسین اور عقیل نیک چلن عورت خود اپنی خواہش سے آپ کے ساتھہ نکاح کرنا چاہے تو آپکو کیا تامل ہوگا آپ نے پوچھا ایسی عورت کون ہے نفیسہ نے خدیجہ کا نام بتادیا آنحضرت صلعم نے جوابدیا کہ بھلا

خدیجہ مجھسے غریب کو کیون پسند کرینگی۔ نفیسہ اتنی گفتگو کر کے واپس آئی اور حضرت خدیجہ سے ساری تقریر بیان کی۔ طرفین راضی ہوئے اور نکاح ہوگیا۔

اس نکاح کے وقت حضرت خدیجہ کے چچا عمرو ابن اسد اور آنحضرت کے چچا ابو طالب اور حمزہ و ابو بکر جلسہ مین شامل تھے ابو طالب نے نکاح کے وقت خطبہ بڑی شان و شوکت سے پڑہا جسکا ترجمہ یہ ہے۔

"حمد و شکر اوس خدا کو جسنے ہمین ابراہیم و اسماعیل کی اولاد مین پیدا کیا۔ اور معد اور مضر کی اصل سے ہمین اوگایا۔ اور اپنے گھر کا نگہبان اور اپنے حرم کا پیشوا بنایا اور اوسکو ہمارے سپرد کردیا۔ جسکے طواف و زیارت کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہین اور ہمین ایسا حرم عطا کیا کہ جو کوئی اوس مین داخل ہو امن و امان سے رہے۔ اور قوم پر ہمین حاکم بنایا تحقیق محمد ابن عبد اللہ میرا بھتیجا ایسا جوان ہے کہ قریش مین کوئی مرد اوسکے مقابلہ کا نہین اور وہی سب پر غالب ہے۔ اگرچہ اوسکے پاس مال و متاع قلیل ہے۔ مگر یہ دولت دنیا ایک ڈہلتی پہرتی چہان ہے اور ایک حائل اور عارضی امر ہے اسکا کچھ اعتبار نہین۔ اے لوگو محمد وہ شخص ہے جو ہمارا قرابت مند ہے تم لوگ اس بات سے خوب واقف ہو۔ وہ خدیجہ بنت خویلد کی خواستگاری کرتا ہے اور میرے مال مین سے آٹھ اونٹ اوسکا مہر قرار دیتا ہے واللہ چند روز کے بعد اوسکی شان بڑی اور اوسکا کام بزرگ ہوگا۔"

اسکے بعد حضرت خدیجہ کے چچا ورقہ ابن نوفل نے خطبہ پڑہا جسکا ترجمہ یہ ہے۔

"حمد و سپاس اوس خدا کی جسنے اے ابو طالب ہمین بھی ویسی ہی فضیلت دی جیسی کہ تم نے بیان کی ہے۔ پس ہم عرب کے پیشوا اور سردار ہین۔ اور تم ایسی بزرگی اور فضیلتون کے مالک ہو کہ کسی قوم اور قبیلہ کے لوگ تم سے ٹکر نہین کہا سکتے۔ اور تمہارا ایسا شرف کسی کو

حاصل نہین ہوسکتا- اور بالتحقیق ہم نے تمہارے ساتھ رشتہ داری کرنیکی خواہش کی اور اے قوم قریش تم گواہ رہو کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو محمدؐ کے نکاح مین چارسو مثقال پر دیا-"

تب ابوطالب نے فرمایا کہ اے ورقہ مین چاہتا ہون کہ خدیجہ کا چچا عمرو ابن اسد بھی نکاح کردینے مین تمہارا شریک ہو پس عمرو ابن اسد نے بھی یون کہا-

"اے قریش کے لوگو گواہ رہو کہ مین نے خدیجہ بنت خویلد کو محمدؐ ابن عبداللہ کے نکاح مین دیا-" الغرض طرفین سے ایجاب وقبول متحقق ہوگیا-

جب نکاح ہوچکا تو حضرت خدیجہ نے اپنی لونڈیون سے دف بجوا کے بڑی خوشی منائی- اور کہا کہ اے محمدؐ تم بھی اپنے چچا سے کہو کہ اونٹ قربان کرکے لوگون کی ضیافت کرین- مطلب یہ ہے کہ دونون طرف سے خوشی وخورمی کا اظہار بخوبی ہوا- اور ابوطالب پھولے نہین سماتے تھے چنانچہ نہایت فرحناک ہو کے خداوندکریم کا شکر ادا کیا اور فرمایا- "الحمد للہ الذی اذھب عنا الکرب ودفع عنا الھموم" یعنی شکر اوس خدا کا جسنے ہماری سختی اور رنج دور کیئے-

مفسرین نے آیہ کریمہ "ووجدک عائلا فاغنی" کی تفسیر اسی قصہ سے کی ہے یعنی خداوندکریم اپنے حبیب سے فرماتا ہے کہ دیکھو دولت باطنی کا خزانہ تو ازل سے ہمنے تمہارے نام کرہی دیا تھا مگر جب دولت دنیا کی طرف سے تمہین خالی ہاتھ دیکھا تو بھی چین نہ آیا اور خدیجہ کی دولت منت کرکے تمہارے گھر بھیجدی اور تمہین دولہا بنا کے بھی دیکھ لیا-

نکاح کے وقت حضرت خدیجہ کی عمر چالیس برس کی اور آنحضرت صلعم کا سن شریف

۲۵-سال کا تھا- مگر خدیجہ اپنے حسن وجمال اور درستی قویٰ کے باعث دیکھنے مین آنحضرتؐ سے کم سن معلوم ہوتی تھین- حضرت صلعم اس نکاح سے بہت خوش ہوئے اور جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہین آپنے دوسرا نکاح نہین کیا اور جب آپنے انتقال فرمایا تو آنحضرتؐ کو بڑا ہی رنج ہوا یہان تک کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ کے سامنے خدیجہ کا تاسف کیا کرتے تھے- مسلمانون مین یہ چار عورتین نہایت قابل التعظیم گنی جاتی ہین-
(۱) حضرت مریم (۲) فرعون کی بی بی حضرت آسیہ (۳) حضرت خدیجہ (۴) حضرت فاطمہ-
جب آنحضرت صلعم کی عمر ۳۵ برس کی ہوئی تو ایک پہاڑی نالے کی طغیانی کے باعث خانہ کعبہ مین پانی بھر گیا اور ساری عمارت گر پڑی قریش نے پھر بنانا چاہا اور باقوم نام ایک رومی معمار کو تعمیر کے لئے مقرر کیا- تمام قریش پتھر ڈھوتے تھے اور آنحضرت صلعم بھی اونکے ساتھ مشغول تھے- جب عمارت بن چکی تو حجر اسود کو اوسکی قدیمی جگھہ پر رکھنی کی بابت آپس مین جھگڑا ہوا ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ یہ کام ہم کرین یہان تک کہ تکرار ہوتے ہوتے تلوار پر نوبت پہونچگئی اور یہ قرار پایا کہ جو کوئی مسجد حرم کے اندر پہلے قدم رکھے اوس سے اس فساد کا فیصلہ کرالیا جائے ناگاہ آنحضرت صلعم سب سے پہلے مسجد مین داخل ہوئی لوگون نے کہا ”جاء الامین“ امین سب سے پہلے آیا پس سب لوگ آنحضرتؐ کے حکم پر راضی ہوئے حضرت نے اپنی ردائے اطہر بچھادی اور حجر اسود کو اوسکے بیچون بیچ مین رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی چارون طرف سے اسے پکڑکے لیچلے اور اسکی جگھہ پر پہونچکے سب لوگ مجھے اپنا وکیل کردین اور اجازت دین کہ حجر اسود کو مین اپنے ہاتھہ سے اوٹھا کر اوسکی جگھہ پر رکھدون پس میرا ہاتھہ سب کے ہاتھون کا قایم مقام ہو جائیگا حضور کی اس تدبیر سے سب خوش ہوگئے اور ہاتھون ہاتھہ اوٹھا کے لیگئے جب وہان پہونچے

توآنحضرتؐ کو وکیل کردیا آنحضرتؐ نے حجر اسود کو اوٹھاکر اپنے دست مبارک سے جگھہ پر جا دیا اور خانہ کعبہ کے چھہ ستون بنائے مورخون نے لکھا ہے کہ خانہ کعبہ کو پہلے حضرت آدمؑ نے قایم کیا اونکی بنا طوفان نوح مین غرق ہوگئی پہر حضرت ابراہیمؑ نے بنایا بعد ازان عمالقہ نے پہر قبیلہ جرہم نے بعد ازان قبیلہ قریش نے جسمین ہماری حضرتؐ بہی شریک تھے پہر حضرت عائشہ سے ایک حدیث سنکر عبداللہ ابن زبیر نے کعبہ کی تعمیر کی اوسکو عبدالملک ابن مروان کے امیر الامرا حجاج نے تبدیل کیا بعد ازان ہارون رشید نے چاہا کہ بناے مروانیہ کو گراکے حدیث عائشہ کی بموجب بنادیا جائے ہارون رشید کو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صلاح دی کہ اے امیر المومنین کعبہ کو بادشاہون کا کھلونا نہ بناؤ اسی حالت مین رہنے دو۔ سلیمان ابن خلیل مکی نے لکھا ہے کہ تعمیر خانہ کعبہ جو قریش سے وقوع مین آئی آپکی عمر کی پینتیسوین سال مین ہوئی اور بناے ابن زبیر ۶۴ھ مین اور اوسکے بعد حجاج نے ۷۴ھ ہجری مین اپنی راے سے تبدیلی کی۔ جب آنحضرت صلعم کی عمر شریف چالیس ۴۰ برسکی ہوئی تو ظہور وحی نے عالم کو منور کیا بقول صحیح اس نور کا ظہور دوشنبہ کے دن ربیع الاول کی آٹھوین یا تیسری تاریخ واقعہ اصحاب فیل سے اکتالیس ۴۱ برس بعد ہوا۔

جب ظہور نبوت کا وقت نزدیک آیا تو اللہ تعالی جلشانہ نے گوشہ نشینی اور خلوت گزینی کا شوق آنحضرتؐ کے دل مین زیادہ کردیا آپ کوہ حرا پر جسے جبل ثور بھی کہتے ہین خلوت نشین ہوئے یون تو آپ ہر سال ایکبار مکہ سے باہر تشریف لاتے اور ایک مہینے کامل غار حرا مین رہتے جب نزول وحی کا زمانہ نزدیک آیا تو اکثر خلوت نشینی فرمائی یہان تک کہ وحی آپ پر وارد ہوئی اور قرآن شریف نے نزول فرمایا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے

کہ ظہور نبوت اور ورود وحی آنحضرتؐ کے مجاہدی اور ریاضت و عبادت کا نتیجہ تھا نبوت محض
عنایت آلٰہی اور وہبی امر ہے کسبی چیز نہین جو عمل سے حاصل ہو۔

الحاصل جب فرشتہ وحی لیکر آنحضرتؐ کے پاس آیا تو کہا اے محمد مبارک ہو مین
جبرئیل ہون اور خدا کا بہیجا ہوا تمہارے پاس آیا ہون تم خدا کے رسول ہو لا الٰہ الا اللہ
کہکر امت کی دعوت کرو اور اسے پڑہو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین اُمّی ہون لکھنا پڑہنا نہین
جانتا جبرئیل نے آپکو بغل مین دباکر تین بار ایسا بہینچا کہ طاقت طاق ہو ہوگئی اور ایک خاص
نور دل مین سمایا اور کہا کہ اب پڑہو آپ نے اقرأ باسم ربک الذی خلق ۝ خلق
الانسان من علق ۝ اقرأ وربک الاکرم ۝ الذی علم بالقلم ۝
علم الانسان ما لم یعلم ۝ پڑہا ترجمہ (اے پیغمبر قرآن جو تم پر وقتاً فوقتاً
نازل ہوگا اوسکو) اپنے پروردگار کا نام لیکر پڑہ چلو۔ جسنے (مخلوقات کو) پیدا کیا (جسنے)
آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے بنایا۔ (قرآن) پڑہ چلو اور (خدا پر بھروسہ رکھو) کہ تمہارا
پروردگار بڑا کریم ہے جسنے (آدمی کو) قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا (اوس نے وحی کے
ذریعہ سے بہی) انسان کو وہ باتین سکھائین جو اوسکو معلوم نہ تہین۔ ایک روایت مین آیا
ہے کہ جبرئیل نے کہا کہ اے محمدؐ تم شر شیطان سے استعاذہ کرو پس آنحضرتؐ نے فرمایا۔
استعیذ باللہ من شر الشیطان الرجیم یعنی مین اللہ سے پناہ مانگتا ہون
شیطان رجیم کے شر سے بعد ازان جبرئیل نے کہا کہ اب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو اوس کے
بعد اقرأ پڑہی۔

بغل مین دبانا اور بہینچنا جبرئیل علیہ السلام کا آنحضرتؐ کے وجود شریف مین ایک تصرف تھا
جس سے انوار ملکوتیہ وجود مبارک مین داخل ہوگئے اور ماسوا سے خالی ہوکر قبول وحی کی استعداد پیدا کردی

اسکے بعد جبرئیلؑ نے زمین پر ایک لات ماری اور پانی کا ایک چشمہ نکل آیا اور جبرئیلؑ نے اوس سے وضو کیا اور مضمضہ ور استنشاق اور موںہہ۔ ہاتہہ۔ پانوٗن تین تین بار سب دہوئے اور ایکبار سر کا مسح کیا اور اس طرح آنحضرت کو وضو کرنا سکہایا پس آنحضرت صلعم نے بہی وضو کیا پہر حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرت صلعم کے آگے کہڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑہی اور آنحضرت نے اونکی اقتدا فرمائی یعنی حضرت جبرئیلؑ آپکو وضو کرنا اور نماز پڑہنا سکہلا گئے۔

اب آنحضرت صلعم مکہ کیطرف رجوع ہوئے راہ مین ہر شجر و حجر سے السلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آتی تہی اور آپکا دل و جسم کانپتا تہا جسوقت آپ حضرت خدیجہ کے پاس پہونچے ہین تو فرمایا "زملونی زملونی" یعنی مجہے چہپاؤ مجہے چہپاؤ پس حضرت خدیجہ نے کملی آپ کے بدن مبارک پر ڈالدیا جب حضور اپنی اصلی حالت پر آئے تو سارا ماجرا خدیجہ سے کہا حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ یا حضرت آپ اندوہگین نہون خداوند کریم آپ کے ساتہہ نیکی کریگا کیونکہ آپ خوش خلق اور نیک کردار عالی ہمت اور خوش گفتار ہین جس شخص مین یہ صفتین ہوتی ہین اوسکو خداوند کریم کبہی بدی مین نہین ڈالتا یہ امر حضرت خدیجہ کے کمال فراست پر دلالت کرتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑی عاقلہ تہین اور حقائق امور معرفت کو اچہی طرح سمجہتی تہین۔

ایک اور روایت مین آیا ہی کہ خدیجہ آنحضرت کو تائید اور تقویت کے لئے اپنے چچیرے بہائی ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئین جو دین نصارے کے رکن تہے اور انجیل کا علم رکہتے اور عبرانی زبان خوب جانتے تہے اور حضرت عبداللہ آپکے والد بزرگوار کے ہم عمر تہے۔ ورقہ نے پوچہا کہ اے محمد تم کیا کہتے ہو آنحضرت صلعم نے اپنا سارا حال بیان کیا ورقہ نے جوابدیا کہ اے محمدؐ یہ وہی ناموس ہی جو موسیٰ پر نازل ہوئی مبارک ہو تمہین کہ تم خدا کے رسول ہوا اور مین یہ گواہی دیتا ہون کہ تمہاری خبر عیسےٰ نے دی تہی۔ اس گفتگو کے بعد جلد ہی ورقہ بن نوفل نے

وفات پائی حکمت آلہی اس مین یہ تہی کہ لوگون کو یہ گمان نہ ہو کہ ورقہ اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کے ہان کا عالم تہا اور آپ کے سسرالی رشتہ دارون مین بہی تہا آنحضرت صلعم اوس کے پاس آمد ورفت رکہتے تہے اور وہ آپکو سکہایا کرتا تہا۔

پہر آنحضرت صلعم نے حضرت خدیجہ کو وضو اور نماز کی تعلیم فرمائی۔ واضح ہو کہ پہلے بعد توحید کے یہی دو رکعتین فرض ہوئین جو جبریئل کی اقتدا مین ہمارے حضرت نے پڑہی تہین اور شب معراج تک وہی دو رکعتین فجر اور عصر کے وقت پڑہی جاتی تہین۔ شب معراج مین نماز کے وقت پانچ مقرر ہوئے۔ فجر اور عصر کی نماز بموجب اس نص کے فرض ہوئی وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب۔ یعنی پاکی اور خوبیان اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب کے بعد بیان کر اور بعد توحید کے تہجد کی نماز آنحضرت پر بموجب اس آیت کے واجب ہوئی۔

يَآ اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝

ترجمہ۔ اے محمدؐ تم جو وحی کی ہیبت سے چادر لپیٹے پڑے ہو۔ رات کے وقت نماز مین کہڑے رہا کرو سو بہی ساری رات نہین بلکہ ساری رات سے کم یعنی آدہی رات یا اوس مین سے بہی تہوڑا سا کم کرلیا کرو۔ یا آدہی سے کچہہ بڑہا دیا کرو اور قران کو خوب ٹہہر ٹہہر کے پڑہا کرو۔ آنحضرت نے ابتداے نبوت سے وفات تک ۱۳ برس مکہ مین اقامت کی اور دس برس مدینہ مین یہ کل ۲۳ برس ہوئے۔

واضح ہو کہ ورقہ نے انبیاء سالقہ کی بشارتین آنحضرت صلعم سے بیان کرکے کہا کہ اب آپکو جلد جہاد کا حکم ملنے والا ہے کاش مین اوس روز تک زندہ رہتا جسدن آپکی قوم آپ کو

شیخ ابن الصلاح کہتے ہین بہتر یہ ہے کہ یون کہا جائے کہ مردون مین حضرت ابوبکر صدیق اور لڑکون مین حضرت علی مرتضی رضہ اور عورتون مین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور موالی مین زید ابن حارثہ جو حضرت خدیجہ کے غلام تھے اور اب اونہون نے آزاد کر دیا تھا اور غلامون مین بلال رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے۔ زید ابن الحارث قوم کلب سے تھے اونکو قریش کی ایک جماعت نے لڑکپن مین قید کر کے بیچڈالا تھا اور ورقہ بن نوفل نے خریدکر حضرت خدیجہ کے نذر کیا اونہون نے آنحضرت کو دیدیا کئی برس کے بعد زید کے باپ کو خبر ہوئی تو اونہون نے حضور سے آکے فریاد کی آپ نے فرمایا تم شوق سے اپنے بیٹے کو لیجاؤ مگر زید کو آپ سے ایسی محبت ہوگئی تھی کہ گھر جانا پسند نہ کیا اس لیئے آپ نے اونہین اپنا بیٹا کر کے رکھا یہی زید ہین جن کی بیوی زینب کے نکاح کا قصہ آنحضرت کے ساتھہ قرآن مین آیا ہے۔

ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ اتفاق اسی پر ہے کہ حضرت علی پہلے ایمان لائے تھے لیکن بسبب صغر سنی اور خوف ابوطالب کے اسلام کو چھپایا اور حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا کیونکہ حضرت امام حسن کا قول ہے کہ مین نے اپنے والد بزرگوار سے سُنا ہے کہ ابوبکر چار باتون مین مجہپر فضیلت رکہتے ہین **اوّل** افشار اسلام **دوم** ہجرت **سوم** غار کی مصاحبت **چہارم** اقامت صلواۃ۔

بعد ازان عثمان ابن عفان۔ زبیر ابن العوام۔ عبد الرحمن ابن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص۔ طلحہ ابن عبید اللہ کو جو عشرہ مبشرہ مین ہین حضرت ابوبکر صدیق نے مسلمان کیا۔ بعد اسکے دوسرے دن ابو عبیدہ عامر ابن عبد اللہ ابن الجراح۔ ابو سلمہ ابن عبد اللہ ابن عبد الاسد مخزومی ارقم بن ابی الارقم۔ عثمان ابن مظعون۔ عبد اللہ ابن مسعود۔ سعید ابن زید۔ فاطمہ بنت الخطاب۔ جعفر بن ابی طالب۔ ابوذر عمار بن یاسر۔ اونکی مان سمیہ ایمان لائے پھر صہیب

خباب ابن ارث - ابو عبیدہ بن الحارث - خنیس بن خدافہ - مسلمان ہوئے -

ابن سعد نے کہا ہے کہ جو عورتین حضرت خدیجہ کے بعد ایمان لائین اون مین سب سے پہلے ام الفضل زوجہ عباس اور اسمار بنت ابی بکر ہین -

الغرض تین برس تک یہی معاملہ رہا آنحضرت صلعم اس امر کے چھپانے اور صبر کرنے پر مامور تھے اس لئے خفیہ دعوت کرتے یہان تک کہ یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی -

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر)

ترجمہ - پس جو تم کو حکم دیا گیا ہے اوسکو کہولکر سُنا دو اور مشرکین کی مطلق پرواہ نہ کرو - یہ لوگ جو تم پر ہنستے اور خدا کے ساتھہ دوسرے معبود قرار دیتے ہین تمہاری طرف سے ہم انکی سزادہی کے لئے کافی ہین انکو آگے چلکے معلوم ہو جائیگا -

واضح ہو کہ یہ تمسخر کرنیوالے روسائے قریش مین سے پانچ آدمی تھے جنہون نے فوراً اپنے کئے کی سزا پائی جسکی تفصیل یہ ہے کہ (۱) ولید بن مغیرہ مخزومی کی پنڈلی مین بہالا چبھا اور وہ سوج پہول کے مرگیا (۲) عاص بن وائل سہمی کے پیر مین کوئی زہریلا کانٹا لگا جس کے زخم نے اوسے جانبر نہونے دیا (۳) اسود بن عبد المطلب بن حارث اندہا ہو کے دیوارون سے سر مار مار کے مرگیا (۴) اسود بن عبد یغوث مستسقی ہو کے مرا (۵) حارث بن قیس کے سر مین پیپ پڑگئی اور مرگیا - اور ہر ایک نزع کے وقت کہتا تہا کہ ہائے مجھے محمدؐ کے رب نے مار ڈالا -

اب تو آنحضرتؐ نے کھُلم کھُلا دعوت کرنی شروع کی اگر آپ قریش کے خداؤن کے منکر نہ ہوتے تو کوئی کچھہ تعرض نہ کرتا لیکن جب آپ نے فرمایا کہ بت اور بت پرست دونون جہنم مین ڈالے جاوینگے تو قریش کے کان کہڑے ہوگئے اور چونکے اور متفق ہو کر آنحضرتؐ کے آزار دینے اور مخالفت و

عداوت پر آمادہ ہوئے یہ معاملہ نبوت سے چوتھے سال کا ہے۔
جب آنحضرت صلعم مستعد ہوکر خلق اللہ کو آشکارا دعوت اسلام کرنے لگے تو یہہ آیت نازل ہوئی
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
(سورۃ الشعراء) - **ترجمہ** - اور خاص کر اپنے قریب کے رشتہ دارون کو عذاب خدا سے ڈراؤ - اور جو مسلمان تمہارے پیچھے ہو لئے ہین اون سے بتواضع پیش آؤ۔

آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ کو بلایا اور فرمایا اے علی مجھے اپنے قریب کے رشتہ دارونکو عذاب خدا سے ڈرانیکا حکم صادر ہوا ہے۔ مین جانتا ہون کہ جب اونسے کچھہ کہونگا تو وہ مجھے بڑی بڑی اذیتین دینگے اور برا بھلا کہین گے اسی لئے خاموش تھا مگر جبرئیل علیہ السلام پھر آئے اور یہ پیام خداوندی لائے ہین کہ اے محمد اگر تو ہمارے فرمان کے بموجب اپنے قرابت والون کو اسلام کیطرف نہ بلائیگا تو عقوبت آلہی مین گرفتار ہوگا پس اے علی تم ایک صاع بھر کھانا تیار کرو اور ایک ران بکری کی اوسمین ڈالنا اور ایک پیالہ دودہ کا بھر رکھنا جناب علی فرماتی ہین کہ جب مین نے کھانا پکالیا تو حکم نبوی ہوا کہ اب جاکے بنی عبد المطلب کو بلالاؤ - اونسے کہنا کہ تمہاری ضیافت ہے - پس ۳۹ یا ۴۱ آدمی آئے اونمین ابو طالب - حمزہ - عباس - اور ابولہب بھی تھے - آنحضرت نے وہ کھانا اور دودہ جو ایک آدمی کے سیر ہونے کے لائق بھی نہ تھا مجھسے منگایا اور ایک بوٹی اپنے دندان مبارک سے کاٹ کے طباق مین ڈالدی - اور اوس طباق کو سب کے سامنے رکھہ کے فرمایا کہ بسم اللہ کرو - سب کے پیٹ بھر گئے کوئی بھوکا نہ رہا اور وہ کھانا اور دودہ جیسا تھا ویسا ہی رہا - بعد کھانے کے آپ چاہتے تھے کہ اون لوگون سے کچھہ کہین کہ یکایک ابولہب بول اوٹھا "اے لوگو محمد نے تم پر آج جادو کردیا" یہ سنتے ہی سب اوٹھہ کے چلدیئے اور آنحضرت اون سے کچھہ بھی نہ کہنے پائے۔

دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ اے علی کل ابولہب نے کلام کرنے مین سبقت کی اور تم اوسکا قول سن چکے آج پھر اوتنا ہی کھانا پکاؤ اور سبکو بلالاؤ - جب سب خوب سیر ہوکے کھا چکے تو آنحضرت صلعم اونکی طرف مخاطب ہوئے اور یون فرمایا کہ اے بنی عبدالمطلب مین تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی خوبی لیکر آیا ہون اور خدا نے حکم کیا ہی کہ تم کو اوسکی طرف بلاؤن پس تم مین سے کون ایسا ہے کہ اس امر مین میری مدد کرے اور میرا برادر و وصی و خلیفہ بنجائے کوئی نہ بولا جب سب خاموش بیٹھے رہے تو مین حالانکہ خورد سال تھا اوٹھہ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ اس امر مین آپکا مددگار بنتا ہون یہ سُنکر آپ نے میری گردن پکڑی اور فرمایا اے لوگو جانو اور آگاہ ہو کہ یہ میرا بھائی و وصی اور خلیفہ ہے جو کچھہ یہ کہے اسکی سُنو اور اطاعت کرو اتنا سنتے ہی لوگ قہقہے لگاتے ہوئے اوٹھہ کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے مذاق کرتے تھے کہ تم نے اپنے بھتیجے کا حکم سُن لیا اب علی کی فرمانبرداری سے کبھی باہر نہونا یہ سارا معاملہ جو مذکور ہوا آپکے گھر مین واقع ہوا تھا دوسرے دن آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا یا معشر قریش - یا بنی فہر - یا بنی غالب - یا بنی لوی - یا بنی عدنان - سب لوگ آکر وہان جمع ہو گئے اور جو اوس جگہہ نہ آسکا اوس نے کسی کو اپنی طرف سے بھیجدیا - آپ نے الگ الگ سب سے فرمایا کہ اے اولاد کعب بن لوی تم اپنی جانون کو آگ سے بچاؤ کیونکہ خدا کے سامنے مین تمہارے لئے کچھہ نہین کر سکتا - اور اے اولاد مرّہ بن کعب تم اپنی جانون کو آگ سے بچاؤ بیشک قیامت کے دن مین تمہارے کام نہ آؤنگا - اے اولاد عبدشمس تم اپنی جانون کو دوزخ سے بچاؤ خدا کے سامنے بیشک میرا اختیار تم پر کچھہ نہوگا - اے اولاد عبد مناف تم اپنی جانونکو آگ سے بچاؤ بیشک اللہ تعالے کے سامنے مین تمہارے کام نہ آؤنگا اے اولاد ہاشم قیامت کے عذاب سے اپنی جانون کو بچاؤ خدا کے غضب کے سامنے مین تمہارے لئے کیا کر سکتا ہون - اے اولاد عبدالمطلب خدا کے غضب سے ڈرو قیامت کے دن

میری رشتہ داری تمہارے کچھہ کام نہ آویگی۔ اے عباس میرے چچا قیامت کے دن مین تمہاری کچھہ خدمت نہین کرسکتا اے صفیہ میری پھوپھی خدا کے سامنے میرا اختیار تم پر کچھہ نہوگا۔ اے رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ دنیا مین جو کچھہ مجھہ سے مانگنا ہی مانگ لے اللہ کے سامنے مین تیری حمایت نہین کرسکتا یہ کہکے آپ نے لوگون سے پوچھا کہ اے لوگو اگر مین تم کو یہ خبر دون کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا جرار لشکر پڑا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ تمہین لوٹ لے آیا اس خبر کو میری زبان سے سُنکے تم سچا مانوگے یا نہین سبھون نے بالاتفاق جواب دیا ہان سچ سمجھین گے کیونکہ تم نے آجتک ہماری سامنے کبھی جھوٹ نہین بولا یہ سنکر حضرتؐ نے فرمایا تو خبردار ہوجاؤ کہ مین تمکو آگے آنیوالے عذاب سخت سے ڈراتا ہون جو شخص عاقبت اندیش ہے کہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ یہ سُنکر ابولہب لعین بول اوٹھا کہ اے محمدؐ ہلاکت ہو تجھپر تو نے سارا دن ہمارا خراب کیا اسیواسطے تو نے ہمین جمع کیا تھا اوسیوقت اوس کی شان مین سورۃ اللہب نازل ہوئی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝ ترجمہ جیسے ابولہب نے پیمبر کو کوسا تھا اولٹے ابولہب ہی کے دونون ہاتھہ ٹوٹ گئے اور وہ آپ ہی ہلاک ہوا نہ تو اوس کا مال ہی اوسکے کچھہ کام آیا اور نہ اوسکی کمائی نے اوسکو کچھہ فائدہ پہونچایا وہ عنقریب دوزخ کی ڈیک مارتے ہوئے آگ مین جا داخل ہوگا اور اوسکے ساتھہ اوسکی جورو بھی جو لگائی بجھائی کرتی پھرتی ہے اوسکی گردن مین بھنوار سی ہوگی۔

یہین سے قریش اور آنحضرت مین حد سے زیادہ دشمنی کا آغاز ہوگیا اب وہی محمدؐ جو تمام اہل مکہ کے آنکھون کی روشنی تھی اور قوم نے اونکو امین کا خطاب دے رکھا تھا اسلام کی خاطر

امین کی جگہہ اونہین مجنون کا خطاب دیا گیا جدہر آپ نکل جاتے تھے لوگ آپس مین کہتے تھے کہ افسوس یہ بھلا چنگا آدمی تہا وفعتاً اسکا دماغ خراب ہوگیا اب کہتا ہے کہ مین آسمان کی خبر لاتا ہون اور فرشتے مجہہ سے باتین کرتے ہین بھلا دیوانہ ہونے تک تو کچہہ نقصان نہ تہا مگر جب آپنے بتون کو باطل کہنا اور قریش کے آبا و اجداد کو جو کفر پر مرے تھے دوزخی بتانا شروع کیا اوسوقت سے جو بغض و عناد قریش کے دل مین پیدا ہوا اوسکی حد خدا ہی جانتا ہے ایکدفعہ ابولہب اور عتبہ بن معیط آنحضرت کے گہر کے قریب عین گذرگاہ پر گندہی چیزین جمع کر گئے آنحضرت نے دق ہوکے فرمایا کہ کیا حق ہمسائگی یہی ہے اور دوسری دفعہ جب نماز مین بہت دق کیا تو آپ نے نام بنام ابوجہل بن ہشام - عتبہ بن ربیعہ - عتیبہ بن ربیعہ - ولید بن عتبہ - عتبہ بن ابی معیط - ابی بن خلف - عمارہ بن عبید کے حق مین دعاے بد کی تہوڑے دنون کے بعد یہ سب مسلمانونکی ہاتہہ سے جنگ بدر مین مارے گئے اور ذلت کے ساتہہ گڑہے مین ڈالے گئے -

ایکدن کا ذکر ہے کہ آنحضرت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کفار نے آوازے کسنے شروع کئے اور چاہا کہ طواف نہ کرنے دین دو دفعہ تو حضور نے طرح دی تیسری مرتبہ جلال آہی گیا فرمایا کہ اے ناہنجارو تم کسی طرح اپنی حرکتون سے چوکتے نہین قسم ہے خدا کی مین تم کو ذبح کرنے آیا ہون اس گفتگو کی ہیبت مخالفین پر ایسی چہائی کہ آنحضرت کی خوشامد کرنے لگے اور معافی چاہی - مگر دوسرے دن اپنی بزدلی پر تاسف کرکے ایک مجمع کا مجمع آپ پر چڑہ آیا اور بے ادبی کرنے لگا حضرت ابوبکر صدیق نے حمایت کی تو لوگون نے اونکو خوب مارا اگر بنو تمیم جو صدیق اکبر کے رشتہ دار تھے اونہین نہ بچاتے تو اون کے شہید ہونے مین کوئی کسر باقی نہ رہی تھی - کچہہ اوسوقت آپکو غصہ آہی گیا تہا ورنہ آپ نے ہمیشہ صبر کیا ہے اور یہ کہدیا ہی کہ "خدایا اس جاہل قوم کو ہدایت دے افسوس یہ نہین جانتے کہ ہم کیا کرتے ہین -"

جب قریش نے دشمنی پر کمر باندہی تو آنحضرت کے چچا ابو طالب نے آپکی حمایت کی اور قریش کو آپکی ایذا رسانی سے روکا پہر تو قومون مین باہم جہگڑے پڑ گئے اور سبکے سب دشمن بنگئے اور قریش نے اتفاق کیا کہ ہم مین سے جو کوئی مسلمان ہوگا اوسپر سخت تنبیہ کرینگے اور جہان تک ہوسکیگا اوسے آزار پہنچائین گے مگر خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے حضرت ابو طالب اور بنی ہاشم کو سوائے ابو لہب کے جناب رسالت مآب کا حامی بنادیا اور آنحضرت کو دشمنون کے شر سے بچایا ایک روز آنحضرت ابو طالب کے پاس بیٹھے ہوئے دعوت اسلام کر رہے تھے کہ قریش مجتمع ہوکر آپکی ایذا رسانی کے قصد سے ابو طالب پر چڑہ آئے اور کہا کہ محمد کو ہمین دیدو ابو طالب نے جواب دیا کہ اگر ناقہ اپنے بچہ بغیر رہ سکے تو مین بہی محمد کو تمہارے حوالہ کردون یہ کہکے ابو طالب نے چند اشعار پڑہے جنکا مضمون یہ ہے کہ خدا کی قسم اے محمدؐ یہ لوگ تم کو ہرگز ایذا نہین پہونچا سکتے تم بلا خوف و خطر اپنا کام کیے جاؤ تم اس ملک مین امین ہو تم نے وہ دین ظاہر کیا ہے جو دنیا کے سب دینون سے بہتر ہے اگر مجہے لوگون کی مذمت اور گالیون کا خیال نہوتا تو دل و جان سے اس دین کو قبول کرلیتا۔

آنحضرت صلعم لوگون مین پہر پہر کے دعوت کرتے تہے اور کہتے تہے کہ اے لوگو خدا تعالی تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اوسکی عبادت کرو اور کسی چیز کو اوسکا شریک نہ بناؤ ابو لہب آپکی باتین سنکے لوگون سے کہتا تہا کہ یہ شخص تم سے تمہارے باپ دادون کا مذہب چہڑانا چاہتا ہے تم اسکے پاس مت آؤ قریش کے بعضے لوگ آپکو ساحر بتاتے تہے اور بعضے شاعر اور بعضے کاہن اور بعضے مجنون کہتے تہے اب موسم حج قریب آیا قریش نے متفق ہوکر مشورہ کیا کہ چارون طرف سے لوگ آوینگے اور محمدؐ کا شہرہ سنکر ضرور اوسکے پاس جائین گے اوسکی باتین ایسی ہین کہ لوگون کو خواہ مخواہ اپنی طرف مائل کرلیتی ہین پس مصلحت یہ ہے کہ اوس کی

مذمت کرکے نقص اور عیب نکالو اور اون عیوب کو خوب مشہور کردو تاکہ لوگون کے دل اوس سے پہر جاوین اور اُسکی طرف رجوع نہون پس سب نے ملکر یہ تجویز کی کہ ہم محمد کو کاہن ٹھہرائے دیتے ہین ولید ابن مغیرہ جو عاقل معمر اور تجربہ کار تہا بول اوٹہا کہ مین نے سیکڑون کاہن دیکھہ ڈالے اونکے کلام مین زمزمہ اور سجع ضرور ہوتا ہے جو محمد کے کلام مین نام کو بہی نہین ہے۔ جو لوگ حج کو آئین گے اولٹا تمہین دروغ گو کہین گے۔ اونہون نے جواب دیا کہ اچہا مجنون مشہور کردو کہ لوگ ڈر کے مارے اونکے پاس جاوین ہی نہین۔ ولید نے جواب دیا کہ بہائیو یہ تو بالکل نہ پہبیگی اونکی کوئی بات جنون سے مشابہت نہین رکہتی وہ تو جنتی کہتے ہین سب پتے کی ہوتی ہین۔ پہر تو یہ ٹھہری کہ اونکو شاعر کہا کرو۔ ولید نے کہا کہ مین شاعر ہون اور نظم کے اوصاف اور اقسام سے خوب واقف ہون بہلا جو شخص پڑہا لکہا نہ ہوا ور نہ جانتا ہو کہ شعر کس چڑیا کا نام ہی اوسکو شاعر کیسے بنا سکو گے اب تو سارا جلسہ کہسیانا ہو کے کہنے لگا کہ بس ساحری کی سوا اب کچہہ نہین سوجہتی۔ ولید نے جواب دیا کہ یہ سب سے بڑہ کے ہوئی ساحر مین یہ طہارت اور نظافت کہان وہ پلید اور نجس ہوتے ہین بہلا ایسی پاک وصاف صورت پر یہ جامہ کیسے ٹہیک بیٹہے گا اے لوگو محمد کے کلام مین عجیب حلاوت ہے جو کسی کے کلام مین نہین پائی جاتی البتہ اونکے کلام مین ایک ایسا تصرف ہے کہ باپ سے بیٹا اور بہائی سے بہائی اور جورو سے خصم جدا ہو جاتا ہے اس مناسبت سے چاہے اونکو جادوگر کہہ لو مگر یہ کہنا تمہین کچہہ مفید نہوگا اسی واسطے حق تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے باب مین یون فرمایا ہے۔

اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۙ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۙ ثُمَّ نَظَرَ ۙ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۙ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ؕ (سورۃ المدثر)

ترجمہ- کیونکہ جب اوس سے قرآن کی نسبت پوچھا گیا تو اوس نے سوچا اور اٹکل دوڑائی- تو اوسکو خدا کی مار دیکھو تو کیسی اٹکل دوڑائی- پھر اوسکو خدا کی مار دیکھو تو کیسی اٹکل دوڑائی پھر دوبارہ غور کیا پھر تیوری چڑہائی اور برا سا موہنہ بنایا- پھر پیٹھہ پھیر کر چلتا بنا اور شیخی مین آگیا- اور لگا کہنے کہ یہ قرآن تو بس ایک قسم کا جادو ہے جو اگلون سے چلا آتا ہے- یہہ تو بس کسی بشر کا کہا ہوا ہے-

ایک دن عتبہ بن ربیعہ نے آنحضرت صلعم سے آکے پوچھا- کیون صاحب تم اچھے یا عبداللہ حضور خاموش ہو رہے- پھر سوال کیا- کچھہ بتاؤ تو کہ تم اچھے ہو یا عبدالمطلب- آپ نے پھر بھی جواب نہ دیا آخر زچ ہو کے کہنے لگا کہ بولو اگر تمہارے آبا واجداد اچھے تھے تو وہ بھی بت پرست تھے اور ہم بھی- پھر ہم تمہاری راے مین کیون برے ٹھہر گئے اگر تمہاری سمجھہ مین تمہارے بزرگ بھی کشتنی سوختنی گردن زدنی ہین اور تم ہی سب سے اچھے ہو- تو یہ بات ہی دوسری ہے- اے محمد تم نے ہماری قوم مین ایک قیامت برپا کر رکھی ہے- غضب ہے نا- باپ کو بیٹے سے- بھائی کو بھائی سے- جورو کو خصم سے- غرضکہ ناخنون سے گوشت جدا کر دئے- نفاق سے قوم کے انجر پنجر ڈھیلے کر ڈالے- ہمارے معبودون کی بیعزتی کی ہمارے اسلاف کو کافر قرار دیا- جسکا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ تمہارے خون کے پیاسے ہو گئے اور تمکو مجنون- ساحر- اور کاہن کہنے لگے- اب اور کیا چاہتے ہو- اگر تم دولت کے خواستگار ہو تو خزانہ مانگ لو ہم لوگ تمام دنیا مین کوڑی دوکان مانگین گے مگر تم کو تمہارا موہنہ مانگا خزانہ جمع کر دینگے- اور تم اس ملک مین سب سے زیادہ امیر ہو جاؤ گے- اگر بادشاہت کی تمنا ہے تو ہم لوگ جو سارے عرب کے مخدوم ہین تمہین ابھی ابھی تخت پر بٹھائے دیتے ہین پھر کون ہے جو تمہاری حکومت سے موہنہ موڑے- اگر تم کو کوئی حسین عورت درکار ہے تو ہم اوسے بھی لا کر

تمہاری بغل مین بٹھا سکتے ہین۔ مگر جبھی جبکہ تم اپنی ان باتون سے توبہ کرو اور اپنے اس واہمہ سے بازآو۔ اے شخص اگر تجھے کوئی مرض ہوگیا ہے اور تیرے دل پر تیرا قابو نہین رہا ہے تو بھی صاف صاف کہدے کہ ہم تیرا علاج کرین اور کہین نہ کہین سے کوئی طبیب حاذق ڈھونڈھ نکے لائین۔ ہمین تیرے لئے سب جتن کرنا منظور ہین یہ روز کی مین مین توتو اور جوتی بیزار کی شامت تو ہمارے سرون سی ٹلے جہان تک عتبہ کی زبان اور جوش دلی نے مددگاری کی وہان تک سب ہی کچہہ کہدیا۔ مگر ہوتا کیا۔ ۶ وان ایک خاموشی تیرے سب کے جواب مین * آنحضرت نے ساری کہانی سُنکے چپکے سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہ کر سورہ حٰمٓ السجدہ کی شروع کی تیرہ ۱۳ آیتین۔ فَقُلْ اَنْذَرْتُکُمْ صٰعِقَۃً مِّثْلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ تک پڑہین جنکا ترجمہ یہ ہے۔

حٰمٓ۔ یہ فرمان خدائے رحمان ورحیم کے حضور سے صادر ہوتا ہے۔ یہ قرآن کتاب ہے پڑہنے کے قابل جسکی باتین نہایت سلیس اور واضح زبان عربی مین سمجھنے والون کے لئے تفصیل کے ساتہہ بیان کردیگئی ہین۔ ماننے والونکو خوشنودی خدا کی خوشخبری سُناتا اور منکرونکو عذاب خدا سے ڈراتا ہے۔ اسپر بہی اون مین سے اکثرون نے موہنہ موڑلیا اور وہ اوسکو سُنتے ہی نہین۔ اور اے پیمبر یہ لوگ یہ بہی کہتے ہین کہ جس بات کی طرف تم ہمین بلاتے ہو ہمارے دل تو اوس سے پردے مین ہین کہ تمہاری بات دلکو نہین لگتی اور ہمارے کانون مین ایک طرح کی گرانی ہے کہ تمہارا کہنا سُن نہین سکتے اور ہم مین اور تم مین پردہ حائل ہے کہ تم ہم پر کسی طرح کا اثر نہین ڈال سکتے پس بہتر ہے کہ تم اپنے طور پر عمل کئے جاو اور ہم اپنے طور پر عمل کر رہے ہین۔ اے محمد تم ان لوگون سے کہدو کہ مین بہی تم ہی جیسا بشر ہون مجھپر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود بس وہی ایک معبود ہے پس سیدہے اوسی کیطرف موہنہ کئے چلے جاو

اور اوس سے اپنے گناہون کی معافی مانگو - اور افسوس شرک کرنیوالون پر - جو زکوٰۃ نہین دیتے اور آخرۃ کے بہی منکر ہین - البتہ جو لوگ ایمان لائے اور اونہون نے نیک عمل بہی کئے اونکے لئے آخرت مین بڑا اجر ہے جو کبہی موقوف ہونیوالا نہین - اے پیغمبر تم ان لوگون سے کہدو کیا تم اوس قادر مطلق کی خدائی سے انکار کرتے ہو جس نے ۲ دو دن مین زمین کو پیدا کیا اور تم دوسرون کو اوسکا ہمسر بناتے ہو - یہی خدا تو سارے جہان کا پروردگار ہے - اور اوسی نے زمین کے اوپر بوجہل پہاڑ گاڑ دئے اور اوسمین ہر طرح کی برکت دی اور اوسی مین ایک اندازۂ مناسب کے ساتھہ اوسکے رہنے والون کے کہانے پینے کا بندوبست کر دیا اور یہ سب کچہ چار دن مین - سب مانگنے والون کے لئے برابر - پہر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اُسوقت تک کہر کی طرح کا تہا تو اوس کہر اور زمین کو حکم دیا کہ تم دونون آؤ خوشی سے آؤ تو اور زبردستی آؤ تو اور جو حکم ہم دیتے ہین اوسپر کاربند رہو - دونون نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حکم بجا لانے کو حاضر ہین - اسکے بعد ۲ دو دن مین اوس کہر کے طبقات کے سات آسمان بنائے اور ہر ایک آسمان مین جو انتظام خدا کو کرنا منظور تہا وہ انتظام کارکنان قضا و قدر کو بتا دیا - اور ورلے آسمان کو ہمنے ستارونکی قندیلون سے سجایا اور سجانے کے علاوہ حفاظت کے لئے بہی - یہ اندازے اوس خدا کے باندہے ہوئے ہین جو زبردست اور دانا ہے - پس اگر اتنے سمجہانے پر بہی کفار مکہ سر تابی کرین تو اے پیغمبر تم اون سے کہدو کہ جیسی کڑک عاد اور ثمود پر ہوئی تہی اوسی طرح کی کڑک سے مین تم کو بہی ڈراتا ہون -

یہان تک سُن کے عتبہ نے کہا بس بس - اور پہر اپنی قوم سے جا کر کہا کہ خدا کی قسم آج مین نے وہ کلام سنا ہی جسکی مثل اسوقت تک کوئی کلام میرے کانون مین نہین پڑا - شاعری سحر اور کہانت کو بہلا اوس سے کیا نسبت - لوگو محمد کو اوسکے حال پر چہوڑ دو - والدیہ

کلام بڑے بڑے رنگ لائیگا اور کچھہ کرد کھائیگا۔ اگر دوسرون نے محمدؐ کو زیر کرلیا تو بی درد سری کے ہمارا مطلب حاصل ہوجائیگا اور اگر یہ غالب رہا تو اوسکی عزت کے ساتھہ سب مکہ والون کو افتخار حاصل ہوگا۔ مگر ایسی صلاح قریش کب ماننے والے تھے۔ وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکہا ہوتا ہے۔ ؎

باآبِ زمزم وکوثر سفید نہ توان کرد

گلیمِ بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

القصہ کفار برسر عناد و انکار تھے کبہی کوئی آنحضرت کی تکذیب کرتا اور کوئی عداوت سے اوس ماہ دو ہفتہ کے سر مبارک پر خاک ڈالتا کبہی کوئی کافر آپ کے دروازہ پر خون پہیلاجاتا کوئی آنحضرت صلعم کی راہ مین کانٹے بچہاتا اور آپکو پتہر مارتا یہان تک کہ جب اشقیا آپکو سجدہ مین پاتے تو گردن مبارک پر پاؤن رکہہ دیتے اور قریب ہوتا کہ چشمہائے مبارک باہر نکل پڑین ایکدن ایک کافر نے آکر بڑے زور سے آنحضرت کا گلا گہونٹا حضرت ابوبکر یہ حال دیکہکر دوڑے اور آپکو چھوڑا یا لوگون نے صدیق اکبر ہی کو پکڑ لیا اور خوب مارا حتیٰ کہ اونکے سر اور ڈاڑہی کے بال کھنچ گئے اور سر پر ایسی ضرب آئی کہ بیہوش ہوکر گر پڑے اور جب ہوش آیا تو آپ نے اون لوگون سے کہا۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ

(سورۃ المؤمن)۔ ترجمہ۔ کیا تم صرف اسی بات پر ایک شخص کی قتل کے درپے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے پاس معجزے لیکر بہی آیا ہے۔

صحیح بخاری مین ابن عمر سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھہ صحن کعبہ مین کھڑے تھے

ناگاہ عُقبہ ابن ابی معیط آیا اور اپنی چادر آنحضرت کی گردن مبارک مین لپیٹ کے کہینچ لی جس سے آپکا گلا گہٹ گیا حضرت صدیق اکبر دوڑے اور دیکہا کہ آنحضرت بالکل بیہوش ہین۔

علما کہتے ہین کہ ابوبکر مومن آل فرعون سے افضل ہین کیونکہ اون لوگون نے صرف زبان ہی سے حضرت موسیٰ کی مدد کی تہی اور جناب صدیق اکبر نے دست وزبان اور قول وفعل سب سے آپکی ہمدردی کی لکہا ہی کہ امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ ان مقدمون مین حضرت ابوبکر کی شجعیت کے قائل تہے۔

صحیح بخاری مین آیا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلعم کعبہ کے متصل نماز پڑہ رہے تہے اور سامنے قریش کی ایک پنچایت ہورہی تہی اونمین سے ایک نے کہا دیکہو اوس شخص کیطرف وہ کیا کررہا ہے لوگ آپس مین بولے کہ ہے تم مین کوئی ایسا جو فلان مقام سے اونٹ کی اوجہڑی اوٹہا لائے اور جب یہ شخص سجدے مین جائے تو اوسکے دونون شانون کے درمیان رکہدے عُقبہ بدبخت اوٹہا اور جہان اونٹ ذبح کیا گیا تہا وہان سے اوسکی اوجہڑی اوٹہا لایا جب آپ سجدے مین گئے تو اوسکو دونون شانون مین رکہدیا حضرت سجدہ کے سجدہ ہی مین رہ گئے اور سر مبارک نہ اوٹہایا ادہر یہ اشقیا قہقہے لگا رہے تہے اور ہنسی کے مارے لوٹے جاتے تہے آخرش حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا تشریف لائین اور آپکی پشت مبارک سے اوس آلایش کو پاک کیا اور اون بدبختون کو بہت سی ملامت فرمائی اب ادہر کی شفقت اور رحمت ملاحظہ فرمایئے کہ جب آپ نماز پڑہ چکے ہین تو قریش کے حق مین ہاتہہ اوٹہا کی دعا کی اور اون کی ایذا وعداوت پر صبر فرمایا۔

کفار جس طرح آنحضرت صلعم سے پیش آتے تہے اسی طرح مسکین وضعیف اصحابون کو بہی ستاتے تہے تاکہ اونہین دین اسلام سے باز رکہین چنانچہ بعض صحابہ کو آہنی زرہ پہنا کر جلتی ریت

دہوپ مین کہڑا کردیتے تہے اوراون خدا کے نیک اور پاک بندون کے موہنہ سے سوائے کلمہ طیبہ کے اور کچہہ نہ نکلتا تہا۔

لکہا ہی کہ حضرت بلال کی گردن مین رسی باندہ کر لڑکون کے ہاتہہ مین دیدیتے تہے تاکہ وہ مکہ کے اطراف وجوانب مین اونہین کہینچتے پہرین اوراون سے خوب کہیلین افسوس صد ہزار افسوس کہ اوس شیطانی لشکر کی کشمکش سے حضرت بلال کے تمام جسم مین زخم پڑگئے تہے اورخون کے پرنالے جاری رہتے تہے اون کے آقا کانام امیہ بن خلف جمحی تہا وہ ظالم اونکو مکہ کے جنگل مین لے جاتا اور گرم ریت پر لٹا کے دہوپ سے جلتے ہوئے پتہر اونکے سینہ وشکم پر رکہتا اور پہر ون یوہین چہوڑ دیتا تہا اور کبہی اونکو مردہ جانور کی کہال مین لپیٹ کے دہوپ مین ڈالدیتا اور لکڑیون سے خوب کوٹتا تہا مگر آپ تلخی عذاب کو شیرینی ایمان سے ملا کر گوارا کرتے اوردن بہر احد احد پکارتے تہے ایکدن اسی طرح لوگ اونپر عذاب کررہے تہے۔ قضارا حضرت ابوبکرا ودہر جانکلے یہ اندوہناک معاملہ دیکہتے ہی آنکہون سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا ارے کمبختو تم کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو اونہون نے ازراہ طنز جواب دیا کہ اگر تم کو رحم آتا ہے تو ہم سے خریدلو آپ نے حضرت بلال کو خرید کے آزاد کردیا جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپنے فرمایا کہ اے ابوبکر تم نے آپ ہی آپ یہ ثواب لوٹا ہمین ہمارے معشوق بلال کے خریدنے مین شریک نہ کرلیا حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین نے تو بلال کو آزاد بہی کردیا حضرت بولے کہ بارک اللہ سعید ازلی ایسے ہی ہوتے ہین۔

عمار ابن یاسر اوراونکے والدین کو کفار نے جو جو تکلیفین دی ہین اون کے بیان کرنے سے بہی کلیجہ موہنہ کو آتا ہے کہتے ہین کہ ایکدن اونکو دہوپ کے وقت جلتی

ریت مین ڈالکر تکلیفین دے رہی تھے خود آنحضرت کا گذر اوس طرف سے ہوا اون بڑھے
آدمیون کو اوس حال بد مین گرفتار دیکھکر فرمایا کہ وو صبرا یا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ
یعنی اے یاسر کے کنبہ والو صبر کرو تحقیق تمہارے واسطے جنت ہے۔ ابو جہل لعین نے
یہ بات سُنکر جلن کے مارے عمار کے مان باپ کو عذاب شدید سے فوراً مار ڈالا اور دین اسلام
مین حضرت یاسر عمار کے والد بزرگوار اور اونکی مان سُمیہ پہلے پہل کفار کے ہاتھہ سے شہید ہوئے
رضی اللہ عنہم اجمعین۔

لکھا ہے جب قریش نے دیکھا کہ یہ لوگ کسیطرح باز نہین آتے اور جتنی سختیان
ہم اپنر کرتے ہین اوتنے ہی انکے اعتقاد زیادہ ہوتے ہین تو یہ سوجھی کہ یہودیون کے
پاس چلو اور نبوت کی نشانیان دریافت کرکے لاؤ یہود نے اونکو یہ تعلیم دی کہ تم جاکے
تین سوال اون سے کرو اگر جواب باصواب ملے تو سمجھنا کہ وہ نبی مرسل ہے۔ ورنہ مجنون۔
پہلے تو جاکے اون جوانمردونکا حال پوچھو جو خدا کی طلب مین نکلے تھے اور اونکو اصحاب
کہف کہتے ہین۔ دوسرے ذی القرنین کا حال دریافت کرو جو تمام روئے زمین پر پہرا ہے
تیسرے اون سے روح کی حقیقت دریافت کرو۔ قریش نے حضرت کی خدمت مین حاضر
ہوکر تینون باتین دریافت کین اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا قصّہ تو وحی مین نازل ہوا اور
آنحضرت نے اونکو پڑھ کر سُنایا مگر روح کی کیفیت مین وو قل الروح من امر ربی،، (سورہ
بنی اسرائیل) نازل ہوا یعنی اے محمد کہدو کہ روح میرے خدا کا حکم ہے اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ اللہ تعالے کو خود اس بھید کا اخفا منظور تھا اس لئے اپنے حبیب کو حکم نہین دیا کہ
یہ راز قریش پر ظاہر کرین مگر اس اخفا پر بھی عقلمند لوگ سمجھہ سکتے ہین کہ روح کا مجرد اور غیر مادّی ہونا
ثابت ہے کیونکہ صرف حکم سے پیدا ہونا مجردہی کا خاصّہ ہے اور مادّی شے سوائے حکم کے مادّہ کی

بھی محتاج ہے۔

القصہ جب کفار تیرہ روزگار نے اصحاب پر حد سے زیادہ ظلم کرنا اختیار کیا تو رسولخدا نے اصحاب کو اجازت دی کہ حبش کو ہجرت کرجائین کیونکہ وہان امن و آمان تھا اور غربا پر کوئی ظلم نہ کرنے پاتا تھا یہ پہلی ہجرت نبوت کے پانچوین سال رجب کے مہینے مین ہوئی اوسمین گیارہ بارہ مرد اور چار عورتین مکہ سے روانہ ہوئین اور ان لوگون کو پاپیادہ دریا کے کنارہ تک جانا پڑا تھا وہان سے کشتی مین بیٹھکر حبش گئے اور نجاشی کی عنایت سے امن مین رہنے لگے اوّل حضرت عثمان ابن عفان اپنے اہل و عیال کے ساتھہ باہر نکلے اونکی بی بی رقیہ بنت رسول اللہ اون کے ہمراہ تھین مدت تک اونکی خیر و عافیت نمعلوم ہوئی اس لئے آنحضرت صلعم کو بہت تشویش تھی آخر ایک عورت نے اگر خبر دی کہ یا رسول اللہ مین نے عثمان کو سفر مین دیکھا تھا وہ اپنی بی بی کو اونٹ پر سوار کئے ہوئے چلے جاتے تھے اوسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ عثمان اول شخص ہے جس نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد کافرون کے ظلم سے معہ اپنی بیوی کے ہجرت کی۔

جب اصحاب حبش مین پہونچکے بیخوف ہوگئے تو ایک مدت کے بعد جھوٹ موٹ کسی نے اون سے کہدیا کہ آنحضرت صلعم اور مشرکون مین صلح ہوگئی ہے آپ جانتے ہین کہ وطن کی محبت بڑی ہوتی ہے سب کے سب مکہ کو روانہ ہوگئے یہان تک کہ جب مکہ کے قریب پہونچے ہین تو معلوم ہوا کہ وہ خبر جھوٹ تھی مگر وہ مہاجر بیدھڑک مکہ مین چلے آئے اور چند روز آنحضرت کی خدمت مبارک مین رہکر پھر آپکے حکم سے واپس گئے اس دفعہ جماعت کثیر تھی یعنے بچون کے علاوہ اسی مرد اور گیارہ عورتین تھین عبداللہ ابن مسعود بھی مہاجرین حبش مین شامل تھے مگر اس مین اختلاف ہے کہ پہلی دفعہ گئے تھے یا دوسری دفعہ ساتھہ ہولئے تھے شاید لوگ یہہ

پوچھین کہ اب کے یہ کثرت کیسی ہوگئی اوسکا جواب یہ ہی کہ ہرچند کفار لوگ ایمانداروں کے دشمن تھے
اور مسلمانون کو حد سے زیادہ ایذا پہونچاتے تھے پھر بھی آنحضرت کا وعظ اور آیات قرآنی اور
معجزات وکشف وکرامات اپنا اثر لائے بغیر کب رہ سکتی تھی ہر طرف سے لوگ آپکے پاس
آآ کے مسلمان ہوتے تھے اور کافرون کی عداوت اور مارکوٹ وقتل سے کچھہ خوف نکرتے تھے
الغرض جس خوبی ولطافت اور اعتقاد ورغبت سے قبل از جہاد لوگون نے اسلام قبول کیا
اوسی طرح جہاد کے بعد بھی ایسا ہی ہوا ہے کہ ہزارون لاکھون آدمیون نے غریب سے لیکر
امیر تک اور گدا سے لیکر بادشاہ تک صرف برجوع قلب ہزار رغبت دل سے اسلام قبول کیا
نہ کہ جہاد اور لڑائی کے ڈر سے لوگ مسلمان ہوئے ہون جیسا کہ اکثر مکار اور مغالطہ باز دہوکا
دیا کرتے ہین اون بے ایمانون کو یہ نہین سوجھتا کہ لوگون کو بزور شمشیر مسلمان کرنے کے لئے جہاد
کا حکم نہین ہوا تھا بلکہ اوس سے غرض یہ تھی کہ جو لوگ خباثت باطنی سے مسلمانون کے
ساتھہ عداوت رکھتے ہین اور احکام اسلام کے جاری ہونے مین رخنہ انداز ہوتے ہین اور
وہ صاحب قدرت وشوکت اور مالک لشکر وحشم بھی ہین اونکی شوکت کو توڑ دینا چاہیئے تا کہ اونین
غربا اور مساکین اہل اسلام کو ایذا پہنچانیکی طاقت نہ رہی اور تاثیر کفر گھٹ جائے کیونکہ اکثر
لوگون کا میلان سردار یا بادشاہ کی طرف رہتا ہے اور زور آور کا کفر سب مین تاثیر کرجاتا ہے
پس جہاد کرنے سے یہ غرض تھی کہ کفار کو اس قابل نہ چھوڑا جائے کہ وہ ترقی اسلام مین مخل ہون
الحاصل جب تک جناب سرور کائنات نے مکہ مین تشریف رکھی باوجود ایذا رسانی کفار اکثر
لوگ ایمان لاتے رہے جب کافر اونہین ستاتے تھے تو حبش کو ہجرت کرجاتے تھے اور اسلام
وخدا کے واسطے اپنا گھربار عیش وآرام زن وفرزند سب چھوڑ دیتے تھے اور صرف خدا اور اوسکے
رسول کی خوشنودی کے لئے وہ مصیبتین اور تکلیفین سہتے تھے جو اون پرآشوب دنون مین

مسلمانون پر گذرتی تہین - جب کفار نے دیکھا کہ یہ لوگ حبش مین پہونچکر بڑے آرام سے
زندگی بسر کرتے ہین اور چپ چاپ اودہر ہی کو چلے جاتے ہین تو پیچ وتاب کہایا اور عمر
ابن العاص کو بہت سے تحائف دیکر نجاشی کے پاس بہیجا تاکہ بادشاہ کو پہسلا کے مسلمانون
کو وہان سے نکلوا دے جب عمر ابن العاص نجاشی کی مجلس مین پہونچا تو اوس نے اور اوسکے
سب ساتہیون نے سجدہ کرکے تحفے پیش کیے اور بہت سی خوشامد اور چاپلوسی کے بعد عرض
کیا کہ چند آدمی مکہ سے اپنا آبائی مذہب چہوڑکر یہان بہاگ آئے ہین وہ ہمارے حوالے کردئے
جاوین نجاشی برہم ہوگیا اور کہا بہلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ مجہسے پناہ مانگین مین
اونکو اپنے ملک سے نکال دون اور دشمنون کے ہاتہہ مین مار ڈالے جانیکے لئے حوالہ کردون
مگر اونکو میرے سامنے لاؤ تاکہ مین تمہارے باہمی نفاق کا حال معلوم کرون پس مظلوم خانہ بدوش
مسلمان نجاشی کی مجلس مین آئے سجدہ تو نہین کیا مگر سلام کرکے بیٹہہ گئے بادشاہ کے
مصاحبون نے پوچہا کہ تم لوگون نے سجدہ کیون نہین کیا جعفر تیار ابن ابی طالب بولے کہ
ہمارے پیغمبر نے ہمین یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے پروردگار کے سوا کسی مخلوق کو سجدہ نکرنا اس کلام
سے نجاشی کے دل مین مسلمانون کی وقعت قائم ہوگئی اور پوچہا کہ تمنے اپنے بہائیون کا دین
بہی چہوڑ دیا ہے اور یہود و نصارے کے مذہب مین بہی نہین ہو پہر تمہارا کیا دین ہے -
حضرت جعفر نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنا ایک رسول ہمارے پاس بہیجا ہے اوسکی
تعلیم سے ہمنے اپنا آبائی مذہب ترک کردیا اب ہم اوسیکے دین پر ہین اوس نے ہم کو اچہے کام
کرنے اور برے کام سے باز رہنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا ہے کہ نماز پڑہو زکوۃ اور صدقہ
دو اپنون اور ہمسایون سے باخلاق پیش آؤ اور اوصاف حسنہ اختیار کرو ہمنے ان سب باتون کو
بہتر سمجہکے اوسکو سچا جانا اور اپنے باپ دادون کے مذہب کو چہوڑ دیا ہمارے بت پرست بہائی

ہمکو ستانے لگے ہم مین اونسے لڑنے کی طاقت نہ تھی ہم آپ کی عملداری مین بھاگ کر چلے آئے
یہ سُن کر نجاشی نے کہا کہ جو کلام تمہارے پیغمبر پر نازل ہوا ہے اوس مین سے کچھ مجھکو سناو حضرت
جعفر نے سورۂ مریم سنادی نجاشی اور اوسکے سب مُصاحب سنکر رو دیئے اور کہا خدا کی قسم یہ کلام
اور وہ کلام جو موسیٰ پر نازل ہوا دونون ایک شمع کے نور ہین اسکے بعد نجاشی بولا کہ اے لوگو مین
گواہی دیتا ہون کہ محمدؐ خدا کا رسول ہے اور وہی پیغمبر ہے جسکی بشارت حضرت مسیح نے دی ہے
پس قریش کے تحفے اور ہدیئے پھیر دیئے اور اونکے ایلچیون کو ذلیل کر کے اپنے دربار سے نکلوا دیا اکثر
مورخین نے وہ تقریر جو حضرت جعفر نے نجاشی کے دربار مین کی تھی لکھی ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے۔
جعفر نے کہا اے بادشاہ ہم پہلے جاہل گمراہ بت پرست قوم تھے مُردار گوشت کھاتے بدکاریان کرتے
اور اپنی ہمسایون سے بری طرح پیش آتے تھے زبردست ہمیشہ کمزور کا مال کھا جاتے تھے یہ حالت ہماری
مدت مدید سے چلی آتی تھی یہانتک کہ خدا نے ہم پر رحم کیا اور ہماری ہی قوم مین سے ایک پیغمبر ہمارے
پاس بھیجا جسکی شرافت نسب راست بازی ایمان داری اور پاکدامنی سے ہم خوب واقف ہین اوس نے
ہمکو خدا کی طرف بلایا تاکہ ہم اوسی ایک خدا کو خدا جانین اور اوسکی عبادت کرین اور بتون اور پتھرون کی پرستش
چھوڑ دین جنکو ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اوس نے حکم دیا ہے کہ اور کسی چیز کو اوسکی ذات
اور صفات اور استحقاق عبادت مین اوسکے ساتھہ شریک نکرین اور سال بھر کے بعد بقیہ مال کا
چالیسوان حصہ صدقہ مین دین سوائے بیماری اور سفر کے رمضان مین روزے رکھین غرضکہ حضرت جعفر
نے تمام احکام اسلام ایک ایک کر کے بیان کئے اور کہا اوس پیمبر نے ہمکو سچ بولنے اور خیانت
نکرنی اور قرابت دارون کی رعایت اور مروت کرنی اور ہمسایون کے ساتھہ نیک سلوک کرنے
اور برے اور حرام کامون اور خون خرابون سے بچنے کا حکم دیا ہے اور کہا ہے کہ بدکاری نکرنا جھوٹی
گواہی ندینا بے مان باپ کے بچون کا مال نہ کھانا پاکدامن عورتون پر تہمت نہ لگانا ہمنے اوس پیغمبر کو

سچا جانا اوسکی پیروی اختیار کی ہم صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہین اور کسی کو اوس کا شریک نہین جانتے جو چیز خدا نے ہم پر حرام کردی ہے اوسکو حرام اور جو حلال کردی ہے اوسکو حلال جانتے ہین اے بادشاہ یہ باعث ہے ہماری اور انکی دشمنی کا انہون نے طرح طرح سے ہمکو دکھہ دیا اور چاہا کہ ہم پھر بت پوجنے لگین اور وہی پہلی سی بری باتین اختیار کرلین جب انہون نے ہمارا دم ناک مین کردیا اور ہمارے دین مین ہمارے مزاحم ہوئے تو ہم نے جلاوطن ہو کر اور تجھکو اور بادشاہون سے اچھا جانکر تیری پناہ اختیار کی اور امید کرتے ہین کہ تیرے سامنے کوئی ہم پر ظلم نکر سکیگا۔

اس تقریر نے نجاشی پر بہت اثر کیا اور کہا سلمانون تمپر اور تمہارے رسول پر مرحبا مین گواہی دیتا ہون کہ محمّد وہی رسول ہے جسکی تعریف انجیل مین آئی ہے اگر انتظام مملکت میرے ذمہ نہوتا تو مین مکہ پہونچکر اوس نبی برحق کی جوتیان اوٹھاتا اور لوٹا پانی کا لیکر وضو کراتا غرضکہ قریش اپنا سا مونہہ لیکر واپس آئے اور اس ماجرے نے اونکی ضد کو اور بہی بڑہا دیا۔

روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دوسری دفعہ حبش کا سفر کیا تھا مگر جب موضع برک الغماد مین پہونچے تو قبیلہ قارہ کے سردار مالک ابن الدغنہ نے اونہین اپنی پناہ مین لے لیا اور قریش کی دست اندازی اور ایذا رسانی سے بچایا اس لئے حضرت صدیق اکبر واپس آئے اپنے گھر پر عبادت و بندگی کیا کرتے اپنے مکان کے صحن مین ایک مسجد بنائی تھی اوسمین نماز و قران پڑہا کرتے تہے چونکہ آپ بہت نرم دل اور رقیق القلب تہے کلام مجید پڑہنے مین بے اختیار روتے۔ رونے کی آواز سنکر مشرکون کی عورتین لونڈیان اور غلام چارون طرف سے گھر آتے اور عبارت قرانی سنکر بڑا تعجب کرتے۔

یہ فضیلت ابو بکر صدیق ہی کا خاصہ تھا یعنی جن دنون مین اسلام مخفی تھا آپنے علانیہ مسجد بنائی اور قرآن پڑہا اور خدا کی عبادت کی پس صنادید قریش آپکی عبادت اور قرآن خوانی اور مسجد دیکھکر

ڈرے اور ابن دغنہ سے کہا کہ ہمین خوف ہے کہین ہماری عورتین اور لڑکے اس شخص کا قرآن سنکر فریفتہ نہو جاوین پس تو قرآن پڑہنے سے انکو باز رکھہ اور جو یہ نہ مانین تو اپنی پناہ مین نہ رہنے دے جب حضرت ابوبکر نے یہ بات سنی تو ابن دغنہ سے بولے کہ مین نے تیری پناہ چھوڑی مین اپنے خدا کی پناہ اپنے لئے کافی سمجھتا ہون۔

نبوت کے چھٹے سال مین آنحضرت صلعم کے چچا حمزہ ابن عبد المطلب جو آپ کے رضاعی بہائی بہی تہے اور بڑے غیور جوان تہے اسلام لائے کہتے ہین کہ ایکدن ابوجہل نے آنحضرت کو بہت ایذا دی اور سخت و سست کہا آنحضرت مغموم بیٹھے ہوئے تہے کہ حضرت حمزہ شکار سے تشریف لائے اور طواف کعبہ مین مصروف تہے کہ کسی لونڈی نے ابوجہل کی حرکت آپ سے بیان کی آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور کمان ہاتہہ مین لیے ہوئے ابوجہل کے پاس پہونچے اور اوسکے سر پر اس زور سے ماری کہ سر اوسکا پہٹ گیا اور کہا کہ اے کمبخت نالائق تو نے کیا سمجھ کے آنحضرت سے بے ادبی کی کیا تجھے یہ نہین معلوم ہے کہ مین اونپر ایمان لایا ہون وہانسے سیدہے حضرت سرور کائنات کیخدمت مین حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔

حضرت حمزہ کے اسلام لانے کے تین دن بعد حضرت عمر ابن الخطاب مشرف باسلام ہوئے مشہور ہے کہ اسلام لانے سے پہلے آپنے کوئی بے ادبی آنحضرت یا اونکے صحابہ کی خدمتمین نہین کی۔ جب یہ آیتہ نازل ہوئی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ○ ترجمہ - اوس دن حکم دیا جاویگا کہ اب تم اور جن چیزون کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے تہے وہ سب دوزخ کا ایندہن بنوگے اور تم سب کو دوزخ مین جانا ہوگا۔

ابوجہل اس کو سنکر نہایت برہم ہوا اور قریش کے مجمع مین کھڑا ہوکر پکارا کہ اے قریش محمد تمہارے خداؤن کو برا کہتا ہے اور قوم کے عقلمندون کو بیوقوف بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے

باپ دادے آتش دوزخ کی لکڑی ہین سُن لو تم مین سے جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ کے میرے سامنے
لائیگا اوسکو مین سؔو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی دونگا حضرت عمر اب تک مسلمان نہین ہوئے تھے
بولے کہ ای ابوجہل تیرے اس وعدے کا کوئی ضامن بہی ہے اوس نے کہا کہ مین لات وعزیٰ
کی قسم کہاتا ہون تب حضرت عمر اوسے خانہ کعبہ مین لے گیے اور سب سے بڑے بت
ہبل کو وعدہ کا گواہ قرار دیکر تلوار و تیر و کمان لی اور جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کو روانہ
ہوئے راہ مین نعیم ابن عبداللہ ابن النجام ملا اوس نے پوچھا اے عمر کہان کا قصد ہے یہ بولے
کہ محمدؐ کو قتل کرنے جاتا ہون نعیم نے جواب دیا کہ یہ کام تم سے کیونکر ہو سکیگا اور بالفرض اگر کر بہی
لیا تو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب تمہارے دشمن ہو جاوینگے اونسے کیونکر بچو گے۔ حضرت
عمر نے نعیم سے کہا کہ شاید تو بہی محمدؐ کے دین پر مائل ہے بہتر ہے کہ پہلے تیرا ہی کام تمام کر دون
اوس نے کہا مین تو اپنی آبائی دین پر ہون دونون باہم ملکے موضع البطح پر پہونچے دیکہتے کیا ہین کہ لوگون
نے ایک بکری ذبح کرنے کو لٹائی ہے ان دونون کے اوس جگہہ پہونچتے ہی بکری نے کہا لآ الٰہ
الا اللہ محمد رسول اللہ لوگون نے اوسے چہوڑ دیا حضرت عمر نے بہت تعجب کیا اور فرمایا کہ سخت مشکل
کی بات ہے محمدؐ کو جلد قتل کرنا چاہئے ایسا نہو کہ اوس کا رعب وداب ملک پر بیٹھہ جائے آگے
چلکے سعد ابن ابی وقاص ملے اور اونہون نے عمر سے پوچھا کہ کدہر چلے جواب ملا کہ محمد کو قتل کرنے
سعد نے کہا کہ تم اونکی قوم سے کیونکر بچ سکو گے حضرت عمر نے طیش مین آکر کہا کہ آؤ پہلے تمکو ہی
ٹہکانے لگا دون سعد نے جواب دیا کہ جاؤ بہی پہلے اپنی بہن اور اوسکے شوہر سعید بن زید کی تو خبر لو
وہ مدت سے مسلمان ہو چکے ہین حضرت عمر بولے اس کا ثبوت سعد نے کہا کہ ثبوت یہ ہے کہ وہ
تمہارے ہاتہہ کا ذبیحہ نہ کہاینگے اب تو حضرت عمر نے اپنی بہن کے گھر کی طرف رخ کیا۔ اوسی زمانہ
مین سورۂ طٰہٰ نازل ہوئی تھی اور حضرت سعید اور حضرت عمر کی بہن خباب ابن ارت سے اوس سورت کو

یاد کر رہے تھے اتفاقاً اوسیوقت حضرت عمر ہوپنچے دروازہ بند تھا آپ نے تھوڑی دیر کان لگا کر سنا۔ پھر دستک دی جب اون لوگون کو معلوم ہوا کہ عمر ہین تو خباب مع اوس صحیفہ کے جس مین سورہ طٰہٰ لکھی تھی چھپ گئے اور دروازہ کھولا گیا آپنے اندر جا کے پوچھا کہ یہ کیسی آواز تھی اونھون نے کہا کہ ہم آپسمین باتین کر رہے تھے حضرت عمر بولے خیر ایک بکری لاؤ اوسے اپنے ہاتھہ سے ذبح کر کے فرمایا کہ پکاؤ جب پک چکی تو دونون بہن وبہنوئی سے کہانے کو فرمایا وہ انکار کرنے لگے حضرت عمر سمجھہ گئے کہ سعد نے سچ کہا تہا غصہ مین آکر کھڑے ہو گئے اور بہن کو مارنے لگے یہان تک کہ اونکے سر سے خون کی دہارین جاری تہین اور کہتی تہین کہ اے عمر مین نے تو آنحضرت کی اطاعت قبول کرلی ہے اب چاہے مار ڈالو مین اس روشن دین سے مونہہ نہ پہیرونگی جب حضرت عمر نے دیکھا کہ انکو دین اسلام مین ایسا استحکام ہے اور کچھہ خون کے جوش نے بہی مجبور کیا تو آپ پر بہی رقت طاری ہو گئی اور اپنی حرکت سے بہت پشیمان ہو کے چپکے ایک کونہ مین جا بیٹھے اور تہوڑی دیر کے بعد کچھہ سوچ چکے فرمایا کہ وہ صحیفہ جو تم پڑہ رہے تھے مجھے دکھاؤ بہن نے جواب دیا کہ نہین تم اوسکے ساتھہ بے ادبی کرو گے حضرت عمر نے وعدہ کیا کہ ہرگز ایسا نہو گا اونکی بہن بولین کہ اچھا پہلے غسل کر لو تا کہ نجاست شرک سے پاک ہو جاؤ کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے حضرت عمر نے غسل کر کے صحیفہ کو لیا اور سورہ طٰہٰ کی پہلے سات آیتین پڑہین جن کا ترجمہ یہ ہے۔

طٰہٰ۔ اے پیغمبر ہمنے تمپر قرآن اس لئے تو نازل کیا نہین کہ تم اوسکی وجہ سے اسقدر مشقت اوٹھاؤ۔ ہان یہ قرآن صرف ایک نصیحت ہے اور وہ بہی اوسی کے لیے جو خدا سے ڈرتا ہے۔ یہ اوس خدا کا اوتارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمانون کو پیدا کیا۔ اوسی کا نام ہے رحمان جو عرش برین پر براج رہا ہے۔ اوسی کا ہے جو کچھہ آسمانون مین ہے اور جو کچھہ زمین مین ہے اور جو کچھہ آسمان وزمین دونون کے بیچ مین ہے اور جو کچھہ کرہ خاک کے تلے ہے اور اے مخاطب اگر تو پکار کر

بات کرے تو وہ تیرے پکارنیکا محتاج نہین کیونکہ وہ آہستہ اور آہستہ سے زیادہ مخفی بات کوبھی جانتا ہے وہی اللہ ہے اوسکے سوا اور کوئی معبود نہین اچھے نام اوسیکے ہین - اتنا پڑھ کے آپ روئے اور کہا کیا پیارا کلام ہے اتنا سنتے ہی خباب ابن الارث جو ایک گوشہ مین چھپے بیٹھے تھے فوراً باہر نکل آئے اور کہا اے عمر مبارک پیغمبر خدا نے رات ہی کو دعا مانگی تھی کہ یا الہ العالمین ابوجہل یا عمر کو مسلمان کر کے میرے دین کو قوت دے سو تمہارے حق مین آنحضرت کی دعا قبول ہوئی حضرت عمر نے پوچھا کہ پیغمبر خدا کہان ہین مین اونکے پاس جاتا ہون تلوار ہاتھہ مین لیے ہوئے آنحضرت کیطرف روانہ ہوئے جب دروازہ پر پہونچے تو اصحاب حضرت عمر کے خوف کے مارے دروازہ نہ کھولتے تہے آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ کھولدو جسوقت حضرت عمر جناب سرور کائنات کے سامنے پہونچے ہین تو رعب کے مارے کانپتے تھے اور تلوار ہاتھہ سے گر گئی تھی حضرت عمر نے سر جھکا کر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ حضرت عمر فاروق کے بہنوئی سعید بن زید عشرہ مبشرہ مین ہین جب حضرت عمر فاروق اسلام لا چکے تو آنحضرت اور صحابہ کیخدمت مین عرض کی کہ یارسول اللہ حیف ہے لات وعزیٰ کو تو لوگ آشکارا اور علانیہ پوجین اور دین حق یون چھپا رہے ابھی تشریف لے چلئے اسوقت خانہ کعبہ مین چلکر نماز ہوگی آنحضرت ابوبکر حمزہ و علی رضوان اللہ عنہم کو ہمراہ لیکر خانہ کعبہ مین تشریف لے گیے حضرت عمر نے دہکے دیدیکے قریش کے ایک جم غفیر کو وہان سے نکال دیا اور اصحابون کے ساتھہ دو رکعت نماز پڑہی اوسیوقت یہ آیتہ نازل ہوئی یَاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ سورہ انفال ترجمہ ای پیغمبر اللہ اور مسلمان جو تمہارے تابع فرمان ہین تمکو بس کرتے ہین - ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر کہا کہ یارسول اللہ اہل آسمان نے بڑی خوشی منائی ہے آپ کو عمر کا مسلمان ہونا مبارک ہو - نبوت کے ساتوین سال مین جب قریش نے دیکھا کہ حمزہ اور عمر معتقد اسلام

ہوگئے اور صحابہ حبش کو ہجرت کرتے چلے جاتے ہین اب یہ مذہب قوی ہوگیا تو اونکے حسد نے اور بہی ترقی کی اور عداوت زیادہ ہوگئی اور آنحضرت کے قتل پر آمادہ ہوئے مگر ابوطالب کے خوف سے دست درازی نہین کر سکتے تھے آخر ش ایک دن ابوطالب کے پاس آکر کہا کہ یا تو اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کردیا ہمسے لڑنے کی طیاری کرو اگر تم سے یہ دونون باتین نہین ہو سکتی ہین تو اوسے سمجھا دو کہ ہمارے خداؤن کی تکذیب سے باز رہے اب تو ابوطالب کے ہاتھہ کے بہی طوطے اُڑ گئے اور آنحضرت کو بلا کر کہا کہ اے میرے پیارے قریش ایسا کہتے ہین بہتر ہے کہ تم اپنے بچانے کی کوشش کرو کیونکہ ساری قوم کے ساتھہ لڑنا میرے اور تمہارے دونون کے اختیار سے باہر ہے سید عالم نے جواب دیا اے چچا مین تمہاری مدد اور حمایت سے یہ کام نہین کرتا ہون میرا تو حامی میرا پروردگار ہے اوسی نے مجکو اس کام کے انجام دینے کا حکم دیا ہے مین اس سے باز نہ رہونگا۔ اگر تم میری حمایت کروگے تو تمہاری سعادت ہے ورنہ فضل ربانی اور تائید آسمانی میرے لیے کافی ہے یہ کہکر آنحضرت معہ صحابہ کے اوس مجلس سے اوٹھہ کھڑے ہوئے ابوطالب کو آنحضرت کی باتون پر کمال رقت ہوئی اور ایک ہمت سی بندہ گئی اور آنحضرت سے فرمانے لگے کہ اے بیٹا محمد تم بخوبی اپنے کام مین مشغول رہو برب کعبہ جب تک مین زندہ ہون کوئی تمپر غلبہ نکر سکے گا اور اسکے بعد چند شعر پڑھے۔ جنکا حاصل مطلب یہ ہے۔ اے محمد خدا کی قسم جب تک مین زندہ ہون یہ لوگ تمہاری طرف آنکھہ اوٹھا کر نہین دیکھہ سکتے تم اپنا کام کیے جاؤ اور کچھہ اندیشہ دل مین نہ لاؤ خوش رہو اور تمہاری آنکھین ٹھنڈی رہین۔

پس ابوطالب نے بنی ہاشم کو جمع کیا سب اونکے ساتھہ متفق ہوگئے اگرچہ یہ سب لوگ کافر تھے مگر حسب عادت جاہلیت خاندانی لڑائی ٹھان دی۔ آنحضرت کو اپنے پہاڑ کے غار یعنی شعب ابوطالب مین لے گیے جسے گڈہی تصور کرنا چاہئے۔ اسوقت رسول خدا کی عمر اونچاس برس کی تھی اور آپ مسلمانون کو بہی اپنے ساتھہ لے گیے تھے۔ صرف ابولہب نے ساتھہ ندیا پھر تو سارے

قریش نے باہم اتفاق کرلیا اور عہد باندہا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتہہ شادی بیاہ خرید فروخت ملنا جلنا اوٹہنا بیٹہنا بات چیت ہرگز نکرین بلکہ اس سرزمین پر اونہین رہنے بہی ندین اور بازار کے دوکاندارون کو بہکایا کہ اونکے ہاتہہ کہانے پینے کی کوئی چیز نہ بیچین اور عہد نامہ لکہکر اور مہر وگواہیان کرکے خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا اور ایک نقل اوسکی ابوجہل کے خانہ ام الخلاس مین بحفاظت رکہی گئی جسکا مضمون یہ تہا کہ ہم مین اور ان لوگون مین صلح نہو اور ہو بہی تو اس شرط پر کہ آنحضرت کو قتل کرڈالین لکہا ہے کہ جس شخص نے یہ عہد نامہ اپنے قلم سے تحریر کیا تہا اوسکا ہاتہہ شل ہوگیا اور یہ واقعہ ساتوین سال نبوت کے محرم مین ہوا تہا الغرض تین برس اسی کشمکش سے گذرے مخالف صبح سے شام تک شعب کو گہیرے پڑے رہتے تہے اور جو کوئی اندر سے باہر آتا اوسے ایذا دیتے تہے پس ادہر والون پر تنگی اور عسرت حد سے زیادہ ہوگئی ولید بن مغیرہ روز منادی کرا دیتا تہا کہ خبردار اندر والون کے ہاتہہ کچہہ نہ بیچنا البتہ ابوالعاص بن الربیع داماد رسول خدا کبہی کبہی رات کو چپکے گیہون اور خرمونکی رسد اندر پہونچا دیتا تہا آنحضرت نے اسکے باعث اوسکی بہت تعریف کی ہے قصہ مختصر تین سال مین اندر والون کا کچومر نکلگیا اور یہ حال ہوا کہ پیر تلے کی چیونٹی کو بہی اونکے حال زار پر رحم آتا تہا اور دودہ پیتے بچون کے بلکنے سے راتون کی نیندین حرام تہین ۔ خدا کی قدرت قریش مین سے وہ لوگ جو بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتہہ قرابت قریبہ رکہتے تہے کڑہنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے اونکے دلون مین رحم ڈالدیا اونپر یہ بات طاری فرمائی کہ اوس عہد کو توڑ ڈالین اور اوس نامہ کو جو کعبہ کے دروازہ پر آویزان ہے چاک کردین پہلے تو اس بات پر قریش مین بڑی خصومت اور نزاع ورد و بدل ہوئی آخرکار اس بات پر اتفاق کیا کہ اوس عہد نامہ کو لاؤ کیونکہ آنحضرت نے ابوطالب کو خبر دی تہی کہ اوس پر دیمک کا دخل ہوگیا ہے جو اوسکی ساری عبارت کہا گئی ہے صرف خدا اور رسول کا نام باقی ہے ۔ اگر آنحضرت اس خبر مین کاذب نکلین تو تم اونکے ساتہہ جو چاہو سو کرو اور اگر صادق ٹہیرین تو اسی قدر بس ہے کہ اُس کے

مضمون سے درگذر ویس جسوقت اوس کاغذ کو ابوجہل نے اپنے گھر سے نکالکے کھولا ہے تو جیسا آنحضرت نے فرمایا تہا ویسا ہی پایا سوائے خدا و رسول کے نام کے اوس مین کچھ باقی نہین رہا تہا ساری عبارت دیمک کہا گئی تھی قریش نے جب یہ حال دیکھا اور حضرت صلعم کو صادق پایا تو شرمندہ ہو کے سر نیچے کر لئے لیکن ابوجہل اور اوسکی تابعدارون نے اسپر بہی نہ مانا اور بے دینی اور ناانصافی کی راہ سے بولے کہ ہم تو عہدنامہ کا خلاف نکرینگے ۔ ہشام بن عمر بن حارث نے اہل شعب پر رحم کہا کے اور زہیر بن ابی امیہ ۔ مطعم بن عدی ۔ ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود کو اپنا ہم خیال بنا کے اوس عہدنامے کے خلاف مین تحریک شروع کی تہی جسکا ذکر اوپر ہوا ۔ ابوطالب نے اپنے یارون کے ساتھہ خانہ کعبہ کے پردون مین جا کر دعا مانگی اُے خدا ان لوگون پر ہمین فتح دے جنھون نے ہم پر ظُلم اور قطع رحم کیا اور حلال ٹھرایا جو کچھہ کہ حرام تہا اُونپر یہ دعا کر کے غار کیطرف پھر تشریف لے گئے اور وہ لوگ جو عہد کے توڑ ڈالنے پر راضی تہے غالب آئے اور ہیتیار باندہ کے غار مین پہونچے اور وہان سے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے حامی اور مددگار ہو کے اونہین نکال لائے اور وہ سب باہر آ کے اپنے اپنے گہرون مین آباد ہوئے مخالف اس باب مین ذرا بہی دم نہ مار سکے یہ حال نبوت کے دسوین سال کا ہے اس کے آٹھہ مہینے ۲۱ دن کے بعد ابوطالب نے وفات پائی ۔ اسی سال مین فارس اور روم کے درمیان جنگ عظیم ہوئی فارس غالب اور روم مغلوب ہوا جب نبوت کے دسوین سال مین فارس اور روم کی جنگ عظیم واقع ہوئی اور لشکر فارس غالب آیا تو یہ خبر بہی عرب کو پہونچی کفار قریش خوشی کے مارے جامہ مین پہولے نہ سمائے اور مسلمانون سے کہنے لگے کہ آج ہمارے بہائی تمہارے بہائیون پر غالب آئے کل ہم بہی تمپر فتح پائینگے ۔

واضح ہو کہ کفار قریش نے فارس والون کو اپنا بہائی اس لیے بتایا تہا کہ وہ اہل ملت و کتاب نہ تہے اور اہالیان روم نصرانی اور صاحب کتاب تہے اس لیے اونکو مسلمانون کا بہائی ٹہرایا مسلمان لوگ

یہ بات سنکر بہت مغموم ہوئے اللہ جلشانہ نے اوسیوقت اپنے حبیب پر وحی بھیجی اور یہ آیت نازل ہوئی الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ ترجمہ الٓمّٓ اوس ملک مین جو عرب سے قریب ہے رومی نصاری مغلوب ہوگئے ہین لیکن یہ لوگ اپنی مغلوب ہوئے پیچھے عنقریب چند سال مین غالب آجائینگے۔

سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی سے آگاہ ہوکر صحابہ اور اہل اسلام کی طمانیت فرمائی حضرت ابوبکر صدیق نے قوی دل ہوکر قریش سے کہا واللہ خدائی تعالی تمکو کبھی خوش نکریگا کیونکہ چند سال کے بعد حق جل وعلی رومیون ہی کو فارس پر غلبہ دیگا ابی بن خلف نے حضرت صدیق اکبر کو جھٹلایا اور شرط بدی کہ اگر تین برس کے اندر رومی فارسیون پر غالب آوین تو مین دس اونٹ تمہین دونگا اور جو تم ہارے تو تمکو دینے پڑینگے حضرت ابوبکر نے یہ سب حال جناب سرور کائنات سے آکر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ پھر جاکر دس سے زیادہ اونٹون کی شرط بدو اور مدت بھی تین برس سے زیادہ کردو کیونکہ بضع تین سے لیکر دس تک سب عدد دون کو کہتے ہین جب کہ اللہ تعالی نے تعین نہین کیا ہے تو مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ تین برس کا تعین نکیا جاوے پس جناب ابوبکر پھر گئے اور سو اونٹ کی شرط بدی مدت بھی نو برس کی قرار پائی پس جنگ حدیبیہ کے دن خبر آئی کہ رومیون نے فارس پر فتح پائی حضرت ابوبکر نے ابی بن خلف یا اوسکے ضامن سے سو اونٹ لے لئے اور جب اون اونٹون کو جناب سرور کائنات کی خدمت مین لائے تو آپنے حکم دیا کہ انکو تصدق کردو مخفی نرہے کہ اسوقت تک قمار بازی کی حرمت واقعہ نہوئی تھی اسی سال مین ابوطالب نے ستاسی برس کی عمر مین انتقال فرمایا روایت ہے کہ نزع کے وقت آنحضرت صلعم اون سے فرماتے تہے کہ اے چچا تمہارے حق مجھ پر باپ سے زیادہ ہین مین تمہارے احسانون کا بدلا کیسے ادا کرون تم صرف لا الہ الا اللہ مونہہ سے کہدو تاکہ قیامت کے دن مجھکو تمہاری شفاعت کرانیکی جرات ہو حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ بیٹا اگر مجھے قریش کے طعنون کا خوف نہوتا تو

مین فوراً اس کلمہ کو مونہہ سے نکال کے تمہین خوش کردیتا اب لوگ کہین گے بے صبری مین موت کے ڈر سے دین محمدی اختیار کرلیا۔

روایت ہے کہ ابوطالب نے مرنے کے وقت یہ اشعار پڑھے ہے۔ اشعار

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم
حتی اوسد فی التراب دفینا

فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ
ابشر وقر بذاک منک عیونا

ودعوتنی وعلمت انک ناصحی
ولقد صدقت وکنت فیہ امینا

اظھرت دینا قد علمت بانہ
من خیر ادیان البریۃ دینا

لولا الملامۃ او حذار مسبۃ
لوجدتنی سمحا بذاک مبینا

ترجمہ۔ قسم اللہ کی جب تک مین زیر زمین دفن کرکے نہ سلادیا جاؤن یہ سب لوگ تجھہ تک نہین پہونچ سکتے تو اپنا کام کر تجھہ سے کوئی آنکھہ نہین ملا سکتا خوش ہو اور اوس سے اپنی آنکھین ٹھنڈی کر اے محمدؐ تمنے مجھے دعوت کی اور مین نے جانا کہ تم میری ناصح اور خیرخواہ ہو اور بلا شک و شبہ تم اپنے قول مین بڑے سچے اور امین ہو اور تمنے ایسا دین ظاہر کیا ہے جو سارے دنیا کے دینون سے بہتر اور افضل ہے اگر مجھے قوم کی ملامت اور گالیون کا خوف نہوتا تو تم مجھے اس دین کا قبول کرنیوالا اور ظاہر کنندہ پاتے۔

جب قریش نے ابوطالب سے یہ اشعار سُنے تو چلا کے پوچھا کیا تم اپنے آباؤ اجداد عبدالمطلب اور ہاشم اور عبد مناف کے مذہب سے پھر گئے تو آپ نے جواب دیا کہ نہین مین اپنے آباؤ اجداد ہی کے ملت و مذہب پر جاتا ہون۔

ابوطالب کے اسلام لانے مین مختلف روایتین ہین کہتے ہین کہ حضرت عباس نے سر جھکا کر جو سنا تو آپ کی زبان پر کلمہ شہادت جاری تھا اوسوقت عباس نے حضرت کو خبر پہونچائی کہ اسلم

عمک یارسول اللہ آنحضرت اسکے سنتے ہی خوش ہوگئے۔

روایت ہے کہ ابوطالب نے اپنے نزع کیوقت سب بنی عبدالمطلب کو بلایا اور اونہین وصیت کی کہ ہمیشہ خیر ونیکی پر آمادہ رہنا اگر محمد صلعم کی بات مانوگے اور اونکے حکم کی متابعت کروگے توبڑی فلاح پاؤگے اے معشر قریش تم خدا کے برگزیدہ اور بہتر قبائل ہوہین تمکو محمد کیساتھہ نیکی کرنیکی وصیت کرتا ہون وہ قریش مین امین اور عرب مین صدیق اور ہر چیز کے جامع ہین وہ ایسا حکم دیتے ہین جسے دل قبول کرلیتا ہے مگر زبان لوگون کی ملامت کے خوف سے انکار کرتی ہے واللہ مین دیکھتا ہون کہ عرب کے سارے فقرا اور بادیہ نشین اونکی دعوت کو قبول اور اونکے کلمہ اور احکام کی تصدیق کرتے ہین اور اونہین بزرگ جانتے ہین اے معشر قریش تم اونکی دوست اور اونکے گروہ کے حامی رہنا اگر میری زندگی کچھہ باقی رہتی تومین اونکی آفات وحوادث رفع کرتا الغرض ابوطالب نے ایسی ہی باتین کرتے ہوئے اس جہان سے انتقال فرمایا آنحضرت صلعم نے بھی ابوطالب کے اعانت اور امداد وحمایت اور رعایت ومدح بہت کچھہ کی ہے اونکی اسلام لانے یا نہ لانے مین سکوت انسب ہے۔ انحضرت نے فرمایا ہے کہ جب تک خدا خفا ہوکے مجھے منع نہ کریگا مین ابوطالب کی مغفرت کی دعا کیئے ہی جاونگا۔ اور لبعد وفات کے جب حضرت علی نے آپ سے آکے کہا ہے کہ آپ کا گمراہ بڈہا چچا مرگیا تو آنحضرت روئے اور فرمایا کہ جاؤ اونکو دفن کرو علی مرتضی نے پھر کہا کہ یارسول اللہ وہ مشرک مرا ہے آپنے پھر فرمایا کہ جاؤ دفن کرو خدا اوسکی مغفرت کرے اور جب حضرت علی دفن کرکے آئے ہین تواون سے آپ بہت خوش ہوئے اور حد سے زیادہ دعائین دین۔ لکھا ہی کہ آپ روتے ہوئے ابوطالب کے جنازے کے ساتھہ گئے تھے۔ ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے اس جہان فانی سے روضۂ رضوان کو رحلت فرمائی اور آنحضرت صلعم کے ساتھہ نکاح ہونیکے ابعد پچیس برس تک زندہ رہین۔

حضرت خدیجہ کے دو خاوند مر چکے تہے تیسری دفعہ آنحضرت سے عقد ہوا تہا - ان دونون حادثون کا آنحضرت کو بڑا غم ہوا اس لیے آپ نے اوس سال کا نام عام الحزن رکہا ان دونون صاحبون کی موت نے کافرون کو اور دلیر کر دیا اونہون نے پھر زیادتی شروع کی ایک مرتبہ کافرون نے راہ مین بہت سی خاک آپ پر ڈالدی گھر مین آنے کے بعد کسی لڑکی نے آپ کے تمام جسم سے وہ خاک جہاڑی آنحضرت نہایت ملول تہے اور فرماتے تہے کہ ابو طالب سے قریش دبے ہوئے تہے خیر کچہہ پرواہ نہین اللہ مدد کریگا جب یہ بے ادبیان ابو لہب کے کان تک پہونچین تو از راہ رشتہ داری اوسکو بہت طیش آیا اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر کہنے لگا کہ محمد صلعم جس طرح تم چاہو خلق اللہ کی دعوت کرو جب تک مین زندہ ہون کسی کی مجال نہین کہ تم سے بول سکے کفار یہ سنکر دب تو گئے لیکن ابو لہب کو آنحضرت کی طرف سے برگشتہ کرنیکی فکر مین لگے اور ابو لہب سے پوچہا کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے پھر گئے ابو لہب نے جواب دیا نہین تو مین محمد کے ساتھ حق یگانگت ادا کرتا ہون خیر اوس وقت تو بات آئی گئی ہوئی مگر ابو جہل بڑا ہی مفسد تہا ایک روز اوس نے اور عقبہ نے ابو لہب کے پاس آکر کہا کہ ذرا تم محمد سے یہ تو پوچھو کہ عبد المطلب کہان ہین ابو لہب کے پوچھنے پر آنحضرت نے جواب دیا کہ اپنے باپ دادا کے ساتھ ابو لہب تو اسکا مطلب نہ سمجہا لیکن ابو جہل نے کہا کہ یہ بہی پوچہہ لو کہ اونکے باپ دادا کہان ہین جب یہ پوچہا گیا تو آنحضرت نے صاف صاف کہدیا کہ جتنے اس دین پر مرتے ہین سب کی جگہہ دوزخ ہے ابو لہب یہ سنکر بہت ناراض ہوا اور آپکی حمایت سے دستکش ہو گیا -

ابو لہب کی بی بی اُم جمیل ابی سفیان کی بہن تہی اور اوسکو بہکایا کرتی تہی وہ جورو کا فرمانبردار تہا اور اوسکا کہنا مان لیتا تہا - اُم جمیل نے اپنے بیٹون عتبہ اور عتیبہ سے آنحضرت کو رنج دینے کے لیے ام کلثوم ورقیہ کو طلاق دلوادی تہی یہ دونون حضور کی صاحبزادیون کے نام ہین حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آنحضرت دولت خانہ سے باہر کم تشریف لاتے تہے اور پہلے آپنے سودہ بنت زمعہ قرشیہ

عامریہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کے ساتھہ نکاح کیا۔ ابولہب کی برگشتگی کے بعد آنحضرت کا مکہ مین رہنا مشکل ہوگیا آپ قبیلہ بنی بکر ابن وائل کی دعوت کو تشریف لے گئے مگر اونہون نے اپنے یہان ٹھہرنے بھی ندیا وہان سے قبیلہ قحطان کی طرف گئے وہ بھی دشمنی کے ساتھہ پیش آئے بعد ازان طائف اور ثقیف کی طرف متوجہ ہوئے وہان تو لوگون نے ایسی دشمنی اور عداوت پر کمر باندہی کہ اپنے غلامون اور نافہم لڑکون کو سکھا کر آنحضرت صلعم کے پیچھے لگا دیا وہ بدذات مجمع کرکے خوب چیختے چلاتے تھے اور سخت و سُست کہتے تھے پیچھے سے آکر پتھر پھینکتے یہان تک کہ پائے مبارک زخمی ہوجاتے تھے اور خون بہنے لگتا تھا ایک روایت مین آیا ہے کہ جب پائے مبارک پتھرون سے مجروح ہوجاتے تو آپ زمین پر گر پڑتے تھے اصحاب دونون بازو پکڑ کر اوٹھاتے اور جب چلتے تو وہ لوگ پھر پتھرون کی بوچھار کرتے اور ٹھٹھے مارتے تھے زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ آن حضرت کی سپر بنتے تو اونکا سر اور مونہہ بھی زخمی ہوجاتا تھا۔

زور اغیار از دیوار سنگ یار مے آید		بلا ے دردمندان از در و دیوار مے آید	

سچ ہے البلاء علیٰ قدر الولاء یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھہ جسقدر قرب ہوتا ہے اوتنی ہی دنیا کی بلائین عائد حال ہوتی ہین انبیا کو جناب باری کے ساتھہ سب سے زیادہ قربت حاصل ہے اوسی کے برابر مصائب سہتے ہین اور ہماری نجات کی خاطر یہ سب کچھہ گوارا فرماتے ہین۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اونہون نے آنحضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ جنگ احد سے بھی زیادہ مصیبت کبھی آپ پر پڑی ہے آپ نے فرمایا کہ سخت ترین دن میرے لئے روز عقبہ تھا جب کہ مین نے ابن عبد یا لیل ابن عبد کلال کو دعوت کی جب اوس نے میرے کہنے کو نمانا تو مین مغموم اور محزون ہوکر چلا جب موضع قرن الثعالب مین پہونچا ہون یکایک سر اوٹھا کر دیکھا تو ایک ابر کا ٹکڑا سر پر نظر آیا اور اوس مین سے جبریل نے مجھے پکارا کہ اے محمد

حق تعالیٰ نے اس قوم کے معاملے آپ کے ساتھہ دیکھکر اس فرشتہ کو خدمت مین بہیجا ہے اسکے قبضہ مین تمام دنیا کے پہاڑ ہین اگر آپ حکم دین تو یہ پہاڑ اوٹھا کر اس قوم بدکار پر مارے اور اونکو ہلاک کرڈالے آپ نے فرمایا مجھے یہ بات منظور نہین بلکہ امید وار ہون کہ خدائے تعالےٰ انکے نطفہ سے اولاد ہی ایسی پیدا کرے جو مشرک نہ ہو۔

صاحب مواہب فرماتے ہین کہ آنحضرت دس روز طائف مین رہے جب اہل طائف نے آپکے کہنے کو نمانا تو مکہ کو واپس ہوئے راستہ مین ایک باغ کے پاس پہونچے جو عتبہ اور شیبہ کی ملک تہا ان لوگون نے ناصیۂ مبارک سے پریشانی کا اثر دیکہہ کر رحم کہایا اور اپنے غلام عداس کے ہاتہہ انگور کا ایک خوشہ آپکے پاس بہیجا آپ نے بسم اللہ پڑہکے اوسکو کہایا عداس بسم اللہ سنکر آپ کے مونہہ کی طرف تکنے لگا اور کہا کہ یہ کلمہ مین نے کسی سے نہین سنا تہا آنحضرت نے فرمایا تو کہان کا رہنیوالا ہے اور تیرا دین کیا ہے عداس نے جواب دیا مین نصرانی نینوی کا رہنیوالا ہون حضرت نے فرمایا کہ تو یونس ابن متی کے گانوٗن کا باشندہ ہے عداس نے پوچہا کہ تم یونس کو کیا جانو آپنے فرمایا کہ وہ میرا بہائی تہا اور جیسا مین پیغمبر ہون وہ بہی پیغمبر تہا عداس نے پوچہا کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہے آپ نے فرمایا محمدؐ عداس نے کہا ایک مدت ہوئی کہ مینے آپ کے اوصاف انجیل مین دیکہے تہے اور آپ کے محامد توریت مین پڑہے تہے کہ خدائے تعالےٰ آپکو بہیجیگا اور قوم آپ کی مخالف بنکے آپ کو اپنے درمیان سے نکال دے گی آخر خدا کی مدد شامل حال ہو کر سارے روے زمین پر آپ ہی کا دین پہیلا دیگی پس عداس نے دست و پاے مبارک پر بوسہ دیا اور مشرف باسلام ہوا۔

جب آنحضرت صلعم مکہ کے قریب پہونچے تو فوراً داخل مکہ نہوئے کہ مبادا اہل مکہ طائف کے لوگون کا حال سنکر اوسی طرح پیش نہ آوین پس قبائل قریش کے پاس آدمی بہیجکر طلب ہمسایگی کا پیغام دیا کسی نے قبول نکیا مگر مطعم ابن عدی نے سنتے ہی قبول کر لیا آنحضرت شہر مین تشریف لائے

اور حجر اسود اور خانہ کعبہ کا طواف کر کے دو رکعت نماز پڑہی۔ مطعم اور اونکے گھر والے سب آپ کی حفاظت کرتے تہے۔

جب قریش کی جہالت اور عداوت حد سے گذر گئی تو آپنے جناب باری تعالےٰ کی درگاہ اقدس مین دعا کی کہ اے مسبب الاسباب غیب سے کوئی ایسا سبب پیدا کردے اور ایسے لوگ بہیج جو تیرے سچے دین کے موید اور اسلام کے مددگار ہون پس حضرت رب العزت نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور اپنے مسبب الاسبابی کا جلوہ دکہایا یعنی موسم حج مین خزرج کی ایک جماعت مدینہ سے مکہ مین آئی آنحضرت اونکے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے لوگو کردگار دوجہان نے مجہے اپنا پیمبر بنا کے خلق کی ہدایت کے لیے بہیجا ہے تمکو چاہئے کہ اپنے کفر اور شرک سے توبہ کر کے دین اسلام کی سعادت اور دنیا و آخرت کی مفاخرت حاصل کرو وہ لوگ آپ کا کلام معجز نظام سنکر کمال متعجب ہوئے اور ایک دوسرے کا مونہہ تکنے لگے بعد دریافت حال وقال اور اوضاع واطوار اور مشاہدہ کشف وکرامات کے آپسمین کہا کہ یارو یہ شخص بیشک پیمبر خدا ہے اور ہمین خدا کی سچی اور سیدہی راہ بتاتا ہے اور وہی پیغمبر آخر الزمان ہے جسکے آنے کی خبر یہودی دیا کرتے ہین ہمکو چاہئے کہ اسپر ایمان لاوین اور اسکے احکام کی اطاعت کر کے خدا پرستی اور سچے دین کی پیروی اختیار کرین غرضکہ وہ سب مشرف باسلام ہوئے اور مدینہ کو واپس گئے اسی بیعت کو بیعت عقبتہ الاولی کہتے ہین۔ یہ مقام عقبہ نزدیک منا کے واقع ہے پہلے پہل یہی بیعت ہوئی تہی اب اوس جگہہ ایک مسجد بنا دی گئی ہے۔ اسعد ابن زرارہ اور جابر ابن عبد اللہ اسی بیعت مین مسلمان ہوئے تہے۔

جب یہ لوگ مدینہ پہونچے تو آنحضرت کا حال سارے مدینہ مین پہیل گیا اور ہر گلی کوچہ مین اسلام کا ذکر ہونے لگا محافل اور مجالس آپ کے ذکر شریف سے معطر اور منور ہوئین اور دعوت اسلام چارون طرف

شائع ہوگئی یہ حال نبوت کے گیارہوین سال کا ہے۔

بعدازان بارہ۱۲ آدمی قبیلہ اوس اور خزرج کی خدمت والانہمت جناب رسالت پناہ مین حاضر ہوکر اوسی پہلے مقام کے پاس ایمان لائے اسکو بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہین۔ عبادہ بن الصامت اور عویم ابن ساعدہ انہی لوگون مین تھے اور ذکوان ابن عبد قیس زرقی ایک شخص جو اون کے ساتھ آئے تھے وہ آنحضرت کے پاس مکہ ہی مین رہ گئے اور مدینہ مین آپ ہی کے ساتھ آئے اونکو مہاجر انصاری کہتے ہین۔

آنحضرت صلعم نے اوس جماعت کی التماس کے بموجب مصعب ابن عمیر اور شاید عبداللہ بن مکتوم کو بھی اونکے ساتھ کردیا تھا تاکہ اونکو قرآن پڑھاوین اور مسائل فقہ سکھاوین اسی زمانہ مین جمعہ کی نماز فرض ہوئی تھی آنحضرت نے مدینہ مین اسکی خبر بھیجی چنانچہ وہان بھی یہ نماز ہونے لگی۔

مصعب ابن عمیر اس قوم کی مدد سے اسلام کے اظہار اور احکام کے جاری کرنے مین مصروف ہوئے ایکدن بنی عبدالاشہل کے باغ کے دروازہ پر احادیث رسول اور کلام آلہی پڑھ رہے تھے لوگون نے سعد ابن معاذ کو جو سردار قوم اور سعد ابن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے یہ خبر پہونچائی وہ سنتے ہی نیزہ ہاتھہ مین لئے ہوئے باغ کے دروازہ پر آئے اور بہت تشدد کیا اور اونسے کہا کہ اے شخص توکیون لوگون کو گمراہ کرتا ہے اور میرے دروازہ پر آکر بیٹھا ہے اور ایسی باتین کرتا ہی جو کبھی کسی نے نہین سنین اگر پھر کبھی یہان آویگا تو اپنے کئے کی سزا پاویگا۔ دوسرے دن مصعب ابن عمیر اور سعد ابن زرارہ دونون اوسی باغ کے دروازہ پر پہونچے اور دعوت اسلام اور تلاوت قرآن شروع کی لوگ پھر دوڑ کے سعد ابن معاذ کو بلا لائے اوسوقت اگرچہ اونہون نے انکار کیا مگر اوتنا تشدد نہین کیا جتنا کہ پہلے کیا تھا سعد نے جب اونہین نرم دیکھا تو کہا کہ اے بھائی پہلے تم اس شخص کی بات سن لو اگر اس کے کلام مین

ضلالت پائی جائے تو اوس مین اصلاح کرو اور راہ راست بتاؤ اور اگر اس کا قول نیک ہے اور
اوس مین ہدایت معلوم دے تو اس شخص کی ذات کو غنیمت جانو - اب تو سعد ابن معاذ نے مصعب
ابن عمیر سے کہا کہ اچھا تم بیان کرو کیا کہتے ہو مصعب نے یہ سورت پڑہی بسم اللہ الرحمن الرحیم
والکتاب المبین انا جعلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم افنضرب علیکم الذکر
صفحا ان کنتم قوما مسرفین وکم ارسلنا من نبی فی اولین -

سعد ابن معاذ ان کلمات کو سنکر اوچھل پڑے اور حال متغیر ہو گیا اگرچہ اوسیوقت اظہار اسلام
نہین کیا لیکن اونکا دل نور ایمان سے بھر گیا بعد ازان بنی عبد الاشہل کو بلایا اور سب کے ساتھہ معہ اسید
بن حضیر کے مشرف باسلام ہوئے - مصعب ابن عمیر ایام حج مین سب کو احکام اسلام کی تعلیم فرما کے
قبائل اوس اور خزرج کے پانسو آدمی اپنے ساتھہ لیکر مکہ مین تشریف لائے اور حضرت رسالتمآب
کی ملازمت حاصل کی -

مصعب ابن عمیر کے بعد ابن مکتوم - عمار یاسر - بلال - سعد بن ابی وقاص کو آنحضرت نے مدینہ
بھیجدیا اور فرمایا کہ جاؤ تم وہان آرام سے رہو گے ستر آدمیون کی ایک جماعت نے وعدہ کیا تھا کہ ہم
اوسط لیالی تشریق مین بمقام عقبہ حاضر ہونگے جب وہ رات آئی تو یہ سب خفیہ جمرۃ العقبہ کے داہنی طرف
منا کی ایک گھاٹی مین حاضر ہوئے اور سید المرسلین کی زیارت کے مشتاق ہو کر بیٹھے آنحضرت معہ
اپنے چچا عباس ابن عبد المطلب کے وہان رونق افروز ہوئے اور اوس قوم کو بیعت اسلام سے
مشرف کیا حضرت عباس نے کہا اے قوم جانو اور آگاہ ہو کہ محمد ہم لوگون مین بڑا شرف اور عزت رکھتے
ہین ہر چند ہمنے اونکو منع کیا لیکن اونہون نے نہ مانا اور تم لوگون کے جمع کرنے اور ہدایت فرمانے سے
باز نہ آئے تمکو چاہیئے کہ انکے کلمات حق سنو اور اونپر عمل کرو براء ابن معرور اور اون لوگون نے ایک زبان
ہو کر جواب دیا اے عباس ہمنے ان کی باتون کو خوب سمجھا فی الحقیقت شرف دنیا اور آخرت اور حصول

نجات اور رفع معصیت ان ہی کی متابعت مین ہے اور سارے دینون مین یہی دین سچا ہے۔

بیان معراج

نبوت کے بارہوین سال ربیع الاول کے مہینے مین جبکہ عمر شریف پونے باون برس کی تھی آنحضرت کو معراج واقع ہوئی۔ صحابہ مین سے بیس۲۰۔ بائیس۲۲ اشخاص نے اسکو بیان کیا ہے اون مین سے چند حضرات کے نام یہ ہین۔ حضرت علی ابن ابیطالب۔ عبداللہ بن مسعود۔ ابی بن کعب۔ حذیفہ ابن الیمان ابوسعید خدری۔ جابر ابن عبداللہ انصاری ابوہریرہ ابن عباس۔ انس ابن مالک تا مالک ابن صعصعہ۔ امہانی رضی اللہ تعالی عنہما اجمعین۔

جسوقت آنحضرت نے کیفیت معراج بیان فرمائی اوسکے اکثر معاملے ایسے صادق ٹہیرے کہ منکرون کو بہی مجال انکار باقی نرہی اگرچہ بعض نے ہٹ دہرمی اور بے شرمی کی راہ سے انکار کیا لیکن دلون مین قائل ہوئے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے گھر کی چہت شق ہوئی حالانکہ مین سوتا تہا حضرت جبریل نے آکر مجہسے کہا کہ اے محمد اوٹہو اور گہر سے باہر تشریف لاؤ مین اوٹہا اور گہر سے نکلا دیکہا کہ حضرت میکائیل بہی کہڑے ہوئے ہین اور ایک چوپایہ بہی اونکے پاس ہے جبریل نے میکائیل سے کہا کہ آب زمزم کے طشت لے آؤ تاکہ مین رسول اللہ کے دل کو پاک کردن پس حضرت میکائیل تین طشت آب زمزم کے لائے اور مراتب تطہیر ادا کئے پہر میرے دل کو حکمت اور ایمان سے بہر دیا بعد ازان جبریل میرا ہاتہہ پکڑکر صفا و مروہ کے بیچ مین لے گئے وہان جاکر دیکہتا ہون تو وہ چوپایہ براق تہا اونٹ سے چہوٹا گدہے سے بڑا آدمی کا سا مونہہ ہاتھی کے سے کان گہوڑے کے سے ایال اونٹ کی سی گردن و دنبال اور سینہ گائے کے سے پنڈلی اور سم مونہہ اوسکا گویا ایک یاقوت سرخ تہا

اور نہایت صفائی سے چمکتا تہا رانون کے اوپر پر تہے ساقین پرون سے چہپی ہوئی تہین اور ایسا
سبک رفتار تہا کہ جہان تک نظر ہوپنچ سکے ایک چشم زدن مین ہوپنچ جائے جبریل نے مجہسے کہا
کہ سوار ہوجیئے مین نے سوار ہونا چاہا تو براق شوخی کرنے لگا حضرت جبریل نے ڈانٹا اور کہا اے
براق تجہے شرم نہین آتی گرامی ترین پیغمبران تجہپر سوار ہورہا ہے اور تو شوخی کرتا ہے یہ سنکر براق پسینہ
پسینہ ہوگیا اور کانپ گیا الغرض مین سوار ہوا اور ملائکہ میرے ساتہہ ہولئے یہان تک کہ مسجد اقصےٰ
مین پہوپنچے دروازہ پر ملائکہ کرام کی ایک بڑی جماعت کہڑی ہوئی تہی اوسوقت جبریل امین مجہے براق
سے اوتار کر مسجد کے اندر لے گئے وہان ارواح انبیا کی ایک جماعت نے مجہے سلام کیا جبریل نے
بتایا کہ یہ تمہارے بہائی پیغمبران سابق ہین مین نے چاہا کہ دوگانہ شکر ادا کرون ارواح انبیاء صف
باندہ کر میرے پیچہے کہڑی ہوئین اور مین نے امامت کی۔ بعد نماز کے بعض انبیاء نے خدا کی تعریف
اور نعماے الہی کی صفت بیان کی۔ پہلے تو حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے کہا کہ حمد وسپاس اوس خدا کو
جس نے مجہے اپنی دوستی مین قبول فرمایا اور لوگون کا پیشوا بنایا اور آتش نمرودی سے خلاصی بخشی
پہر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حمد وسپاس اوس خدا کو جو سارے عالم کا پروردگار ہے جس نے
مجہے اپنا کلیم بنایا اور فرعون اور اوسکے لشکر کو میرے ہاتہہ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو اونکے
ظلم سے نجات دی۔ پہر حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ نے حمد و ثناے الہی اور شکر عطیات ایزدی اپنے
حسب حال بیان کیئے۔ بعد ازان حضرت عیسیٰؑ کی نوبت آئی اونہون نے فرمایا کہ حمد وسپاس
اوس خدا کو جس نے مجہے اپنا کلمہ گردانا اور آدم کی طرح خاک سے پیدا کیا انجیل اور حکمت عطا کی اور بیمار
میرے ہاتہہ سے اچہے کرائے اور مجہے آسمان پر اوٹہالیا اور میری مان مریم کو شیطان کے شر سے
بچایا۔ جب سب انبیاء محامد الہیٰ ادا کر چکے تو حضرت نے ارشاد کیا کہ حمد وسپاس اوس خدا کو جس نے
مجہے رحمت عالمیان بنایا اور کافہ انام کا رسول کر کے سب کا بشیر و نذیر مقرر کیا اور اپنا پاک و بے مثل

کلام مجیہپر نازل فرمایا میری امت سب امتون مین بہتر ہے اور میرا سینہ کہول کے آلائش دنیوی سے پاک اور صاف کردیا گیا ہے مین فاتح اور خاتم الانبیاء ہون۔

حضرت ابراہیمؑ نے آنحضرت کی باتین سن کے سب انبیاء سے کہا کہ ان باتون مین محمدؐ تم سب سے افضل واعلیٰ ہین۔

بعدازان جبریل مجھے سوار کرا کے مکان صخرہ مین لے گئے وہان ایک نورانی سیڑہی نظر آئی جیسی کبھی نہ دیکھی تہی جبریل نے مجھکو اوسی طرح براق پر سوار اوس سیڑہی کی راہ سے آسمان اول پر پہونچا دیا۔

وہان آپنے حضرت آدمؑ کو دیکھا حضرت جبریل نے کہا اے محمدؐ یہ تمہارے باپ ہین انہین سلام کرو حضرت نے سلام کیا حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا مرحبا اے میرے راستباز فرزند اور صالح نبی۔ آپنے حضرت آدمؑ کے داہین باہین دو دروازے دیکھے۔ سیدہی طرف کے دروازہ کو دیکھکے حضرت آدمؑ خوش ہوتے تہے اور باہین طرف نگاہ کرکے رنجیدہ ہوجاتے تہے حضرت نے دریافت کیا اے جبریل یہ دروازے کیسے ہین جواب پایا کہ سیدہی طرف تو بہشت کی راہ ہے اس سے انکے فرزندان صالح کی روحین بہشت مین داخل ہونگی اس لیے وہ اوسے دیکھکر خوش ہوتے ہین اور باہین طرف دوزخ کا راستہ ہے اس سے اونکے فرزندان فاسق کی ارواح دوزخ مین جاتی ہین پس حضرت آدمؑ اوسے دیکھکر روتی اور غمگین ہوتے ہین۔

بعدازان آپ دوسرے آسمان پر پہونچے دہان حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ملے آپنے اونکو سلام کیا اونہون نے سلام کا جواب دیکر فرمایا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح۔

پہر تیسرے آسمان پر تشریف لے گیے اور حضرت یوسفؑ سے ملاقات ہوئی اور چوتہے آسمان پر حضرت ادریسؑ ملے پہر پانچوین آسمان پر ہوتے ہوئے چھٹے پر پہونچے اور حضرت موسیٰؑ سے

ملاقات ہوئی جب آپ ساتوین آسمان پر پہونچے ہین تو حضرت ابراہیم کو سلام کیا اونہون نے جواب دیکر فرمایا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح تم اپنی امت سے کہدینا کہ بہشت مین سایہ دار درخت لگادین حضرت نے پوچھا کہ بہشت مین درخت کیونکر لگایا جاسکتا ہے اونہون نے کہا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہنے سے یہ بات حاصل ہوگی۔

پھر سدرۃ المنتہیٰ پر پہونچکے بہت سے معاملات کرامات پیش آئے۔ وہان سے آگے جو چلے تو حضرت جبریل نے کہا کہ یہان سے آپ آگے ہولین خدا کے نزدیک میرے بہ نسبت آپ افضل ہین پس حضرت آگے آگے اور جبریل پیچھے پیچھے روانہ ہوئے یہان تک کہ ایک پردہ کے قریب پہونچے حضرت جبریل نے اوسے ہلایا ایک فرشتہ کی اواز آئی اللہ اکبر اللہ اکبر پردہ کے پیچھے سے خطاب ہوا صدق عبدی وانا اکبر انا اکبر اوسیوقت فرشتہ نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ پردہ کے پیچھے سے ندا ہوئی صدق عبدی انا اللہ لا الہ الا انا فرشتہ نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ پھر پردے سے آواز آئی صدق عبدی انا ارسلت محمداً فرشتہ نے کہا حی علی الصلاح حی علی الفلاح پھر آواز آئی کہ "صدق عبدی ودعا الی" اسوقت ایک ہاتھ حجاب کے پیچھے سے نکلا اور آنحضرت کو اوٹھا لیا جبریل وہین کھڑے رہگئے آنحضرت نے فرمایا بھی کہ اے جبریل ایسے مقام پر مجھسے کیون جدا ہوتے ہو مگر جبریل نے جواب دیا کہ حضور میرا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے یہان تک بھی آپ کے طفیل پہونچا ہون اگر آگے بڑہونگا تو جل جاؤنگا۔ بیت

اگر یکسر موئے برتر پرم	فروغ تجلی بسوزد پرم

پس حضرت تنہا روانہ ہوئے اور ظلمت و نور کے حجاب طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے آخر براق بھی چلنے سے رہگیا تو رفرف نمودار ہوا اوسکا نور اور ضیا آفتاب کے نور پر غالب تھا آنحضرت رفرف پر بیٹھکر عرش برین پر پہونچے کئی بار اوس رات کو خطاب ہوا کہ "یا محمد ادن منی" ہر خطاب پر

حضرت کو سرور اور ترقی حاصل ہوتی تہی حتیٰ کہ مرتبہ دنیٰ پر پہونچ گئے اور اوس سے بہی ترقی کرکے تدلّیٰ کی منزل پر فائز ہوئے اور اوس سے جو آگے بڑہے تو قاب قوسین او ادنیٰ کا رتبہ حاصل ہوگیا حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے "ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی" اسکی تفسیر مفسرین نے یہ کی ہے۔ ای دنیٰ محمد الی ربہ تعالیٰ یعنی قربتہ بالمنزلۃ لا بالمکان فانہ تعالیٰ منزہ عنہ وانما ھو قرب المنزلۃ والدرجۃ والکرامۃ والرافۃ

یعنی محمدؐ اپنے خدا سے نزدیک ہوئے از روے رتبہ کے نہ از روے مکان کے کیونکہ اللہ تعالےٰ مکانیت سے منزہ ہے پس وہ قربت و نزدیکی منزلت اور درجہ اور کرامت اور رافت کی تہی الحاصل آنحضرت کو قرب پر قرب حاصل ہوتا تہا آخر الامر ایسی مقام پر پہونچ گئے جو تحت اور فوق اور یمین و یسار اور جہات وغیرہ سے منزہ اور مبرا تہا۔ یہان سے اللہ تعالےٰ اور آنحضرت کے درمیان اس طرح کی موافقت کلی تحقیق ہوتی ہے کہ ایک کی رضا عین دوسرے کی رضا ہوگئی اور محبت و قربت نے ایسی قوت پائی کہ خدائے تعالےٰ کا مقبول رسول کا مقبول اور خدا کا مردود اونکا مردود ٹہیرا۔ اور بالعکس اسکے۔ چنانچہ قرآن مجید مین کئی جگہہ اس امر کا اشارہ ہوا ہے پس مژدہ ہو سالکان امت مرحومہ محمدیہ کو کہ اونہین ایسے نبی کی اطاعت کی شرافت حاصل ہے

جب ہمارے حضرت صلعم قرب الٰہی کے مقام اعلیٰ پر پہونچے تو زبان حال سے عرض کیا کہ اب مین یہان سے واپس نجاؤنگا۔ ندا آئی کہ اے محمدؐ تیرا خدا تو قادر مطلق ہے جب اسوقت تجھکو یہان لے آیا ہے تو پھر بہی لا سکتا ہے توکیون ناامید ہوتا ہے۔ اسوقت تو بازگشت کرنا ہی پڑیگی۔ جاؤ گمراہون کو دعوت اور ہدایت کرو اور سرگشتگان بادیۂ ضلالت کو راہ راست دکہاؤ۔ جب تمہاری خاطر عاطر دنیا سے ملول ہو اور اس مقام کا ارادہ ہو تو نماز مین روے نیاز ہماری طرف متوجہ کرنا ہم پہر تمہین یہین بلالینگے اس لئے آنحضرت صلعم جب کبھی خلق سے رنجیدہ ہوتے تو نماز مین مصروف ہوجایا کرتے تہے۔

بعد ازان خطاب ہوا کہ یا محمد ما الدرجات یعنی درجات اعلیٰ کیا ہین حضرت نے التماس کیا کہ اسلام کا پہیلانا اور افشا کرنا بہوکون کو کہلانا۔ راتون کو نیند کے جوش اور غلبہ کیوقت نماز پڑہنا درجات اعلیٰ ہین۔ پہر خطاب ہوا کہ یا محمدؐ انا وانت وما سوی ذالک خلقتہا لاجلک یعنی اے محمدؐ مین خدا ہون اور تو میرا رسول اور برگزیدہ بندہ ہے اسکے سوا جو کچہہ ہے وہ مین نے تیرے لئے پیدا کیا ہے۔ حضرت محبوب خدا اشرف انبیاء نے اسکے جواب مین عرض کیا کہ انا وانت وما سوے ذالک ترکتہا لاجلک یعنی اے پروردگار تو میرا خدا اور مین تیرا رسول اور بندہ ہون اور جو کچہہ تیرے سوا ہے اوسے مین نے تیری خاطر چہوڑا اور ترک کیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے ایک دن آنحضرت سے پوچہا کہ شب معراج مین خدا تعالےٰ نے آپ کیا کیا باتین کین فرمایا کہ مجہے خطاب ہوا کہ اے محمد مین اپنے بندون کے رزق اور روزی کا ضامن ہون پر لوگون کو اس کا بالکل اعتقاد نہین ہے۔ دوزخ کو مین نے اپنے دشمنون کے جلانیکو پیدا کیا ہے اور لوگ کوشش کرتے ہین کہ خود بخود اوس مین گر پڑین۔ مین کل کا کام اون سے آج نہین چاہتا اور وہ کل کی روزی مجہہ سے آج مانگتے ہین۔ مین ایک کی رزق و روزی دوسرے کو نہین دیدیتا لیکن وہ میری طاعت میرے غیر کے لئے کرتے ہین۔ عزت و ذلت کا دینے والا تو مین ہون اور میرے غیر سے عزت کے خواہان اور ذلت سے ترسان ہین۔

منقول ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب مین عرش کے نیچے پہونچا تو اوسکی عظمت دیکہکر ایک خوف اور رعب مجہپر طاری ہوگیا ایک قطرہ اودہر سے ٹپکا اور حکم ہوا کہ اے محمد اپنا مونہہ کہول۔ وہ میری زبان پر آنگرا اوسکی شیرینی اور حلاوت مجہہ سے بیان نہین ہوسکتی اوسکی برکت سے مجہے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا۔

پہر آنحضرت کو حکم ہوا کہ اے محمدؐ حمد الہی سے رطب اللسان ہو۔ حضرت صمدیت نے

خطاب فرمایا کہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت نے اوسکے جواب مین عرض کیا
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اوسوقت ملائکہ نے کہا اشہد ان لاالہ الا اللہ وحدہ لاشریک
لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

پہر آنحضرت اور آپ کی امت مرحومہ پر رات دن مین پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی اور خطاب آیا کہ اے محمد ہم نے تمہارے اور تمہاری امت کے لئے نماز کو عبادت ٹہیرایا اور وہ قیام اور رکوع وسجود وتشہد وقراءت اور تسبیح وتکبیر اور تہلیل سے مرکب ہوگی تاکہ تمہاری امت کو قیام سے ساری قائمون کا ثواب اور رکوع سے سب راکعین اور سجود سے تمام ساجدین اور تشہد سے سب شہیدون اور تکبیر سے مکبرون اور تسبیح سے جمیع مسبحون اور قراءت سے سارے قاریون اور تہلیل سے مہللون کا ثواب ملے۔ جب پچاس وقت کی نماز بتائی جاچکی تو حکم ہوا کہ اب تشریف لے جائیے آنحضرت نے جیسے وہان تک پہونچے تہے ویسے ہی بازگشت فرمائی اور مقام جبریل تک پہونچے جبریل نے کہا اے محمدؐ مبارک آپ بہترین خلایق اور برگزیدۂ حضرت حق ہین آج کی رات خدا نے آپکو ایسا رتبہ عالی عطا فرمایا کہ کسی کو نصیب نہوا تہا اس مرتبہ کو نہ کوئی ملک مقرب پہونچا ہے نہ نبی مرسل یہ کرامت خاص آپ ہی کی ذات کے واسطے تہی اسکا شکر ادا کیجئے کیونکہ خدائے تعالےٰ منعم ہے اور شکر گذارون کو دوست رکہتا ہے پس حضرت نے شکر الہٰی ادا کیا۔

اسکے بعد جبریل امین آنحضرت صلعم کو بہشت کی سیر کو لے گئے اور درجات جنان ملاحظہ کرائے پہر دوزخ کے حال پر آپکو مطلع کیا اور دوزخیون کے عذاب اور عقوبت کا حال دکہلایا۔

جب حضور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اونہون نے پوچہا یا حضرت یہ تو فرمائے کہ وہان سے کوئی چیز تمہاری امت پر تو فرض نہین کیگئی ہے آپ نے جواب دیا کہ ہان رات دین

پچاس نماز دن کا حکم ہوا ہے حضرت موسیٰ نے کہا واہ تمہاری امت اور پچاس وقت کی نمازین
تم سے پہلے بنی اسرائیل کو آزما چکا ہون آپ کی امت تو ضعیف ترین امم ہے واپس جاؤ اور
تخفیف کی درخواست کرو پس کئی دفعہ کی ایرا پھیری مین پانچ وقت کی نماز رہگئی۔

جسوقت حضرتؐ موسیٰؑ کے پاس آئے تو اونہون نے اسمین بھی تخفیف چاہی اور بہت مبالغہ
کیا حضرتؐ نے فرمایا یا آخی اب تو مراجعت کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے مین اپنے پروردگار
کے حکم و رضا پر راضی و خورسند ہون اور تسلیم اختیار کرتا ہون اوسیوقت حکم خداوندی پہونچا کہ اے
محمدؐ تمہاری امت پر پانچ ہی نمازین فرض ہوئی ہین مین اپنے فضل و کرم سے ایک ایک کو دس دس
کے برابر قبول کرونگا تاکہ وہی پچاس کی پچاس ہو جائین پس آپ جبریل کے ہمراہ امہانی کے
گھر آگئے۔

عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کا آنا جانا تین ساعت مین ہوا مراجعت
کیوقت صحرائے ذی توی مین آپنے جبریل سے فرمایا کہ قریش اس واقعہ مقدسہ کو سنکر حسد
وانکار کرینگے حضرت جبریل نے جواب دیا کہ کچھہ پرواہ نہین ابوبکر صدیق اکبر ہے اوسی کی تصدیق آپکے
لئے کافی ہوگی۔

حضرت امہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ شب معراج کو آنحضرت میرے گھر تھے جب
صبح ہوئی تو فرمایا کہ رات کو جبریل مجھے بیت المقدس مین لے گئے وہان سے آسمانون پر پہونچایا
اور صبح ہونے سے پہلے پھر لے آئے امہانی کہتے ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ میرے
مان باپ تمپر فدا تم اس راز کو منکرون کے آگے نہ کہنا ایسا نہو وہ جل بھن کر خاک سیاہ ہو جاوین
حضرت نے جواب دیا مجھے اس راز کے چھپانے کا حکم ہی نہین ہے مین تو اسکو کبھی پوشیدہ
نہ رکھون گا۔

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ صبح کو آنحضرت حجرہ مین بیٹھے تھے ناگاہ ابوجہل آیا اور آپ کے روبرو بیٹھہ کر ٹھٹھے کی راہ سے پوچھنے لگا کہ کیئے کچھہ نیا استفادہ بہی کیا آنحضرت بولے ہان رات کو بیت المقدس گیا تھا وہان سے آسمانون کی سیر کی ابوجہل نے پوچھا رات ہی کو گئے اور صبح پھر مکہ مین آگئے حضرت نے فرمایا ہان میرا خدا وحدہٗ لاشریک قادر علی الاطلاق ہے اوسکے فضل وکرم سے کچھہ دور نہین اُسوقت ابوجہل نے مکروفریب سے کچھہ ایسا انداز بنالیا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان باتون کو مان گیا ہے اور اس سے اوسکا مطلب یہ تھا کہ اگر مین انکار کرون تو کہین ایسا نہو کہ آپ اور لوگون سے اس بات کو چھپا وین۔ پس اوس نے حضرت سے پوچھا کہ اے محمدؐ یہ ماجرا جو تم نے مجھہ سے کہا ہے اور لوگون سے بہی کہوگے کہ نہین حضرت نے فرمایا بیشک کہونگا حکم خداوندی میرے لئے یون ہی ہے کہ اس کو مشتہر کردون پہر تو ابوجہل نے منادی کرادی کہ اے گروہ بنی کعب او بنی لوئے دوڑو اور جلد آؤ لوگ ہر طرف سے گہر آئے اور ابوجہل نے کہا اے محمدؐ جو کچھہ تم نے میرے آگے کہا ہے وہ ان سے بہی بیان کرو حضرت نے صاف صاف فرمادیا کہ رات کو جبریلؑ مجھے بیت المقدس مین لے گئے تھے اور وہان سے آسمانون کی سیر کرائی سب لوگون نے سخت انکار کیا اور اپنے سر پیٹے اور ہاتھہ ملے اور کسی نے تصدیق نہ کی پہر تو ابوجہل اس ساری جماعت کو ساتھہ لئے ہوئے جناب صدیق اکبر کی خدمت مین آیا اور از روئے مذاق کہنے لگا کہ لو صاحب مبارک آپکے دوست رات کو گہر مین موجود تہے اور اسپر بہی فرماتے ہین کہ ساتون آسمانون کی سیر کرکے بیت المقدس ہوتا ہوا رات ہی رات مین گہر آگیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بولے اے ابوجہل جو کچھہ آپنے فرمایا ہے سب سچ ہے لوگ حضرت ابوبکر صدیق سے جہگڑنے لگے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ذرا سی دیر مین آدمی مکہ سے بیت المقدس ہوتا ہوا سب آسمانون کی بہی سیر کر آوے اور صبح ہونے سے پہلے مکہ مین موجود ہو حضرت صدیق نے جواب دیا

خدا کی قدرت سے کیا بعید ہے دیکھو جبریل ایک ہی لحظہ مین ساتوین آسمان سے زمین پر آجاتے ہین اور پیام الہی پہونچا کے پہر معاودت کرجاتے ہین پس اگر اللہ تعالے کل کی رات اپنے حبیب کو مکہ سے بیت المقدس لے گیا تو کیا تعجب ہوا۔

اب قریش مین بہت سے ایسے لوگ تہے جنہون نے بیت المقدس کو دیکھا تہا وہ سب آپ کے پاس آموجود ہوئے اور کہا کہ اگر تم نے رات کو بیت المقدس کا سفر کیا ہے اور اوسکو دیکھا ہے تو اوسکا پتہ و نشان ہمین بتائیے آنحضرت بولے تمہارے دل مین جو کچھہ آوے پوچھہ لو قریش نے مسجد کی کیفیت اور اوسکے پتے و نشان خوب کھود کھود کے اور رد ہو کے دے دے کے پوچہے اور آپ نے ایسے ٹہیک ٹہیک بتائے کہ سالہا سال تک وہان کا رہنے والا بہی نہین بتا سکتا تہا۔

رسولِ برحق فرماتے ہین کہ مسجد کی صفات بیان کرتے وقت ایک بات مین مجھے کچھہ شبہہ ہوا جس سے ایسا غم ہوا کہ کبھی نہوا تہا جبریل نے مسجد بیت المقدس کو عقیل کے گہر کے متصل میرے پیش نظر کردیا اور مین اوسے دیکھہ دیکھہ کے جو کچھہ وہ پوچھتے تہے بتاتا جاتا تہا الحاصل قریش مسجد کے پتے آنحضرت سے سنکر نہایت متحیر ہوئے۔

بعد ازان لوگون نے یہ دریافت کیا کہ ہم لوگون کے قافلے شام کے راستہ مین ہین اونمین سے بہی تم نے کسی کو دیکھا تہا حضرتؐ نے فرمایا ہان دیکھا اونکی کوئی خبر ہم سے پوچھہ لو اونکا ایک اونٹ گم ہوگیا تہا اور وہ اوسکو ڈہونڈہتے پہرتے تہے اونکی منزل پر ایک پیالہ پانی کا بہرا ہوا رکہا تہا اوسکا پانی مین پی گیا جب وہ آوین تو پوچھہ لینا کہ تمہارا اونٹ کہویا تہا یا نہین اور پیالہ خالی ملا یا بہرا ہوا۔ اے لوگو اسکے سوا اور بہی نشان مجھہ سے سنلو اثنائے راہ مین جب قافلہ پر میرا گذر ہوا دو مرد ایک اونٹ پر سوار چلے جاتے تہے جو ہین میرا براق اونٹ کے قریب ہو کر نکلا اونٹ جہجہک کر

بہاگا اون دونون مین سے ایک سوار زمین پر گر پڑا اور اوسکا ہاتہہ ٹوٹ گیا جب وہ لوگ آوین اون سے دریافت کرلینا۔

پھر لوگون نے دریافت کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ہمارے خاص قافلہ کو تم نے کہان پایا۔ آپ نے جواب دیا تنعیم مین۔ اونکے ساتھہ اس اس طرح کے اونٹ ہین۔ اور اون پر یہ یہ مال لدا ہوا ہے۔ اور اتنے اور ایسے ایسے آدمی قافلہ مین ہین۔ اور خاکستری رنگ کے دو اونٹ قافلہ کے آگے آگے چلے جاتے تہے جن پر مخطط غرارے لدے تہے۔ پرسون صبح سورج کے طلوع ہوتے ہی وہ مکہ مین پہونچ جائینگے۔

قریش یہ سن کے اس فکر مین لگے کہ کسی طرح آپکو جہوٹا ٹھیراوین۔ بعض لوگ جو اشد منکر اور کافرون کے سرگروہ تہے وہ تو شام ہی سے قافلہ کی راہ پر منتظر ہوکے جا بیٹھے۔ اور کچھہ اپنے بتون کے پاس پہونچے اور گڑگڑا گڑگڑا کے دعا کرنے لگے کہ قافلہ وقت مقررہ پر نہ آوے کوئی آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے آفتاب کے نکلنے کا مشتاق تہا۔ اور کوئی راہ کی طرف نظر جمائے قافلہ کی آمد کا منتظر تہا اور عجب کہلبلی مچ رہی تہی کہ ایک جانب سے آواز آئی کہ وہ سورج نکلا۔ ابہی یہ آواز ختم نہوئی تہی۔ کہ دوسری طرف سے غل اوٹھا دیکہو وہ قافلہ بہی آن پہونچا۔ سب کے منہ فق ہوگئے لوگ بولے کہ وہی دو اونٹ جو آنحضرت صلعم نے بتائے تہے آگے آگے ہین۔ جب قافلہ نزدیک آیا تو قافلہ والون سے دریافت کیا گیا کہ کہین تمہارے اونٹون مین سے کوئی اونٹ بدکا تو نہ تہا اور بدکا تہا تو کیون۔ اور کسی کے چوٹ پہینٹ تو نہین آئی۔ قافلہ والون نے بیان کیا کہ نہین معلوم کیا چیز تہی کہ برق خاطف کی طرح ہمارے سرون پر سے گذر گئی۔ ہم سمجہے کہ بجلی قافلہ پر گرنے والی ہے سب اونٹون کے کان کہڑے ہوگئے۔ ایک اونٹ تو بچک کے ایسا بہاگا کہ ایک سوار گر پڑا اور اوسکا ہاتہہ ٹوٹ گیا۔ پہر اون سے اونٹ کے گم ہوجانے اور پیالے مین پانی نہ پانے کا

حال پوچھا گیا - اسکی بہی اونہون نے تصدیق کی اور کہا کہ ہان ہمارا اونٹ کھو گیا تھا ہم اوسکی تلاش کو نکلے تہے واپس آ کے جو دیکہتے ہین تو پیالہ خالی پڑا ہے اوس پانی کے آپ ہی آپ غایب ہو جانے کا ہمین اسوقت تک تعجب ہے - الغرض جتنے پتے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تہے وہ ہو بہو ٹہیک نکلے اور مخالف ایسے مغموم ہوئے گویا کہ تمام جہان کی مصیبت اونہین پر آ گئی ہے - مگر افسوس ہائے افسوس ایسے ایسے بین ثبوتون پر بہی نہ مانے اور کہدیا کہ "ما ہذا الا سحر مبین" یعنی یہ اور کچہہ نہین ہے سوائے بین جادو کے -

بعض مورخ کہتے ہین کہ معراج کے بعد بیعت عقبۃ الاولی ہوئی تہی اور نبوت کے تیرہوین سال مین بیعت عقبۃ الثانیہ ہوئی - ان دونون بیعتون کا ذکر ہم معراج سے پہلے کر چکے ہین -

ہجرت

جب اوس وخزرج کے لوگ جمرۃ العقبہ کے دایئن طرف منا کی ایک گہاٹی مین بیعت کر چکے جسکو بیعت عقبہ ثالثہ کہتے ہین جو ہجرت سے تین ماہ قبل ذی الحجہ مین واقع ہوئی تہی تو آنحضرت صلعم نے قرآن مجید کی چند آیتین پڑہین اور اونکو نصیحتین کین کہ اے لوگو خدا کا حکم ہے کہ تم میری ہی عبادت کرو اور کسی کو میرا شریک نہ کرو اور جو کچہہ مین تم سے کہون اوسے سچ سمجہو تم میرے جان وتن ہو - میری زندگی تم مین اور موت بہی تمہین مین ہو گی اور قبر بہی تمہین مین بنیگی - دیکہو سوائے نبی کی اور کوئی یہ پیشین گوئی نہین کر سکتا کہ مین کہان مرونگا اور کہان دفن ہونگا -

الغرض اون لوگون نے یہ وعظ معرفت خیز سنکر کہا یا رسول اللہ اسلام لانیکا ہمکو کیا صلہ ملیگا - حضرت نے فرمایا اسکی جزا بہشت ہے - اس جواب سے وہ لوگ نہایت خوش ہوئے - آنحضرت صلعم نے اونمین سے بارہ آدمی کو سب کا رئیس بنایا تا کہ اون لوگون کے محافظ رہین -

وہ بارہ آدمی الگ الگ قبیلون کے تہے نام اونکے یہ ہین۔ سعدبن عبادہ۔ اسعدبن زرارہ۔ سعد بن ربیع۔ سعدبن خثیمہ۔ منذربن عمرو۔ عبداللہ بن رواحہ۔ برار بن معرور۔ ابوالہیثم بن تیہان۔ اسیدبن حفیر۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام۔ عبادہ بن صامت اور رافع بن مالک۔

انصار مین سے ایک شخص نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو جتنے مشرک آج منا مین جمع ہین اور آپکے جانی دشمن ہین سب کو تہ تیغ کر ڈالین حضرتؐ نے جواب دیا ہرگز نہین اب تک خدائے تعالےٰ نے قتل مشرکین کا حکم مجہکو نہین دیا ہے بعدازان اونہون نے رخصت کی درخواست کی اور عرض کیا کہ اگر حضور ہمارے ساتہہ مدینہ کو تشریف لے چلین تو ہماری بڑی سعادت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ابہی مجہے مکہ سے باہر نکلنے کا حکم ہی نہین ملا ہے جب خدا کا حکم ہوگا اور جہان کی اجازت ملیگی وہین جاؤنگا مین بغیر حکم خدا کچہہ نہین کرسکتا۔

کفار قریش نے انصار کے اسلام لانے اور مطیع ہونیکی خبر پائی تو بڑی حسرت سے سینہ کوبی کی اور خاک مذلت سر پر ڈالی۔ اور اون مین سے دو آدمیون کو پکڑ لائے جو پیچہے رہ گئے تہے سعد بن عبادہ کو تو خوب مارا اور منذر بن عمرو ہاتہہ سے نکل گئے۔ جب انصار رخصت ہوگئے تو آنحضرت نے جناب باری تعالیٰ کی طرف رجوع کی کہ اختیار ہجرت اور تعین وقت ومقام مین کیا حکم ہوتا ہے حکم ہوا کہ مدینہ منورہ تمہارے لئے مخصوص کیا گیا ہے آپنے عمر بن خطاب عیاش ابن ربیعہ۔ حمزہ ابن عبدالمطلب عبدالرحمان بن عوف طلحہ ابن عبیداللہ۔ عثمان بن عفان۔ زید بن حارثہ۔ عمار بن یاسر۔ عبداللہ بن مسعود۔ بلال مصعب۔ ابن ام مکتوم اور سعد وغیرہ کو پہلے ہی مدینہ بہیج دیا واضح ہو کہ اکثر صحابہ چہپ چہپ کے مدینہ پہونچے مگر حضرت عمر جسوقت روانہ ہونے لگے ہین پہلے تلوار زیب بدن فرمائی اور کمان ہاتہہ مین لیکر ترکش اوٹہایا اور خانہ کعبہ مین پہونچے دیکہا تمام قریش جمع ہین پہلے آپنے بڑے اطمینان اور دلجمعی سے سات دفعہ طواف کعبہ کیا اور مقام ابراہیم مین

دو رکعت نماز پڑہی اور پکار کے کہا لعنت ہے اون لوگون پر جو پتھر کے ٹکڑون کو خدا جانتے ہین ہے کوئی تم مین سے ایسا جو اپنے لڑکون کو یتیم اور جوروؤن کو رانڈ کرنا چاہے وہ میرے سامنے آ جائے مین ہجرت اختیار کرکے مدینہ کو جاتا ہون مگر کسی نے چون وچرا نکی اور کوئی آپکے سامنے نہ پڑا۔ اور آپ بیس ۲ اصحاب کو ہمراہ لیکر ڈنکے کی چوٹ مدینہ کو سدہارے۔ شعر

کل گہر سے جو وہ نکلے اک حشر ہوا برپا	دل پس گئے عالم کے رفتار اسے کہتے ہین

حضرت عمر کے ساتھ اونکے بہائی زید بن خطاب اور عیاش بن ربیعہ بہی مدینہ گئے پس اکابر صحابہ مین سے حضرت علی مرتضیٰ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی آنحضرت کے ساتھ مکہ مین نرہا جب مشرکون نے دیکہا کہ اصحاب مدینہ کو کوچ کر گئے شاید آنحضرت صلعم بہی تشریف لیجائین اس لیئے سب پنچایت جمع کرکے مشورہ کرنے دار الندوہ مین بیٹھے ابوجہل اون سب کا سرگروہ تہا اس مجلس مین ابلیس بہی آدمی کا بہیس بنا کر آن کودا لوگون نے اوسے ایک اجنبی شخص دیکہکر تعجب کیا کہ ہمنے تو گہر کا دروازہ بند کر لیا ہے یہ غیر اور نامحرم آدمی کدہر سے آگیا پوچہا کہ میان تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو ابلیس نے کہا کہ مین شیخ نجدی ہون اور اس نیک مشورہ مین تمہارا شریک ہوا چاہتا ہون ہبل نے تمہارے دلکے بہیدون سے مجہے آگاہ کر دیا ہے پہر تو سبہون نے اوسکی بڑی تعظیم وتکریم کی اور صدر مین بیٹہایا بعض کی یہ رائے ہوئی کہ محمد کو ایک مکان مین قید کر دو اور اوس مکان کو سب طرف سے بند کر کے ایک روزن رکہنا چاہیئے کہ کہانا پانی اوسکی راہ سے دیدیا کرین تا کہ رفتہ رفتہ اوسی مکان مین گہل گہل کے مر جاوین شیخ نجدی بولا یہ ترکیب ٹہیک نہین ہے اگر اوسکی قوم کو خبر ہو جائیگی تو تمہارے ہاتہہ سے اوسے چہڑا لینگے اور احتمال ہے کہ تم مین اور اونمین بڑا مقاتلہ ہو اور تمہاری جمعیت بگڑ جائے دوسرا شخص بولا کہ بہتر یون ہوگا کہ محمد کو اپنے ملک سے نکال دو جس جگہہ اوسکا جی چاہے چلا جائے پیر نجدی نے کہا یہ بات بہی خوب نہین تم لوگ اوس کی شیرینی کلام اور حلاوت گفتار نہین جانتے

اگراوسے نکال دوگے تووہ جہان جائیگا وہین کے لوگ اوسکے شیفتہ اور فریفتہ ہوکر اوس سے بیعت کرلین گے اور اوسکی حمایت پر آمادہ ہوکر تم سے لڑنے آوینگے سب نے کہا واللہ یہ بڈھا سچ کہتا ہے اور بڑا عاقبت اندیش اور مدبر ہے جب سب اپنی اپنی کہہ چکے تو ابوجہل نے کہا سنو بھائیو۔ میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان دلاور منتخب کیا جاوے اور وہ سب مجتمع ہوکر محمدؐ سے لڑین اور بغیر قتل کئے پیچھا نچھوڑین جب ایسا ہوگا تو اوسکا خون سب قبائل پر بٹ جائیگا اور بنی عبدمناف کو سارے قبائل کے مقابلہ کی طاقت نہوگی ناچار خونبہا پر راضی ہوجاوینگے اور ہم خون بہا دیکر چھٹی پاوینگے شیخ نجدی سنتے ہی اوچھل پڑا اور کہا ابوجہل کی تدبیر استوار اور رائے صائب ہے سب اس بات پر متفق ہوکر مجلس سے اوٹھہ گئے اور اس مہم کی تدبیر مین مشغول ہوئے اودہر حضرت جبریل امین نے یہ ساری حقیقت آنحضرت سے آکر بیان کردی اور کہا اللہ تعالےٰ آپکو ہجرت کا حکم دیتا ہے آپ مدینہ تشریف لیجائے۔

جب رات ہوئی تو قریش حضرت کے دردولت پر جمع ہوکر منتظر بیٹھے کہ سوجاوین تو ہم اون پر حملہ کرکے ہلاک کرڈالین۔ اس رات کو ابوجہل۔ حکم بن ابی العاص۔ عقبہ بن ابی معیط۔ نضر بن الحارث امیہ بن خلف۔ ابن عیطلہ۔ طلحہ بن عدی۔ ابولہب۔ ابی بن خلف اور سوائے انکے ۲ دو چار اور آدمی حضور کے قتل پر مستعد ہوئے تھے اور حجاج کے بیٹے بُنَیْہ اور مُنَبّہ بھی انہین شامل تھے۔

پیغمبر علیہ السلام تو اس حال سے آگاہ ہو ہی چکے تھے علی مرتضیٰؑ سے فرمایا کہ کفار کا یہ ارادہ ہے مین یہان سے جاتا ہون تم میری سبز چادر اوڑہ کر میری جگہہ سو رہو اور لو یہ امانتین جو کہ قریش نے باوجود عداوت قلبی کے میری امانت و دیانت پر اعتماد کرکے میرے سپرد کی ہین انکو نام بنام انکے مالکون کے حوالہ کردینا انہین پہونچا کر تم بھی میرے بعد مدینہ چلے آنا تمہارے یہان چھوڑنیکا باعث یہی ہے کہ لوگون کی امانتین اونکے پاس پہونچ جاوین تم اپنا دل قوی رکھو ان لوگون سے تمکو کچھہ

نقصان نہین پہونچیگا۔ پس اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب آنحضرت کی خوابگاہ پر چادر اوڑھ کر سو رہے۔

آنحضرت صلعم گھر سے باہر نکلے اور سورہ یسین کی پہلی نو آیتین پڑھ کے ایک مٹھی خاک اوپر ڈالی اور نکلے چلے گئے۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ○

ترجمہ۔ اور ہمنے ایک دیوار تو انکے آگے بنائی اور ایک انکے پیچھے اور اوپر سے انکو دیا ڈھانک تو یہ دیکھہ ہی نہین سکتے۔

اور ایک روایت مین سورہ بنی اسرائیل کی پینتالیسوین آیت کو بھی سورہ یسین کی آیتون پر زیادہ کیا ہے جو یہ ہے۔ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا

پس کفار کی آنکھین اس مشتِ خاک کی تاثیر سے ایسی اندھی ہوگئین کہ کسی نے آپکو ندیکھا۔

روایت ہے کہ اوسی رات کو حق جلشانہ نے جبرئیل اور میکائیل سے پوچھا کہ تم دونون مین تو بڑی دوستی ہے آیا تم مین کوئی ایسا ہے جو اپنی جان کو دوسرے پر صدقہ کردے دونون نے جواب دیا کہ ہم تو اپنی اپنی حیات کو دوست رکھتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا کہ تم علی ابن ابیطالب کے مانند کیون نہین بنجاتے دیکھو آج وہ محمدؐ پر اپنی جان فدا کرنیکو طیار ہے تم دونون جاؤ اور اوسکی محافظت کرو دونون بحکم رب جلیل زمین پر نازل ہوئے جبرئیل تو علی مرتضیٰ کے سرہانے اور میکائیل پائینتی بیٹھے اور حضرت شیر خدا کو مبارکبادوے دیکر کہتے تھے کہ لو آج تمکو اللہ جلشانہ نے ملائکہ سے برتر کردیا اور یہ آیہ کریمہ اسی باب مین نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ (سورۃ البقر سیقول) ترجمہ۔ اور لوگون مین کچھہ نیک بندے ایسے بھی ہین جو خدا کو راضی رکھنے کے لئے اپنی جان تک بھی دیدیتے ہین۔ اور اللہ بندون پر بڑی ہی شفقت رکھتا ہے۔

جب آنحضرت صلعم تشریف لے گئے تو ایک آدمی نے جماعت کفار سے آکر پوچھا کہ تم یہان کیون کھڑے ہو اور کسکا انتظار ہے اونہون نے جواب دیا صبح ہونے کی راہ دیکھہ رہے ہین صبح ہو تو محمدؐ کو مار ڈالین۔ اوس نے کہا لعنت تم پر اندھو بیوقوفو یہی شخص جو ابہی تمہارے سامنے سے نکلا چلا گیا ہے محمدؐ تہا۔ اب تو ابوجہل اور سب کافرون نے سر پیٹ لئے اور سب نے مٹی اپنے اپنے سرون پر پائی یہ وہی مٹی تہی جو آنحضرتؐ نے اپنی روانگی کیوقت پہینکی تھی الغرض صبح علی ابن ابیطالب سے پوچہا کہ اے علی محمدؐ کہان ہے آپ نے فرمایا اللہ اپنے رسول کا حال خوب جانتا ہے۔ ابولہب کی رائے تہی کہ سب ملکر آنحضرت کو صبح قتل کرین تاکہ بنی ہاشم بہی دیکھہ لین کہ سب نے اکٹھا ہو کر مارا ہے تاکہ اونہین بدلا لینے کی ہمت نہ بندھے۔

روایت ہے کہ آنحضرت مکہ سے نکلکر مقام حزورہ پر جو حرم شریف کا ایک موضع ہے بیت اللہ کے سامنے کہڑے ہوئے اور مکہ کو خطاب کرکے فرمانے لگے کہ واللہ تو خدائے تعالےٰ کی ساری زمین مین مجھے محبوب تر ہے اگر تیرے لوگ مجھے باہر نہ نکالتے تو مین ہرگز تجھہ سے باہر نجاتا آنحضرت ابوبکر صدیق کے گھر کی طرف تشریف لے گئے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین اوسوقت اپنے والد بزرگوار کے پاس ہی بیٹھی تہی ایک آدمی نے دوڑکر خبر دی کہ رسول خدا تشریف لاتے ہین۔ میرے باپ نے کہا آپ ایسے ناوقت کبھی تشریف نہ لاتے تہے بیشک کوئی امر عظیم واقع ہوا ہی اسی اثناء مین آنحضرتؐ نے دروازہ پر پہونچکر اجازت طلب کی اور گھر مین داخل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے ہجرت کا حکم دیا ہے تم بہی میرے ساتھہ چلو پس حضرت صدیق اکبر دو اونٹ جو کہ اونہون نے آٹھہ سو درم کو خریدے تہے اور چار مہینے سے خوب دانہ چارہ کہلا کر فربہ کیا تہا آنحضرت کے روبرو لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان دونون مین سے ایک کو قبول فرمائے آنحضرتؐ نے فرمایا راہ خدا مین کسی سے استمداد اور استعانت لینا جائز نہین اگر تم اسکی قیمت لیلو تو مین قبول کرتا ہون

پس بمجبوری حضرت ابوبکر نے براے نام کچہہ قیمت لیکر ایک اونٹ جسکا نام جدعا تہا آنحضرت کی نذر کیا
حضرت عائشہ فرماتے ہین کہ ہمنے بڑی جلدی جلدی کہانا پکادیا اور عبداللہ ابن ابی بکر کو جو ایک
دانا جوان تہے اس بات کے لئے مقرر کیا کہ دن بہر قریش کے ساتہہ رہین اور رات کو غار ثور مین ہمکو
خبر پہونچادیا کرین اور عامر ابن فہیرہ کے متعلق جنکو کہ حضرت صدیق اکبر نے آزاد کردیا تہا یہ خدمت کیگئی
کہ وہ تین دن تک دودہ غار ثور مین پہونچادیا کرین جو مکہ معظمہ سے دکہن کی سمت کوڈہائی میل کے فاصلہ پر
واقع ہے اور قبیلہ بنی دیل سے ایک شخص عبداللہ ابن اریقط کو جو راستہ خوب جانتا تہا
اور امانت وحفظ اسرار مین مشہور تہا باجرت راضی کرکے رہبری کیواسطے مقرر کیا اور اونٹون کو بہی اوسکے
سپرد کردیا کہ تین دن کے بعد غار ثور پر لے آوے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پانچہزار دینار نقد
اوسوقت موجود تہے اونہین ساتہہ لیکر یکم ربیع الاول کو گہر سے باہر نکلے اور آپ ننگے پاؤن انگوٹہون
کے بل چلے تاکہ مخالفین کو کہوج نہ لگنے پائے اثناء راہ مین آنحضرت کا پائے مبارک مجروح ہوگیا
حضرت صدیق اپنے کندہے پر چڑہا کر آپ کو غار تک لے پہونچے اور آپ کی تکلیف پر روتے تہے
دروازہ پر یہ خیال آیا کہ لوگ اس غار مین زہر دار کیڑے مکوڑے بہت سے بتاتے ہین ایسا نہو کہ آپکو
کچہہ مضرت پہونچے بہتر یہ ہے کہ اس غار مین پہلے مین جاؤن تاکہ جو کچہہ ہونا ہو پہلے مجہہ ہی کو
ہوجائے اس لئے حضرت سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ذرا توقف فرمائے مین اس غار کو اندر
سے دیکہہ لون اندر جاکر جو دیکہتے ہین تو بڑا ہی تاریک اور ظلمانی غار تہا حضرت صدیق نے ہاتہہ سے
ٹٹول کر جسقدر سوراخ پائے اپنی چادر کے ٹکڑون سے بہردئے یہان تک کہ ساری چادر خرچ ہوگئی
اور وہ بڑی بیش قیمت تہی اسپر بہی ایک سوراخ باقی رہگیا اوس مین اپنی ایڑی لگادی اور آنحضرت کو
پکار کر کہا کہ یارسول اللہ اندر تشریف لائے ۔ آپ حضرت ابوبکر کے زانو پر سر مبارک رکہکر سو رہے ۔
منقول ہے کہ حضرت ابوبکر بڑی حفاظت سے آنحضرت کو غار ثور تک لائے تہے اثناے راہ مین

کبھی حضرت صلعم کے آگے ہو جاتے تھے کبھی پیچھے کبھی داہین کبھی بائین اور چارون طرف خوب غور سے دیکھہ لیتے تھے کہ کہین کوئی گھات مین تو نہین بیٹھا ہے ۔ سبحان اللہ کیا جان نثاری تھی ۔

اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق کو سانپ بچھو کاٹتے تھے لیکن آپ دم نہ مارتے تھے تاکہ حضرت صلعم کے خواب شیرین مین خلل نہ پڑے ۔ آخر کار کسی ایسے موذی کیڑے نے کاٹا کہ بوجہ تکلیف کے آپکے آنسو نکل پڑے اور جناب محبوب خدا کے رخسار مبارک پر گرے آپ نے چونک کر دریافت فرمایا کہ ابوبکر یہ کیا حال ہے آپنے باعث بتایا تو آنحضرت صلعم نے دعا کی اور آب دہن مبارک موضع ماؤف پر لگا دیا حضرت صدیق اکبر کی ساری تکلیف رفع ہو گئی اور پھر کسی جانور نے آپکو نہ کاٹا ۔

لکھا ہے جب صدر دیوان حشر یعنی حضرت صلعم معہ اپنے یار غار و جان نثار صدیق اکبر کے غار ثور مین داخل ہو گئے ہین تو خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے اوسی وقت ایک ببول کا درخت غار ثور کے دروازہ پر پیدا کر دیا ۔ اور جنگلی کبوتر کے ایک جوڑے کو بھیجدیا اوس نے آشیانہ بنا کے انڈے دیئے اور سینے لگے ۔ مکڑی کو حکم ہوا اوس نے جالا بہت صفائی کے ساتھہ تن دیا اور حضرت جبریل نے اوس جالے پر خدا کے حکم سے مٹی اور خس و خاشاک ڈالدیا تاکہ بہت پرانا معلوم ہو ۔ پس اس سامان کے ساتھہ بھلا کس کی عقل کہہ سکتی تھی کہ اس جھاڑ جھنکاڑ کے پیچھے جہان مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے کوئی چھپا ہوگا ہر انسان یہی کہتا کہ اگر کوئی اسکے اندر گیا ہوتا تو یہ پرند کبھی بھی ایسی بے تکلفی سے بیٹھے انڈے نہ سیتے ہوتے ۔ اللہ اللہ کیا خاطر اپنے حبیب کی منظور تھی یہ سب محبت کے اظہار ہین ورنہ وہان تو یہ بھی ہو سکتا تھا کہ آنحضرت کسی کے مارے نہ مرتے یا قریش کے دل ایکدم سے پھیر دیئے جاتے اور وہ خود بخود کلمہ پڑھنے لگتے ۔ مگر عشق کے ان راز و نیاز ون کا مزا کب آتا جس سے عاشق مزاج لوگ یہ سمجھتے کہ عاشق معشوق نواز ہے اور معشوق بالکل عاشق کی

ذات مین فنا اور اوسکا ہمدم وہمراز ہے۔

قصہ مختصر درخت مغیلان اور آشیانہ کبوتر اور مکڑی کے جالے سے درغار ایسا ہوگیا کہ گویا سالہا سال سے کسی کا گذر اس غار مین نہین ہوا ہے۔ جب کفار نے آنحضرت کو خانہ نبوت کاشانہ مین نہ پایا اور جناب علی مرتضی نے سو کہا سا جواب دیدیا کہ "اللہ اپنے رسول کا حال جانے" لوگ بھاگے ہوئے صدیق اکبر کے در دولت پر حاضر ہوئے۔ اسماء بنت ابوبکر نے بھی کانون پر ہاتھہ دھرے کہ ہمین نہین معلوم۔ ابو جہل نے جہلاً کے ایسا تھپڑ اسماء کے لگایا کہ گوشوارہ کان سے نکل پڑا پھر تو مخالفین نے ایک بڑے کھوجی کو جسکا نام ابوکرز تھا ساتھہ لیا اور نقش پا کا کھوج لگاتے ہوئے چل نکلے جاتے جاتے کوہ ثور پر پہونچ گئے اور کھوجی پکارا کہ اب پیرون کا نشان آگے نہین چلتا یہان پر ختم ہے اور جب غار پر پہونچے تو وہ بولا کہ تو تمہارا مطلوب اس جگہہ سے آگے ہرگز نہین گیا۔ لوگ لٹھہ اور تلوارین لئے ہوئے غار کے منہ پر کھڑے ہوگئے۔ اسوقت حضرت صدیق اکبر نے اونکی آوازین سنکر حضور مین عرض کیا کہ یارسول اللہ اب تو ان ظالمون نے آن لیا۔ آپ نے جواب دیا "ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما" یعنی اے ابوبکر تو اون دونون کو کیا سمجہتا ہے جنکا تیسرا خدا ہے وہی ان سے ہمین بچائیگا۔

روایت ہے کہ جب لوگ در غار پر پہونچے تو کبوتر پھڑ پھڑا کے اوڑ گئے اور آشیانہ مین انڈے اور مکڑی کا جالا بھی نظر پڑا تو کہنے لگے کہ اس غار مین اگر کوئی بشر جاتا تو ضرور انڈے ٹوٹ جاتے اور جالے نہ رہتے۔ ہمنے تو یہ جالے محمد کی پیدائش کے پہلے سے یون ہی دیکھے ہین۔ نہین محمد اسمین نہین ہین۔ یہ علامات صاف بتا رہی ہین کہ اندر کوئی نہین ہے۔ دوسرے یہ بھی تحقیق ہے کہ اسمین موذی کیڑے کثرت سے ہین کسی کی کیا کمبختی لگی ہے جو اندر جاے۔ پس وہ لوگ وہین سے گھر پھر گئے۔

ابوجہل نے اشتہار دیا کہ جو کوئی محمدؐ یا ابوبکر کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لے آئے یا اونکا ٹھیک پتا ہی لگادے اوسے سو اونٹ انعام دیئے جائینگے - کفار کو طمع نے بہت کوئین جھنکائے اور لوگ چارون طرف دہر دوڑے اور تلاش کرنے لگے - آنحضرت نے تین دن تک غار مین اسلئے قیام فرمایا تاکہ قریش کی تلاش اور دوڑ دہوپ کا زمانہ گذر جاوے وہ ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے گھر بیٹھہ رہین اوسکے بعد ہم باطمینان مدینہ کو چلدین -

جب تین راتین آنحضرت کو وہین بسر ہوئین تو علی الصباح عبداللہ ابن اریقط اونٹ درغار پر لایا - اور عامر ابن فہیرہ بہی حاضر ہوا - آنحضرت اور ابوبکر صدیق تو ایک اونٹ پر سوار ہوئے - اور عامر و عبداللہ دوسرے پر - اور ساحل کی راہ لی - ایکدن اور ایک رات برابر چلے گئے - دوسرے دن دہوپ تیز پڑ رہی تہی ابوبکر صدیق نے پیچھے مڑکے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کوئی پیچھا کرتا ہوا چلا آتا ہے - مگر وہ ایک چرواہا تہا - آفتاب کی حدت آگے جانے سے مانع ہوئی - ایک چٹان کے نیچے صرف اتنا سایہ تہا کہ ایک آدمی اوسمین بیٹھہ سکے - حضرت صدیق اکبر نے اوسی پتھر کے نیچے کی زمین اپنے ہاتھہ سے صاف کی اور اپنا پوستین بچھا کے آنحضرت کو اونٹ سے اوتارا اور اوسپر بٹھا دیا کہ کچھہ آرام کر لیجیے پھر اوس چرواہے سے پوچھا کہ تو کسکا نوکر ہے - وہ جناب صدیق کے ایکدوست کا غلام نکلا - آپ نے اوس سے دودہ مانگا تو ایک پیالہ بہر دودہ ملا - حضرت ابوبکر نے ٹھنڈا کرنے کے لیئے اوسمین پانی ملایا - اور آنحضرت کی خدمت مین پیش کیا - آپ تہوڑا سا پیکر سوار ہو گئے اور کوچ کیا -

اثناے راہ مین منزل قدید پر جو قریب رابغ کے ہے ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ کے خیمہ کے پاس سے گذر ہوا - یہ ایک بہت عاقلہ بڈہی عورت تہی جو اسکے خیمہ کے پاس سے نکلتا تہا اوسکی مہمانی کرتی تہی - آنحضرتؐ نے اوس سے خرما اور گوشت کہانیکو مانگا اوس نے ایک آہ بہری

اور کہا افسوس اس نواح مین ایسا سخت قحط ہے کہ ہمین کئی کئی دن تک کہانا نصیب نہین ہوتا مین
مجبور ہون آپ کی خدمت نہین کرسکتی۔ حضرت کو بہی اوسکے حال پر رحم آیا۔ آپنے ادہر اودہر دیکھا
تو ایک بکری نظر آئی۔ آپنے دریافت کیا کہ یہ کسکی بکری ہے۔ ام معبد بولی کہ ہے تو میری مگر لاغری
اور بہوک سے کوئی دم کی مہمان ہے اب اپنی جگہہ سے نہین ہل سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ
کہ یہ دودہ بہی دیتی ہے یا نہین۔ ام معبد نے جوابدیا جب لاغری کا یہ حال ہے تو دودہ کیا دے گی
آپنے فرمایا کہ تو اجازت دے تو مین دودہ لون۔ اوس نے جوابدیا شوق سے دودہ لیجئے آپنے
اوس بکری کو اپنے پاس منگوا کے اوسکے تہنون پر ہاتہہ پہیرا اور فرمایا وو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہم بارک لہا فی شاتہا، یعنی یا اللہ ام معبد کی بکری مین اوسکے لئے برکت دے۔ فوراً اوس کے
تہن دودہ سے بہر گئے۔ آنحضرت نے برتن منگا کر اپنے ہاتہہ سے دوہا۔ پہلے تو اہل خیمہ کو پلایا بعدازان
اپنے ہمراہیون کو پہر خود پیا اس لاغر بکری سے اتنا دودہ ملا کہ حاضرین نے دو دوبار پیا۔ ام معبد کے
سارے برتن بھر گئے۔ آپ وہان سے روانہ ہوئے تہوڑی دیر کے بعد اوسکا خاوند ابو معبد اکثم ابن
ابی الجون آیا اور گہر کے سب برتن دودہ سے بہرے دیکھکر حیران رہگیا بیوی سے پوچہا گہر مین کوئی شیر دار
جانور نہ تہا یہ دودہ کہان سے آیا ام معبد نے جواب دیا کہ ایک نہایت متبرک آدمی آیا تہا یہ اوسکے
ہاتہہ کی برکت ہے اسی مردہ بکری نے اتنا دودہ دیا ہے اوس مرد فرشتہ سیرت کی باتین میٹھی صورت
پیاری اور زبان فصیح اور بیان ملیح تہا ابو معبد بولا واللہ وہ مرد قریشی ہے اوسے لوگ ڈہونڈہتے پہرتے
ہین جسکا شہرہ تمام عالم مین مچ رہا ہے اگر مین اوسوقت موجود ہوتا تو اوس کا ساتھہ کبھی نچہوڑتا اب
میری آرزو ہے کہ اوسی سے جا ملون غرضکہ دونون میان بیوی مدینہ مین پہونچکر مسلمان ہو گئے۔
اور اسی طرح راہ مین ایک اور گڈرئے کی بے دودہ والی بکری کو آپنے دودہ دیا وہ گڈریا بہی مسلمان ہو گیا
آنحضرت صلعم کے تشریف لیجانیکے بعد اہل مکہ نے سنا کہ غیب سے ایک آواز آتی ہے

گویا کوئی چلا چلا کے کچھ اشعار پڑھتا ہے جو قریش کی مذمت مین ہین اور اُن مین ام معبد کی بکری کے دوہنے کا بھی ذکر ہے لکھا ہے کہ وہ بکری ۱۸ سال تک زندہ رہی اور ہر صبح و شام بلا ناغہ دودہ دیتی تھی حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین عام الرماد مین مری ہے۔

صحیح بخاری مین عبدالرحمان ابن مالک مدلجی سے جو سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا بھتیجا تھا روایت ہے کہ اوس نے کہا میرے باپ نے مجھہ سے ذکر کیا کہ سراقہ کہتا تھا کہ قریش کے ایلچی ہمارے قبیلہ مین آئے اور اونکی طرف سے منادی کی کہ جو کوئی محمد صلعم یا ابوبکر کو مار ڈالے یا قید کرکے ہمارے پاس لائے تو ہم اوسے سو اونٹ دین ایک دن مین اپنی قوم یعنی بنی مدلج مین بیٹھا تھا ناگاہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ مین نے ابھی دور سے کچھہ لوگ دیکھے ہین جو ساحل کی راہ چلے جاتے تھے شاید وہی محمد اور اونکے اصحاب تھے۔ سراقہ کہتا ہے مین سمجھہ گیا کہ وہی ہین مگر اوسکو دھوکا دینے کے لئے کہدیا کہ نہین وہ نہ تھے بلکہ فلان فلان لوگ ہین وہ لوگ ابھی تو میرے سامنے سے گئے ہین بس مین تھوڑی دیر تک قوم کے لوگون مین بیٹھا رہا پھر اوٹھہ کر اپنے گھر چلا آیا اور لونڈی سے کہا گھوڑا طیار کرکے ٹیلہ کے پیچھے لیجا کر کھڑا کر مین اپنا نیزہ اوٹھا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اوسکو خوب تیز چلایا جب آنحضرت کے قریب پہنچا ہون تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مین اوندہے منہ زمین پر گر پڑا جب پھر سنبھل کر اوٹھا تو مین نے فال دیکھی مگر فال بد نکلی اوسکا بھی مین نے کچھہ اعتبار نکیا اور سوار ہوکر پھر چلا اب اتنے قریب پہونچ گیا کہ آنحضرت صلعم کی قراءت کی آواز میرے کان مین آنے لگی۔ ناگاہ گھوڑے کے دونون اگلے پیر زمین مین دھس گئے اور مین پشت زین سے نیچے گر پڑا ہر چند گھوڑے کو ڈانٹتا تھا مگر گھوڑے کے پیر زمین سے نکل نہ سکتے تھے آخر بمشکل تمام گھوڑے کی خلاصی ہوئی مین سوار ہوکر پھر چلا اب مجھہ مین اور اُن مین ایک نیزہ کا فاصلہ رہگیا اسوقت ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دشمن آپہونچا مجھے اپنی جان کا تو غم نہین مگر آپکا اندیشہ ہے آپ نے

جواب دیا اے ابوبکر کیون ڈرتا ہے پھر خداوند کریم سے دعا کی کہ اے خداوند کریم اسکی شر سے ہمین بچا چون ہی یہ الفاظ آپکی زبان مبارک سے نکلے ہین گھوڑے کے چارون پیر زانو تک زمین مین گس گئے سراقہ چلانے لگا یا محمد توبہ مجھے معاف کرو اگر میرا گھوڑا زمین سے نکل آوے گا تو مین ہرگز آپکی خدمت مین گستاخی نکرونگا اور وعدہ کرتا ہون کہ اگر کوئی تمہارا پیچھا کرتا ہوا ہی آویگا تو اوسکو پھیر لیجاؤنگا آپ نے دعا فرمائی کہ اے خداوند تعالےٰ اگر یہ شخص سچا ہے تو اسکے گھوڑے کو خلاصی بخش فوراً گھوڑا تڑپ کر زمین سے نکل آیا سراقہ کہتا ہے کہ میرے دل مین یقین ہوگیا کہ آپ نبی صادق ہین اوسوقت جو کچھ میری پاس تھا آپکے نذر کرنے لگا آپ نے قبول نکیا اسکے بعد مین اپنی ترکش سے ایک تیر نکال کر آپ کو دینے لگا کہ یہ میری نشانی ہے آگے چلکر میرے اونٹ اور بکریان آپ کو ملینگی اونمین سے جو آپکو مطلوب ہون میرے چرواہون سے لے لینا حضرت نے فرمایا ہمین انکی بہی حاجت نہین پس سراقہ نے آنحضرت سے ایک نامۂ امن مانگا تاکہ آپ کی نشانی اپنی پاس رکہے آنحضرت نے عامر ابن فہیرہ سے فرمایا کہ چمڑہ کے ٹکڑے پر اسے ایک نامہ لکھدے سراقہ اوسے لیکر واپس گیا اور آنحضرت مدینہ کو روانہ ہوئے جب مکّہ فتح ہوگیا اور غزوہ حنین درپیش آیا تو سراقہ اپنے قبیلہ سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور موضع جعرانہ مین وہ نامہ آپکو دکھلا کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ آپ کا نامہ ہے آج اسکے ایفاء کا دن ہے یہ کہکر مشرف باسلام ہوا۔

روایت ہے کہ جب سراقہ آنحضرت صلعم سے نامہ لیکر مکہ کو پھرا تو راہ مین جس سے ملاقات ہوتی تہی یہی کہتا جاتا تہا کہ میان اپنے گھر مین بیٹھو مین نے سب راہون کی خاک چھان ڈالی اونکا کہین بہی پتہ نہین یہ بات کہکر ہر شخص کو اپنے ساتھ پھیر لے جاتا تہا۔

مگر ابو جہل کو کسی طرح سے سراقہ کا کچا حال معلوم ہوگیا تو اوسے بہت ملامت کی اور قبیلہ مدلج کو خوب ڈانٹا تاکہ وہ بہی کہین سراقہ کے ساتھ مسلمان نہو جاوین۔

سراقہ نے ابوجہل کے پاس کئی شعر لکھ کر بھیجے جنکا مضمون یہ تھا کہ اے ابوجہل اگر وہ معجزہ عجیب وغریب یعنی میرے گھوڑے کے پانوؤن زمین مین دہس جانا تو دیکھتا تو ذرا بھی آنحضرت کی رسالت مین تعجب نکرتا اب تجھے لازم ہے کہ لوگون کو روک تاکہ محمد کے درپے نہون اور دیکھ کہ عنقریب محمد کا فضل وکمال اور صدق سارے عالم پر ظاہر ہونیوالا ہے - ابوجہل اس بات سے جل بہن کر خاک ہوگیا -

روایت ہے کہ مدینہ کی راہ مین جو ملتا تہا وہ حضرت ابوبکر کا شناسائی ہوتا تہا - کیونکہ آپ مرد کہن سال تہے اور مدینہ وشام کی طرف بہت کچھہ آئے گئے تہے مگر آنحضرت چونکہ جوان تہے آپ کو کوئی نہین پہچانتا تہا جب کوئی حضرت صدیق سے پوچہتا کہ یہ کون شخص ہین تو آپ جواب دیتے یہ میرا ہادی اور رہنما ہے -

روایت ہے کہ جب بریدابن الحصیب اسلمی نے سنا کہ آنحضرت معہ ابوبکر کے مکہ سے تشریف لے گئے اور قریش نے وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی اونہین قتل کریگا یا اسیر کر لائیگا اوسے سو اونٹ دینگے تو اوسکو طمع ہوئی کہ قریش سے سو اونٹ لینا چاہئین پس اپنے قبیلہ مین سے ستر سوار ہمراہ لیکر نکلا چلتے چلتے آنحضرت کے قریب مقام کراع الغمیم پر پہونچ گیا - راوی کہتا ہے کہ جب آنحضرت نے برید کو دیکہا تو پوچہا کہ تو کون ہے اوس نے کہا کہ بریدابن الحصیب ہون آنحضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے "بردامرنا" یعنی اب ہمارا کام بنگیا پھر دریافت فرمایا کہ تو کس قبیلہ سے ہے اوس نے کہا قبیلہ اسلم سے ہون پھر حضرت نے ابوبکر سے کہا "سلمنا" یعنی سلامتی پائی پھر پوچہا قبیلہ اسلم مین تیری کون قوم ہے اوس نے کہا بنی سہم حضرت نے فرمایا "خرج سہمک" یعنی تیرا حصہ نکل گیا برید نے سیدابرار کی حلاوت گفتار جو سنی تو خوش ہوگیا اور آپ سے پوچہا تم کون ہو آپ نے فرمایا محمد ابن عبداللہ اور رسول خدا برید نے صدق دل سے کلمہ شہادت پڑہا اور خلوص باطنی سے سلمان

ہوگیا اور جتنے لوگ اوسکے ساتھہ تھے سب کے سب مشرف باسلام ہوئے اور رات کو آنحضرت کی خدمت مین رہے جب صبح ہوئی تو بریدہ نے کہا یا رسول اللہ آپ بغیر لوائے محمدی کے مدینہ جاتے ہین۔ ایسا ہرگز نہوگا پس بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار کھول کے ایک نیزہ پر باندہی اور آنحضرت کے آگے آگے ہولئے اور آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ وہان پہونچکر کس گھر مین اترینگے آپنے فرمایا میرا اونٹ مامور ہے جس جگہہ یہ بیٹھہ جائیگا وہین اوتر پڑونگا۔ شعر

رشتہ در گردنم افگندہ دوست		میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
نخود رہ نیست در کوئے تو مشتاقان شیدا را	دیگر	خم زلفت بقلاب محبت میکشد مارا

کہتے ہین کہ بریدہ کے ساتھہ نقارہ اور کرنا بہی تہے۔

روایت ہے کہ ان ہی دنون مین زبیر ابن عوام یا طلحہ بن عبید اللہ سوداگرون کے قافلہ کے ساتھہ ملک شام سے آتے تہے۔ راہ مین آنحضرت سے ملاقات ہوئی اونہون نے جناب پیمبر اور حضرت ابوبکر کو سفید کپڑے پہنائے اور سب سامان درست کردیا۔ اودہر مدینہ والے آپ کی آمد آمد کی خبر سن چکے تہے ہر روز اونچے اونچے مکانون پر چڑہ کر طلوع آفتاب کیوقت جمال مصطفوی کے منتظر رہتے اور جب آفتاب زیادہ بلند ہوجاتا تو اپنے اپنے گہرون کو چلے جاتے جسدن آنحضرت صلعم مدینہ مین داخل ہونیوالے تہے اوسدن بہی سب لوگ حسب عادت گہرون سے باہر آئے اور جناب سید المرسلین کی تشریف آوری کا انتظار دیر تک کرتے رہے جب کوئی علامت نپائی تو مایوس ہوکر اپنے اپنے گہرون کو پہر ہی چلے تہے کہ ناگاہ ایک یہودی جو کسی کام کے لئے حصار پر چڑہ گیا تہا بے تحاشہ چلاکر بولا کہ اے عرب کے لوگو تمہاری دولت اور سعادت اور بخت جس کا تم انتظار کررہے تہے یہ آن پہونچے مسلمانان مدینہ نے جب آپ کی تشریف آوری کی خبر پائی تو سب چھوٹے بڑے استقبال کو دوڑے اور بالائے حرہ آنحضرت سے ملاقات کی باہم مبارکبادیان دیکر

بہت خوش ہوئے اور مدینہ کے لڑکے اور عورتین خوش ہو ہو کر بالحان کہتے تہے جاء نبی اللہ جاء رسول اللہ ۔ اور دف بجا بجا کر یہ شعر عورتین گاتی تہین ؎

	طلع البدر علینا من ثنیات الوداع	وجب الشکر علینا ما دعی بالسداع	

یعنی وداع کی گہاٹی سے چودہوین رات کے چاند نے ہمپر طلوع کیا جسکا شکر قیامت تک ہمپر واجب ہے جسدن آنحضرت مدینہ مین رونق افروز ہوئے پیر کا دن ربیع الاول کی تیرہ تاریخ تہی ۔ آنحضرت کا مرکب محلہ قبا کی طرف متوجہ ہوا جو مدینہ سے ۲ میل کے فاصلہ پر ہے اور بنی النجار مین جو عبد المطلب کی مان کے بہائی ہین درمیان قوم بنی عمرو ابن عوف ابن مکثوم ابن الہدم کے نزول کیا اور لوگون کے آنے جانیکے واسطے سعد ابن خثیمہ کا گہر قرار پایا کیونکہ وہ مرد مجرد تہا اور حضرت ابوبکر صدیق شیخ خبیب ابن الیساق کے محلہ مین اُترے ۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم ایک درخت کے سایہ مین خاموش بیٹہے تہے اور ابوبکر صدیق ہواداری مین کہڑے تہے مدینہ کے وہ لوگ جنہون نے آنحضرت کو نہ دیکہا تہا حضرت ابوبکر ہی کو پیغمبر سمجہ کر اونہین کی خدمت مین آداب بجالاتے تہے اور دیر تک یہی کیفیت رہی جب درخت کا سایہ آنحضرت کے اوپر سے ڈہل گیا اور دہوپ آگئی تو حضرت صدیق اکبر نے اپنی ردا کا سایہ آنحضرت پر کیا اوسوقت ناواقف لوگ سمجہے ہین کہ خادم کون ہے اور مخدوم کون ۔

اہل سیر بیان کرتے ہین کہ سال اول ہجرت مین آنحضرت نے مسجد قبا تعمیر کرائی جسکی توصیف مین اللہ جلشانہ فرماتا ہے ۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ سورۃ التوبۃ ۔ پارہ یعتذرون

ترجمہ ۔ ہان وہ مسجد جسکی بنیاد شروع دن سے پرہیزگاری پر رکہی گئی ہے اوسکا البتہ حق ہے

کہ تم اوس مین کہڑے ہوکر امامت کیا کرو کیونکہ اوس مین ایسے لوگ ہین جو خوب پاک صاف رہنے کو
پسند کرتے ہین اور اللہ خوب پاک صاف رہنے والون کو پسند کرتا ہے۔

پہلے پہل یہی مسجد مدینہ مین بنائی گئی۔ اور یہی پہلی مسجد ہے جس مین آنحضرت نے اول ہی اول
نماز پڑہی۔ کہتے ہین کہ حضرت علی مرتضی آنحضرت کے ہجرت فرمانیکے بعد تین دن مکہ مین رہے
اور آنحضرت کی طرف سے لوگون کی امانتین اونکو سپرد کرکے مکہ سے باہر نکلے اور مدینہ کی طرف متوجہ
ہوئے رات کو پیادہ پا چلتے اور دن کو کسی گوشہ مین چپ رہتے ابہی جناب سرور کائنات محلہ قبا ہی
مین تشریف رکہتے تہے کہ آپ بہی پہونچ گئے پیادہ روی کے باعث پانون مین آبلے پڑگئے
تہے اور نہایت ہی درد تہا آنحضرت نے اپنا دست مبارک اونکے پانون پر پہیر دیا اور دعاء شفا
کی اوسی دم آرام ہوگیا۔

روایت ہے کہ جمعہ کے دن آنحضرت صلعم قبا سے باہر نکلے اور ناقہ پر سوار ہوکر مدینہ کو چلے
جب بنی سالم ابن عوف کے قریب پہونچے کمال فصاحت اور بلاغت سے خطبہ پڑہا اور لوگون کو تقوی
اور نکوئی اور خدا پرستی کی ہدایت فرمائی اور نماز جمعہ ادا کی یہ پہلا خطبہ اور جمعہ تہا جو آنحضرت نی مدینہ مین ادا کیا
منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم بنی سالم سے سوار ہونے لگے تو اون لوگون نے عرض کیا یارسول اللہ
آپ ہمارے ہی درمیان نزول فرمائے حضرت نے جواب دیا میرے ناقہ کو چہوڑ دو کہ یہ مامور ہے
اسی طرح جس قبیلہ مین گذرتے تہے تو سرداران قبیلہ حاضر ہوتے اور مہار شتر پکڑ کر عرض کرتے تہے
کہ یہین رہجائیے آنحضرت یہی جواب دیتے تہے کہ میرا ناقہ مامور ہے آخر الامر چلتے چلتے اوس
مقام پر پہونچے جہان اب مسجد نبوی واقع ہے ناقہ اوسی جگہہ جہک کر بیٹہہ گیا حضرت نے فرمایا
یہی میری منزل ہے اسکے بعد بہی چند انصار آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے مکان پر
چلکر اوترئے حضرت نے فرمایا کہ میرا ناقہ مامور ہے پس شتر خود بخود زمین سے اوٹہا اور چند قدم چلکر

اوس جگھہ پر بیٹھہ گیا جہان منبر رسول اللہ کے لئے بنایا گیا - آپ اوسی جگھہ اُتر پڑے - ابوایوب رض
انصاری دوڑکر آئے اور حضرت سے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا گھر یہان سے بہت قریب ہے اگر
حکم ہو تو آپ کا اسباب اپنے مکان پر لیجاؤن حضرت نے فرمایا اچھا ابوایوب اپنی خوش قسمتی سمجھکر
حضرت کا اسباب اپنے گھر لے گئے اور اونٹ کو وہین باندہ دیا بعض انصار نے استدعا کی کہ آپکا
اسباب تو ابوایوب کے گھر رہا اگر خود ہمارے گھر مین تشریف لیچلیئے تو کچھہ دور نہین ہے حضرت نے
فرمایا جہان آدمی کا اسباب ہو وہین اوسکو بھی رہنا چاہیئے - آنحضرت نے ابوایوب کے گھر مین
سات مہینے تک قیام کیا -

روایت ہے کہ جب ناقہ زمین مسجد پر بیٹھہ گیا - آنحضرت نے پوچھا کہ یہان سے کس کا گھر
قریب ہے ابوایوب رضی اللہ عنہ بولی کہ میرا گھر یہان سے بہت قریب ہے یارسول اللہ دیکھئے یہ میرے
گھر کی دیوار ہے اور یہ دروازہ ہے حضرت نے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنے گھر مین میرے سونیکے
لئے جگھہ تجویز کرو ابوایوب گئے اور اپنا گھر جھاڑ بوہار کے دو منزلہ پر بالاخانہ مین تو اپنے اہل وعیال کو
رکھا اور خانہ زیرین آنحضرت کے واسطے تجویز کیا پھر خیال آیا کہ ہم لوگون کا اوپر رہنا کمال بے ادبی ہے
پس آپ کو اوپر کے مکان مین جگھہ دی اور خود نیچے رہنے لگے آپ سات مہینے تک ابوایوب
کے گھر رہے - اسی سال اول ہجرت مین عبداللہ ابن سلام جو مشاہیر علماء یہود سے اور حضرت یوسف
علیہ السلام کی اولاد مین تھے مسلمان ہوئے وہ خود روایت کرتے ہین کہ مدینہ کے لوگون نے
جب سنا کہ رسول اللہ تشریف لاتے ہین تو سب لوگ ملاقات کے لئے گئے مین بھی اونکے
ساتھہ چلا گیا - جاکر روئے مبارک جو دیکھا تو عین الیقین ہوگیا کہ یہ منہ کذابون کا سا نہین ہے
پھر مین نے سنا کہ آنحضرت صلعم لوگون کو نصیحت کر رہے تھے کہ اے لوگو آپس مین سلام کرنیکا
خوب رواج دو یعنی اپنون بیگانون سبکو سلام کرو صرف خویش اور آشنا کی خصوصیت مت رکھو

نہ یا اور مساکین کو کہانا کہلاؤ فقرا اور محتاجون کی دلداری کرو اور خویش و قریبون کے ساتھہ محبت سے پیش آؤ اور راتون کو جو آدمیون کے سونیکا وقت ہے نماز پڑہو تاکہ تم جنت مین داخل ہو - اول نصیحت جو آنحضرت نے مدینہ مین ارشاد فرمائی یہی ہے -

عبداللہ ابن السلام کہتے ہین کہ مین یہ سنکر خاموش اپنی گہر چلا آیا دوسری بار گیا اور امتحاناً چند سوال کئے اور اپنے دل مین ٹہرایا کہ اگر ان سوالون کے صحیح صحیح جواب ملین تو بیشک یہ پیغمبر صادق ہین ورنہ نہین - پس آنحضرت نے میرا اطمینان کامل کر دیا ویسا صحیح اور سچا جواب سوائے پیغمبر صادق کے کوئی نہین دیسکتا تہا - پس میری زبان پر بے اختیار کلمہ شہادت جاری ہوگیا اور صدق ارادت سے مسلمان ہوا پہر جناب سرور کائنات سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین یہودیون کا سردار اور سردار زادہ اور عالم ہون اور وہ لوگ بڑے تہمت لگانیوالے ہین - میری التماس یہ ہے کہ قبل اس سے کہ میرا اسلام ظاہر ہو آپ اونہین بلائے اور میرا حال پوچہئے مین ایک علیحدہ مکان مین جاکر بیٹہا جاتا ہون آنحضرت نے عبداللہ ابن السلام کی عرض مقبول کی اور یہود کو بلایا اور اونسے کہا اے لوگو افسوس ہے تم پر تم عقوبت الہی سے بچو اور دیکہو کہ بجز خداوند تعالے جلشانہ کے کوئی پرستش کے لایق نہین - جانو اور آگاہ ہو کہ مین رسول خدا ہون اور اظہار حق کے لئے تم مین آیا ہون تمکو مسلمان ہوجانا اور سچے خدا پرست بنجانا چاہئے - اونہون نے جواب دیا ہم تمکو رسول خدا ہی نہین جانتے حضرت نے اونسے پوچہا تمہارا سردار عبداللہ ابن السلام کیسا آدمی ہے سب نے جواب دیا وہ ہمارا پیشوا ہمارا مرشد زادہ ہمارا عالم اور عالم زادہ ہے حضرت نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہوجائے تو تم کیا کہوگے - بولے خدا نکرے کہ وہ مسلمان ہو خدا تعالے اوسکو بچاوے حضرت نے کئی بار اونسے یہی کہا اور اونہون نے ہر بار یہی جواب دیا - پہر تو آنحضرت نے ابن السلام کو بلایا وہ کلمہ شہادت پڑہتے ہوئے چلے آئے اور یہودیون سے کہا اے یارو خدائے تعالے سے ڈرو اور اوسکے

رسول پر ایمان لاؤ تم خوب جانتے ہو کہ یہ خدا کا رسول ہے وہ بولے کہ تو جھوٹ کہتا ہے ہم یہ نہین جانتے ۔ باتون باتون مین یہان تک رد و بدل ہوئی کہ وہ لوگ عبداللہ ابن السلام کے دشمن بنگئے اور اوسکی حقارت کرنے لگے اور آنحضرت کے ساتھہ ایسی عداوت پیدا کی جسکا حد و حساب نہین چنانچہ حی ابن اخطب اور اوسکے بہائی یاسر وغیرہ نے نفاق و عناد کو دولت دنیا کے حصول کا وسیلہ سمجھکر قبائل اوس و خزرج سے اکثرون کو اپنا متفق کرلیا۔ اور بعض علما اور احبار یہود جو مقبول اور مسعود ازلی تہے اور رسالت حضرت صلعم کی حقیقت پر اونہین معرفت و آگاہی حاصل تہی اب معجزات و اخلاق آنحضرت کے دیکھکر اور آنحضرت کو مصداق انبیاء سابقہ کی پیشین گوئیون کا پاکر صدق دل سے مسلمان ہوئے۔

اسی سال اول ہجرت مین آنحضرت نے زید ابن حارثہ اور رافع کو مکّہ مین بہیجکر فاطمہ اور ام کلثوم اور سودہ بنت زمعہ اور اسامہ ابن زید اور اونکی مان ام ایمن کو مدینہ مین بلوایا۔ عبداللہ بن ابی بکر بہی معہ اپنی والدہ اُم رومان اور اپنے اہل و عیال کے اونکے ساتھہ مدینہ مین آئے طلحہ بن عبیداللہ بہی اسی گروہ کے ساتھہ آئے اور ان سب کے آنے کے بعد آنحضرت اپنے نئے گھر مین رہنے لگے۔ اور اسی سال مین مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی کیفیت اوسکی یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے آنحضرت کو حکم دیا کہ ایک عریس مثل عریس موسیٰ جسکی بلندی سات گز سے زیادہ نہو بناؤ۔ عریس اوس گھر کو کہتے ہین جو خرما کی لکڑی اور پتون سے پاٹا جاے۔ وہ زمین جہان ناقہ بیٹھہ گیا تہا۔ دو تیمیون کے ملک مین تہی۔ اونمین سے ایک یتیم کا نام سھل اور دوسرے کا سھیل تہا اور وہ دونون رافع بن عمر کے بیٹے تہے اور سعد بن زرارہ کی نگرانی مین رہتے تہے اور بنی النجار نے اوسکے گرد ایک احاطہ بنا دیا تہا آنحضرت نے اون سے درخواست کی کہ تم اس زمین کو بیچ ڈالو اونہون نے کہا ہمین بیچنا تو منظور نہین ہے اگر آپ چاہین تو بلا قیمت لے لین البتہ ہملوگ

خداتعالے سے اس کا اجر طلب کرتے ہین اور اون دونون تیمیون کو جنکی وہ ملک ہے اپنے پاس سے قیمت دیدینگے۔ آپ نے زمین مفت لینا قبول نہ کیا۔ دس مثقال طلا اوسکی قیمت ٹھیر اکر خریدا اور حضرت ابوبکر نے اوسکی قیمت اداکردی پہر اوسے صاف وہموار کرکے مسجد کی بنیاد ڈالی اور اوسکی تعمیر مین مصروف ہوئے یارانِ رسول اور خود آنحضرت صلعم بہی اینٹین ڈہونے مین شریک تہے انصار اور مہاجرین نے جب دیکہا کہ آنحضرت خود اینٹین ڈہونے مین شریک ہین تو سب کے سب کام کرنے لگے اور خوشی اور سرور کی حالت مین کام کرتے جاتے تہے اور رجز پڑہتے تہے۔

لکہا ہے کہ مسجد کی دیوار کچی اینٹون کی اور چہت وستون خرما کی لکڑی سے بنائے گئے تہے اور قبلہ بیت المقدس کی طرف تہا پھر کعبہ کی جانب پہیر دیاگیا۔

مسجد کے تین در قایم کئے ایک تو پایان عمارت مین جس سے عام لوگ آتے جاتے تہے اور ایک در جس سے آنحضرت خود تشریف لیجاتے اور تیسرے در کو باب الرحمۃ کہتے تہے

حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی اسی ہئیت مین رہی جب مسلمانون کی کثرت ہوئی تو حضرت عمر نے اوسے وسیع کردیا لیکن ساز وسامان مین کچھہ تبدیل نہ کی اسکے بعد حضرت عثمان ابن عفان نے اور زیادہ کشادہ کردیا دیوارین سنگ منقش اور گچ کی بنائین اور ستون سنگ منقش کے اور چہت ساج کی لکڑی سے بنائی پھر ولید ابن الملک کے زمانہ مین عمر ابن عبدالعزیز نے اوسکو اور بڑہا دیا ازواج مطہرات کے گہر جو مسجد سے متصل تہے مسجد مین داخل کرلئے۔ پہر مہدی نے جو خلفاء عباسیہ مین تہا اوس مین اور زیادتی کی۔ غرضکہ مسجد نبوی کی ایسی زیب وزینت ہوئی کہ ذوالنون مصری نے جب اوسے آراستہ حالت مین دیکہا تو نہ پہچانا اور کہا افسوس یہ تو کسی بادشاہ کی محلسرا ہے مین تو اوس کچی اینٹون والی مسجد کو تلاش کرتا تہا جو درخت خرما کی لکڑیون سے بنی تہی اور جسکے فرش مین کنکریان کٹی ہوئی تہین جن سے آنحضرت اور اونکے اصحاب کے اجسام مطہر نے

مس کیا تھا - اسی سال اول ہجرت مین نماز عصر بڑہائی گئے پہلے یہ حال تھا کہ نماز مین دو دو رکعت فرض ہوئی تھین صرف نماز شام کی تین رکعتین تھین جب ہجرت کا پہلا سال ختم ہونے پر آیا تو نماز ظہر اور عصر اور عشا مین دو دو رکعتین اور بڑہائی گئین مگر نماز صبح و شام مین کچھہ تبدیلی نہوئی صبح کی وہی دو اور مغرب کی تین رکعتین ہین - اسی سال مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور آنحضرت صلعم نے اپنے یارون مین عقد مواخات باندہا اس مین بموجب ایک روایت کے پچاس آدمی انصار اور پچاس مہاجر شامل تھے یہ برادری کا عقد مسجد مین بیٹھکر باندہا گیا تھا - حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم اور خارجہ بن زید اور عتبان بن مالک مین بہائی چارہ ہوا - طلحہ اور زبیر مین حضرت عثمان اور عبدالرحمان ابن عوف اور ادس بن ثابت اور جعفر طیار اور معاذ بن جبل مین عقد برادری ہوگیا - اسپر حضرت علی مرتضی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے ان لوگون مین تو عقد مواخات باندہ دیا مگر میرا بہائی کوئی مقرر نہین کیا آنحضرت صلعم نے جواب دیا "انا اخوک" یعنی تمہارا بہائی مین ہون - اس مواخات کے باب مین دستاویزین لکہی گئی تھین کہ آپسمین ایک دوسرے کی مدد کرین اور محبت رکہین اور ایک سے دوسرے کو میراث پہونچے چنانچہ یاران رسول اللہ اسی عقد کے بموجب میراث لیتے تہے جب غزوۂ بدر کے بعد آیۂ کریمہ "اولوالارحام بعضہم اولی ببعض" نازل ہوئی اوسوقت سے عقد مواخات پر میراث لینا موقوف ہوگیا - اسما کے بطن سے عبداللہ بن زبیر اسی سال مین یا ۲۰ ماہ بعد ہجرت کے پیدا ہوئے مسلمانون کو اونکی ولادت کی بڑی خوشی ہوئی کیونکہ یہود کہتے تہے کہ ہمنے جادو کردیا ہے کسی مسلمان کے لڑکا نہوگا -

کہتے ہین کہ مدینہ کی ہوا مرطوب اور خراب تہی وہان کی سرزمین مین ہمیشہ وبا رہتی تہی زمانہ جاہلیت مین جب کوئی ادہر اودہر سے مدینہ مین آتا تو وبا سے محفوظ رہنے کے لئے گدہے کی بولی بولتا تھا اور اوس زمانہ مین لوگ اس عمل کو رفع وبا کے واسطے بہت مفید جانتے تہے اب مہاجرین کو

مدینہ کی ہوا ایسی ناموافق آئی اور اکثر ایسے بیمار پڑ گئے کہ کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکتے تھے اور ابو بکر صدیق اور بلال بھی بخار مین مبتلا ہو گئے حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ میری باپ کو جب بخار کی شدت ہوتی تو بہت بیہوشی طاری ہوجاتی تھی آنحضرت نے جب یہ حال دیکھا تو جناب باری مین دعا کی کہ اے سزاوار پرستش مکہ کی طرح مدینہ کو بھی ہمارا دوست بنا دے اور مدینہ کی ہوا کو اچھا کردے اور اس سرزمین مین ہمارے لئے برکت دے اور یہان کی تپ و بیماری کو موضع جحفہ کی طرف منتقل کردے جو رابغ کے پاس ہے فوراً یہ دعا آنحضرت کی قبول ہوئی اور مدینہ کی ہوا مہاجرین کے مزاج کے موافق ہوگئی اور ایک چشم زدن مین کچھہ کا کچھہ ہوگیا یا تو لوگ بیمار تھے یا فی الفور صحیح و تندرست ہو گئے اور مدینہ مین کسی طرح کی بیماری اور دکھہ درد باقی نرہا۔

ہجرت کے سال اول مین اذان جاری ہوئی کیفیت اوسکی یہ ہے کہ جب پیمبر صلعم مدینہ مین تشریف لائے اور جمعہ و جماعت کی تاکید فرمائی تو ضرورت اس بات کی پڑی کہ کوئی نشانی ایسی ہونی چاہئے جسے دیکھکر یا سنکر لوگ مسجد مین جمع ہوجایا کرین پس آنحضرت نے سبکو جمع کر کے مشورہ کیا بعض نے کہا کہ بوق کی آواز سے لوگونکو خبر کرنا چاہئے آنحضرت نے اسکو قبول نفرمایا کیونکہ یہ طریقہ یہودیون کا تھا پھر ایک جماعت نے سنکھہ بجانیکی صلاح دی آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نصاریٰ کا دستور ہے اکثر لوگون نے کہا کہ آگ جلا دیا کرو اوسکی روشنی دیکھکر لوگ چلے آیا کرینگے آنحضرت نے فرمایا کہ یہ مجوسیون کا ڈھنگ ہے حضرت عمر فاروق نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایک آدمی کو مقرر کردین وہ نماز کے وقت کہدیا کریگا کہ یہ نماز کا وقت ہے حضرت نے اس تجویز کو قبول فرما کے بلال کو حکم دیا کہ تم "صلوٰۃ جامعۃ" کہدیا کرو۔ اسکے بعد عبد اللہ ابن زید انصاری خزرجی نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد سبز پوش ناقوس ہاتھہ مین لئے ہوے اونکے آگے آیا عبد اللہ ابن زید نے پوچھا کیا تو اسے بیچتا ہے اوس مرد نے دریافت کیا کہ تم ناقوس

کا کیا کروگے عبداللہ نے جواب دیا کہ مین اسے بجا کر نماز کے وقت سے لوگون کو آگاہ کرونگا اوس نے کہا کہ مین تمکو اس سے بہتر ایک تدبیر نہ بتا دون عبداللہ نے پوچھا کہ بتاؤ اوس مرد نے کھڑے ہوکر کلمات اذان اول سے آخر تک سنا دیئے عبداللہ ابن زید سوتے سے جاگ اوٹھے اور مسجد نبوی مین حاضر ہوکر آنحضرت سے عرض کیا آنحضرت نے فرمایا سبحان اللہ دعوت نماز ان ہی کلمات سے چاہیے پھر بلال کو حکم ہوا کہ تم خوش آواز ہو اوٹھو اور اذان دو روایت ہے کہ اسی رات کو حضرت عمر نے بھی خواب مین یہی واقعہ دیکھا جب بلال کی آواز سنی تو آپ نے گھر سے آکر آنحضرت سے اپنا خواب بیان کیا کہتے ہین کہ اوسی رات کو سات اصحاب نے یہی خواب دیکھا تھا۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ فجر کی نماز کیوقت حضرت بلال جناب رسول کریم کے در حجرہ پر آئے اور کہا "الصلوٰۃ یا رسول اللہ"۔ اہل حرم نے جواب دیا حضور سوتے ہین حضرت بلال نے باآواز بلند کہا "الصلوٰۃ خیر من النوم" آنحضرت صلعم نے اس کلمہ کو اذان فجر مین داخل کر دیا۔

اسی سال اول ہجرت مین شہر مدینہ کے باہر ایک بھیڑیا بکریون کے گلہ مین آپڑا اور ایک بکری کو اوٹھا لے گیا چرواہا اوسکے پیچھے دوڑا اور بکری کو چھڑا لیا بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور اوپر بیٹھکر چرواہے سے کہا کہ رزاق مطلق نے مجھے رزق دیا تھا تو نے چھین لیا چرواہے نے بھیڑیئے سے آدمی کی سی باتین سنکر بہت تعجب کیا بھیڑیا بولا اے چرواہے یہ تو کچھ تعجب کی بات نہین۔ عجب تر وہ ہے کہ شہر مدینہ کے سنگستان اور نخلستان مین ایک آدمی گذشتہ اور آیندہ کی خبرین دیتا ہے وہ چرواہا یہودی تھا اور آنحضرت کی نبوت سے سخت منکر جب اوس نے جانور سے یہ بات سنی تو آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور ساری داستان بیان کی آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ امر آثار قیامت کا ایک نشان ہے۔

اسی سال مین آنحضرت نے مسلمانون کو عشرہ محرم کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ مدینہ کے یہودی عاشورہ کو روزہ رکھتے تھے
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ دن بڑا بزرگ ہے خداے تعالیٰ نے اسی دن موسیٰ کو فرعون کے ہاتھہ
سے خلاصی بخشی تھی اور موسیٰ نے آج کے دن شکرگذاری کا روزہ رکھا تھا پس اہل اسلام کو بھی روزہ
رکھنا چاہیے۔ چنانچہ آنحضرت نے خود بھی روزہ رکھا اور اور لوگون کو بھی حکم دیا۔ جب ماہ رمضان
کے روزے فرض ہوئے تو روز عاشورہ کے روزہ کا اہتمام اور مبالغہ جاتا رہا۔ مستحب ہے کہ
نوین تاریخ کو بھی دسوین تاریخ سے ملالیا جائے کیونکہ بصحت تمام ثابت ہے کہ آنحضرت نے اپنی
عمر کے آخر مین فرمایا تھا کہ اگر سال آیندہ تک میری حیات باقی رہی تو نوین تاریخ بھی روزہ رکھونگا۔
سال دوم ہجرت مین آنحضرت نے براے ابن معرور کی قبر پر نماز پڑہی یہ صاحب آنحضرت کے
مدینہ مین تشریف لانے سے ایک مہینے پہلے انتقال کرچکے تھے مدینہ مین آکر آپنے اصحاب کی
جماعت کے ساتھہ اونکی قبر پر جاکر نماز پڑہی انصار کے نقیبون مین سب سے پہلے انہون نے
وفات پائی ہے۔ اسی سال مین اسعد ابن زرارہ نے وفات پائی اور جنت البقیع مین سب سے
پہلے یہی مدفون ہوئے یہ بھی انصار کے نقیب تھے پھر تو بنو النجار آنحضرت کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہمارا نقیب مرگیا ہے اوسکی جگہہ کوئی اور شخص تجویز کردیجیے آپ
نے جواب دیا۔ "انا نقیبکم" یعنی تمہارا نقیب مین ہون۔۔ کلثوم ابن الہدم نے بھی اسی سال وفات
پائی۔ مشرکین کی ایک جماعت نے اسی سال مین دنیا سے کوچ کیا انمین عاص ابن وائل سہمی اور
ولید ابن مغیرہ بھی تھے۔ ولید ابن مغیرہ نزع مین بہت رویا ابوجہل نے ازراہ دلسوزی پوچھا بھائی
کیون روتے ہو اوس نے جواب دیا واللہ موت کے ڈر سے تو مین نہین روتا بلکہ اس لئے روتا
ہون کہ مکہ مین ابی کبشہ کا دین پھیلے گا۔
ابوسفیان نے اوسکی تسلی کی اور کہا تو مت ڈر مین ضامن ہوتا ہون کہ ابی کبشہ کا دین

نہ پہیلنے پاوے گا۔

واضح ہو کہ قبیلہ خزاعہ مین ایک شخص کانام ابی کبشہ تہا اوس نے بتون کی پرستش کے باب مین قریش کی مخالفت کی تہی اور آنحضرت بہی بتون اور بت پرستون کی تکذیب اور توہین کرتے تہے اس سے مشرکان عرب نے آپ کا نام بہی ابی کبشہ رکہہ چہوڑا تہا۔

سال اول ہجرت مین یہود قریظہ اور نفیر اور قینقاع نے آکے آنحضرت سے صلح کرلی اور عہد نامہ تحریر ہوگیا۔

اسی سال مین قبلہ تبدیل ہوا۔ اہل احادیث لکہتے ہین کہ آنحضرت پہلے سولہ سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑہتے رہے پہر آپ کے دل مین آیا کہ اگر کعبہ قبلہ ہوجائے تو بہت اچہا ہے کیونکہ وہ میرے باپ ابراہیم کا قبلہ تہا چنانچہ ایک بار آنحضرت نے جبریل سے بہی فرمایا تہا کہ اگر خداوندکریم میرے باپ ابراہیم کے قبلہ کو میرا قبلہ بنادے تو مین بہت خوش ہون حضرت جبریل نے جواب دیا کہ حضور جیسے تم خدا کے بندے ہو ویسا ہی ایک مین بہی ہون تم اپنا مطلب خدا سے عرض کرو شاید وہ تمہاری دعا قبول فرمائے یہ کہکر حضرت جبریل تو رخصت ہوگئے مگر آنحضرت کے دل مین یہی دہن لگی رہی آخرکار ماہ رجب کے نصف مہینے مین دوشنبہ کے روز سال دوم ہجرت مین جبریل امین یہ آیت لائے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ (سورۃ البقرہ۔ سیقول)

ترجمہ۔ اے پیمبر حکم تحویل قبلہ کے انتظار مین تمہارا منہ پہیر پہیر کر آسمان کی طرف دیکہنا ہم ملاحظہ فرمارہے ہین۔ گہبراؤ نہین جو قبلہ تم چاہتے ہو ہم تمکو اوسی کی طرف پہر جانے کا حکم دیدینگے اچہا تو اب نماز پڑہتے وقت مسجد محترم یعنی کعبہ کی طرف اپنا منہ کرلیا کرو اور مسلمانون تم بہی جہان کہین ہوا کرو اوسی

کی طرف اپنا منہ کرلیا کرو۔

آنحضرت صلعم مادر بشیر ابن البرار ابن معرور کے گھر مین تھے اور نماز ظہر کے وقت اوس محلہ کی مسجد مین جماعت اصحاب کے ساتھہ نماز پڑہ رہے تھے جب دوسری رکعت مین پہونچے تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوئی پس آنحضرت عین نماز مین کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے مقتدیون کی صفین بہی اوسی طرف پہر گیئن اس لئے اوس مسجد کا نام ذی القبلتین رکہا گیا۔

جب تبدیل قبلہ کی خبر لوگون مین مشہور ہوئی تو ہر قوم اور گروہ نے اپنی اپنی عقل اور فہم کے موافق اسکی توجیہہ کی۔ منافق کہنے لگے کہ ان لوگون کو کیا ہو گیا ہے کہ ایک عرصہ تک جس قبلہ کی طرف متوجہ رہے اوسکو چہوڑ دیا بعض یہودیون نے کہا کہ محمد اپنے مولد اور وطن کا مشتاق ہے اسلئے اپنے شہر کی طرف منہ کرلیا۔

جب قبلہ تبدیل ہو گیا تو مسجد شریف مدینہ کی بناء بہی تبدیل کی گئی اور مسجد قبا کو بہی بدل دیا۔ آنحضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے اوسکی تعمیر کی خود پتھر ڈہوتے تھے اور اصحاب بہی آپ کے ساتھہ شریک تھے ہر شنبہ کے دن آنحضرت پیادہ پا اوس مسجد مین جایا کرتے تھے اوسکی فضیلت مین فرمایا ہے کہ جو کوئی وضو کامل کرکے اس مسجد مین نماز پڑہیگا اوسکو عمرہ کا ثواب حاصل ہوگا۔

عقد سیدۃ النساء

اسی سال کے ماہ رجب مین حضرت علی مرتضیٰ اور فاطمۃ الزہرا کا نکاح ہوا۔ اسوقت حضرت زہرا کی عمر شریف اٹھارہ برس کی اور حضرت علی کی اکیس برس پانچ مہینے کی تہی۔

حضرت علی کے یارون نے اون سے کہا کہ یا علی تمہین آنحضرت کے ساتھہ ایک بڑی خصوصیت ہے فاطمہ کی خواستگاری کرو حضرت علی فرماتے ہین کہ مین نے اپنے دل مین سوچا

کہ مین مفلس اور تہیدست ہون کیونکر ایسی درخواست کرون مگر ڈرتے ڈرتے آپکی خدمت مین گیا اور سلام کر کے چپکا بیٹھہ رہا کشف نبوت سے آنحضرتؐ میرے دل کے راز پر آگاہ ہو گئے سلام کا جواب دیکر پوچھا یا علی اپنی حاجت بیان کرو مین نے التماس کی کہ فاطمہؓ کی خواستگاری کرتا ہون آنحضرتؐ نے فرمایا مرحباً واہلاً اسکے بعد چپ ہو رہے کچھہ نہ بولے مین اوٹھکر باہر چلا آیا انصار نے مجھسے پوچھا کہ کہو کیا ٹھیری مین نے کہدیا کہ مجھے نہین معلوم آپنے صرف مرحباً واہلاً کہدیا ہے لوگون نے کہا کہ بس اتنا ہی کہدینا کافی ہے گویا حضرتؐ نے تم کو اپنے اہل کو بہی دیا اور خوشی و راحت بہی بخشی اس کے بعد پھر جب حضرت علی آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آنحضرت نے پوچھا کہ اے علی تم نے فاطمہؓ کی خواستگاری تو کی ادائے مہر کے واسطے بھی تمہارے پاس کچھہ ہے حضرت علی نے التماس کی کہ یارسول اللہ میرے پاس کچھہ بہی نہین جو اونکے مہر کے لایق ہو مگر ایک زرہ اور گھوڑا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ گھوڑا تو تمہاری ضرورت کی چیز ہے البتہ زرہ کو بیچ ڈالو حضرت علی بازار تشریف لیگئے اور زرہ کو بازار مین بیچنے لگے حضرت عثمانؓ ابن عفان نے چارسو اسی ۴۸۰ درہم کو خرید لیا حضرت علی اون درہمون کو ردا مین باندہکر آنحضرتؐ کے پاس لیگئے حضرتؐ نے پوچھا یہ کتنے درہم ہین حضرت علی کچھہ نہ بولے آنحضرتؐ نے ایک مٹھی درہم اوٹھاکر حضرت بلالؓ کو دئے کہ تم خوشبودار اشیا ئین ان سے خرید لاؤ۔ پھر ام سلیم سے کہا کہ ان باقی درہمون کو اور اسباب کی خرید مین خرچ کرو ام سلیم نے اونہین گنا تو دوسو درہم تھے اون سے اشیا ذیل خریدی گئین۔ ۲ دو چادرین۔ ۲ دو چاندی کے بازو بند۔ قطیفہ۔ تکیہ۔ ایک پیالہ۔ ایک چکّی۔ ایک چھلنی۔ ۲ دو مٹکی۔ ایک مشک۔ ۲ دو تہالی۔ ۴ چار تکیے۔ دو مین تو اون بھری تھی اور دو مین لیفِ خرما تہا۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اوسوقت مین حضور کی خدمت مین حاضر تہا بشرۂ مبارک پر آثار نزول وحی ظاہر ہوئے جب وحی آچکی تو آنحضرتؐ نے مجھسے فرمایا کہ اے انس اللہ تعالی

مجھے حکم دیتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کردون تو جا اور ابوبکر و عثمان وطلحہ و زبیر و انصار کی ایک جماعت کو بلا لا حضرت انس کہتے ہین کہ مین گیا اور اون سب کو بلا لایا آنحضرتؐ نے خطبہ نکاح پڑہا حضرت علی اوس وقت حاضر نہ تھے "الحمد للہ المحمود بنعمتہ المعبود بقدرتہ المطاع بسلطانہ المرہوب من عذابہ وسطوتہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہ الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزہم باحکامہ واعزہم بدینہ و اکرمہم بنبیہ محمد ان اللہ تبارک اسمہ وتعالت عظمتہ جعل المصاہرۃ سببا لاحقا وامرا مفترضا اوشج بہ الارحام والزمہ الانام فقال عزمن قائل وہو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصہراً وکان ربک قدیرا فامر اللہ تعالیٰ یجری الی قضائہ وقضائہ یجری الی قدرہ ولکل قضاء قدر ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ثم ان اللہ عزوجل امرنی ان ازوج فاطمہ من علی بن ابی طالب فاشہدوا انی قد زوجتہ علی اربعمائۃ مثقال فضہ ان رضی علی بذلک"

اسکے بعد چھوارون کا ایک طشت منگوا کے سب کو اجازت دی کہ لوٹ لو چنانچہ حاضرین نے ہاتھون ہاتھ لوٹ لیا اتنے مین علی مرتضیٰ بہی آگئے آنحضرت نے اونہین دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا اے علی اللہ جلشانہ نے بہی حکم دیدیا کہ فاطمہ کا تیرے ساتھہ نکاح کردون سو مین نے چارسو مثقال چاندی مہر مقرر کر کے نکاح کر دیا تم بہی اسپر راضی ہو کہ نہین حضرت علی مرتضیٰ نے عرض کیا کہ یا حضرت مین راضی ہون۔ پہر فاطمہ کو ام سلیم کے ساتھہ علی مرتضیٰ کے گہر بھیجدیا پیچھے سے آپ بہی پانی کا ایک کوزہ لیکر وہان تشریف لیگئے اور دہن مبارک کا لعاب اوس پانی مین ڈالکر معوذتین اور دیگر دعائین اوسپر پڑہین اور علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ اس کوزہ مین سے وضو کرو اور پانی پیو۔ پہر فاطمہ سے بہی کہا کہ تم بہی پیو اور وضو کرو جب دونون وضو کر چکے تو آنحضرت نے دعا کی کہ خداوند تعالیٰ ان دونون مین الفت دلی اور برکت عطا کرے اس کے بعد آنحضرت نے وہان سے چلے آنیکا ارادہ کیا حضرت فاطمہؓ رونے لگین رسول خدا نے فرمایا کہ اے میری لخت جگر کیون روتی ہے مین نے تجھے ایسے

شخص کے نکاح مین دیا ہے جس کا اسلام سب سے آگے ہے اور حلم و خلق سب سے زیادہ معرفت الٰہی بھی اوسکو سب سے بڑہکر حاصل ہے

خواجہ کائنات نے اونکے ولیمہ کے واسطے خرما اور مویز عنایت فرمائی پس حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا ولیمہ اتنا ہی تہا بعد ازان آنحضرت نے فرمایا کہ گھر کے اندر کا سب کام روٹی پکانا جہاڑو دینا اور چکی پیسنا تو فاطمہ اپنے ہاتھہ سے کیا کرین اور باہر کے کام یعنی اونٹون کو پانی پلانا اور بازار سے سودا خرید لانا حضرت علی یا اون کی مان فاطمہ بنت اسد کرین پس ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہا۔

غرضکہ ہجرت کے پہلے ہی سال مین مسلمانون کا پورا پورا تسلط مدینہ پر ہوگیا صرف فاقہ کشی کی تکلیف رہگئی جسمین مہاجر عرصہ تک گرفتار رہے۔ جب تک امیر انصار یعنی مسلمانان مدینہ کے پاس سرمایہ رہا وہ غریب مہاجرون کی خبر لیتے رہے اور جب خود مفلس ہو گئے تو امیر و غریب سب یکسان تھے۔ یہ زمانہ مسلمانون کے لئے بڑے امتحان کا تہا جسمین آج کل کے مسلمان پورے نہین اوتر سکتے۔ اپنا مال اپنے بہائی مسلمانون کو کہلا کے خود خالی ہاتھہ رہجانا اونہین مسلمانون کا کام تہا۔ مگر خدا بھی ایسے ہی لوگون کی مدد بہت خوشی خوشی کرتا ہے چند ہی سال مین یہ مصیبت بھی رفو چکر ہو کر وہی مثل ہو گئی کہ ع

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ۔ وہ اپنے بھائیون پر جان نثار کرنیوالے نہ رہے مگر اون کا نام نیک ہمین شرمانے کو باقی رہگیا۔ تاریخ اسلام مین ہجرت مدینہ کا واقعہ بہت بڑا سمجھا جاتا ہے اور اوسی سے سنہ ہجری کا شروع ہے یکم محرم سنہ ایک ہجری کو سولہہ ۱۶ جولائی ۶۲۲ء جمعہ کا دن سمجھنے سے آج تک کا حساب ٹھیک بیٹھہ جاتا ہے۔

واقعات سنہ ۲ ہجری

ایک دن حضرت علی مرتضیٰ نے جناب فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ مین تو کنوئین سے پانی کھینچتے کھینچتے تنگ ہوگیا ہون حضرت خاتون جنت نے فرمایا مین بھی چکّی پیستے پیستے بہت دق ہوئی ہون اے علی تم

دیکھو کہ میرے ہاتھون مین آبلے پڑ گئے ہین حضرت علی نے صلاح دی کہ تم رسول خدا کی خدمت مین جاؤ اور اپنا حال عرض کر کے ایک خادمہ کی درخواست کرو جناب فاطمہ رسول خدا کے گھر تشریف لیگئین مگر اوس وقت حضور گھر مین تشریف نرکھتے تھے آپ اپنا حال اور مطلب حضرت عائشہ صدیقہ سے عرض کر کے چلی آئین جب حضرت گھر مین آئے تو جناب عائشہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فاطمہ گھر کے کام کی محنت و مشقت سے بہت خستہ ہین چاہتی ہین کہ میرے لئے کوئی خادمہ ملجائے مناسب ہے کہ آپ ایک خادمہ اونکے لئے تجویز کر دین حضرت سید الرسل ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ کے گھر تشریف لیگئے حضرت علی اوس وقت سونے کے ارادہ سے لیٹے تھے چاہا کہ اوٹھ بیٹھین مگر آنحضرت صلعم نے منع فرمایا اور اونکے سر بالین بیٹھہ گئے اور فاطمہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ بیٹا تم خادمہ مانگنے میرے گھر گئی تھین حضرت علی بول اوٹھے یا رسول اللہ یہ خود تو نہین گئی تھین مگر مین نے بھیجا تھا انکے چکی پیستے پیستے ہاتھون مین آبلے پڑ گئے ہین اور نہایت تکلیف ہے۔ جناب سرور کائنات نے فرمایا کہ مین تم لوگون کو ایسی چیز بتاتا ہون جو خادمہ سے بھی بہتر ہو تم سوتے وقت چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر اور تینتیس ۳۳ بار الحمد بعد اور اوسیقدر سبحان اللہ پڑہکر سو رہا کرو تمہارے واسطے خادم سے بہتر ہوگا۔ جناب علی فرماتے ہین کہ مین اوسیوقت سے اسمین مشغول ہو گیا بعد ازان کبھی ترک نہ کیا اور اس عمل کے سبب ہمیشہ دل قوی رہا اور کبھی کسی کام سے نہین تہکا اسی سال کے ماہ شعبان مین رمضان کے روزے فرض ہوئے چنانچہ مسلمانون نے اسی سال رمضان شریف مین روزے رکھے اور عید کی نماز پڑہی اور صدقۂ فطر واجب ہوا۔

اسی سال مین جہاد کی بنیاد پڑی اور آیہ کریمہ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ نازل ہوئی۔

ترجمہ - اب اون کو بھی لڑنے کی اجازت ہے اس واسطے کہ اون پر ظلم ہو رہا ہے اور کچھ شک وشبہ نہین کہ اللہ اونکی مدد کرنے پر قادر ہے۔

واضح ہو کہ جب کفّار کی شرارت اور بغض وعناد اور اہل اسلام پر ایذا رسانی حد سے گذر گئی اور ایماندار لوگ اونکے ظلم وستم اوٹھاتے اوٹھاتے تنگ آگئے مگر اب تک خدا کی طرف سے کوئی حکم اس باب مین نہ آیا تھا اسلئے سوائے اس کے کہ کفار کی جور وجفا کا تحمل کرین کوئی چارہ نہ تھا اگرچہ ایمانداروں پر اونکی ایمانداری اور مسلمان ہونیکی خاطر سے کفار کا ظلم وستم بے انتہا ہوتا تھا اور مسلمان ہونا گویا تیر بلا کا انکو نشانہ بننا تھا یہانتک کہ جو مسلمان ہوا کفار کا اوسپر غضب ٹوٹ پڑا وہ لوگ اوسکو ذات برادری کہانے پینے ملنے جلنے سے خارج کر دیتے تھے اور تشنۂ خون بنجاتے تھے ابو جہل کا تو یہ حال تھا کہ لوگون کو مال ومتاع دنیوی کا لالچ دے دیکر اور اپنی حکومت وسرداری سے ڈرا ڈرا کر اسلام سے روکتا تھا اسپر بھی خدا کے فضل وکرم سے بہت سے لوگ ہدایت پاکر اور معجزات واخلاق محمدیہ دیکھکر صدق نبوت پر ایمان لاتے تھے اور اپنے دین سے ہاتھہ اوٹھاکر بلا جبر واکراہ اسلام اختیار کرتے تھے اور کفار سے بہی جہانتک بن سکتا تھا ایذا رسانی سے باز نہ رہتے تھے - جب اونکا ظلم وستم حد سے باہر ہو گیا تو اللہ جلشانہ نے اپنے حبیب صلعم کو حکم دیا کہ مشرکون کا مقابلہ کر - اس سے یہ مقصود نہ تھا کہ کافرون کو مار مار کر مسلمان کر لیا جائے بلکہ غرض اصلی یہ تھی کہ وہ کفار جو حاکمانہ شوکت رکھتے تھے اور اشاعتِ اسلام اور خدا پرستی مین رخنہ انداز ہوتے تھے اونہین مغلوب کرو تاکہ اونکی شوکت ٹوٹ جائے اور وہ ایماندارون کو تکلیف دینے کے قابل نرہین اور ضمناً اوس مین یہ فائدہ بھی نکلے کہ وہ خود بھی اپنی گمراہی سے باز آوین اور دین برحق کی طرف رجوع کرین پس جو لوگ اس حکم کو صرف مسلمان کرنیکے لئے سمجھتے ہین وہ محض گمراہ اور جھوٹے ہین اگر ایسا ہوتا تو اکثر یہود ونصاریٰ کو جو عرب مین بطور رعایا کے جزیہ قبول کرکے مسلمانون کے زیر حکومت رہتے تھے

بہت آسانی سے فرداً فرداً مار دہاڑ کر کے مسلمان کر لیتے اور پھر اورون کے ساتھہ مقاتلہ کرتے استغفر اللہ
کبھی ایسا نہین ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اون لوگون کے ساتھہ جو بطور رعایا مسلمانون کی
عملداری مین رہتے تھے اوسیطرح سے پیش آتے جیسے کہ اپنے بہائی مسلمانون سے پیش آتے
تھے اور بجز پند ونصائح اور اظہار معجزات کے کبھی کسی نہج کا جبر واکراہ اونپر روا نہین رکھا اور انفصال خصومات
مین کبھی ایسا نہین ہوا کہ مسلمانون کی عزت کی ہو اور اون کو ذلیل سمجھا ہو جب صورت حال یہ تھی تو ان
مخالفین کا بیہودہ گمان محض بے ایمانی ہے۔

جب اللہ جلشانہ نے حکم مقاتلہ اور محاربہ کا دیا تو اہل اسلام نے کفار ہوذی کے ساتھہ مقاتلہ
کرنے مین کچھہ تامل نہ کیا۔

مخفی نرہے کہ اہل سیر کی اصطلاح مین اوس لشکر کو جسمین آنحضرت صلعم خود بہ نفس نفیس شامل
ہوتے تھے غزوہ کہتے ہین اور جسمین آنحضرت خود تشریف نہین لیجاتے تھے بلکہ یاران واصحاب مین
سے کسی کو بھیجدیتے تھے وہ سریہ کہلاتا تہا۔

کل ہنیل جگہہ اتفاق مقاتلہ اور محاربہ کا ہوا ورنہ خدا کے فضل اور آنحضرت کی برکت اور اظہار
معجزات سے بلا مقاتلہ اور محاربہ ہی صدہا۔ ہزارہا آدمی آنحضرت اور صحابہ کی خدمت مین آ آ کے مسلمان
ہوتے تھے یہ قدرت خدا اور دین برحق کی برکت ہی تھی کہ لوگ بلا جبر واکراہ دین اسلام کی طرف
مائل ہوتے رہے۔ خویش واقربا۔ جاہ وحشمت عیش وآرام دنیوی چھوڑ چھوڑ کے مسلمان ہوجاتے
تھے اور صدق دل سے آنحضرت پر ایمان لا کے اوسی مین دونون جہان کی بہبودی جانتے تھے
اور بعد مسلمان ہونیکے دنیوی بلاؤن مین ایسے گرفتار ہوجاتے تھے جسکا بیان نہین ہوسکتا کفار
کی مارپیٹ۔ زور وظلم۔ لوٹ کھسوٹ۔ تضحیک وتذلیل سے کوئی بات باقی نہ رہتی تھی جو مسلمانون پر
نگذرتی ہو مسلمان لوگ بھوک پیاس رنج وتکلیف سب کچھہ سہتے تھے مگر اسلام سے منہ نہین پھیرتے

تھے۔ باوجودیکہ پیغمبر خدا کی صحبت اور تابعداری لذات دنیوی کی طرف سے اون کے حق مین ایک زہر قاتل بن جاتی تھی توبھی ایماندار لوگ آنحضرت پر جان فدا کیئے دیتے تھے اور ننگے بھوکے رہنا ہزار خلعت اور لاکھہ نعمت سے بہتر جانتے تھے ہرچند کفار اون کو طمع دیتے اور بہکاتے کہ تم لوگ محمدؐ کا ساتھہ چھوڑ دو اور ہم سے روپیہ۔ اشرفی۔ خلعت۔ پوشاک لو عزت وحشمت سے رہو مگر اون کو آنحضرت کی متابعت اور اسلام مین ایسا حظ روحانی اور سرور دلی حاصل ہوجاتا تھا کہ دنیوی تکلیفین گوارا کرتے کفارون کے ہاتھہ لوٹے مارے جاتے مگر اسلام کو نچھوڑتے تھے۔

جب حضرت رب العزت سے مقاتلہ اور محاربہ کی اجازت ملی توبھی ایماندارون کو کچھہ جاہ وحشمت اور دولت وثروت نہین ملگئی بلکہ دنیوی مصیبتین اور تکلیفین اور زیادہ ہوگئین کیونکہ کفار دولت اور زر و مال اور جمعیت وحشمت سے خوش حال اور ڈہال وتلوار اور تیر وتبر سے ہر طرح مسلح وتیار تھے اور مسلمان بیچارہ فاقہ کش پیٹ سے پتھر باندہے ہوئے پیادہ یا نہ اسلح وہتیار سے درست اور نہ تیر وتبر سے چاق وچست اون کے مقابلہ کو آمادہ اور مستعد ہوجاتے تھے ظاہر ہے کہ ایسے بےسروسامان لوگون کو صاحبان دولت وحشمت سے مقابلہ کرنے مین بجز اسکے کہ آفتِ قتل وغارت مین مبتلا ہوجائین کیا فائدہ حاصل ہوسکتا تھا۔

مگر خدا کی قدرت کے قربان کہ وہ اپنے سچے ایماندارون کی ایسی مدد کرتا تھا کہ اِس بےسروسامانی پربھی وہی بھوکے پیاسے آدمی بڑے بڑے لشکرون پر فتحیاب اور غالب ہوجاتے تھے کیا یہ بات اون لوگون کی حقیّت پر دلیل نہین ہوسکتی کیا ایسے ایسے واقعون سے ثابت نہین ہوتا کہ خدا اونکے ساتھہ تھا اِس امر مین جو کوئی انصاف کے ساتھہ سوچے گا صاف جان لیگا کہ غزوات محمدیہ کا ایک ایک واقعہ ہزار ہزار قدرت الٰہی پر دلالت کرتا ہے اور معجزہ مین داخل ہے پس دشمنان اسلام کا یہ قول کہ اسلام بزور شمشیر جاری ہوا ہے اگر شمشیر زنی نہوتی توجاری نہین ہوسکتا تھا کیسا بےسروپا اور

بے بنیاد ہے۔

اب ہم محاربات کا مفصل حال لکھتے ہین تاکہ ہر موافق و مخالف پر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو جائے کہ فی الحقیقت محض شمشیر زنی کو باعث ترقی اسلام جاننا بڑی غلطی کی بات ہے۔

جب اللہ جلشانہ نے اپنے سچے اور ایماندار اور مقدس بندون کو کفار کے ظلم و ستم سے بچانے کے لئے مقاتلہ اور محاربہ کا حکم دیا تو آنحضرت نے غریب اور مسکین مشرکون سے دیندار مسلمانون کو محاربہ اور مقاتلہ کی اجازت ندی اگرچہ وہ لوگ بھی مسلمانون کے دشمن تھے اور ہمیشہ اظہار خصومت کرتے رہتے تھے اور مسلمانون کو بھی اون لوگون کا مار پیٹ لینا بہت آسان تھا مگر حاشا و کلا کبھی ایسا نہین ہوا بلکہ مسلمان اون لوگون کے ساتھہ آمادہ قتال و جدال ہوئے جو ہر طرح سے صاحب قوت و حشمت تھے اور مسلمانون کو لوٹ مار کر کے اذیت دیا کرتے تھے۔

ترجمۂ مغازی الرسول مین واقدی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ۔

۱۔ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کو آنحضرت صلعم مدینہ مین تشریف لائے۔

۲۔ ماہ رمضان مین ہجرت سے ساتوین مہینے پہلا لواے اسلام رسول خدا صلعم نے قافلۂ قریش کے مقابلہ کے لئے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کو بنا کر دیا۔

۳ ہجرت سے آٹھوین مہینے شوال مین رابغ پر جب لشکر اسلام گیا تو دوسرا لوا حضرت عبیدہ بن الحارث کے لئے بنایا گیا۔ رابغ قدید کی راہ پر جحفہ سے دس منزل ہے۔

۴۔ ہجرت سے نوین مہینے ذلقعدہ مین آنحضرت صلعم نے بامارت حضرت سعد بن ابی وقاص لشکر اسلام کو خرار کی طرف روانہ کیا۔

۵۔ ہجرت سے بارہوین مہینے ماہ صفر مین رسول خدا صلعم غزوہ مقام ابواء کے ارادہ سے روانہ ہوئے مگر وہان کے لوگ بھاگ گئے اور لڑائی نہوئی اس لئے لشکر مسلمانان کو واپس آنا پڑا اس سفر

مین پندرہ دن لگے۔

٦- ہجرت سے تیرہوین مہینے ربیع الاول مین آنحضرت صلعم نے جحفہ کے قریب بمقام بواط ہے وہان کے غزوہ کا قصد کیا کیونکہ قریش کا ایک قافلہ وہان آنیوالا تھا جسکے ساتھ ڈہائی ہزار اونٹ اور امیہ بن خلف وغیرہ تھے مگر یہ قافلہ بھی ہاتھہ نہ آیا اور آنحضرت نے مراجعت فرمائی۔

۷- ہجرت سے تیرہوین مہینے ربیع الاول مین رسول خدا صلعم نے کُرز بن جابر الفہری کی طلب مین غزوہ کیا اور بدر تک ہوکر واپس آئے۔

۸- ہجرت سے سولہوین مہینے جمادی الثانی مین آنحضرت صلعم نے اوس قافلہ قریش پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا جو شام کو جاتا تہا اسکو غزوۂ ذی العشیرہ کہتے ہین۔

۹- ہجرت سے سترہوین مہینے رجب مین وہان سے واپس آکر عبداللہ بن جحش کو نخلہ کی طرف روانہ کیا۔

۱۰- غزوۂ بدر۔ ہجرت سے اونیسوین (19) مہینے ۔ ۱۷ رمضان روز جمعہ کو ہوا۔

۱۱- ۲۵ رمضان کو ہجرت سے اونیسوین (19) مہینے عمیر بن عدی بن خرشہ نے عصماء بنت مروان کو قتل کیا اور ایک سریہ لشکر قلیل سے ہوا۔

۱۲- ہجرت سے بیسوین (۲۰) مہینے شوال مین ایک سریہ سالم بن عمیرہ کی طرف بھیجا گیا جس نے ابوعفک کو قتل کیا تہا۔

۱۳- ہجرت سے بیسوین (۲۰) مہینے نصف شوال مین غزوۂ قینقاع ہوا۔

۱۴- ہجرت سے بائیسوین (۲۲) مہینے ذیحجہ مین غزوۂ سویق ہوا۔

۱۵- تیئیسوین مہینے محرم مین مقام کُدر مین غزوہ بنی سُلیم ہوا۔

۱٦- ۲۵ وین مہینے ربیع الاول مین ابن الاشرف کے قتل کے لئے جماعت قلیل کے ساتھ ایک سریہ بھیجا گیا۔

۱۷- ۲۵ وین مہینے ربیع الاول مین غزوۂ غطفان بمقام نجد ہوا جسکو ذوآمر بھی کہتے ہین۔

۱۸- ایک سریہ مین عبداللہ بن اُنیس سفیان بن خالد بن منیح الہذلی کی طرف بھیجے گئے۔ عبداللہ مدینہ سے ۵ محرم کو دوشنبہ کے دن روانہ ہوئے اور ۲۱ محرم شنبہ کو واپس آ گئے۔

۱۹- ۲۷ وین مہینے جمادی الاول مین غزوۂ بُحران ہوا۔

۲۰- ۲۸ وین مہینے جمادی الثانی مین ایک لشکر بامارت زید بن حارثہ ابوسفیان بن حرب کے مقابلہ کے لئے قردہ بھیجا گیا۔

۲۱- ۳۲ وین مہینے شوال مین غزوۂ اُحد ہوا۔

۲۲- ۳۲ وین مہینے شوال مین غزوۂ حمراء الاسد ہوا۔

۲۳- ۳۵ وین مہینے محرم مین ایک لشکر بامارت ابوسلمہ بن عبدالاسد برائے مقابلہ بنی اسد قطن بھیجا گیا۔

۲۴- ۳۶ وین مہینے صفر مین ایک لشکر بامارت منذر بن عمرو بیر معونہ کو گیا۔

۲۵- غزوۃ الرجیع بامارت حضرت مرثد رضی اللہ عنہ ۳۶ وین مہینے صفر مین ہوا۔

۲۶- غزوۂ بنی نضیر- ۳۷ وین مہینے ربیع الاول مین ہوا۔

۲۷- غزوۂ بدر الموعد- ۴۵ وین مہینے ذیقعدہ مین ہوا۔

۲۸- ۴۶ وین مہینے ذی الحجہ مین ابی الحُقیق کے مقابلہ کے لئے سریہ ابن عتیک بھیجا گیا۔ جب سلام بن ابی الحقیق قتل ہوا تو یہودی گھبرائے ہوئے خیبر مین اسلام بن مشکم کے پاس پہونچے اوس نے تو انکار کیا مگر اوسکا سردار بنی بُت اوسیر بن زارم یہود کی حمایت کو تیار ہو گیا۔

۲۹- غزوۂ ذات الرقاع- ۴۷ وین مہینے محرم مین ہوا۔

۳۰- غزوۂ دومۃ الجندل- ۴۹ وین مہینے ربیع الاول مین ہوا۔

۳۱- غزوۃ المریسیع شعبان ۵ھ مین ہوا-

۳۲- جنگ خندق ذیقعدہ ۵ھ مین ہوئی-

۳۳- غزوۂ بنی قریظہ آخر ذیقعدہ و اوائل ذی الحجہ ۵ھ مین ہوا-

۳۴- سریہ ابن اُنیس واسطے سفیان بن خالد بن بنیح کے محرم ۶ھ مین بہیجا گیا-

۳۵- سریہ محمد بن مسلمہ قرطا کی طرف محرم ۶ھ مین بہیجا گیا-

۳۶- غزوۂ غابہ بمقابلہ بنی لحیان ربیع الاول ۶ھ مین ہوا-

۳۷- دوسرا غزوۂ غابہ ربیع الثانی ۶ھ مین ہوا-

۳۸- لشکر بامارت عکاشہ بن محصن غمر کو بھیجا گیا- ربیع الثانی ۶ھ مین-

۳۹- محمد بن مسلمہ کا لشکر ذی القصہ کو بھیجا گیا- ربیع الثانی ۶ھ مین-

۴۰- سریہ بامارت ابو عبیدہ بن الجراح ذی القصہ کو بھیجا گیا- ربیع الثانی ۶ھ مین-

۴۱- سریہ بامارت زید بن حارثہ واسطے بنی سُلیم کے جموم کو روانہ ہوا- اور جموم درمیان بطن نخل ونقرہ کے واقع ہے- ربیع الثانی ۶ھ مین-

۴۲- سریہ بامارت زید بن حارثہ عیص کو بھیجا گیا- جمادی الاول ۶ھ مین-

۴۳- سریہ زید بن حارثہ مدینہ سے ۳۶ میل پر طرف کو بہیجا گیا- جمادی الثانی ۶ھ مین

۴۴- سریہ زید بن حارثہ وادی القریٰ کے عقب مین حسمیٰ کو گیا- جمادی الثانی ۶ھ مین-

۴۵- لشکر زید بن حارثہ وادی القریٰ کو بہیجا گیا- رجب ۶ھ مین-

۴۶- سریہ عبدالرحمن بن عوف دومۃ الجندل کو گیا- شعبان ۶ھ مین-

۴۷- غزوۂ فدک بامارت حضرت علی مرتضیٰ- شعبان ۶ھ مین بہیجا گیا-

۴۸- لشکر زید بن حارثہ کنارہ وادی القریٰ پر اُم قرفہ گیا- رمضان ۶ھ مین-

۴۹ - جہاد ابن رواحہ کا اسیر بن زارم سے۔ شوال سنہ ۶ھ مین ہوا۔

۵۰ - سریہ کرز ابن جابر عرنیین کو بھیجا گیا۔ شوال سنہ ۶ھ مین۔

۵۱ - غزوہ حدیبیہ۔ ذیقعدہ سنہ ۶ھ مین ہوا۔

۵۲ - غزوہ خیبر جمادی الاول سنہ ۷ھ مین ہوا۔ وہان سے واپس ہوئے تو وادی القریٰ مین کشت وخون ہوا۔

۵۳ - لشکر حضرت عمر بن الخطاب تربہ روانہ ہوا۔ شعبان سنہ ۷ھ مین۔

۵۴ - سریہ حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ نجد گیا۔ شعبان سنہ ۷ھ مین۔

۵۵ - سریہ بشیر بن سعد فدک گیا۔ شعبان سنہ ۷ھ مین۔

۵۶ - سریہ غالب بن عبداللہ نجد کے کنارے پر میفعہ گیا۔ رمضان سنہ ۷ھ مین۔

۵۷ - سریہ بشیر بن سعد جناب کو بھیجا گیا۔ شوال سنہ ۷ھ مین۔

۵۸ - آنحضرت صلعم عمرۃ القضیہ بجالائے۔ ذیقعدہ سنہ ۷ھ مین۔

۵۹ - آنحضرت صلعم نے ابن ابی العوجا السلمی سے جہاد کیا۔ ذی الحجہ سنہ ۷ھ مین۔

۶۰ - سریہ غالب بن عبداللہ کدید کو جو قدید کے عقب مین ہے گیا۔ صفر سنہ ۸ھ مین۔

۶۱ - سریہ شجاع بن وہب بمقابلہ بنی عامر بن الملوح۔ ربیع الاول سنہ ۸ھ مین بھیجا گیا۔

۶۲ - سریہ کعب بن عمیر الغفاری ذات اطلاح کو جو بلقا سے دو منزل ناحیہ شام مین ہے گیا۔ ربیع الاول سنہ ۸ھ مین۔

۶۳ - سریہ زید بن حارثہ موتہ کی طرف گیا۔ سنہ ۸ھ مین۔

۶۴ - سریہ عمرو بن العاص ذات السلاسل گیا۔ جمادی الثانی سنہ ۸ھ مین۔

۶۵ - سریہ ابو عبیدہ بن الجراح ہوا جسے غزوۃ الخبط لکھا ہے۔ رجب سنہ ۸ھ مین۔

۶۶۔ سریہ خضرۃ بامارت ابوقتادہ۔ خضرۃ نواح نجد مین لبستان ابن عامر سے ۲۰ میل ہے۔
شعبان ۸ھ مین ہوا۔

۶۷۔ سریہ ابی قتادہ لبضم کو گیا۔ رمضان ۸ھ مین۔

۶۸۔ غزوۂ عام الفتح مین مکہ فتح ہوا۔ ۱۷ر رمضان ۸ھ مین۔

۶۹۔ خالد بن الولید نے بت عزی کو منہدم کیا۔ ۲۵ر رمضان ۸ھ مین۔

۷۰۔ عمرو بن العاص نے بت سواع کو منہدم کیا۔ رمضان ۸ھ مین۔

۷۱۔ سعد بن زید الاشہلی نے بت مناۃ کو توڑا۔ رمضان ۸ھ مین۔

۷۲۔ سریہ بنی جذیمہ بامارت خالد بن الولید۔ شوال ۸ھ مین ہوا۔

۷۳۔ غزوۂ حنین۔ شوال ۸ھ مین ہوا۔

۷۴۔ غزوۂ طائف۔ شوال ۸ھ مین ہوا۔

۷۵۔ لوگون نے حج خانہ کعبہ کیا۔ ۸ھ مین۔

۷۶۔ غزوۂ تبوک جو اخیر غزوہ ہے۔ ۹ھ مین ہوا۔

واقدی نے ابواسحاق سے روایت کی ہے کہ پہلا غزوہ آنحضرت صلعم کا غزوۂ ابوا ہے۔
دوسرا غزوۂ بواط۔ تیسرا غزوۂ عشیرہ ہے۔

زید بن ارقم نے تعداد غزوات کی اونیس بتائی ہے اور کہا ہے کہ ۱۷ غزوات مین خود مین بھی
شامل تھا مگر وہ پہلا غزوہ عشیرہ کو بتاتے ہین۔

قرۃ العیون مین روایت ہے کہ جہاد آنحضرت نے ایک قول کے بموجب ۲۱ کئے اور ایک
قول کے بموجب ۲۵ کئے اور ایک قول سے ۲۷ کئے اور بعضے ۲۹ یا ۳۴ بتاتے ہین۔

سبب اس اختلاف کا یہ ہے کہ ایک راوی نے بعض غزوات کو نہین لکھا اور جہان تک کہ

اوسکو علم تہا اوسنی اوسنے خبر دیدی - یا ایک غزوے کو بہ سبب قرب مناسبت کے دوسرے مین شامل کردیا اور دونون کو ایک غزوہ سمجہا مثل طائف اور حنین اور احزاب اور بنو قریظہ کے -

ان غزواۃ مین سے صرف سات جگہہ یعنی بدر - احد - احزاب - بنو قریظہ - بنی مصطلق - خیبر طائف مین جنگ ہوئی - اور ایک قول کے بموجب وادی القری - غابہ - بنی النضیر مین بہی لڑائی ہوئی ہے

بعث اوس لشکر کو کہتے ہین جسمین حضرت رسول اللہ صلعم نہ تشریف لیگئے ہون صرف لشکر ہی کو روانہ کردیا ہو - اور بعوث آپکے قریب پچاس کے بیان کئے جاتے ہین -

۱ - غزوۂ ابوا

سال دویم ہجرت مین جب پیغمبر خدا نے سنا کہ قریش اور قبیلہ بنی ضمرہ مقام ابوا مین مجتمع ہوئے ہین اور دینداروں کی ایذا رسانی کا ارادہ رکہتے ہین تو آپ بہ نفس نفیس چند اصحاب کے ساتہہ مدینہ سے باہر نکلے حالانکہ اہل اسلام بہت تہوڑے تہے اور اس قلت پر بیسر و سامانی مستزاد تہی اور ادہر کفار بکثرت اور سامان جنگ و جدل سے بخوبی آراستہ تہے یہان تک کہ اگر ایک ایک پتہر بہی اٹہاکر مارتے تو بہی مسلمانون کو سرمہ کردیتے مگر اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے کفار کے دلون پر مسلمانون کا ایسا رعب غالب ہوگیا کہ طالب صلح ہوئے سچ ہے ؎

ہیبتِ حق است این از خلق نیست	ہیبتِ این مرد صاحب دلق نیست

جب کفار قریش اور قبیلہ بنی ضمرہ کے دلون پر اہل اسلام کا رعب چہا گیا تو بجز اسکے اون سے اور کچہہ نہ بن پڑا کہ صلح کرکے اپنے کو بچائین -

اب اس معاملہ مین ہمکو ایک بحث ہے کہ آیا رسم و عادت کے موافق ممکن ہے کہ کفار اس طمطراق کیساتہ آوین اور چند مسکین اور بیسر و سامان مسلمانون سے ڈر جائین - ہان اونکا یہ ڈر جانا

ایک تعجب کا مقام ہے جب غور کیا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل اسلام کے ساتھہ خدا تھا اور وہ بر سر حق تھے جس سے اہل اسلام کی حقیت اور قدرت الٰہی کامل طور سے عیان ہے اور کفار بدکار شیطان کے پیرو اور ناحق پر تھے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ ناحق اندیش حق اندیشون سے نڈرین۔

چونکہ آنحضرت کی غرض اونپر جانے سے کچھہ یہی نہ تھی کہ اون کو مار پیٹ کر مسلمان کر لیجئے بلکہ اونکی جمعیت کا توڑ دینا مقصود تھا تاکہ اہل اسلام کو تکلیف نہ دیسکین اور از راہ خیر خواہی ومحبت ضمناً یہ بھی منظور تھا کہ آثار قدرت الٰہی معاینہ کر کے اپنے مذہب باطل سے باز آوین اور حق کی طرف رجوع کر کے اسلام مین داخل ہون اسلئے جب آپنے اون کو طالب صلح دیکھا اور اونکے سردار مخشی ابن عمر نے صلح کی درخواست کی تو حضور نے اون سے کچھہ مزاحمت نکی اور کسیطرح کی بھی جنگ وجدل نہوئی پھر کر چلے آئے اور صلح اس امر پر ہوگئی کہ وہ نہ قریش کا ساتھہ دین گے اور نہ مدینے کے مسلمانون کا۔

۲۔ سریہ رابغ بامارت ابو عبیدہ بن الحارث

جب مدینہ مین داخل ہوئے تو سنا گیا کہ قریش کی ایک جماعت مسلح ہتیار بند مکہ سے نکلی ہے اور ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی مہم پر چلے ہین اور عکرمہ ابن ابوجہل اون کا سردار ہے اس انداز سے بالکل یہی سمجھا جاتا تھا کہ قریش کو بجز ایذا اہل اسلام اور قتل آنحضرت کے اور کچھہ منظور نہین ہے پس آنحضرت نے اس نظر سے کہ کہین فرصت پاکر مسلمانون پر دست درازی نکرین مہاجرین مین سے ساٹھہ ۶۰ آدمیون کو اپنے چچازاد بھائی عبیداللہ ابن الحارث کے ماتحت کر کے اون لوگونکے مقابلہ کو بھیجا اور جماعت اسلام کے لئے ایک عَلَم سفید بنایا مسطح ابن اثاثہ اس چھوٹے سے لشکر کے عَلَم بردار ہوئے یہی عَلَم تھا جو پہلے پہل لشکر اسلام کے واسطے بنایا گیا پس یہ ساٹھہ ۶۰ اکسٹھہ ۶۱ آدمی

جن مین سے کسی کے پاس تو ہتیار تہا اور کسی کے پاس نہ تہا اور جسکے پاس تہا بہی تو یہ حال تہا کہ اگر تیر و کمان تہے تو تلوار ندارد اور اگر تلوار ہے تو تیر و کمان ندارد اور لشکرون کا ساخزانہ اور ساز و سامان تو اون کو کہان میسر تہا صرف اپنے اللہ پر بھروسا کر کے جان قربان کرنیکو مستعد ہو گئے تہے آخر ش یہ قریش کی جماعت پر جا پہونچے مخالفین کے ساتھہ دو سو آدمیون سے زیادہ زیادہ تہے اور سب کے پاس اسلحہ جنگ موجود اور سب ساز و سامان سے آراستہ تہے اونہون نے تیر مارنے شروع کئے سعد ابن ابی وقاص بہی لشکر اسلام کے ساتھہ تہے پہلے اونہون نے کفار کے لشکر پر تیر پہنیکا کفار چونکہ بہت تہے اور اونکے ساتھہ بڑے بڑے قوی بازو تیر انداز تہے سعد کا تیر پڑتے ہی مسلمانون پر وہ تیرون کا مینہہ برسانے لگے اگرچہ اہل اسلام بہت تہوڑے تہے اور سامان جنگ بہی جیسا کہ چاہئے تہا نہ تہا مگر مدد الٰہی جو اون کے شامل حال تہی کثرت کفار سے خوف نکرنے دیتی تہی لہذا تیرون کے مینہہ سے مسلمان نہ ڈرے اور با دل قوی مقابلہ پر اڑے رہے۔

خدا کی قدرت دیکہو باوجودیکہ جماعت اسلام کفار کے روبرو کچہہ بہی حقیقت نرکہتی تہی اور نیز وہ اپنی آنکہون سے کہڑے ہوئے دیکہتے تہے اور خوب جانتے تہے کہ اہل اسلام بہ نسبت ہمارے بہت کم ہین تو بہی اونکے دلپر ایک رعب غالب ہو گیا اور خیال کرنے لگے۔ کہین ایسا نہو کہ اور مسلمان پیچھے سے آجاوین اس لئے سب نے دل ہار دیا اور بہاگ گئے دلیران اسلام نے جب دیکہا کہ اللہ کی مدد سے غلبہ ہماری طرف رہا اور ہم تہوڑے سے آدمیون کے سامنے اتنا بڑا لشکر نہ ٹہیر سکا تو سبکے دل قوی ہو گئے اپنے خدا کا شکر ادا کرتے اور تکبیر کہتے ہوئے مدینہ کو پہرے۔ مخالف و موافق۔ یگانہ و بیگانہ سب پر مثل آفتاب روشن ہو گیا کہ مسلمانون کے ساتھہ خدا ہے اور تائید الٰہی ان ہی پر ہے انکا مقاتلہ اور محاربہ بہی قدرت الٰہی سے خالی نہین جیسے ان کے پیغمبر کے اقوال اور افعال خارق عادات مصدر اعجاز و کرامات۔ مظہر عظمت و جلال ایزد متعال ہین ویسے ہی انکی ہر بات ہر کام قدرت الٰہی کا نمونہ ہے

یہ جنگ ابوا کے قریب میدان رابغ مین ہوئی تھی۔
مقداد ابن اسود اور عتبہ ابن عزوان جو براے تجارت کفار کے ساتھہ مکہ سے آئے تھے لشکر اسلام مین شامل ہو گئے۔

۳۔ سریہ سیف البحر بامارت حضرت حمزہ رض

ان ہی دنون مدینہ مین خبر آئی کہ تجار قریش کی ایک جماعت شام سے مکہ کو جاتی ہے جب یہ خبر سُنی گئی تو مسلمانون نے کفار کی پہلی ایذا دہی پر کہ اُنھون نے [illegible]ون کے مارنے اور لوٹ لینے اور اسباب چھین لینے مین ذرا درگذر نہ کی تھی خیال کر کے بدلا لینے پر کمر باندھی اور یہ سوچا کہ جیسا کفار نی ہماری ساتھہ کیا ہے ہم بھی اونکے ساتھہ ویسا ہی کرین اور جسطرح ہو یا تو او نہین مسلمان کرین یا مسلمانون کے ساتھہ مقابلہ کرنیکے لایق نرکھین۔ پس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مہاجرین مین سے تیس ۳۰ آدمی اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور سمندر کے کنارہ پر لشکر کفار پر حملہ کیا۔ کفار کی بھیڑ بھاڑ قریب تین سو کے تھی اور ابو جہل بھی اُن مین شامل تھا۔ دیکھو مسلمانون کی ہمت خداداد اور طاقت و شجاعت کو کہ تیس ۳۰ آدمی تین ۳۰۰ سو کے مقابلہ پر آ گئے کیون نہو جسکی مدد پر خدا ہو وہ جو چاہے سو کرلے نہ اُسے آگ مین جلنے کا خوف ہو سکتا ہے نہ پانی مین ڈوب مرنے کا پس یہ ایک صریح معجزہ ہے آنحضرت صلعم کا کہ تیس آدمی بے سر و سامان تہی دست گرسنہ و تشنہ تین سو پہلوانان لشکر شکن پر چڑھ جائین اور اون پر غالب آوین پس جن معاملون کو مخالفین شمشیر زنی کہتے ہین اونکی کیفیت یہ ہے جو آپنے سُنی آیا شمشیر زنی ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ دو چار چڑیان مجتمع ہوکر دو چار سو باز چڑون کو مارلیا کرین اور پھر محض اون چڑیون کے پنجہ اور منقار ہی کا زور سمجھا جائے اور قدرت ایزدی کا ذرا بھی اعتبار نکیا جائے فی زماننا اگر کہین ایسا امر وقوع مین آئے کہ ایک چڑیا باز کو مار ڈالے تو کوئی آدمی بھی نکہے گا کہ اس چڑیا نے اپنی طاقت جسمی اور پنجہ و منقار کے زور سے ایسا کیا بلکہ ہر شخص متعجب ہو کر قدرت

اوسی پر حملہ کرے گا۔

الحاصل جب اہل اسلام اوس لشکر عظیم کے مقابلہ پر پہنچے اور جانبین کی آدمی آمادۂ قتال ہوئے تو مجدی ابن عمر جہنی نے بیچ بچاؤ کرکے قتل کی نوبت نہ آنے دی ابوجہل اپنے دل مین ڈرا اور غنیمت سمجھکر قافلہ سمیت مکہ کو چلا گیا اور جناب حمزہ رضی اللہ عنہ مع اصحاب کے مدینہ چلے آئے۔ یہ مقابلہ سمندر کے کنارے سیف البحر پر ہوا تھا۔

۴۔ سریہ خرّار بامارت سعدؓ ابن ابی وقاص

اسی سال دویم مین سعد ابن ابی وقاص ۲۰ مہاجرین کو ساتھہ لیکر ایک قافلہ قریش کے مقابلہ کو گئے۔ قافلہ والون نے جوانکی آمد آمد سنی بھاگ گئے۔ مسلمان میدان خرّار سے مدینہ مین چلے آئے۔

۵۔ غزوۂ بواط

اسی سنہ ۲ ہجری مین غزوۂ بواط ہوا۔ آنحضرت صلعم سعدؓ ابن معاذ کو مدینہ مین خلیفہ کرکے دو سو غازیان اسلام کے ساتھہ مدینہ سے باہر نکلے۔ اور ایک کاروان قریش سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ اس کاروان مین امیہ ابن خلف جمجی بہی تھا اور سو مرد قریش اوسکے سطیع تھے۔ ڈہائی ہزار اونٹ ہمراہ تھے۔ اس کثرت اور مجمع پر بہی اونکے ہوش و حواس ایسے فقرّوا ہوئے کہ مسلمانون کے خوف کے مارے تتّر بتّر ہو گئے۔ اگرچہ مسلمان اونکی بہ نسبت بہت کم تھے اور بواط تک ناحیۂ رضوی کے قریب پہنچ گئے مگر کسی کی ہمت نہ پڑی جو اونکا مقابلہ کرتا۔ جب کوئی سامنے نہ آیا تو غریب لاچار ہوکر مدینہ آ گئے۔ واضح ہو کہ بواط ایک پہاڑی مقام ہے۔

۶۔ غزوۃ العشیرۃ

اسی سال مین غزوۃ العشیرۃ واقع ہوا۔ آنحضرت صلعم نے سُنا کہ ابوسفیان بن حرب قریش

سے ایک مجمع کثیر کے ساتھہ شام کو جاتا ہے اور اوسکے ساتھہ ۰ ۴ یا ۷۰ سوداگران قریش ہین اسلئے آپنے ایک علم ہنا کے حمزہ ابن عبد المطلب کو دیا اور سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کو مدینہ مین اپنا خلیفہ کر کے ایک سو پچاس مسلمانون کے ساتھہ مدینہ سے موضع عشیرہ تک گئے اور چندر وز وہین قیام فرمایا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ کفار مسلمانون کے خوف سے کنارہ کش ہو گئے ہین۔ اور ابوسفیان بھی کترا کے دوسری راہ سے نکل گیا۔ آنحضرت نے بنی مدلج کی جماعت اور اوسکے ساتھیون سے جو نواح عشیرہ مین رہتے تھے عہد و پیمان لے لیا کہ ہم مسلمانون کو نہ ستائینگے۔

یاد رہے کہ یہ لوگ جنسے عہد ہوا بڑے متمول تھے اگر مسلمان چاہتے تو اونہین لوٹ لیتے یا قتل کرڈالتے یا اور کچھہ نکرتے تو دبا کر اور تنگ کر کے اونکو مسلمان ہی کر لیتے مگر حاشا ہرگز ایسا نہ کیا۔ اون کا مطلب ہی یہ نہ تھا کہ خواہ مخواہ لوٹ مار کرین یا بجبر و اکراہ کفار کو مسلمان کر لین بلکہ اصل مطلب یہ تھا کہ مسلمانون کا رعب و داب کفار پر بٹھا دیا جاے تا کہ وہ پھر کبھی مسلمانون پر ظلم نہ کرین۔ پس جب اونھون نے یہ اقرار کر لیا کہ ہم مسلمانون کو ایذا نہ دینگے تو آنحضرت نے بھی اونسے جنگ نہ کی اور بغیر اونکے ستائے ہوئے واپس آئے۔

اور اسی جگہہ پر کیا موقوف ہے جہان جماعت کفار پراگندہ ہو گئی وہین اہل اسلام نے اُنکی تکلیف دہی سے ہاتھہ اوٹھا لیا ہے۔ نہ اونہین لوٹا ہے نہ مارا ہے نہ بجبر مسلمان کیا ہے۔ اور جہان لوگ اپنی سینہ زوری کی راہ سے اور بے ایمانی کے باعث مسلمانون کی ایذا رسانی پر مستعد ہو گئے وہان مسلمانون نے بھی اپنی جان کو عزیز نہ سمجھکر وہ وہ دادِ شجاعت دی ہے کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا۔ مرتا کیا نہ کرتا اور پھر خدا کی مدد۔ اوسکا نتیجہ یہ ہے کہ مخالفین کی آنکھین خیرہ ہو گئی ہین اور اون آنکھون سے کچھہ نہین سوجھتا۔ کوئی تو کہتا ہے کہ اشاعت اسلام بزور شمشیر ہوئی اور کوئی اور آگے جوڑ ہا ہے تو اوس نے

یہ کہدیا ہے کہ لوگ مال غنیمت کے لالچ سے محمدؐ کی اعانت کرتے تھے۔ مخالف لوگ اگرمور وملخ سے بھی زیادہ اور باساز وسامان ہوتے تھے تو بھی یہ خدا کے بندے اپنی بھوک اور مفلسی اور بے سروسامانی مین اون کے مقابلہ سے مُنہ نہ پھیرتے تھے۔ اور اونپر غالب ہی آتے تھے اللہ جل شانہ نے اپنے سچے پرستش کرنیوالون کی کیسی کیسی مدد کی ہے جس سے عقل حیران ہے
اِسی سفر مین پیغمبر خدا صلعم نے حضرت علی کو کنیت ابوتراب سے مشرف فرمایا۔ عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اور حضرت علی غزوہ عشیرہ مین درخت خرما کے نیچے ریت پر سوتے تھے حضرت ہمارے سرہانے تشریف لائے تو ہمین جگایا اور علی سے کہا "قم یا اباتراب" پھر حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی مین تمھین آگاہ کئے دیتا ہون کہ دنیا مین کون شخص بدبخت ترین ہے۔ حضرت اسد اللہ الغالب بولے کہ ہان حضور بتا دیجئے۔ آنحضرت کا ارشاد ہوا کہ "ایک تو وہ جسنے حضرت صالح علیہ السلام کے ناقہ کی کوچین کاٹین اور دوسرا وہ جو تیرے مُنہ اور ڈاڑہی کو خون سے رنگیگا" حضرتؐ یہ فرماتے جاتے تھے اور اپنے دست مبارک کو حضرت علی کے سر اقدس پر پھیرتے جاتے تھے۔ ناظرین دیکھین کہ یہان پر حضور نے جناب علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی کی ہے۔

۷۔ غــزوۂ بدر اولی

اسی سال مین کرز ابن جابر فہری نے نواحی مدینہ کی چراگاہ سے ازراہ بغض وعناد آنحضرتؐ کے اونٹ نکال دئے مگر اصل مین یہ ارادہ تھا کہ شتربانون کو مار کوٹ کے اونٹ چھین لے۔ چونکہ کسی نے اوس کا ساتھہ ندیا اسلئے اوس نے اپنی قساوت قلبی اسطرح ظاہر کی کہ اونٹون کو چرنے نہ دیا۔ جب یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو آپنے زید ابن حارثہ کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور اپنے اصحاب کو ہمراہ لیکر مدینہ سے باہر نکلے اور ایک علم آراستہ کر کے حضرت علی کو دیا جب

نواحی بدر مین صفوان تک پہونچے تو خبر آئی کہ کرز بھاگ گیا ہے۔ اس کو غزوۂ بدر اولی کہتے ہین۔ بدر ایک چشمہ مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی صفرا کے پاس ہے سمندر وہان سے رات بسے کے فاصلہ پر ہے۔

کرز اپنا سب مال و متاع اور اونٹ وغیرہ وادی ہی مین چھوڑ کر بھاگ گیا تھا مسلمان اگر چاہتے تو سب لوٹ لیتے مگر استغفر اللہ کسی نے مال و اسباب کو ہاتھ بھی نہ لگایا وہان تو شریرون کو انکی شرارت کی سزا دینی منظور تھی اس لئے جب مخالف بھاگ گیا تو آپ نے مدینہ کی طرف مراجعت کی۔

۸۔ سریہ نخلہ

سنہ ۲ ہجری مین آنحضرت نے اپنے پھوپی زاد بھائی عبد اللہ بن جحش کو ایک نامہ لکھکر دیا اور فرمایا کہ اپنے اصحاب کو ساتھ لیکے دو دن تک برابر چلے جاؤ دو دن کے بعد پڑھکے اس پر عمل کرنا۔ حضرت عبد اللہ کے سعد بن ابی وقاص۔ عکاشہ بن محض۔ عتبہ بن غزوان اور واقد بن عبد اللہ تمیمی وغیرہ آٹھہ اصحاب تھے اون کو ساتھہ لیکر جدہر منہ اوٹھا چلدئے۔ دو دن کے بعد اوس تحریر کو کھول کر جو پڑھا تو اوسمین یہ لکھا تھا کہ ۔

"خداے عز اسمہ کے نام پر اور اوسکی برکت کے ساتھہ سفر کر اور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھہ لیجا۔ بطن نخلہ پر جاکے قیام کرنا اور وہان مجمع کفار کی آمد کا منتظر رہنا۔ اور کسیکو اپنے ساتھہ باکراہ نہ لیجانا جسکا جی چاہے تیرے ساتھہ جاے جسکا جی چاہے واپس چلا آوے"

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ اکراہ فی الدین کا حکم ہمارے پیمبر کو منظور نہ تھا نہ تو غازیان اسلام سے آپ یہ چاہتے تھے کہ وہ خواہ مخواہ آپ کے کہنے ہی سے لڑتے بھڑتے پھرین اور نہ آپ یہ چاہتے تھے کہ کفار زبردستی کے ساتھہ مسلمان کئے جائین۔ دوسرے آپ کو پہلے سے بالہام الٰہی یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ عبد اللہ کا رخ اوسی طرف کو ہوگا اور کفار بطن نخلہ ہی پہ

اونہین ملینگے۔

سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن عزوان کے پاس صرف ایک ہی اونٹ تہا دونون باری باری سے اوسپر سوار ہو لیتے تہے اثنای راہ مین وہ اونٹ کہو گیا۔ یہ دونون صاحب باجازت حضرت عبداللہ بن جحش اوسکی تلاش مین روانہ ہوئے۔ اب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتہہ صرف چہہ آدمی رہگئے وہ اونہین ہمراہ لئے ہوئے نخلہ پہنچے۔ طائف کی طرف سے قریش کا ایک بڑا قافلہ اسی جگہہ وارد ہوا۔ مویز اور ادیم اور دیگر مال طائف اونکے پاس تہا اس قافلہ قریش کے ساتہہ عمرو بن الحضرمی۔ حکم بن کیسان۔ عثمان بن عبداللہ مخزومی بہی تہے۔ کفار نے اپنی کثرت اور مسلمانونکی قلت دیکہکر مسلمانون کو چہیڑنا شروع کیا۔ اوس دن رجب کی پہلی تاریخ تہی مگر مسلمانونکو شبہ یہ تہا کہ آج جمادی الثانی کا اخیر دن ہے۔ پس جب مسلمانون نے کفار کی نیت بد دیکہی اور یہ سمجہا کہ کل ماہ رجب شروع ہوجائے گا جسمین لڑنے کی ہمکو ممانعت ہے اس لئے قافلہ کی کثرت اور اونکے سروسامان کی مطلق پرواہ نہ کرکے سات آدمی بیدہڑک سینکڑون پر جا پڑے خدا کی شان کہ انپر آنچ بہی نہ آئی اور کفار بدحواس ہوکے بہاگ نکلے۔ سچ ہے جسکی مدد پر خدا ہو اوسکا کوئی بال بیکا نہین کرسکتا۔ ہدایت اینردی جن لوگونکے شامل حال تہی اونہون نے اس معرکہ سے سمجہہ لیا کہ یہ جہاد جو مسلمان کررہے ہین وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ اسی لڑائی مین واقد بن عبداللہ تمیمی کے تیر سے عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ غازیان فتحمند نے عثمان ابن عبداللہ اور حکم ابن کیسان کو گرفتار کرلیا۔ نوفل کفار کا بڑا سردار بہاگ گیا۔ اور کفار کا سارا مال و متاع مسلمانونکے ہاتہہ آیا۔ پس غازیان خداپرست اُساریٰ اور مال غنیمت کو لیکر حضرت سرور کائنات صلعم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوئے۔

جب قبائل قریش نے یہ خبر سنی تو ازراہ بغض و عناد مشہور کردیا کہ محمد نے تو ماہ حرام

کو بہی حلال کر دیا۔ یعنی ماہ رجب مین مقابلہ کیا حالانکہ مسلمانونکو دہوکا ہوا تہا۔

اکثر مخالفین نے گمان کیا کہ اب مسلمانون اور قریش مین جنگ کی آگ خوب بڑہیگی کیونکہ عمرو بن الحضرمی واقد بن عبداللہ تمیمی کے ہاتہہ سے مارا گیا ہے اور واقد کے معنی بہڑکانے والے کے ہین۔

عبداللہ بن جحش نے مدینہ پہنچکے مال غنیمت کا پانچوان حصہ آنحضرت کے حضور مین پیش کیا اور باقی کو اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا۔ یہ مال غنیمت پہلے ہی پہل اہل اسلام کو ملا اور یہی پہلی خمس نکالی گئی۔ مگر رسول خدا نے اوس خمس کو قبول نفرمایا اور حکم دیا کہ یہ جنگ یکم رجب کو ہوئی ہے اسلئے ان اسیرون اور مال پر حکم شرع جاری نہین ہوسکتا۔

عبداللہ بن جحش اور اونکے اصحاب کو کمال رنج ہوا۔ اللہ جلشانہ نے اپنے راست باز بندون او اپنے حبیب کا ملال خاطر رفع کرنیکے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (سورہ بقر پارہ ۲)

ترجمہ۔ اے پیمبر مسلمان تم سے ادب والے مہینون کی نسبت دریافت کرتے ہین۔ یعنی اونمین جنگ کرین یا نہین۔ تم اُن لوگون سے کہدو کہ اون مہینون مین لڑنا بڑا گناہ ہے۔ مگر اللہ کی راہ سے روکنا اور خدا کو نہ ماننا اور خانہ کعبہ مین نہ جانے دینا اور کعبہ کے لوگون کو کعبہ سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اوس سے بہی بڑہکر ہے۔ اور فساد کشت وخون سے بہی بڑہکر ہے۔

اِس آیت کے نازل ہونیکے بعد عبداللہ بن جحش اور اونکے اصحاب کا رنج دفع ہوا۔

اور آنحضرت نے خمس قبول فرمائی - اور باقی کے واسطے جس طرح عبداللہ نے تجویز کیا تہا اوسی تقسیم کو برقرار رکہا -

مکہ والون نے درخواست کی کہ ہمارے دونون اسیر یعنی عثمان و حکم فدیہ لیکر رہا کردیئے جائین - مگر آنحضرت نے اونہین نہ چہوڑا اور فرمایا کہ ہمارے دو آدمی سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان جو اپنا اونٹ ڈہونڈہنے گئے ہین جب تک صحیح و سالم مدینہ مین نہ آلین گے - ہم تمہارے دونون آدمیون کو ہرگز نہ چہوڑینگے اور اگر وہ دونون کفار کے ہاتہہ سے مارے گئے تو ہم بہی اِن دونون اسیرون کو مار ڈالین گے - پس جب تک سعد و عتبہ لوٹ کر نہ آئے عثمان و حکم قید رہے - مگر اون کو کوئی ایذا نہین دیجاتی تہی نہ اون سے کوئی محنت و مشقت لیجاتی تہی - مسلمان اونکی خاطر کرتے تہے اور اپنے بہائیون کی طرح اون کو کہلاتے پلاتے تہے نہ وہ زبردستی مسلمان کئے گئے - حاشا و کلا جبر سے کبہی کیسکو مسلمانون نے مسلمان ہی نہین کیا ہے - جب سعد و عتبہ خیر و عافیت سے آنحضرت کے پاس پہونچے تو آپنے عثمان و حکم کو رہا کردیا - حکم تو مسلمانون کے اخلاق سے راضی ہوکر اوسی وقت مشرف باسلام ہوئے اور جنگ بیر معونہ مین شہادت پائی اور عثمان ابن عبداللہ کافر ہی رہا اور اوسی حالت مین مرا -

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالی عنہ سریہ نخلہ مین پہلے ہی پہل امیر المومنین کئے گئے اور خلفا مین سے یہ معزز خطاب حضرت عمر فاروق رض کو ملا -

اب تک تو خفیف خفیف جنگون کا بیان کیا گیا ہے - اِن کے بعد وہ لڑائیان ہوئین جن سے اسلام کے جہنڈے روے زمین پر گڑ گئے اور سکہ پڑ گئے - اون مین سے یہ نو جنگین بہت مشہور و معروف ہین - غزوہ بدر کبری - غزوہ احد - غزوہ احزاب - غزوہ بنی قریظہ - غزوہ بنی المصطلق - غزوہ خیبر - فتح مکہ - غزوہ حنین - غزوہ طائف -

غزوۂ بدر کبریٰ کی فتح نے تو مسلمانون کا رعب وداب کافرون پر جمادیا اور مسلمان غالب ہو گئے۔ اور فتح مکہ سے تمام ملک عرب کے بادشاہ مسلمان ہو گئے۔

۹۔ غزوہ بدر کبریٰ

اِس غزوہ کا نام بدر قتال بھی ہے۔ ناظرین نے غزوۃ العشیرہ کے بیان مین اوپر دیکھا ہے کہ مسلمان مقام ذوالعشیرہ تک جاکر واپس آئے۔ ابوسفیان کو یہ خبر شام مین لگی۔ اوس کے ساتھہ بڑے بڑے دشمنان اسلام اور منافق ومشرک مایہ فساد اور کفار کے سرگروہ تھے جب یہ قافلہ قریش خرید وفروخت کر کے اور منافع کثیر حاصل کر کے شام سے مکہ کو روانہ ہوا تو بموجب حکم خدا حضرت جبرئیل نے جناب رسول پاک صلعم کو آکے خبر دی کہ بیٹھے کیا کرتے ہو مسلمانون کے ستانیوالے اور اون کو بے گھر کر دینے والے لوگون کا قافلہ شام سے مکہ کو جاتا ہے اب تو ان غریب مصیبت زدون خانہ ویرانون کی تکلیفونکا کچھہ عوض دلوادو اِنہون نے جو خدا کے خاص بندون کو گرمی کے موسم مین جلتی ریت پر لٹا لٹا کے اذیتین دی ہین اور مسلمانون کو لوٹا مارا ہے۔ خدا کو بہت بُرا معلوم ہوا ہے یارسول اللہ خدا کی لاٹھی مین آواز نہین ہوتی وہ وقت کا منتظر تھا۔ اونکے گناہ کا پیالہ تو لبلب ہو کے چھلک چکا اور اب اِنکی باری ہے خدا اپنے سچے پرستارون کی مدد پر آمادہ ہے یانبی مسلمانون سے کہدو کہ ہمت کی کمرین چست باندہ کے مستعد ہو جائین اور خدا کی قدرت کے تماشے دیکھین وہ اپنی پرستش کرنیوالون کی صعوبات کو کبھی بھولتا نہین اور جب دینے پر آتا ہے تو چھپر پھاڑ کے دیتا ہے۔ یہان غزوۂ عشیرہ کا ماجرا آیا گیا ہو چکا تھا مدینہ مین کسی کو کانون کان بھی خبر نہ تھی کہ وہ شام سے لوٹین گے بھی یا نہین اور اگر لوٹین گے تو کب۔ نہ کسی کو اب اسکی خبر رکھنے کی پرواہ رہی تھی۔ آنحضرت کو جب یہ حکم پہونچا تو آپنے طلحہ ابن عبداللہ

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو روانہ کیا تاکہ قافلۂ قریش کا حال دریافت کرین کہ کہان تک وہ لوگ آ چکے ہین - یہ دونون صاحب ایک موضع مین پہونچ کے ایک آدمی کے گھر مین رہے جب کاروان قریش اسی موضع مین قیام کرکے کوچ بہی کر گیا تو طلحہ اور سعید یہان سے روانہ ہوے اور جس شخص کے ہان اوترے ہوئے تہے وہ بہی تہوڑی دور تک اونکے ساتہہ رہا تاکہ جاے خطرناک سے اونہین نکالدے - جسوقت ابو سفیان بدر مین پہونچا ہے تو اوس نے مجدی ابن عمرو سے دریافت کیا کہ تجہے کچہہ محمد یون اور اونکے جاسوسون کی بہی خبر ہے - اوس نے جواب دیا کہ نہین مجہے نہین معلوم اور نہ مین نے اونکی بابت کچہہ سنا اور نہ دیکہا - مگر دو شتر سوار اوس مقام پر سامنے تہوڑی سی دیر ٹہیرے تہے اور پہر جلدی سے کوچ کر گئے نہ معلوم وہ کون تہے - کدہر سے آئے تہے اور کدہر کو چلدئے - ابو سفیان کے دل مین تو ہول بیٹہہ ہی رہا تہا دوڑا ہوا اوس جگہہ چلا گیا وہان اوس نے طلحہ و سعید کے اونٹون کی مینگنیان پائین اونہین توڑ کے جو دیکہا تو اونکے اندر سے چہوہارے کی گٹہلیان نکلین ابو سفیان کا ماتہا ٹہنکا اور گہبرا کے چلا اوٹہا کہ واللہ ان اونٹون نے مدینہ کی گہاس چری ہے اور یہ دونون شتر سوار محمد کے جاسوس تہے اور ابہی وہ کہین قریب ہی ہین - پس کچہہ سوچ بچار کے راستہ اپنا بدلدیا اور بدر کو اپنی بائین طرف چہوڑ کے ساحل کی راہ سے مکہ کو روانہ ہوا - اور نہایت خوف سے جلدی جلدی کوچ کرنے لگا -

اِدہر طلحہ اور سعید کے مدینہ مین پہونچنے سے پہلے آنحضرت صلعم عمرو ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کر کے مہاجرین اور انصار کو ساتہہ لیکر مدینہ سے باہر نکل چکے تہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اسوقت یہی منظور تہا کہ اپنے ایماندار بندون کے ہاتہہ سے مشرکون اور منافقون کو زک دلوائے اور گروہ کثیر کو تہوڑ لیسے لوگون کا مغلوب کر کے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سب پر ظاہر

کردے - پس جبرئیل علیہ السلام ایک ایک دم کی خبر جناب رسول خدا کو دیتے تھے کہ قریش کا قافلہ اب فلان مقام پر ہے - اب وہان ہے - آج وہ لوگ فلانی منزل پر آکے فروکش ہوئے ہین - اس سلئے آپ کو طلحہ اور سعید کے آنے اور اُن کے خبر دینے کی کچھہ ضرورت ہی نہین رہی تہی شعر

آنرا کہ دمبدم خبر از غیب می دہند	اورا چہ حاجت است با خبار ما و تو

مگر دنیا عالم اسباب ہے اسلئے اون دونون کو ظاہر ابطور جاسوسی کے بہیجدیا تہا تا کہ عادت کی پیروی بہی ہو جائے -

یہ اول غزوہ ہے جسمین انصار آنحضرت کے ساتھہ گہر سے باہر نکلے اور اصحاب کی ایک جماعت کثیر مدینہ ہی مین رہ گئی - یہ تاریخ بارہوین رمضان روز دوشنبہ تہا -

بدر ایک کنوان مدینہ سے تین منزل ہے جسے بدر بن قریش یا بدر بن حارث نے کہدوایا تہا اور ایک روایت مین بدر مکان کا نام بتایا گیا ہے -

مدینہ سے چل کے ایک میل کے فاصلہ پر بیر ابی عتبہ پر قیام ہوا - وہان حضور نے اپنے ہمراہیون کو جو دیکھا تو نہایت قلیل نظر آئے اور سب کو بے سروسامان اور پا پیادہ پایا - آپ نے اُن کے لئے یون دعا کی کہ -

" اے حق سبحانہ وتعالی یہ بندے تیرے پیادہ پا ہین انہین اپنے فضل وکرم سے سوار کردے یا اللہ یہ لوگ بہوکے ہین انہین کہانے کو دے - یا الٰہی انکے پاس پہننے کو کپڑے نہین انہین اپنے توشہ خانہ سے پوشاکین مرحمت فرما - اے غنی مطلق یہ بیچارے مفلس ہین انکو امیر بنادے "

حضرات ناظرین رسولون کی دعا کو جانے مین اور اوسکی تاثیر کے آنے مین کہین دیر لگا کرتی ہے

گویاکہ وہ ایک برق خاطف تھی کہ چمک کے ادہر سے اودہر ہوگئی اور یہ ایک شعلہ جہندہ تھاکہ اودہر سے آکے یہان موجود- چنانچہ راویان معتبر نے لکھا ہے کہ جب لشکر اسلام مدینہ کو پہرا ہے تو کوئی غازی ایسا نہ تہا جس کے قبضہ مین دو دو اونٹ نہون اور پوشاک اور کہانے اور مال و متاع کا تو کچہہ حساب ہی نہ تہا- اللہ اکبر

موضع بیر عتبہ پر آنحضرت نے اپنے ساتہیون مین سے جسکو نوجوان اور کم عمر دیکھا اوسے گہر لوٹا دیا- اِس طور سے کل ۳۰۵ آدمی آپ کے ساتہہ رہگئے- اون مین ۸۰ مہاجر اور باقی سب انصار تہے- اِن کے علاوہ آٹہہ آدمی اسطرح شریک غزوہ بدر کبریٰ سمجھے جاتے ہین کہ وہ بباعث عذر قوی کے شریک جہاد نہو سکے مگر آنحضرت نے غنیمت بدر سے اونہین حصہ دیا- اِن آٹہہ مین ۳ مہاجر اور ۵ انصار تہے- اِن تین مہاجرون کے نام نامی اور اسم گرامی یہ ہین- ۱ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسواسطے شریک نہو سکے کہ اونکی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول خدا اِس زمانہ مین بہت بیمار تہین- حضرت عثمان رضی کو بنت رسول اللہ کی خدمت سے فرصت نہ تھی اور حکم خدا و رسول اونکے لئے یہی تہاکہ تم اونکی تیمارداری کے لئے گہر ہی پر رہو- ۲ دوسرے حضرت طلحہ اور ۳ تیسرے حضرت سعید تہے جو آنحضرت کے فرمان واجب الاذعان کے بموجب جاسوسی کو گئے ہوئے تہے جیساکہ اوپر مذکور ہوا-

اب رہے پانچ انصار اون مین سے ۱ ایک تو ابی البابہ ہین جنکو آنحضرت نے رستہ ہی سے گہر واپس کردیا تہا- ۲ دوسرے عاصم ابن عدی العجلانی کو اہل عالیہ پر خلیفہ کرکے مدینہ مین چہوڑدیا تہا- ۳ تیسرے حارث ابن خاطب کو منزل روحا سے بنی عمرو ابن عوف کی مہم پر بہیجدیا تہا- ۴ چوتہے حارث ابن الصمہ اور ۵ پانچوین خوات ابن جبیر- یہ دونون صاحب اثنائے راہ مین گر کر زخمی ہوگئے تہے بدین وجہ گہر کو واپس کردئے گئے-

لشکر اسلام مین صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے - ایک گھوڑا تو مقداد کے پاس تھا اور دوسرا ابی مرثد کا تھا - اور کلھم اجمعین چھ زرہ اور آٹھ تلوارین سارے لشکر کے پاس تھین بھلا اس سامان سے کیا کوئی لڑے اور کیا بڑھے - ہے کوئی اس زمانہ مین بھی ایسا رستم خان جو اس سازوسامان سے ہمین لڑکے دکھاوے اور ہزار بارہ سو آدمیون کا پلٹنین نکال دے اور وہ ہزار بارہ سو بھی کیسے جو از سر تا پا غرق آہن تیر و تلوار سے چاق و چوبند مال والے پیٹ بھرے - حق تو یہ ہے کہ بھنگون نے ہزاران نیستان و غا کا مار کر کچومر نکال دیا - خدا کی قدرت اسی کا نام ہے -

غربائے اسلام کے لشکر مین بیچارے دو دو تین تین غازیونکے حصہ مین ایک ایک اونٹ تھا جسپر باری باری سے سوار ہو لیا کرتے تھے اور بعض کو تو سواری نصیب ہوئی ہی نہین - چنانچہ صاحب لولاک کو بھی تین آدمیون مین ایک اونٹ میسر آیا تھا - یعنی آپ اور جناب علی مرتضیٰ اور حضرت ابو البابہ ایک ہی اونٹ مین شریک تھے - جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ چلنے کی نوبت آتی تو شیر خدا اور ابو البابہ بکمال ادب دست بستہ ہوکر عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آپکے بدلے ہم پیادہ چلین گے آپ سوار ہی رہئے تو حضرت محبت کی آنکھ سے اون کی طرف دیکھ کے فرماتے کہ ما انتما باقوی منی وما انا باغنی عن الاجر منکما یعنی تم دونون کچھ مجھسے قوی تر نہین ہو اور مین تم دونون کی بہ نسبت اجر سے مستغنی نہین ہون - غرضکہ آنحضرت اپنی ہی باری سے اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور دوسرون کی نوبت جب آتی تو خود پیادہ پا چلتے اور اون کو سوار کر دیتے تھے مجال کیا کہ ذرا بھی تجاوز ہونے پاوے -

اللہ اللہ کیا عدل تھا کہ سب کے حق برابر تلے رہتے تھے اوسی کا یہ نتیجہ تھا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنا جزو بدن سمجھتا تھا اور جب سے مسلمانون مین یہ بات پیدا ہوگئی

کہ دوسرے اپنی جان کو جوکھون مین ڈال کے کما لائین اور مین مزے سے بیٹھا بیٹھا کھاؤن اور سب مجھے اپنا بڑا سمجھین اوسیوقت سے تنزل شروع ہوگیا اور اب وہ حالت ہے جسے آپ دیکھتے ہین۔ حضرات اتفاق جب ہی قایم رہتا ہے جبکہ چوٹی کا پسینہ ایڑی پر آتا ہے۔ پہلے مساوات قایم کر لیجئے اور خوردی وبزرگی کی گردن مارئے پھر اتفاق کا نام مُنہ سے نکالئے۔ دیکھا مخدوم دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اپنی سواری کے شریکون کو کیا جواب دیا ہے کہ "مین تم دونون سے کمزور نہین اور ثواب حاصل کرنیکی خواہش جتنی تم کو ہے اوتنی ہی مجکو ہے پھر مین تمہاری باری کیوقت کیون سوار ہو کے چلون" قربان اُن لبون کے جن سے یہ بات نکلی ہے سچ ہے عہ ہر کہ خدمت کرداو مخدوم شد۔ اِس مصرع مین جو لفظ خدمت ہے اوسے اوستاد یا پیر یا گرو یا بادشاہ کی خدمت نہ سمجھنا جو محض خودغرضی اور مطلب پرستی ہوتی ہے بلکہ کافہ انام کی خدمت سے مخدوم بنتا ہے جیسا کہ آپنے سید عالم کے فعل کو دیکھا۔ آج کل کے رئیس یا سردار ہوتے تو چپت مار کے دوسرے کی سواری چھین لیتے اور سوار ہو کے اپنے دائین بائین یون دیکھتے چلتے گویا کہ سب ساتھی ہمارے زرخرید غلام ہین۔ ایسے ہی لوگون کے حق مین کسی اوستاد نے یون کہا ہے ؎

نے سکندر رہے ہے نہ دارا ہے نہ کسریٰ ہے نہ طاق	موت نے اکدم مین کس کس گھر کو فانی کردیا

ادہر تو مسلمانون کا لشکر اسطرح سے کوچ کرتا چلا جاتا تہا۔ اب اودہر والون کا اور مکہ کا حال بہی سُن لیجئے کہ قافلۂ مشرکان جب شام سے چلا تہا تو ڈر کے مارے اثنائے راہ سے ضمضم ابن عمرو غفاری کو مکہ روانہ کر دیا تہا اور مکہ والون سے کہلا بہیجا تہا کہ جسطرح ہو سکے قافلہ کی مدد کو پہونچو۔ اور اپنے مال ومتاع کو لٹنے سے بچاؤ کہین ایسا نہو کہ مسلمان ہم پر حملہ کرین اور ہم مغلوب ہو جائین۔ پس ضمضم کے پہونچنے سے تین دن پہلے عاتکہ بنت عبدالمطلب

نے مکہ مین یہ خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار موضع ابطح مین آکر کھڑا ہوا ہے اور اوس نے چلّا کے
یہ ندا کی ہے کہ اے گروہ قریش دوڑو اور تین ہی دن کے بعد اپنی قتل گاہ مین پہونچ جاؤ -
اتنا کہہ کے وہ اپنے اونٹ کو مسجد الحرام کی طرف لیچلا لوگ اوسکے پیچھے دوڑے اور دیکھا کہ
وہی شتر سوار بام خانہ کعبہ پر کھڑا ہوا وہی منادی کر رہا ہے پہر اوس نے وہان سے ایک
پتھر نیچے لڑھکا دیا جو پہاڑ کے تلے آکے ریزہ ریزہ ہوگیا اور مکہ کا کوئی گھر نہ بچا جسمین اوس
پتھر کا ٹکڑا نہ گرا ہو - یہ دیکھکر عاتکہ کی آنکھہ کھل گئی اور اپنے بھائی عباس بن عبد المطلب سے
اِس خواب کو بیان کیا مگر منع کر دیا کہ کسی سے نہ کہنا - باوجود اس ممانعت کے عباس نے اپنے
دوست ولید سے کہدیا - اور ولید نے اپنے باپ سے ذکر کیا - یون ہی رفتہ رفتہ یہ خبر ابوجہل
کو پہونچی - وہ گھبرایا ہوا عباس کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے ابو الفضل یہ عورت عاتکہ تمہارے
گھر مین کب سے پیمبر ہوگئی ہے - عباس جواب جاہلان باشد خموشی پر عمل کر کے چُپ ہو رہے
کچھہ جواب ندیا - ابوجہل بولا اے عباس تم لوگ صرف اسی پر اکتفا نہین کرتے کہ تمہارے
مرد ہی نبوت کا دعویٰ کرین بلکہ تمہاری عورتون کو بھی پیمبری کا حوصلہ ہے - ہم تین دن تک
صبر کرتے ہین اگر اس عرصہ مین یہ خواب سچا نہوا تو مین سارے ملک عرب مین مشہور کر دونگا
کہ تم ہاشمی لوگ بڑے جھوٹے ہو - عباس فرماتے ہین کہ مین تو درگذر کر گیا مگر رات کو
عبد المطلب کے گھرانے کی سب عورتین مجتمع ہو کے میرے پاس آئین اور واویلا مچانی شروع
کی اور کہنے لگین کہ اے عباس تم بزرگ خاندان ہو کب تک اِس ذلت و خواری کو گوارا
کروگے کہ یہ خبیث فاسق ابوجہل ہمین گالیان دیا کرے اور ایذا پہونچاے مردون
کو تو سب طرح دق کر چکا اب تمہارے خاندان کی عورتون کے مُنہ آتا ہے - اے عباس
تم بڑے بے عزت ہو کہ وہ تمہارے مُنہ پر بنی ہاشم کو بُرا بھلا کہتا رہا اور تم سے ڈانٹا بھی

نہ گیا۔ حضرت عباس کہتے ہین کہ عورتون کی ان باتون سے مجھے بہت شرم آئی اور کہا کہ اگر اب پھر کبھی اوس ملعون نے گستاخی کی تو واللہ اوسے سزا دونگا اور اوسکے شر کو دنیا مین نہ رکھونگا پس تیسرے دن غصہ کی حالت مین ابو جہل سے بدلا لینے کے لئے مین مسجد الحرام کے اندر گیا تو یکایک وہی مردود میرے سامنے آگیا مین اوسکی طرف متوجہ ہوا وہ بھاگ کے مسجد کے باہر چلدیا۔ مین اپنے دل مین سمجھا کہ وہ مجھ سے ڈر کے بھاگا ہے مگر واقع مین یہ بات نہ تھی بلکہ ضمضم ابن عمرو غفاری بحال پریشان سامنے آپہونچا تھا اوس کے اونٹ کے ناک کان کٹے ہوئے تھے اور خود اوسکا گریبان چاک تھا اور چلا چلا کے فریاد کرتا ہوا آرہا تھا کہ اے جماعۂ قریش اپنے قافلہ کی خبر لو محمدؐ اور اوسکے ساتھی قافلہ کے پیچھے پڑ گئے ہین مجھے ہرگز امید نہین کہ تم اپنے قافلہ کو سلامت پاسکو۔ ابو جہل اس فریاد کو سنکر اوسکی طرف دوڑا تھا تا کہ جلد جاکر کجّا حال دریافت کرے۔ مین بھی اس جھگڑے کی طرف ایسا محو ہو گیا کہ ابو جہل میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ اور پکار پکار کے کہنے لگا کہ عمرو ابن الحضرمی کے قافلہ پر غالب آکر محمدؐ اور اوس کے اصحاب کے مُنہ مین خون لگ گیا ہے اور وہ اوس قافلہ کی طرح اس قافلہ کو بھی شربت کا گھونٹ سمجھے ہین مگر خدا کی قسم اب چھٹی کا دودھ یاد آجائیگا۔

اب خانہ کعبہ مین کونسل بیٹھی اور یہ صلاح ٹھیری کہ مکہ مین اگر کسی کام مین ۲ دو آدمی مشغول ہون تو ایک کو اُس کام مین رہنے دو اور دوسرے کو اپنے ساتھ جنگ مین لیچلو اگر وہ بھی اپنے گھر رہنا چاہے تو کسی اور کو اپنی جگہہ ہمارے ساتھ کرے۔ اس طور سے شرفاے قریش مین سے سواے ابولہب کے اور کوئی مکہ مین باقی نرہا۔ سو ابولہب نے بھی اپنے بدلے ہشام ابن المغیرہ کو بھیجدیا تھا۔

اور امیہ بن خلف جمحی نے سعد ابن معاذ سے سُنا تھا کہ آنحضرت صلعم نے پیشین گوئی

کی ہے کہ امیہ میرے اصحاب کے ہاتھون مارا جائیگا اسلئے اوس کے پیٹ مین پانی پڑگیا اور لڑائی کے ڈر کے مارے گھر سے نکلنا نہین چاہتا تھا اپنے بڑھاپے اور عظمت جسامت کا عذر کرکے قوم سے معافی چاہی لیکن ابوجہل نے اوس سے کہا کہ اے صفوان تو اہل وادی کا سردار ہے جب تو بیٹھہ رہا تو پھر کون جانے پر راضی ہوگا اور یہ مہم ہم سے کیون سر ہونی لگی تھی بالآخر ابوجہل نے ایک سلائی اور سرمہ دانی امیہ کے سامنے رکھدی کہ اگر تو نہین جاتا ہے تو سرمہ لگا کے عورت بن جا - امیہ اور ابوجہل مین یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ عقبہ بن معیط ایک جلتی ہوئی انگیٹھی مین خوشبوئین ڈالے ہوئے آن پہونچا اور امیہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اگر تو گھر سے نکلنا نہین چاہتا تو اس خوشبو سے معطر ہوکر عورتون کی طرح گھر مین بیٹھہ رہ ہم تجھے کچھہ نہ کہین گے - اُمیہ نے جواب دیا کہ اے عقبہ "قبحک اللہ وقبح ماجئت بہ" یعنی اے عقبہ خدا تیرا برا کرے اور یہ بری چیز تو اپنے ساتھہ لایا ہے - آدمی کا شیطان آدمی ہوتا ہے ابوجہل اور عقبہ نے امیہ کو کچا بنالیا - پس شرماشرمی اور جبراً قہراً اوسنے بھی اپنے کوچ کا سامان کرلیا مگر موت کا خوف پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑا ہوا تھا کیونکہ مخبر صادق کا الہام کہین خالی جاسکتا ہے -

جس وقت یہ سب لوگ مکہ سے باہر نکلے ہین انہین یاد آئی کہ بنی کنانہ سے اور ہم سے عداوت قلبی ہے کہین ایسا نہو کہ آگے سے تو ہمین مسلمان دبائین اور پیچھے سے بنی کنانہ آڑے ہاتھون لین پھر بڑی ٹھنے گی - اسی فکر مین تھے کہ شیطان بنی کنانہ کے ایک بڑے سردار سراقہ ابن مالک ابن جعشم کا بھیس بھر کے آن موجود ہوا - اور پکار پکار کے کہنے لگا کہ اے لوگو کچھہ فکر نہ کرو مین نے تم کو امان دی - جب قریش نے دیکھا کہ بنی کنانہ کے رئیس اعظم سراقہ نے ہمین امان دیدی تو مطمئن ہو کے جلدی جلدی آگے چلے -

لشکر قریش کے ساتھہ گانے بجانے والے اور آلات طرب بھی تھے جہان اوترتے سامان
جشن مہیا ہو جاتا تھا اور گانا بجانا ہونے لگتا تھا کیونکہ سات سَو ستر صناوید قریش ہمراہ تھے۔
ساڑھے نوسو جرار تجربہ کار اور جنگ آزمودہ۔ سو گھوڑے اور سات سو اونٹ ساتھہ
تھے۔ اور جنگ کا ساز و سامان ایسا درست تھا جیسا کہ عمدہ لشکرون کا ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ
مکہ سے ساڑھے بارہ سو آدمی چلے تھے مگر جب اونہین معلوم ہوا کہ ابو سفیان معہ قافلہ
سوداگران کے صحیح سلامت مکہ پہونچ گیا تو اون مین سے تین سو آدمی لوٹ گئے۔
اب فدائیان اسلام کا حال سنو کہ جب آنحضرت معہ غازیون کے موضع وادی صعرا
مین پہونچے تو حضرت جبرئیل نے آکے خبر دی کہ مکہ سے قریش اتنی تیاری اور اتنے سامان سے
اپنے قافلہ کی حمایت کو نکلے ہین۔ آنحضرت نے یہ حال اپنے اصحاب سے بیان کیا۔
ابوبکر صدیقؓ۔ عمر فاروقؓ اور مقداد بن اسودؓ نے سُنکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ وہی کام کرین
جو خدا فرماتا ہے۔ ہم لوگ اپنی جانین حضور کے قدمون پر نثار کرنیکو ہمراہ رکاب ہین۔ قسم ہے
اوس خدا کی جسنے آپ کو رسول کر کے ہماری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اگر آپ زمین
کے کنارے تک ہم کو لیچلین گے تو ہم آپ کے ساتھہ ہین خدا و رسول کے حکم سے گلے کٹانا
جان تازہ پاتا ہے۔ یہ لوگ تو مہاجرین مین سے تھے اِنکی مستعدی بجا تھی کیونکہ انہین قریش
نے مکہ سے نکال کے وطن سے دور اور بے گھر کر دیا تھا اور بیچارے کوڑی کوڑی سے
محتاج ہو کر اہل مدینہ کے ٹکڑون پر آن پڑے تھے۔
اِس کے بعد انصار کے مجمع مین سے سعد ابن معاذ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یا رسول اللہ
ہم تم پر ایمان لائے ہین اور ہم لوگون نے تمہاری تصدیق کی ہے۔ ہم گواہی دیتے ہین کہ
جو کچھہ تم خدا کے پاس سے لائے ہو سب سچ ہے۔ ہم نے حضور کی ذات سراپا برکات سے

معجزات اور کرامات اور خوارق عادات مشاہدہ کئے۔ اور سچے دل سے آپ پر ایمان لا کے تسکین قلب حاصل کی۔ آپکے طفیل سے سچے خدائے واحد اور لم یلد ولم یولد کو پایا۔ ہم بھولے بھٹکے پھرتے تھے آپکے صدقے سے سچے دین مین داخل ہوے۔ اب آپکے قدم مبارک چھوڑکے کہان جائین۔ جدہر حضور جائینگے آپ کے ساتھہ ہین۔ چاہے دریا مین لیچلیئے یا خشکی مین ہمین تو دشمنان خدا کے ساتھہ لڑنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جنگ پر ہم صابر ہین۔ شاید خدا کے فضل وکرم سے خدا و رسول کی خوشنودی کا کام ہم سے بن پڑے جس سے ہماری عاقبت بخیر ہو۔ آپ خدا کی خیر و برکت کے ساتھہ آگے بڑہین خدا آپ کی مدد پر ہے۔ یا حضرت ہم موسیٰ کی امت کی طرح نافرمان نہین ہین جو فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا کہکر الگ ہو جائین۔ ہم تو آپکے قدمون پر جان دینگے" (سورۃ المائدہ پارہ ۶)

ترجمہ۔ ہان تم اور تمہارا خدا دونون جاؤ اور ان لوگون سے لڑو ہم تو یہین بیٹھے ہین۔

مہاجرین و انصار کے وکیلون سے یہ بات سُنکر رسول اللہ نے فرمایا کہ "اے نیک لوگو تم کو بشارت ہو کہ اللہ جل شانہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تم مشرکان قریش پر فتحمند ہوگے۔ خدا نے مشرکون کے مآل کار سے مجھے آگاہ کردیا ہے۔ مین اون کے قتل اور قتل گاہ کو اسوقت ایسے دیکھہ رہا ہون جیسے کہ تمہین"

الحاصل لشکر اسلام جب بدر کے قریب پہونچا تو آنحضرت اپنے اصحاب مین سے ایک شخص کو ہمراہ لیکر صحرا مین خبر لینے کو نکل گئے وہان ایک بڈہا آپ کو ملا۔ آنحضرت نے اوس سے دریافت کیا کہ اے شخص تجھے قریش اور محمد کی بھی کچھہ خبر ہے۔ اوس نے جواب دیا کہ مین نے سُنا ہے کہ محمد اور اونکے اصحاب فلان دن مدینہ سے روانہ ہوے ہین۔ اور اگر یہ بات سچ ہے تو آج فلان مقام پر آگئے ہونگے۔ یہ اوسی موضع کا نام تھا جہان لشکر اسلام اوترا ہوا تھا۔ اسکے

بعد بڈہا بولا کہ قریش فُلان دن مکہ سے نکلے ہین اگر یہ سچ ہے تو آج فلان موضع مین ہونگے ۔ اسکے سوا مین اور کچھہ نہین جانتا ۔ آنحضرت بڈہے سے پتے کی سنکر فرودگاہ کو لوٹے اور سمجھے کہ جب اِس نے ہمارا پتہ ٹھیک بتایا ہے تو قریش کا ٹھکانا بھی ٹھیک ہے ۔

منزل پر پہونچ کے رات کو حضرت علی مرتضیٰ اور زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو ایک جماعت اصحاب کے ساتھہ قریش کا سراغ لگانے بھیجا ۔ یہ سب جاتے جاتے اوس مقام پر وارد ہوئے جہان قریش کے اونٹ پانی لینے آئے تھے ۔ اِن کو دیکھتے ہی جتنے آدمی اونٹون کے ساتھہ تھے بھاگ گئے ۔ اون مین سے صرف دو غلام اصحاب رسول اللہ کے ہاتھہ لگے ۔ انہون نے اونٹون کو تو چھوڑ دیا مگر غلامون کو لاکے آنحضرت کی خدمت مین حاضر کیا ۔ حضور اوس وقت نماز مین تھے ۔ اصحاب کو گمان تھا کہ یہ دونون ابوسفیان کے غلام ہونگے اِس لئے اون سے دریافت کیا کہ تم کسکے غلام ہو ۔ اونہون نے جوابدیا کہ ہم سقاے قریش ہین ۔ اصحاب سمجھے کہ یہ جھونٹ بولتے ہین اسلئے اونہین ڈرایا اور کہا کہ سچ بولو ۔ دوسری دفعہ اونہون نے خوف کھاکے کہدیا کہ ہم ابوسفیان کے غلام ہین ۔ جب آنحضرت نماز پڑھ چکے تو اونکی باتین سُنین اور علم نبوت سے اصل حال دریافت کرکے اصحاب سے فرمایا کہ تمنے دھمکا اور ڈراکے اِن سے جھونٹ بلوایا ورنہ اِنکا قول اول درست تھا یہ قریش کے غلام ہین ان مین سے ایک کا نام اسلم ہے جو بنی الحجاج کا غلام ہے اور دوسرے کا نام عریض ہے وہ سعید بنی العاص کا غلام ہے ۔ اون دونون نے بھی آنحضرت کے کلام کی تصدیق کی ۔ پہر حضور خود اون غلامون کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت فرمایا کہ قریش کہان ہین ۔ اونہون نے جوابدیا کہ عدوۃ قصوے مین اِس ٹیلے کے پیچھے جو سامنے نظر آتا ہے ۔ پہر آپ نے پوچھا کہ اونکی تعداد کتنی ہے ۔ غلامون نے عرض کی کہ شمار تو ہم کو معلوم نہین مگر ہین بہت سے ۔ حضور نے استفسار فرمایا کہ اچھا یہی بتادو کہ ہر روز

اونکے کھانیکے لئے کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہین - وہ بولے ایکدن نو اور دوسرے دن دس اونٹ ذبح کئے جاتے ہین - یہ سُنکر آنحضرت نے فرمایا کہ بس معلوم ہوگیا کہ اونکی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے - پھر آپنے پوچھا کہ شرفاے قریش مین سے کون کون آیا ہے غلامون نے جواب دیا کہ عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ - ابو البختری - حکیم ابن خزام - حارث ابن عامر - طعیمہ ابن عدی - نضر ابن الحارث - زمعہ ابن الاسود - ابوجہل - امیہ ابن خلف - بنیہ و منبہ پسران حجاج - سہل ابن عمرو - عمر ابن عبدود - لشکر کے ساتھ ہین - یہ سنکر سرور عالم اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگو سُن لو مکہ نے اپنے عمدہ ترین جگر گوشون کو تمہارے سامنے لاکے ڈالدیا ہے خدا تم کو ان سب پر غالب کرے گا - اصحاب کو بھی ہمت خداداد تھی یہ سنتے ہی جوش مین آگئے اور خوش ہو کے کہتے تھے کہ ہمین اپنی قلت اور اونکی کثرت کا ذرا بھی خیال نہین ہم تو دشمنان خدا سے اب بدلہ لینگے -

اب اودہر کا بھی کچھ حال ملاحظہ ہو کہ پانی پہونچانیوالے اونٹون کو چھوڑکر جو لوگ بھاگے تھے اون مین سب سے پہلے ایک شخص عجیز نام لشکر قریش مین پہونچا - اور آنحضرت کے تشریف لانے کی خبر اونہین دی اور کہا کہ "واے آل غالب پسر ابو کبشہ آپہونچا اوسکے اصحاب نے تمہارے غلامون کو گرفتار کرلیا ہے"، یہ سنتے ہی لشکر قریش مین کھلبلی پڑگئی اور سب کی سٹی گم ہوگئی - مگر ابوجہل نے ڈھارس بندھا کے سبکو آگے بڑھایا اور منزل جحفہ مین آکر قیام کیا وہان جہم ابن الصلت ابن مخرمہ ابن عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ ایک مرد گھوڑے پر سوار چلا آتا ہے اوسکے ہمراہ ایک اونٹ بھی تھا وہ چلا چلا کے کہتا ہے کہ عتبہ و شیبہ و ابو الحکم ابن ہشام و امیہ اور فلان فلان آدمی مارے گئے یہ کہہ کے اوس نے ایک چھری اپنے اونٹ کے گلے پر ماری اور چھوڑ دیا بس لشکر قریش کے خیمون مین سے کوئی خیمہ باقی نہ رہا جسمین خون شتر کی

چھینٹ نہ پہونچی ہو۔

جب یہ خواب ابوجہل نے سنا تو کہا دیکھو بنی عبدالمطلب مین ایک اور پیغمبر پیدا ہوا۔ لیکن اب جھٹ پٹ ظاہر ہوا جاتا ہے کہ کس نے مارا اور کون مارا گیا اور تم سب کو معلوم ہو جائیگا کہ مقبول کون ہے اور مردود کون ہے۔

ادہر مسلمانون نے جب دیکھا کہ مشرکان مکہ ہم پر چڑھ آئے ہین تو قافلۂ ابوسفیان کا مقابلہ چھوڑ دیا اور کہا پہلے اِن دشمنان خدا کا قلع وقمع کرنا ہمارا فرض ہے قافلہ کا پیچھا کرنے سے لوگ ہمین دولت دنیا کا لالچی بتاوینگے اس لئے ابوسفیان اپنے قافلہ کو لئے ہوئے مسلمانون کی پہونچ سے صحیح وسلامت باہر نکل گیا اور وہان پہونچ کے قریش کو اطلاع دی کہ تم لوگ اپنی سوداگری کے قافلہ کی حمایت کو آئے تھے اوسے بخیریت تمام ساتھ لیکر مین چلا آیا ہون اب تم بھی خطرے مین نہ پڑو اور اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے آؤ۔

مگر جب موت گردن پکڑ کے کشان کشان قبر مین لیجانا چاہتی ہے بہر آدمی کی سمجھ مین کچھ نہین آتا۔ وقت آیا ہوا ٹلتا نہین۔ ہمارے پُرانے یار ابوجہل اُرد کے آٹے کی طرح اینٹھ گئے اور اکڑ کے فرمانے لگے کہ ہون اس ملعون ابوسفیان نے ہمین کیا سمجھا ہے جو گھر بھاگ آنے کی صلاح دیتا ہے یہی گو ہے یہی میدان ہم تو اس جنگل کی زمین کو خون سے لالہ زار بنا دینگے۔ یہ کوئی اور ہی نامرد ہونگے جو سامنے سے ہٹ جائین۔ واللہ جب تک ہم بدر مین نہ پہونچ لینگے اور وہان تین دن قیام کرکے ضیافتین نہ اوڑا لینگے اور ناچ گانے کے جلسے نہ دیکھ لینگے یہان سے پیچھے قدم نہ رکھین گے تاکہ ہماری شوکت وعظمت کے سکے تمام قبائل عرب مین پڑ جائین اور بعدازین لوگ ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہین۔ جب ابوجہل ڈینگین مار چکا تو اخنس ابن شریق جو قبیلۂ بنی زہرہ کا سردار اور رئیس تھا اپنی قوم سے مخاطب ہو کے

بولاکہ اس بڈہے ابوجہل کی تومت ماری گئی ہے ناحق سوتے فتنہ کو جگا کے ہم سب کو تباہ کرنا چاہتا ہے جب محمدؐ اور اونکے تابعین نے قافلہ پر حملہ نہین کیا تو ہمارا کیا سر پہرا ہے جو خواہ مخواہ اون سے چہیڑ کر کے اپنی کمبختی بلائین چلو تم لوگ تو اپنے اپنے گہرون کو پہر چلو۔ پس بنی زہرہ تو چلدئے۔

جب یہ خبر ابوسفیان کو پہونچی تو کف افسوس ملکر کہنے لگا کہ ہاے ابوجہل اپنی جہالت سے قریش کو تباہ کر کے مانے گا۔ خیر یا قسمت و یا نصیب چلو تم بہی چل کے اون مین ملجاؤ۔ ورنہ کہنے کو یہ بات ہو جائیگی کہ اپنے حمایتون کو موت کے پہندے مین پہنسا کے خود بال بال بچ آئے۔ پس ابوسفیان بہی معہ اپنے قافلہ کے لشکر قریش مین آن ملا۔ اور جبراً و قہراً اوسے بہی ابوجہل سے موافقت کرنا پڑی۔ لشکر کے ساتہہ لڑائی مین گیا اور زخمی ہو کر گہر بہاگ آیا۔

رات کو لشکر اسلام بدر کے قریب پہونچا۔ کفار نے پہلے سے پانی کے قریب اپنا قبضہ کر لیا تہا۔ مسلمانون کو وہان سے دور اوترنا پڑا جہان یہ اوترے تہے وہان کی زمین بہی ایسی ریتیلی تہی کہ گہٹنون تک ٹانگین اوس مین دہس دہس جاتی تہین چلنا دشوار تہا لوگون کو غسل و وضو کی تکلیف ہونے لگی اور پیاس کے مارے پہیپہڑیان پہول گیئن۔ آنحضرت نے جو یہ حالت دیکہی بہت پریشان ہوئے اور درگاہ باری مین بتضرع و زاری دعا کی۔ خدا کی قدرت سے باران رحمت نے وہ جہڑ باندہا کہ زمین و آسمان ایک ہو گئے معلوم ہوتا تہا کہ ایک بحر ذخار ہے جو نیچے سے اوپر تک موجین مار رہا ہے۔ لوگون کو طوفان نوح کا یقین ہو گیا۔

مجاہدان فی سبیل اللہ نے اس خدائی سبیل سے خوب سیراب ہو ہو کے پانی پیا اور اچہی طرح نہائے اور خوب وضو کئے اور کئی دن کے لئے اوس خوش گوار اور شیرین پانی کو بہر رکہا علاوہ برین یہ تماشا دیکہئے کہ جس ریگستان مین یہ لوگ پڑے ہوئے تہے اوسکی ریت پانی

پی پی کے ایسی جمی کہ سخت پتھر ہوگئی جس پر غازیان اسلام بلا تکلف دوڑے پھرتے تھے اور یہ
معلوم ہوتا تھا کہ گویا سنگین فرش پر چلتے ہین۔ اور کفار پانی کے پاس تھے وہان کی زمین پہلے
سے رطوبت آب کو اپنے مین جذب کر کے سخت تھی اِس ادہا دہند بارش کے پانی نے اونکے
پڑاو کو جھیل بنا دیا اور ایسی دلدل ہو گئی کہ جس کسی نے اپنی جگہہ سے بڑھکے آگے قدم رکھا اور
چہلے مین پھنسا۔ سبحان اللہ ایک مینہ اور دونون طرف اوسکے دو طرح کے اثر۔ مسلمان آنحضرت
کے اِس معجزے کو دیکھ کر قوی دل ہو گئے اور تکبیر و تہلیل اور حمد الٰہی مین مشغول ہوئے۔
اب سرور دین پناہ زمین و آسمان کے بادشاہ اپنی فوج ظفر موج کو لیکر بدر پہونچے اور
چاہا کہ بدر کے پہلے کنوئین پر خیمے نصب کرین مگر خباب بن المنذر نے بڑھکے التماس کی کہ یا رسول اللہ
یہ آپکی رائے ہے یا خداوند کریم کا حکم یون ہی ہے۔ آپنے جواب دیا کہ نہین یہ میری تجویز ہے
خباب بولے کہ حضور یہ جگہہ اچھی نہین ہے ہم کو اخیر کے کنوئین پر اوترنا چاہیے تاکہ سب کنوئین
ہمارے پیچھے ہوجائین اور ہم حوض بنا کے اوسمین پانی بھر لین۔ پس آنحضرت نے خباب کی رائے
کو پسند کیا اور جہان اونھون نے بتایا تھا وہین قیام کیا اور اللہ جل شانہ نے بھی اسی جگہہ کو منظور
فرمایا۔ جب سب اپنی اپنی جگہہ ٹھیر گئے تو آنحضرت اوٹھے اور اپنے اصحاب کو ساتھ لیکر
میدان بدر مین پھرنے لگے۔ اِسی گشت مین زمین پر ہاتھ رکھہ رکھہ کے سب کو بتاتے جاتے
تھے کہ دیکھو اس جگہہ فلان قریش مین سے مارا جائے گا اور اس جگہہ فلان قتل ہوگا اور یہان
وہ مر کے گرے گا۔ غرضکہ ایک ایک کر کے نام بنام سب صنادید قریش کے مقتل تصریح کے
ساتھہ مسلمانون کو بتا دئے اور اوسمین سر مو فرق نہ پڑا۔ اور وہ سبھی مارے گئے جن کے نام
آپنے بتائے تھے۔ دیکھو الہام اور پیشین گوئی اور معجزہ اسکا نام ہے ۵

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود		گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود	

۱۰۳

افسوس لوگ ایسے پیغمبر کو لشکر کش اور بزور شمشیر مذہب اسلام پہیلانے والا اور حریص اور طالب دنیا کہکے اپنی عاقبت خراب کرتے ہین۔

جب غازیان اسلام نے دیکہا کہ یہ جنگ ہوے بغیر نہ رہیگی تو از راہ حزم واحتیاط حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دست بستہ ہو کر حضور سے التماس کی کہ یا حضرت آپ کسیطرح کا اندیشہ نہ کرین اگر ہم سب جان نثار اس جنگ مین آپکے قدمون پر فدا ہوجائین اور حالت جنگ دگرگون ہو تو ہمارے وہ بہائی جو مدینہ مین رہ گئے ہین فوراً اپنی جان قربان کرنے کو آپکے حضور مین حاضر ہوجائینگے۔ حضرت نے سعد کی وفاداری پر آفرین کرکے اون کی تسلی کی اور کہا کہ اے سعد ہرگز ایسا نہوگا تم خاطر جمع رکہو۔

ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ ناگاہ لشکر کفار سامنے سے نمودار ہوا اور سارے بد دین سبقت کرکے غازیون پر چڑہ آئے۔ یہ حال دیکہکے ہمارے سرور مناجات کے لئے سربسجود ہوگئے اور یون دعا فرمائی کہ "اے حق سبحانہ تعالی تو ہی سزاوار پرستش و عبادت ہے دیکہہ یہ مغرور اور متکبر قریش تیرے پاک بندون پر چڑہ آئے ہین اور تیرے ساتہہ جنگ پر آمادہ ہین۔ تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہین اور اوسکی رد مین سرگرم ہین۔ بارخدایا مین تیرے فضل وکرم سے امیدوار ہون کہ مجہے اون پر فتح دے۔ اور کفر و شرک کی ظلمت کو تو دور کر۔ اور اپنے سچے دین اسلام کی روشنی سے دنیا کو منور کردے۔ اور وہ وعدہ جو تو نے مجہسے کیا ہے اُسے وفا کر"

اب کفار نے مسلمانون سے چہیڑ خانی کرنیکے لئے اپنے لشکر مین سے ایک جماعت منتخب کی اور اون سے کہا کہ تم پانی پینے کے بہانہ سے لشکر اسلام کی طرف جاؤ اور وہ حوض جو مسلمانون نے اپنے لئے بہرا ہے اوسے خراب اور برباد کرکے چلے آؤ۔ حکیم ابن خرام بہی اوس جماعت

مین شامل تہا۔جب یہ لوگ حوض کی طرف رجوع ہوئے تو مسلمانون نے اونہین روکا مگر آنحضرت بولے کہ خبردار انہین ہرگز نہ روکنا پیاسے ہین پانی پی لینے دو۔ اللہ اللہ کیا رحم دلی تہی کہ اپنے خون کے پیاسون کی تشنگی گوارا نہ کی۔ آخر رحمۃ للعالمین تہے۔

روایات صحیحہ و متصلہ سے ثابت ہے کہ جن جن کفار نے تخریب حوض کے ارادہ سے پانی پیا تہا اونمین سے ایک بہی نہ بچا سب اِسی لڑائی مین مارے گئے۔ اور اپنے کئے کی سزا پائی۔ اور جو قتل سے بچا اسیر ہوا۔ صرف ایک حکیم ابن خرام اسلیئے باقی رہا کہ وہ لڑائی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بہاگا اور بعد جنگ کے مسلمان ہوگیا مگر یہ لڑائی اوسے عمر بہر نہ بہولی کچھہ ایسا ڈر اوسکے دل مین سما گیا تہا کہ جب قسم کہاتا تو یون کہا کرتا تہا کہ "مجھے قسم ہے اوس خدائے مفضل حقیقی کی جسنے جنگ بدر سے مجھے نجات دی"

لشکر کفار مین اسود بن عبدالاسد مخزومی کی شامت جو آئی تو اپنی قوم سے کہا کہ تم مجھے جانے دو واللہ مین ابہی اعلانیہ حوض پر جاتا ہون اور ابہی خراب کر کے آتا ہون۔ جب وہ یہ ارادہ کر کے چلا تو راہ مین حمزہ رضی اللہ عنہ نے اوسے روکا وہ کمبخت نہ مانا اور حضرت حمزہ سے بدزبانی کی اونہون نے تلوار کا ایک ہاتہہ اوسے مارا جو اوسکی پنڈلی پر ایسا لگا کہ چلنے کی طاقت نہ رہی وہ ملعون اپنی قسم پوری کرنیکے لئے چہاتی اور پہلو کے بل حوض کی طرف چلا جب حضرت حمزہؓ نے دیکہا کہ یہ کسیطرح مانتا ہی نہین تو اوسے ٹہکانے لگا دیا۔

جب لشکر قریش باطمینان تمام اپنی فرودگاہ پر ٹہیر چکا اور کفار سب سامان جنگ مرتب کر کے کیل کانٹے سے درست ہوگئے تو عمرو بن وہب جمحی کو لشکر اسلام کی طرف بھیجا کہ چپکے سے جا کر دیکھو تو کہ مسلمان کتنے ہین۔ وہ پہلے تو جا کر لشکر اسلام کی چارون طرف پہرا اور آکر بیان کیا کہ تین سو سے زیادہ نہین ہین۔ پہر دوسری بار گیا اور ہر طرف اور ہر گوشہ اور ہر کمین گاہ کو دور دور تک

تلاش کیا کہ کہین کسی کونے گھنڈے مین تو مسلمانون نے اپنی اور فوج نہین چھپا رکھی ہے۔ مگر کہین ایک چیونٹی کا بھی پتہ نہ لگا اسلئے واپس آکر کفار کو خبر کی کہ تمہارے مخالف ہرگز تین سو سے زیادہ نہین ہین مگر یاد رکھو کہ وہ لوگ ہین تو ہمارے بھائی لیکن نہ معلوم کیا سبب ہے کہ ہر ایک کے چہرہ سے شجاعت وفتوت وہیبت ٹپکتی ہے بیشک مسلمانون کی مدد پر خدا ہے۔ مجھے تو ایسا یقین ہوتا ہے کہ اونمین سے ایک ایک ہم سب کو مار کے مرے گا۔ حکیم ابن حزام یہ بات سنکر عتبہ کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ اے ابوالولید تو قریش کا بزرگ اور پیشوا ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا ذکر خیر اور نام نیک قیامت تک رہے۔ اوس نے جواب دیا کہ اے حکیم مین تو بدل وجان اِسی کا طالب ہون۔ اگر تجھکو کوئی تدبیر اسکی معلوم ہو تو مجھے بتادے۔ حکیم بولا کہ قریش کو لڑائی سے روک لے اور عمرو ابن الحضرمی کا خون بہا قبول کرلے۔ عتبہ کہنے لگا کہ مجھے تو بدل وجان یہ بات منظور ہے کہ قریش بغیر لڑے گھر لوٹ چلین مگر ابن الحنظلہ یعنے ابوجہل کسیطرح راضی نہین ہوتا۔ تو اب اوس کے پاس جا اور اوس سے کسیطرح اس بات پر مستعد کر تو تمام قریش ابھی خوشی بخوشی مکہ چلدینگے۔ حکیم کہتا ہے کہ مین ابوجہل کے پاس پہونچا وہ اوسوقت ایک زرہ کو لڑائی کے لئے درست کر رہا تھا۔ مین نے عتبہ کا پیام اوس سے کہا وہ سنکر بہت خفا ہوا اور بولا کہ ہم ہرگز نہ پھرینگے۔ عتبہ کا بیٹا ابو حذیفہ مسلمان ہوگیا ہے اور محمدؐ کی خدمت مین ہے اور مسلمانون کی تعداد نہایت قلیل ہے اِس لئے عتبہ کو خوف ہے کہ کہین میرا بیٹا مارا نہ جاے۔ ابوجہل نے اوسیوقت عامر برادرِ عمرو ابن الحضرمی کو بلایا اور کہا کہ عتبہ چاہتا ہے کہ سب کو بغیر جنگ کے گھر پھیر لیچلے اور مین تیرے بھائی کے خون کا بدلا لینا چاہتا ہون اسلئے تو تمام فوج مین فریاد کر اور اپنے بھائی کے خون کے بدلا لینے پر سبکو آمادہ کر۔ پس عامر ننگے سر برہنہ پا تمام فوج مین " واعمراہ واعمراہ " کہکے ماتم کرتا پھرا۔ سب کو جوش آگیا اور قریش کو وہ غصہ اور طیش پیدا ہوا کہ اب کسی کے روکنے۔ تھامنے اور سمجھانے کا

کام نرہا اور جنگ کی ٹھن گئی۔ ابو جہل نے قوم کو امادۂ جنگ وجدل دیکھہ کے سبب کی تعریف کی جس سے لوگون کی آنکھون پر پردے پڑ گئے اور جہل دوگنا ہو گیا۔ سچ ہے مصرعہ

وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آنحضرت صلعم نے جب دیکھا کہ کفار اب کسی طرح جنگ سے باز نہین آتے آپ بہی اپنے اصحابؓ کی صفین آراستہ کرنے لگے۔ اوسوقت ایک چھڑی حضور کے دست مبارک مین تہی اتفاقاً سواد بن عزیہ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر لگ گئی۔ جو صحابی خوش طبع وظریف تہے اور اپنی صف سے آگے نکلے ہوئے کھڑے تہے۔ سواد نے عرض کی یا رسول اللہ میرے بہت چوٹ آئی ہے اور خدای تعالی نے آپ کو عدل وانصاف کے لئے بہیجا ہے اس لئے مجھے بدلا دیجئے۔ حضور نے اپنا سینہ کہولدیا اور فرمایا کہ لو اپنا عوض لیلو۔ حضرت سواد نے فوراً سینہ مبارک کا بوسہ لیلیا اور کہا حضور نہین مجھے ذرا بہی چوٹ نہین لگی ہے۔ آپ نے استفسار فرمایا کہ پہر تمنے یہ کیا حرکت کی۔ سواد بولے حضور معرکہ جنگ ہے کیا معلوم کون بچے اور کون مارا جائے مین نے کہا کہ آؤ آخری وقت مین آپکے جسم مبارک ہی کو مس کرلون تاکہ ذریعہ نجات ہو۔ اِس سے مجاہدین کی عقیدت اور خلوص نیت اور اسلام پر اپنی جان نثار کرنا صاف ظاہر ہے۔ اللہ اللہ بڑے خوش عقیدہ لوگ تہے۔ حضرتؐ نے سوادؓ کی محبت دیکھکے اونکے حق مین دعاے خیر کی۔

سعد بن وقاص نے ایک عریشہ آنحضرت کے لئے بنادیا تہا آپ اوسمین بیٹھے ہوئے فتح ونصرت کی دعا فرمارہے تہے اور ابو بکر صدیق اور سعد ابن معاذ اور کئی اصحاب حفاظت کے لئے آپکے پاس تہے آپ بار بار لڑائی کا رنگ دیکھنے کے لئے عریشہ سے باہر تشریف لاتے تہے اور دیکھکر پہر مناجات مین مصروف ہوجاتے تہے اسی حالت مین حضور پر آمد وحی سے غنودگی سی طاری ہوئی اور الہام ہوا کہ اے محمدؐ مسلمانون کو فتح کا مژدہ سنادو۔ غازیون کو آپنے پہلے سے

یہ حکم سنا دیا تھا کہ بغیر میری اجازت کے کفار پر حملہ نکرنا اور اگر وہ تمہارے اوپر چڑہ آئین اور بہت قریب ہو جائین تو بہت کم تیر مارنا۔ دیکھو یہ کیسی ہمدردی تھی۔

قریش کی طرف سے پہلے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ۔ اور ولید بن عتبہ لڑنے کے واسطے نکلے۔ مسلمانون کی طرف سے اون کے مقابلہ کے لئے عوف و معوذ پسران حارث۔ اور عبداللہ بن رواحہ برآمد ہوئے۔ کفار نے اون سے پوچھا تم کون ہو اور کس قبیلہ سے ہو۔ اونہون نے جوابدیا ہم انصار مین سے ہین۔ کفار بولے ہمین تم سے کیا کام۔ ہم چاہتے ہین کہ ہمارے بنی عم آ کے ہم سے لڑین۔ پہر اون تینون مین سے ایک کافر نے پکارا کہ اے محمد ہمارے مقابلہ کے لئے ہمارے بہائیون مین سے کسیکو بہیج۔ حضور نے یہ بات سنکر حضرت حمزہ۔ حضرت علی مرتضی۔ حضرت عبیدہ کو جانیکا حکم دیا یہ تینون صاحب تشریف لیگئے۔ اُن تینون کفار نے کہا کہ تم مین سے جو جسکا ہم قوم ہو وہ اوسی سے لڑے۔ چنانچہ علی مرتضی تو شیبہ کے مقابل ہوئے۔ اور عبیدہ ولید کے۔ اور حمزہ عتبہ کے سامنے ہوئے اور دو دو ہاتہہ ہونے لگے۔ جناب علی اور حمزہ نے تو اپنے اپنے مخالف کو مار لیا۔ مگر عبیدہ اور اونکے غنیم نے ایک دوسرے کو زخمی کیا۔ اسلئے حمزہ و علی مرتضی حضرت عبیدہ کی خبرگیری کو پہونچے دیکہا کہ اُن کا حریف زخمہائے کاری سے جان بلب ہے مگر وہ خود ساق پر زخم کہا کے زمین پر گر پڑے تہے دونون صاحبون نے اونہین اوٹہایا اور آنحضرت کی خدمت مین لے پہونچے۔ آپنے آنحضرت سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ مین شہید ہونگا یا نہین۔ حضور نے جواب دیا کہ "ہان تم شہید ہو" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ بدر سے جب واپس ہوئے تو موضع وادی صفرا مین حضرت عبیدہ نے وفات پائی اور وہین دفن ہوئے۔

عتبہ جب مارا گیا تو اوسکے خویش و اقربا نے ابوجہل پر بہت لعن و طعن کئے اور کہا کہ اے دشمن خاندان قریش یہ آگ تو تو نے ہی مشتعل کی ہے کہ ہمارے گہر کا ایک بڑا اولا اور نہایت دانا اور حد سے

زیادہ مدبر مارا گیا - ہم سب کی رائے تھی کہ گھر پھر چلو مگر تو نہ مانا اور سرداران قریش کو اس ذلت و خواری کے ساتھ قتل کرا رہا ہے اب ہمارے گھر کے بزرگ کا بدلا لے اب ہم تجھہ سے بھی زیادہ مسلمانون کے خون کے پیاسے ہین - ابوجہل کے پاس ایک زرہ تھی جسپر ہتھیار کارگر نہوتے تھے وہ ان لوگون نے مانگ لی -

عتبہ کے خاندان کے ایک بڑے بہادر نے وہ زرہ پہن لی اور میدان جنگ مین گیا حضرت حیدر کرار شیر خدا کی نظر جو اوسپر پڑی تو سمجھے کہ یہ ابوجہل ہے لپک کر جو وار کیا تو ایک کے دو کردئے اور وہ زرہ دہری کی دہری رہگئی معلوم ہوا کہ ابوجہل تو نہ تھا مگر اوس سے بڑہکے اور ایک شقی اوسکی زرہ پہن کے آگیا تھا - اب وہ زرہ لاش پر سے اوتار کے ایک اور نامور پہلوان نے پہنی اور میدان مین آیا وہ حضرت حمزہ رض کے ہاتھہ سے مارا گیا - پھر ایک اور مشہور تجربہ کار وہی زرہ پہن کے آن موجود ہوا اور حضرت حیدری نے اوسے بھی ٹھکانے لگادیا - جب پے درپے تین نامور کافر مارے گئے تو وہ زرہ منحوس سمجھی گئی اور پھر کسی نے اوسے ہاتھہ بھی نہ لگایا -

اب تو ابوجہل کے چھکّے چھوٹ گئے اور بہادران قریش کی صفون کے آگے کھڑا ہو کر پکارا کہ "اے نامداران قریش یہ لوگ جاہل و نادان تھے اسلئے مسلمانون کے ہاتھہ سے مارےگئے اسکا کچھہ خوف نکرو تم مسلمانون سے اپنے عزیزون کے خون کا بدلہ بخوبی لے سکتے ہو - تم سب بہادری مین افضل و اعلیٰ ہو - اگر معدودے چند ہم مین سے مارےگئے تو کیا ہوا لڑائی مین یہی ہوا کرتا ہے اب تم بھی کمر ہمت چست باندہو پھر مجال نہین کہ ایک بھی مسلمان تمہارے ہاتھون سے بچ جاے یکدل ہو کر سعی تو کرو پھر دیکھو کہ فتح تمہاری ہے" غرضکہ ٹرہاوے دیدے کے اور چکنی چپڑی باتین کر کر کے یارنے اپنے اُلوؤن کو پھر موت کے مُنہ مین جھونکدیا -

حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین جنگ بدر کے دن میدان مین

کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ آج کے دن کوئی ایسا کام کرنا چاہئیے جو دنیا مین قیامت تک نام رہے۔ مین اسی سوچ مین محو تھا کہ میرا شانہ کسی نے پیچھے سے آکے ہلایا سر اوٹھا کے جو دیکھتا ہون تو دو نوجوان معاذ و معوذ نام نظر پڑے اون مین سے ایک نے مجھہ سے پوچھا کہ حضرت آپ تو مکہ کے باشندے ہین ابوجہل کو پہچانتے ہونگے۔ وہ پیغمبر خدا کا جانی دشمن ہے۔ اسلیئے مین نے قصد کیا ہے کہ اگر کوئی مجھے اوسکو دکھادے تو پھر اوسکا پیچھا نہ چھوڑون یا تو خود مارا جاؤن یا اوسے مار لون۔ مین نے اپنے دل مین کہا کہ لو تم تو سوچا ہی کئے یہ سوچ بھی لائے۔ اور تم سے بڑھکر رہے۔ اتنے مین دیکھتا کیا ہون کہ ابوجہل بھی اپنے اونٹ پر سوار جوانان جنگی کے ساتھہ اپنے اونٹ کو کدا تا چلا آتا ہے۔ مین نے اون دونون بہادران غازی کو دکھایا کہ دیکھو وہ ابوجہل ہے۔ اونہون نے اوسکو دیکھا نہ تھا اوسکو فوراً شادان و فرحان اوس طرف کا قصد کیا اور دوڑ کر لشکر قریش مین گھس گئے اور سینکڑون بہادران جنگی مین جاکے تلوارین چلانے لگے اور تلوار مار کے ابوجہل کو گرا لیا۔ معاذ نے ایک ایسا ہاتھہ رسید کیا کہ ایک ٹانگ اوسکی الگ جا رہی۔ عکرمہ ابوجہل کے بیٹے نے ایک تلوار جو ماری تو معاذ کا ہاتھہ شانہ سے جدا ہو گیا صرف ایک تسمہ لگا رہگیا اور ہاتھہ لٹکنے لگا تھا۔ اونہون نے ہاتھہ کا کچھہ غم نہ کر کے دوسرے ہاتھہ سے تلوارین مارنی شروع کردین مگر اوس کٹے ہوئے ہاتھہ نے جب دق کیا تو اللہ رے بہادری اور واہ رے شجاعت کہ اوس ہاتھہ کو پیر کے تلے دبا کے شانہ سے اوکھاڑ کے پھینکدیا۔ اور صدہا آدمیون مین ایسی داد شجاعت دی کہ اچھے اچھے بہادرون کے ہوش اوڑ گئے۔ اس اثناء مین معوذ نے ابوجہل کو مار گرایا صرف ایک رمق بھر جان باقی رہگئی اور خود اوسی دن شہید ہوئے۔ اور معاذ باوجود ایسے زخم کاری اور قطع دست کے تا زمان خلافت حضرت عثمانؓ زندہ رہے

الغرض اوسدن بہادران اسلام نے وہ وہ تعجب خیز کام کئے کہ آسمان سے آواز تحسین و آفرین آتی تھی اور ہر کافر سمجھہ گیا تھا کہ مسلمان خدا کی حمایت مین ہین مگر شیطان پیچھا نہ چھوڑتا تھا اسلیئے

سپلے پڑتے تہے اور جی چہوڑ چہوڑ کے سعی کرتے تہے۔

آنحضرت نے اوسوقت کفار کے نرغہ اور کثرت کو اور مسلمانون کی قلت کو دیکہکر بہت تاسف کیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگنے لگے اور دعا مین اتنا مبالغہ کیا کہ رداء دوش مبارک سے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی نے رداء شریف حضور کے کاندہے پر ڈالی اور بازوے مبارک بغل مین لیکے عرض کی "یارسول اللہ بس فرمائیے حضور نے بہت دعا کی اب عنقریب ہے کہ خدا اپنا وعدہ آپ سے وفا کرے" اسکے بعد ایک خفیف سی غنودگی حضور پر طاری ہوئی بعد تہوڑی سی دیر کے آپ نے ہوش مین آکے فرمایا کہ "اے ابوبکر خدا کے پاس سے مدد آن پہونچی" پہر غازیون کے درمیان کہڑے ہو کے جنگ کی تحریص کرنے لگے۔ اس وقت عمیر ابن الحمام رضی اللہ عنہ کہڑے ہوئے چہوہارے کہا رہے تہے آنحضرت کے فرمانے سے اونہین ایسا جوش پیدا ہوا کہ چہوہارے پہینک کر لڑتے ہوئے لشکر کفار مین گہس گئے۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

آنحضرت نے غازیان اسلام کو خدا کے حکم سے یہ مژدہ سنایا کہ "اب وہ وقت بہت قریب ہے کہ کفار پشت دکہا کے بہاگ جائین" پہر ایک مٹہی کنکر زمین سے اوٹہا کے لشکر کفار کی طرف پہینکدئے اور مسلمانون سے کہا کہ حملہ کرو اور سعی وکوشش کی داد دو۔

حکیم ابن حزام کہتے ہین کہ جسوقت آنحضرت صلعم نے وہ کنکر کافرون کی طرف پہینکے ہین تو مین نے اور بہت سے لوگون نے بگوش خود سنا کہ آسمان سے ایک ایسی آواز زمین پر آتی تہی جیسے کوئی طشت مین کنکریان پہینکتا ہے۔

حضرت علی مرتضی فرماتے ہین کہ لڑتے لڑتے مجہے آنحضرت صلعم یاد آئے مین نے چاہا کہ پہلے آپکی خیر و عافیت دریافت کر آؤن تو لڑ دن جا کے کیا دیکہتا ہون کہ آپ سجدہ مین یہ دعا فرما رہے ہین "یا حی یا قیوم برحمتک استغیث" مین پہر جنگ مین جا کر شامل ہو گیا اور دوبارہ آکر پہر جو دیکہا تو اوسی

حالت مین پایا پھر لوٹ گیا اور پھر آیا تو بھی ویسے ہی دیکھا آخر اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب کی دعا مقبول فرمائی یعنے ایک ایسی آندھی آئی کہ ویسی کسی نے نہین دیکھی تھی اور تین بار رہ رہ کے اوسکے ہلتے ہوئے واقع مین وہ آندھی نہ تھی بلکہ فوج ملائکہ کی آمد تھی جسکا یہ زور و شور تھا حسب الحکم خدا فرشتے غازیانِ اسلام کی مدد کو آئے تھے یہانتک کہ کفار نے اوسمین گھوڑون کی آوازین سُنین۔ اور جب کوئی مسلمان کسی کافر کی طرف حملہ کرتا تھا تو قبل اوسکے پہونچنے کے اوس کافر کا سر کٹکے زمین پر آجاتا تھا۔ انصار مین سے ایک صاحب ایک مشرک کی طرف جھپٹے وہ بھاگا غیب سے اوسپر کوڑے پڑنا شروع ہوئے جنکی آوازین لوگون نے سنین۔ ناگاہ وہ کافر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ اوسکی لاش پر کوڑون کے نشان پائے گئے۔ جب آنحضرتؐ سے یہ کیفیت بیان کی گئی تو حضور نے فرمایا کہ یہ مدد آسمانی تھی۔

الغرض اشقیاے ناپاک پر ایسی خدا کی مار پڑی کہ پراگندہ ہو گئے۔ اور وہ لشکر عظیم اور باسر و سامان مسلمانون کی قلیل اور بے سامان جماعت کے ہاتھہ سے تباہ ہو گیا۔ اونمین سے ستر آدمی تو مارے گئے کچھہ گرفتار ہوئے اور باقی سراسیمہ و پریشان حال مکہ پہونچے۔ مسلمانون نے جب اعدا کی یہ بربادی دیکھی تو بھاگتے ہوؤن کا پیچھا نہ کیا اور ترس کھا کے اونکے قتل سے ہاتھہ کھینچا۔ اور مقتولون کے سر اور قیدیون کو لیکر حضور نبوی مین حاضر ہوئے۔ آپ سربسجدہ ہو کر خدا کا شکر کرنے لگے۔ پھر مقتولون کے سر دیکھے اون مین ابوجہل کا سر نہ پایا تو لوگون سے کہا کہ جاؤ اوسکی خبر لاؤ کہ کیا گذری عبداللہ ابن مسعود فوراً اوسکی تلاش کو گئے کیا دیکھتے ہین کہ خاک و خون مین لتھڑا پڑا ہے اور کچھہ جان باقی ہے۔ عبداللہ اوسکے سرہانے بیٹھہ گئے اور پوچھا کہ اے ابوجہل کیا حال ہے۔ ابوجہل نے جواب دیا حال کیا ہے مجھے میری قوم نے مار ڈالا۔ افسوس تو مجھکو یہ ہے کہ مدینہ کے ایک گنوار کے ہاتھہ سے مین مارا گیا یہ طعنہ اوسنے انصار کو دیا تھا کیونکہ اون مین کسان بہت تھے

اسیطرح وہ اپنے زعم فاسد مین مسلمانون کی بہادری اور اونکے موید من اللہ ہونے کو اعتبار سے ساقط کرنا چاہاہتا تہا حالانکہ دل مین قائل تہا کہ یہ جو کچہہ ہوا ہے محض عنایت خدا ہے ورنہ ایسے ضعیف اور مفلس لوگ ہرگز کفار قریش کے لشکر عظیم الشان پر غالب نہین آسکتے قصہ مختصر جہانتک اوس سے ہوسکا اوسنے اپنے اِس آخری وقت مین بہی مسلمانون کی تذلیل و تحقیر کی گو کچہہ اور نہین ہوسکتا تہا تو زبان ہی سے سہی۔ پہر از راہ تجاہل عارفانہ عبداللہ سے اوسنے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ کہ فتح کسکی ہوئی۔ اونہون نے جواب دیا کہ خدا اور اوسکے رسول برحق کی۔ اوس نے یہ سنکر مکروہ صورت بنائی اور اپنی ناخوشی ظاہر کی۔ اور خدا و رسول کی نسبت بے ادبی کے کلمات مُنہ سے نکالے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اوس سے کہا کہ اے ابوجہل تو تو فرعون سے بہی زیادہ سخت نکلا اوس نے غرق ہونے کے وقت تو اپنی پشیمانی ظاہر کی تہی اور کہا تہا کہ مین نے برا کیا جو حضرت موسی سے بمخالفت پیش آیا اور تو نزع کے وقت بہی وہی کفر کی باتین بکتا ہے۔ اِس پر ابوجہل نے عبداللہ سے بہی سخت کلامی کی۔ اونہون نے پہلے تو اوسے سمجہایا کہ اے ابوجہل تیری عقل کو کیا ہوگیا ہے اِس حال تباہ مین کیسی باتین کرتا ہے کم بخت اب تو حق و باطل مین تمیز کر۔ یہ سنکر اور زیادہ کفر بکنے لگا۔ پہر تو عبداللہ سے نرہا گیا اور اوسکا سر کاٹنے کو تلوار کہینچی۔ ابوجہل بولا اے عبداللہ مین اپنی قوم کا سردار ہون میرا سر گردن سے بہی بہت نیچے سے کاٹنا تا کہ میرا سر اورون کے سرون سے اونچا معلوم ہو عبداللہ جلگئے اور ضد سے اوس کا سر ایسی جگہہ سے کاٹا کہ سب سرون سے نیچا دکہائی دے اور پہر اوسکو آنحضرت کی خدمت مین حاضر کیا۔ آپنے اوسے دیکہکر سجدۂ شکر کیا اور فرمایا "الحمد للہ الذی اخزاک یا عدو اللہ" ابوجہل لاغر اندام ترش رو تیز زبان اور شوخ چشم تہا۔

چہہ مہاجر اور آٹہہ انصار یعنے چودہ مسلمان اور ستر کافر جنگ بدر کے دن مقتول ہوئے اور ستر ہی قید ہوکے لشکر اسلام مین آئے۔ آٹہہ انصار جو شہید ہوئے اونمین چہہ خزرجی اور دو اوسی تہے

اوس دن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ مال غنیمت مین سے کئی زرہ لگ گئی تھین وہ اونکو لئے ہوئے چلے آتے تھے راستہ مین اُمیہ بن خلف جحی اور اوسکا بیٹا بندہے ہوئے قیدیون مین بیٹھے تھے۔ اِن دونون باپ بیٹون اور عبدالرحمن مین مکہ مین بڑی دوستی تھی عبدالرحمن کو دیکھتے ہی وہ دونون پکار اوٹھے کہ اے عبدالرحمن اگر ان زرہون سے زیادہ ہم دونون تجھے پیارے ہین تو ہم کو قتل ہونے سے بچا۔ عبدالرحمن کو دوستون کا خیال آگیا زرہ تو ہاتھہ سے پھینکدین اور اون دونون کا ہاتھہ پکڑ کے آنحضرتؐ کے پاس اونکی سفارش کے لئے لے چلے مگر آنحضرت تو پہلے ہی امیہ کی نسبت پیشین گوئی کرچکے تھے کہ وہ میرے اصحاب کے ہاتھہ سے مارا جائیگا پہر بہلا وہ بچتا کیسے اب قدرت کا تماشا دیکھئے کہ حضرت بلالؓ امیہ کے غلام تھے اور یہ اون کو بہت ستایا کرتا تہا کہین رستہ مین ملگئے اور حضرت بلال بے تحاشہ پکار اوٹھے کہ مسلمانو دیکھو خدا اور رسول کا دشمن امیہ یہ جاتا ہے لوگ دوڑ پڑے اور دونون باپ بیٹون کو مار ڈالا۔ حضرت عبدالرحمن ہزار غل وشور مچاتے رہے مگر کسی نے ایک نہ سنی۔ عبدالرحمن بولے اے بلال رحمت خدا کی ہو تجھپر تو نے میری زرہین بہی کہوئین اور میری قیدیون کو بہی قتل کرادیا۔

لڑائی کے تیسرے دن آنحضرتؐ اصحاب کو لیکر اوس کنوئین پر تشریف لیگئے جہان سرداران قریش کی لاشین پڑی تہین وہان لوگون نے دیکہا کہ لڑائی سے پہلے آپنے جو جگہہ جسکے قتل ہونیکی بتائی تہی اوسکی لاش وہین پڑی تہی سر مو کچہہ تفاوت نہ تہا۔

لشکر اسلام کے بدر کے دن تین حصے تہے۔ ایک حصہ تو دشمنون کے ساتہہ مقاتلہ ومحاربہ کرتا تہا۔ دوسرا حصہ گرفتاری اسیران ولوٹ اسلحہ ومال ومتاع مین مصروف تہا۔ اور تیسرا آنحضرتؐ کے ساتہہ رہتا تہا۔ پس آپنے منزل صفرا مین مال غنیمت کو بحصۂ مساوی تقسیم کردیا اور اون آٹھون اصحاب کو بہی حصہ ملا جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ منبہ ابن حجاج کی تلوار جسکا نام ذوالفقار تہا اور ابوجہل کا

خاص اونٹ آپنے لیا۔ پھر ذوالفقار حضرت علی کو مرحمت فرمائی۔

۱۷ ار رمضان روز جمعہ کو یہ فتح حاصل ہوئی۔ سرور کائنات نے عبداللہ رواحہ کو عوالی مدینہ کے لوگون اور زید بن حارث کو سوافل مدینہ کے رہنے والون کے پاس اِس فتح کی خوشخبری سنانے کو بہیجا۔ اسامہ ابن زید کہتے ہین ہم اوسوقت رقیہ بنت رسول اللہ کو دفن کرکے واپس آرہے تہے کہ میرے والد نے اگر مژدۂ فتح سُنایا مدینہ کے لوگ چارون طرف سے گہر آئے والد بزرگوار نے سب کہا کہ عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ۔ اور ابوجہل بن ہشام۔ اور زمعہ بن الاسود۔ امیہ بن خلف۔ اور بنیہ ومنبہ پسران حجاج۔ وغیرہ مارے گئے۔ مدینہ کے لوگون کو یہ سنکر بڑا تعجب ہوا۔

جس دن رسول اکرم مدینہ مین داخل ہوئے لوگ استقبال کے لئے باہر نکلے۔ اور دیکہا کہ صنادید قریش پا بزنجیر مسلمانون کی قید مین چلے آتے ہین اور طوق اونکی گردنون مین پڑے ہوئے ہین سب اہل مدینہ نے شکر خدا کیا اور غازیون کو مبارکباد دی۔ اوسوقت اصحاب نے مدینہ والون سے کہا کہ اے لوگو ہم اس مبارکباد کے مستحق نہین یہ فتح ہمارے زور بازو سے نہین ہوئی بلکہ ایک قدرت خدا تہی کہ کفار کے سر خود بخود تن سے جدا ہو ہو کر گرتے تہے۔ اور کاٹنے والے نظر نہ آتے تہے آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ یہ کام فرشتون کا تہا جو خدا نے مومنون کی مدد کو بہیجے تہے۔

کفار مین سے ایک شخص بہاگ کے مکہ پہونچا۔ اور مسلمانون کی فتحیابی کی خبر دی۔ صفوان ابن امیہ نے اِس خبر پہونچانے والے کو سڑی بتایا۔ اور اوس کا جنون ثابت کرنیکے لئے اوس سے پوچہا کہ صفوان کا کیا حال ہے وہ کچہہ پاگل تو تہا ہی نہین بولا کہ صفوان تو تو ہی ہے مگر تیرا والد و بہائی مارے گئے یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ ابولہب بہی آن پہونچا اور یہ خبر سنکر ہکا بکا سا رہگیا۔ اتنے ہی مین ابوسفیان بن الحرث ابن عبدالمطلب لڑائی سے بہاگا ہوا مکہ مین داخل ہوا۔ ابولہب نے پیار سے دریافت کیا کہ بہتیجے تو ٹہیک ٹہیک خبر لایا ہوگا تو بتا۔ ابوسفیان نے جواب دیا کیا بتاؤن وہان تو عجیب کیفیت

گذری کیونکہ ہم چڑہنے کو تو مسلمانون پر چڑہ گئے مگر جب سامنے پہونچے ہین اور لڑائی شروع ہوگئی تو ہماری یہ حالت تہی کہ ہم مین سے جو تہا مثل مفلوج کے بے حس وحرکت کہڑا کا کہڑا رہگیا۔ بالکل یہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی ہتہیار ہم سے چہینے لیتا ہے۔ اور ہماری مشکین خود بخود بندہی جاتی ہین ہیبت ناک صورتین زمین وآسمان کے درمیان بہری نظر آتی تہین۔ اور کوئی علاج اوسکا نہو سکتا تہا۔ یہ سنکر عباس کا غلام ابورافع کمبختی کا مارا کہین بول اوٹہا کہ واللہ یہ کام فرشتون کے ہین وہی آسمان سے اوترآئے ہونگے۔ ابولہب جلا ہوا تو تہا ابورافع کی یہ بات سن کے اور بہی راکہہ ہوگیا اور نہایت غصہ سے اوسکے مُنہ پر ایک گہونسا مارا اور اوٹہا کے زمین پر دے پٹکا اور چہاتی پر سوار ہو کے خوب لاتین مارین بیچارہ دُبلا پتلا آدمی کیا کر سکتا تہا خون کے سے گہونٹ پی کر رہگیا۔ جب یہ حال اُم الفضل زوجۂ عباس نے سُنا تو دوڑی ہوئی آئین اور ایک بانس اوٹہا کے ایسا ابولہب کے سر پر مارا کہ اوسکا سر پہٹ گیا۔ اور کہا کہ اے ابولہب عباس کے پیٹہہ پیچہے تو نے اوس کے غلام کو کیون مارا۔ ابولہب شرمندہ اور ذلیل ہو کر اپنے گہر چلا گیا۔ چندہی دن کے بعد مرض عدسہ مین گرفتار ہو کر مر گیا۔ یہ بیماری طاعون کی قسم سے ہے اِسمین سر سے پیر تک تمام بدن مین آبلے پڑ جاتے ہین۔ اس مرض کے خوف سے کسی خویش وقریب نے اوس کی لاش کو ہاتہہ نہ لگایا مزدورون سے اُٹہوا کے اوسے مکہ سے باہر ایک گڑہے مین پہنکوا دیا۔ اور اوس گڑہے کو لبالب پتہرون سے بہر دیا۔

اب اسیران جنگ کی بابت حکم دینے کی باری آئی۔ آنحضرتؐ نے سب اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا کہ تمہاری اس امر مین کیا رائے ہے۔ جناب صدیق اکبرؓ نے التماس کی کہ یارسول اللہ قربانت شوم یہ سب لوگ حضور کے ہم قوم ہین ان پر تو رحم ہی فرمائیے فدیہ لیکر چہوڑ دیجیے۔ شاید اِنکی اولاد سے بندگانِ مومن پیدا ہون اور دین حق کی متابعت کرین۔ حضرت فاروق اعظمؓ بولے حضور یہ سب کٹے کافر ہین انہین زندہ چہوڑنا کسیطرح مناسب نہین بہتر ہے کہ فلان شخص جو میرا رشتہ دار ہے

میرے سپرد کیا جاے تاکہ مین اوسے قتل کرون - اور عقیل جناب علی مرتضیٰ کو حوالہ کئے جائین کہ وہ اونکو ہلاک کرین اور عباس کو حمزہؓ سے قتل کرائیے - تاکہ معلوم ہوجائے کہ ہم خیر خواہ خدا اور رسول ہین کفار کی دوستی ذرا بھی ہمارے دل مین نہین رہی ہے - جب آنحضرتؐ نے اپنے دونون وزراے نامدار کی باتین سنلین تو زبان فیض ترجمان سے فرمایا کہ تحقیق خدا اے تعالی اپنے کسی نبی کے دل کو موم سے بہی زیادہ نرم کر دیتا ہے اور کسی نبی کا دل سخت پتہر بنا دیا کرتا ہے - پس اے ابوبکر تیرا دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سا ہے جنہون نے اللہ جل شانہ سے یہ مناجات کی تہی -

فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔ (سورۂ ابراہیم پارہ ۱۳)

ترجمہ - تو جسنے میری پیروی کی وہ میرا ہے - اور جسنے میری نافرمانی کی تو تو بخشنے والا مہربان ہے - اور اے عمر تیرا دل حضرت نوح علیہ السلام کے دل کے مثل ہے - جنہون نے یہ دعا مانگی تہی

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۔ (سورہ نوح پارہ ۲۹)

ترجمہ - اور نوح نے اون کے حق مین یہ بددعا بہی کی کہ اے میرے پروردگار ان کافرون مین سے کسی کو بہی زندہ نہ چہوڑ کہ روے زمین پر چلتا پہرتا نظر آئے -

یہان سے شیخین کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے - جن کو آنحضرت نے خود اپنی زبان صدق ترجمان سے ابراہیم و نوحؑ کا مثل بتا دیا پہر اونکی افضلیت اور اوّلیت کا کیا حساب ہوسکتا ہے غرضکہ آنحضرت کا دل جو رحم کا خزانہ تہا حضرت صدیق اکبر کے مشورہ کی طرف مائل ہوا - لہذا آپ نے اسیرون کی طرف سے وکالت کی اور اسطرح رحمت و شفقت کے ساتہہ مسلمانون کے سامنے اونکی سفارش فرمائی جیسے کوئی اپنے دل و جگر کے لئے منت و سماجت کرتا ہے اور فرمایا اے مسلمانون تم انکو فدیہ لیکر چہوڑ دو تاکہ یہ صحیح و سالم اپنے بال بچون سے جا ملین - آخر یہی ٹہیری کہ فدیہ لیلو اور ان کو جانے دو - اون مین بہت سے مفلس بہی تہے - بعض کا چندہ آنحضرت

نے اپنے پاس سے دیا اور چند کو بغیر لئے دئے مفت ہی رہا کرا دیا۔ سبحان اللہ کس درجہ کا رحم تھا کہ اپنے خون کے پیاسون کے لئے یہ کوشش کی گئی۔ قیدیون مین عباس بن عبد المطلب اپنے ہاتھہ بند ہنے سے بیچین تھے اونکی آواز نے رات کو آنحضرتؐ کو بھی نہ سونے دیا اصحاب نے یہ ماجرا دیکھکے عباس کو کھولدیا جب حضور نے سنا کہ عباس کی رعایت کی گئی ہے تو آپنے سب قیدیون کو کھلوا دیا۔

جب عباس سے فدیہ لینے کی نوبت پہونچی تو اونہون نے حضرت سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین تو مسلمان ہون اور مفلس ہون مجھے بھی چھوڑ دیجئے مجھکو تو یہ لوگ زبردستی پکڑ لائے تھے میرا ارادہ حضور سے لڑنے کا نہ تھا۔ آنحضرت نے جوابدیا جب تم باطن مین مسلمان تھے اور ظاہر مین ہم سے لڑتے تھے تو تم کو چار فدیہ دینا واجب ہین۔ ایک اپنی طرف سے اور ۲ دو اپنے بھتیجون عقیل ابن ابی طالب اور نوفل ابن الحارث کے لئے۔ اور ایک اپنے ہم عہد عتبہ ابن عمر کے واسطے۔ عباس نے کہا کہ میری گرہ مین تو ایک کوڑی بھی نہین ہے مین فدیہ کیسے دیسکون گا۔ اے محمدؐ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا چچا ادائے فدیہ کے لئے لوگون کے سامنے ہاتھہ پھیلائے اور بھیک مانگے۔ آنحضرتؐ بولے چچا گھر سے وہ سونا منگاؤ جو چلتے وقت چچی کو دے آئے ہو۔ اگر کچھہ اور ثبوت چاہیئے تو یہ سنلو کہ تم نے سونا دیکر اون سے یہ کہا تھا کہ اگر مین لڑائی مین مارا جاؤن تو اسمین اتنا تمہارا حصہ ہے اور باقی کو بحصہ مساوی میرے فرزندون مین تقسیم کر دینا۔ عباس یہ سنکر حیران رہگئے اور بول اوٹھے کہ بدون الہام الٰہی اس راز سے کوئی بشر آگاہ نہین ہو سکتا بیشک تم رسول خدا ہو کیونکہ وہ سونا مین نے خلوت مین اپنی زوجہ ام الفضل کو دیا تھا اور دینے سے پہلے خوب دیکھہ بھال لیا تھا کہ گھر مین ہم دونون کے سوا کوئی اور تو نہین ہے اور باتین بہت چپکے چپکے آپسمین ہوئی تہین اتنا کہہ کے حضرت عباس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و

انک رسول اللہ۔ حضرت عباس کوایک دبلے پتلے منخنی سے انصاری ابوالیسر نے گرفتار کیا تھا حالانکہ عباس مرد عظیم اور جسیم تھے۔

کچھہ لکھے پڑھے اسیر اسلیئے چھوڑدئے گئے کہ اونھون نے انصار کے لڑکون کو لکھنا پڑھانا قبول کرلیا تھا۔

آنحضرتؐ کے داماد ابوالعاص بھی قیدیون مین شامل تھے۔ زینبؓ آپکی صاحبزادی نے اونکے فدیہ مین اپنی ہیکل بھیجی تہی جو حضرت خدیجہؓ نے اونھین جہیز مین دی تھی۔ جسوقت یہ ہیکل آنحضرتؐ کو نظر آئی ہے آپ آبدیدہ ہوے اور حضرت خدیجہ یاد آگئین۔ آپنے مسلمانون سے اجازت لیکر ہیکل واپس کردی اور ابوالعاص کو اس وعدہ پر رہا کیا کہ وہ مکہ پہونچ کے زینب کو مدینہ بھیجدین۔ عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث قید ہو کے آئے اور قتل کئے گئے۔

مورخین نے بتواتر لکھا ہے کہ بنی ہاشم اس لڑائی مین بیشک طوعاً و کرہاً شامل ہوئے تھے۔ آنحضرت کے طفیل مین بیچارون نے بہت مصیبتین جھیلی تہین اور مدت تک شعب ابی طالب مین ذات باہر ہو کے رہے اور یہ قومی معاملہ تہا اس لئے مجبور و ناچار سب کا ساتھہ دینا پڑا۔ بنی ہاشم کی تکلیفین حضور کو یاد تہین اور آپ خوب جانتے تھے کہ یہ لوگ مارے باندھے آئے ہین اسلئے آپکا حکم تہا کہ اون کو کوئی قتل نہ کرے خصوصاً حضرت عباس کا زیادہ خیال تہا۔ تین برس کامل جو ہمدردی اسلام کی بنی ہاشم نے مکہ مین کی تہی اوس کے لحاظ سے یہ حکم عدل پر مبنی تہا۔ مگر اس پر بھی ابوحذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ نے آنحضرتؐ کو ترش سے جواب دیا ”کیا اپنے باپ اور بھائی کو تو ہم قتل کرڈالین اور عباس کو چھوڑدین؟“ یہ بات محض بشریت کی وجہ سے ابوحذیفہ کے منہ سے نکل گئی تہی وہ اسے کہہ کے بہت نادم ہوئے اور ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اگر اس گناہ کا کفارہ ہے تو یہی ہے کہ مین اسلام کی طرف سے لڑ کے مارا جاؤن چنانچہ اون کی امید برائی اور وہ جنگ یمامہ مین شہید ہوے

ابوحذیفہ کے جواب کو حضرت فاروق اعظم نے بہی گستاخی سمجہا تہا اور حضور مین التماس کی تہی کہ اگر یہ شخص منافق ہوگیا ہو تو مجہے ارشاد ہوجاے مین ابہی اسکا سر تن سے جدا کئے دیتا ہون لیکن آنحضرتؐ خاموش رہے کچہہ جواب ندیا ہاے کیا خوش عقیدہ لوگ تہے کہ جنگ بدر مین باپ نے بیٹے کو اور بیٹے نے باپ کو اور بہائی نے بہائی کو اپنے ہاتہون سے ذبح کیا اور مُنہ سے اُف نہین نکالی۔ کچہہ دنیوی لالچ سے نہین بلکہ صرف اسلام کو سچا سمجہہ کے خدا اور رسول کی خوشنودی کے واسطے اگر اونہین دولت دنیوی کی طمع ہوتی تو امیر ہو کے مسلمان فقیر بننے کے لئے کیون ہوجاتے اون سے صرف توحید و اسلام کی محبت مین یہ حرکتین سرزد ہوتی تہین چنانچہ ایک بڑہیا جو رانڈ دکہیا تہی اوس کا ایک اکلوتا بیٹا آخری عمر کا سہارا اسی لڑائی مین شہید ہوگیا۔ اوسنے خدمت نبوی مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ اپنی زبان مبارک سے یہ فرمادین کہ وہ شہید ہو کر جنت مین داخل ہوگیا تو مجہے اوس کا ذرا بہی رنج نہو۔ حضور نے فرمایا کہ بڑی بی اسمین ایک ذرہ کے برابر بہی شک نہین تمہارا فرزند باغ فردوس کی گلگشت مین ہے۔ بڑہیا نے اتنا سنا اور ہنستی ہوئی اپنے گہر چلی گئی۔ اللہ اکبر کیا خوش عقیدہ لوگ تہے۔ اب اون کے قایم مقام ہم لوگ ہین اسلئے شیخ علیہ الرحمۃ نے ہزار مرثیون کے برابر ایک ہی فقرہ فرمادیا ہے کہ "حیف است ہنرمندان بمیرند و بے ہنران جای ایشان گیرند"

حضرت علی مرتضیٰ متوسط اندام۔ میانہ قد۔ بہت ہی مستقل مزاج۔ اور نہایت چست و چالاک تہے۔ آپ کی عمر مین یہ پہلا ہی موقع تہا کہ آپ لڑائی مین شامل ہوئے اس ناتجربہ کاری پر بہی آپنے سولہ سترہ کافرون کو داخل جہنم کیا لوگ آپکی لڑائی کے ڈہنگ پر حیران تہے اور چارون طرف سے آپکی تعریف ہوتی تہی۔ حضرت حمزہؓ کا طرز جنگ بہی لایق صاد تہا اونہون نے پانچ چہہ کفار مارے۔

مسلمان جنگ کے وقت خاص الفاظ مُنہ سے نکالتے تہے اون کا نام شعار رکہا گیا تہا اون سے اول تو طبیعت کو زور حاصل ہوتا تہا اور دوسرے اپنے پرائے کا پتہ لگ جاتا تہا مثلاً جنگ بدر مین

مہاجرین کا شعار "یا نبی عبد الرحمٰن" تہا۔ اس سے ایک عبد الرحمٰن کہنے والا دوسرے شخص پر جو عبد الرحمٰن کہتا ہو ہاتہہ نہ اوٹہا سکتا تہا۔

ایسے موقعون پر فخریہ کلمے بہی کہتے تہے جنکا نام رجز ہے۔ رجز مین کبہی فی البدیہ نظم بہی موزون کر لیتے تہے۔ اور اوسمین باپ دادا کے نام اور اونکے کارنامے بہی ہوتے تہے۔ مثلاً اسی لڑائی مین حارث بن سراقہ نے حضرت علی مرتضیٰ پر وار کیا۔ آپنے اوسکی تلوار اپنی ڈہال پر لی وہ ڈہال ہی مین اٹک کر رہگئی۔ موقع پاکے حضرت علی نے خنجر جو مارا تو وہ اوسکی زرہ کاٹکے جسم مین اوتر گیا مگر زیادہ کاری زخم نہ لگا تہا کہ آپنے اپنے پیچہے ایک تلوار چمکتی ہوئی دیکہی اسلئے اپنا سر نیچے جہکالیا اور اوس تلوار نے حارث کے سر کو معہ خود جسم سے الگ کر دیا۔ آپ کے کانون مین جب یہ آواز آئی کہ "مین ابن عبد المطلب ہون" تو معلوم ہوا کہ وہ ضرب آپکے چچا حضرت حمزہؓ نے لگائی تہی۔

جنگ بدر مین اسلام کے سب پرانے دشمن مارے گئے۔ مکہ مین ہجرت کی رات کو جن لوگون نے رسولؐ خدا کے گہر کو گہیرا تہا وہ سب کے سب بہی قتل ہوئے اونمین سے صرف ایک آدمی بچا تہا سو وہ بعد جنگ بدر مسلمان ہوگیا۔ یہان پر یہ نہ سمجہنا کہ اسلام کے سب دشمن معدوم ہوگئے بلکہ جہالت نے اور بہی زیادہ سخت اور قوی مخالف پیدا کر دئے۔ اس جنگ سے جو لوگ بہاگ گئے تہے یا قید سے چہوٹ کے گئے وہ ندامت اور شرمندگی کے مارے بہت بڑے جانی دشمن بنگئے۔ اور بجائے ابو جہل کے ابو سفیان ان مفسدون کا سردار بنا اور یہ ٹہیری کہ خجالت مٹانے کے لئے دوبارہ مسلمانون پر چڑہائی کی جائے۔ پس جنگ بدر کے قیدیون کی نسبت حضرت عمر نے جو رائے کہ گردن مار دینے کی دی تہی وہی صائب تہی گو اوسوقت اونکی رائے نہین مانی گئی اور جناب صدیق کی رائے پر عمل کیا گیا مگر آنحضرت نے بعد مین ہمیشہ فرمایا کہ ہم کو عمر ہی کے کہنے پر کاربند ہونا چاہئے تہا

کیونکہ جو لوگ جنگ بدر کی قید سے چھوٹے یا شکست کہا کے بہاگے تہے وہی جماعت اکٹھا کر کے آئے اور جنگ احد مین مسلمانون کو سخت شکست فاش دی اور فدیہ کے لالچ سے مسلمانون کو جو فائدہ ہوا تہا اوس سے زیادہ نقصان ہوگیا۔ رسول خدا اِسی لئے حضرت عمر فاروق رضی کی باتون کو کان دہر کے سُنتے تہے اور اکثر اونہین پر عمل کرتے تہے۔ پس حضرت عمر رضی نے رسول اللہ اور حضرت ابو بکر صدیق کے عہد مین وزیر بنکے اور اپنے زمانہ مین خود مختار ہو کے اسلام پر جو احسان کئے ہین اور جو سلوک دین محمدی کے ساتہہ فرمائے ہین اونہین اسلام بہول نہین سکتا نہ وہ کسیطرح صفحہ تاریخ سے مٹینگے۔ حضرت عمر رضی نے اِس لڑائی مین اپنے مامون عاصم بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا۔

مکہ مین پہونچ کے کفار قریش نے یہ حکم دیدیا تہا کہ شہر بہر مین کسی کے گہر ماتم نہو ورنہ مسلمان خوش ہونگے۔ اسود قریشی کے تین بیٹے مسلمانون کے ہاتہہ سے جنگ بدر مین مارےگئے تہے یہ بڈہا قریش کے خوف سے رو نہ سکتا تہا اور بیٹون کا غم رونے پر مجبور کرتا تہا اسلئے غریب شہر سے پہاڑون مین چلا جاتا تہا اور وہان بیٹہکر خوب روتا تہا۔ اتفاقاً ایکدن گہر مین بیٹہا ہوا تہا کہ کسی عورت کے رونیکی آواز اسکے کان مین آئی سمجہا کہ شاید اب رونے کی اجازت ہوگئی ہے غلام سے پوچہا کیا اب مقتولان بدر پر رونا ممنوع نہین ہے۔ غلام نے جواب دیا کہ صاحب بدستور ممانعت ہے اس عورت کا تو اونٹ کہو گیا ہے اوس کے لئے روتی ہے۔ یہ سنکر ایک نہایت دردناک مرثیہ اسود نے لکہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ اپنے کہوئے ہوئے اونٹ کے لئے تو رونے پاتے ہین اور میرے تین نوجوان بیٹے مارےگئے مجھے رونے کی اجازت نہین۔

غنیمت بدر مین سے ایک خمس رسول اللہ کا الگ کیا گیا جسے وہ مالگذاری سمجہو جو گورنمنٹ کے خزانہ مین جاتی ہے۔ یہ مال مسلمانون کے نفع یا رعایا کی بہبودی مین صرف ہوتا تہا۔ اور باقی چار خمس لشکر کا سے بدر مین تقسیم کیا گیا۔ کیونکہ اس جنگ سے پہلی اس مضمون کی آیت نازل ہو چکی تہی۔ اور

اِسی طرح آنحضرتؐ کے زمانہ مین اور آپکے بعد بھی تقسیم ہوتی رہی - اور مقتول کے سلاح جنگ قاتل کو ملجاتے تھے -

ایک دن حضرت جبرئیل امین نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ مسلمانون مین تم اہل بدر کو کیسا جانتے ہو - حضور کا ارشاد ہوا کہ اے بھائی جبرئیل وہ افضلترین مسلمانان ہین اون سے بہتر قیامت تک کوئی نہوگا - حضرت جبرئیل خوش ہوئے اور عرض کیا یا حضرت مین بھی ایک مژدہ سُناتا ہون وہ یہ ہے کہ جو فرشتے جنگ بدر مین مسلمانون کی مدد کے لئے بھیجے گئے تھے اونہین بھی خداوند کریم نے ایسی ہی شرافت عطا فرمائی ہے - سبحان اللہ اہل بدر کی کیا کیا عزتین ہین کہ اونکے طفیل مین فرشتون نے درجے پائے - جسدن جنگ بدر مین مسلمانون نے فتح پائی ہے اوسی دن رومی فارسیون پر غالب ہوئے جس سے اہل اسلام کی خوشی دوچند ہوگئی -

منقول ہے کہ جنگ بدر کے دن لشکر اسلام کے تین نشان تھے - اول سب مین بڑا علم مہاجرین کا مصعب بن عمیر کے پاس تھا اور شعار مہاجرین کا لڑائی کے وقت " بنی عبدالرحمن " ہوتا تھا - اور بنی خزرج کا نشان خباب بن المنذر کے ہاتھہ مین رہتا تھا اور جتھے کا شعار " بنی عبداللہ " قبیلہ اوس کا علم سعد بن معاذ کے سپرد کیا گیا انکی گروہ کا شعار " بنی عبید اللہ " تھا - اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوس دن سب مسلمانون کا شعار " منصور امت " تھا -

مشرکون کی طرف سے بھی تین ہی علم تھے - ایک طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس - دوسرا ابوعزیر بن عمرو کے پاس - اور تیسرا نضر بن الحارث کے پاس تھا - اور یہ تینون آدمی بنی عبدالدار مین سے تھے -

منقول ہے کہ بدر کی لڑائی کے روز ابوجہل کہتا تھا کہ اے معشر قریش قسم ہے ہمکو ہم یہان سے نہ پھرینگے جب تک محمدؐ اور اوسکے یارون کو رسّی سے نہ کس لینگے - تم لوگ مسلمانون کو زندہ گرفتار کر لینا جان سے نہ مارنا - یہان سے اون کو گھسیٹ کے لیچلین گے اور گھر پہونچ کے عذاب

سخت سے مارین گے تاکہ سب کو عبرت ہو اور پہر کوئی اپنے باپ دادا کے دین سے نہ پہرے اسی لیئے آنحضرت صلعم نے اوسکا سر تن سے جدا دیکھکے سچ کہا تہا کہ یہ دیکھو فرعون امت مارا گیا۔

جب لڑائی شروع ہوئی تو عاصم بن عوف سہمی جوشش درندے کے تہا صف قتال مین آنحضرت کی طرف اشارہ کرکے کہتا تہا کہ اے معشر قریش اِس شخص کو ہرگز نہ چھوڑنا یہ قاطع ارحام اور جماعت کا توڑنیوالا ہے اسنے ناخونون سے گوشت الگ کردئیے ہین اور باپ بیٹون اور بہائیون بہائیون مین جدائی ڈالدی ہے۔ وہ اِسی بکواس مین تہا کہ ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اِلّا اللہ کہہ کے ایک ہاتھہ تلوار کا اوسپر رسید کیا اوسکے صدمہ سے وہ گھٹنون کے بل بیٹھہ گیا۔ اور پہر کئی تلوارین مارین مگر اوس شقی پر ایک بہی کارگر نہوئی۔ وہ ابو دجانہ کے آگے سے بہاگ کے ایک گڑھے مین کود پڑا۔ ابو دجانہ بہی اوسکے ساتہہ ہی کود ے اور وہین اوسکا سر قلم کیا۔

زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جب رسول اکرم کو خبر لگی کہ نوفل بن خویلد بہی لشکر کفار مین شامل ہے تو دعا کی "اللھم اکفنی نوفل بن خویلد" نوفل لڑائی کے دن نعرے مارتا تہا کہ اے جماعت قریش آج بڑائی اور رفعت کا دن ہے مسلمانون کے گلے کاٹو اور ناموری حاصل کرو اتنے مین کفار بہاگ نکلے اور جب انصار نے نوفل کو گرفتار کرلیا تو یار میرا کہتا ہے کہ اے بہائیو میرے مار ڈالنے سے تمہین کیا حاصل ہوگا مجھے چھوڑ دو اور فدیہ لیلو آخر جبار بن صخر بن امیہ انصاری اوسکو قید کرکے اپنے گھر لئے آتے تہے راہ مین جناب علی مرتضی ملے اور اوسکو مارنا چاہا اوسنے جبار سے پوچہا کہ یہ کون ہے اونہون نے جواب دیا کہ علی ہین۔ وہ کہنے لگا کہ مین نے اس سے زیادہ کوئی آدمی اپنی قوم کے مارنے مین حریص نہین دیکہا حضرت علی نے اوس کے ایک تلوار ماری جو اوسکے سر مین گڑ گئی پہر سے نکال کے پنڈلیون پر ماری وہ قلم ہوگئین اور تیسری تلوار مین اوسکا کام تمام کردیا اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کیا کہ مین نے نوفل کو قتل کر ڈالا۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا

الحمدللہ الذی اجاب دعوتی ؛ ایک روایت مین ہے کہ جناب علی مرتضی نے بدر کے دن چوبیس آدمی قریش کے مارے جنمین زمعہ بن اسود - حارث بن زمعہ - عمر بن عثمان بن کعب - اور طلحہ کے دونون بھائی عثمان اور مالک بھی شامل تھے -

مدینہ مین آکر حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قیدیون مین سے دو آدمیونکو مار ڈالین ایک نضر بن حارث کو جو مکہ مین ہمیشہ آپ کو رنج دیتا تھا اور جھگڑتا رہتا تھا - اور دوسرے عقبہ بن معیط کو کیونکہ وہ بھی آپ کو بہت ایذا دیا کرتا تھا اور ایک دفعہ نماز پڑھتے مین اونٹ کی اوجھڑی آپکے گلے مین ڈال دی تھی -

---

واقدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ آنحضرتؐ نے مدینہ سے اپنی روانگی سے دنس دن پہلے طلحہ بن عبیداللہ اور سعد بن زید کو ابوسفیان کے قافلہ کے تفحص حال کے لئے روانہ کیا تھا - وہ دونون موضع نخبار مضافات حورا مین ذی المروہ کے پیچھے سمندر کے کنارے کَشَد الجہنی کے گھر جا اوترے اور ایک گوشہ مین پوشیدہ ہو کر بیٹھے رہے یہانتک کہ قافلۂ ابوسفیان آپہونچا اور طلحہ و سعد نے ایک ٹیلے پر چڑھ کے قافلہ کو بنظر غور دیکھا اور خوب جانچ لیا کہ انکے پاس کتنا مال و اسباب اور کتنے آدمی ہین - اہل قافلہ نے کَشَد سے محمدؐ کے جاسوسون کا حال پوچھا مگر اوسنے صاف انکار کر دیا کہ استغفر اللہ محمدؐ کے جاسوسون کا یہان کیا کام ہے - قافلہ نے نخبار سے کوچ کر دیا - اوسکے دوسرے دن صبح کو طلحہ و سعد بھی وہان سے رخصت ہوئے اور کَشَد بھی حفاظت و رہنمائی کے لئے اونکے ساتھہ ذی المروہ تک آیا - اہل قافلہ نے نخبار ہی سے مسلمانون کے خوف کے مارے اپنا راستہ بدلدیا تھا اور سمندر کے کنارے کنارے ہو لئے تھے اور بہ عجلت شب و روز سر پر پیر دھرے ہوئے چلے جاتے تھے - طلحہ و سعد واپس ہو کر مدینہ مین اوس روز پہونچے تھے کہ جسدن بدر مین مسلمانون

اور قریش مکہ کا لشکر آ منے سامنے خیمہ زن ہو گیا تھا۔ لہذا طلحہ و سعد بھی مدینہ سے روانہ ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو گئے اون کے آجانیکے بعد کَشَد بھی مسلمانون کے لشکر مین داخل ہوا۔ اور طلحہ و سعد نے حضور نبوی مین اوسکی سفارش کی پس آنحضرت صلعم نے کشد الجُہنی کو اپنا مقرب بنالیا اور اُس سے فرمایا کہ اے کشد کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مین موضع ینبُع کو تیری جاگیر مین دیدون۔ کَشَد نے التماس کی کہ حضور مین بڈہا ہوا میری عمر آخر ہے البتہ ینبُع کو میرے بھتیجے کے نام کردیجئے چنانچہ آنحضرتؐ نے ایسا ہی کیا۔

۱۲ / رمضان روز یکشنبہ کو مسلمان مدینے سے چلے تھے جب نقب یعنی درہ بنی دینار مین پہونچے ہین تو بقع مین اوترے جو مدینہ سے قریب ہے اور اوسی جگہہ آنحضرت نے اپنی فوج کا جائزہ لیا اور عبداللہ بن عمرو۔ اسامہ بن زید۔ رافع بن خدیج۔ براء بن عازب۔ اُسید بن حُضیر۔ زید بن ارقم و زید بن ثابت کو مدینہ واپس کردیا اور جنگ مین شامل ہونیکی اجازت ندی کیونکہ یہ لوگ کم سن تھے

عامر بن ابی وقاص روایت کرتے ہین کہ اس جائزہ کے خوف سے میرا بھائی عمیر بن ابی وقاص چھپا چھپا پھرتا تھا اور آنحضرت کے سامنے نہین جاتا تھا مین نے اوس سے دریافت کیا کہ بھائی تو حضور مین کیون نہین جاتا۔ عمیر نے جواب دیا کہ رسول خدا صلعم مجھے صغیر سن سمجھ کے گھر واپس کردین گے اور مین درجہ شہادت سے محروم رہونگا اسلئے پوشیدہ ہون کہ کہین حضور کے سامنے نہو جاؤن آخر الامر کسی نے گرفتار کر کے بارگاہ نبوی مین پیش کردیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھکو تیری اوٹھتی جوانی پر رحم آتا ہے تو اپنے گھر چلا جا خدا تیری ماں کی چھاتی ٹھنڈی رکھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ زبان مبارک سے یہ کلام سُنکر زار و قطار رونے لگے ہچکیاں بندھ گئین اور حضور کے قدمون پر گر کر نہایت منت کی تو آپ بھی مجبور ہو کے افسوس کے ساتھہ اونہین اجازت دیدی۔ سعد کہتے ہین کہ عمیر بہت کم عمر تھے تلوار باندھنی بھی نہ آتی تھی مین نے اپنے ہاتھہ سے تلوار باندھی

اونہین جنگ مین بہیجا ہے۔ المختصر وہ جنگ بدر مین شہید ہوئے اوسوقت اونکی عمر صرف سولہہ[۱۶] برس کی تہی

آنحضرتؐ نے ۱۲ رمضان یکشنبہ کی شام کو بیوت السقیا کی بستی بقع سے معہ لشکر ظفر پیکر کے کوچ فرمایا تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر اوترتے چڑہتے چلے جاتے تہے جب مقام روحا مین پہونچے تو ایک اونٹ جسپر خلاّد بن رافع اور عبید بن زید بن عامر اور خلاّد کے بہائی سوار تہے تہک کے بیٹہہ گیا۔ خلاّد نے کہا کہ اے خداوند کریم اگر مین صحیح وسلامت اس لڑائی سے واپس آؤنگا تو اسی جگہہ اس اونٹ کو تیری راہ مین قربانی کرونگا۔ اتنے مین آنحضرتؐ بہی اس جگہہ تشریف لائے اور دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے بیان کیا گیا کہ یہ اونٹ تہک کے بیٹہہ گیا ہے اب آگے نہین چلتا۔ آپنے پانی منگوایا اور وضو کرکے اوس پانی مین کلیان کردین اور فرمایا کہ یہ پانی اسکے مُنہ مین ڈالدو چنانچہ اونٹ کا مُنہ کہول کے وہ پانی اوسکو پلادیا گیا تہوڑا سا جو باقی رہ گیا تہا اوسے آپنے اونٹ کے سر وگردن اور شانون اور کوہان اور ریڑہ پر دُم تک ڈلوادیا اور یہ فرماکر کہ اب تم لوگ اس پر سوار ہوجاؤ آپ آگے کو روانہ ہوگئے۔ اونٹ دو سواریون کو لیکر بہاگ نکلا اور مقام منصرف کے نشیب مین آنحضرتؐ کے اونٹ کے پیچہے جا موجود ہوا۔ جب لشکر اسلام جنگ بدر فتح کرکے واپس آیا تو خلاّد نے اوسکی قربانی کرکے للہ تقسیم کردیا۔

سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا ہے کہ مدینہ سے بدر تک جانے اور آنے مین زیادہ مصیبت مجہی پر رہی کیونکہ مین پیدل ہی آیا گیا مجہے سواری نصیب ہی نہین ہوئی اور تیر بہی مجہے چلانے پڑتے تہے رسول خدا صلعم نے پیادون کا افسر قیس بن ابی صعصعہ کو کردیا تہا۔ اور ابی صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذول ہے۔ اور بیوت السقیا سے کوچ کے وقت قیس کو حکم دیا تہا کہ کل ہمراہی مسلمانون کا شمار کرلو۔ چنانچہ قیس نے سب کو بیر ابی عتبہ پر ٹہیراکر گنتی کرلی۔ پہر بیوت السقیا سے کوچ کرکے بطن العقیق پر قیام ہوا۔ وہان سے ملتمن کی راہ لی اور بطحا ابن زبیر پر پہونچ کے زیر درخت

نزول اجلال فرمایا اور حضرت صدیق اکبرؓ نے پتھر فراہم کرکے وہان ایک مسجد بنائی رسول خدا نے اوس مین نماز پڑہکے دو رات ایک دن وہین قیام فرمایا اور سہ شنبہ کی صبح کو وہان سے کوچ ہوا۔ سعد بن ابی وقاص نے روایت کی ہے کہ ہم لوگ تربان مین تہے جو حفیرہ اور ملل کے درمیان واقع ہو تو ایک ہرن نظر آیا مین نے تیر اپنی کمان مین جوڑا حضرت اوٹہے اور اپنا سر مبارک میرے شانے سے لگا کے فرمایا کہ اے سعد نشانہ لگا اور خود دعا کی کہ یا اللہ اس تیر کو دوسار کردے۔ سعد کہتے ہین کہ میرا نشانہ ایسا ٹہیک بیٹہا کہ گردن آہو سے پار ہوگیا۔ حضور تبسم فرمانے لگے اور مین ہرن کی طرف دوڑا وہان پہونچکے دیکہا کہ اوس مین ابہی جان باقی ہے پہر مین اوسکو ذبح کرکے آپ کی خدمت مین لے آیا آپ نے اوسکا گوشت اصحاب مین تقسیم کردیا۔

کہتے ہین کہ ابوسفیان کا قافلہ جو شام سے واپس آتا تہا اوس مین ہزار اونٹ تہے جن پر متاع بیش بہا لدا ہوا تہا۔ اور قریش مکہ مین سے کوئی مرد یا عورت ایسی نہ تہی جسکا مال ایک مثقال یا ایک مثقال سے زیادہ اس سوداگری قافلہ مین نہو۔ چنانچہ ایک عورت نے اونٹ بہر کے اپنا مال تجارت کو بہیجا تہا۔ روایت ہے کہ اوس قافلہ مین ۵ ہزار نقد دینار تہے اور بعضون نے نقدی اس سے بہہ کم بتائی ہے۔ لکہا ہے کہ اوس قافلہ مین سب سے زیادہ مال ابی اُحیحہ آل سعید بن العاص کا تہا اور قوم سے بطور قرضہ روپیہ جمع کرکے آل سعید تے یہ تجارت شروع کی تہی۔ بنی مخزوم کے دو سو اونٹ اور چار پانچ ہزار مثقال سونا تہا۔ ہزار مثقال سونا حارث بن عامر بن نوفل کا دو ہزار مثقال امیہ بن خلف کا۔ اور دس ہزار مثقال سونا بنی عبد مناف کا تہا۔ اور بہت سے کاروان شتر عوام قریش کے شامل تہے۔

مخرمہ بن نوفل نے جو قافلہ قریش کے ساتھ ملک شام کو گئے تہے بعد اسلام لانے کے بیان کیا کہ جب ہم زرقا مین پہونچے جو معان کے کنارے مقام عادت دو منزل ہے تو قبیلہ جذام

کے ایک آدمی نے ہم سے کہا کہ مسلمان تمہاری جستجو مین آئے تھے مگر واپس گئے تم اپنے مال واسباب کو بچاؤ ورنہ بخدا تم لوٹ لئے جاؤ گے یہ سن کے اہل قافلہ نے ضمضم (زمزم) بن عمرو کو مکہ روانہ کیا یہ شخص سمندر کے کنارے بہت رہا تھا اور اسکے پاس دو اونٹ تھے - اجرت اوسکی ۲۰ مثقال سونا قرار پائی - ابو سفیان نے اوس سے کہا کہ تو اپنے اونٹ کے کان کاٹ ڈال اور کاٹھی اوٹھی کس لے اور پیراہن اپنا آگے پیچھے سے چاک کر ڈال اور مکہ والون سے بصدائے بلند "الغوث الغوث" پکار کر کہدے کہ تم اپنے قافلہ کی خبر لو ورنہ اوسکا نشان بھی نپاؤ گے -

روایت ہے کہ قریش جمع ہو کر ہبل بت کے پاس فال لینے کو پہونچے اور امیہ بن خلف نے شگون لیا مگر فال مین نکلا کہ مسلمانون پر حملہ کرنے کے لئے گھر سے نہ نکلو سب نے اسی پر اتفاق کیا کہ چپکے ہو کر گھر بیٹھ رہو مگر ہمارے ذات شریف ابو جہل کب ماننے والے تھے لوگون کو کھینچ گھسیٹکر گھرون سے باہر لے ہی نکلے -

نہ سدہ بدہ کی لی اور نہ منگل کی لی		نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	

جب ذی طوی مین پہونچے تو زمعہ بن الاسود نے اپنے ترکش سے تیر کھینچ کے فال دیکھی اوس مین بھی ممانعت نکلی - زمعہ نے دوسری بار فال لی پھر بھی ممانعت نکلی اوس نے غصہ مین آکر تیر و ترکش سب کچھ توڑ ڈالا - اور تمام لشکر آگے بڑھا - جب مرالظہران پر پہونچے تو ابو جہل نے چند اونٹون کو ذبح کیا اون مین سے ایک اونٹ گلا کٹا ہوا اور گردن اوسکی لٹکتی ہوئی تھی بھاگا اور لشکر کے خیمون مین سے کوئی خیمہ باقی نہ رہا جسمین اوسکا خون نہ پہونچا ہو - یہ سراسر بری فال تھی -

حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ جب لشکر قریش ثنیۃ البیضا پر پہونچا جو ایک ٹیلہ ہے تو عداس اوس ٹیلہ پر بیٹھا ہوا تھا - جب اس نے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً دوڑ کے اون دونون کی رکابین تھام لین اور کہا اے میرے آقازادو میرے ماں باپ تم پر سے قربان واللہ

محمد رسول خدا ہین تم اونکے مقابلہ کو نہ جاؤ اگر جاتے ہو تو یہ سمجھہ لیتا کہ اپنی قتل گاہون کی طرف ہی
ہلنکے جاتے ہو موت تمہین کہینچ لیچلی ہے - عداس یہ کہتا جاتا تہا اور آنسو اوسکے رخسارون پر
جاری تہے - مگر عتبہ و شیبہ نے نہ مانا اور زہرخند کرتے ہوئے وہان سے آگے چلدئے - عداس
روتا کا روتا رہگیا - اتنے مین عاص ابن بنتہ بن الحجاج اوسکے پاس سے ہوکر گذرا اور پوچہا کہ اے
عداس کیون روتا ہے اوس نے جوابدیا کہ میرے دونون آقا اور سردار اور وادی کے مالک اپنی
قتل گاہون کی طرف رسول اللہ سے مقابلہ کرنے گئے ہین -

روایت ہے کہ مکہ مین جو لوگ عقلمند اور اہل الرائے تہے وہ ہرگز مقابلہ کرنے پر راضی نہ تہے
حارث بن عامر - امیہ بن خلف - عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ - حکیم بن حزام - ابو البختری - علی بن امیہ بن
خلف اور عاص بن منبہ اسی قسم کے لوگون مین سے تہے - ابوجہل ان لوگون کو نامردی کے طعنہ
دیکے اوبہارتا تہا اور عقبہ بن ابی مُعَیط نضر بن الحارث بن کلدۃ وغیرہ ابوجہل کی تائید کرتے تہے
قریش نے آپس مین یہ مشورہ بہی کرلیا تہا کہ مسلمانون مین سے کسی کو مکہ مین نہ چہوڑو - تلاش کرکر کے اپنے
ساتہہ گہسیٹ لیچلو کیونکہ اپنے دشمنون کو پیچہے چہوڑنا خلاف مصلحت ہے -

قریش نے چلتے وقت یاد کیا کہ ہم مین اور بنی بکر (بنی کنانہ) مین عداوت ہے اور سب سے زیادہ
دہشت زدہ عتبہ بن ربیعہ تہا - وہ بار بار کہتا تہا کہ اے معشر قریش اگر تمنے محمد پر فتح بہی پائی تو کیا حاصل
تم اپنے جورو بچون اور مردم نادار کو تو بے حفاظت چہوڑے جاتے ہو اگر تمہارے بعد دشمنون
نے سب کا صفایا کردیا تو اوس فتح سے تمہارے کیا ہاتہہ لگے گا - اوسوقت ابلیس سراقہ جعشم المدلجی
کی صورت بنکر قریش کے پاس آیا اور بڑے اطمینان کی باتین کین چنانچہ قریش مطمئن ہوکر
آگے بڑہ گئے - سبب اس عداوت کا یہ تہا کہ بنی معیص بن عامر بن لوی مین سے حفص بن الاخیف
ایک ناقہ گمشدہ کی تلاش مین اپنے گہر سے نکلا چونکہ وہ خوبصورت تہا اوسکی کاکلین سر پر

چھوٹی ہوئی تہین اور پوشاک بہی عمدہ پہنے تہاپس جب وہ موضع اضحتان مین عامر بن یزید بن عامر بن الملوح بن یعمر کی سامنے سے گذرا تو عامر نے اوسکا حسب و نسب پوچہا۔ لڑکے نے بتایا کہ مین حفص بن الاخیف کا بیٹا ہون۔ اوسوقت عامر بنی بکر کی طرف مخاطب ہو کے بولا کہ اے بنی بکر کیا تمہارے کسی آدمی کا خون قریش پر ہے اونہون نے جوابدیا کہ ہان ہے۔ عامر بولا تو اس لڑکے کو اوسکے عوض مین قتل کر ڈالو چنانچہ ایک آدمی نے اوس لڑکے کو مار ڈالا۔ اسکے بعد اوس مقتول لڑکے کے بہائی مکرز بن حفص نے عامر بن یزید کو مر الظہران مین ناقہ پر سوار دیکہا جو کہ سردار بنی بکر تہا۔ مکرز نے اپنا عوض لینے کے لئے عامر کو مار ڈالا۔ اور رات کو مکہ مین آکر عامر کی تلوار کعبہ کے پردہ سے لٹکا دی قریش نے تلوار پہچان لی۔ اور سمجہا کہ مکرز ہمیشہ اسی فکر مین رہتا تہا یہ اوسی کا کام ہے۔ بنو بکر نے اپنے سردار عامر کے مارے جانے کا بہت رنج و غم کیا۔ اور مستعد ہو گئے کہ عامر کے بدلے مین کئی سردار قریش کے قتل کرینگے۔ یہی جھگڑا ہو رہا تہا کہ جنگ بدر پیش آگئی۔

قریش کے ساتھہ اس سفر مین گانے اور دف بجانے والی کنیزین بہی تہین۔ عمرو بن ہشام بن عبد المطلب کی لونڈی سارہ ساتھہ تہی جو ایک اچھی گانیوالی تہی اور اسود بن عبد المطلب کی کنیز عزہ بہی ہمراہ لے لیا تہا۔ ناچ دیکتے اور گانا بجانا سنتے ہوئے منزل بمنزل چلے جاتے تہے اور حبشی لشکر کے آگے آگے نیزہ بازی اور پٹہ بازی کرتے جاتے تہے۔

یہ سب شام کو جحفہ پہونچے وہان جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے خ[واب] دیکہا کہ ایک شخص گہوڑے پر سوار آیا ہے اور اوسکے ساتھہ ایک اونٹ بہی ہے وہ میرے پا[س] کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ربیعہ کے دونون بیٹے عتبہ اور شیبہ مارے گئے۔ زمعۃ الاسود امیہ بن خلف ابو البختری۔ ابو الحکم و نوفل بن خویلد وغیرہ اشراف قریش قتل ہوئے سہیل بن عمرو قید ہوا۔ اور حارث بن ہشام بہاگ گیا۔ واللہ تم لوگ اپنے مقتل کی طرف آگئے ہو۔ پہر اوس سوار نے اپنے اونٹ کے

سینہ مین سنان ماری لشکر کے خیمون مین کوئی خیمہ نہ بچا جس مین اوسکا کچھہ نہ کچھہ خون نہ گرا ہو۔ جب ابوجہل نے اس خواب کو سنا تو فرمایا کہ ایک اور نبی اولاد عبد المطلب مین پیدا ہوا۔ دیکھنا کہ محمدؐ اور اوسکے اصحاب قتل و اسیر ہونگے اور بہاگینگے۔

جب ابوسفیان اپنے کاروان کو بچا کے نکلگیا تو اوس نے قیس بن امراو القیس کو قریش کے پاس روانہ کیا اور کہلا بہیجا کہ اب تم بہی اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے جاؤ کیون اپنی جانون کو ہلاکت مین ڈالتے ہو حفاظتِ قافلہ جو تمہارا مقصد تہا حاصل ہوگیا۔ اگر وہ واپسی سے انکار کرین تو اون سے کہدینا کہ گانے والیون کو اپنے ساتہہ نہ رکہین۔ پس جب قیس نے ابوسفیان کا پیغام پہونچایا تو لوگون نے لوٹ جانے سے تو انکار کیا مگر گانے والیون کو واپس کردیا۔ قیس جحفہ سے مراجعت کر کے عقبہ عسفان سے سات میل پر ہدہ مین ابوسفیان سے آگر ملگیا ہدہ مکہ سے ۳۹ میل ہے اور خبردی کہ قریش واپس تو نہین ہوئے بلکہ آگے چلدئے۔ عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل کو واپس ہونا بالکل ناگوار تہا وہ کہتا تہا کہ انہین دنون مین بمقام بدر بازار لگیگا اور عرب جمع ہونگے ضرور ہے کہ ہمارا پہونچنا بدر تک لوگ سُنلین اور ہماری اولوالعزمی سے ڈرنے لگین۔

قریش جب مکہ سے چلے تو فرات بن الحیان العجلی کو ابوسفیان بن حرب کے پاس اپنی روانگی کی خبر دینے کو روانہ کیا تہا۔ مگر فرات شارع عام سے چلا اور ابوسفیان ترائی ترائی ہولیا اس لئے دونون مین مڈبہیڑ نہ ہوئی اور فرات جُحفہ سے مشرکین کے لشکر کے ساتہہ ہولیا اور جنگ بدر کے دن نہایت زخمی ہوکر پیادہ پا بہاگا اور کہتا جاتا تہا کہ آج کے دن سے بڑہکر مین نے کوئی دن سخت مصیبت کا نہین دیکہا تحقیق فال حنظلیہ کی منحوس و نامبارک ہے۔

اخنس بن شریق اعرابی نے جو حلیف بنی زہرہ کا تہا کہا کہ اے بنی زہرہ خدا نے تمہارے کاروان کو بچالیا اور تمہارا مال با من و امان پہونچگیا اور مخرمہ بن نوفل تمہارا سردار صحیح و سلامت گھر آگیا

اب کاہیکو دوسری مین پڑتے ہو۔ محمدؐ ایک آدمی تمہاری ہی قوم کا ہے اور تمہارا خواہر زادہ ہے اگر وہ سچا نبی ہے تو یہ تمہاری عزت کی بات ہے اگر جہوٹا ہے تو اپنے بہانجے کے خون مین ہاتہہ رنگنا کون سی بہادری ہے۔ مناسب ہے کہ پہر جاؤ اور الزام نامردی کا میرے ذمہ رکہو۔ یہ بات بنی زہرہ کے سمجہہ مین آگئی اور بولے کہ اچہا ہم کیا حیلہ کر کے الگ ہون۔ اخنس نے جوابدیا کہ شام کو مین اپنے اونٹ سے یکایک گر پڑونگا تم مشہور کر دینا کہ اخنس کو سانپ نے کاٹ کہایا اور جہان ہو وہین کے وہین ٹہرے رہجانا جب لوگ تم سے کہین کہ چلو تو اوسکا جواب یہ دینا کہ ہمارا ایک موتمن اور معتمد آدمی اس ردی حالت مین ہے ہم کیسے چلین جب وہ لوگ بڑہجاوینگے تو ہم تم گہر پہر چلینگے غرضکہ بنو زہرہ نے یہی کیا۔ بعض کہتے ہین کہ بنو زہرہ سو تہے اور بعضون کا قول ہے کہ تین سو تہے۔ اونمین سے ایک بہی لڑائی مین شامل نہ ہوا۔

بنو عدی بہی لفت کی گہاٹی سے پہر آے اور ترائی کے کنارے کنارے مکہ کی طرف چلے اثناے راہ مین ابوسفیان سے ملاقات ہوئی اوس نے پوچہا کہ تم لوگ کیون پہر چلے۔ اونہون نے جوابدیا کہ تمنے ہی تو کہلا بہیجا تہا کہ واپس چلے آؤ اس لئے جسے لوٹ جانا تہا وہ لوٹ گیا۔ پس بنو عدی مین سے بہی کوئی لڑائی مین نہ تہا۔ کہتے ہین کہ بنو عدی اور ابوسفیان سے مرالظہران مین ملاقات ہوئی تہی

لشکر اسلام شب چہارشنبہ نیمہ رمضان کو روحاء مین پہونچا اور نماز شب بیر روحاء کے قریب پڑہی جب رسول خدا نے وتر مین رکوع سے سر اوٹہایا تو کافرون پر لعنت کی۔ اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ وادی روحاء عرب کی تمام وادیون سے افضل ہے۔

خُبیب بن یساف ایک مرد شجاع تہا مگر اسلام نہ لاتا تہا۔ جب آنحضرت بدر کو تشریف لیچلے تو خبیب اور قیس بن محرث بہی ہمراہ ہوئے اور بمقام عقیق مین آنحضرت سے ملگئے۔ خبیب نے آگے بڑہکے آنحضرت کے ناقہ کی رکاب تہامی حضور نے پوچہا کہ تم دونون ہمارے ساتہہ کیون ہو۔

دونون نے جوابدیا کہ آپ ہمارے خواہرزادہ اور ہم قوم ہین ہم بہی مال غنیمت کے لئے اپنی قوم کے ساتھہ ہو لئے ہین۔ ارشاد ہوا کہ تم دونون مسلمان نہین ہو ہمارے ساتھہ نہین رہ سکتے۔ خبیب بولا کہ حضرت مین سخت جفاکش اور دشمن کُش ہون مین آپ کے ساتھہ ملکر قتال کرونگا مگر حضور نے اوسکی اس بات کو بہی منظور نہین کیا۔ پھر جب وہ مقام روحا مین حاضر ہوا تو اسلام لایا اور لشکر اسلام کے ہمراہ ہوا اور جنگ بدر وغیرہ مین بڑی بڑی بہادریان کین۔ اور قیس بن المحرث نے جنگ بدر کے بعد اسلام قبول کیا اور جنگ اُحد مین شہید ہوا۔

روایت ہے کہ جب آنحضرت رمضان مین بعزم جنگ روانہ ہوے تو ایک یا دو دن روزہ رکھکر افطار کیا۔ اور لوگون کو بہی سفر مین روزہ رکھنے کی ممانعت کر دی۔ مگر لوگون نے روزہ نہ چھوڑا حضرت نے پھر منادی کرادی کہ اے گروہ نافرمان جب مین نے افطار کر لیا ہے تو پھر تم کیون نہین کرتے

جب آنحضرت کو قریش کی روانگی کی خبر پہونچی اور اونکے سب سامان معلوم ہوے تو آپ نے اصحاب کو جمع کرکے مشورہ کیا جناب صدیق اکبرؓ نے کھڑے ہو کے بہت عمدہ تقریر کی۔ اونکے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ اُٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ یہ قریش بڑے معزز ہین جب سے انکو عزت و غلبہ حاصل ہوا کبھی ذلیل و مغلوب نہین ہوئے اور جب سے یہ لوگ کافر ہین کبھی ایمان نہین لائے۔ واللہ ان مین جو معزز ہین وہ تو کبھی ایمان لانے ہی کے نہین۔ یہ لوگ ضرور آپ سے مقابلہ کرینگے پس حضور بھی مستعد ہو جائین دیکھہ لیا جائیگا۔ خدا ہمارے ساتھہ ہے"

آنحضرت کو گمان تہا کہ انصار مدینہ سے باہر ہمارے ساتھہ ہو کر نہ لڑینگے اسلئے اونکی طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ اے لوگو تم کہو تمہارے دل مین کیا ہے۔ اوسوقت سعد بن معاذ کھڑے ہو کے کہنے لگے کہ وہ حضور مین سب انصار کی طرف سے جوابدیتا ہون کہ اسوقت تو بحکم وحی حضور قریش سے مقابلہ کرینگے لئے تشریف لیچلے ہین اگر خدا کا حکم نہوتا اور آپ اپنے ہی راے سے

چلے ہوتے تو بھی ہم آپ کے ہمراہ رکاب تھے۔ ہم آپ پر ایمان لائے ہین اور آپ کی اطاعت کو موجود ہین جدہر آپ کا دل چاہے چلئے ہم سایہ کی طرح آپکے ساتھ ہین۔ اگر سمندر بھی ہماری سامنے آجائیگا تو آپ کے حکم سے اوس مین بھی گر پڑینگے اور انصار مین سے ایک بھی باہر نہ رہیگا۔ آپ جس سے چاہین میل کرلین وہ ہمارے سر پر ہے اور جس سے چاہین مخالفت کرین اوسکے ہم بھی دشمن ہین۔ ہمارا جان و مال آپکا ہے۔ اس جنگ کی ہم کچھہ پرواہ نہین کرتے۔ حق تعالےٰ ہم سے کوئی ایسا کام حضور کو دکھلاوے جس سے آپ کی آنکھین ٹھنڈی ہون۔ ہم مدینہ مین اپنے پیچھے ایسے لوگ چھوڑ آئے ہین جو ہم سے زیادہ آپ کے مطیع ہین اور ہم سے زیادہ آپسے محبت رکھتے ہین۔ نیتین اونکی ہم سے زیادہ خالص ہین وہ مال غنیمت کا لالچ نہین رکھتے۔ وہ تو صرف یہ سمجھے ہوئے تھے کہ آپ ایک قافلہ کو روکنے چلے ہین اگر اونکو کہین اس جنگ کی خبر لگ جاتی تو آگے وہ ہوتے اور پیچھے آپ۔ یہان پر ہم آپ کے لئے ایک شامیانہ نصب کئے دیتے ہین۔ حضور اور حضور کے اسپ و ناقہ آرام سے یہان رہین اور ہم لڑائی کے لئے آگے جاتے ہین اگر خدا نے ہمین غالب کیا تو فبہا۔ اور جو دشمنون نے ہمین قتل کر ڈالا تو آپ ہماری طرف سے اتنا بھی غم نہ کرین جتنا کہ ایک چیونٹی کے مر جانے سے ہوتا ہے سمجھہ لیجئےگا کہ آپکے قدمون پر صدقے ہو گئے۔ آپ فوراً اپنے مرکبون پر سوار ہوکے مدینہ چلے جایئن وہان ہم سے زیادہ جان نثار لوگ آپ کو ملینگے جو ان اشقیا کو آپ کے سامنے زمین کا پیوند کر دینگے،، واہ کیا لوگ تھے واقع مین انہین لوگون نے باغ اسلام کو اپنے خونون سے سینچ سینچ کے سرسبز کر دیا ہے خدا اونکی روحون کو پھولون کے ڈھیرون مین اٹھا کے اپنے سامنے رکھے ایسے ہی آدمی فرشتون پر فضیلت رکھتے ہین۔ آنحضرت انصار کی یہ گفتگو سنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھو خدا تمہین خوش کریگا۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی گفتگو تمام کر چکے تو جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا کی

برکتون کی توقع اور توکل پر پروانہ ہو۔ بیشک حق تعالےٰ نے مجھہ سے فتح کا وعدہ کرلیا ہے۔ مین عمایدِ قریش کی قتل گاہون کو دیکھتا ہون۔

درہ کوہ کی راہ لشکر اسلام روانہ ہوا۔ اور روحائے سے چلکے دونون موضع خبیرہ کے مابین نماز پڑہی جب مقام تیالا پر پہونچے تو سفیان ضمری خدمت نبوی مین حاضر ہوا آپ نے اوس سے دریافت کیا کہ حال قریش بیان کرو۔ ضمری بولا کہ وہ فلان روز گھر سے چلے ہین آج اسی وادی کے قریب ہونگے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بہی یہین کہین ہونگے۔ غرضکہ دونون فریق مین سے کوئی بہی کسی کے آجانے سے مطلع نہ تہا کیونکہ اونکے درمیان مین بڑے بڑے تودے ریت کے حائل تہے۔

لشکر اسلام نے بدر کے قریب نماز عشاء کے وقت قیام کیا یہ دن جمعہ کا اور سترہوین رمضان تھی۔ وہان سے آپ نے علی و زبیر و سعد بن ابی وقاص و بسبس بن عمرو کو حال دریافت کرنیکے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ کوہ ظریب کی طرف چشمہ آب پر جاؤ چاہ قلیب پر اونکا کچھہ حال معلوم ہوگا۔ چنانچہ اوس کنوئین پر جاکر جو دیکھا تو قریش کے سقے پانی بھر رہے تہے اور شتران آبکش اونکے ساتھہ تہے سقے مسلمانون کی صورت دیکھتے ہی بہاگے۔ اور اون مین سے عجیز نامی ایک آدمی نے کفار کو خبر کردی کہ اے آل غالب ابن کبشہ یعنی محمدؐ اور اونکے اصحاب آپہونچے۔ اور تمہارے سقون کو گرفتار کرلیا۔ اس خبر سے تمام لشکر مین ہلچل پڑگئی۔ حکیم بن حزام نے کہا ہے کہ ہم اوس وقت اپنے خیمہ مین بیٹھے ہوئے گوشت شتر کے کباب لگا رہے تہے اس کے سنتے ہی گوشت ہمارے ہاتہہ سے گر پڑا۔ رات بھر تمام لشکر شبخون کے خوف سے نہ سویا۔ سب کے سب پہرہ دیتے رہے۔

مسلمانون نے اوس شب کو یسار غلام عبید بن سعید بن العاص۔ اسلم غلام نبیہ بن الحجاج اور ابو رافع غلام امیہ بن خلف کو گرفتار کرلیا تہا۔ ان کو آنحضرت کی خدمت مین لائے۔ آپ اوس وقت نماز مین مصروف تہے۔ غلامون نے بیان کیا کہ ہم سقائے قریش ہین پانی لینے آئے تہے۔

اصحاب کو گمان تہاکہ یہ ابوسفیان کے قافلہ کے ساتہہ ہین اس لئے غلامون کی بات کو ناپسند کیا
اور سمجھے کہ جہوٹ بولتے ہین لہذا اونکو دہمکایا اور مارا کہ سچ بولو۔ مار کے آگے تو بہوت بہاگتا ہے
اون غریبون نے لاچار ہوکر یہی کہدیا کہ ہان ہم ابوسفیان کے ساتہہ ہین۔ اور کاروان اس ٹیلے کے
نیچے ہے۔ اس عرصہ مین آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ افسوس جب یہ سچ بولے تو تم
لوگ انہین مارنے لگے اور جب انہون نے جہوٹ بولدیا تو تم خوش ہو گئے بیشک قریش اپنے
قافلہ کی حمایت کو آپہونچے ہین۔ بعد دریافت کرنے تعداد قریش کے آنحضرت نے سقون سے
پوچہا کہ مکہ سے کون کون آیا ہے۔ اونہون نے عرض کیا کہ جن کے پاس خرچ تہا اون مین سے
تو کوئی باقی نہین رہا جو نہ آیا ہو اور مفلسون مین سے بہی جسنے خرچ ملگیا ہی چلا آیا ہے۔ چلنے سے پہلے
طُعیمہ بن عدی نے قریش کو جمع کرکے یہ گفتگو کی تہی کہ "اے گروہ قریش واللہ آج تک تمپر اس سے
بڑہکر کوئی مصیبت نازل نہین ہوئی ہے افسوس تمہارا کاروان اور قریش کا مال یون غارت ہو۔
اس قافلہ مین تم سب کا مال اور متاع گران بہا ہے۔ بنی عبدمناف مین سے کوئی مرد یا عورت ایسی
نہین ہے جسکا مال اس قافلہ مین نہو۔ پس جسکے پاس زاد راہ نہو وہ ہم سے لے اور چلنے مین اپنی ذات
خاص سے بیس اونٹ اور اتنے ہی آدمیون کو زاد راہ دے سکتا ہون اور یہان اونکے جورو بچون
کے لئے بسر اوقات کا سامان کرجاونگا" پہر حنظلہ وعمرو پسران ابوسفیان لوگون کو جنگ کے لئے
برانگیختہ کرنے لگے مگر کسی سے وعدہ خرچ اور سواری کا نہین کرتے تہے کیونکہ خود اونکی گرہ مین کچہہ نہ تہا اور جو کچہہ اونکے
پاس تہا ہی وہ ملکیت ابوسفیان کی تہی اور نوفل بن معاویۃ الدیلی امرائے قریش کے پاس گیا اور
جنگ آورون کی مدد خرچ اور سواری کی باب مین بہت کچہہ کہا سنا چنانچہ عبداللہ بن ربیعہ نے پانچ سو دینار
سے مدد کی۔ اور خویطب بن عبدالعزی نے دو سو یا تین سو دینار دئے اور اسی طرح بہت سے
لوگون نے مال سے قوم کی دستگیری کی۔ اور یہ سب روپیہ خرید سلاح وسواری مین خرچ ہوا۔ یہ سنکر

آنحضرت نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ سُنلو کہ نے اپنے تمام اعزا و امرا تمہارے مقابلہ کیلئے بھیجدئے ہین۔ اصحاب نے التماس کی کہ یا حضرت آپ اسکا کچھہ خیال نہ کرین۔ قیام کی بابت حباب بن المنذر کی رائے پر عمل کیا گیا کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکے آنحضرت سے کہا کہ حباب کی رائے صائب ہے۔

کہتے ہین کہ اوس رات کو مسلمانون پر ایسی نیند غالب ہوئی کہ کوئی اپنے قابو مین نہ رہا سب کے سب ایسے سوئے کہ کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تہا۔ زبیر بن العوام فرماتے ہین کہ مین ہر چند اپنے دل کو سخت اور مضبوط کرتا تہا مگر زمین پر گر گر پڑتا تہا کئی دفعہ مین نے پٹخنیان کہائین۔ سعد بن ابی وقاص کہتے ہین کہ نیند سے میرا وہ برا حال تہا کہ اگر کوئی میرے سینہ پر لات بہی مارتا تو مجہے خبر نہوتی۔ آخر کار مین گر پڑا اور سو گیا۔ رفاعہ بن رافع بن مالک نے کہا کہ یکایک مجہپر ایسی نیند غالب ہوئی کہ سویرے ہی کی خبر لایا۔ اور یہی حال خود آنحضرت اور تمام لشکر کا تہا۔

عمار بن یاسر اور ابن مسعود کو آنحضرت نے حال مشرکین دریافت کرنیکو روانہ کیا تہا۔ اونہون فی الفور خبر دی کہ حضور ہمنے کئی دفعہ لشکر کفار کے گرد گشت لگائے اور خوب دیکہا بہالا مشرک لوگ نہایت خائف و مضطر ہین اگر اونکے گہوڑے بہی ہنہناتے ہین تو اونکے منہ پر تہپڑ مارتے ہین تاکہ خاموش ہو رہین کہین ایسا نہو کہ اونکی آواز پر مسلمان لوگ یورش کردین۔ اوس رات کو دس اونٹ لشکر قریش مین کہانے کے لئے مارے گئے تہے اور لوگ اپنے اپنے خیمون مین بیٹہے ہوئے گوشت و کلیجی اور کوہان کے کباب لگا رہے تہے سقون کے ساتہہ والون نے بہاگ کے مسلمانون کے پہونچ جانیکی جو خبر دی تو سبہون نے کباب پہینک پہینک دے اور شبخون کے خوف سے سارا لشکر جاگتا رہا اور پہرہ دیا۔ صبح اوٹہکے عمار اور ابن مسعود کے نقش قدم لشکر کے گرد جو دیکہے تو ابن الحجاج نے پہچانا کہ یہ ابن سمیہ اور ابن ام عبداللہ کے پیرون کے نشان ہین اور کہا کہ محمدؐ مکہ اور مدینہ دونون جگہون کے

احمقون کو جمع کرکے لایا ہے قریش کو چاہیئے کہ یثرب والون سے خوب لڑکے اونہین قتل کر ڈالین اور مکہ والون کو گرفتار کرکے اپنے ساتہہ لیچلین تاکہ لوگون کو عبرت حاصل ہو اور اپنی ضلالت سے نادم ہوکر پہر اپنے دین آبائی سے نہ پھرین۔

جب رسولؐ خدا چاہ بدر پر تشریف لائے تو آپ کے لئے ایک عریشہ یعنی سائبان شاخہائے خرما سے تیار کیا گیا جسکے دروازہ پر سعد بن معاذ تلوار لئے ہوئے حفاظت کو کھڑے ہوگئے اور اندر آنحضرت اور صدیق اکبر نے جلوس فرمایا۔ مصعب بن عمیر کو لشکر کا علم ملا وہ اوسے لیکر آگے بڑہے اور جہان آنحضرت نے فرمایا تہا وہین لیجا کے اوسے نصب کر دیا۔ حضرت نے صفون کا رخ مغرب کو رکہا اور آفتاب کو پس پشت کر لیا۔ مسلمان شام کے وادی کی طرف اوترے ہوئے تہے اور لشکر کفار وادی یمن کی سمت تہا۔ اوسوقت ایک صحابی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر یہ ترتیب آپکی حکم خدا سے ہے تو اس مین ہمین کچھہ دخل نہین۔ ورنہ میری رائے یہ ہے کہ ہمارا لشکر بالائے وادی رہے کیونکہ مین دیکہتا ہون کہ ایک آندہی زور شور سے آرہی ہے شاید آپ کی مدد کو آتی ہو۔ آنحضرت نے جوابدیا چونکہ ہم لشکر کی ترتیب کر چکے اور علم قایم ہوگیا اسلئے اب جگہہ تبدیل نہین ہوسکتی۔ اسکے بعد آپ نے خداوند کریم سے دعائے نصرت کی۔ اوسیوقت جبرئیل امین یہ آیت لے کے حضرت کے پاس آئے۔

اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّي مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۔ ترجمہ یہ وہ وقت تہا کہ تم اپنے پروردگار کے آگے فریاد کرتے تہے تو اوس نے تمہاری سُن لی اور فرمایا کہ ہم لگاتار ہزار فرشتون سے تمہاری مدد کرینگے۔ (پارہ ۹ سورۃ الانفال)

روایت ہے کہ جب آنحضرت نے وادی کی طرف سے قریش کو آتے دیکھا تو پہلے جو شخص نظر آیا وہ زمعہ بن الاسود تہا گھوڑے پر سوار اوسکو کاوے اور اڑیرن دیتا ہوا اور لوگون کو اپنا کروفر دکھاتا ہوا

چلا آتا تھا اور پیچھے پیچھے اوسکا بیٹا تھا۔ اوسے دیکھکر رسول خدا نے یہ دعا کی کہ "اے میرے پروردگار تو نے مجھپر کتاب نازل فرمائی۔ اور تو نے مجھے جہاد کا حکم دیا۔ تو نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ یا تو مجھے مال غنیمت ملیگا یا مین کفار پر فتح پاؤنگا۔ اے اللہ العالمین تیرا وعدہ کبھی خلاف نہین ہوتا۔ اے میرے پروردگار یہ قریش کبر و نخوت کرتے ہوئے آئے ہین۔ یہ تجھ سے لڑنا چاہتے اور تیرے رسول کو جھوٹا بتاتے ہین۔ اے میرے پروردگار مین تجھسے نصرت مانگتا ہون۔ تو نے اوسکا وعدہ مجھسے کر لیا ہے۔ اے میرے پروردگار کل صبح اونکو شکست دے اور ہلاک کر" اوسی وقت عتبہ بن ربیعہ ایک لال اونٹ پر سوار سامنے آیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس قوم مین سے اگر کسی مین خیر ہے تو اسی صاحب شتر سرخ مین ہے اگر یہ کافر اوسکا کہنا مانتے تو راستی پر رہتے۔

روایت ہے کہ جب لشکر قریش کا گذر ایما بن رحضہ کی طرف سے ہوا تو اوس نے اپنے بیٹے کو معہ دس اونٹون کے جنپر کھانے پینے کی چیزین بار تھین بطریق ہدیہ قریش کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر تمکو حاجت ہو تو مین تمہاری مدد کے لئے سلاح اور اپنے لوگون کو بھیجون ہم لوگ تمہاری کمک کو موجود ہین اور ہمین اس کام کی آرزو ہے۔ قریش نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ تو نے اپنی قرابت کا حق بخوبی نبھایا۔ اور جو کچھ تجھے لازم تھا تو نے وہی کیا۔ اور قسم ہے خدا کی اگر یہ لڑائی ہماری آدمیون سے ہے تو ہم اس سے عاجز نہین۔ ہم اونکے لئے کافی ہین۔ اور اگر بزعم محمد صلعم یہ لڑائی خدا سے ہے تو تیری مدد سے بھی کیا ہو گا۔

خفاف بن ایما بن رحضہ نے کہا ہے کہ میرے باپ کو سب سے زیادہ آدمیون مین صلح کرا دینے کا شوق تھا اور ہمیشہ اسی بات کی جستجو رہتی تھی۔ پس میرے پیچھے وہ بھی قریش کے لشکر مین آئے اور عتبہ بن ربیعہ سے دریافت کیا کہ اے ابوالولید اس سفر کا کیا باعث ہے تم لوگ کہان جاتے ہو۔ عتبہ نے کہا مجھکو نہین معلوم مین تو بمجبوری آیا ہون۔ میرے باپ نے کہا تو ایک

گروہ کا سردار ہے اپنے لوگون کو پہیر کیون نہین لیجاتا۔ تیرے حلیف جو نخلہ مین مارے گئے تہے اونکا خون بہا خود ادا کردے۔ اور اوس کاروان کا مال جو مسلمانون نے لوٹ لیا ہے اوسکا بدلہ بھی دیدے کیون ناحق اس لڑائی مین اپنے جان و مال کو برباد کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ میرے باپ کے سمجھانے سے بھی کچھہ نتیجہ نہ نکلا۔

جب دونون لشکر ایک دوسرے کے مقابل خیمہ زن ہوئے تو آنحضرت نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اتمام حجت کے لئے قریش کے پاس بہیجا۔ جناب فاروق اعظمؓ اونکے لشکر مین تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لوگو ہم تم یک جدی اور ایک ہی قوم اور خون سے ہین میرے نزدیک ہماری اور تمہاری لڑائی نہایت ہی مذموم ہے بہتر ہے کہ تم لوگ اسی وقت اپنے وطن کو واپس ہو جاؤ۔ یہ سن کے حکیم بن خرام نے حضرت عمرؓ کی تائید کی اور کہا کہ یہ شخص واجبی کہتا ہے۔ مناسب ہے کہ تم اسکی بات مانو اور اپنے اپنے گھر چلو کہین ایسا نہو کہ شکست تمہین نصیب ہو پھر یہ موقع ہاتھہ نہ آئیگا اور پچہتاتے رہجاؤ گے۔ ابو جہل تڑاق سے بول اوٹھا کہ ہم اس موقع کو ہاتھہ سے نجانے دینگے اسوقت خدا نے ہمکو اون پر قابو دیا ہے ہم بہت سے ہین اور وہ تھوڑے ہمکو اون پر دسترس ہے کیونکہ وہ بے سر و سامان ہین اور ہمارے پاس سب کچھہ ہے پس ہم ہرگز یہان سے قدم نہ ہٹائینگے۔ جب تک کہ اپنے غلبہ کے بعد اون سے اپنا عوض نہ لیلین۔

آخر کار مشرکین نے عمیر بن وہب کو حکم دیا کہ آگے بڑہکے مسلمانون کو متفرق اور منتشر کردے۔ عمیر سوار ہو کے تلوار ہلاتا ہوا مسلمانون کے لشکر مین گھس گیا مگر اونکی صفین برہم نہ ہوئین۔ پھر عامر بن الحضرمی نے حملہ کیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ عمر کے غلام مہجع کو عامر نے شہید کیا۔ کہتے ہین کہ انصار مین سب سے پہلے حارثہ بن سراقہ شہید ہوے جنکو حبان بن العرقہ نے قتل کیا۔ مگر اکثر یہ کہتے ہین کہ انصار مین سب سے قبل عمیر بن الحمام شہید ہوے جنکو خالد بن الاعلم العقیلی نے مارا۔ مگر سب

مکہ والون سے یہی سنا گیا ہے کہ سب سے پہلے جو انصاری شہید ہوا ہے اوسکو حبان بن عرقہ ہی نے مارا ہے۔

حکیم بن خزام نے بیان کیا ہے کہ مین نے عتبہ کو جاکر دیکھا تو اوسکو قریش کے حق مین کلمات سخت و سست کہتے پایا کیونکہ وہ تمام لشکر کو سمجہا پھرا تھا اور ایک ایک سے کہہ چکا تہا کہ جنگ سے باز رہو مگر کسی نے اوسکی نمانی۔ آخر غصہ مین آکر عتبہ نے زرہ پہنی اور چونکہ سر اوسکا بہت بڑا تھا اس لئے سارے لشکر مین کوئی خود اوسکے سر کے موافق نہ ملا تو اوس نے مجبوراً سر پیچہ ہی باندہ لیا اور باہر نکلا۔ اوسکے پیچھے اوسکا بھائی شیبہ اور اوسکا بیٹا ولید تہا۔ ناگاہ ابوجہل جو گھوڑی پر سوار صف مین کھڑا ہوا تہا اوسے ملا اوسکو دیکھتے ہی عتبہ نے اپنی تلوار کہینچی لوگ سمجھے کہ ابوجہل کی خیر نہین۔ مگر عتبہ نے تلوار ابوجہل کی گھوڑی کے کوچون مین ماری۔ گھوڑی گر پڑی۔ پھر عتبہ نے ابوجہل سے کہا کہ اے مرد و د پیدل ہو جا کیا تجھے سوجہتا نہین کہ تمام قوم تو پیدل ہے اور تو سوار۔ اتنا سنتے ہی ابوجہل پیادہ ہو گیا۔ عتبہ بولا اے ابوجہل تو نے مجھے میری نصیحتون کے باعث بہت بدنام کیا ہے اور ہر ایک سے مجھے بزدلا کہہ پھرا ہے۔ اب دیکھیو کہ ہم مین سے کون بدخواہ قوم تہا اور کون خیر خواہ قوم۔

جب عتبہ نے میدان کارزار مین آکر لڑائی مانگی ہے اوسوقت آنحضرت پر عریشہ مین نیند طاری تھی اور اصحاب پرے جمائے ہوئے کھڑے تہے۔ مگر حکم یہ تہا کہ جب تک ہم تمکو جنگ کی اجازت ندین ہرگز کسی سے نہ لڑنا۔ اگر مشرک تمہارے پاس آجائین تو تیر مار کر اونکو دفع کرنا۔ مگر تلوار ہرگز نہ نکالنا۔ جب مشرک لوگ مقابلہ پر تُل گئے اور عتبہ نے آکر للکارا تو ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ مشرک بہت آگے آگئے ہین۔ آنحضرت نے فوراً آنکہین کہولدین اور دعاے فتح و نصرت کے لئے ہاتہ اوٹہاے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ خدا ضرور آپکو فتح دے گا اور آپ سرخرو ہونگے۔

یہان عتبہ بقصد قتال آگے بڑہا۔ حکیم بن خرام نے کہا کہ اے ابوالولید ٹھہر جا جلدی نہ کر جس کام سے تو اورون کو منع کرتا تہا اوسکے کرنے مین خود ہی اتنی جلدی کرتا ہے۔

عتبہ و شیبہ اور ولید کے مقابلہ کے لئے مسلمانون مین سے معاذ و معوذ و عوت پسران عُفرا نکلے جو بنی الحارث مین سے تہے۔ پس آنحضرت کو عفرا کے بیٹون کے نکلنے سے شرم آئی اور آپ نے نہ چاہا کہ پہلے انصار جنگ کو جاوین اس لئے حضور نے پسران عفرا کے حق مین دعاے خیر کی اور اونہین حکم دیا کہ تم واپس چلے آؤ۔ اور کسی نے مشرکین مین سے بہی پکار کے کہا کہ اے محمدؐ ہمارے مقابلہ کے لئے ہمارے ہمسرون مین سے کسی کو بہیج۔ آنحضرت نے فرمایا اے بنو ہاشم اوٹھو اور قتال کرو۔ لہذا حضرت حمزہ اور جناب علی مرتضیٰ اور حضرت عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف میدان کی طرف روانہ ہوئے اور نتیجہ اس مقابلہ کا اوپر معلوم ہو چکا ہے۔

کہتے ہین کہ عتبہ سے مقابل ہونے کے لئے اوسکے بیٹے ابوحذیفہ نے آنحضرت سے اجازت مانگی تہی مگر حضور نے اوسکی التماس مقبول نہ فرمائی مگر ابوحذیفہ نے اسپر بہی اپنے باپ اور بہائی اور بہتیجے کے قتل کرنے مین اونکے قاتلون کو بہت سی مدد دی۔ شیبہ اپنے بہائی عتبہ سے تین برس بڑا تہا۔

روایت ہے کہ آنحضرت نے مسلمانون کو منع کر دیا تہا کہ ابوالبختری کو جان سے نہ مارنا اور وجہ اس ممانعت کی یہ تہی کہ ایک دن مکہ مین ہتہیار لگا کے اوس نے آنحضرت کی حمایت کی تہی اور کہا تہا کہ اسوقت جو محمدؐ کو ایذا دیگا مین اوسکو قتل کرونگا اس احسان کی شکرگذاری مین روز بدر اوسکے قتل کی ممانعت کر دی گئی تہی۔ ابوداؤد مازنی نے بیان کیا ہے کہ ابوالبختری مجہے ملا مین نے اوس سے کہا کہ رسول خدا نے تیرے قتل سے ہمین باز رکہا ہے تو میرے ساتہہ حضور کی خدمت مین چل۔ ابوالبختری نے جواب دیا کہ قسم ہے لات و عزیٰ کی مین تیرے ساتہہ نہ چلونگا اور یہ بہی مین جانتا ہون کہ تو ضرور

مجھے قتل کریگا پس جو کچھہ تیرا قصد ہو کر گذر - آخر ابوداؤد نے اوسے تیر سے مار ڈالا - بعض کہتے ہین کہ ابوالبختری کو مجذر بن زیاد نے نادانستہ قتل کیا -

اسی طرح آنحضرت نے حارث بن عامر کے قتل کی ممانعت کردی تھی کیونکہ قریش زبردستی اوسے اپنے ساتھہ لاے تھے - مگر خبیب بن یساف اوسے پہچانتے نہ تھے اونہون نے اوسے مار ڈالا آنحضرت نے اوسکے مرنے کی خبر سن کے افسوس کیا اور کہا کہ اگر وہ میرے پاس آتا تو مین اوسے چھوڑ دیتا -

زمعہ بن الاسود کے قتل کی بھی اجازت نہ تھی اوسے ثابت بن الجذع نے لاعلمی مین ہلاک کیا -

عقبہ بن ابی مُعیط نے آنحضرت کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے وقت شعر لکھے تھے جنکا مضمون یہ تہا کہ "اے ناقہ مقصوی کے سوار ہم بھی مکہ سے ہجرت کرینگے اور عنقریب تو مجھکو گھوڑے پر سوار دیکھیگا مین اپنے نیزے کو تیرے خون سے سیراب کرونگا اور ہماری تلوار سب سامان تیرا چھین لے گی" جب آنحضرت نے یہ اشعار سنے تو عقبہ کے حق مین بددعا کی کہ "اے پروردگار اوسکو سرنگون کر اور اوندہے منہ گرا اور ہلاک کر" چنانچہ جنگ بدر کے دن عقبہ کے گھوڑے نے شوخی کی اور اوسکو گرا دیا عبداللہ بن سلمۃ العجلانی اوسے بارگاہ نبوی مین گرفتار کر کے لے آے اور عاصم بن ثابت ابی الاقلح نے آنحضرت کے ارشاد سے اوسے ہلاک کیا -

زبیر بن عوام سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن العاص مجھکو ملا وہ اپنی گھوڑے پر سوار اور کامل زرہ دامن دار پانوٴن تک پہنے تہا جس مین سے اور کوئی عضو سواے اوسکی دونون آنکھون کے نہین دکہائی دیتا تہا - اوسکے پاس ایک چھوٹی سی بیمار لڑکی تھی جسکا پیٹ بہت بڑہگیا تہا - اوسکو گود مین لئے ہوئے عبیدہ پکارتا پھرتا تہا کہ "مین باپ ہون اطفال خردسال کا

مین باپ ہون اطفال خرد سال کا۔ زبیر بیان کرتے ہین کہ اوس وقت میرے ہاتہہ مین ایک برچھی تھی مین نے اوسکی
انی عبیدہ کی آنکھہ مین ماری برچھی اٹکی تو مین نے اوسے گرا لیا اور چھاتی پر چڑھکے اوسکی آنکھہ اوسی برچھی کی نوک سے
نکال لی۔ رسول خدا صلعم نے وہ برچھی مجھہ سے لے لی جو مثل نشان کے ہر معرکہ مین آنحضرت کے
آگے آگے رہتی تھی اور اسی طرح ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے ہر لڑائی مین اوسے اپنے آگے رکھا۔
زبیر کہتے ہین کہ جس وقت اہل اسلام اور کفار دونون لشکرون مین گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی تو
عاصم بن ابی عوف بن صُبَیرۃ السہمی درندۂ خونخوار کی طرح آگے بڑھا اور کہتا جاتا تھا کہ "اے گروہ قریش
تمپر فرض ہے کہ قاطع رحم و قرابت و پراگندہ کنندۂ جماعت اور غیر معروف باتین کرنیوالے یعنی محمدؐ کو
زندہ نہ چھوڑو۔ اور سمجھہ لو اگر وہ بچگیا تو پھر ہم مین سے کسی کو باقی نرکھیگا" اوسکی یہ مزخرفات سن کر ابودجانہ
اوس پر دوڑ پڑے دونون مین خوب ہی تلوار چلی آخر ابودجانہ نے اوسے قتل کیا اور رخت و سلاح
اوسکے اوتارنے لگے۔ ناگاہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گذر ادہر ہوا رخت اوتارنے سے
منع کیا اور فرمایا ابودجانہ سامان اسکا کیون لیتا ہے دشمن ابھی سر پر ہین تجکو اونکا دفع کرنا باقی ہے۔ مین
تیرا گواہ ہون یہ اسباب تجھی کو ملیگا۔ ادہر تو یہ باتین ہو رہی تھین کہ معبد بن وہب نے بڑھکے ایک
تلوار ایسی ابودجانہ کے لگائی کہ وہ بیٹھہ گئے۔ اور سنبھل کے پھر کھڑے ہوئے اور کئی تلوارین معبد
کے لگائین مگر اوسکے کارگر نہوئین وہ بھاگ کے ایک غار مین کود پڑا حضرت ابودجانہ بھی اوسکے اوپر
تھے غار ہی مین اوسکو کچل کے رکھدیا اور سب اسباب اوسکا اوتار لیا۔

اجتماع اقوال اس پر ہے کہ ابوجہل کو معاذ بن عمرو بن الجموح اور دونون پسران عفرا نے گھیرا اور
زخمی کیا اور عبداللہ بن مسعود نے اوسکا سر تن سے جدا کیا۔

روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم پسران عفرا کے مقتل پر کھڑے ہوئے فرماتے تھے
کہ خداوندا دونون فرزندان عفرا پر رحم کر۔ ان دونون نے اس امت کے فرعون کے قتل مین شرکت

کی ہی۔ وہ ہی کفار کا سرغنہ اور پیشوا تہا۔

جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ روز بدر جب دن چڑہا اور ہم لوگ اور مشرکین مقابلہ مین آکر بھڑ گئے اور ہماری اور اونکی صفین باہم مل گئین تو مین ایک مشرک کی طرف بقصد جنگ چلا۔ اوسوقت کیا دیکھتا ہون کہ ایک ریت کے ٹیلے پر سعد بن خثیمہ اور ایک مشرک لڑ رہے ہین یہان تک کہ وہ کافر سعد کو مار کے اونکا رخت اوتارنے لگا۔ مین نے دیکھا کہ قاتل زرہ اور ساز حرب سے خوب ڈہکا ہوا ہے اور گھوڑے پر سوار ہے۔ مین نے تو اوسے نہین پہچانا مگر وہ مجھے پہچان گیا۔ اس لئے کہا کہ اے ابن ابی طالب ادہر آ اور مجھہ سے لڑ۔ مین اوسکی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی آگے بڑہکر مجھپر آیا چونکہ مین کوتاہ قد تہا اور وہ ایک قد آور پیلتن جوان معلوم ہوتا تہا مین ڈرا کہ اگر یہ یون ہی ٹیلے پر سے لڑہک پڑا تو مین اس دیوزاد کے بوجھہ ہی سے دب جاؤنگا اس لئے مین نیچے کی طرف پیچھے کو ہٹا یہ دیکھکر وہ بولا اے ابن ابی طالب تو مجھہ سے بہاگا۔ جب میرے قدم ایک جگہہ جم گئے تو وہ شیر کی طرح غرا کے میرے اوپر آیا۔ اور تلوار کا وار کیا مین نے اوسکی تلوار اپنے سپر پر روکی۔ وہ سپر مین گڑ کے اٹک رہی۔ کافر اپنا ہاتھہ سلجھا نہین چکا تہا کہ مین نے فرصت پاکر اوسکے زرہ پوش شانے پر ایک ہاتھہ تلوار کا رسید کیا۔ تلوار نے زرہ تک کے پرخچے اوڑا دیئے وہ تھرا گیا۔ مین سمجھا تہا کہ مین اسے مار لونگا۔ لیکن تلوار کی ایک بجلی سی مجھے اپنے پیچھے چمکتی دکھائی دی مین نے خالی دینے کے لئے اپنا سر نیچے جو کیا تو وہ تلوار سنسنا کے اوس کافر کے سر پر پڑی اور آواز آئی کہ مین ابن عبد المطلب ہون مین سمجھ گیا کہ یہ ہاتھہ حمزہ کا تہا۔ اونکی تلوار خود کاٹ کے اوسکے کاسۂ سر مین اوتر گئی تھی۔

روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن عکاشہ بن محصن اور سلمہ بن اسلم بن جریش کی تلوارین لڑتے لڑتے ٹوٹ گئین اور یہ دونون نہتے رہگئے لاچار ہوکر آنحضرت کے پاس گئے حضور نے عکاشہ کے ہاتھہ مین ایک چھڑی پکڑا دی اور سلمہ کو ایک شاخ سبز دیدی وہ دونون صاف وصیقل کی ہوئی تلوارین

بنگیئن اور ہمیشہ اونکے پاس رہین۔
کہتے ہین کہ اوسدن حارث بن سراقہ حوض پر تہے ناگاہ ایک بہت تیز تیر اونکے سینہ مین آکے لگا اور وہ شہید ہوئے۔ جب مدینہ مین اونکے مرنے کی خبر اونکی والدہ اور بہن کو پہونچی تو مان نے کہا کہ جب تک آنحضرت صحیح وسالم مدینہ مین نہ آئینگے مین اپنے بیٹے کو ہرگز نہ روؤنگی اون سے پوچہونگی اگہ حضرت اگر میرا بیٹا بہشت مین ہے تو خوشی کا مقام ہے رونے کی کچہہ ضرورت نہین۔ ہان اگر وہ فرمائینگے کہ حارث دوزخ مین ہے تو رولونگی اور قسم ہے خدا کی پہر مین اوسکو چلا چلا کے روؤنگی۔ آخرش جب رسولؐ خدا نے بدر سے مراجعت فرمائی تو مادر حارث خدمت عالی مین حاضر ہوئین اور حال حارث کا پوچہا آنحضرت نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے حارث جنت الفردوس مین ہے۔ مان بولی اب مین اوسکے لئے ہرگز نہ رونگی۔ اوسوقت حضور نے ایک پیالہ پانی کا طلب کیا اوس مین اپنے ہاتہہ دہوئے اور کُلّی کرکے اوس مین ڈالدی اور حارث کی مان کو وہ پانی پلا دیا اور جو کچہہ باقی رہا حارث کی بہن کو دیدیا اوس نے بہی پیا پہر حکم دیا کہ اس مین سے تہوڑا سا اپنے گریبانون پر چہڑک لو اون دونون نے یہی کیا اور اپنے گہر چلی گیئن اور پہر مدینہ بہر مین اون سے زیادہ کوئی عورت دل شاد نہین نظر پڑی۔
روایت ہے کہ ہبیرہ بن ابی وہب نے جب شکست قوم دیکہی تو ایسا اندوہناک ہوا کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور طاقت اوٹہنے کی نہین رہی دیر تک اوندہے منہ پڑا رہا۔ آخر ابواسامہ الجشمی اوسکا حلیف اوسکے پاس آیا اور زرہ بدن سے الگ کرکے اوسے اوٹہا لیگیا۔ اور بعضے یون کہتے ہین کہ ہبیرہ کو ابوداؤد مازنی نے تلوار ماری تہی جسکے صدمہ سے وہ اوندہے منہ گر پڑا اور تلوار زرہ کا ٹکر بدن کے اندر اوتر گئی تہی۔ جسکی وجہ سے وہ زمین سے ہل نہ سکا۔
حکیم بن حزام کا بیان ہے کہ جب جنگ بدر سے ہم شکست کہا کے بہاگے ہین تو مین اپنی جان

کے خوف سے چارون طرف بھاگا پھرتا تھا اور یہ چاہتا تھا کہ دن کہین جلدی آخر ہو جاے تاکہ مسلمان ہم لوگون کی تلاش چھوڑ دین مگر دن کمبخت جیسے کا تیسا باقی معلوم ہوتا تھا اوسوقت مجھے عبداللہ اور عبدالرحمان پسران عوام ملے وہ دونون اونٹ پر سوار تھے اگرچہ عبداللہ لنگڑا تھا مگر دونون بھائی اونٹ سے اوتر پڑے اور مجھے سوار کر دیا اور خود دونون پیچھے پیچھے اونٹ کے ہو لئے ۔ اور ہم تینون جون تون کر کے مکہ پہونچے اور خدا کا شکر کیا ۔ جان بچی لاکھون پاے ۔ حکیم کا قول ہے کہ کچھ میرا ہی یہ حال نہ تھا سینکڑون مجھ سے زیادہ بدحال ہو ہو کے بھاگے تھے ۔

قباث بن اشیم الکنانی سے روایت ہے کہ مین بدر مین مشرکین کے ساتھ تھا ۔ میری نظر جب مسلمانون کے لشکر پر پڑتی تھی تو وہ مجھے بہت قلیل دکھائی دیتے تھے برعکس اسکے لشکر کفار کے آدمی اور گھوڑے بکثرت معلوم ہوتے تھے ۔ اسپر بھی وہ بزدلی تھی کہ لوگون نے چارون طرف بھاگنا شروع کر دیا اور یہ کیفیت تھی کہ کوئی انکو کھاے جاتا ہے آخر جب کسی طرح پاؤن نہ جمے تو مین بھی اونکے ساتھ بھاگا ۔ عورتون کی بھی لوگون کو خبر نہ تھی اون سب کو چھوڑ کر فرار کو قرار پر اختیار کیا ۔ مین نے یہ حالت دیکھکر اپنے دل مین کہا تف ہے اس نامردی پر کہ اپنی ناموس کا بھی خیال نہ رکھا آپ بھاگ گئے اور اپنی عورتون کو چھوڑ گئے ۔ میرا یہ خیال دل ہی مین رہا زبان پر اسکا ایک لفظ بھی نہ آیا تھا غرضکہ افسوس کرتا ہوا اور تباہی کا مارا خوف ورجا مین بدحواس بھاگا جاتا تھا کہ موضع غیقہ مین میری قوم کا ایک آدمی مجھے ملا اوس نے میری حالت زار پر رحم کھا کر اونٹ سواری کو اور زاد راہ دیا ۔ وہان سے چلکے مین نے موضع غمیم مین دیکھا کہ حیسمان بن حابس الخزاعی میرے آگے آگے چلا جاتا ہے ۔ مین چاہتا تو اوسکے ہمراہ ہو جاتا مگر قصداً پیچھے رہا ۔ وہ مجھسے ایک دن پہلے مکہ پہونچا اور مشرکین کی بربادی کی خبر وہان مشتہر کر دی ۔ صبح ہوتے ہی جب مین شہر مین پہونچا ہون تو دیکھا کہ لوگ جا بجا حیسمان کو برا بھلا کہہ رہے ہین کہ اوسکے منہ مین خاک کمبخت نے کیسی بری خبر سنائی ہے ۔ مین جنگ

خندق تک مکہ مین مقیم رہا۔ اسلام میرے دل مین سما چکا تھا اس لیئے مدینہ پہونچا مگر مین آنحضرت کو
پہچانتا نہ تھا لوگون سے دریافت کیا تو مسجد مین پتا لگا۔ وہان جاکر دیکھا کہ بہت سے لوگ دیوار کے
سایہ مین بیٹھے ہین۔ مین نے اوس مجمع کی طرف مخاطب ہوکر باواز بلند سلام کیا۔ حضرت بول اوٹھے
اے قباث بن اشیم تو ہی نے جنگ بدر کے دن یہ کہا تھا کہ زوت ہے ان لوگون پر آپ بہاگے جاتے
ہین اور اپنی عورتون کو چہوڑے جاتے ہین۔ مین یہ سنکر حیران رہگیا اور سمجھا کہ یہی رسول خدا ہین ورنہ
سوائے الہام کے میرے دل کی بات کیسے معلوم ہو سکتی تہی۔ پس مین دوڑکر حضور کے قدمون پر
جاگرا آپ سے بیعت کی اور کہا "اشہد انک رسول اللہ"۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ مال غنیمت کے لئے لشکر اسلام مین جہگڑے ہونے لگے شدہ شدہ
یہ خبر آنحضرت صلعم کو ہوپونچی آپ نے حکم دیا کہ سارا مال غنیمت بیت المال مین داخل کرو چنانچہ
سب کچہہ حضور مین حاضر کردیا گیا کسی کے پاس ایک حبہ نہ رہا اوسوقت اہل شجاعت اور لڑنے
والے سمجہے کہ یہ مال صرف ہم لوگون کو ملیگا۔ مگر آنحضرت سب کو بحصہ مساوی دینے لگے۔ سعد نے
عرض کیا یا رسول اللہ جن لوگون نے صف کارزار مین بڑہ بڑہ کر تلوارین چلائی ہین اور داد شجاعت
دیدے کر اپنی جانین گنوانے مین ذرا بہی دریغ نہین کیا۔ کیا آپ اونکو اون ضعیف اور عاجز لوگون
کے برابر دینگے جو قابل جنگ نہ تھے۔ قربان اس غریب نوازی اور مسکین پروری کے ارشاد ہوا کہ تم لوگ
یہ فخر نہ کرو کہ ہم اپنی قوت بازو سے فیروزمند اور ظفریاب ہوے ہین۔ یہ انہین ضعفاء کی دعا تہی جو تمہاری
سپر بنگئی۔ مال غنیمت کے مہتمم عبداللہ بن کعب بن عمرو المازنی یا خباب بن الارث مقرر کئے گئے تھے
روایت ہے کہ مال غنیمت مین جو اونٹ اور فرش اور لباس اور دیگر مال ومتاع جمع ہوا تھا اوس
سب کے ۳۱۷ حصہ کئے گئے۔ پیدل تین سو تیرہ تہے اونکو ایک ایک حصہ ملا چار حصے
دو سوارون کو ملے یعنی سوارون کو پیدلون سے دوگنا دیا گیا۔ رسول صلعم نے سعد بن عبادہ کو بھی حصہ

دیا تھا - حالانکہ وہ جنگ مین شامل نہ تھے - سبب اسکا یہ ہے کہ سعد کو اس لڑائی سے بڑی دلچسپی تھی جب مدینہ مین آنحضرت جہاد کی بیعت لے رہے تھے تو حضرت سعد محلۂ انصار مین جا جا کر لوگون کو آمادہ کرتے اور بڑی کوشش فرماتے تھے اسی سعی مین اونہین سانپ نے کاٹا اور وہ ہمراہی سے باز رہے اس لئے اونکا بھی استحقاق سمجھا گیا - سعد بن مالک الساعدی بدر چلنے کی تیاری کر چکے تھے کہ دفعتاً بیمار ہو گئے اور بعد روانگی آنحضرت صلعم انتقال کیا اور وصیت بھی کر گئے تھے کہ میرا حصہ میرے بال بچون کو دیا جاوے اس لئے اونکا حصہ بھی لگایا گیا - اور ایک مرد انصاری اور ایک اور شخص کو بھی مال ملا - یہ سب چار آدمی ہوے جنکے بارے مین ارباب سیر کو ایسا اتفاق نہین ہے جیسا کہ اون آٹھہ اصحاب کی نسبت ہے جنکا اوپر مذکور ہوا - چودہ اصحاب شہید ہوئے تھے آنحضرت نے اونکو بھی دیا کیونکہ عبداللہ بن سعد بن خثیمہ نے لکھا ہے کہ میرے والد کا حصہ عویم بن ساعدہ کی ہاتھہ میرے پاس آگیا - اور سائب بن ابی البابہ کا بیان ہے کہ معن بن عدی کی معرفت منتذر بن عبدالمنذر کا حصہ مجھے ملا -

کہتے ہین کہ ڈیڑہ سو اونٹ جن پر آدم یعنی ادیم یا گیہون وغیرہ غلہ لدا تھا بدر کے دن مسلمانون کے ہاتھہ لگے - مگر مال غنیمت مین سے ایک سرخ پٹی ہوئی چادر گم ہو گئی - لوگون نے گمان کیا کہ آنحضرت نے وہ چادر اپنے لئے رکھہ چھوڑی ہے لہذا یہ آیت نازل ہوئی -

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ○ (سورۂ آل عمران پارہ ۴)

ترجمہ - اور پیغمبر کی شان سے یہ نہایت بعید ہے کہ پیغمبر ہو کے خیانت کرے اور جو جرم خیانت کا مرتکب ہوگا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن خدا کے روبرو بعینہ وہی چیز اوسکو لا حاضر کرنی ہوگی پھر جس نے جیسا کیا ہے اوسکو اوسکا پورا پورا بدلا دیا جائیگا اور کسی پر کسی طرح کا زور و ظلم نہین ہوگا -

اوسی وقت ایک آدمی نے آکر آنحضرت کو اطلاع دی کہ فلان شخص نے وہ چادر چرائی ہے جب اوس سے پوچہا گیا تو اوس نے انکار کیا۔ مخبر نے عرض کیا کہ حضور فلان مقام کہدوائین پس جب وہان کہود کے دیکہا گیا تو وہ چادر نکلی۔ جناب رسول خدا کے لیے قبل تقسیم سے قبل حق صفی مقرر تہا یعنی آپ میر جہاد تہے آپ کو جو چیز پسند ہوتی وہ آپ بغیر تقسیم کے لے سکتے تہے۔

سعد بن عبادہ نے ایک تلوار جسکا نام غضب تہا اور ایک زرہ جسے ذات الفضول کہتے تہے آنحضرت کی نذر کی تھی پس جنگ بدر کے دن آپ کے ہاتہہ مین وہی تلوار تھی۔

کہتے ہین کہ تین غلام مملوک بھی جنگ بدر مین شامل تہے۔ ایک تو حاطب بن ابی بلتعہ کا غلام۔ دوسرا عبدالرحمان بن عوف کا غلام۔ اور تیسرا سعد بن معاذ کا غلام۔ ان تینون غلامون کو مال غنیمت مین سے تو کچہہ نہین ملا مگر قیدیون سے اتنا ملگیا کہ اگر آزاد ہوتے تو اتنا نپاتے۔ آنحضرت نے اپنے غلام شقران کو اسیرون پر مہتمم مقرر کردیا تہا۔

سعد پدر عام نے لڑائی مین سہیل بن عمرو کو تیر مارا اوسکی رگ عرق النسا کٹ گئی مگر وہ بہاگا سعد نے اوسکا پیچہا کر کے اوسے پکڑلیا اور سعد کے پہونچنے سے پہلے اوسے مالک بن وخشم نے تہام رکہا تہا۔ دونون مین جہگڑا ہونے لگا ہر ایک کہتا تہا یہ میرا قیدی ہے۔ آخر فساد مٹانے کے لئے آنحضرت نے سہیل کو خود لیلیا۔ اور مالک کی حراست مین اوسے رکہا۔ مقام روحا سے سہیل بہاگا حضرت نے حکم دیا کہ جو شخص اوسے گرفتار کرے فوراً مارڈالے ناگاہ وہ آنحضرت کو ملا مگر آپنے اوسے قتل نہین کیا۔

ابوبردہ بن نیاز نے مشرکین مین سے معبد بن وہب کو گرفتار کیا جو بنی سعد بن لیث مین سے تہا۔ حضرت عمر فاروق گرفتار کنندگان مشرکین کو بھی ہدایت کرتے تہے کہ اپنے اپنے اسیرونکو ہلاک کرڈالو چنانچہ ابوبردہ سے بھی یہی کہا۔ معبد نے جو سنا تو اکڑنے لگا اور کہا اے عمر کیا تم

اس دہوکے مین ہوکہ مسلمان ہم پر غالب ہوگئے قسم ہے لات و عُزّیٰ کی ہم مسلمانون کو چُن چُن کے مارینگے اور انکا بیج بھی روے زمین پر نہ چھوڑینگے۔ حضرت فاروق اعظم رض نے اوسے قتل کرڈالا اور بعضون کا قول ہے کہ معبد کا کلام سنکر ابوبردہ سے ضبط نہو سکا اونہون نے خود اوسکا کام تمام کردیا۔

جب سہیل بن عمرو قید ہوا تو اصحاب مین سے کسی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ شخص اپنے خطبہ مین آپ کی بہت توہین کیا کرتا تہا بہتر ہے کہ آج اسکے دانت توڑوا دیئے جائین تاکہ اوسکو پھر ایسی ناشایستہ کام کی جراءت نہو۔ حضرت نے جواب دیا کہ نہین مین ایسی نامعقول عقوبت کبھی نہ کرونگا قطع عضو بہت بری بات ہے۔ کہین حق تعالےٰ مجھپر بھی ایسی ہی عقوبت نہ کرے گو کہ مین نبی ہون اور علاوہ برین کیا عجب ہے کہ کسی وقت مین وہ کہڑا ہوا وہ چیز پڑہ رہا ہو جس سے تو خوش ہو جاوے۔ پس ایسا ہی ہوا کہ جب آنحضرت کے وفات کی خبر مکہ مین پہونچی تو سہیل نے خطبہ پڑہنا شروع کیا اور جو خطبہ یہان مدینہ مین ممبر پر حضرت ابوبکر صدیق رض پڑہ رہے تہے وہی لفظاً لفظاً سہیل مکہ مین کہتا جاتا تہا گویا سہیل کے کان جناب صدیق کے ہونٹون سے لگے ہوے تھے۔ سبحان اللہ کیسا اچہا ٹیلیفون اور ٹیلیگراف تہا کہ من تو شدم تو من شدی کی کیفیت حاصل ہوگئی تھی اور صدقے اوس برقی خزانہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس نے نو برس پہلے یہ فرما دیا تہا کہ کسی وقت مین وہ کھڑا ہوکے وہ چیز پڑہ ویگا جس سے تو خوش ہو جائیگا۔

جسوقت سہیل کے کلام کی کیفیت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سنی کہا کہ ''اشہد ان محمدؐ رسول اللہ''

روایت ہے کہ زنان قریش ہندہ بنت عتبہ کے پاس گیئن اور کہا کہ تو اپنے باپ اور بہائی اور چچا اور گھر والون کے لئے جو جنگ بدر مین مارے گئے ہین ماتم اور گریہ و بکا کیون نہین کرتی۔ ہندہ نے جواب دیا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ مین بکا کرون اور اسکی خبر محمدؐ اور اوسکے اصحاب کو پہونچے اور وہ

خوشی منائین اور ہمکو طعن و تشنیع کرین - واللہ مین ہرگز بکانکرونگی اور اپنے سر مین تیل نڈالونگی جب تک
کہ مسلمانون سے اس قتل کا بدلا نہ لے لیا جائیگا اور اون سے جنگ نہوگی - اگر مجھے یقین ہوتا کہ بکا کرنے
سے میرے دل کا رنج دور ہوجائیگا تو مین اوسے کر لیتی مگر یہ داغ تو دل سے اوسی دم دور ہونگے جب
قتل عزیزان کا عوض مجھے ملیگا غرضکہ جس دن سے ہندہ نے حلف کیا تا جنگ اُحد اوس نے
نہ اپنے سر مین تیل ڈالا نہ فرش پر لیٹی نہ اپنے خاوند ابی سفیان بن حرب سے ہم بستر ہوئی -

کہتے ہین کہ عمیر بن وہب بن عمیر الجحی مقام حجر مین صفوان بن اُمیہ کے پاس آیا - صفوان بولا
کہ مقتولین بدر کے غم مین عیش ہمارا منغص ہے - عمیر بن وہب نے جواب دیا سچ ہے بعد اونکی
زندگی بہلی نہین معلوم ہوتی اگر مین قرضدار نہوتا اور بال بچون کے کہانے کے لیئے گھر مین کچھ چھوڑ جا سکتا
تو ضرور مین مدینہ پہونچکر محمد کو قتل کر ڈالتا - مین نے سنا ہے کہ وہ بازارون مین آمد و شد رکھتا ہے پس
کہین اوس سے ملکے میل جول پیدا کر لیتا اور کہتا کہ میرا بیٹا جو تمہارے پاس قید ہے اوسے چھوڑانے
آیا ہون یون ہی داؤ پیچ کر کے کسی وقت اونہین مار لیتا - صفوان یہ باتین سنکر اوچھل پڑا اور کہنے لگا
کہ اے ابو اُمیہ رب کعبہ مین تیرا قرض ادا کر دونگا اور تیرے اہل و عیال کو اپنے بال بچون سے زیادہ سمجھونگا
ہم پہلے اونہین کہلا ئینگے جب آپ کہایا کرینگے للہ تو اسی وقت مدینہ چلدے - الحاصل صفوان نے
عمیر کو اپنے ناقہ پر سوار کیا اور اپنی زرہ بھی اوسکو دیدی اور کہا کہ اپنی تلوار کو خوب تیز کر کے زہر مین بجہالے
چنانچہ عمیر نے ایسا ہی کیا اور روانہ ہوگیا - صفوان نے یہ بہی کہدیا تہا کہ اسوقت ہم دونون مین یہ عہد و پیمان
ہوے ہین کوئی تیسرا شخص یہان موجود نہین ہے تم مدینہ پہونچکے بھی اس راز کو مخفی رکھنا - اور مین بھی
چند روز کے بعد وہان اگر تمہارا شریک حال ہوجاؤنگا - یہان تک کہ عمیر مدینہ مین مسجد نبوی کے دروازہ
پر پہونچا ناقہ کو درِ مسجد پر بٹہا کر تلوار اپنی گلے مین لٹکائی اور آنحضرتؐ کی طرف چلا - حضرت عمر فاروقؓ
اصحاب کے مجمع مین بیٹھے ہوے ادن نعمتون کا شکریہ ادا کر رہے تہے جو اللہ جل شانہ نے مسلمانون کو

بدر کے دن عطا کی تہین ناگاہ نظر فاروقی عمیر پر پڑگئی دیکھتے ہی ماتھا ٹھنکا اور عمیر کو مسلح دیکھکے فرمایا
کریتا یہ کتا آگے نہ جانے پائے اسی نے جنگ کے دن ہماری قلت اور تعداد کی خبر قریش کو
جاکر دی تہی - پس اصحاب نے فوراً اوسے گرفتار کرلیا - اور حضرت فاروق اعظم گردن پکڑ کے حضور
نبوی مین لے پہونچے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ ناپاک تلوار باندہے ہوئے مسجد اقدس مین
آگیا ہے اگر ارشاد ہو تو ابہی سر قلم کردون مجہے اسکی طرف سے ہرگز اطمینان نہین یہ خبیث بڑا غدار
ہے - حضور نے فرمایا کہ اسے عمرؓ اسے چہوڑ دو اور میرے پاس آنے دو - مگر آپ جانتے ہین کہ
یہان پہلو مین دل کہان تہے محبت کی برق دوڑ گئی تہی - آنحضرت کے فرمانے سے اتنا تو کیا کہ
عمیر کی گردن چہوڑ دی مگر ایک ہاتہہ سے تلوار کا تسمہ اور دوسرے ہاتہہ سے تلوار کا قبضہ مضبوط تہامے ہوئے
سامنے لیجاکر کہڑا کردیا - رسول خدا نے تبسم فرمایا اور کہا عمر اللہ اللہ ہم سے زیادہ ہماری محبت کہ تلوار
کو آپ نے نہ چہوڑا - جناب فاروق نے التماس کیا کہ حضور آگے اور کچہہ نہ فرمائین جو کچہہ دریافت
کرنا ہو اس سے پوچہہ لیجیے میرے تمام جسم مین آتش غضب بھڑک رہی ہے جس ارادہ سے یہ آیا ہے
اوسے مین خوب جانتا ہون اگر مجہے معلوم ہوتا کہ آپ اسکے قتل کے حکم دینے مین اتنی دیر لگائینگے
تو مین در مسجد ہی پر اسکا سر بہٹا سا اوڑا دیتا یہ ملعون زندگی مین ہمکو خاک مین ملانے آیا تہا - حضرت
سمجہہ گئے کہ ہان ادہر بہی خبر ہے اور اسی لیے صولت فاروقی جوش مین آگئی ہے کہین ایسا نہو
کہ یہ خاک کا پیوند ہو جائے اور معاً عمیر سے سوال کیا تو یہان کیون آیا ہے - اوس نے جواب دیا کہ
اپنے اسیرون کی خبر لینے آیا ہون جو آپ کے پاس قید ہین - ارشاد ہوا پھر یہ تلوار کیسی اوس نے
یہان بہی چال چلی اور کہا کہ لعنت ہو اس تلوار پر اس نے بدر کے دن کیا کام کیے جو آج کرے گی اسے
تو آتے وقت اوتارنا بہول گیا تہا سہواً رہگئی - ارشاد ہوا کہ سچ بتا - اوس نے پھر بہی جواب دیا کہ حضور مین تو
صرف قیدیون کی خبر لینے آیا ہون - آپ نے فرمایا کہ عمیر ہم تجہہ سے پوچہتے ہین کہ مقام حجر مین تجہہ سے

اور صفوان سے کیا قول وقرار ہوے ہین اونہین بیان کر۔ یہ سنکر عمیر بید کی طرح کانپ گیا جناب عمر کا ہاتہہ اوٹہا ہی تہا کہ مجرم "اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ" کہتا ہوا حضور کے قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ آپ دونون صاحبون نے جس حال کو معلوم کرلیا ہے اوسکے قرار پانے کے وقت سواے دو آدمیون کے دور دور تک کوئی نہ تہا یہ بات بجز الہام کے اور کسی طرح حاصل نہین ہوسکتی اور زیادہ حیرت یہ ہے کہ اس قدرتی تار برقی کا اثر ایک اور طرف بہی ہے۔ ادہر جناب عمر کا ہاتہہ جتنا اوٹہا تہا اوتنا ہی رہگیا اور آپ نے یہ کہکر تلوار پہینکدی کہ اسوقت تک مجہے یہ معلوم ہوتا تہا کہ مین ایک خوک کو تہامے کہڑا ہون اب یہ صورت مجہے اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نظر آتی ہے ارشاد نبوی ہوا کہ اچہا اب جاؤ اور اپنے اس نئی اولاد کو قرآن کی تعلیم دو۔ اور اسکے قیدیون کو اسکی خاطر سے بغیر فدیہ لئے رہا کردو۔ عمیر نے اجازت مانگی کہ مجہے حکم ہو مین مکہ جاکر قریش کو دین حق کی طرف بلاؤن ارشاد ہوا کہ جا تیری درخواست منظور ہوئی ادہر صفوان ہر شخص سے روز پوچہا کرتا تہا کہ مدینہ کی کوئی نئی خبر بہی تم نے سنی ہے اور جو مدینہ سے مکہ مین آتا اوسکے پاس ضرور جاتا تہا اور سب مکہ والون سے کہا کرتا تہا کہ اب عنقریب تم وہ خبر سُننے والے ہو جسکے سُنتے سے جنگ بدر کے سب رنج وغم بہلا دوگے۔ مگر جسکو اللہ رکہے اوسے کون چکہے آخر یہ خبر آہی گئی کہ ہر کہ درکان نمک رفت نمک شد یعنی حضرت عمیر بہی رنگ گئے۔ صفوان نے سر پیٹ لیا اور عمیر کے بال بچون کی نگرانی سے ہاتہہ کہینچا مگر "ورزقکم فی السماء" کے قائلون کو کیا پروا ہو۔ عمیر نے مکہ مین آکر چہاتی پر مونگ دلنا شروع کیا اور کہا اے قریش دوزخ کی آگ سے اگر بچنا ہے تو ان قدمون مین آن پڑو چنانچہ اونکے ہاتہہ پر بہت سے لوگ ایمان لاے۔

اسماے مبارک اصحاب بدرؓ اور اونکی فضیلت

واضح ہو کہ اصحاب بدرؓ کی تعداد مین اختلاف ہے - کوئی ۳۱۵ بتاتا ہے کوئی ۳۱۳ کہتا ہے جعفر بن حسن بن عبد الکریم برزنجی نے اپنی کتاب مین کئی کتابون کے حوالہ سے ۳۶۵ - اور شیخ عبد الرحمن القبانی نے ۳۹۱ نام لکھے ہین -

خواص ان مبارک نامون کے برہان حلبی نے اپنی سیرت مین اور دوانی نے بہت سے مشائخ سے یہ بتائے ہین کہ ان نامون کے طفیل سے ہر دعا مقبول ہو جاتی ہے - تجربہ اور تحقیق سے بھی یہ بات بارہا پایہ ثبوت کو پہونچی ہے - شیخ عبد اللطیف اپنے رسالہ مین لکھتے ہین کہ بہت سے علما کا تو یہ عقیدہ ہے کہ لوگ ان نامونکی مداومت سے ولی کامل بنگئے ہین بعض عارفین کا قول ہے کہ ان اسماے مبارک کی برکت سے ہزارون مریض ہمنے اچھے کئے ہین انکو پڑھکے مریض پر ہاتھ رکھا نہین کہ وہ اچھا ہوا نہین - اکثرون نے لکھا ہے کہ ہمنے ان نامونکا تجربہ امور مہمہ مین کیا ہے فوراً دعا قبول ہو جاتی ہے جعفر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ میری والدنے مجھے وصیت کی کہ اے بیٹا ان نامونکے ذکر کے وقت میری ہر دعا قبول ہو جاتی ہے تحقیق جو آدمی انکو ہر روز پڑھے تو بوسیلہ اونکے اوسکی ہر حاجت روا ہو جائیگی - مگر آنحضرت کے نام نامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر صحابی کو نام کیساتھ رضی اللہ عنہ ضرور کہے تو دعا بہت جلد قبول ہوگی اسلئے ہم اون اسمای مقدسہ کو بالتفصیل لکھتے ہین کیونکہ وہ ایک عجیب نعمت غیر مترقبہ ہین اور جہانتک زیادہ سے زیادہ نام ہمین ملے ہین وہ مندرج کئے گئے ہین - انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ناظرین کو ساری تاریخ کی قیمت انہین جواہرات سے وصول ہو جائیگی - اسلام کے اصلی اور سب حامیون کا نام بتادینا تاریخ کا کام بھی ہے گویا ایک پنتھ مین دو کاج ہم نکالے دیتے ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم انی اسئلک

(۱) بِسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ الْمُہَاجِرِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ٭

(۲) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی بَکْرِ الصِّدِّیْقِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۳) وَبِسَیِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۴) وَبِسَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۵) وَبِسَیِّدِنَا عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۶) وَبِسَیِّدِنَا طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۷) وَبِسَیِّدِنَا الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۸) وَبِسَیِّدِنَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۹) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاصِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۱۰) وَبِسَیِّدِنَا سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۱۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی عُبَیْدَۃَ عَامِرِ بْنِ الْجَرَّاحِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۱۲) وَبِسَیِّدِنَا عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنِ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

یہاں پر واقفیت تاریخی کی خاطر سے ایک جملہ معترضہ سُن لیجیے کہ گذشتہ ناموں مین دس نام حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے ہین جنکو کسی اُستاد نے اس قطعہ مین بھی منظوم کردیا ہے **قطعہ**

ده یار بہشتی اند قطعی سعد[5] است و سعید[6] و بوعبیده[7]		بوبکر[1] و عمر[2] علی[3] و عثمان[4] طلحہ[8] ست و زبیر[9] و عبدرحمن[10]	

(۱) حضرت ابوبکر کا نام عبداللہ اور اونکے باپ کا نام ابوقحافہ تھا۔

(۲) حضرت عمر بن خطاب بن نفیل عدوی ہین۔

(۳) حضرت علی ابن ابی طالب آنحضرت صلعم کے چچازاد بہائی اور داماد اور ہاشمی ہین۔

(۴) حضرت عثمان ذی النورین ابن عفان اموی ہین۔

(۵) حضرت سعد کے باپ ابی وقاص کا نام مالک ہے اور وہ فہری ہین۔

(۶) حضرت سعید بن زید حضرت عمر کے بہنوئی ہین۔ اور حضرت سعید کے باپ زید حضرت عمر کے چچازاد بہائی تہے یعنی یون سمجھو کہ زید بن عمرو بن نفیل۔ پس وہ بہی عدوی ہوئے۔

(۷) حضرت ابوعبیدہ کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے وہ بہی فہری ہین۔

(۸) حضرت طلحہ بن عبیداللہ حضرت ابوبکر صدیق کے بھتیجے تہے۔ اور یہ دونون صاحب تیمی ہین

(۹) حضرت زبیر بن عوام آنحضرت کی پہوپہی حضرت صفیہ کے بیٹے اور حضرت بی بی خدیجہ کے بھتیجے تہے اور اسدی ہین۔

(۱۰) حضرت عبدالرحمن بن عوف بہی فہری ہین۔

آمدم بر سر مطلب

الف

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۳) بِسَيِّدِنَا الْاَخْنَسِ بْنِ حَبِيْبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❊

(۱۴) وَبِسَيِّدِنَا الْاَرْقَمِ بْنِ اَبِی اَرْقَمِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۱۵) وَبِسَيِّدِنَا اَنَسٍ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۶) وَبِسَيِّدِنَا اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۱۷) وَبِسَيِّدِنَا اِيَاسِ بْنِ اَوْسِ الْاَوْسِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۱۸) وَبِسَيِّدِنَا اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرِ الْاَوْسِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۱۹) وَبِسَيِّدِنَا اُنَيْسِ بْنِ قَتَادَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۰) وَبِسَيِّدِنَا اَنَسِ بْنِ مَعَاذِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۱) وَبِسَيِّدِنَا اُبَیِّ بْنِ مَعَاذِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۲) وَبِسَيِّدِنَا اُبَیِّ بْنِ كَعْبِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۳) وَبِسَيِّدِنَا اَسْعَدِ بْنِ زَيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۴) وَبِسَيِّدِنَا اَوْسِ بْنِ ثَابِتِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۵) وَبِسَيِّدِنَا اَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۶) وَبِسَيِّدِنَا اَوْسِ بْنِ خَوْلِیِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

ب

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۷) بِسَيِّدِنَا بِلَالِ بْنِ رَبَاحِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۸) وَبِسَيِّدِنَا بُجَيْرِ بْنِ اَبِی بُجَيْرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۲۹) وَبِسَيِّدِنَا بَحَاثِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ❁

(۳۰) وَبِسَیِّدِنَا بَسْبَسَۃَ بْنِ عَمْرٍو اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۳۱) وَبِسَیِّدِنَا اَلْبَرَآءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۳۲) وَبِسَیِّدِنَا بِشْرِ بْنِ سَعْدِ اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۳۳) وَبِسَیِّدِنَا بِشْرِ بْنِ الْبَرَآءِ اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

ت

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۳۴) بِسَیِّدِنَا تَمِیْمٍ مَوْلٰی بَنِیْ غَنْمِ بْنِ السِّلْمِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۳۵) وَبِسَیِّدِنَا تَمِیْمٍ مَوْلٰی خَرَاشِ اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۳۶) وَبِسَیِّدِنَا تَمِیْمِ بْنِ یُعَارِ اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

ث

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُکَ

(۳۷) بِسَیِّدِنَا ثَقْفِ بْنِ عَمْرٍو الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۳۸) وَبِسَیِّدِنَا ثَعْلَبَۃَ بْنِ حَاطِبِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۳۹) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ اَقْرَمِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۴۰) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ ثَعْلَبَۃَ اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۴۱) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ خَالِدِ اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۴۲) وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ خَنْسَآءَ اَلْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✦

(۴۳) وَبِسَيِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ هَزَّالِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۴۴) وَبِسَيِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۴۵) وَبِسَيِّدِنَا ثَعْلَبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۴۶) وَبِسَيِّدِنَا ثَعْلَبَةَ بْنِ غَنَمَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

ج

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۴۷) بِسَيِّدِنَا جَبْرِ بْنِ عَتِيْكِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۴۸) وَبِسَيِّدِنَا جُبَيْرِ بْنِ اِيَاسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۴۹) وَبِسَيِّدِنَا جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۵۰) وَبِسَيِّدِنَا جَبَّارِ بْنِ صَخْرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

ح

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۵۱) بِسَيِّدِنَا حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۵۲) وَبِسَيِّدِنَا حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۵۳) وَبِسَيِّدِنَا حَاطِبِ بْنِ عَمْرٍو الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۵۴) وَبِسَيِّدِنَا الْحُصَيْنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۵۵) وَبِسَيِّدِنَا الْحَارِثِ بْنِ اَنَسِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۵۶) وبسیّدنا الحارث بن حاطب الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۵۷) وبسیّدنا الحارث بن اوس بن رافع الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۵۸) وبسیّدنا الحارث بن اوس بن معاذ الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۵۹) وبسیّدنا الحارث بن خزمۃ الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۰) وبسیّدنا الحارث بن ابی خزمۃ الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۱) وبسیّدنا الحارث بن عرفجۃ الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۲) وبسیّدنا الحارث بن قیس الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۳) وبسیّدنا الحارث بن عتیک الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۴) وبسیّدنا الحارث بن نعمان الاوسی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۵) وبسیّدنا حارثۃ بن سراقۃ الشہید الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۶) وبسیّدنا حارثۃ بن النعمان الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۷) وبسیّدنا حارثۃ بن مالک الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۸) وبسیّدنا الحارث بن خزمۃ الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۶۹) وبسیّدنا الحارث بن الصمۃ الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۷۰) وبسیّدنا الحارث بن قیس الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۷۱) وبسیّدنا حریث بن زید الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۷۲) وبسیّدنا الحباب بن المنذر الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۷۳) وبسیّدنا حبیب بن الاسود الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۷۴) وبسیّدنا حرام بن ملحان الخزرجی رضی اللہ عنہ ؕ

(۷۵) وَبِسَيِّدِنَا حَمْزَةَ بْنِ الْحُمَيِّرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

خ

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۷۶) بِسَيِّدِنَا خَالِدِ بْنِ الْبُكَيْرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۷۷) وَبِسَيِّدِنَا خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۷۸) وَبِسَيِّدِنَا خَبَّابِ مَوْلٰى عُتْبَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۷۹) وَبِسَيِّدِنَا خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۰) وَبِسَيِّدِنَا خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۱) وَبِسَيِّدِنَا خَوْلِيِّ بْنِ خَوْلِيٍّ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۲) وَبِسَيِّدِنَا خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۳) وَبِسَيِّدِنَا خِدَاشِ بْنِ قَتَادَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۴) وَبِسَيِّدِنَا خِرَاشِ بْنِ الصِّمَّةِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۵) وَبِسَيِّدِنَا خَارِجَةَ بْنِ الْحُمَيِّرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۶) وَبِسَيِّدِنَا خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۷) وَبِسَيِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ سُوَيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۸) وَبِسَيِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ رَافِعِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۸۹) وَبِسَيِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ قَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۹۰) وَبِسَيِّدِنَا خَلَّادِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✦

(۹۱) وَبِسَيِّدِنَا خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۹۲) وَبِسَيِّدِنَا خُلَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۹۳) وَبِسَيِّدِنَا خُلَيْفَةَ بْنِ عَدِيٍّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۹۴) وَبِسَيِّدِنَا خُبَيْبِ بْنِ عَدِيٍّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۹۵) وَبِسَيِّدِنَا خُبَيْبِ بْنِ اِسَافٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

د

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۹۶) بِسَيِّدِنَا دُكَيْنِ بْنِ سَعْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

ذ

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۹۷) بِسَيِّدِنَا ذِی الشِّمَالَيْنِ بْنِ عَبْدِ عَمْرٍو الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۹۸) وَبِسَيِّدِنَا ذَكْوَانَ بْنِ عَبْدِ الْقَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

ر

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۹۹) بِسَيِّدِنَا رَبِيْعَةَ بْنِ اَكْثَمَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۱۰۰) وَبِسَيِّدِنَا رِبْعِيِّ بْنِ رَافِعٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

(۱۰۱) وَبِسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۰۲) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ يَزِيْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۰۳) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ عُنْجُدَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۰۴) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰى الشَّهِيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۰۵) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ مَالِكٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۰۶) وَبِسَيِّدِنَا رَافِعِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۰۷) وَبِسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۰۸) وَبِسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۰۹) وَبِسَيِّدِنَا رِفَاعَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۱۰) وَبِسَيِّدِنَا رَاشِدِ بْنِ الْمُعَلّٰى الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۱۱) وَبِسَيِّدِنَا الرَّبِيْعِ بْنِ اِيَاسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۱۲) وَبِسَيِّدِنَا رُخَيْلَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

ز

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۱۳) بِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۱۴) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۱۵) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۱۶) وَبِسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ السَّكَنِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؕ

(۱۱۷) وَبِسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۱۸) وَبِسَيِّدِنَا زِيَادِ بْنِ لَبِيدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۱۹) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الْمُزَيِّنِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۰) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ الْمُعَلَّا الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۱) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ وَدِيعَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۲) وَبِسَيِّدِنَا زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

س

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۲۳) بِسَيِّدِنَا السَّائِبِ بْنِ مَظْعُونِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۴) وَبِسَيِّدِنَا السَّائِبِ بْنِ عُثْمَانَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۵) وَبِسَيِّدِنَا سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۶) وَبِسَيِّدِنَا سَبْرَةَ بْنِ فَاتِكٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۷) وَبِسَيِّدِنَا سِنَانِ بْنِ اَبِيْ سِنَانِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۸) وَبِسَيِّدِنَا سُهَيْلِ بْنِ وَهْبٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۲۹) وَبِسَيِّدِنَا سُوَيْبِطِ بْنِ سَعْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۳۰) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدٍ مَوْلٰى حَاطِبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۳۱) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۳۲) وَبِسَيِّدِنَا سَعْدِ بْنِ خَيْثَمَةَ الشَّهِيدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؁

(۱۳۳) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ مُعَاذِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۳۴) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ عُبَیْدِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۳۵) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ زَیْدِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۳۶) وَبِسَیِّدِنَا سَلَمَةَ بْنِ ثَابِتِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۳۷) وَبِسَیِّدِنَا سَلَامَةَ بْنِ سَلَمَةَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۳۸) وَبِسَیِّدِنَا سَلَمَةَ بْنِ اَسْلَمَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۳۹) وَبِسَیِّدِنَا سَالِمِ بْنِ عُمَیْرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۰) وَبِسَیِّدِنَا سَهْلِ بْنِ حُنَیْفِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۱) وَبِسَیِّدِنَا سَهْلِ بْنِ عَتِیْکِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۲) وَبِسَیِّدِنَا سَهْلِ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۳) وَبِسَیِّدِنَا سَهْلِ بْنِ رَافِعِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۴) وَبِسَیِّدِنَا سُهَیْلِ بْنِ رَافِعِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۵) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ سُهَیْلِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۶) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۷) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۸) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ عُثْمَانَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۴۹) وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ سَعْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۵۰) وَبِسَیِّدِنَا سِمَاکِ بْنِ سَعْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(۱۵۱) وَبِسَیِّدِنَا سُفْیَانَ بْنِ بِشْرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٥٢) وَبِسَيِّدِنَا سُرَاقَةَ بْنِ كَعْبِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٥٣) وَبِسَيِّدِنَا سُرَاقَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٥٤) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْمِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٥٥) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٥٦) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْمِ بْنِ مِلْحَانِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٥٧) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْمِ بْنِ قَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٥٨) وَبِسَيِّدِنَا سُبَيْعِ بْنِ قَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٥٩) وَبِسَيِّدِنَا سُلَيْطِ بْنِ قَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٦٠) وَبِسَيِّدِنَا سِنَانِ بْنِ صَيْفِيِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٦١) وَبِسَيِّدِنَا سَوَادِ بْنِ وَزْنِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٦٢) وَبِسَيِّدِنَا سَوَادِ بْنِ غَزِيَّةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٦٣) وَبِسَيِّدِنَا السَّائِبِ بْنِ خَلَّادِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

ش

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(١٦٤) بِسَيِّدِنَا شُجَاعِ بْنِ وَهْبِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٦٥) وَبِسَيِّدِنَا شَمَّاسِ بْنِ عُثْمَانَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

(١٦٦) وَبِسَيِّدِنَا شَرِيْكِ بْنِ اَنَسِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ٭

ص

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(١٦٧) بِسَيِّدِنَا صَفْوَانَ بْنِ وَهْبِ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

(١٦٨) وَبِسَيِّدِنَا صُهَيْبِ بْنِ سِنَانِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

(١٦٩) وَبِسَيِّدِنَا صُبَيْحٍ مَّوْلٰى اَبِي الْعَاصِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

(١٧٠) وَبِسَيِّدِنَا صَيْفِيِّ بْنِ سَوَادِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

ض

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(١٧١) بِسَيِّدِنَا الضَّحَّاكِ بْنِ حَارِثَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

(١٧٢) وَبِسَيِّدِنَا الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

(١٧٣) وَبِسَيِّدِنَا ضَمْرَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

ط

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(١٧٤) بِسَيِّدِنَا طُلَيْبِ بْنِ عُمَيْرِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

(١٧٥) وَبِسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

(١٧٦) وَبِسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ مَالِكِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

(١٧٧) وَبِسَيِّدِنَا الطُّفَيْلِ بْنِ مَالِكِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ÷

÷

(۱۷۸) وَبِسَيِّدِنَا الطُّفَيلِ بْنِ النُّعْمَانِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

ظ

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۷۹) بِسَيِّدِنَا ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

ع

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۱۸۰) بِسَيِّدِنَا عَاقِلِ بْنِ الْبُكَيْرِ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۸۱) وَبِسَيِّدِنَا عُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۸۲) وَبِسَيِّدِنَا عُمَيْرِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ الشَّهِيْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۸۳) وَبِسَيِّدِنَا عُمَيْرِ بْنِ عَوْفٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۸۴) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۸۵) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُهَيْلٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۸۶) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۸۷) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَخْرَمَةَ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۸۸) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۸۹) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَظْعُوْنٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۹۰) وَبِسَيِّدِنَا عِيَاضِ بْنِ زُهَيْرٍ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۞

(۱۹۱) وَبِسَیِّدِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۱۹۲) وَبِسَیِّدِنَا عُتْبَۃَ بْنِ غَزْوَانَ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۱۹۳) وَبِسَیِّدِنَا عُقْبَۃَ بْنِ وَهْبِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۱۹۴) وَبِسَیِّدِنَا عُکَاشَۃَ بْنِ مِحْصَنِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۱۹۵) وَبِسَیِّدِنَا عَامِرِ الْبُکَیْرِیِّ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۱۹٦) وَبِسَیِّدِنَا عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۱۹۷) وَبِسَیِّدِنَا عَامِرِ بْنِ فُهَیْرَۃَ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۱۹۸) وَبِسَیِّدِنَا عَمَّارِ بْنِ یَاسِرِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۱۹۹) وَبِسَیِّدِنَا عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۰) وَبِسَیِّدِنَا عَمْرِو بْنِ سُرَاقَۃَ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۱) وَبِسَیِّدِنَا عَمْرِو بْنِ اَبِیْ سَرْحِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۲) وَبِسَیِّدِنَا عَمْرِو بْنِ مُعَاذِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۳) وَبِسَیِّدِنَا عُمَیْرِ بْنِ مَعْبَدِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۴) وَبِسَیِّدِنَا عَامِرِ بْنِ یَزِیْدَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۵) وَبِسَیِّدِنَا عُمَارَۃَ بْنِ زِیَادِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰٦) وَبِسَیِّدِنَا عُوَیْمِ بْنِ سَاعِدَۃَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۷) وَبِسَیِّدِنَا عَبَّادِ بْنِ بِشْرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۸) وَبِسَیِّدِنَا عُبَیْدِ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۰۹) وَبِسَیِّدِنَا عُبَیْدِ بْنِ اَوْسِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۲۱۰) وبسیدنا عبید بن التیهان الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۱) وبسیدنا عبد الرحمن بن جبر الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۲) وبسیدنا عبد اللہ بن جبیر الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۳) وبسیدنا عبد اللہ بن شریک الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۴) وبسیدنا عبد اللہ بن سہل الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۵) وبسیدنا عبد اللہ بن سلمۃ الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۶) وبسیدنا عبد اللہ بن طارق الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۷) وبسیدنا عاصم بن قیس الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۸) وبسیدنا عاصم بن عدی الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۱۹) وبسیدنا عاصم بن ثابت الاوسی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۰) وبسیدنا عوف بن الحارث الشہید الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۱) وبسیدنا عمیر بن الحمام الشہید الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۲) وبسیدنا عمیر بن عامر الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۳) وبسیدنا عمیر بن الحارث الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۴) وبسیدنا عمارۃ بن حزم الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۵) وبسیدنا عبیدۃ بن ابی عبید الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۶) وبسیدنا عبید بن زید الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۷) وبسیدنا عبد ربہ بن حق الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(۲۲۸) وبسیدنا عبد اللہ بن عبد اللہ الخزرجی رضی اللہ عنہ +

(٢٢٩) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْجَدِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٠) وَبِسَيِّدِنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحُمَيْرِيِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣١) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٢) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ اِيَاسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٣) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ قَيْسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٤) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ طَلْقِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٥) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٦) وَبِسَيِّدِنَا عَمْرِو بْنِ ثَعْلَبَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٧) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ سَلَمَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٨) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ اُمَيَّةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٣٩) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ مُخَلَّدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٤٠) وَبِسَيِّدِنَا عَامِرِ بْنِ سَعْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٤١) وَبِسَيِّدِنَا عَائِذِ بْنِ مَاعِضِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٤٢) وَبِسَيِّدِنَا عَاصِمِ بْنِ الْعُكَيْرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٤٣) وَبِسَيِّدِنَا عِصْمَةَ بْنِ الْحُصَيْنِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٤٤) وَبِسَيِّدِنَا عُصَيْمَةَ بْنِ الْاَشْجَعِيِّ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٤٥) وَبِسَيِّدِنَا عَبْسِ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٤٦) وَبِسَيِّدِنَا عَبْسِ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(٢٤٧) وَبِسَيِّدِنَا عَبَّادِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ۞

(۲۴۸) وبسیّدنا عبّادِ بن قیس بن عُبْسَۃ الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۴۹) وبسیّدنا عُبادۃ بن الخشخاش الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۰) وبسیّدنا عُبادۃ بن الصّامت الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۱) وبسیّدنا عبداللہ بن الرّبیع الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۲) وبسیّدنا عبداللہ بن عبد مناف الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۳) وبسیّدنا عبداللہ بن کعب الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۴) وبسیّدنا عبداللہ بن عمرو الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۵) وبسیّدنا عبداللہ بن عُمیر الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۶) وبسیّدنا عبداللہ بن قیس بن صیفیّ الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۷) وبسیّدنا عبداللہ بن قیس بن خلدۃ الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۸) وبسیّدنا عبداللہ بن رواحۃ الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۵۹) وبسیّدنا عبداللہ بن عُرفطۃ الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۶۰) وبسیّدنا عبداللہ بن ثعلبۃ الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۶۱) وبسیّدنا عبداللہ بن زید بن ثعلبۃ الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۶۲) وبسیّدنا عبداللہ بن زید بن عاصم الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۶۳) وبسیّدنا عبداللہ بن عامر الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۶۴) وبسیّدنا عبداللہ بن النُّعمان الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۶۵) وبسیّدنا العجلان بن النُّعمان الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۶۶) وبسیّدنا عتبان بن مالک الخزرجیّ رضی اللہ عنہ ؞

(۲۶۷) وَبِسَيِّدِنَا عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

(۲۶۸) وَبِسَيِّدِنَا عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

(۲۶۹) وَبِسَيِّدِنَا عُقْبَةَ بْنِ عُثْمَانَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

(۲۷۰) وَبِسَيِّدِنَا عُقْبَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

(۲۷۱) وَبِسَيِّدِنَا عَدِيِّ بْنِ أَبِي الزَّغْبَاءِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

(۲۷۲) وَبِسَيِّدِنَا عَطِيَّةَ بْنِ نُوَيْرَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

(۲۷۳) وَبِسَيِّدِنَا عَنْتَرَةَ مَوْلَى سُلَيْمِ بْنِ عُمَرَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

غ

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۷۴) بِسَيِّدِنَا غَنَّامِ بْنِ اَوْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

ف

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۷۵) بِسَيِّدِنَا الْفَاكِهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

(۲۷۶) وَبِسَيِّدِنَا فَرْوَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✤

ق

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۷۷) بِسَیِّدِنَا قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُوْنِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۲۷۸) وَبِسَیِّدِنَا قَتَادَۃَ بْنِ النُّعْمَانِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۲۷۹) وَبِسَیِّدِنَا قُطْبَۃَ بْنِ عَامِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۲۸۰) وَبِسَیِّدِنَا قَیْسِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۲۸۱) وَبِسَیِّدِنَا قَیْسِ بْنِ مِحْصَنِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۲۸۲) وَبِسَیِّدِنَا قَیْسِ بْنِ مُخَلَّدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۲۸۳) وَبِسَیِّدِنَا قَیْسِ بْنِ السَّکَنِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

ک

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۸۴) بِسَیِّدِنَا کَعْبِ بْنِ جَمَّازِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۲۸۵) وَبِسَیِّدِنَا کَعْبِ بْنِ مَالِكِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

(۲۸۶) وَبِسَیِّدِنَا کَعْبِ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

ل

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۸۷) بِسَیِّدِنَا لَبْدَۃَ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ٭

م

اَللّٰھُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۲۸۸) بِسَیِّدِنَا مِھْجَعِ بْنِ صَالِحِ الشَّھِیْدِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۸۹) وَبِسَیِّدِنَا مَالِكِ بْنِ اَبِیْ خَوْلِیِّ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۰) وَبِسَیِّدِنَا مَالِكِ بْنِ عَمْرٍو الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۱) وَبِسَیِّدِنَا مِدْلَاجِ بْنِ عَمْرٍو الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۲) وَبِسَیِّدِنَا مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۳) وَبِسَیِّدِنَا مَعْمَرِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۴) وَبِسَیِّدِنَا مَرْثَدِ بْنِ اَبِیْ مَرْثَدِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۵) وَبِسَیِّدِنَا الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۶) وَبِسَیِّدِنَا مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَۃَ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۷) وَبِسَیِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۸) وَبِسَیِّدِنَا مُحْرِزِ بْنِ نَضْلَۃَ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۲۹۹) وَبِسَیِّدِنَا مُعَتِّبِ بْنِ عَوْفِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۳۰۰) وَبِسَیِّدِنَا مَعْنِ بْنِ یَزِیْدِ الْمُھَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۳۰۱) وَبِسَیِّدِنَا مُبَشِّرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الشَّھِیْدِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۳۰۲) وَبِسَیِّدِنَا مُظَھِّرِ بْنِ رَافِعِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۳۰۳) وَبِسَیِّدِنَا مُرَارَۃَ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۳۰۴) وَبِسَیِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمَۃَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۞

(۳۰۵) وَبِسَيِّدِنَا الْمُنْذِرِ بْنِ قُدَامَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۰۶) وَبِسَيِّدِنَا الْمُنْذِرِ بْنِ مُحَمَّدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۰۷) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ قُدَامَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۰۸) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ نُمَيْلَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۰۹) وَبِسَيِّدِنَا مَعْنِ بْنِ عَدِيِّ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۰) وَبِسَيِّدِنَا مُعَتِّبِ بْنِ قُشَيْرِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۱) وَبِسَيِّدِنَا مُغِيْثِ بْنِ عُبَيْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۲) وَبِسَيِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ عَبْدِ سَعْدِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۳) وَبِسَيِّدِنَا مُعَوِّذِ بْنِ الْحَارِثِ الشَّهِيْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۴) وَبِسَيِّدِنَا مُعَوِّذِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۵) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۶) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۷) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ جَبَلِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۸) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ مَاعِصِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۱۹) وَبِسَيِّدِنَا مُعَاذِ بْنِ الصِّمَّةِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۲۰) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ الرَّبِيْعَةِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۲۱) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ رِفَاعَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۲۲) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ الدُّخْشُمِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۲۳) وَبِسَيِّدِنَا مَالِكِ بْنِ مَسْعُوْدِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ❖

(۳۲۴) وَبِسَيِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ أَوْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۲۵) وَبِسَيِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ خَلْدَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۲۶) وَبِسَيِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ سَعْدٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۲۷) وَبِسَيِّدِنَا مَسْعُوْدِ بْنِ زَيْدٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۲۸) وَبِسَيِّدِنَا الْمُجَدَّرِ بْنِ زِيَادٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۲۹) وَبِسَيِّدِنَا مَعْبَدِ بْنِ عَبَّادٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۰) وَبِسَيِّدِنَا مَعْبَدِ بْنِ قَيْسٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۱) وَبِسَيِّدِنَا مَعْقِلِ بْنِ الْمُنْذِرِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۲) وَبِسَيِّدِنَا الْمُنْذِرِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۳) وَبِسَيِّدِنَا مُحْرِزِ بْنِ عَامِرٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۴) وَبِسَيِّدِنَا مُلَيْلِ بْنِ وَبْرَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

ن

اَللّٰهُمَّ وَاَسْأَلُكَ

(۳۳۵) بِسَيِّدِنَا نَضْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۶) وَبِسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ عَصَرٍ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۷) وَبِسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ اَبِي خَزْمَةَ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۸) وَبِسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ سِنَانٍ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۳۹) وَبِسَيِّدِنَا النُّعْمَانِ بْنِ الْاَعْرَجِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۴۰) وَبِسَيِّدِنَا النُّعْمَانَ بْنِ مَالِكِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۴۱) وَبِسَيِّدِنَا النُّعْمَانَ بْنِ عَبْدِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۴۲) وَبِسَيِّدِنَا النُّعْمَانَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۴۳) وَبِسَيِّدِنَا نُعَيْمَانِ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۴۴) وَبِسَيِّدِنَا نُوفِلِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

و

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۳۴۵) بِسَيِّدِنَا وَاقِدِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۴۶) وَبِسَيِّدِنَا وَهْبِ بْنِ سَعْدِ الْمُهَاجِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۴۷) وَبِسَيِّدِنَا وَدِيعَةَ بْنِ عَمْرٍو الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۴۸) وَبِسَيِّدِنَا وَدْقَةَ بْنِ اِيَاسِ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

ھ

اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ

(۳۴۹) بِسَيِّدِنَا هَانِئِ بْنِ نِيَارِ الْاَوْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۵۰) وَبِسَيِّدِنَا هُبَيْلِ بْنِ وَبْرَةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۵۱) وَبِسَيِّدِنَا هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

(۳۵۲) وَبِسَيِّدِنَا هِلَالِ بْنِ الْمُعَلَّا الْخَزْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ؞

ی

اَللّٰهُمَّ وَاسْئَلُكَ

(۳۵۳) بِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ الْاَخْنَسِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۵۴) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ رُقَیْشٍ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۵۵) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ السَّکَنِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۵۶) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ الْحَارِثِ الشَّهِیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۵۷) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ حِذَامٍ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۵۸) وَبِسَیِّدِنَا یَزِیْدَ بْنِ الْمُنْذِرِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

اَلْکُنٰی

اَللّٰهُمَّ وَاسْئَلُكَ

(۳۵۹) بِسَیِّدِنَا اَبِیْ سِنَانِ بْنِ مِحْصَنٍ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۶۰) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مَرْثَدِ بْنِ حِصْنٍ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۶۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مَخْشِیِّ بْنِ مَخْشِیِّ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۶۲) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ کَبْشَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۶۳) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الْاَسَدِ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۳۶۴) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ سَبْرَةَ بْنِ اَبِیْ رُهْمٍ الْمُهَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ✢

(۳۶۵) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ حُذَیْفَۃَ بْنِ عُتْبَۃَ الْمُہَاجِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۶۶) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ عُقَیْلِ بْنِ ثَعْلَبَۃَ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۶۷) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الْہَیْثَمِ بْنِ التَّیْہَانِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۶۸) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مُلَیْلِ بْنِ الْاَزْعَرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۶۹) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ لُبَابَۃَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

(۳۷۰) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ حَنَّۃَ بْنِ مَالِکِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ حَنَّۃَ بْنِ ثَابِتِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۲) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ ضَیَّاحِ بْنِ ثَابِتِ الْاَوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۳) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ شَیْخِ بْنِ ثَابِتِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۴) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ دُجَانَۃَ بْنِ خَرَشَۃَ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۵) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ طَلْحَۃَ بْنِ سَہْلِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۶) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الْحَمْرَاءِ مَوْلَی الْحَارِثِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۷) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الْاَعْوَرِ بْنِ الْحَارِثِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۸) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ اَیُّوْبَ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۷۹) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ حَبِیْبِ بْنِ زَیْدِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۸۰) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ قَیْسِ بْنِ الْمُعَلّٰی الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۸۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ خَالِدِ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۸۲) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ خَارِجَۃَ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۸۳) وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ صِرْمَۃَ بْنِ قَیْسِ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ✣

(۳۸۴) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی خُزَیمَۃَ بنِ اَوسِ الخَزرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ✣
(۳۸۵) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی قَتَادَۃَ بنِ رِبعِیِّ الخَزرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ✣
(۳۸۶) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی دَاؤدَ بنِ عَامِرِ الخَزرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ✣
(۳۸۷) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی المُنذِرِ بنِ عَامِرِ الخَزرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ✣
(۳۸۸) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی سَلِیطِ بنِ عَمرٍو الخَزرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ✣
(۳۸۹) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی حَسَنِ بنِ عَمرٍو الخَزرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ✣
(۳۹۰) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی الیَسَرِ بنِ عَمرٍو الخَزرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ✣
(۳۹۱) وَبِسَیِّدِنَا اَبِی مَسعُودِ بنِ عَمرٍو الخَزرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ ✣

(از رسالہ حضرت شیخ عبدالرحمٰن القبّانی احد العلماء العظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

اَللّٰھُمَّ لَا تَدَع لَنَا ذَنبًا اِلَّا غَفَرتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجتَہٗ وَلَا دَینًا اِلَّا قَضَیتَہٗ وَلَا حَاجَۃً مِّن حَوَآئِجِ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ اِلَّا قَضَیتَھَا یَا اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ۔

(۱۰) غزوہ بنی سلیم و غطفان

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جنگ بدر سے تشریف لا کے صرف ایک ہفتہ مدینہ مین رونق افروز رہے۔ آپکو خبر پہنچی کہ ایک جماعت بنی سلیم اور غطفانکی برپرخاش ہوکر موضع قرقرۃ الکدر مین جو عراق و مکہ کے درمیان مدینہ سے ۳ منزل ہے جمع ہورہی ہے یہ سُنتے ہی حضور نے عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا اور نشان بنا کے علی مرتضٰی کو عطا فرمایا اور دوسو ۲۰۰ آدمی ہمرکاب لیکے اودھر متوجہ ہوئے۔ جب وہان پہنچے تو کسیکو نہ پایا مخالفین خوف

کے مارے پہلے سے فِفِرّو اہو چکے تھے۔آپ نے چند آدمی اعلاے وادی کی طرف اونکی تلاش مین بھیجے اور آپ بطن وادی کو روانہ ہوے وہان کئی چرواہے نظر آے جنمین ایک غلام یسار نام بھی تھا۔حضور نے یسار سے دریافت کیا کہ بنی سلیم وغطفان کہان ہین۔اوس نے جواب دیا کہ حضرت مجھے معلوم نہین۔پس آپنے چرواہون سمیت اونٹون کو اپنے ہمراہ لیلیا اور مدینہ کو مراجعت فرمائی۔مدینہ سے تین میل ایک موضع ہے حرار وہان پہونچکر خمس غنیمت حق بیت المال علیحدہ کرکے باقی کو صحابہ پر تقسیم کردیا۔آدمی پیچھے دو دو اونٹ آے کیونکہ سب پانچسو تھے اور وہ غلام یسار آنحضرت صلعم کے حصہ مین آیا چونکہ وہ نمازی تھا اس لئے آپ نے اوسکو آزاد کردیا۔اس سفر مین پندرہ دن صرف ہوے۔

اکثر اہل سیر کا قول ہے کہ غزوہ مذکورہ بالا ہجرت کے تیسرے سال مین واقع ہوا ہے

(۱۱) عصماء بنت مروان وغیرہ کا قتل

بدر مین اگرچہ نمایان فتح مسلمانون کو حاصل ہوئی مگر اوس فتح سے اسلام کی حالت اور بھی زیادہ نازک ہوگئی تھی جو لوگ وہان سے شکست پاکے بھاگے تھے یا فدیہ دیکر چھوٹ آے تھے مسلمانون کا نام سن کے اونکی آنکھون مین خون اوترتا تھا پس ایسے برے وقت مین اگر خدانخواستہ مدینہ مین دو چار ابو جہل اور ابو سفیان اور پیدا ہوجاتے تو اسلام کا کام ہی تمام ہوجاتا۔آنحضرت اسوقت بادشاہ تھے اور شاہ وقت کے خلاف سازش کرنیوالون کو سزا دینا ہر حالت مین ضرور ہوتا ہے۔اسلئے قانون جنگ جاری کئے بغیر مخلصی نظر نہ آئی۔حکم ہوا کہ تم لوگ تہذیب و اعتدال و انصاف کے دائرہ سے تو قدم باہر نہ رکھنا مگر گرد و نواح کے یہودی تم پر زیادتی کرین تو اونکے تدارک مین بھی پہلو تہی نہو۔مدینہ مین جو لوگ اسلام کے دشمن تھے وہ اگرچہ مکہ والون کی طرح سخت نہ تھے لیکن پھر بھی نقصان

پہونچا سکتے تھے۔ وہ لوگون کو بہکاتے۔ اسلام کی مذمت کرتے۔ اور مدینہ والون سے کہتے تھے کہ تم بڑے بیوقوف ہو کیون مسلمان ہوے جاتے ہو ہرگز ایسا نہ کرو مگر یہ باتین عاشقان اسلام کے کانون کو کب گوارا ہو سکتی تہین۔ چنانچہ ایک عورت عصما بنت مروان کی کمبختی آگئی۔ یہ یہودیہ تھی اور ہر وقت مسلمانون کو ہجو سناتی۔ انصار کو گالیون کے ساتھہ یاد کرتی۔ جنگ بدر کی فتح سے جل کر اوسکی زبان اور بھی کوئلہ ہو گئی تھی۔ اشتعال طبع تو برا ہوتا ہے ایک نابینا انصاری عمیر بن عدی نے سوچا کہ تم آنکھون کے باعث جنگ بدر مین تو شامل ہو ہی نہین سکے ہو آؤ یہی کام کرو۔ جب مسلمان شادان و فرحان بدر سے واپس آگئے ہین تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ پچھلی رات کو عصماء کے گھر مین جا گھسے اور ٹٹول ٹٹال کے خنجر اوسکے کلیجہ مین بہونک دیا جس سے اوسکی روح پرواز کر گئی۔ مار کے تو مار ڈالا پھر خیال ہوا کہ کہین آنحضرت خفا نہون مین نے اون سے اجازت نہین لی مگر خیر یہ ہوئی کہ جس وقت عمیر نے حضور مین آکر اطلاع دی ہے تو اونکی خوش قسمتی سے حضرت عمر رض فاروق موجود تھے سنتے ہی پھڑک اوٹھے اور خوش ہو کے عمیر کی بہت تعریف کی پر آنحضرت خاموش ہو گئے اور کچھہ نہ کہا۔

اسی طرح مدینہ مین ایک اور دشمن خدا و رسول ابو عفک تہا۔ وہ ہمیشہ لوگون سے کہتا تہا کہ مسلمانون کو قتل کرو اور آنحضرت کو ایذا پہونچاؤ۔ اوسکو رات کیوقت سالم بن عمر نے مار ڈالا۔

کعب بن اشرف بہت ہی موذی تہا وہ کفار کو ترغیب دینے اور آنحضرت کے خلاف بغاوت پھیلانے کو مکہ تک پہونچا تہا اوسے بھی چند انصار نے ملکر جہنم کو پہونچا دیا۔

(۱۲) غزوۂ بنی قینقاع

جب آنحضرت صلعم مکہ سے ہجرت فرما کے مدینہ مین تشریف لاے تو بنی قینقاع کے یہودیون سے عہد کیا کہ اگر تم لوگ مسلمانون کے ساتھہ دشمنی نہ کرو گے تو ہم بھی تم سے کوئی مزاحمت نکرینگے

جب مسلمان جنگ بدر سے مظفر و منصور واپس آے تو بنی قینقاع سخت برافروختہ ہوے اور چہ میگوییان کرنے لگے کہ محمدؐ کو فتح پانے کے لئے وہ لوگ ملگئے جو علم حرب سے محض ناواقف تھے اب ہر مسلمان پھولا پھولا پھرتا ہے اگر یہ لوگ ہم سے لڑتے تو خدا نظر آجاتا - یہ کہتے کہتے آتش حسد اونکے سینہ مین ایسی بھڑکی کہ وہ اپنے پہلے قول و قرار سب بھول گئے اور مسلمانون کی تحقیر و تذلیل کرنے لگے یہان تک کہ اونکی عورتون سے بھی تمسخر کرنا شروع کر دیا - ایک دفعہ ایک مسلمان عورت بنی قینقاع کے بازار مین جانکلی اور ایک سنار کی دوکان پر جا کے بیٹھہ گئی - وہ بیچاری بیخبر بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک یہودی نے آکر چپکے سے اوسکا دامن اوٹھا کے چاک کر ڈالا اور گرہ لگا دی جسوقت وہ اوٹھی ہے تو ننگی ہو گئی اور چارون طرف سے یہودیون نے قہقہے لگاے - وہ عورت رنجیدہ ہو کے فریاد و زاری کرنے لگی - قضا کار ایک مرد مسلمان بھی پھرتا چلتا وہان آگیا اوس نے لوگون کو لعنت ملامت کی - وہ یہودی جس نے یہ نالایم حرکت کی تھی برہم ہوا اور اوس مسلمان کو برا بھلا کہنے لگا - اور بولا تم سب مسلمان بدمعاش ہو - رفتہ رفتہ یہ فساد یہان تک بڑھا کہ یہودی اوس مسلمان کے مارنے کو جمع ہو گئے مسلمان نے اپنی تلوار نکال لے اوس دل لگی کرنے والے یہودی کو مار ڈالا پھر تو یہودیون نے اوس مسلمان کو بھی نچھوڑا - جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ نے اونکے عمایدکو جمع کرکے فرمایا کہ اے لوگو خدا سے ڈرو اور بدعہدی نہ کرو - قریش نے کینہ اور عداوت کرکے سنہ کی کھائی ہے کہین تمہارا بھی وہی حال نہو - تم خوب سمجھہ لو کہ مین خدا کا رسول ہون میرے ساتھہ بدعہدی کرنا گویا خدا کے ساتھہ بدعہدی کرنا ہے - یہ سنکر اونہون نے حضور کو بنایا اور چال چلی یعنی منافقانہ طور سے ظاہر مین کہنے لگے کہ اے رسول اللہ آپ ہرگز ایسا خیال دل مین نہ لاوین ہم لوگ آپ سے حسد نہین رکھتے نہ کبھی بدعہدی کرینگے مگر اوسی وقت حضرت جبریل نے آکر آپکو خبر دی کہ حضرت گریہ کشتن بروز اول بہت ٹھیک اصول ہے یہ عفو سے اور سر پر چڑھینگے اور جو کچھہ اسوقت

انہون نے کہدیا ہے وہ محض بناوٹ ہے چاہتے ہین کہ سنبھل کے آپکا مقابلہ کرین انکے طرف سے تو چھیڑ ہو چکی آپ انہین مہلت ندین۔ پس حضرت نے اون پر چڑہائی کردی وہ اپنے چھوٹے چھوٹے قلعون مین جا چھپے۔ مسلمان گیارہ دن تک محاصرہ کئے ہوئے پڑے رہے۔ آخر یہودی تنگ ہو کر باہر نکلے۔ منذر ابن قدامہ سلمی کو حکم ہوا کہ ان سبکو قید کر لو۔ ابن سلول نے حضور کی خدمت مین حاضر ہو کر بڑی منت وسماجت سے اونکی سفارش کی پس شان رحمتہ للعالمینی جوش مین آئی اور فرمایا کہ خیر انکو ہم چھوڑے دیتے ہین مگر یہ ملک عرب سے بالکل نکلجائین۔ دیس نکالے کی خبر سن کے وہ بہت ملول ہوئے۔ اور اپنے رئیس عبداللہ بن ابی کو ساتھ لیکے خدمت نبوی مین عرض معروض کرنیکو حاضر ہوئے مگر عویم ابن ساعد عبداللہ بن ابی کے چچا اوسوقت در دولت پر حاضر تھے اونہون نے عبداللہ کو اندر نہ گھسنے دیا اور یہودیون کے لئے عبادہ ابن الصامت کو حکم ملا کہ اونکو تین دن کے اندر اندر ملک سے نکال باہر کرو۔ چنانچہ عبادہ نے بخوبی حکم نبوی کی تعمیل کردی۔ یہودی سرحد شام مین پہونچ کے چندہی روز مین تباہ وہلاک ہو گئے۔ اور اونکا مال واسباب غنیمت مین مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ آنحضرت نے اوس مین سے تین کمانین دو زرہ اور تین تلوارین اور تین نیزے تو خود لے لئے اور خمس الگ کرکے باقی مال صحابہ اور مومنین پر تقسیم کردیا۔ اور یہ پہلی خمس تھی جو آپ نے اپنے ہاتھون سے نکالی۔ اور اس غزوہ سے مراجعت فرما کے بقرعید کی نماز پڑہی اور قربانی کی۔

ذکر امیہ بن الصلت شاعر

ایام جہالت مین یہ شخص دیندار اور موحد تھا بت پرستی چھوڑدی تھی اور کتب قدیمہ پڑہکے عیسائی ہوگیا تھا۔ اوس نے اہل کتاب سے ظہور نبی آخرالزمان کی خبر سنی تھی اس لئے اونکی آمد کا منتظر تھا۔ چونکہ خود علم وفضل رکھتا تھا پس اوسکے زعم مین خود رسالت ونبوت کی ہوس پیدا

ہوئی اور جب نور نبوت جلوہ گر ہوا تو رشک وحسد سے جلکر شقاوت وکفران وبدبختی مین گرفتار ہوگیا اور اسلام قبول نہین کیا۔

آنحضرت اوسکے مضامین علم وحکمت سن کے کبھی "امن لسانہ وکفر قلبہ" فرماتے اور کبھی "امن شعرہ وکفر قلبہ" ارشاد ہوتا۔ اور کبھی "واللہ الھادی والمضل واعوذ باللہ من الضلال" کہتے۔ آخر امیہ بن الصلت سنہ ۲ ہجری مین مرگیا۔

(۱۳۱) غزوہ سویق

سنہ ۲ھ کی ۵ ذی الحجہ کو یہ غزوہ واقع ہوا۔ باعث اسکا یہ تہا کہ ابوسفیان جب جنگ بدر سے خاک بسر ہو کے بدحواس بہاگا تو سیدہا مکہ مین آکر دم لیا اور یہ عہد کیا کہ اپنی بیوی سے ہم بستر نہونگا نہ تیل ملونگا جب تک کہ محمدؐ اور اونکے اصحاب سے بدر کا بدلا نہ لیلونگا۔ پس دوسو سوار تجربہ کار اور سامان حرب وضرب لیکر مکہ سے روانہ ہوا چلتے چلتے منازل یہود بنی النضیر مین پہونچا اور حی ابن اخطب کے گھر جاکر دروازہ کہلوایا مگر اوس نے نہ کہولا وہان سے سلام بن مشکم کے پاس گیا اوس نے خوب خاطر کی اور شراب پلوائی اور مسلمانون کی خبرون سے مطلع کیا۔ علی الصباح سلام کے گھر سے کوچ کر کے ناحیہ عریض مین مدینہ سے تین کوس کے فاصلہ پر پہونچا وہان ایک انصاری اور ایک اونکا مزدور اپنے کہیت کی رکہوالی کر رہے تھے دونون کو شہید کیا اور اونکے آس پاس کے کئی گہر اور چند درخت خرما کے جلادیئے اور اپنے زعم مین سمجھ لیا کہ میری قسم اوتر گئی پس وہان سے بہاگا جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ نے ابوالبابہ کو مدینہ مین خلیفہ کر کے دوسو مہاجر وانصار ہمراہ لئے اور ابوسفیان کا پیچہا کیا۔ جب ابوسفیان کو خبر ملی کہ مسلمان پیام موت کی طرح ہماری تلاش مین چلے آتے ہین تو اپنے ہمراہیون کو صلاح دی کہ بہائیو اگر اپنی جان پیاری ہے تو اپنا اپنا بوجہ ہلکا کرلو تاکہ جلدی نکل چلین اس لئے سویق یعنی ستو کے بورے جو زاد راہ

کے لیئے لاے تھے راہ مین پھینکتے اور سر پر پانوُن رکھے ہوے بھاگے جاتے تھے اور مسلمان وہ بورے اوٹھاتے جاتے تھے الغرض لشکر اسلام منزل قرقرۃ الکدر تک اونکے تعاقب مین گیا مگر اون سے مڈبھیڑ نہوئی لاچار ہوکر مدینہ چلے آے اور سواے ستو کی گونون کے اور کچھ ہاتھہ نہ آیا لہذا اس غزوہ کا نام سویق رکھا گیا۔ اس سفر مین پانچ دن لگے۔ اور باقی ذی الحجہ آپ مدینہ مین رہے۔

۳ھ ہجری کے واقعات

(۱۴) غزوہ انمار

اس غزوہ کا نام غزوہ ذی امر اور غزوہ غطفان بھی ہے۔ مخبران صادق نے آنحضرت صلعم کو اطلاع دی کہ قوم بنی ثعلبہ اور محارب کے یہودیون کی ایک بڑی جماعت موضع نجد کے ایک موضع ذی امر مین جمع ہوئی ہے اور قصد رکھتی ہے کہ حوالی مدینہ کو دھڑی دھڑی کرکے لوٹے اور مسلمانون کو ستاے۔ غورث ابن الحارث اونکا سردار اونکو بہت اوبھارتا ہے۔ حضرت نے عثمان بن عفان کو تو مدینہ مین خلیفہ کیا اور ساڑھے چار سو سوار جرار اپنے ہمرکاب لے کے اونکی گوشمالی کو تشریف لیچلے۔ جب موضع ذی القصہ مین پہونچے ہین تو ایک شخص جبار نامی ملا لوگ اوسے خدمت اقدس نبوی مین لے آے۔ حضور نے اوس سے مفسدون کی خبر پوچھی وہ بولا کہ یہ لوگ تمھین نہ ملینگے انکا قاعدہ ہے کہ لوٹ مار کرکے پہاڑون مین جا چھپتے ہین اور اب بھی تمھارے آنے کی خبر سنکے وہین چلے جاتینگے۔ آنحضرت صلعم نے اس نیکمرد کو تعلیم و نصیحت دی جسکے اثر سے جبار بصدق دل مسلمان ہوگیا آپ نے اوسے بلال رضی اللہ عنہ کا مصاحب کردیا۔ آگے جو بڑھے تو وہی حال ہوا یعنی وہ لوگ سامنے نہ آے اور پہاڑون پر جا چڑھے لڑائی کی نوبت ہی نہین آئی مگر دور دور سے مسلمان اونھین دیکھہ سکتے تھے اور وہ مسلمانون کو دیکھتے تھے اتفاقاً اوسی وقت بارش اس کثرت سے ہوئی کہ آنحضرت معہ صحابہ کے خوب ہی بھیگے۔ جب

بادل برس کے کھل گیا اور دہوپ نکل آئی تو لوگون نے کپڑے نچوڑ نچوڑ کے دہوپ مین سکھانے کو لٹکا دیئے اور جسکو جہان کوئی درخت نظر آیا اپنے کپڑے سکھانے کو اودہر ہی چلا گیا۔ اسطور سے منتشر جو ہو گئے تو کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی الگ گوشہ مین ایک گھنا سا درخت دیکھکے اپنے کپڑے پہیلا دیئے اور اوسکے سایہ مین استراحت فرمانے کو لیٹ گئے۔ مفسدین نے بالاے کوہ سے ہمارے حضور کو بنفس نفیس تنہا آرام فرماتے دیکھا تو دوڑے ہوے اپنے سردار غورث ابن الحارث کے پاس گئے اور خبر کی کہ اسوقت محمدؐ تن تنہا درخت کے تلے سوتے ہین اور کوئی اونکا محافظ نہین جا اور جلدی سے اونکا کام تمام کردی پس غورث جو بڑا شجاع اور دلیر تھا فوراً تلوار لے کے اودہر لپکا اور حضور پرنور کے سرہانے پہونچکر شمشیر آبدار نیام سے کھینچی۔ یہان نیند کا کیا کام تھا دل جاگی ہوے تھے آنحضرت صلعم نے آنکھ اوٹھا کی اوسے دیکھا غورث بولا "من یمنعک الیوم منی" یعنی اے محمدؐ میری ہاتھ سے آج تجہے کون بچا سکیگا۔ آپ نے مسکرا کے جواب دیا کہ "خدا" اسپر اوسنے تلوار ہلانیکو اوٹھائی کہ جبرئیل نے پر مار کے گرا دیا۔ آنحضرت نے جھپٹ کے تلوار اوس سے لیلی اور سینہ پر قدم رکھکے فرمایا "من یمنعک الیوم منی" اوسنے گڑگڑا کے عرض کی "اشہدان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ" مین سچے دل سے ایمان لایا آپکے قدم پاک نے میری سینہ کا سارا زنگ دور کردیا میرا قصور معاف ہو۔ پس آنحضرت نے علیحدہ ہو کے تلوار اوسکے ہاتھ مین دیدی۔ غورث نے کہا "واللہ لانت خیر منی" یعنی واللہ تم مجھہ سے اچھے ہو مین نے آپ سے دشمنی کی اور آپ نے میری جان بخشی فرمائی۔ آپکے رسول اللہ ہونے مین کوئی شک نہین۔ آپ نے اوسے رخصت کردیا۔ اوسکی قوم پہاڑ پر کھڑی ہوئی یہ ماجرا دیکھہ رہی تھی اوسکے پہونچتے ہی لعنت ملامت کرکے کہا کہ افسوس ہم تجہے بڑا بہادر سمجھے ہوے تھے مگر تو نے آج ہماری سب زعم خاک مین ملا دیئے محمدؐ کے رعب سے بدحواس ہو کے زمین پر گر پڑا اور اپنی تلوار چہنوا دی۔ غورث بولا یارو جو تم نے کہا سب سچ ہے مگر میری بیتی بھی تو سنلو کہ جسوقت مین آنحضرت کے بالین مبارک پر پہونچا ہون

آپ تنہا تھے اور آپ کے یار و یاور سب اپنے اپنے کپڑے سکھانے مین مشغول تھے کسی کو آپ کی خبر نہ تھی مین اپنے دل مین خوش ہوا کہ اچھا موقع ہاتھ آیا اور چاہا کہ تلوار سے فیصلہ کر دون جون ہی کہ تلوار باہر نکالی ہے ناگاہ ایک مرد سفید پوش بلند قامت غیب سے نمودار ہوا اور ہاتھ مار کے مجھے چت گرا دیا پھر مجھے ہوش نرہا اور تلوار میرے ہاتھ سے نکل گئی بیشک وہ مرد سفید پوش فرشتہ تھا جسے خدا نے اپنے نبی کی مدد کو بھیجا تھا۔ اے میری قوم محمدؐ سچے پیغمبر ہین اور اونکا انکار صریح کفر ہے تمکو چاہئے کہ کفر کی ضلالت سے بچکے ایمان لاؤ تاکہ قیامت کے عذاب سے چھوٹو۔ لوگ یہ سُنتے ہی خوف سے کانپ گئے اور صدق دل سے مسلمان ہوے۔ گیارہ دن کے سفر کے بعد حضور مدینہ منورہ تشریف لے آے۔

(۱۵) سریہ قردہ

جنگ بدر سے کفار قریش کے دل مین ایسا خوف سما گیا تھا کہ اونھون نے حجاز کے راستے چلنا چھوڑ دیئے تھے اس لئے چاہا کہ عراق کی راہ سے شام کو تجارت کے واسطے جائین اور جب خوب کما کے گھر آئین تو اطمینان سے مسلمانون کا ناک مین دم کرین۔ پس ایک قافلہ صفوان بن امیہ اور حویطب بن عبد العزیٰ بن ربیعہ کی نگرانی مین عراق کے راستہ سے شام کو چلا۔ یہ دونون شخص قریش مین بڑے نامی گرامی اور گردن کش اور آنحضرت اور مسلمانون کے دشمن جانی تھے جب یہ خبر جناب سید اولین و آخرین کو پہونچے تو آپ نے سو غازیان جرار شیر شکار پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر کر کے اونکی تادیب اور تخریب کو روانہ کیا۔ یہی پہلا سریہ ہے جسمین حضرت زید اول ہی اول امیر ہوے۔ جب لشکر اسلام مجمع قریش بد انجام کے متصل پہونچا ہے تو اونکے امرا و خواص غازیان فرخندہ فرجام کی ہیبت سے قافلہ چھوڑ کے نو کدم بھاگے اور اپنے قافلہ اور مال و اسباب کو بے والی و وارث کر گئے۔ مسلمانون نے جسکو پایا قید کر لیا اور تمام

مال ومنال پر اپنا قبضہ کر کے مدینہ مین لے آے۔ آنحضرت صلعم نے خمس لیکے باقی جو کچھہ رہا اوسے اہل سریہ پر تقسیم کردیا۔

(۱۶) قتل کعب بن اشرف یہودی مالدار

کعب جو اپنی قوم کا سردار تہا ہمیشہ آنحضرت کی ہجو مین شعر کہتا اور لوگون کو مسلمانون کی ایذا رسانی پر آمادہ کرتا تہا جسوقت معرکہ بدر کی خبر اوسے ملی اور سنا کہ بہت سے صنادید قریش مارے گئے۔ تو سر پیٹتا ہوا ماتم پرسی کے لئے مکہ مین آکر مقتولین بدر کے لئے بہت رویا اور حسد آمیز باتین کین۔ قریش کی ہمدردی مین ایسے مرثیئے لکھے جنمین بدر کے مقتولون پر بہت سے بین کے اشعار اور کفار قریش کی مدح اور اونکی شجاعت کا اظہار اور آنحضرت اور اہل اسلام کی سراسر مذمت تھی اور قریش کو اوبہارا تہا کہ تم مسلمانون کو قتل کرو۔ لوٹو۔ تنگ کرو اور اسلام کا بیج دنیا مین باقی نہ رکھو جب اوسکی نظم مشہور ہوئی تو فدایان اسلام نے آنحضرت کے حضور مین اوسے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ضرور فساد برپا کریگا اور بڑی بڑی خونریزیان اسکے باعث ہونگی۔ ہے کوئی تم مین ایسا جو اس دشمن بنی نوع انسان کو داخل جہنم کرے۔ محمد بن مسلمہ نے التماس کیا کہ حضور مجھے اجازت دین مین اوس ملعون کو فی النار کردونگا آپ نے ارشاد کیا کہ جلدی کا کام اچھا نہین ہوتا پہلے سعد ابن معاذ سے مشورہ کرلو۔ ابن مسلمہ سعد کے پاس گئے۔ اونہون نے یہ صلاح دی کہ پہلے اوسے کسی طرح اوسکے حصار سے باہر نکالو بعد ازان دیکھا جائیگا۔ پس محمد بن مسلمہ۔ ابو نائلہ۔ عبادہ ابن بشر۔ حارث ابن اوس ابن معاذ۔ ابوعیس ابن جبیر اور سلکان ابن سلامہ متفق ہو کر کعب کے گھر گئے جو مدینہ کے قریب ایک ٹیلہ پر حصار مین رہتا تہا باقی تو الگ ایک گوشہ مین کھڑے رہے ابو نائلہ نے جو کعب کے رضاعی بہائی بہی تہے دروازہ پر جا کے اوسے پکارا وہ باہر آیا باہم خوب باتین ہوئین چونکہ کعب کو آنحضرت سے عداوت قلبی تھی اس لئے ابو نائلہ نے اوسکا دل خوش کرنیکو

حضور کی شکایتین اور بری دل سے کرنا شروع کین کہ اے میرے بھائی کعب محمدؐ ایک مرد عجیب عرب مین پیدا ہوا ہے اوسکے سبب سے تمام عرب ہمارا دشمن ہوگیا ہے اور ہم سے لڑنے کو تیار رہے۔ یہ شخص ہر وقت راہ خدا مین ہم سے صدقے دلواتا ہے اور ہمین کہانیکے لایق بھی ہم نہین پہونچتا ہم تو بڑی مشقت مین ہین۔ کعب یہ سنکر بولا۔ بھائی ابھی کیا ہوا ہے تم تو پہلے ہی سے گہبرا گئے۔ شعر

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھتا ہوتا ہے کیا

اے ابو نائلہ تم مجھے یہ بتا دو کہ اہل مدینہ اس شخص کے ساتھہ کیا کرینگے۔ ابو نائلہ نے جوابدیا کہ ابھی تو سب اوسکی تابعداری کرتے ہین شاید آگے چلکے برگشتہ ہو جائین۔ بعد اسکے کعب نے دریافت کیا کہ اچھا اب اپنے یہان آنے کا مطلب بیان کرو۔ ابو نائلہ نے جوابدیا کہ بھائی ہم بھوکے ہین کچھہ کہانے کو دلواؤ تھوڑے دنون مین ہم تمہارا قرضہ ادا کر دینگے۔ وہ کمبخت آنحضرت کی شکایتین اور مسلمانون کی یہ مفلوکی سنکر بہت خوش ہوا اور بولا کہ اچھا اپنے جورو بچے میرے پاس رہن رکھو مین تمہین روپیہ قرض دونگا تمہارے اسلام لانے کی بھی سزا ہے کہ یا تو بھوکے مرو یا جورو بچون کو گرو کرو۔ ابو نائلہ کو غصہ تو آیا تھا مگر اوسے پیکر کہنے لگے کہ بھائی میرے حال زار پر رحم کرو میرے ہتیار رکھلو جورو بچے رہن کرنے سے شرم آتی ہے تمام دنیا نام رکھیگی۔ کعب نے کہا کہ خیر جاؤ اپنا اسباب ہی لے آؤ وہی رکھلونگا۔ ابو نائلہ نے وہان سے آکے اپنے ساتھیون سے سب حال کہا اور تھوڑی دیر بعد اونکے سرون پر جھونٹ موٹ کچھہ گٹھریان رکھوائے ہوے پھر اوسکے دروازہ پر جاکے پکارا۔ رات کا وقت تھا اور چودہوین تاریخ کے چاند کی روشنی آئینہ کی آب وتاب کو شرما رہی تھی۔ کعب کا بیاہ انہین دنون مین ہوا تھا اور جورو اوسکی نہایت حسین اور ساحرہ تھی دونون راتمین بیٹھے ہوے چاندنی کے مزے لے رہے تھے کہ ابو نائلہ کی آواز

اوس نے سُنی اور چلنے کے لئے اوٹھہ کھڑا ہوا - نئی دلہن نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مین زنہار
باہر نہ جانے دونگی مجھے اس آواز سے بوے خون آتی ہے مگر یہ گرفتار پنجہ موت کیسے مانتا
بیوی مین واین کرتی ہی رہی یہ باہر نکل آیا تھوڑی دیر تو ابو نائلہ سے باتین کرتا رہا اور پھر باتین ہی
کرتے کرتے شب ماہ مین گھر سے دور نکل آیا - کہین ہوا جو چلی تو کعب کے بالون کی خوشبو ابو نائلہ
اور اونکے ساتھیون کی ناک مین پہونچی - ابو نائلہ نے کہا کہ کعب اسوقت تو تیرے بال خوب
مہک رہے ہین - اوس نے جوابدیا ہان مین نے ابھی اپنا بیاہ کیا ہے اور میری بیوی بہت
خوبصورت اور خوشبو پر عاشق ہے اس لئے رات کو اپنے بالون کو معطر رکھتا ہون چنانچہ اب ہی
اوسی ماہرو کے پاس سے اوٹھکے آیا ہون - محمد بن مسلمہ کعب کے بال پکڑ کے سونگھنے لگے
اور الحرب خدعۃ پر عمل کر کے ڈھب پر لا کے ایسا خنجر مارا کہ اوسکا طائر روح قفس عنصری سے پرواز
کر گیا - مرتے دم کعب ایسا چیخا کہ چارون طرف کے حصارون مین خبر ہو گئی - اور سب نے اپنے
اپنے ہان آگ جلاوی - یہ لوگ اوسکی لاش کو لپیٹ لپاٹ کے مدینہ کی طرف بھاگے اور پیچھے
ہی انکے اہل حصار دہر دوڑے مگر خیر یہ گذری کہ جس راہ سے ہمارے شیر آے تھے وہ
راستہ تعاقب کنندون کو نہ سوجھا وہ دوسری طرف پڑ لئے اور یہ لوگ صحیح وسالم بقیع ارقد پر
آپہونچے وہان آکر انہون نے تکبیر کے نعرے بلند کئے اور سر اوس پلید کا خدمت نبوی مین حاضر کیا آنحضرت
نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کعب کی کشمکش مین حارث کے جو زخم آیا تھا حضور نے اپنا لعاب دہن
اوسپر لگا دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا -

دوسرے دن کعب کی قوم کے لوگ سید عالم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض
کی کہ آپ کے اصحاب نے ناحق ہمارے سردار کو مار ڈالا ہے حضور نے جوابدیا کہ وہ ہرگز بے قصور
نہ تھا بلکہ دین خدا کی تخریب چاہتا تھا - رسول اللہ کی تضحیک کرتا تھا - مسلمانون کی ایذا رسانی

مین مصروف رہتا تھا - مشرکون کو ابھار ابھار کے ہم سے لڑواتا تھا - اور ہم اگر اوس سے سمجھاتے تھے تو مانتا نہ تھا اوسکی یہ سزا ملگئی - آخرش وہ لوگ نادم ہوکر چلے گئے - کہتے ہین کہ زمانہ اسلام مین پہلے ہی پہل جو سر کٹ کے حضور اقدس مین آیا وہ کعب ہی کا سر تھا -

(۱۷) قتل ابورافع یہودی تاجر حجاز

ابورافع ایک بڑا متمول یہودی سوداگر سرزمین حجاز مین خیبر کے قریب ایک حصار مین رہتا تھا اور کنانہ ابن ابی الحقیق کا بھائی اور صفیہ کا شوہر تھا - وہ بھی کعب بن اشرف کیطرح شب و روز رسول خدا کی ایذارسانی مین مصروف رہتا اور مشرکین کو اپنے پاس سے روپیہ دے دیکے آنحضرت کے قتل پر مستعد کرتا اور ٹھنڈے دل اور محبت کی آنکھ سے مسلمانون کو نہین دیکھ سکتا تھا - ناک مین دم آجاتا ہے تو چیونٹی بھی کاٹنے کو دوڑتی ہے - جب اوسیون نے کعب بن اشرف یہودی دشمن اسلام کو قتل کر کے سعادت دارین حاصل کی تو خزرجیون کو حوصلہ ہوا کہ ہم بھی اپنا جس کرین کیا ہم اشجع اور جری نہین ہین - ہم کو چاہئے کہ ہم ابورافع کا وجود صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دین جو کفر و شرک اور عداوت رسول اللہ مین کعب سے بڑھکر ہے - پس رؤسائے خزرج نے باہم مشورہ کیا - اور عبداللہ ابن عتیک - عبداللہ بن انیس عبداللہ بن عتبہ اور ابو قتادہ اور ایک شخص اور خدمت مبارک مین حاضر ہوے اور اجازت لیکر خیبر کی طرف گئے - غروب آفتاب کے وقت ابورافع کے حصار کے قریب جا پہونچے اہل حصار کے مویشی جنگل سے چر کر حصار کے اندر جا رہے تھے - عبداللہ ابن عتیک نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم تو یہین ٹھہرو مین دربان کے پاس جا کے راہ و رسم پیدا کرلون شاید وہ ہمین اندر جانے دے - ان سے تو یہ کہا اور خود حصار کے دروازہ کی طرف چلے - جب قریب پہونچے تو چرواہون مین مل گئے اور دروازہ کے سامنے دامن اور کپڑے سمیٹ کے اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی پیشاب کرنیکو

بیٹھتا ہے - جب باہر کے سب آدمی اندر جا چکے تو دربان نے انہین بھی پکارا کہ اے شخص اگر تجھے بھی اندر جانا ہے تو جلدی اوٹھہ ورنہ دروازہ مقفل کیئے دیتا ہون - عبداللہ اوٹھے اور اندر جا کے ایک گوشے مین چھپ رہے اور دیکھا کیئے کہ دربان نے تالا ڈالا کے کنجیان ایک کھونٹی پر لٹکا دی ہین جب دربان سو گیا اور لوگون کی آمد و رفت کی آواز بند ہوگئی تو عبداللہ اپنی کمین گاہ سے نکلے اور دروازہ کو کھولدیا اس لئے کہ اگر اہل حصار مجھے دیکھہ بھی لینگے تو مین بھاگ کے کھلے دروازہ مین سے بلا تکلف باہر نکلجاؤنگا اور اپنے ساتھیون مین جا ملونگا ابورافع اوسوقت اپنے بالاخانہ پر بیٹھا ہوا قصہ خوان سے کہانی سُن رہا تھا - عبداللہ منتظر رہے یہان تک کہ قصہ خوانی ہو چکے اور ابورافع سو رہا - عبداللہ بالاخانہ کا دروازہ کھولکے اوپر چڑھتے چلے گئے وہان بالکل اندھیرا تھا اور ابورافع اپنے اہل و عیال کے ساتھہ سو رہا تھا اوس اندھیرے مین انہین اپنے شکار کا پہچاننا مشکل ہوا - عبداللہ بن عتیک کو کوئی اور تدبیر نہ سوجھی تو ابورافع کو پکارا اوس نے چونک کے جوابدیا "وو کون ہے" آواز سنتے ہی عبداللہ نے اوسی طرف تلوار لگائی اور مار کے باہر نکل آے کیونکہ اپنی گرفتاری کا خوف تھا - چونکہ ہاتھہ پورا نہین پڑا تھا اسلئے زخم کاری نہ لگا - یہ ایک ہی لمحہ کے بعد پھر اندر گھسے اور آواز بدلکے پھر اوسے پکارا کہ ابورافع کیا ہے اوس نے جوابدیا کہ ہاے کمبخت گھر مین کوئی غیر گھس آیا ہے جس نے مجھپر وار کیا - اسمین اوسکے گھر والون مین سے کسی نے چونک کر جوابدیا کہ یہ تو عبداللہ بن عتیک کی سی آواز ہے ابورافع بولا تیری مان تجھے روے عبداللہ یہان کدہر سے آگیا - یہ سنتے ہی عبداللہ نے دوسرا وار کیا اور پھر بھی شبہ رہا تو تلوار کو اوسکے پیٹ پر رکھکے خوب زور کیا یہان تک کہ وہ پشت سے پار ہو گئی اور ابورافع واصل جہنم ہوا - عبداللہ دروازے کھولتے ہوے زینہ سے نیچے چلے جلدی مین چند سیڑھیون سے لڑکتے ہوے تلے زمین پر آن رہے اور ٹانگ ٹوٹ گئی

پگڑی سے اوسے باندھکے ایک ہی ٹانگ سے کدُ کتے ہوے حصار سے باہر نکلے اور اپنے ساتھیون سے سب حال آ کے بیان کیا مگر صبح دن چڑھے تک وہین رہے جب خوب دن نکل آیا اور تحقیق ہوگیا کہ ابو رافع مارا گیا اور اب زندہ نہین ہے تو سبھون نے مدینہ کی راہ لی اور آنحضرت کو یہ خبر سنائی حضور نے اپنا دست حق پرست عبد اللہ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر پھیر دیا وہ اپنی اصلی حالت پر آگئی گویا اوسے کچھ مضرت ہی نہین پہونچی تھی۔

سنہ ۳ھ کے نصف رمضان مین سبط رسول نور دیدۂ بتول راحت جان مرتضیٰ امام حسن مجتبیٰ شہید مسموم علیہ التحیتہ والثنا متولد ہوے۔

حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ اور حضرت حفصہ بنت عمر خطاب اور زینب بنت خذیمہ کا نکاح آنحضرت کے ساتھ ہوا۔ اور ایک دوسری بیوی سے آنحضرت کے لڑکا ہوا۔

(۱۸) غزوۂ احُد

جب مشرکان قریش جنگ بدر سے مکہ مین آے تو اوس کاروان کا مال جسے ابو سفیان شام سے لایا تھا دار الندوہ ہی مین رہنے دیا کیونکہ اوسکے بہت سے مالک جنگ بدر مین مارے گئے تھے اب سرداران واشرافان قریش ابو سفیان کے پاس آے اور کہا کہ ہم اس تجارت کا سارا منافع لشکر آرائی مین خرچ کر کے محمد سے لڑنا چاہتے ہین ابو سفیان راضی ہوگیا اور کہنے لگا کہ صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست مین سب سے دو قدم آگے ہون بلکہ بنی عبد مناف بھی میرے ہمراہ ہین۔

پس مال تجارت نکال کے بیچا گیا۔ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار مثقال سونا تو اوس تجارت کا راس المال تھا۔ اور اوتنا ہی اوس سے فائدہ ہوا۔ اصل سرمایہ تو مالکون کو دیدیا

اور نفع سامان جنگ مین صرف کیا گیا۔ اور ہر طرف ایلچی بھیجکے لوگون کو اپنی حمایت کے لیے
بلایا۔ چنانچہ انہین لوگون کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ۝
ترجمہ کفار اپنے مال اس لئے خرچ کرتے ہین کہ مومنون کو اللہ کی راہ سے روکین سو ابھی
اور خرچ کرینگے تو یہ مال اونکی حسرت کا سامان ہے اور آخر مغلوب ہونگے۔

جب سامان جنگ درست ہوچکا تو اس باب مین بڑی بحث ہوئی کہ عورتون کو ساتھ
لیجانا مناسب ہے یا نہین آخر یہی ٹھری کہ لیچلو تاکہ وہ لڑائی کے وقت اپنے مقتول باپ
بھائی بیٹون کے نوحے گا گا کے لوگون کو جنگ کے لئے آمادہ کرین اور جدال و قتال خوب
کٹ کٹ کے ہو۔ اور منہ موڑنیوالون کو شرم دلائین۔ اب باجے سے لڑائی مین اوتنا کام نہین نکلتا
جتنا کہ اوس زمانہ مین عورتین دیتی تہین۔

حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس زمانہ مین مکہ ہی مین تھے اونہون نے
اس چڑہائی کی اطلاع دینے کے لئے آنحضرت کو خط لکھا اور قبیلۂ بنی غفار کے ایک آدمی کو اجرہ
دیکر خط اوسے دیا کہ وہ حضور مین جا کے پیش کردے قاصد نے مدینہ مین آنحضرت کو نہ پایا
معلوم ہوا کہ آپ قبا تشریف لے گئے ہین جب وہ مسجد قبا مین گیا تو حضرت مدینہ آنے کے لئے
سوار ہورہے تھے قاصد نے خط آپکو دیا آپ نے ابی بن کعب سے پڑہوا کے سنا اور کہدیا
کہ اسکے مضمون سے کسی کو مطلع نہ کرنا۔ پھر حضور سعد ابن ربیع کے گھر تشریف لے گئے اور خلوت
مین سارا حال اون سے کہا سعد نے عرض کیا کہ خداوند کریم آپ کے حق مین بہتری ہی کریگا۔
آپ نے سعد کو بھی اس خبر کے اخفا کی ہدایت کی۔ جب رسول خدا سعد کے گھر سے چلے گئے
تو زوجۂ سعد پاس آکے میان سے پوچھنے لگی کہ آنحضرت تم سے خلوت مین چپکے چپکے

کیا باتین کر رہے تھے۔ سعد نے جواب دیا خاموش جا اپنا کام کر عورت ذات کو ایسی باتون سے کیا مطلب۔ عورت بولی واہ جو کچھہ آنحضرت نے تم سے کہا وہ مین چھپی سن رہی تھی مین نے ایک ایک بات سُنلی ہے۔ سعد اپنی بریت کے لئے اپنی اہلخانہ کا ہاتھہ پکڑے ہوے حضور نبوی مین چلے آے اور ہاتھہ جوڑ کے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا قصور نہین ہے اس عورت نے چھپکے آپکی گفتگو سنُلی ہے جو حکم ہو اسکو سزا دون۔ آپ مجھپر افشاے راز کا گمان نہ کرین۔ آنحضرت نے کچھہ تفرمایا صرف یہی ارشاد ہوا کہ خیر جانیدو یہ عورت ہے اسے چھوڑ دو۔

پھر تو یہودیون اور منافقون مین چرچے ہونے لگے کہ مکہ سے جو قاصد آنحضرت کے پاس آیا ہے وہ ضرور کوئی تشویش انگیز خبر لایا ہے اور رفتہ رفتہ یہ خبر عام ہو گئی کہ کفار قریش مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لیۓ مکہ سے نکل کھڑے ہوے ہین اور ابو عامر راہب اپنی قوم کے پچاس آدمی لیکر اونکے ہمراہ ہے۔ علاوہ ازین سب قومون اور قبیلون کے مشرکون نے ملکر بڑا جتھا باندھا ہے اور بڑی دہوم دہام سے آتے ہین اس مرتبہ ایک ایک مسلمان کو کچا چبا جائینگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے۔

جب لشکر قریش سب اطراف سے آکر جمع ہو گیا تو شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین ہزار آدمی کی جمعیت ہو گئی ہے جنمین سات سو زرہ پوش۔ دو سو گھوڑے۔ تین ہزار اونٹ۔ اور پندرہ ہودج تھے۔ قریش کے سب شرفاء اور کُل سردار مثل ابوسفیان۔ اسود بن مطلب۔ جبیر بن مطعم۔ صفوان بن امیہ۔ عکرمہ بن ابوجہل۔ حارث بن ہشام۔ عبداللہ بن ربیعہ۔ خویطب ابن عبد العزیٰ۔ خالد ابن ولید اور ابو عزہ جمحی شاعر معہ اپنے سب خویش واقربا کے اس لشکر مین شامل تھے۔ لشکر کا سردار و پیشوا ابوسفیان کو مقرر کیا تھا۔

ابو عزہ شاعر جنگ بدر مین گرفتار ہو گیا تھا آنحضرت نے اوسکی مفلسی اور منت و سماجت کے

یاعث رحم فرما کے بغیر فدیہ لئے ہوے اوسے چھوڑدیا تھا مگر ابوعزہ نے یہ اقرار کرلیا تھا کہ آیندہ کبھی مشرکون کا طرفدار بنکے مسلمانون سے لڑنے نہ آویگا۔ وہ کفار قریش کے ساتھہ جب چلنے کو تیار نہوا تو صفوان بن امیہ نے جاکے اوس سے کہا کہ تو اپنے اقرار کے مطابق ہاتھہ پیر سے نہ لڑ تو زبان ہی سے ہماری مدد کرنا اور رجز پڑہ پڑہکے ہمارے بہادرون کو آمادہ کارزار کرنا۔ ابوعزہ نے جوابدیا اے صفوان کل ہی تو محمدؐ نے احسان کرکے مجھے جیتا چھوڑدیا تھا کیا غضب ہے کہ آج مین اوسکی جان کا دشمن بنکے تیرے ساتھہ چلون۔ صفوان نے جوابدیا کہ اے نادان اوٹھہ اور میرے ساتھہ چل کہان کا احسان اور کیسی احسانمندی لڑائی مین ایسا ہی ہوتا ہے۔ یاد رکھہ کہ اگر مین اس لڑائی سے جیتا پھرا تو تجھکو اتنا دونگا کہ تو اپنی مفلوکی کو عمر بھر کے لئے بھول جائیگا اور اگر تو جنگ مین مارا گیا تو تیرے بال بچون کا مین کفیل ہون اونہین مثل اپنے بچون کے پالونگا المختصر صفوان نے ابوعزہ کو ایسی پٹیان پڑہائین کہ وہ دم مین آگیا اور آنحضرت کا احسان بھولکے دوبارہ آپ کا مقابلہ کرنے آیا۔

الغرض کفار مکہ سے مدینہ کو چلے اور چار شوال روز چہارشنبہ کو ذوالحلیفہ مین پہونچکر تین دن قیام کیا۔ آنحضرت صلعم نے فضالہ کی بیٹون انس و مونس کو جاسوسی کرنیکے لئے بھیجا۔ وہ یہ خبر لائے کہ دشمن نے اپنے گھوڑے اور اونٹ عریض کے کھیتون اور کشت زار مین چھوڑدیئے ہین امید ہے کہ سبزہ کے نام سے وہان گھاس کا ایک تنکا بھی نرہیگا۔ دوسری بار آپ نے حباب بن منذر کو روانہ کیا وہ لشکر کی تمام کیفیت و تعداد دریافت کرلاے اور حضرت عباس کی تحریر سے اونکے بیان کی مطابقت ہوگئی۔

جمعہ کی شب کو جسکے بعد صبح سنیچر کے دن لڑائی ہونیوالی تھی سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ اور اسید بن حضیر معہ چند اور دلیرون کے خانہ نبوت کاشانہ کی حفاظت کرتے رہے اور رات بھر جاگا کئے نیز تمام مدینہ کے گلی کوچون کی نگہبانی ہوتی رہی۔

اوسی رات کو آنحضرت صلعم نے یہ خواب دیکھا کہ مین نے ایک مضبوط زرہ پہنی ہے اور ذوالفقار مین دندانے پڑ گئے ہین۔ اور پہلے ایک گائے اور پھر ایک بکری ذبح کی گئی ہے۔ دوسرے دن اس خواب کو اصحاب کے روبرو بیان کیا۔ اور یہ تعبیر دی کہ یار وہ محکم زرہ مدینہ ہے۔ اور ذوالفقار مین دندانے جو مین نے دیکھے ہین اوس سے مراد یہ ہے کہ کوئی مصیبت ضرور اس جنگ مین مجھپر پڑے گی۔ اور گائے کا ذبح ہونا یہ بتاتا ہے کہ میرے یار و اصحاب مین سے کوئی شہید ہوگا۔ اور بکری کا مارا جانا عبارت ہے کہ قریش قتل ہونگے انشاء اللہ تعالے۔

حضور کی رائے تھی کہ ہم لوگ مدینہ سے باہر نکلکے نہ لڑین اندر ہی رہکر جنگ کرین پس اس باب مین آپ نے اصحاب سے مشورہ طلب کیا۔ بہت سے مہاجر و انصار اور عبداللہ ابن ابی سلول کی رائے بھی آنحضرت کی رائے کے مطابق ہوئی۔ اور ابی بن کعب بولے کہ یا رسول اللہ ہمارا تجربہ بھی ہے کہ جب کوئی مدینہ پر چڑھکے آیا ہے اگر ہم مدینہ سے باہر نہین نکلے ہین تو فتح ہمین ہی حاصل ہوئی ہے اگر باہر گئے ہین تو ہمنے شکست کھائی ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ بس اب ہی شہر سے باہر نہ جاؤ اور بچون اور عورتون کو حصار مین بھیجدو اور یہین سے لڑو خدا نے چاہا تو تمہین فتح ہوگی۔

مگر جو انصار معرکہ بدر مین شامل نہو سکے تھے اور شوق شہادت اونکے دلون مین موجزن تھا بولے کہ ہم سے یہ کبھی نہ ہو سکیگا کہ عورتون کی طرح منہ چھپا کے گھرون مین بیٹھہ رہین اور پردہ سے لڑین کفار ہمین نامرد سمجھینگے اور ڈرپوک جانکے ڈھیٹھہ ہو جائینگے اور ہمیشہ اسی طرح ستایا کرینگے اور جب یہ خبر مشہور ہو جائیگی کہ ہم لوگ گھر سے نکل کے جنگ نہین کر سکتے تو گرد و نواح کے لوگون کو مدینہ کے لوٹ لینے کی جرات ہوگی علاوہ برین ہماری کھیتیان اور باغ تو باہر ہین جب وہی برباد ہو گئے تو کھائینگے کیا اور کفار قریش ایکی دلیری پر ہمیشہ آکے ہماری تیار

فصلین تاراج کرجایا کرینگے - یارسول اللہ ہماری شجاعت اور ہمت کسی طرح اس بدنامی کو گوارا نہین کرسکتی ہین تو باہر جاکے مقابلہ کرنیکی اجازت ہو ورنہ ہم شیرون کی طرح کھڑے مین گھٹ گھٹ کے مرجائینگے - حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب - سعد بن عبادہ - نعمان بن مالک اور قبائل اوس وخزرج نے بھی ایسی ہی تمنا ظاہر کی اور اتنا اصرار کیا کہ حضور اقدس کو شہر سے باہر جانا پڑا - جمعہ کے دن آپ نے خطبہ پڑھا اور لوگون کو نصیحت کی - جو لوگ کہ شہر سے باہر جانا چاہتے تھے وہ بہت خوش ہوئے - اور مدینہ سے اُحد کی طرف جانے کی راے قرار پاگئی -

حضور نماز عصر پڑھکے حجرہ شریف مین تشریف لے گئے وہان حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھون سے دستار سر مبارک پر باندہی اور لڑائی کے کپڑے زیب تن کئے لوگ باہر منتظر کھڑے تھے کہ دیکھین مہر سپہر نبوت ورسالت کب طلوع ہوتا ہے اسی انتظار مین کھڑے تھے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حفیر نے لوگون سے کہا کہ یارو تم نے ضد پکڑی ہے کہ باہر جاکے لڑینگے اور رسول صلعم کی یہ راے نہین ہے - تمکو چاہئے کہ جیسا وہ فرمائین ویسا ہی کرو اوسمین چون وچرا زیبا نہین - کہدو کہ حضرت جو حکم آسمان سے نازل ہو اوسی پر عمل کیا جاوے -

اتنے مین جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلواۃ گھر سے برآمد ہوے تمام اسلحہ زیب بر تھے - زرہ پہنے ہوے - ادیم کا پٹکا کمر سے باندہے دستار سر پر رکھے شمشیر حمائل کئے ہوے - شانہ پر سپر اور نیزہ ہاتھہ مین - غل ہوا کہ خدا کا دوست اوسکی راہ مین جان بازی کو مستعد ہوکے چلا ہے - خدا کا حبیب خدا کا غازی اپنے پروردگار کا حکم بجالانے اور دشمنان خدا سے انتقام لینے کو بجان ودل آمادہ ہے - یار واصحاب آپکو اس صورت سے دیکھکر

دل مین بہت شرمندہ ہوے اور آپسمین سرگوشیان کرنے لگے کہ افسوس ناحق ہمنے باہر چلنے کی ضد کرکے آپکو اتنی تکلیف دی - پھر سب نے بالاتفاق عرض کی کہ یارسول کریم حضور کے مزاج اقدس مین جو آے وہی کیجئے ہم اوسی مین راضی ہین - آنحضرت نے جوابدیا کہ ہمنے تمکو پہلے ہی سمجھایا تھا تم نہ مانے - اب مناسب نہین ہے کہ ہتیار پہننے کے بعد ہم پھر اوتارین جب تک کہ خداہی انکے اوتارنے کا حکم نہ نازل فرماے - پس اب وہی کرو جو تمہارا مقصد ہے پیغمبر کی شان سے بعید ہے کہ ہتیار راہ خدا مین باندھکے پھر کھولڈالے -

پھر آپ نے تین نیزے منگا کے تین جھنڈے بناے - اوُس کا جھنڈا اسید بن حفیر کو دیا - خزرج کا حباب ابن المنذر کو - اور مہاجرین کا علمبردار جو حضور کا خاص جھنڈا تھا جناب علی مرتضیٰ کو بنایا - بعض کا قول ہے کہ وہ جھنڈا مصعب ابن عمیر کو عطا ہوا تھا - اور عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کرکے اُحد کو روانہ ہوے -

لشکر اسلام مین سو غازی زرہ پوش تھے - اور دونون سعد زرہ لگاے ہوے آنحضرت کے آگے آگے چلے جاتے تھے - ناگاہ جعل ابن سراقہ آنحضرت کے سامنے آکے کہنے لگا کہ مجھے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کل کے دن تم مارے جاوٗگے مگر جناب رسالتمآب نے کچھ بھی خیال نہ کیا -

واضح ہو کہ بہ نسبت بدر کے مسلمانون کی تعداد بھی اس جنگ مین زیادہ تھی اور سامان کی طرف سے بھی بہتر حالت سمجھنا چاہیئے -

اوس منزل مین لشکر اسلام کی تعداد معلوم کی گئی - اصحاب کے لڑکون کی ایک جماعت مثل عبداللہ ابن عمر ابن خطاب - زید ابن ثابت - اسامہ ابن زید ابن ارقم - براء بن عازب - ولید ابن ظہیر - عرابہ بن اوس - ابو سعید خدری - سمرہ ابن جندب اور رافع ابن خدیج وغیرہ کے بہ سبب

کم سنی کے لشکر سے واپس کئے گئے - اور حکم ہوا کہ تم مدینہ کو چلے جاؤ - ظہیر نے کہا کہ یارسول اللہ رافع بڑا تیر انداز ہے اور سفر کرنے کا بہت شایق ہے اسے لشکر سے نہ خارج کیجئے ساتھ لیجلیئے - اوسے ہمراہ رہنے کی اجازت ہوگئی - اب تو سمرہ بن جندب نے بھی مری ابن سنان سے کہا کہ جب رافع کو اجازت ملگئی تو مین غزوہ کی سعادت وبرکت سے کیون محروم رہون مین کشتی مین رافع کو پچھاڑ دیتا ہون مری ابن سنان نے یون ہی جا کے آنحضرت کی خدمت مین عرض کیا حضور نے رافع اور سمرہ کو بلوا کے کشتی کا حکم دیا سمرہ نے پچھاڑا اس لئے اوسکو بھی لشکر مین داخل ہونے کی اجازت عطا ہوئی -

غروب آفتاب کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جماعت سے نماز ہوئی رات بھر لشکر نے وہین قیام کیا - آنحضرت تو بنی النجار مین فروکش ہوے اور باقی سب باہم ایک دوسرے کے پاس اوتر پڑے - محمد مسلمہ ۵ غازیون کے ساتھ رات بھر لشکر کی محافظت اور گرد آوری کرتے رہے -

مخالفین کا لشکر بھی قریب ہی تھا وہ بھی رات بھر مسلمانون کی حرکات وسکنات دیکھتے رہے اور اپنے لشکر کی چوکی پہرے مین خوب مستعد تھے اور انتظام کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا - عکرمہ بن ابو جہل رات بھر گشت کرتا رہا -

جب صبح ہوئی تو آنحضرت نے رہبری کے لئے ایک آدمی طلب کیا تاکہ سیدہی راہ سے لیچلے - ابو حشمہ حارثی نے بخوشی یہ خدمت قبول کی - سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوی اور ابو حشمہ رستہ بتانے کو آگے آگے ہو لئے - یہانتک کہ ہمارے حضور کوہ احد پر پہونچ گئے یہ ایک سرخ پہاڑی مدینہ سے تہوڑے فاصلہ پر واقع ہے -

اثنائے راہ مین لشکر کا گذر اوس جگہہ ہوا جہان قبیلہ بنی حارث رہتا تہا اور غازیان اسلام

ایک ضرورت کے باعث ایک اندہے کی دیوار کے تلے سے گذرے - اندہے نے جو سناکہ اسوقت مسلمان میری دیوار کے نیچے ہین توکوٹھے پر چڑہکے خاک کی مٹھیان اون پر ڈالنی شروع کین یہان تک کہ سب غازی خاک سے آلودہ ہوگئے مگر اللہ رے خاکساری راہ خدامین خاک پڑنے سے کوئی چین بجبین بھی تونہوا سب گذرے چلے گئے - البتہ سعد ابن زید اشہل نے خفا ہوکر اوس اندہے منافق کے ایک کمان ماری تاکہ وہ خاک نہ پھینکے - سو سعد کی اس حرکت سے آنحضرت ناراض ہوگئے اور فرمایا کہ تونے اس اندہے کو کیون مارا -

نماز صبح کے وقت مسلمان احد مین پہونچے - وہان حضرت بلال نے اذان دی اور ساری لشکر نے جماعت سے نماز ادا کی - ابن ابی سلول منافق معہ اپنے تین سو آدمیون کے اسی منزل سے یا ایک منزل پہلے سے ازراہ نفاق وضعف ایمان لشکر اسلام چہوڑکر چلدیا - اور وجہ یہ بیان کی کہ آنحضرت نے مدینہ مین رہکر جنگ نہ کی اور دوسرونکی رای کو میری رای پر ترجیح دی - عبداللہ ابن عمر اون لوگون کے پیچھے گئے اور ہر چند سمجہایا مگر وہ نمانے اور مدینہ کو واپس چلے آے - جب مدینہ کی گلی کوچون مین پہونچے ہین تو لوگون نے چارون طرف سے اون پر لعنت وملامت کی بوچہار شروع کردی - اور سب اہل مدینہ متعجب ہوہوکے کہتے تھے کہ تم لوگ کیون شیطان کے بہکانے مین آگئے کہ خدا ورسول سے برگشتہ اور سعادت غزوہ اور ثواب شہادت سے محروم رہے اے بدبختو اب تمہارا کہین ٹھکانا نہین تمنے اپنے ہاتھ سے اپنے پانوءن مین کلہاڑی ماری مگر اونکی واپسی نے مسلمانون کو پست ہمت نہین کیا کیونکہ اونہین توجان نثارون کی ضرورت تھی ایسے ہمت ہارے ہوؤنکا کیا کرتے وہ سر بکف لوگون کو بھی بودا بنادیتے اسلئے ابن ابی سلول کا حلیف بھی واپس کردیا گیا -

جب عبداللہ بن عمر لشکر مین پہونچ گئے تو غازیون نے اپنی صفین آراستہ کین - اور اسطرح لشکر

جمایا گیا کہ کوہ اُحد پیٹھ کے پیچھے اور مدینہ روبرو تھا۔ جنین کو اپنے وائین پر لیلیا۔ جنین مین ایک پتلی راہ اور اوس مین ایک غار دہو کہے کا مقام تھا جسکی نسبت شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید دشمن کا کمین گاہ ہو اور فرصت پاکر وہ مسلمانون پر آگرین اس لئے احتیاطاً عبداللہ بن جبیر کو پچاس آدمی ملے اور حکم ہوا کہ تم اس غار سے ہوشیار رہو اور تاکید کی کہ اگر دشمن اُدہر سے حملہ کرنا چاہین تو اونہین تیغ و تبر سے روکنا۔ ادہر نہ آنے دینا اور اوس درے کے منہ پر سے ٹلنا نہین۔ چاہے ہم غالب ہون یا مغلوب۔ لڑائی کے وقت ہماری کمک کو بھی نہ آنا۔ اگر ہمارے گلے کٹتے لکین تو بھی وہین جمے رہنا۔ اور ہماری فتح ہو تو لوٹ مین بھی شامل نہ ہونا۔

اسکے بعد عبداللہ بن محصن اسدی کو لشکر اسلام کے وائین۔ اور ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی کو بائین۔ اور ابو عبیدہ ابن الجراح اور سعد بن ابی وقاص کو لشکر کے آگے اور مقداد بن عمرو کو پیچھے قایم کیا۔

ادہر مشرکون نے اپنے لشکر کی صف آرائی یون کی کہ خالد ابن ولید کو وائین پر عکرمہ بن ابو جہل کو بائین پر۔ صفوان بن امیہ اور عمرو بن العاص کو سوارون کا امیر۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ کو تیراندازون کا افسر مقرر کیا اور لشکر کا علم طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا گیا۔

آنحضرت صلعم نے اصحاب سے دریافت کیا کہ مخالفین کے لشکر کا علمبردار کون ہے۔ عرض کیا کہ بنی عبدالدار۔ پھر فرمایا کہ مصعب بن عمیر کہان ہین۔ وہ خود بول اوٹھے کہ حضور مین حاضر ہون۔ اونہین حکم ہوا کہ اچھا لشکر اسلام کا علم تم لو۔ مصعب نے حکم پاتے ہی جھٹ پٹ علم اوٹھا لیا اور حضور کے آگے آگے ہو لئے۔

لشکر کفار مین سے جس نے سب سے پہلے اہل اسلام پر تیر چلائے ابو عامر فاسق تھا وہ اپنی قوم کے پچاس آدمی لیکر مسلمانون پر تیر برسانے لگا اور اونکے ساتھ قریش کے چند

غلامون نے بھی غازیون پر پتھرون کی بوچھار کردی۔

ادہر مسلمان تیرون اور پتھرون کا دفعیہ کرنے لگے اور کفار کے روکنے کی تدبیرون مین مشغول ہوے۔ حالانکہ ٹیڑی دل تہا مگر پھر بھی قدم اونکے اوکھڑے جاتے تھے چنانچہ خدا نے اپنے سچے اور نیک بندون کی تائید ایسی کی کہ پہلے ہی مرحلہ مین ابو عامر فاسق معہ اپنے ساتہیون کے توکدم بہاگا۔ عرب کی عورتین دف بجا بجا کے رجز گاتی اور اون نامردون کو مردبناتی ہی رہین مگر اونہون نے پیچھے مڑکے بھی نہ دیکھا سیدہی گھر کی راہ لی۔

جب ابو عامر فاسق اور اوسکے ہمراہی بہاگے تو مسلمانون کی بن پڑی اور زور وشور سے غلبہ کیا اور مخالفون کے سوارون پر اتنے تیر مارے کہ وہ بہی بہاگے۔

پھر تو طلحہ ابن ابی طلحہ لشکر مخالف کا علمدار صف سے الگ ہوکے میدان مین آیا اور پکارا کہ ہے کوئی مسلمانون مین اس لائق جو میرا مقابلہ کرے اور جسکو بہادری کا دعویٰ ہو میرے سامنے آے۔ جناب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب میدان مین آے اور دونون لشکرون کے درمیان مقابلہ ہوا۔ جناب شیر خدا علی مرتضیٰ نے جپٹ کے اوسکے سر پر ایسی دوہتی تلوار دی کہ سر مین شگاف پڑگیا اوسکی بیوی دور سے کھڑی ہوئی یہ مقابلہ دیکھہ رہی تھی تلملا کے دوڑی اور ہاتھہ جوڑ کے حضرت علیؑ سے عرض کی کہ اللہ اسکا قصور معاف فرمائیے اور میرے اوپر رحم کہا کے اسے چھوڑ دیجئے آپ نے اوسکی جان بخشی کی اور اپنے لشکر مین چلے آے لوگون نے پوچہا یا علی آپ نے اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کیا اور پھر چھوڑ دیا یہ کیا بات ہے۔ آپ نے جوابدیا کہ مجھے ایک عورت کی بیکسی پر رحم آگیا۔ اللہ اللہ کیا رقیق القلب لوگ تھے۔

پھر عثمان بن ابی طلحہ نے لشکر کفار کا علم سنبھالا۔ حضرت امیر حمزہ نے اوسکے دونون شانون کے درمیان ایسی تلوار ماری کہ ہاتھہ اور شانہ کٹ کے گر پڑا۔

اوسکے بعد ابو سعید بن ابی طلحہ نے علم لیا - سعد بن ابی وقاص نے اوسکے حلق پر تیر مارا کہ زبان اوسکی کتے کی طرح منہ سے باہر نکل پڑی -

اب ابن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم تھاما - عاصم ابن ثابت بن ابی الاقلح نے اوسے تیر لگایا وہ مرنے کے قریب ہو گیا تھا کہ لوگ اوسے اوٹھا کے اوسکی ماں سلافہ بنت سعد کے پاس لیگئے ماں نے پوچھا بیٹا یہ تیر تجھے کسنے مارا ہے - اوس نے جواب دیا کہ مین اوسکا نام تو نہین جانتا مگر تیر لگاتے وقت اوس نے البتہ یہ کہا تھا کہ "خذہا انا ابن ابی الاقلح" سلافہ اتنا سنکر پہچان گئی اور بولی کہ جب تک عاصم کی کھوپڑی کا پیالہ بناکر اوسمین شراب نہ پی لونگی میرے کلیجہ مین ٹھنڈک نہ پڑیگی - اور منادی کرادی کہ جو کوئی عاصم کو گرفتار کر کے میرے پاس لائیگا مین اوسے سو اونٹ انعام دونگی - مگر مسافع ابن طلحہ اوسکے بیٹے کے چونکہ زخم کاری لگا تھا اسلیئے وہ جانبر نہو سکا -

پھر حارث ابن طلحہ بن ابی طلحہ علمبردار ہوا - اوسے بھی بہادر اور جوانمرد عاصم نے اپنے تیر کے زخم سے واصل جہنم کیا -

بعد ازان کلاب ابن طلحہ بن ابی طلحہ کی کمبختی آئی اور وہ منحوس جھنڈا اوسکے سر پڑا - وہ بھی جناب علی مرتضی کے ہاتھ سے مقتول ہو کے فی النار والسقر ہوا -

من بعد جلاس ابن طلحہ بن ابی طلحہ علمدار ہو کے ابن عبید اللہ کی ضرب سے دنیا چھوڑ گیا - اور بالآخر ارطاۃ ابن سرحبیل نے علم اوٹھایا مگر حضرت علی نے اوسکو بھی ٹھکانے لگادیا -

غرضکہ یون ہی ہر مشرک علمبردار ہوتا گیا اور یکے بعد دیگرے مسلمانون کے ہاتھون سے قتل ہوا تا آنکہ بنی عبد الدار مین کوئی نہ رہا جو علم کی سرپرستی کرتا - پس رایت کفار نگونسار ہو گیا - اور اونکے لشکر مین تلاطم پڑ گیا - کچھ ڈر کے مارے اور کچھ منحوس جانکر اون بزدلون نے اوسے ہاتھ

نہ لگایا۔ جب تو عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے جلکر علم اوٹھالیا اور پکاری کہ اے پست ہمتو اب بھی تمھین شرم آئی لو مین تمھاری علمبرداری بنگئی اب تو دل کھولکے لڑو۔

یہان سے صاف ظاہر ہے کہ مشرکان عرب خواہ مرد ہون یا عورت بڑے ہی شدید الکفر تھی اونکے اوپر جہاد کرنیکا حکم جو نازل ہوا یہ عین حکمت آلہی تھی اگر ایسا نہوتا تو وہ دین حق کے مٹا دینے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرتے۔

اُحد کے دن آنحضرت کے ہاتھہ مین ایک تلوار تھی جسکے ایک طرف یہ شعر عربی مین لکھا تہا۔

فی الجبن عار وفی الاقبال مکرمتہ	والمرء بالجبن لا ینجو امن القدر

ترجمہ فارسی

نامردی است عار وشجاعت بزرگی است	مروے کہ مرد نیست نباشد وقار او

یعنی دین کے باب مین نامردی کرنا دنیا اور آخرت مین بے حیائی کی بات ہے۔ اور خدا کی راہ مین دین کی خاطر سے بہادری کرنا موجب عزت وجلال ہے۔

عین معرکہ کارزار مین وہ تلوار ہمارے حضور نے ابودجانہ انصاری کو دی۔ یہ ایک قوی تن قوی من پہلوان تھے جب سر سے عصابہ سرخ باندہ لیتے تو لوگ اون سے ڈرنے لگتے تھے اور دشمن کے دل پر اونکی ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔ اور کوئی اونکے مقابلہ پر نہین ٹھیر سکتا تہا۔ پس وہ عصابہ سرخ سر سے باندہ کے اور تلوار مذکورہ ہاتہہ مین لیکر میدان جنگ مین گئے جدہر حملہ کرتے تھے اعدا کی صفین درہم برہم ہو جاتی تہین۔ ابودجانہ لڑتے لڑتے اوس جگہہ پہونچگئے جہان ہندہ مجمع عورات مین دف بجا بجا کے رجز گا رہی تھی۔ چاہا کہ ہندہ کو اُسی تلوار سے دو کردون مگر پھر خیال کیا کہ رسول خدا کی بخشی ہوئی تلوار سے عورت کو قتل کرنا زیبا نہین۔

اب تو مسلمانون نے حملہ کرکے کافرون کی فوج کو تلوار کے منہ پر رکھہ لیا اور یہان تک

تیغزنی کی کہ اونہین چھٹی کے دودہ یاد آگئے اور اپنی جگہہ سے پیچھے ہٹ گئے۔ اونکی عورتون نی چیخین مار مار کے دف ہاتھون سے پھینک دیئے اور رجز گانا بہولگئین۔ اور اپنی جانین بچانیکو دامن سمیٹ سمیٹ کے پہاڑ پر بہاگین یہان تک کہ اونکی پنڈلیان کہل گئین اور خلخال نظر آگئے۔ مسلمانون نے مخالفین کو بہاگتا دیکھکے اونکا تعاقب تو نہ کیا مگر لوٹ پر امنڈ پڑے۔ خالد ابن ولید اس زمانہ مین کفار کے حامی و مددگار تھے اور مسلمان نہوے تھے۔ غار کوہ مین کمین گاہ کے اندر معہ ایک گروہ کفار کے تاک لگاے بیٹھے تھے۔ اسوقت کفار کی شکست اور مسلمانون کا غلبہ دیکھکے چاہتے تھے کہ لشکر اسلام پر حملہ کرین مگر عبد اللہ بن جبیر نے روکا اور خالد بن ولید کو غار سے نکلنے نہ دیا۔ خالد نے کئی بار ہمت کی مگر مسلمانون کی جرات کے آگے کوئی تدبیر کارگر نہوئی۔ اور خالد معہ اپنے ساتھیون کے اوس غار مین ایسے چھپے کہ بے معلوم ہو گئے۔ عبد اللہ بن جبیر اور اونکے ہمراہی یہ سمجھکے کہ خالد بن ولید معہ اپنے لشکر کے بہاگ گئے بے فکر اور مطمئن ہو گئے۔

جب عبد اللہ بن جبیر کے ساتھیون کو یہ یقین ہو گیا کہ لشکر کفار بہاگا اور اودہر خالد بن ولید کا بھی پتا نہین ہے تو سوچے کہ ہم لوٹ سے کیون باز رہین جو ہاتھہ آے وہ اپنا ہے۔ عبد اللہ سے کہا کہ یہان بیکار کھڑے کھڑے کیا کرتے ہین چلو ہم بھی ہاتھہ مارین حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے لاکھہ سمجھایا کہ بھائیو ہمارے واسطے یہی حکم ہے کہ کچھہ ہو تم اس مقام سے نہ ٹلنا مگر کوئی نہ مانا اور کہنے لگے کہ ارشاد نبوی کے یہ معنی نہ تھے کہ اختتام جنگ کے بعد بھی تم مٹی کے پتلون کی طرح زمین پر جمے رہنا۔ آخر عبد اللہ اور دس سے کم آدمی تو وہین جمے رہے باقی دوڑ کے لوٹ مین ملگئے۔ خالد نے جو یہا نپا تو موقع کا وقت معلوم ہوا۔ اور عکرمہ بن ابو جہل اور ایک اور جماعت مشرکین کو اپنے ساتھہ متفق کر کے ہلہ بول دیا۔ بہاگے ہوے قریش بھی پل پڑے پہلے تو

عبداللہ اور اونکے ساتھ کے مٹھی بھر آدمیون کو سینت کے رکھدیا اور پھر لشکر اسلام پر حملہ کیا۔ لوگ تو مال کی طمع اور لوٹ کی حرص مین منتشر ہو ہی گئے تھے اوپر سے یہ آفت نازل ہوئی تو لینے کے دینے پڑ گئے اور کسی کو کسی کی خبر نہ رہی۔ مسلمان مسلمان کو قتل کر رہا تھا۔ کیا خدا کی قدرتین ہین کہ پلک جھپکتے ہی فتح کی شکست ہوگئی۔ سوء تدبیری اور عدول حکمی نے نیچا دکھادیا مسلمان مورخون کے دلون سے آج تک اس شکست کا داغ نہین گیا ہے۔ اگر مسلمان ہے تو کبھی لڑائی مین لوٹ کی طرف نہ جھکے اور مال پر ہاتھ نہ ڈالے اور اپنے سردار کا حکم مان کے اپنے کام سے کام رکھے۔

نظم

حرص و طمع ہوا و ہوس لفظ ہین یہ چار	چارون نقط سے خالی ہین سب پر ہے آشکار
معمور ہے نشاط سے دل اہل صبر کا	خطرہ نہ باز پرس کا نے خوف قبر کا

ہمارے ناظرین اسوقت پتھر کا کلیجہ کرلین اور دل کو دونون ہاتھون سے تھام کے اشک خونین آنکھون سے بہاتے ہوے نتیجہ اس جنگ کا سنین۔ کہ حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک ہی حملہ مین لشکر اسلام کو درہم برہم کردیا جو دہج اونکی بعد اسلام لانے کے رہی وہ قبول اسلام سے قبل بھی نہ چھوٹی۔ ادہر شیطان صاحب کی بن پڑی کہ جعال بن سراقہ کا بہیس کر کے چارون طرف پکارتے پھرے کہ خدانخواستہ محمد قتل ہوگئے۔ مسلمان تو آنحضرت کے عاشق زار تھے یہ سنتے ہی مضطرب ہوے۔ تن بدن کا ہوش نرہا۔ دنیا آنکھون مین سیاہ ہوگئی۔ ہاتھ اسطرح چلنے لگے جیسے کہ اندہے چلاتے ہین۔ نہ اپنا سجھین نہ پرایا۔ چنانچہ اسید بن حفیر کے کئی زخم مسلمانون ہی کے ہاتھ سے آے۔ اور ایک انصاری نے ابوبردہ کے دو تلوارین رسید کین وہ تو خیر یہ گذری کہ ابوبردہ چلا اوٹھے اور مرد انصاری نے آواز پہچان کے اونہین چھوڑا ورنہ وہان دکھائی کسے دیتا تھا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے علمبردار کفار کے ہاتھون شہید ہوے

اور کسی کو خبر بھی نہوئی - اللہ جل شانہ کو شرم رکھنی پڑی کہ ایک فرشتہ کو مصعب کا بہیس بھروا کے شام تک علداری کی خدمت پر ماموررکہا - جنگ کے بعد وہ فرشتہ حضور مین حاضر ہوا - آنحضرت نمے فرمایا کہ "تقدم یا مصعب" فرشتہ نے علم تو حضور کے دست مبارک مین سونپا اور عرض کی کہ مین مصعب نہین ہون بڑی دیر سے اونکی قائم مقامی کر رہا تہا - یہ کہکر آسمان کو اوڑ گیا - اوسوقت یہ راز کہلا کہ مصعب تو شہید ہوے اور یہ فرشتہ تہا - خداوند کریم نے بڑی شرم رکھلی کہ علمبردار کے مارے جانے کو اشناے جنگ مین موافق و مخالف کسی پر ظاہر نہونے دیا ورنہ اور زیادہ ہلچل مچتی - مصعب کی شہادت کے بعد اونکے بہائی ابوالروم مہاجرین کے علمبردار مقرر ہوے - اور اسی گڑبڑ مین حذیفہ کے والد حضرت یمان مسلمانون کے ہاتھ سے شہید ہو گئے حضرت حذیفہ پکارتے ہی رہی کہ یارو یہ کیا کرتے ہو یہ میرے والد ہین مگر وہان کون سنتا تہا -

اوسدن مشرکین عرب جنگ کے وقت عزیٰ اور ہبل کے جیکارے بول بول کے خوب ہی لڑے ایسا کشت و خون ہوا کہ خون کی ندیان بہ گئین کشتون کے ڈہیر لگ گئے - اور اسطرح دل کہول کے لڑے کہ جنگ کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا - صدہا مشرک مارے گئے اور ستّر مسلمان بھی شہید ہوے -

اوسوقت ایسا تلاطم ہوا کہ آنحضرت کے پاس صرف سات مہاجر اور سات انصار کلہم اجمعین یہ چودہ آدمی رہگئے - مہاجرین مین ابوبکر صدیق - علی مرتضیٰ - عبدالرحمٰن بن عوف - سعد ابی وقاص طلحہ ابن عبداللہ - ابوعبیدہ ابن الجراح اور زبیر ابن العوام اور انصار مین حباب ابن المنذر ابودجانہ - عاصم ابن ثابت - سہیل ابن ضیف - اسید ابن حضیر سعد ابن معاذ اور حارث ابن صمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین تھے -

جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ اُحد کے دن جب کفار نے مسلمانون پر غلبہ کیا تو آنحضرت

ناگاہ میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے - مین بیچین ہو کر ہر طرف اونہین تلاش کرتا پھرتا تھا کہین پتا نجلا آخرش لاشہاے شہدا مین ڈہونڈ ہا۔ وہان بھی نہ پایا - پھر مین حیران کھڑا ہوا دل ہی دل مین سوچ رہا تھا کہ یا اللہ العالمین یہ کیا ماجرا ہے کہ پیغمبر خدا نہ زندون مین مجھے ملے نہ مُردون مین - پھر یہ سوجھی کہ حق جل و علیٰ نے ہم لوگون کی نافرمانی سے ناراض ہو کر ہم پر یہ غضب نازل کیا ہے کہ اپنے پیغمبر کو اپنے پاس آسمان پر زندہ اوٹھالیا ہے - اے علی اب تیری زندگی بھی ہیچ ہے - چل کفار سے مقاتلہ و محاربہ کر کے تو بھی اپنی جان دیدے - یہ ٹھان کے مین تلوار کھینچ کر لشکر کفار مین گھس گیا اور اونکی صفین کی صفین درہم برہم کردین اور تمام فوج مین تہلکہ ڈالدیا - اسوقت یکایک آنحضرت مجھے نظر آگئے - دل باغ باغ ہی تو ہو گیا - مگر تن تنہا کفار کے نرغہ مین تھے اور سب لشکر مسلمانون کا تتر بتر ہو گیا تھا - اسی اثنا مین ایک گروہ مشرکین نے حملہ کر کے آپکو قتل کرنا چاہا - مین نے اوس گروہ مین گھُس کے سبکو بھگا دیا - پھر ایک اور جماعت نے اسی قصد سے یورش کی مین نے اونہین بھی دفع کیا -

کفار قریش مین سے چار پانچ آدمیون نے اتفاق کر کے عہد کیا تھا کہ کچھ ہی کیون نہو ہم آنحضرت کو ضرور قتل کرینگے - اونمین ایک تو ابن شہاب زہری تھا - دوسرا عتبہ بن ابی وقاص زہری تیسرا عبداللہ بن ابی وقاص - چوتھا ابن قمیہ - پانچوان ابی بن خلف تھا - ابن قمیہ نے آنحضرت پر تیر مارنے شروع کئے کہ رخسارۂ مبارک زخمی اور خون سے تر بتر ہو گیا - خود کے حلقے روے انور مین گھس گئے - پیشانی نورانی مجروح ہو گئی اور ایسا خون بہا کہ تمام ڈاڑہی تر ہو گئی -

افسوس ہاے افسوس - ان مقدس لوگون نے اپنے خون سے سینچ سینچ کے ہمین پرورش کیا ہے اور ہم کمبخت مسلمانون کو ایڑیان رگڑ رگڑ کے مرتا دیکھتے ہین اور اُف بھی نہین کرتے -
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

حضور اپنی رداے اطہر سے اوس خون کو پونچھتے اور سر و رو پر ملتے تھے۔ اور فرماتے تھے "کیف یفلح قوم فعلوا ھذا بنبیھم وھو یدعوھم الی اللہ تعالیٰ"، یعنی کیونکر فلاح پاوینگے وہ لوگ جو اپنے پیغمبر کے ساتھہ ایسا کرتے ہین حالانکہ وہ اونہین خدا کی طرف بلاتا ہے۔ اور تہوڑی دیر کے بعد شان رحمتہ للعالمینی جو موجزن ہوتی تو یہ ارشاد ہوتا تہا۔ "اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون"، یعنی یا اللہ تو اس قوم کو بخشدے یہ نہین جانتے کہ ہم کیا کر رہے ہین۔ سبحان اللہ اپنے جانی دشمنون پر بھی یہ شفقت تھی۔

عبداللہ بن ابی وقاص آنحضرت صلعم کو پتھر مارتا تہا ناگاہ ایک پتھر آپ کے دہن اقدس پر لگا کہ لب زیرین لہولہان اور زخمی ہوگیا اور ایک دانت بہی شہید ہوا۔

عبداللہ بن شہاب نے آپ کی کہنی پر ایک پتھر مارا جس سے ہاتھہ بالکل زخمی ہوگیا۔ اور اوسدن مخالفون نے آپ پر تلوار کے بھی بہت سے وار کئے تھے مگر شان خدا سے کوئی کارگر نہوا۔ ناگاہ ابن قمیہ نے حضور پر ایک تلوار ماری آپ دو زرہین پہنے ہوے تہے اور پیچہے ایک گڑہا تہا۔ اوسکا ہاتھہ جو زور سے پڑا تو زرہون پر رکا مگر آپ اوسکے جھٹکے سے گڑہے مین جا رہے اور آپ کے زانو چہل گئے۔ یہ ماجرا دیکہہ کے طلحہ ابن عبداللہ بدحواس ہوکے دوڑے اور آپکو اپنی بغل مین لیکے اوٹہایا۔ اور اپنے ہاتھ کو ابن قمیہ کی تلوار کی ضربون کے واسطے سپر بنایا اور ایک ضرب بہی آنحضرت پر نہ پڑنے دی سب اپنے ہاتھہ ہی پر لین یہان تک کہ طلحہ ابن عبداللہ کا ہاتھہ قیمہ ہوگیا۔ اور شل ہو کے نکما ہوگیا۔

ایک دن لوگون نے طلحہ سے پوچہا کہ اے ابو محمد تمہارے ہاتھہ کی اونگلی کیون کام نہین دیتی۔ بولے کہ اُحد کے دن مالک ابن زہیر جشمی نے آنحضرت صلعم کی طرف ایک تیر چلایا۔ مجھے خوب معلوم تہا کہ مالک کے تیر نے آج تک کبھی خطا ہی نہین کی۔ اِسلئے مین نے

اپنا ہاتھہ حضور کے آگے کر دیا اور وہ تیر میری اس اونگلی مین آکے پیوست ہوگیا - اوسدن سے یہ اونگلی بیکار ہے - اوسی دن آنحضرت نے طلحہ کے حق مین فرمایا تھا کہ طلحہ ایسا خیر خواہ اور بہادر ہے کہ آج کے دن جو کچھہ اوس پر گذرتی ہماری محبت مین برداشت کر لیتا اور اُف بھی اسکے منہ سے نہ نکلتی -

ایک مشرک نے آگے بڑہکے طلحہ پر تلوار کا وار کیا طلحہ زخم کہا کے خون مین نہا گئے - اور بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑے - اسوقت کسی نے تہوڑا سا پانی آنحضرت کی خدمت مین لا کے پیش کیا تہا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ اس پانی کو طلحہ کے پاس لیجاؤ - حضرت صدیق اکبر حسب الحکم اونکے پاس لے گئے دیکہا کہ وہ بیہوش پڑے ہین اور زخمون سے خون جاری ہے - جناب صدیق نے پانی اونکے منہ پر چھڑکا تو اونہین کچھہ ہوش آیا اور آنکہین کہولین - آنکہہ کہولتے ہی بے اختیارانہ دریافت کیا کہ آنحضرت کا کیا حال ہے - حضرت ابوبکر بولے کہ خدا کے فضل سے رسول اللہ صحیح و سالم اور بخیر و عافیت ہین اور مجہے تمہاری خدمت مین بہیجا ہے - طلحہ یہ سنکر باغ باغ ہوگئے اور کہا الحمد للہ والمنتہ - اب کچھہ پرواہ نہین جو مصیبت پڑیگی اوسے جہیل لونگا - سبحان اللہ کیا لوگ تہے -

ابن قمیہ نے جب حضور کے تلوار ماری تھی اور آپ غار مین گر پڑے تھے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا - تو اوسی وقت وہ ملعون چارون طرف پکارتا پھرا تھا کہ مین نے آنحضرت کو قتل کر ڈالا اور شدہ شدہ یہ خبر مدینہ بھی پہونچ گئی تھی - سنتے ہی اس متوحش خبر کے انس ابن النضر نے اصحاب سے کہا کہ یارو اب ہماری زندگی بھی ہیچ ہے - یہ کہتے ہی تلوار نیام سے باہر کہینچ لی اور لشکر کفار پر جا کر حملہ آور ہوے اور سعد بن ابی وقاص سے للکار کے کہا کہ واللہ اُحد کی سمت سے مجہے بہشت کی بو آتی ہے - یہ کہکے سخت جنگ کی اور شہید ہوگئے - انس نے اتنے زخم کہاے تھے کہ اوس

گنج شہیدان مین اونکا لاشہ پہچانا نہ گیا۔ اونکی بہن نے بدقت اونکی لاش پہچانی اور وہ بھی اسطرح کہ اونگلی مین ایک تل تہا کمین وہ تل بہن کے نظر پڑ گیا اور اونہون نے بتایا کہ انس کی لاش یہ ہے۔

عبداللہ ابن حمید اسدی مشرکین مین ایک نامی گرامی آدمی تہا۔ اوس نے جو سنا کہ آنحضرت آج بہت زخمی ہوے ہین لوگون سے پوچہا اگر محمد کو تم مجہے دکہا دو تو مین اونکو قتل کرکے رہونگا اور جو کامیاب نہوا تو خود مر رہونگا۔ لوگون نے دور سے دکہا دیا۔ وہ آپکو قتل کرنے چلا۔ ابودجانہ انصاری نے راستہ ہی مین اوسکا مزاج پوچہہ لیا اور ایک ضرب مین سب شیخی کرکری کردی اور عبداللہ بن حمید اسدی فی النار ہو گیا۔

ابن قمیہ نے ایک ہی ضرب شمشیر کی آنحضرت صلعم پر لگائی تھی اور لگاتے ہی غرور سے کہا تہا کہ "خذہا وانا ابن قمیہ"، حضور نے فوراً یہ جوابدیا تہا۔ "اقماک اللہ واذلک"، خدا کی قدرت ایک سال بھی نہین گذرنے پایا تہا کہ ایک دن بکریان چراتی چراتے اپنے گلہ کے پاس پہاڑ پر سو گیا ایک مینڈہے نے آکر پیٹ مین سینگ مارا جو شکم کو چاک کرتا ہوا حلق سے پار نکلگیا اور وہ مرگیا۔

اُبی بن خلف کو جنگ بدر مین مسلمانون نے اسیر کرلیا تہا۔ اُبی نے اپنی رہائی چاہی اور وعدہ کیا کہ مین مکہ پہونچکے اپنا فدیہ بہیجدونگا۔ آنحضرت صلعم نے اوسکا وعدہ مان کے اوسے چہوڑ دیا تہا۔ جب وہ قید سے چہوٹا اور گھر کو چلنے لگا تو آنحضرت سے کہتا آیا تہا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے اوسے مکہ جاکر خوب راتب اور مصالحہ روز کہلایا کرونگا جب وہ موٹا تازہ ہو جائیگا تو اوسپر سوار ہوکے یہان آونگا اور تمہین قتل کرونگا۔ حضور نے اسکے جواب مین اوسی وقت فرمادیا تہا کہ انشاءاللہ العزیز تیرا قول تو پورا نہو گا ہم البتہ تجہے دوزخ کا کندا بنادینگے۔ اور اوسی گھوڑے پر تجہے زخم کاری لگیگا رفتہ رفتہ جنگ احد کا وقت آیا۔ سید المرسلین نے اصحاب سے فرمایا ابن خلف اپنا وعدہ وفا کرنے ضرور آئیگا تم اوسکی ٹوہ مین رہنا دیکہو خدا کیا کرتا ہے۔ لڑائی ختم ہو چکی اور سب جہگڑے طے ہو لئے

کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ اب بھی کوئی بات باقی رہگئی ہے۔ آنحضرت صلعم کا قصد تھا کہ شعب اُحد مین تشریف لیجائین کہ یکایک سامنے سے اُبی بن خلف نمودار ہوا۔ اور آنحضرت کو دیکھتے ہی پکارا کہ آج اے محمد تم میرے ہاتھہ سے نہین بچ سکتے اگر مین تمہین چھوڑ دون تو خدا مجھے نہ بخشے۔ اور علاوہ برین اور بھی بہت سی گستاخیان حضور کی شان مین کین اور خوب ہی اول فول بکا۔ اصحاب چوکنا ہو گئے اور چاہا کہ اوسکے کردار کی سزا دین مگر آپ نے سب کو روکدیا۔ وہ ورّایا ہوا چلا آیا۔ جسوقت زد پر پہونچا ہے زبیر آپ کے پاس کھڑے تھے حضور نے اونکا حربہ چھین کے اوسکی گردن سے لگادیا جس سے کچھہ یون ہی سی خراش آئی۔ وہ سانڈ کی طرح ڈکراتا ہوا گھوڑا پھیر کے اپنے لوگون کی طرف بہاگا ایک چیخ اوسکی آسمان پر تھی تو دوسری زمین پر لوگون نے گھوڑے سے اوتار کے دیکھا تو صرف جلد ہی چھل گئی تھی اوسے سمجھایا کہ ارے نادان ایسے زخم تو بچون کو بھی نہین معلوم ہوتے مرد تو منہ پر تلوارین کھاتے ہین تو نے آج یہ کیا نامردی کی۔ اوس نے جوابدیا قسم ہے لات وعزیٰ کی یہ زخم تمام حجاز کے مارڈالنے کو کافی ووافی ہے مجھپر وہ صدمہ ہے کہ اگر آسمان میرے سر پر گر پڑتا تو یہ تکلیف نہوتی۔ آخرش اوسی طرح تڑپ تڑپ کے مرگیا۔ اور وہ پانچون آدمی بھی جنہون نے اوسکے ساتھہ ملکر آنحضرت صلعم کے قتل کا ارادہ کیا تہا سال بھر کے اندر اندر دوزخ مین جا پہونچے۔ اُبی ابن خلف کو موضع سرف کے محلۂ بطن رابع مین دفن کیا تہا۔ ایکدن عبداللہ بن عمر کا گذر رات کے وقت اوس محلہ مین سے ہوا۔ جب عبداللہ اُبی کی قبر کے پاس پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص آتشین زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے اور پکارتا ہے کہ مجھے پانی دو۔ مگر نگہبان اوسکا منع کردیتا ہے کہ خبردار اسے پانی نہ پلانا یہ آنحضرت کے ہاتھہ کا مقتول اُبی بن خلف کافر ہے۔

جبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے کہا جسکا نام وحشی تھا کہ اگر تو حمزہ کو قتل کر کے میری چچا طعیمہ بن عدی کا بدلہ اوس سے لے تو مین تجھے آزاد کر دونگا۔ اور ہندہ بھی وحشی کو بھی حرص

دلایا کرتی تھی کہ تو مرد بن جا اور دشمنون سے بدلا لیکر مجھے خوش کرین تجھے آزاد کر دونگی۔ دیکھہ بدر کے دن حمزہ نے میرے باپ عتبہ کو قتل کر ڈالا ہے پس تو بھی آج اوس سے بدلا لے۔ اور حارث ابن عامر ابن نوفل کی بیٹی نے بھی وحشی سے یہ فرمایش کی تھی کہ اگر محمد۔ علی۔ حمزہ۔ ان تین آدمیون مین سے تو کسی کو قتل کریگا تو مین تجھکو آزاد کر دونگی کیونکہ بدر کے دن میرا باپ بھی مارا گیا ہے اور مین ان تینون آدمیون کے سوا کسی کو اپنے باپ کا ہمسر نہین سمجھتی۔ وحشی سبکی فرمایشین سن کے بولا کہ محمد کے قتل کی تو مجھے مجال نہین۔ اور حمزہ اگر سوتے بھی ہون تو اونکے جگانے کے خیال سے میرے جسم پر لرزہ چڑھتا ہے۔ مگر علی کی نسبت البتہ اتنی جرات اپنے مین دیکھتا ہون کہ اگر موقع ہو تو شاید حملہ کر کے گرادون خیر وحشی لڑائی کے ہنگامہ مین گیا اور بھیڑ بھاڑ مین اوس نے حضرت علی کو تلاش کیا۔ لیکن جب شیر خدا سامنے آے تو وحشی نے اونکو فن محاربہ مین کامل پایا۔ اپنے اطراف وجوانب آگے پیچھے سے بالکل ہوشیار اور دشمن کے مارنے اور اپنے بچانے مین خوب خبردار تھے۔ وحشی تاڑ گیا کہ ان پر بھی میرا قابو نچلیگا مین انکے مقابلہ کے لایق نہین ہون طرح دیکر اونکے آگے سے ٹل گیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ جناب حمزہ مثل شیر غرّم ورکے لشکر اسلام سے نکلے اور آتے ہی مخالفین کے لشکر کو زیر وزبر کر دیا۔ سباع ابن عبدالعزی خزاعی اون سے مقابلہ کرنے کے لئے قریش کی طرف سے نکلا اور حضرت حمزہ کو پکار کے اپنی طرف متوجہ کیا۔ آپ اوسکی طرف آے۔ اور فرمایا اے ابن مقطعۃ النطور تیرا یہ حوصلہ کہ خدا اور رسول سے مقابلہ کرے آ تجھی کو پہلے دوزخ کے حوالہ کرون۔ واضح ہو کہ سباع کی ماں مکہ مین ختنہ کیا کرتی تھی اوسکا پیشہ ختانہ تھا اسی لئے جناب حمزہ نے اوسے یہ طعنہ دیا تھا۔ اتنا کہکے سید الشہدا نے معاً اوس پر حربہ کیا اور ایک ہی ہاتھہ مین ملک الموت کی حراست مین دیدیا۔ یہ حال دیکھتے ہی وحشی کے چھکے چھوٹ گئے اور ڈر کے مارے کانپتا ہوا ایک چٹان کی

آڑ مین جا چھپا۔ وحشی کو حربہ رانی مین نہایت مشاقی تھی اوسکا وار کبھی خالی نہین جاتا تہا۔ حضرت حمزہ سباع کو مار کے واپس آتے ہوے اوس چٹان کے پاس سے بھی گذرے جہان وہ چھپا ہوا تہا اوس ظالم نے دغا کی راہ سے غفلت مین وار کیا کہ زیر شکم تمام کھل گیا اور جناب نے تڑپ کے جان دی۔

ہاے افسوس صد ہزار افسوس ایک نامرد روباہ خصال نے ہنر بر نیستان میدان وغا اور شیر راہ خدا کو مکر سے مار لیا۔ وحشی کا بیان ہے کہ زخم کھا کے بھی حضرت حمزہ مجھپر لپکے تھے مگر مین ایسا بے تحاشہ بہاگا کہ اونکے ہاتھہ نہ آیا اور وہ بہی شدت درد سے میرا پیچھا نہ کرسکے رستہ ہی مین گر پڑے لوگ دوڑے اور اون سے کچھہ پوچھا مگر وہ جواب ندے سکے مین سمجھہ گیا کہ خاتمہ ہے۔ جب لوگ لاش کے پاس سے چلے گئے اور وہ اکیلی رہگئی تو مین نے جا کے پیٹ چاک کیا اور کلیجہ نکالکے ہندہ کے پاس لے آیا اور کہا کہ لے یہ تیرے باپ کے قاتل حمزہ کا کلیجہ ہے۔ ہندہ نے اوسے اوسی وقت خوب چبا چبا کے تھوک دیا۔ اور اپنے کپڑے اور زیور اوسی وقت مجھے انعام مین دیدیئے۔ اور کہا کہ مکہ پہونچکے دس دینار تجھے اور دونگی۔ پھر کہا کہ چلکر حمزہ کی لاش مجھے بتادے۔ مین ہندہ کو وہان لیگیا۔ اوس نے اپنے ہاتھہ سے اونکے ناک کان اور آلہ تناسل کاٹے اور مکہ مین اپنے ساتھہ لائی اور لاش وہین پڑی رہی۔ اوس وقت مشرکین کا زغہ تہا اور لشکر اسلام پر تیرون کا مینہ برس رہا تہا اس لئے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کی خبر گیری کی کسی کو فرصت نہ ملی۔

گروہ مخالفین مین حبان ابن العرقہ۔ اور ابو سلمہ جشمی فن تیر اندازی مین اوستاد تھے نشانہ اونکا بہت کم خطا کرتا تہا۔ آنحضرت صلعم نے سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ تم جاکر اونکا مقابلہ کرو۔ سعد یہ حکم پاتے ہی کپڑون مین پہولے نہ سماے۔ اور اون دونون کے مقابل کھڑے ہوکے تیر چلانے لگے۔ حبان ابن العرقہ کا تیر ام ایمن کے جامہ پر دائین طرف لگا۔ وہ اوس وقت لشکر

اسلام مین زخمیون کو پانی پلارہی تہین حبان کے تیر سے اونکا جامہ اتنا کہلگیا کہ ٹخنہ اور ساق نظر آگیئن۔ اسپر ابن عرقہ قہقہہ مار کے ہنسا۔ آنحضرت صلعم کو اوسکی یہ حرکت نہایت ناگوار معلوم ہوئی۔ آپ نے ایک تیر بے پیکان کا سعد کو دیکر فرمایا کہ اِسے حبان کی طرف پہینکو۔ سعد نے حکم انور کی تعمیل کی۔ وہ تیر ٹہیک اوسکے سینہ پر بیٹھا اور ابن عرقہ زمین پر گرا۔ اور ننگا ہوگیا۔ حضرت نے یہ دیکھکر تبسم فرمایا۔ اور سعد کے حق مین دعا کی کہ الٰہی تو کبھی سعد کے سوال کو رد نہ کیجو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اوسی وقت سے مستجاب الدعوات ہو گئے۔ پھر مدینہ مین جس کسی کو کوئی مشکل پیش آتی وہ سعد سے دعا کراتا فوراً اوسکی مراد برآتی۔

ابوطلحہ انصاری اُحد کے دن آنحضرت کی سپر بنے ہوے آپ کے آگے کھڑے رہے اور جلدی جلدی گروہ اشقیا پر تیر مارتے تھے۔ لہذا تھوڑے ہی عرصہ مین اونکا ترکش تیرون سے خالی رہگیا۔ ابوطلحہ گھبراے۔ آنحضرت زمین سے تنکے اور لکڑی چن چن کے اونہین دیتے جاتی تھے وہ تکبیر کہہ کہکے اونہین کمان مین رکہتے اور چلاتے تھے خدا کی قدرت اور اوسکے نبی کی برکت سے وہ تنکے تیرون سے اچھا کام دیتے تہے اور ابوطلحہ کی تکبیر سے سارا میدان کانپ جاتا تہا۔ حضور نبوی سے اونکی آواز کی نسبت ارشاد ہوا کہ لشکر مین اکیلے ابوطلحہ کی آواز چالیس مردان جرار کی ہیبت کے برابر ہے۔

جناب صدیق اکبر فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم کا روے مبارک زخمی ہوا۔ اور خود کے حلقے رخسار ہاے پاک مین گھس گئے تو مین عرصۂ کارزار سے بہت جلدی خدمت اقدس مین حاضر ہونے کو چلا۔ راہ مین مجھے کوئی سامنے سے آتا معلوم ہوا وہ بے تحاشا بھاگا چلا آتا تہا مین نے اپنے دل مین کہا خدا کرے کہ یہ شخص بھی حضور کی خدمت مین جاتا ہو تو اچھا ہے۔ جب وہ نزدیک آیا تو مین نے پہچانا کہ ابو عبیدہ ابن الجراح ہین۔ اور حضور ہی مین جاتے ہین۔ مین اور ابو عبیدہ

دونون خدمت مین حاضر ہوے اور حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ یہ حلقے خود کے رسول اللہ کے روے مبارک سے مین ہی نکالونگا۔ چنانچہ اونہون نے ہی اپنے دانت سے حلقہ کو پکڑ کے کھینچا۔ حلقہ تو نکل آیا مگر وہ دانت اونکا ٹوٹ گیا۔ پھر دوسرے حلقہ کو اوسی طرح دانت سے کھینچا وہ دانت بھی جاتا رہا۔ حلقے نکلتے ہی خون کے فوارے رخ انور سے چل نکلے۔ ابو سعید خدری کہتے ہین کہ میرے والد مالک ابن سنان نے زخم کی جگہہ منہ لگا کے وہ خون چوسا مگر وہ بند نہوا۔ میرے والد کہتے تھے کہ حضور کا خون شربت سے زیادہ مزیدار تھا۔ آنحضرت نے اوسوقت فرمایا کہ جو کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جس مین میرا خون ملا ہے وہ مالک ابن سنان کو دیکھہ لے اور جسمین میرا خون ملگیا اوسپر آتش دوزخ اثر نہین کر سکتی۔

جسوقت اسلحہ کی گرانی سے آنحضرت گڑھے مین گر پڑے تو زخمون کے باعث ایسا ضعف تھا کہ آپ اوپر نہ چڑہ سکے۔ علی مرتضی اور طلحہ ابن عبداللہ موجود تھے۔ طلحہ بھی فوراً اوسی غار مین کود پڑے۔ اور بیٹھکے عرض کیا کہ حضور میری پیٹھہ پر پاؤن رکھکے اوپر تشریف لے جائین۔ آنحضرت نے اونکی پشت پر قدم رکھا اور اوپر سے حضرت علی نے ہاتھہ پکڑ کے باہر نکال لیا۔ آپ کے برآمد ہوتے ہی کعب ابن مالک نے باواز بلند سب کو خبر کردی کہ "ہذا رسول اللہ حیًا سویًا" لشکر اسلام جو درہم وبرہم ہوگیا تھا سب مجتمع ہوگیا اور حضور کے ساتھہ غار احد کی جانب چلا۔ اسی خدمت کے صلہ مین حضرت طلحہ کو آنحضرت نے جنتی ہونے کی بشارت دی اور حضرت طلحہ عشرۂ بشرہ مین داخل ہوگئے۔

واضح ہو کہ میدان خالی پاکے ہندہ اور کفار قریش کی سب عورتین مسلمان مقتولون کی لاشون مین گھس پڑی تھین۔ اور گھس کے کسی کا پیٹ چیر ڈالا کسی کا کلیجہ نکال لیا کسی کے ناک کان کاٹ لئے۔ جیسے کہ ہندہ اس سے پہلے حضرت امیر حمزہ کی لاش کی نسبت کر چکی تھی۔

جب رسول صلعم معہ جماعت اصحاب مکرم کے پہاڑ کی تلیٹی مین پہونچے تو ابوسفیان نے مشرکین کے مشورہ سے ارادہ کیا کہ چلو پہاڑ کے اوپر چڑہ چلین اور مسلمانون کو غار مین نہ جانے دین۔

آنحضرت نے دعا مانگی۔ "اللھم لیس لھم ان یعلونا"، یعنی یا اللہ یہ لوگ ہم پر غالب نہ ہونے پائین۔ حق تعالےٰ نے اپنے رسول کی درخواست قبول فرمائی اور اونکے دلون مین ایسا رعب ڈالدیا کہ یا تو وہ اوپر چڑہنے کو تیار اور مستعد تھے یا آپ ہی آپ خوف کے مارے اپنی جگہہ سے ہل نہ سکے سید عالم نے غایت ضعف کے باعث اوسدن ظہر کی نماز بیٹھکے پڑہی۔ اوسکے بعد ارادہ کیا کہ پھر پہاڑ کے اوپر چلنا چاہیئے۔ راہ مین ایک پتھر ملا آنحضرت نقیہ تھے اوسپر چڑہ نہ سکے۔ طلحہ بیٹھہ گئے اور حضور اونکی پیٹھہ پر قدم مبارک رکھکے اوپر چڑہے۔

اب ابوسفیان کا قصد ہوا کہ اپنے لشکر کو ساتھہ لیکر مکہ واپس جاوٴن مگر لوگون نے یہ صلاح دی کہ واپسی سے پہلے یہ بات تو اچھی طرح تحقیق کرلو کہ محمد مارے گئے یا زندہ ہین۔ ورنہ وہی مثل ہوگی کہ کیا آے اور کیا کر چلے۔ پس ابوسفیان خود سب کے آگے ہوا اور گروہ مسلمانان کے سامنے آکے پکارا۔ "افی القوم محمد"، آیا تمہاری گروہ مین محمد ہین۔ آنحضرت نے منع کردیا کہ کوئی جواب نہ دو۔ ابوسفیان نے پھر آواز دی "افی القوم ابن ابی قحافہ"، یعنی تم مین ابوبکر زندہ ہین۔ اسکا جواب بھی خاموشی تھی۔ پھر اوس نے پوچھا "افی القوم ابن الخطاب"، کیا تم مین عمر موجود ہین۔ کچھہ جواب نہ دیا گیا۔ اب تو ابوسفیان خوشی کے مارے اوچھل پڑا اور اپنے لشکر کی طرف مخاطب ہو کے پکارا کہ لوگو سنلو جن جن کا مین نے نام لیکر پکارا اون مین سے کوئی بھی زندہ نہین تینون مارے گئے اور ہمین اس جنگ مین پوری کامیابی ہوئی۔ اب تو جناب عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو تاب ضبط نرہی اور صولت فاروقی جوش مین آئی اور نہایت غصہ سے باواز بلند گرج اوٹھے کہ اے دشمن خدا تیرے منہ مین خاک تو جھوٹ بکتا ہے تجھے کچا چبا جانے کے لئے تینون زندہ ہین۔ حضرت عمر کی آواز سنکر

ابوسفیان کی تلوون سے جو آگ لگی تو چوٹی سے باہر نکل گئی اور کھسیانا ہو کے جیکارے بولنے لگا۔ اور کہا کہ "اعل ہبل" یعنی اے ہبل تو بلند ہو۔ مسلمانون کی طرف سے جواب دیا گیا "اللہ اعلیٰ واجل"۔ پھر ابوسفیان نے کہا کہ "العزی لنا ولا عزی لکم" یعنی عزی دیبی ہماری ہے تمہاری نہین اسکے جواب مین ادہر سے یہ کہا گیا کہ "اللہ مولٰنا ولا مولیٰ لکم" اللہ ہمارا مولیٰ ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہین۔ ابوسفیان باآواز بلند کہنے لگا کہ آج کا دن بدر کے دن کا جواب ہے اور لڑائی کی جہان چلتی پھرتی ہے کل تمہاری نوبت تھی آج ہمارا قابو چل گیا اسپر مغرور نہونا چاہئے تم اپنے ہبت سے مقتولون کا مثلہ کیا ہوا یعنی ناک کان کٹے ہوے پاوگے سو میرے حکم سے ایسا نہین کیا گیا یہ ہماری عورتون کے کام ہین اور مین اونکی اس کارروائی سے خوش ہون۔ اب اگلے سال مین ہماری تمہاری لڑائی پھر ہوگی۔ جناب فاروق اعظم سے پھر نہ رہا گیا۔ فرمانے لگے کہ اے مردود کیا بکتا ہے آج کا دن بدر کے دن کے برابر نہین ہوسکتا۔ ہمارے مقتول بہشت مین عیش کر رہے ہین۔ اور تمہارے مقتول دوزخ مین پڑے جلتے ہین۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اچھا سال آیندہ مین تو جہک مارنے آئیو دیکھہ لیا جائیگا۔ ابوسفیان نے اپنا سامنہ لیکر لشکر سے کہا کہ خیر مکہ کو چلو۔ سارا لشکر ڈرتا کانپتا نکبت زدہ مکہ چلدیا۔

ایک ڈر دو طرف ہوا کرتا ہے۔ ادہر اصحاب کو کھٹکا پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ کفار دہوکا دیکے مدینہ پر جہک پڑین اور وہان لوٹین مارین۔ آنحضرت نے علی مرتضیٰ اور سعد بن ابی وقاص کو حکم دیا کہ تم دونون انکے پیچھے پیچھے دور تک چلے جاؤ۔ اگر یہ لوگ اونٹون پر سوار ہو کے کوچ کرین اور گھوڑون کو خالی ساتھہ رہنے دین تو جانو کہ مدینہ کا قصد ہے دوسری صورت مین ہمین چاہئے کہ اونکا تعاقب کرکے اونکی خبر لین۔ دونون صاحبان موصوف نے جاکر معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کالا منہ کرکے مکہ ہی کو گئے ہین پس سبکو اطمینان ہو گیا۔

جب آنحضرت کے شہید ہونے کی خبر مدینہ پہونچی تھی تو اہل بیت مین سے چودہ عورتین معہ جناب فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے بیتاب ہوکر میدان جنگ مین آئین اور حضرت فاطمہ اپنے پدر بزرگوار کو زخمی دیکھکے بہت روئین - وہ آپ کے روے مبارک سے خون صاف کرتی تہین اور علی مرتضی اپنی ڈہال مین پانی بھر بھر کے لاتے تھے مگر خون بند نہوتا تہا جب بورے کے ٹکڑے کو جلا کے اوسکی راکھہ زخم مین بھری گئی تو خون بند ہوا -

کفار کے رفو چکر ہوجانیکے بعد جب مسلمان اپنے شہیدونکے مقتل مین آے تو آنحضرت کا حکم ہوا کہ میرے چچا امیر حمزہ کی لاش ڈہونڈہو - حارث ابن الصمہ حضور کے پاس بیٹھے ہوے تھے یہ سنکر روانہ ہوے جب اونہین دیر لگی تو علی مرتضی بھی گئے - دیکھا کہ حارث امیر حمزہ کی لاش کے سرہانے کھڑے ہین - حضرت علی لاش کا حال زار دیکھکر کمال غمگین ہوے اور آنحضرت کو آکر خبر دی آپ خود وہان تشریف لیگئے - اور اپنے عم عالی شان عرش مکان کا یہ حال دیکھکر نہایت محزون ہوے کیونکہ حضرت حمزہ آپ کے رضاعی بہائی بھی تھے - اور آپکو اونکے ساتھہ حد سے زیادہ الفت تھی - آپ نے فرمایا کہ مجھے عمر بھر کبھی ایسا رنج نہین ہوا جیسا آج ہے اتنے مین صفیہ امیر حمزہ کی بہن آگیئن آپ نے زبیر اونکے بیٹے سے فرمایا کہ تم جلدی اپنی والدہ کو یہان سے لیجاؤ - ورنہ وہ بہائی کا یہ حال دیکھکر کہین اپنی جان ندے دین - زبیر نے پوچھا امان جان تم یہان کہان - آنحضرت فرماتے ہین آپ واپس ہوجائین - وہ بولین بیٹا مین نے سنا ہے کہ تیرا ماموں راہ خدا مین شہید ہوا - اور اوسکی لاش کا مثلہ کیا گیا - اللہ مجھے صبر دیگا تم خاطر جمع رکھو - یہ جو کچھہ میرے بہائی پر گذرا وہ تو اون مصیبتون مین سے ایک ادنی مصیبت ہے جو راہ خدا مین لوگون پر گذرتی ہین - حضرت زبیر نے اپنی مان کی گفتگو آکے آنحضرت سے بیان کی - آپ نے اونکا صبر و ثبات معلوم کرکے اونہین لاش پر آنے دیا - اونہون نے بہائی کی یہ حالت دیکھکے صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور اونکے لئے

زیارت کو گئے اور جناب باری مین مناجات کی کہ اے خداوند تعالےٰ پرستش کے لایق توہی ہے اور مین تیرا بندہ اور رسول ہون اور یہ لوگ تیری راہ اور رضا مین شہید ہوے ہین - اور فرمایا جو شخص ان شہیدون کی زیارت کرے اور ان پر سلام کھے یہ جواب دینگے - خطاب ابن خالد مخزومی اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ مین نے آنحضرت صلعم کا یہ کلام سنا اور شہدائے اُحد کی زیارت کو گیا اور اونہین سلام کیا سب قبرون سے سلام کا جواب آنے لگا - میرے بدن پر وہشت سے لرزہ چڑہ آیا - اور جلد وہان سے سوار ہو کے چلا آیا پیغمبر خدا و حضرت ابوبکرؓ اور جناب عمرؓ ہمیشہ شہدای اُحد کے قبور کی زیارت کو جایا کرتے تھے - اور اخیر عمر تک اونکا یہی طریقہ رہا - فاطمہ خزاعیہ کہتی ہین کہ مین ایک دن صحراے اُحد مین گذری مجھے حضرت حمزہ کی قبر نظر آئی مین نے کہا "السلام علیک یا عم رسول اللہ" قبر سے آواز آئی "وعلیک السلام ورحمتہ اللہ" حق سبحانہ تعالےٰ شہدا کی شان مین فرماتا ہے -

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○ ترجمہ ان لوگون کو جو راہ خدا مین مارے گئے ہین مردہ مت جانو بلکہ یہ زندہ ہین اپنے رب کے پاس روزی پاتے

اودہر جب لشکر کفار لوٹ گیا تو اثناے راہ مین قریش بہت پشیمان ہوے اور کہنے لگے کہ ہمنے اتنی تو محنت کی اور تکلیف اوٹہائی مگر مسلمانون کو بالکل نیست و نابود کر کے نہ چلے یہ ہمنے کیا کیا - اب مناسب ہے کہ قبل اسکے کہ مسلمان پھر قوت و شوکت بہم پہونچائین اون پر چڑہ چلین اور اونکو بالکل غارت کرین - صفوان بن امیہ بولا اب راہ سے پھر لوٹ چلنا تو بہت بری بات ہے وہ جلے ہوے ہین اگر غضب آلود ہو کر مستعد ہو گئے اور اوس و خزرج کی تمام قومین اونکی مدد کو آگئین تو تمہاری بوٹیاں تک اوڑا دینگے - اسوقت تک تو غلبہ تمکو حاصل ہے اب کہین اولٹی نہ پڑ جاے سوچ سمجھہ کے کام کرو کہین شدہ شدہ یہ خبر مسلمانون کو بھی پہونچگئی - وہ سب پھر مستعد ہو گئے اور زخمون کی مرہم پٹی کرنا چھوڑ دی - خون ٹپکتے ہوے گھرون سے نکل پڑے - اور جناب رسول اللہ بھی آکے سر راہ

کھڑے ہو گئے - اور حکم دیا کہ اون لوگون مین سے کوئی ہمارے ساتھ نہ چلے جو گذشتہ جنگ مین شامل نہ تھا - حضرت بلال نے آپ کے اس حکم کو مشتہر کر دیا - پس وہی سرفروش وجان نثار اگرچہ تھکے ماندے اور زخمی تھے لبیک لبیک پکارتے ہوے دوڑے چلے آے اور جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے - خدا نے ان لوگون کے حق مین یہ آیت نازل کی - اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

ترجمہ - جنہون نے زخمی ہونے کے بعد خدا ورسول کو قبول کیا اور نیکی کی اور ڈرے اونکے لئے بڑا اجر ہے

جابر ابن عبداللہ نے آنحضرت کی خدمت مین آ کے عرض کی کہ حضور مین بال بچون کے جھگڑے مین مبتلا تھا اسلئے جنگ احد مین شامل نہو سکا امیدوار ہون کہ آج تو مجھے بھی ہمرکاب ہونیکی اجازت ہو - آپ نے جابر کو اجازت دیدی مگر اور کسی نئے آدمی کو نہ دی - ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کر کے علم لشکر حضرت علی یا حضرت ابوبکر کو دیا - اور روانہ ہو کے موضع حمرا الاسد تک پہونچے جو مدینہ سے سات میل ہے اور وہان آگ جلا کر روشنی کی تاکہ قریش کہین ارد گرد ہون تو جان لین کہ ہمارے جان لیوا آ گئے -

معبد ابن ابی معبد خزاعی مکہ جاتا تھا اوس نے آنحضرت سے ملاقات کی اور مسلمانون کی تکالیف پر متاسف ہوا - اگرچہ معبد مسلمان نہ تھا مگر قبیلہ خزاعہ سے اور مسلمانون سے صلح تھی اسلئے اوس نے مسلمانون کی ہمدردی کی - اور مکہ چلدیا - راہ مین لشکر کفار ملا ابوسفیان عزم بالجزم کر چکا تھا کہ پیچھے لوٹ کے مسلمانون پر دوبارہ حملہ کرین - معبد نے کہا کہ لشکر اسلام بڑے شدومد سے دانت پیستا ہوا تمہارے پیچھے آرہا ہے کیون اپنی کمبختی بلاتے ہو جاؤ اپنے گھر کی راہ لو - اونکے ہمراہ اسقدر بڑی جمعیت ہے - مین ابھی اونکو حمرا الاسد مین چھوڑ کے آیا ہون - اور ایسا گمان کرتا ہون کہ تم یہان سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ اونکے گھوڑے تمہین نظر آجائینگے - یہ سنکر سب کی سٹی گم ہو گئی اور

خوف سے بھاگا بھاگ کوچ کرکے مکہ پہونچے۔ معبد نے یہ خبر آنحضرت کے پاس ایک آدمی کی زبانی کہلا بھیجی۔

تعاقب کے خوف سے جب قریش مکہ کو بھاگے توراہ مین عبد القیس کی جماعت کے لوگ اونہین ملے ابوسفیان نے اونکی زبانی آنحضرت سے کہلا بھیجا کہ ہم اب کی دفعہ تمہارا بالکل کھوج کھو دینگے لوگون نے آکے یہ بات مسلمانون سے کہی وہ سنکر بولے "حسبنا اللہ ونعم الوکیل"۔

حمراءالاسد مین کفار کے دو آدمی مسلمانون کے ہاتھہ آگئے ایک تو معاویہ ابن المغیرہ ابن امیہ اور دوسرا ابوعزہ شاعر جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ معاویہ کی سفارش حضرت عثمان نے بہت سی کی اس لئے چھوڑ دیا گیا مگر یہ حکم ہوا کہ تین دن کے اندر اندر مدینہ سے نکل جاوے اگر تین دن کے بعد وہ شہر مین دیکھا جائیگا تو مارڈالا جائیگا۔ مگر وہ محسن کش مدینہ سے نہ نکلا اور وہین چھپا رہا۔ بلکہ حضرت عثمان کو بھی اپنا منہ نہ دکھلایا۔ شاید کسی مکروفریب اور فتنہ انگیزی کی فکر مین ہوگا یا یہ غرض ہو کہ مدینہ کی خبرین مکہ پہونچایا کرون۔ اہل اسلام کو جو یہ خبر لگی تو آنحضرت نے زید ابن حارث اور عمار یاسر کو اوسکے پتا لگانے کے لئے متعین فرمایا۔ جب یہ دونون صاحب اوسکے پاس پہونچے تو وہ کمبخت اون سے مقابلہ کرنے کو مستعد ہوگیا۔ غرضکہ تکرار ہوتے ہوتے ہاتاپائی کی نوبت پہونچی چونکہ اوسکی موت سر پر کھیل رہی تھی مارا گیا۔ ابوعزہ کو جب خدمت نبوی مین لائے تو اوس نے بہت منت وسماجت کی اور کہا کہ یہ میرا قصور اور معاف ہوجاوے آیندہ ایسا نہ کرونگا حضرت نے فرمایا تو اس لئے آزادی چاہتا ہے کہ مکہ مین اپنی ڈاڑھی پر ہاتھہ پھیر پھیر کے کہے کہ مین نے محمد کو دو دفعہ دھوکا دیا۔ ایسا نہین ہوسکتا اور اوسکو قتل کرادیا۔

بمقام حمراءالاسد کفار بھاگے تو اس لئے تم کہہ سکتے ہو کہ میدان مسلمانون کے ہاتھہ رہا۔ مگر بقول ایک مؤرخ کے اس لڑائی مین صرف تیس ۳۰ کفار مارے گئے اور ستر مسلمان زخمی اور ستر ہی شہید ہوے

کچھہ مال غنیمت بھی مسلمانون کے ہاتھہ نہ آیا اس خیال سے بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمان ہارے ہماری راے مین فتح اور شکست عارضی باتین ہین مسلمان ایک سید ہارا ستہ بہو لگئے تھے یعنی اول تو حکم کی اطاعت نہین کی دوسرے فیصلہ قطعی کے پہلے لوٹ پر جھکے۔ اوسکے باعث یہ ہگتان بہگتا۔ ورنہ فتح کہلو یا شکست دونون ٹہیک ہین۔

حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ شہدا کی ارواح کو طائر سبز کے قالب مین رکہتا ہے اور اوسے اختیار رہوتا ہے کہ بہشت مین جہان کی چاہے سیر کرے اور جو چاہے کہاے اور رات کو اون سونے کی قندیلون مین جو سایۂ عرش کے تلے ہین بسیرا کرتی ہین۔ اور یہ بھی تحقیق ہے کہ اللہ جل جلالہ نے شہداے اُحد کو اپنے حضور مین بلا کے باتین کین خصوصاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار جناب عبد اللہ سے تو بالمشافہ کلام کیا۔ اور دریافت کیا کہ اگر تمکو کسی چیز کی خواہش ہو تو کہڈالو اسی وقت حاضر ہوگی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے التماس کی کہ یا الہ العالمین تیرے فضل وکرم سے ہمین کسی بات کی کمی نہین سب کچھہ موجود ہے البتہ ایک تمنا ہے اگر پوری کردی جاے حکم ہوا کہو کیون اوسے دل مین رکہہ چھوڑا ہے۔ عبد اللہ نے عرض کی کہ مجھے پھر دنیا مین بہیجدیا جاے تاکہ پھر راہ خدا مین شہید ہون۔ حکم ہوا بس بس اب تمہین دوبارہ تکلیف دینا منظور نہین۔ عبد اللہ بولے خیر تو ہماری یہان کی کیفیت سے ہمارے بہائیون کو دنیا مین خبر کردیجاے جواب ملا ہان البتہ یہ ممکن ہے لہذا اوسی وقت یہ آیتین نازل ہوئین۔ ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الخ''

چودہوین شعبان شب برات کو آنحضرت صلعم نے شہداے اُحد کے لئے استغفار کیا ہے اس لئے شب برات کو شہداے اُحد اور دیگر اموات کے لئے استغفار کرنا اور اونکو ثواب پہونچانا موافق سنت کے ہے۔ غزوۂ اُحد ماہ شوال کی ساتوین یا گیارہوین تاریخ واقع

ہوا تھا۔ آنحضرت نے اہل بقیع کے لئے بھی ایک دفعہ استغفار کیا ہے۔

۳؁ھ کے ماہ شعبان ہی مین حفصہؓ بنت عمر فاروق کا نکاح آنحضرت صلعم سے ہوا تھا اس سے پہلے حفصہ خنیس بن حذیفہ بدری کے نکاح مین آچکی تھین اور حضرت خنیس رضی اللہ عنہ نے مدینہ ہی مین وفات پائی تھی۔ ماہ رمضان مین آنحضرت نے زینبؓ بنت خذیمہ سے نکاح کیا۔ حضرت زینب کو ام المساکین بھی کہتے تھے کیونکہ وہ مسکینون کو کھانا بہت کھلایا کرتی تھین اور بھی ادا اونکی ہمارے حضور کو بہت بھائی تھی۔ کہتے ہین کہ حضرت زینب نکاح سے اٹھارہ دن بعد یا دو مہینے کے بعد یا تین ماہ بعد انتقال فرما گئین۔ چوتھے سال ہجرت مین شعبان کی چوتھی یا پانچوین تاریخ کو حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ پیدا ہوے لیکن اکثرون نے غزوہ اُحد کی تاریخون مین اختلاف بھی کیا ہے وہ چوتھی اور اکیسوین بھی بتاتے ہین اور بعض نے نصف ماہ لکھا ہے۔ مگر دن سنیچر تھا اور ماہ شوال اور ۳؁ھ اسمین سبکو اتفاق ہے۔ اس غزوہ مین مسلمانون کے لشکر کی تعداد سوار اور پیادے ملا کے سب ہزار آدمیون کے قریب بتائی گئی ہے۔ کوہ عتین کو بائین طرف لے کے مسلمان لڑنے کھڑے ہوے تھے اور اسی عتین مین وہ شگاف تھا جس سے نکل کے خالد بن ولید و عکرمہ بن ابی جہل نے لشکر اسلام کو درہم برہم کر دیا تھا اور جہان آنحضرت نے عبد اللہ بن جبیر کو معہ پچاس کمانداروں کے مقرر فرمایا تھا۔ اسی پہاڑ پر شیطان نے کھڑے ہو کر آواز دی تھی کہ محمدؐ مارے گئے۔

کفار کے علمبردارون مین سے پہلا طلحہ بن ابی طلحہ تھا جسکو کبش کتیبہ بھی کہتے تھے اوسے حضرت علی نے مارا۔ پھر عثمان بن ابی طلحہ نے علم لیا اوسے حضرت حمزہ نے مار گرایا۔ بعد اوسکے ابو سعید بن ابی طلحہ علمدار ہوا جسکو سعد بن ابی وقاص نے قتل کر دیا۔ پھر مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم تھاما اوسکو عاصم بن ثابت بن ابی اقلح نے ہلاک کیا۔ اسکے بعد حارث بن ابی طلحہ نے

علمداری اختیار کی مگر اوسے بھی عاصم نے مارا۔ بعدازان کلاب بن طلحہ نے علم سنبھالا اوسے
زبیر بن عوام نے جہنم رسید کیا۔ پھر حلاس بن طلحہ نے علم لیا۔ طلحہ بن عبیدہ نے اوسکا خاتمہ کردیا
بعدہٗ ارطاۃ بن شرجبیل نے علمداری کی۔ اوسے علی مرتضیٰ نے ختم کردیا۔ پھر شریح بن قارض علمبردار
ہوا اور مارا گیا مگر اوسکے قاتل کا نام نہین معلوم ہوا۔ آخرش بنی عبدالدار کے ایک غلام نے جسکا نام صواب
تھا علمداری کا وبال اپنے ذمہ لیا اور قزمان کے ہاتھہ سے قتل ہوا۔ واقدی کہتے ہین کہ قزمان منافق
تھا اور مدینہ مین لشکر اسلام سے تخالف کرکے رہگیا تھا۔ عورات مدینہ نے اوسے طعنہ دیا کہ مرد تو
لڑنے گئے ہین اور تو عورت ہے جو گھر مین بیٹھا رہگیا۔ یہ سنکر اوسکو غیرت آئی اور تیار ہوکے احد پہونچا
اوسوقت آنحضرت صفین برابر کررہے تھے کہ قزمان صف اول مین داخل ہوگیا۔ پہلے اوسی نے
لشکر مخالف کی طرف تیر چلایا اور مشرکین مین سے سات آدمی مارے آخرکار بہت زخمی ہوکے گرا اور
اپنی تلوار سے آپ اپنے تئین مارکے مرگیا۔ اب بنی عبدالدار مین علمداری کے لئے کوئی نہ رہا اور علم
نگون سار ہوگیا تب عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے علمبرداری کی۔

ابوسفیان نے انصار کو پیغام بہیجا تھا کہ اگر ہمارے برادرزادہ کو دیدو تو ہم واپس چلے جائین ہمین
تمسے کچھہ سروکار نہین ہے۔ انصار نے اسکا جواب سخت دیا کہ کفار کو گران گذرا اور لڑائی پر آمادہ ہوگئے
لڑائی کے وقت آنحضرت کے ساتھہ سات مہاجر اور سات انصار رہ گئے تھے مگر اکثرون نے
حضرت عمر فاروق اور محمد بن مسلمہ کو بھی اون مین شامل کیا ہے یون دو اور بڑہے تو سولہ ہوے۔

اوسدن تین مہاجر اور پانچ انصار نے آنحضرت صلعم کے ہاتھہ پر بیعت کی تھی کہ مرکے لڑائی
سے منہ پہیرینگے ورنہ جس جگہہ کھڑے ہین وہین جمے رہ جائینگے۔ اونکے نام نامی یہ ہین۔ علی۔
طلحہ۔ زبیر۔ ابودجانہ۔ حارث۔ حباب۔ عاصم۔ سھل۔ تیس ۳۰ آدمی آنحضرت سے آگے بڑہے ہوی
لڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے وو وجہی دون وجہک ونفسی دون نفسک وعلیک السلام غیر

مودع ما یعنی ہماری ذات آپکی ذات پر اور ہماری جان آپکی جان پر قربان ہے اور آپ پر سلام گریہ
سلام رخصت کا نہین ہے

اس لڑائی مین بہت سے مسلمان بہاگ نکلے آنحضرت کو اون پر نہایت غصہ آیا۔ آپ نے
نظر جو کی تو علی مرتضیٰ کھڑے معلوم ہوے پوچہا یا علی تم نے اپنے بہائیون کی اقتدا کیون نہین کی
جناب علی نے جواب دیا مین آپ کی اقتدا کرتا ہون نہ کہ اپنے بہائیون کی۔ پہر دو جماعتون نے
یکے بعد دیگرے آنحضرت پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا حضرت علی نے دونون کا مار کے ستہراؤ کردیا۔
اوسوقت ابودجانہ اور سہل بن حنیف ننگی تلوارین لئے ہوے رسول اللہ کی حفاظت کر رہے تھے

محمد بن یوسف قرمانی نے بیان کیا ہے کہ جن لوگون نے دندان مبارک رسول اللہ کے
توڑے تھے مین نے اونکی اولاد کو دیکھا کہ اونکے آگے کے دانت نہ تھے اُحد کے دن ستر وار
تلوار کے کفار نے آنحضرت پر کئے تھے۔ اللہ نے سب سے آپکو محفوظ رکھا جس گڑھے مین حضور
گرے تھے وہ ابو عامر راہب نے مسلمانون کی گھات مین کھودا تہا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے
حضرت علی کی مدد سے حضور کو اوس گڑھے سے نکالا۔ حضور نے خوش ہو کے اونکے حق مین یہ
بشارت دی ود من احب ان ینظر الی رجل یمشی فی الدنیا وہو من اہل الجنۃ فلینظر الی طلحۃ بن عبید اللہ
یعنی جو شخص دنیا مین کسی اہل جنت کو چلتا پہرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔

خنظلہ رضی اللہ عنہ کی شادی عین اوسی دن ہوئی تھی جسدن کہ جنگ اُحد تھی آپ نے ابہی
تک غسل جنابت بھی نہین کیا تہا کہ مدینہ مین مسلمانون کے شکست کہانیکی خبر پہونچی آپ اوسی طرح
ننگی تلوار لیکر دوڑے اور بہت سے کفار کو قتل کر کے خود بھی شہید ہوے۔ فرشتون نے اونہین
غسل دیا اس لئے اونکو غسیل الملائکہ کہتے ہین۔ حضرت خنظلہ بیٹے تھے ابو عامر راہب کے اِسلئے
اونکی لاش مثلہ نہین کی گئی۔ باقی سب لاشون کے ناک کان ہندہ وغیرہ زنان قریش نے کاٹ کے

ہار اور پہونچیان بنائی تھین اور گلہ مین اونہین پہنے پھرتی تہین۔

عمر ابن خطاب نے ایک گروہ صحابہ کے ساتھہ کفار کا مقابلہ کرکے اونہین پہاڑ پر چڑہنے ندیا اور مار کے ہٹادیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہین کہ شہداے اُحد کے جنازون کی نماز ین آنحضرت نے پڑہین اور امام شافعی کا قول ہے کہ نہین پڑہین۔

اس غزوے مین چار مہاجر اور چہیاسٹھہ [66] انصار شہید ہوے اور تیس کفار مارے گئے۔ اُحد ایک چھوٹا سا پہاڑ مدینہ کے شمال مین دو میل کی مسافت پر واقع ہے چونکہ وہ کسی پہاڑ سے اتصال نہین رکہتا اس لئے اوسے اُحد کہتے ہین آنحضرت نے احادیث اس پہاڑ کے فضائل مین فرمائی ہین۔

کہتے ہین کہ قریش بارادۂ جنگ جب مکہ سے چلکے موضع ابوا مین پہونچے جہان حضرت آمنہ کی قبر ہے تو باہم شورہ کیا کہ آنحضرت کی والدہ کی قبر کہود کے ہڈیان نکال لو اور مدینہ اپنے ساتھہ لئے چلو۔ بالفرض اگر اونہون نے ہماری عورتین گرفتار کرلین تو یہ ہڈیان دیکر اپنی عورتین چھڑا لینگے۔ نہین تو بہت سا مال لیکر وہ ہڈیان اونہین دیدینگے۔ ابوسفیان نے اس راے کو پسند نہ کیا اور کہا کہ بنوبکر اور خذاعہ محمد کے دوست ہین اگر یہ خبر اونہین پہونچیگی تو ہماری سب قبرین کہود کے پھینک دینگے

جب لشکر اسلام مقام شیخین پر پہونچا تو ایک گروہ کو مجتمع پایا کہ اونکی آوازون مین خشونت تھی آپ نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہین۔ صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ حلیف ہین عبداللہ بن ابی کے اور مذہب یہود رکہتے ہین۔ آنحضرت نے فرمایا تم مشرکین کے مقابلہ کو جاتے ہو پس مشرکین سے مدد نہ لو لہذا اونکو واپس کردیا۔

اُحد مین پہونچکے آنحضرت صلعم نے نماز عشا پڑہی اور فرمایا کہ رات کو کون لشکر کی حفاظت کریگا

ایک شخص نے جوابدیا کہ مین - آپ نے اوسکا نام پوچھا اوس نے کہا ذکوان آپ نے فرمایا اچھا بیٹھو - پھر آواز دی کہ کون رات کو لشکر کی حفاظت کریگا - پھر جواب ملا کہ مین - آپ نے نام دریافت کیا تو بولا کہ ابو سبع - آپ نے حکم دیا کہ اچھا تم بھی بیٹھو - پھر حضور نے پکارا کہ آج رات کو کون لشکر کی حفاظت کریگا - جواب دیا گیا کہ مین - آپ نے نام پوچھا تو کہا ابن عبد قیس - آنحضرت کا ارشاد ہوا کہ اے ابن عبد قیس تم اور ابو سبع اور ذکوان تینون یار ملکے ہمارے خیمہ کی پاسبانی کرو - ذکوان نے ہاتھہ باندہ کے عرض کی کہ حضور تینون بار مین ہی تو بولا تہا کہ کسی نہ کسی نام سے تو میری خدمت منظور ہوجائیگی - حکم ہوا کہ اچھا تمہین حفاظت کرو خدا تمہارا نگہبان ہے - حضرت ذکوان نے زرہ پہنی اور ڈھال تلوار لیکے رات بھر خیمہ اقدس اور لشکر کا پہرہ دیا -

جنگ کے دن جب لشکر اسلام مین اپنی ہی غلطیون سے تلاطم پڑگیا تہا تو اسید بن حضیر کے مسلمانون ہی کے ہاتھون سے دو زخم لگے تھے - اور ابوہریرہ کے بھی اسی طرح دو زخم آئے تھے - حضرت ابوہریرہ سے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے تو آپ نے جوابدیا کہ "وہ ہو فی سبیل اللہ" -

روایت ہے کہ جسوقت دونون لشکر لڑائی مین مشغول تھے تو ہندہ معہ دیگر عورات کے دف بجا بجا کر یہ گاتی تہی -

نحن بنات طارق ۰ نمشے علی النمارق ۰ مشے القطا البوارق ۰ ان تقبلوا نعانق ۰ او تدبروا نفارق ۰

اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اسی گڑبڑ مین حذیفہ کے والد یمان مسلمانون کے ہاتھہ سے مارے گئے آنحضرت نے اونکا خون بہا قاتلون سے حضرت حذیفہ کو دلوایا - آپ نے نہین لیا - پس وہ مسکینون کو دیدیا گیا - حضرت حذیفہ ہمیشہ اپنے باپ کے قاتلون کے لئے طلب رحمت اور مغفرت خدا سے کیا کرتے تہے -

کہتے ہین کہ اصحاب اوسوقت چار رنگون پر منقسم ہوگئے تھے - کچھہ تو لڑے اور شہید ہوے

اور کچھہ بھاگ کے پہاڑیون مین جا چھپے - اور بعض شہر مین جا کے بیٹھ رہے عثمان بن عفان اسی تیسری قسم مین تھے - بعد اطمینان کے وہ پھر لڑائی مین آکر شامل ہوے اس لیے یہ آیت اون سب کے جرم کی معافی کے لیے کلام مجید مین نازل ہوئی اور چوتھی جماعت ثابت قدم رہی اور اپنی جگہہ سے نہ ٹلی - مگر یاد رہے کہ خدا ان چارون اقسام متذکرہ بالا سے خوش ہے کیونکہ یہ معاملہ بے ترتیبی اور غلطی راے کا ہے نہ اور کچھہ -

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ○

ترجمہ جو لوگ تم مین سے ہٹ گئے جسدن لڑین دو فوجین - سو اونکو ڈگادیا شیطان نے کچھہ اونکے گناہ کی شامت سے اور اونکو بخش چکا اللہ - اللہ بخشنے والا ہے تحمل رکھتا -

حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جنگ احد مین سولہ تلوارین میرے لگین - جنمین سے چار کی ضرب سے مین زمین پر گر پڑا تھا -

حضرت طلحہ کے اس لڑائی مین ۸۰ زخم لگے تھے -

سعد بن ابی وقاص نے مالک بن زبیر کافر کی آنکھہ مین تیر مارا کہ وہ سر توڑ کر نکل گیا اور مالک بن زبیر جہنم کو روانہ ہوا - اوس نے بہت سے مسلمان زخمی کئے تھے -

عبد اللہ بن جحش کی تلوار لڑائی مین ٹوٹ گئی حضرت نے ایک لکڑی اونھین دیدی اوسی نے تلوار کا کام بخوبی دیا -

عمرو بن جموح انصاری اعرج کے چار بیٹے تھے اور چارون لڑائی مین شامل تھے لوگون نے اون سے کہا کہ تمہارے بیٹے تو شامل ہین تم جا کے کیا کرو گے کیونکہ تم لنگڑے ہو تم پر جہاد فرض نہین - مگر بیوی اونکی اور وہ بھی چاہتے تھے کہ لڑائی مین جائین حضرت عمرو بن جموح نے ہتیار لیئے

اور یہ دعا کی وو اللھم لاتردنی الی اہلی "یعنی اے اللہ اب تو مجھے میرے گھر پھیر کے نہ لائیو۔ اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے۔ آپ نے بھی فرمایا کہ اے ابن جموح تمپر جہاد فرض نہین۔ مگر اونہون نے عرض کی کہ حضور مجھے بڑا شوق ہے کہ جنت مین لنگڑاتا پھرون۔ اونکا اشتیاق بڑھا ہوا دیکھکر حضرت نے اجازت دیدی۔ عمرو بن جموح لڑائی مین اکڑتے ہوے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین ہون جنت کا مشتاق اور بیٹا بھی باپ کے پیچھے بھاگا پھرتا تہا۔ دونون خوب ہی لڑ لڑ کے شہید ہوے۔ عمرو بن جموح کی بیوی ہند اپنے میان اور بیٹے کی لاشین اونٹ پر لاد کے دفن کرنیکو مدینہ لے چلین مگر اونٹ گھٹنون کے بل بیٹھہ گیا۔ اوسے مدینہ کی طرف مار مار کے ہانکتے تھے وہ نہین چلتا تہا اور لیٹ جاتا تہا لیکن جب چھوڑ دیتے تھے تو اُحد کی طرف منہ کر کے دوڑتا تہا جب لوگ اوس اونٹ سے زچ ہو گئے تو ہند روتی پیٹتی آنحضرت کی خدمت مین آئین اور حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اے ہند اونٹ خدا کے حکم کے خلاف کیسے کریگا وہ تو مامور ہے۔ اچھا بتاؤ تمہارے میان نے گھر سے چلتے وقت کیا کہا تہا۔ ہند نے جوابدیا کہ دعا کی تھی وو یا اللہ اب مجھے گھر پھیر کر نہ لانا " حضور نے فرمایا بس یہی سبب ہے اونٹ کے نہ چلنے کا۔ بھلا خدا کہین اپنے ایسے دوستون کا سوال رد کرتا ہے۔ بس تم اون لاشون کو جہان پڑی تہین وہین ڈالدو۔ اور گھر جاؤ۔ یہ لوگ تو یہین دفن ہونگے۔

جنگ اُحد مین جب مسلمان بھاگ نکلے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالے عنہ مہاجرین کے علمبردار جہان تھے وہین کھڑے رہگئے اپنی جگہہ سے اصلا جنبش نہ کی۔ ابن قمیہ نے اونکے داہنے ہاتھہ مین تلوار ماری کہ وہ کٹ گیا۔ حضرت مصعب نے علم دوسرے ہاتھہ مین لیلیا۔ اور کہتے تہے وو ماحمد الارسول قد خلت من قبلہ الرسل "یعنی محمد صرف رسول اللہ ہین اور تحقیق ان سے پہلے اور رسول بھی گذرے ہین۔ اوس ملعون نے دوسری تلوار ماری دوسرا ہاتھہ بھی الگ ہو کے

گر پڑا - پھر اونہون نے وہی کلمہ کہا اور علم کو دونون بازوؤن سے پکڑکے چہاتی سے لگالیا - پھر اوس نے تیر مارا وہ شہید ہوے - اور نشان اونکے بہائی ابوالروم نے لپک لیا -

اب ابوالروم ہی علم آگے آگے لئے ہوے مدینہ لاے - حضرت مصعب جلیل القدر اصحاب مین سے تھے اور بڑے عالم فاضل تھے - حبش کو جو مسلمان ابتداے نبوت مین ہجرت کر کے گئے تھے آپ اونمین شامل تھے - جنگ بدر مین بھی حاضر ہوے - آنحضرت نے بعد بیعت عقبہ ثانیہ یا بعد عقبہ اولی کے اونہین مکہ سے مدینہ کو انصار کے ساتھ مسائل دین کی تعلیم کے لئے بہیجا تہا - قبل اسلام لانے کے آپ بڑے امیر تھے اور عیش و کامرانی مین مشغول رہتے تھے اسلام لا کے زہد و تقویٰ اختیار کیا - ایک دن آنحضرت صلعم نے اونکو چمڑے کا پرانا تسمہ کمر سے باندہے دیکھا فرمایا دیکھو مصعب کو - خدا نے اسکا دل روشن کر دیا ہے - ایک زمانہ وہ تہا کہ مین نے اسکے باپ کو اسکے لئے دوسو درہم کا حلہ خریدتے ہوے دیکھا تہا - اور اب جو خدا اور رسول کی محبت مین اسکی حالت ہے اوسے تم دیکھتے ہی ہو -

وہب بن قابوس مزنی اور اونکے بھتیجہ حارث بن عقبہ بن قابوس اگرچہ پہلے سب مسلمانون کے ساتھ لوٹ مین مشغول ہو گئے تھے - مگر جب خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل پیچھے سے مسلمانون پر حملہ آور ہوے تو وہب اور حارث نے اونکے مقابلہ مین بڑی ثابت قدمی اور شجاعت و مردانگی دکھائی - اسی عرصہ مین کفار کا ایک گروہ آنحضرت صلعم کی طرف جہکا - حضور نے فرمایا "من ہذہ الفرقۃ" یعنی ہے کوئی ایسا جو اس فرقہ کو دفع کرے - وہب نے جوابدیا "انا یا رسول اللہ" اے رسول خدا مین ابھی ان کو خاک مین ملاے دیتا ہون - یہ کہکر ایسے تیر نشانہ باندہ باندہ کے لگاے کہ سب بہاگ گئے - پھر دوبارہ ایک گروہ شقاوت پژوہ نے حضور کی طرف رخ کیا آپ نے کہا "من ہذہ الکتیبۃ" ہے کوئی ایسا جو انہین روکے - وہب نے تلوار پکڑی اور اونہین بہگا دیا - پھر ایک اور

جماعت کی کمبختی آئی - آپ نے ارشاد کیا - "من ہو لاہ" وہب نے بدستور جواب دیا - آنحضرت نے فرمایا - "قم وابشر بالجنۃ" یعنی اوٹھہ اور جنت کی بشارت لے - وہب نے یہ سنکے تلوار لی اور کفار پر پل پڑے کافرون نے چارون طرف سے اونہین گھیر لیا اور شہید کیا اونکے بعد اونکے بھتیجہ حارث نے بڑی کوشش وجان فشانی کرکے شہادت پائی - جناب عمر فاروقؓ نے فرمایا ہے کہ میری دلی آرزو اور اصلی تمنا یہی ہے کہ میری موت مزنی کی موت کی طرح ہو - اور سعد بن وقاص نے کہا ہے کہ مین نے جو بہادری احد مین وہب بن قابوس کی دیکھی ویسی کسی دوسرے آدمی سے ظہور مین نہین آئی - ایسے شجیع دنیا مین کب نظر آتے ہین - آنحضرت صلعم اونکے سرہانے کھڑے ہوے فرماتے تھے "رضی اللہ عنک فانی عنک راض" خدا تم سے راضی ہو اس مین بھی تم سے راضی ہون دفن شہدا کے وقت اگرچہ آنحضرت کو کمال ضعف تھا اور سید ہے کھڑے نہین ہو سکتے تھے مگر آپ نے وہب کی لاش کو اپنے ہاتھہ سے دفن کیا -

عمرو بن ثابت بن وقش کی تمام قوم ایمان لے آئی تھی وہ سب اونکو ہدایت کرتے تہے کہ مسلمان ہو جاؤ مگر عمرو بن ثابت کے سمجھہ مین نہ آتا تھا - اتفاقاً اوسی دن پردہ غفلت کا اونکے دل سے دور ہوا اودہر مسلمان احد کو جا رہے تھے کہ نور یقین اونکے اندر چمک اوٹھا - ہتیار لیکر لڑائی پر جو جہک گئے تو تمام مجمع کفار کو زیر و زبر کر دیا جب لڑتے لڑتے شل ہو گئے تو شہید ہوے رسول کریم نے اونکے حق مین "انہ لمن اہل الجنۃ" فرمایا ہے - یعنی وہ ضرور جنتی ہین -

مخریق نام ایک یہودی مالدار احبار بنی اسرائیل مین سے تھا اوس نے کتب سابقہ مین تعریف نبی آخر الزمان کی پڑہی تھی - آپ تو احد تشریف لئے جاتے تھے کہ مخریق کے دل مین اسلام نے جوش مارا - سنیچر کا دن تھا اوس نے اپنی تمام قوم سے کہا کہ تم سب مسلمان ہو جاؤ لیکن کسی نے نہین مانا - پس مخریق اوٹھا اور تلوار لیکے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایمان لایا - درست اعتقادسے

مشرکین سے لڑکے شہید ہوا۔ بموجب اوسکی وصیت کے آنحضرت صلعم نے اوسکا مال مسلمانون پر تقسیم کردیا۔ آپ نے مخریق کو بہترین یہود کہا ہے۔

نسیبہ بنت کعب نے اپنے خاوند زید بن عاصم اور ایک بیٹی عمارہ اور ایک بیٹے عبداللہ کے ساتھ تمام وکمال اہتمام لڑائی کا کیا۔ بیچاری عورت ذات مشک لیئے ہوے دن بھر مسلمانون کو پانی پلاتی رہین۔ جب دیکھا کہ کفار کا غلبہ ہوا تو پانی پلانا موقوف کردیا اور مشرکین سے لڑنے لگین۔ یہان تک کہ تیرہ زخم لگے جنمین ایک ایسا تہا جو سال بہر مین اچہا ہوا۔ وہ زخم ابن قمیہ کے ہاتھ سے لگا تہا۔ حضرت نسیبہ نے بہی اوسکو خوب خوب جواب دئیے لیکن وہ دو زرہین پہنے تہا اس لئے کچہ اثر نہوا۔ جب نسیبہ کے زخم لگا تو آنحضرت صلعم نے اونکی بیٹی عمارہ کو آواز دے کر فرمایا کہ اپنی مان کو آکے سنبہالو۔ اور زخم کی مرہم پٹی کرو۔ یہ دونون مان بیٹان خوب خوب لڑین۔ نسیبہ کے پاس سپر نہ تھی آپ نے ایک صحابی سے جو آپ کے پاس بیکار کھڑے ہوے تھے فرمایا کہ تم اپنی سپر اس لڑنے والی ہی کو دیدو۔ چنانچہ وہ سپر نسیبہ نے لیلی۔ اور کفار کے حملے جو حضور پر ہوتے تھے روکنے لگین۔ کفار مین سے ایک سوار نے اونہین تلوار ماری جو کارگر نہوئی۔ نسیبہ نے اوسکے گھوڑے کے ایک ہاتھ دیا گھوڑا گر پڑا اور سوار اوس پر سے الگ جا رہا۔ آنحضرت نے عمارہ کو پکار کے پھر اونکی مان کے پاس بہیجا۔ مان بیٹیون دونون نے ملکے اوس سوار کو مار لیا۔ عبداللہ بن نسیبہ کے ایک مشرک نے ایسا زخم لگایا جس سے خون نہین بند ہوتا تہا۔ نسیبہ نے اوسے باندہا اور کہا اوٹھہ کفار کا مقابلہ کر۔ اتنے مین وہی کافر نسیبہ کے سامنے سے گذرا۔ آنحضرت نے بتایا کہ اسی نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ نسیبہ نے ایک ہاتھ تلوار کا اوسکی پنڈلی مین مارا کہ وہ لڑکھڑا کے گر پڑا۔ آنحضرت ہنس دیئے۔ نسیبہ نے عرض کی حضور دعا کیجیے کہ مین آپ کے اہل بیت کے ساتھ قیامت کی دن قبر سے اوٹھون اور اونہین کی رفاقت مین جنت مین رہون آنحضرت نے جوابدیا کہ نسیبہ تو اوس دن

میری رفیق بنائی جائیگی اور دعا کی ،، اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنتہ ،، یا اللہ نسیبہ اور اوسکے کنبے کو جنت مین میرا رفیق بنائیو۔ اسکے بعد نسیبہ خوش ہو ہو کے لڑتین اور کہتی جاتی تہین کہ اب جو مصیبت چاہے مجہپر پڑے مین کچہہ خوف نہین کرتی ہون۔ جنگ یمامہ مین بھی وہ شامل تہین اور مسیلمہ کذاب کو تلاش کرتی پھرتی تہین۔ ناگہان ایک شقی نے اونکے ایک تلوار ماری ہاتہہ کٹ کے گر پڑا باوجود اسکے بھی وہ لڑنے سے باز نہ رہین۔ اور تہوڑی دیر کے بعد اوس مردود کو مار لیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہے کوئی ایسا جو سعد بن ربیع بن عمرو انصاری عقبی بدری کی خبر لادے کہ اونکا کیا حال ہوا۔ لوگ ادہر اودہر دوڑے۔ ایک انصاری نے اونکو مردون مین پڑے ہوے دیکہا کہ ایک رمق جان باقی تہی آپنے حضرت خواجہ عالم کا سلام اون سے کہا۔ سعد نے کہا کہ میرا بھی سلام حضور سے عرض کر کے کہنا ،، جزاک اللہ عنا یا رسول اللہ افضل ماجزی نبیا عن امتہ ،، یعنی اے رسول اللہ جزا دے اللہ تمکو ہماری طرف سے بہتر اوس جزا سے جو اللہ نے کسی نبی کو اوسکی امت کی طرف سے دی ہو۔ پھر اور اصحاب کو میری جانب سے سلام کہدینا۔ اور کہنا کہ اگر آنحضرت کی خدمت گذاری مین ذرا بھی قصور کرو گے تو خدا تمہارا کوئی عذر نہ سنیگا اتنا کہکے جان بحق تسلیم ہوے۔ اون انصاری نے سارا ماجرا خدمت نبوی مین آکے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ،، اللھم ارض عن سعد بن الربیع ،، یعنی اے اللہ راضی ہو سعد بن ربیع سے۔

ایک عورت کا باپ بیٹا اور خاوند اور علاوہ اونکے اور سب رشتہ دار اسی جنگ مین شہید ہو گئے کوئی باقی نہ رہا بیچاری اکیلی رہگئی۔ سب سے پوچہتی تھی لوگو للہ مجھے یہ تو بتادو کہ رسول اللہ تو صحیح وسالم ہین لوگون نے اوسے لا کے حضور مین کھڑا کر دیا کہ اپنی آنکھون سے دیکھہ لے۔ اوس نے زیارت کی اور خوش ہو گئی اور کہا کہ اب مجھے کسیکا غم نہین ہے۔

سولہوین شوال اتوار کے دن آنحضرت نے بلال کو حکم دیا کہ مشتہر کر دو ہم جہاد کے لئے پہر جائینگے

پس وہی لوگ ہمارے ساتھہ چلین جو جنگ احُد مین شامل تھے - تاکہ مشرک یہ نہ سمجھین کہ مسلمانون
کو ہمنے اتنا زچ کیا کہ وہ مضمحل ہو گئے ہین - اِس ارادہ سے آٹھہ کوس تک چلے گئے اور تین دن حمراء
الاسد مین رہکر واپس آے - کفار کو جو تعاقب کی خبر ہوئی تو سر پر پیر رکھکے بھاگے -

اسی سال مین حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا بعد ولادت امام حسن کے پچاسوین دن
حاملہ ہوئین یعنی حضرت امام حسین آپ کے رحم پاک مین آے -

بروایت واقدی رح کفار قریش کی طرف سے عمرو بن عاص - ہبیرہ بن وہب - ابن بعری -
اور ابو عزی وغیرہ اطراف عرب سے حمایتی تلاش کرنے اور فوج کفار کے لیئے آدمی جمع کرنے گئے
تھے - تین نشان بناے گئے - ایک سفیان بن عوف کو - دوسرا طلحہ بن ابی طلحہ کو - اور تیسرا
کسی اور شخص کو ملا -

حضرت عباس نے جو اطلاعی خط مکہ سے مدینہ آنحضرت صلعم کو بھیجا تھا وہ آپکو مسجد قبا مین ملا -
ابی بن کعب نے اوسکا مضمون کچھہ تو باواز بلند پڑہا اور کچھہ مخفی آپکو سنایا - بعد ازان عمرو بن سالم
مکہ سے آکے حضور کو یہ خبر دے گئے کہ قریش ذوی طویٰ مین آ گئے ہین اور فوراً مکہ واپس گئے -
قریش کے کان اونکی آمد و رفت سے کھڑے ہو گئے کہ بیشک آنحضرت کو ہماری چڑہائی کی خبر ہو گئی ہے
اب مسلمان قلعہ بند ہو جائینگے اور ہمارا کچھہ بس نہ چلیگا - صفوان بولا خیر اگر وہ ہاتھہ نہ آئینگے تو ہم
اوس و خزرج کے باغ کاٹ ڈالینگے جس سے اونکی معاش برباد ہو جائیگی اور وہ اگر میدان مین آکے
ہم سے لڑے تو پھر کیا کہنا - ہمارا لشکر اون سے بہت زیادہ ہے - کنوئین جھکا دینگے - کفار کا لشکر
پانچوین شوال جمعرات کو موضع وطاء مین اوترا - قریش کے دس سوارونکا طلیعہ سلمہ بن سلامہ کو ملگیا
اور آپسمین تیر اور پتھر چلے - اس ایک شیر نے دسون سوارون کو نو کدم بھگا دیا - پھر حضرت سلمہ نے

اپنے کھیت مین سے گڑے ہتیار نکالے اور اپنی قوم بنی اشہل کو اس ماجرے سے مطلع کردیا۔

آنحضرت صلعم کی راے تھی کہ مدینہ سے باہر نہ نکلین شہر ہی مین رہ کر لڑین۔ چنانچہ آپ نے اصحاب سے مشورہ طلب کیا۔

عبداللہ بن ابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ ہمین بہت سی لڑائیان دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ہم عورتون اور بچون کو ٹیلون اور گڑھیون مین محفوظ کر دیتے تھے اور خود شہر کی گلیون اور کوچون مین جم جاتے تھے پھر مردون کے تیر اور نیزے اور عورتون کے پتھر دشمنون کا منہ پھیر دیتے تھے۔ اسی طرح ہم مہینون لڑے ہین۔ ہان مدینہ سے نکلکے جب کبھی لڑے ہین تو زک ہی اوٹھائی ہے۔ اور جب شہر کے اندر سے لڑے ہین تو دشمن منہ کی کھاکے بھاگا ہے آپ بھی ایسا ہی کرین انشاءاللہ تعالےٰ فتح ہوگی۔ اکابر اصحاب نے بھی یہی راے پسند کی مگر جوش بھرے نوجوان جو جنگ بدر مین حاضر نہو سکے تھے اور شہادت کے سچے ولولے دل مین رکھتے تھے اور معمر صحابہ جنہین اسلام نے بڑھاپے مین جوان کر دیا تھا نہ مانے۔ حضرت حمزہ۔ سعد بن عبادہ اور نعمان بن مالک وغیرہ انہین مین سے تھے۔

ابوسعید خدری کے باپ مالک بن سنان کھڑے ہو کے کہنے لگے کہ یارسول اللہ آج وہ دن ہے کہ دو دولتون مین سے کوئی دولت ہمین ملے یا تو فتح پائین یا شہید ہو جائین۔ مگر آپ نے اسکا کچھہ جواب ندیا پس مالک بیٹھہ گئے۔

آنحضرت صلعم کے عم بزرگوار صف شکن جرار ہنر بر رسول شیر خدا حضرت حمزہ سامنے آے اور فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے آپ پر قرآن اوتارا ہے مین اوس وقت تک کھانا نہ کھاؤنگا جب تک کہ شہر سے نکل کے دشمنون کو موت کا ذائقہ نہ چکھا لونگا۔ چنانچہ آپ نے جمعہ اور سنیچر دونون دن روزہ رکھا اور روزہ دار ہی شہید ہوے۔

نعمان بن مالک بولے کہ مین شہادت دیتا ہون کہ ذبح کی ہوئی گاے جو آپ نے خواب مین

دیکھی ہے مین ہون للہ آپ مجھے اس دولت غیر مترقبہ سے محروم نہ کرین۔ قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جسکے سوا کوئی معبود نہین۔ مین بیشک جنت مین جاؤنگا۔ فرمایا کس طرح تم نے جانا۔ عرض کی کہ مین اللہ اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہون اور جہاد سے بھاگتا نہین۔ حضور نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ چنانچہ نعمان احد ہی مین شہید ہوے۔

پھر ایاس بن اوس نے التماس کی کہ یا رسول اللہ ہم قبیلہ بنی عبد الاشہل سے ہین تمنا ہے کہ وہ فرج کی ہوئی گاے ہم ہون ہم جنت مین جائین اور وہ دوزخ مین۔ پس ہم سے نہین ہوسکتا کہ قریش اپنے اپنے گھر جا کے کہین کہ ہمنے مسلمانون کو اونکے گھرون سے نکلنے نہین دیا اور اونکی کھیتیان تباہ کر ڈالین۔ ہم تو ایام جاہلیت مین کسی سے مغلوب نہین ہوے ہین چہ جائیکہ اب جبکہ حضور کی برکت سے ہمین حق کی قوت حاصل ہے۔

ابو سعید خیثمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ قریش بڑے سامان اور لشکر سے ہم پر چڑھے ہین اگر یون ہی لوٹ گئے تو بہت دلیر ہو جائینگے اور ہمیشہ لوٹ مار کر نیکو ہمپر چڑھ آیا کرینگے۔ اور دیگر دہقانی بھی ایسا ہی کرینگے۔ میرا بیٹا بدر مین شہید ہو چکا ہے رات کو مین نے اوسکو خواب مین دیکھا تھا۔ اوس نے بیان کیا کہ خدا مجھ سے بہت خوش ہے اور مین جنت مین عیش کرتا ہون یا رسول اللہ اب مین بڈھا ہوا دعا کیجیے کہ مجھے شہادت نصیب ہو آپ نے دعا فرمائی اور وہ اسی جنگ مین شہید ہوے۔

جب لشکر اسلام درہم و برہم ہوا اور ہلڑ مچ گیا تو مسلمان کئی حالتون مین ہو گئے۔ بعض تو بھاگ کے موضع مہراس تک پہونچے۔ اور کچھ بھاگے تو سہی مگر تہوڑی دور جا کے واپس چلے آے۔ اور بعض بھاگنے کو تھے مگر معاً سنبھلے اور میدان مین جمگئے۔ کچھ وہ بھی تھے جنکو جنبش ہی نہین ہوئی۔ پھر ان ثابت قدم رہنے والون اور پھرنے والون مین سے بعضے تو متفرق طور پر لڑتے رہے اور مرا کئے۔ اور کچھ حضرت کی خدمت مین فوراً پہونچ گئے۔ اور بعض حضرت کو تلاش ہی کرتے رہے اور

آخر وقت مین حاضر ہوے - آنحضرت صلعم کی خدمت مین اوسوقت بہت ہی کم اصحاب رہگئے تھے جنکی تعداد چودہ سے تئیس تک بیان کی جاتی ہے - اونمین سے سولہہ کے نام ہم اوپر لکھہ چکے ہین -

حضرت ابوبکر صدیق پروانہ وار ہر وقت حضور کے گرد رہے - ناگاہ عبدالرحمن آپ کے بیٹے نے جو اوسوقت تک مسلمان نہ ہوے تھے فوج اعدا سے نکلکے کہا کہ ہے کوئی ایسا جو میرا مقابلہ کرے - تو آپ سے نرہا گیا اور جھٹ تلوار میان سے نکالکے شیر غران کی طرح اپنے بیٹے پر دوڑے - آنحضرت پکار اوٹھے کہ اے ابوبکر تمہارا ہٹنا میرے پاس سے اچھا نہین تم اپنی زندگی سے ہمین نفع دو اور تلوار اپنے نیام مین کرلو -

شماس بن عثمان کی نسبت آنحضرت نے خود فرمایا ہے کہ جنگ کے دن شماس میری سپر تھے جسوقت مین تیر پھینکتا اور کفار میری طرف آنے کا ارادہ کرتے تو شماس بزور شمشیر اونہین ہٹا دیتے تھے - اور اپنی جان مجھپر فدا کرنیکو برابر تیار رہے - آخر کار شہید ہوے -

عباس بن عبادہ و خارجہ بن زید نہایت جوانمردی سے لڑے - اور پکار پکار کے کہتے تھے کہ اے مسلمانو اگر آنحضرت شہید ہو گئے تو خدا کو کیا منہ دکھاؤگے - ہماری نافرمانی اور خلاف ورزی نے لشکر اسلام مین یہ گڑبڑ ڈالی ہے - بالآخر دونون شہید ہو گئے - حضرت خارجہ زخمون مین نہایت چور تھے کہ مالک بن وخشم نے اون سے کہا کہ آنحضرت شہید ہو گئے - خارجہ نے جوابدیا کہ اللہ تو زندہ ہے ہمکو چاہئے کہ ہم خود اللہ کے لئے لڑین اور دین کی حمایت کرین - اور یہی جواب مالک بن سعد بن ربیع نے دیا تھا -

ایک مشرک زرہ پوش نے سعد بن مولا حاطب کو شہید کیا حضرت رشید نے اوس مشرک پر حملہ کیا اور ایک ہی وار مین اوسکے دو ٹکڑے کر ڈالے - پھر اونکا بھائی ابن عویم جو کفار کی طرف تھا اون پر لپکا آپ نے ایک ہی ہاتھہ مین اوسکا خود و سر دونون اوڑا دیئے اور وہ مرگیا اوسدن آنحضرت

نے رشید کی کنیت ابوعبداللہ مقرر کی۔

آنحضرت صلعم لڑائی مین جس جگہہ جا کے کھڑے ہوے تھے وہان سے ایک بالشت بھی قدم نہ ہٹایا اور اخیر وقت تک وہین کھڑے ہوے مسلمانون کو اسطرح لڑایا کئے جیسے کوئی بڑا تجربہ کار ہو۔

آپ بھاگنے والون کے نام لے لیکر پکارتے جاتے تھے اور خود بھی تیر و پتھر پھینکتے بلکہ لڑنے والون کو تیر دیتے تھے۔ عبداللہ بن شہاب کہتا ہے کہ ہم چار آدمیون نے باہم عہد کیا کہ حضور اقدس کو مضرت پہونچائین مگر کچھہ بھی نہ کر سکے۔ اوسدن آپ پر تلوار کے ستر وار ہوے لیکن اللہ تعالے نے آپکو محفوظ رکھا۔ جب لڑائی کے بعد آنحضرت مدینہ مین آگئے تو مغرب کی نماز کے وقت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کے سہارے سے مسجد مین تشریف لاے مگر عشا کی نماز کو بغیر سہارے ہی تشریف لے آے تھے۔

مدینہ کے منافق اور یہود اور خصوصاً ابن ابی باتین بنانے لگے کہ اگر آپ پیغمبر ہوتے تو ایسی بلا مین نہ پھنستے۔ حضرت عمر فاروق کو تاب نہ رہی اور تلوار نیام سے کھینچکے آنحضرت سے اجازت طلب کی کہ اگر حکم ہو تو سب یہودیون کو خاک مین ملا دون۔ آپ نے فرمایا۔ عمر۔ صبر کرو اللہ خود اپنے پیغمبر کو غلبہ دیگا یہود تو ہمارے ذمی ہین۔ پھر طیش مین آگر عرض کیا کہ اچھا تو منافقون ہی کے قتل کا حکم دیدیجئے فرمایا کہ وہ اسلام کا اقرار کرتے ہین اور مجھے کلمہ گو کے قتل کا حکم نہین ہے۔

آنحضرت نے آٹھوین شوال روز اتوار کو بعد نماز فجر حمراء الاسد کا ارادہ کر دیا اور اونہین تھکے ماندے زخمیون کو ساتھہ لیا جو جنگ اُحد مین شریک تھے کسی نئے آدمی کو ہمراہ چلنے کی اجازت نہ ہوئی اور مشرکین قریش کا تعاقب کیا۔ مشرکین ذی روحہ تک پہونچ چکے تھے یہ خبر سنکے اپنے ہوش وحواس کھو دیئے اور بھاگتے نظر آے۔ اوسدن علم حضرت علی مرتضیٰ یا حضرت ابوبکر صدیق رض کو مرحمت ہوا تھا۔

شہدائے اُحد کے اسمائے مبارک

(۱) اَللّٰھُمَّ اسئلک بسیّدنا حمزۃ بن عبد المطّلب المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الف

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۲) بسیدنا انس بن النضر الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۳) وبسیدنا اُنَیس بن قتادۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴) وبسیّدنا اوس بن الارقم الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵) وبسیدنا اوس بن ثابت الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶) وبسیدنا ایاس بن اوس الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷) وبسیدنا ایاس بن عدی الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ث

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۸) بسیدنا ثابت بن الدحداح الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹) وبسیدنا ثابت بن عمرو الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰) وبسیدنا ثابت بن وقش الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۱) وبسیدنا ثعلبۃ بن سعد الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۲) وبسیدنا ثقب بن فروۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۳) وبسیدنا ثقف بن عمرو المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ح

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۱۴) بسیدنا حارث بن انس الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۵) وبسیدنا حارث بن اوس الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۶) وبسیدنا حارث بن ثابت بن سفیان الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۷) وبسیدنا حارث بن ثابت بن عبد اللہ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۸) وبسیدنا حارث بن عدی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۹) وبسیدنا حارث بن عقبۃ المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۲۰) وبسیدنا حارث بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۲۱) وبسیدنا حاب بن قیظی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۲۲) وبسیدنا حبیب بن زید الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۲۳) وبسیدنا حُسَیل بن جابر الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۲۴) وبسیدنا حنظلۃ بن ابی عامر الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

خ

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۲۵) بسیدنا خارجۃ بن زید الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۲۶) وبسیدنا خداش بن قتادۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۲۷) وبسیدنا خلاد بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۲۸) وبسیدنا خیثمۃ بن الحارث الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ذ

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۲۹) بسیدنا ذکوان بن عبد قیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ر

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۳۰) بسیدنا رافع مولیٰ غزیّۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۳۱) وبسیدنا رافع بن مالک الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۳۲) وبسیدنا رافع بن زید الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۳۳) وبسیدنا رفاعۃ بن عبد المنذر الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۳۴) وبسیدنا رفاعۃ بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۳۵) وبسیدنا رفاعۃ بن وقیش الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ز

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۳۶) بسیدنا زیاد بن السکن الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۳۷) وبسیدنا زید بن ودیعۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۳۸) بسیدنا سُبَیْعُ بن حاطب الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۹) وبسیدنا سعد مولیٰ حاطب المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۰) وبسیدنا سعد بن ربیع الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۱) وبسیدنا سعد بن عبید الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۲) وبسیدنا سعد بن سوید الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۳) وبسیدنا سلمۃ بن ثابت الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۴) وبسیدنا سُلَیم بن الحارث الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۵) وبسیدنا سُلَیم بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۶) وبسیدنا سہل بن رومی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۷) وبسیدنا سہل بن عدی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۴۸) وبسیدنا سہل بن قیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۴۹) بسیدنا شمّاس بن عثمان المهاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ص
اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۵۰) بسیدنا صیفیی بن قیظیی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ض
اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۵۱) بسیدنا ضمرۃ بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ع
اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۵۲) بسیدنا عامر بن امیۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۳) وبسیدنا عامر بن مخلّد الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۴) وبسیدنا عامر بن یزید الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۵) وبسیدنا عباد بن سہل الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۶) وبسیدنا عباس بن عبادۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۷) وبسیدنا عبد اللہ بن جُبیر الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۸) وبسیدنا عبد اللہ بن جحش الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۵۹) وبسیدنا عبد اللہ بن الربیع الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۰) وبسیدنا عبد اللہ بن سلمۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۱) وبسیدنا عبد اللہ بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۲) وبسیدنا عبد اللہ بن قیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۳) وبسیدنا عبد اللہ بن ھبیت المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۴) وبسیدنا عبد الرحمٰن الھبیت المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۵) وبسیدنا عبدۃ بن الحسحاس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۶) وبسیدنا عبید بن التیہان الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۷) وبسیدنا عبید بن المُعلّٰی الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۸) وبسیدنا عتبۃ بن ربیع الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۶۹) وبسیدنا عقربۃ بن عقربۃ المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۰) وبسیدنا عمارۃ بن زیاد الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۱) وبسیدنا عمرو بن ثابت الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۲) وبسیدنا عمرو بن الجموح الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۳) وبسیدنا عمرو بن القیس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۴) وبسیدنا عمرو بن مطرف الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۵) وبسیدنا عمرو بن معاذ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۶) وبسیدنا عمیر بن عدی الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۷۷) وبسیدنا عنترۃ مولیٰ سُلَیم الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ق

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ

(۷۸) بسیدنا قرۃ بن عقبۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

(۷۹) وبسیدنا قیس بن الحارث الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

(۸۰) وبسیدنا قیس بن عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

(۸۱) وبسیدنا قیس بن مخلّد الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

ک

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ

(۸۲) بسیدنا کیسان مولیٰ بنی یازن الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

م

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ

(۸۳) بسیدنا مالک بن خلف المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

(۸۴) وبسیدنا مالک بن ایاس الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

(۸۵) وبسیدنا مالک بن سنان الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

(۸۶) وبسیدنا مالک بن نمیلۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

(۸۷) وبسیدنا مجذّر بن زیاد الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✢

(۸۸) وبسیدنا مصعب بن عمیر المهاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۸۹) وبسیدنا معبد بن مخزمۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ن

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۹۰) بسیدنا نعمان بن خلف المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۱) وبسیدنا نعمان بن عبد عمرو الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۲) وبسیدنا نعمان بن مالک الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۳) وبسیدنا نوفل بن عبداللہ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

و

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۹۴) بسیدنا وھب بن فالوس المہاجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

ی

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ

(۹۵) بسیدنا یزید بن حاطب الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۶) وبسیدنا یزید بن السکن الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۷) وبسیدنا یسار مولیٰ ابی الھیثم الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

آلکنیٰ

اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ

(۹۸) بسیدنا ابا ایمن الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۹۹) وبسیدنا اباجۃ الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰۰) وبسیدنا اباحرام الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰۱) وبسیدنا ابازید الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰۲) وبسیدنا اباسفیان الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

(۱۰۳) وبسیدنا اباھریرۃ الخزرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ +

قد تمّ الاسماء الشہداء الاُحد رضوان اللہ الصّمد

واضح ہو کہ اکثر کتابون سے تعداد شہدای اُحد ستّر معلوم ہوتی ہی مگر یہ نام بھی معتبر ذریعہ سی ملے ہین جو ایکسوتین ہین[۱۰۳]

واقعات سنہ چار ہجری

(۱۹) سریۂ قطن

محرم سنہ ۴ ہجری مین جناب رسالت مآب صلعم کی خدمت مین عرض کی گئی کہ موضع قطن مین بنی اسد جمع ہورہے ہین - اونکا ارادہ ہے کہ مدینہ اور اوسکے نواح مین لوٹ مار کرین - آپ نے ڈیڑہ سو مجاہدین کا لشکر تیار کیا اور حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوسکا امیر بنا کے روانہ فرمایا - اوس لشکر ظفر پیکر کی ہیبت سے مخالف نوک دم بھاگ نکلے اور جو قدرے قلیل باقی رہگئے تھے اون سے مختصر سی لڑائی ہوئی اہل اسلام نے اونکا منہ پھیر دیا اور چند آدمی و مویشی بھی

اونکے گرفتار کر لئے اور دسوین دن مدینہ مین آگئے۔ اکابرین مین سے ابو عبیدہ بن جراح اور سعد بن وقاص وغیرہ بہی اس سریہ مین شامل تھے۔ فید ایک قلعہ مکہ کی راہ مین ہے اوسکی طرف قطن ایک پہاڑ ہے وہین یہ موضع واقع تہا۔

(۲۰) سریہ رجیع

بنی ہذیل کے چشمون مین سے ایک چشمہ کا نام رجیع ہے اوسکے پاس ایک موضع بہی اسی نام کا تہا وہین یہ واقعہ ماہ صفر مین سرزد ہوا۔

تفصیل اوسکی یہ ہے کہ جنگ احد سے واپس ہوکے قریش جب مکہ پہونچ گئے تو جو قبائل کہ اونکے ہمدرد تھے فتح کی مبارکباد دینے کو آے اور محلۂ بنی عبدالدار سے رونے پیٹنے کی آواز سنی سبب دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس قوم کے کئی آدمی جنگ احد مین مسلمانون کے ہاتہ سے مارے گئے ہین اونکی عورتین روتی پیٹتی ہین خصوصاً سلاقہ بنت سعد کا خاوند طلحہ ابن ابی طلحہ لشکر قریش کا علمبردار تہا وہ معہ اپنے چار بیٹون کے مقتول ہوا لہذا سلاقہ نے کہرام مچا رکھا ہے۔ یہ سنکر وہ لوگ سلاقہ کے پاس ماتم پرسی کے لئے گئے وہان جاکر دیکہا کہ سلاقہ نے اپنے شوہر اور بچون کے غم مین سر منڈا ڈالا ہے اور قسم کہائی ہے کہ جب تک اونکے قاتلون سے بدلا نہ لیلونگی سر مین تیل نہ ڈالونگی اور جو کوئی اون قاتلون مین سے ایک کا سر بھی کاٹ کے میری پاس لائیگا سو اونٹ اوسے دونگی۔ لوگون نے دریافت کیا کہ اونہین کسنے مارا ہے۔ سلاقہ نے جواب دیا کہ میرے دو بیٹے تو عاصم ابن ثابت کے ہاتہ سے مارے گئے ہین اور ایک کو طلحہ ابن عبداللہ نے اور ایک کو زبیر ابن العوام نے قتل کیا ہے۔

سفیان بن خالد ہذلی لحیانی جو قبیلہ عضل وقارہ کے لوگون کے ساتھ آیا تہا سلاقہ کی یہ باتین سنکر دام حرص مین گرفتار ہوگیا۔ اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ بہائیو۔ اس سے بہتر کوئی

بات نہین اسسے ہم خرما وہم ثواب سمجھو - اول تو یہ رنڈیا دکھیا تمہین دعا دیگی اور اسکا دل ٹھنڈا ہوجائیگا - دوسرے تمھارے دشمن مقتول و برباد ہونگے - تیسرے سو اونٹ ملینگے - پس کمرہمت چست باندہو اور اس کام کو کرڈالو - مرد اسی واسطے پیدا ہوے ہین کہ کچھہ کمائین اور کچھہ دوسرون کے کام نکالین - لوگون نے پوچھا کہ بتاؤ اسکی تدبیر کیا ہے - سفیان بولا کہ بہت سہل جسمین ہڑ لگے نہ پھٹکری مگر رنگ بہت چوکھا آوے - ہم لوگ مدینہ چلکے جھونٹ موٹ مسلمان ہوجائین اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حسن عقیدت ظاہر کرکے رسوخ بڑہالین پھر چند روز کے بعد عرض کرین کہ حضور ہمارے قبیلہ کے اور لوگ بھی اسلام قبول کرنا چاہتے ہین آپ مسلمانون کی ایک جماعت ہمارے ساتھہ کردین جو ہمکو اور اونہین اسلام کی تعلیم دین - ضرور چند مسلمان تمہارے ساتھہ چلے آئینگے اور عجب نہین کہ اونکے ہمراہ اون تینون آدمیون مین سے بھی کوئی ہو جنہون نے اس عورت کے بیٹون کو مارا ہے -

لوگ اس بات پر راضی ہوگئے اور عضل وقارہ کے سات آدمی مدینہ مین آے اور مسلمانون سے خوب ربط وضبط بڑہا کے شیروشکر ہوگئے - پھر سرورکائنات علیہ التحیۃ والصلواۃ کے حضور مین حاضر ہوکر اوپری دل سے اسلام قبول کیا اور کہنے لگے کہ حضور ہمارے قبیلہ کے بہت سے لوگ مسلمان ہونا چاہتے ہین - آپ اصحاب کی ایک جماعت ہمارے ساتھہ کردیجئے تاکہ ہمین اور ہماری قوم کو اصول اسلام سکھائین - یہ ظالم مدینہ مین آکر ثابت ابن ابی الاقلح کے گھر فروکش ہوے تھے - اور حضرت عاصم ابن ثابت سے ایسا میل جول کرلیا تھا کہ سوتے جاگتے کبھی اون سے جدا نہوتے اگر گھر سے باہر جاتے تو عاصم ہی کے ساتھہ نکلتے اور اونہین کے ہمراہ گھر مین داخل ہوتے تھے - غرضکہ بڑی محبت اور دانت کاٹی روٹی ہوگئی تھی - اکثر یہ تذکرہ ہوا کرتا تھا کہ بھائی عاصم - تم رسول اللہ صلعم کے نیک اصحاب مین ہو کیا اچھا ہو کہ حضور تمہین بھی ہمارے گھر بھیجدین - ہفتہ عشرہ کے بعد دس آدمی اونکے

ساتھہ جانے کے لئے منتخب کئے گئے جن مین سے سات کے نام کتب مستندہ سے معلوم ہوے ہین - عاصم ابن ثابت - مرثد ابن مرثد - خبیب ابن عدی - زید ابن الدثنہ - عبد اللہ ابن طارق - خالد ابن ابی لبکیرہ - معتب ابن عبیدہ - چونکہ انبیاء کا فرض یہی ہے کہ خلق اللہ کو خدا کا راستہ بتائین - اس لئے حضور نے ان دسون کو مسلح کر کے اونکے ساتھہ کر دیا مگر ہتیار بند ہوا کے بہیجنا اور اس طرح روانہ کرنا جیسے کوئی اپنے تابعین کو لڑائی پر بہیجتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کو بذریعہ وحی مآل کار کی خبر ہوگئی تہی مگر مجبور - کیا کیا جاتا - وہان تو کام یہی تہا کہ جو کوئی مسلمان ہونے کے لئے بلاوے اوسکے پاس دوڑے چلے جاؤ خواہ تمہارا دوست ہو یا دشمن یا منافق - اور جناب باری عز اسمہ کو بہی یہی منظور تہا کہ مسلمان ان ظالم منافقون کے ساتھہ بغیر کان ہلاے چلے جائین تاکہ کفار پر روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو جاسے کہ مسلمان راہ خدا مین اپنی جانین قربان کرنیکو یون تیار ہین کہ دوست و دشمن کی تمیز بہی نہین کرتے - آنحضرت نے روانہ کرتے تو روانہ کر دیا مگر اوسوقت اون جگر کے ٹکڑون کو پہلو سے جدا ہوتے ہوے دیکھکر ایک آہ دلدوز بہی بے اختیار منہ سے نکل گئی اور دونون ہاتہون سے کلیجہ تہام کر رہ گئے -

غرضکہ یہ جماعتِ اصحاب جسکے سردار حضرت عاصم ابن ثابت رضی اللہ تعالے عنہ تھے قبیلہ عضل و قارہ کے اون سات آدمیون کے ساتھہ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئی اثناے راہ مین کفار نے خدا کے اون نیک بندون سے کہا کہ یہ ہتیار لیکر چلنا کیا ضرور ہے ہم تو تمہارے دوست ہین کوئی تم سے آنکھہ نہین ملا سکتا - حضرت عاصم نے فرمایا کہ اسکی کچہہ پرواہ نہین چاہے دشمن ہو یا تہو مگر سپاہی کا زیور یہی ہے - المختصر جب چلتے چلتے عفان اور مکہ کے درمیان موضع ہدہ پر پہونچے تو اون ساتون منافقون مین سے ایک چپکے آگے چلا گیا اور سفیان بن خالد کو خبر کی کہ لو تمہارا شکار قریب ہے - عاصم ایک مسلمانون کی جماعت کے ساتھہ چلے آتے ہین - کفار یہ بات سن کے

بہت خوش ہوے - اور بنی لحیان مین سے دوسو آدمی استقبال کے بہانے سے تیر وکمان لیکر چلے
خالد ابن ابی البکیرہ نے دور سے جو دیکھا کہ ہمارے ساتھیون مین سے ایک آدمی آگے آگے
چلا آتا ہے اور ایک بہیڑ تیر اندازون کی اوسکے پیچھے ہے اونکا ماتہا ٹھنکا اور عاصم سے پکار کے
کہا کہ اے ابو سلمان تمہارے اِن ساتھیون نے جو مدینہ مین تمہارے گھر آکر اوترے تھے ہم سے
دغا کی - حضرت عاصم نے بھی جو آنکھہ اوٹھا کے دیکھا تو صورت حال معلوم کرلی اور جواب دیا کہ ہان ایسا ہی
ظاہر ہوتا ہے - چلو سامنے یہ ٹیلہ ہے جسے لوگ فدفد کہتے ہین اس پر چڑہ چلین اور کوئی گھبرانے
کی بات نہین اے بہائیو - تمہاری مرادین پوری ہوگئین تم شہادت کے مشتاق تہے وہ تمہارے
لئے موجود ہے - مسلمانو - خدا کی راہ مین گردنین کٹواؤ اور اللہ جل شانہ کا دیدار اور ساری جنت جاگیر مین لو
دیکھو وہ حورین تمہارے لئے جام کوثر بہرے کھڑی ہین اور تمہارے ہجر سے بیتاب ہین - خدا اپنی
رحمت کی دولت تمہین عطا کرنا چاہتا ہے - اعداے دین کا سامنا کرو اور سعادت دارین دونون
ہاتھون سے لوٹو - بہائیو - مردون کے نام آسمان کے تلے رہجاتے ہین بہادرون کے ہی کام
پس ماندون کو یاد آسکتے ہین - آج نام کرلو قیامت تک تمہارے لئے آفرین اور مرحبا ہے - خدا او
رسول پر جانین فدا کرو قوم کے لئے قربان ہوجاؤ کہ اسی کا نام بقا ہے - دنیاے ناپائدار مین کرورون
مٹھی باندہے آے اور ہاتھہ کہولے ہوے چلے گئے کوئی اونکا نام بھی نہین لیتا - یہ موقع قسمت سے
تمہارے ہاتھہ آیا ہے اسے جانے نہ دینا - عہ - ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما - خاص کر
تمہارے ہی منہ سے اچھا معلوم ہوگا -

عاصم کا یہ کہنا تہا کہ اونکے ہمراہی جوش مین آگئے اور جہوم جہوم کے قبضون پر ہاتھہ ڈالدیئے - یہ
دسون شیر منہ مین جھاگ بہرے ہوے فدفد کی چوٹی پر تن تن کر کھڑے ہوگئے - چونکہ سچے مسلمان
اور اسلام کے حقیقی جان نثار تہے جنت آنکھون کے سامنے پھر گئی - اتنے مین کفار کا گروہ بھی پاس

آگیا تھا - ان شیرون کی چتون جو بپھری دیکھی تو بولے کہ ہم سے لڑنے کا قصد نہ کرنا - تم ہم سے عہدہ برا نہین ہو سکتے ہو - جلدی مین اپنی جانین نہ گنواؤ - عاصم نے جوابدیا کہ مردود کیا بکتے ہو خاموش ہمین اور جان جانے کا خوف - استغفر اللہ - ہم سچے اور پکے مسلمان ہین - ہمارا دین برحق ہے - اگر مارے جائینگے تو رحمت خدا ہمکو اپنے آغوش مین لے لیگی - یہ سنکر سفیان ابن خالد بولا کہ عاصم کیون سٹری ہوا ہے میرا کہا مان اپنے کو اور اپنے یارون کو ہلاک نہ کر ہم سے امان مانگ ہم تمہین اپنی پناہ مین لے لینگے - حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جوابدیا کہ اے شقی زبان کو لگام دے مسلمان بجز خدا کے کسی سے پناہ کے طالب نہین ہوتے تو کس کھیت کی مولی ہے جو ہم تجھہ سے امان کے خواستگار ہون - القصہ سفیان نے بہتیرا سر کھپایا اور لاکھون فریبون سے دام تزویر مین پھنسانا چاہا مگر یہ کب ماننے والے تھے انہین تو اوستاد ازل نے سبق ہی اور پڑھایا تھا -

اس جگہہ ناظرین ایک جملہ معترضہ ہمارا بھی سماعت فرمالین کہ کل ایک دوست نے ایک نئے عیسائی کی تاریخ محمدی زبردستی ہمارے ہاتھہ مین دے دی تھی - اگرچہ ہمنے کچھہ حصہ اپنی زندگی کا بحث ومباحثہ کی کتابون مین بھی ضایع کیا ہے مگر اب صرف اس مصرعہ پر عمل کر کے کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست - ہمنے وہ کتاب لے لی اور دو چار ورق اولٹ پلٹ کے دیکھے - اوسمین ایک جگہہ لکھا تھا کہ "وہ محمد صاحب اور اون کے ساتھی لوٹیرے اور قزاق تھے اونہون نے ثروت دنیا کی خاطر یہ سارے ڈھکوسلے کئے" یہ متعصبانہ عبارت دیکھکر ہمین ہنسی آگئی کہ کہان وہ دس آدمی اپنے گھرون اور یار و یاورون سے دور جنگل بیابان مین ۲۰۷ جانی دشمنون کے آگے کھڑے ہین اور خوب سمجھگئے ہین کہ یہ ہمین چھوڑینگے نہین مگر رسی کی طرح وہ بل نہین جاتا جسے بٹنے والے نے بٹ دیا ہے - اور کہان یہ عبارت - کیا ثروت دنیا کے بندون مین ایسی ہی کس بل ہوتے ہین - حاشا وکلا - ہرگز نہین - اون خدا کے نیک بندون نے تو ہمیشہ دنیا پر لات ہی ماری

اور نان جوین بھی پیٹ بھر کے کبھی نہ کہائی - بہوک کے مارے پیٹون پر پتھر باندہ باندہ کے توحید کے لیئے لڑے ہین اور کسی نے دولت دنیا کی نکیل اونکے ہاتھہ مین نہین دیدی - تخت وتاج تو درکنار رہن دولت - باپ مان - بہائی بیٹے - چھوڑ کے خدا کی راہ مین فقیر ہو گیئے - کفار کے لاکھون کرورون لاتعد ولاتحصی ظلم سہے اور مفلس قلاچ ہی بنے ہوے گلے کٹاے اور پہر بہی دولت دنیا کے عاشقون نے اوتہین جاہ کا طالب ہی کہا -

آمدم بر سر مطلب حضرت عاصم سُن چکے تہے کہ سُلاقہ نے قسم کہائی ہے کہ مین عاصم کے کاسۂ سر مین شراب پیونگی - اس لیئے آپنے دعا کی کہ اے حق جل وعلیٰ واے خالق ارض وسما تو وحدہٗ لاشریک ہے میری نعش کا محافظ رہئیو تجھے خوب معلوم ہے کہ مسلمان باایمان دنیا سے جاتا ہون ایسا نہو کہ یہ کفار تیرے ایک پرستار کے کاسۂ سر کو شراب سے ناپاک کرین - ای خدای جل جلالہٗ میرے حال زار کی خبر اپنے پیغمبر کو کردے - خداوند کریم نے یہ دعا اونکی قبول فرمائی -

اتنے مین کفار نے مسلمانون پر تیر پہینکنے شروع کر دیئے پھر تو یہ بہی آمادہٗ جنگ ہو گیئے - حضرت عاصم نے بھی تیر مارے جب تیر اونکے ختم ہو گیئے تو نیزے سے لڑے اور نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سنبھالی اور اس شجاعت ومردانگی سے لڑے کہ مخالفین کے چھکے چھوٹ گیئے آخر لڑتے لڑتے شہید ہو گیئے -

اونکے گرتے ہی کفار نے چاہا کہ سلاقہ کے لیئے سر مبارک کاٹ کے لیچلین اور انعام مین سَو اونٹ لین مگر وہان تو حضرت عاصم کی دعا درجۂ قبولیت حاصل کر چکی تھی جناب باری عزاسمہ نے شہد کی مکھیون اور زنبورون کو مامور کیا کہ عاصم کی نعش مبارک سے کوئی ہاتھہ نہ لگانے پاے آپ جانتے ہین کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن ہوتی ہے چھتہ کے چھتہ ان دونون جانورون کے بلاے بے درمان کی طرح آنے شروع ہوے - پیچ مین غریق رحمت - شہید دشت غربت

حضرت عاصم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جنازہ تہا اور کوئی مکھی یا بڑ پاس ادب سے اوسے مس نہین کرتی تہی مگر چارون طرف سے ان خدا کے بہیجے ہوے موکلون نے یون گھیر رکھا تہا کہ مجال کیا جو پرندہ بہی پر مار سکے۔ چند اشقیا نے پاس جانیکی جراءت بہی کی مگر اس ننہی منی بے حقیقت مخلوق نے وہ ڈنک مارے کہ بوکھلا گئے اور زمین پر پٹخنیان کہا کہا کے گرے درد کی سوزش سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ زندگی ہی مین نار جہنم نے جلانا شروع کر دیا ہے۔ سوجن اور ورم سے ایک ایک ظالم پہول پہول کر بارہ بنی توپ کا باوا ہو گیا تہا جب اور لوگون نے یہ خدا کا غضب اور اوسکا فوری اثر دیکہا تو لرز گئے اور پہر کسی نے لاش کی طرف رُخ بھی نہین کیا۔ سچ ہے جسے خدا رکھے اوسے کون چکہے دن بہر تو شہد کی مکھیون اور زنبورون نے جنازے کی حفاظت کی چند کفار کو جان سے ہلاک کیا۔ رات کے وقت ایک پہاڑی نالے مین ایسی طغیانی پیدا ہو گئی کہ حضرت عاصم کے لاشہ کو بہا لی گئی مخالفین نے صبح آکر دیکہا تو نام و نشان بھی نہ تہا ہاتھ ملتے رہگئے۔ بنو لحیان تعجب مین تہے کہ رات کو نہ ابر آیا نہ پانی برسا یہ سیلاب کہان سے آیا مگر طمع کی رسی کشان کشان سلاقہ کے پاس لے پہونچی اور وہان جا کے انعام کے طالب ہوے۔ اوس نے دور ہی سے دہتا بتائی کہ ای نامردو مین نے عاصم کو جیتا یا اوسکا کاسۂ سر منگایا تہا۔ یا یہ کہا تہا کہ تم دو صفحے کی کہانی آکر مجہے سنا دینا۔ جاؤ اپنی راہ لو مین تمکو اونٹ کا ایک بال بھی ندونگی۔ یہ اپنا سا منہ لیکر چلے آے۔ مصرع

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے ہوے۔ جو مسلمان اسلام پر جان فدا کرتے ہین خسر الدنیا والاخرۃ اونہین کے دشمنون کی شان مین آیا ہے۔

اب رہے حضرت عاصم کے نو ساتھی اونمین سے چہہ صاحبون نے تو اونہین کے ہمراہ جام شہادت نوش فرمایا اور سیدہی جنت کی راہ لی۔ اور باقی تین بزرگوار خبیب ابن عدی زید ابن الدثنہ۔ اور عبد اللہ ابن طارق کفار سے پناہ مانگ کے پہاڑ سے نیچے اوتر آے۔

ظالمون نے اون سے یہ عہد کیا تھا کہ تم لڑائی کو تو بند کرو اور پہاڑ سے اوتر کے مدینہ چلے جاؤ۔ وہ سچے مسلمان اونکے فریب مین آگئے اور نیچے آتے ہی بے ایمانون نے کمانون کے چلون سے اون کی مشکین کس لین۔ عبد اللہ ابن طارق نے اونکی یہ دغا بازی دیکھکر فوراً اپنے ہاتھہ کے بند توڑ ڈالے اور تلوار ہاتھہ مین لیکر بولے کہ اے سیہ بختو دور ہو مین تم سے امان نہین مانگتا۔ یہ کہکر شیر کی طرح بپھر کر حملہ آور ہوے۔ اب کوئی اونکا مقابلہ نہین کر سکتا تہا۔ وہ روباہ منش سکتہ مین کھڑے ہوے اونکا منہ تکتے تھے جب کچھہ نہ بنی اور دیکھا کہ یہ شیر میدان دغا کچا ہی چبا ے جاتا ہے تو دور ہٹ گئے اور اینٹین اور پتھر پھینک پھینک کے اونہین شہید کر ڈالا۔

اب رہگئے خبیب و زید۔ سو یہ دونون کمزور و منحنی اور دبلے پتلے تھے انہین دشمن باندہ کے مکہ لے پہونچے اور بیرحمی و بیدردی سے بازار مین لیجاکر یوسف کی طرح بیچ ڈالا۔ حارث ابن عامر ابن نوفل کی بیٹی نے سو اونٹ دیکر خبیب کو خرید لیا۔ کیونکہ جنگ بدر مین خبیب نے حارث کو قتل کیا تھا اور حارث کے پس ماندے چاہتے تھے کہ اوسکے بدلے مین خبیب کو مار ڈالین۔ اور زید ابن الدثنہ کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹ کے عوض مین لیلیا۔ صفوان اپنے باپ کے عوض مین جو بدر کے دن مارا گیا تھا اوسکے قاتل زید کو شہید کرنا چاہتا تہا۔ یہ دونون مظلوم قیدی ماہ ذیقعدہ مین مکہ پہونچے تھے اس لئے حرمت کے مہینے گذر جانے کے انتظار مین دونون کو قید رکہا

صحیح بخاری مین ہے کہ دو مہینے کی قید مین خبیب کے بال بہت بڑہ گئے تھے آپ نے حارث کی ایک بیٹی سے اُسترہ لیلیا بال تراش نہ بیٹھے ہی تھے کہ حارث کا ایک چھوٹا بیٹا کھیلتا کھیلتا اونکے پاس چلا گیا۔ آپ نے اوسے پیار کر کے اپنے زانو پر بٹھا لیا اور بدستور بیٹھے ہوے بال بنایا کئے۔ حارث کی جورو نے جو دیکھا تو اپنا سر پیٹ لیا کہ ہے ہے یہ قیدی ہے اور خوب جانتا ہے کہ ہم اسے قتل کرینگے اب یہ اُسترہ بھی تھامے ہوے ہے اور ہمارا لڑکا بھی اسکے قبضہ مین ہے

یہ بچہ کو کیون چھوڑنے لگا تھا۔ خبیب نے جو اوس عورت کی پکار سُنی تو بولے کہ خاطر جمع رکھہ مین اِس معصوم کو نہ ستاؤنگا۔ ہم مسلمان ایسے فعل شنیعہ کے مرتکب نہین ہوتے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اُسترہ بھی واپس کر دیا اور وہ بچہ بھی ہنستا کھیلتا اپنی مان کی گود مین چلا آیا۔

ایسے تھے وہ لوگ جنھین لوٹیرا اور دنیا کا عاشق کہا جاتا ہے۔ ہان اگر قزاق اور سفاک دیکھنا ہون تو جنگھاے صلیبی کے زمانہ کی کروسیڈون کی تاریخون مین۔ مسلمانون کے اسپین سے نکالے جانے کے حالات مین۔ ۱۸۷۸ء کی جنگ روم وروس مین۔ اور دور کیون جاؤ کل کے غدر آرمینیا اور جنگ روم ویونان کے حالات مین دیکھلو کہ مسلمانون کی کیپون کی کیپن بھر بھر کے مکانون کو جلا دیا اور ماؤن کی گود سے بچون کو چھین چھین کے اوپر ہوا مین اوچھالا ابھی بچہ زمین پر نہ آنے پایا تھا کہ بیچ ہی مین تلوار ماری وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر آرہا۔ عورتون کی عزت لینا اور لوٹ تو یارون کے بائین ہاتھہ کا کرتب ہے اگر شاذ و نادر کسی جاہل چلے ہوے مسلمان نے ایسا کیا بھی ہے تو عیسائیون کی شاگردی سے ورنہ اہل اسلام ایسی باتین کیا جانین۔

حارث کی جورو کہتی ہے کہ مین نے خبیب سے زیادہ خوش اخلاق اور نیک چلن قیدی کوئی نہین دیکھا حالانکہ اوس زمانہ مین مکہ مین کوئی میوہ دیکھنے کو بھی نہ تھا مگر خبیب انگور ہی کھایا کرتے تھے خداوند کریم غیب سے اونکو یہ رزق پہونچاتا تھا۔

ماہ ہاے حرام کے گذر جانے کے بعد حرم شریف سے باہر خبیب اور زید دونون کو سولی دینے کے لئے موضع تنعیم مین لے گئے پہلے وہ دونون باہم ملے اور ایک نے دوسرے کو صبر و تقویٰ کی وصیت کی۔ پھر خبیب نے کفار سے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھ لینے دو۔ کفار نے منظور کیا حضرت خبیب نے دو رکعتین پڑھ لین۔ اوسی وقت سے یہ نماز مقتولان بے گناہ کے لئے سنت ہوگئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ "اول من سن الرکعتین عند القتل خبیب" یعنی قتل کے وقت جس نے پہلے ہی پہل دو رکعت نماز پڑہی وہ خبیب ہین۔

جب حضرت خبیب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اگر مجھکو یہ شرم نہ ہوتی کہ لوگ مجھے موت سے جی چرانے کا طعنہ دینگے تو مین نماز کو بہت طول دیتا بعد ازان اونہون نے یہ شعر پڑہے ہے۔

وَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا	عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاْءُ	یُبَارِكُ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٖ

یعنی جب کہ مین مسلمان مارا جاتا ہون تو مجھے کچھہ پرواہ نہین۔ کسی طرح سے ہو۔ میرا مارا جانا خدا کیلئے ہے۔ اگر خدا تعالی چاہے تو عضو پارہ پارہ کے ٹکڑون مین برکت دے۔ جب خبیب کو سولی پر چڑہایا اور قبلہ سے اون کا مونہہ پہیر دیا تو اونہون نے فرمایا کچھہ مضایقہ نہین "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" یعنی جسطرف چاہو پھر جاؤ ہرطرف خدا کا مونہہ ہے۔

معاویہ ابن سنین کہتا ہے کہ حضرت خبیب کو سولی دیتے وقت مین بھی موجود تھا جسوقت آپنے دعا مانگنی شروع کی ہے تو چارون طرف ایک خوف وہیبت چھا گئی تھی اہل عرب مین رسم تھی کہ جب کوئی مظلوم دعا مانگتا تھا تو ظالم باین اعتقاد زمین پر لیٹ جاتا تھا کہ مظلوم کا وبال لیٹ جانے سے مجھہ پر نہ پڑے اس لئے میرے باپ نے مجھے بھی زمین پر لٹا دیا تھا۔

خویلیطب ابن عبد العزی کہتا ہے کہ خبیب کی دعا سنکر مین تھرتھرانے لگا اور اپنے دونون کان بند کر کے وہان سے اتنی دور بھاگ گیا کہ خبیب کی آواز میرے کانون مین نہین پہونچتی تھی۔

حکیم ابن خرام سے روایت ہے کہ خبیب کی دعا سے مجھہ پر ایسی وہشت طاری ہوئی کہ مین ایک درخت کی اوٹ مین جا کر چھپ گیا۔

محمد ابن اسحاق سے منقول ہے کہ اللہ تعالی نے خبیب کی دعا قبول کی اور جو لوگ اونکے

قتل مین ساعی اور حاضر تھے اون کو بڑے بڑے صدمون اور بلاؤن سے مارا۔ سعید ابن عامر بھی اون بلازدون مین سے تہا۔ قاتلان خبیب کے ساتہہ رہنے سے اوسکے پیچھے بھی ایک بلا لگ گئی تھی یعنی کبھی کبھی بلا سبب اوسکو غش آجاتا تہا۔ جب سعید مشرف با سلام ہوے تو بھی وہ عارضہ باقی رہا۔ حضرت عمر فاروق رض نے اپنی خلافت کے زمانے مین اون کو حمص کا امیر کردیا تہا۔ ایک روز حضرت عمر نے اون سے پوچہا کہ سعید تم اپنی اس بیماری کی دوا نہین کرتے سعید نے جواب دیا کہ یا امیر المومنین خبیب کے قتل کے دن مین بہی حاضر تہا اون کی دعا سنکر میرا یہ حال ہوگیا اوس دن سے آج تک یہ عارضہ چلا جاتا ہے اور کسی دوا سے اچہا نہین ہوتا۔

الغرض مشرکون نے اون کو لکڑی کی سولی پر لٹکا دیا اور کمال عناد کے باعث اون کا مونہہ کعبہ کی طرف سے پہیر کر مدینہ کی طرف کردیا پھر کفار نے اون سے کہا کہ اگر تم اسلام سے مونہہ پہیر کے اپنے دین آبائی مین آجاؤ تو ہم تمکو چہوڑدین اوس مظلوم خدا پرست نے جواب دیا کہ اگر ساری دنیا کی دولت مجھے ملجاے تو بھی اسلام سے مین برگشتہ نہین ہوسکتا۔ ایک جان تو در کنار سو جانین ہون تو بہی اسلام پر قربان کردون پہر کافرون نے اون سے پوچہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو ہم تم کو تمہارے گہر صحیح سلامت بہیجدین اور محمد صلعم کو نعوذ باللہ تمہاری جگہہ سولی دین خبیب نے فرمایا کہ اے ملعونو۔ خاموش یہ کیا کفر بک رہے ہو میرا دل ہرگز نہین چاہتا کہ مین گہر رہون اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پانوٴن مین ایک کانٹا بھی چبہے۔ محمد ؐ پر میری جان فدا ہے محمد ؐ میرا مالک میرا آقا ہے۔ اے بدذاتو۔ مین تم شیطانون کے کہنے سے ہرگز گمراہ نہ ہونگا۔ کفار بولے کہ قسم ہے لات و عزیٰ کی اگر تو محمد ؐ کے دین سے دست بردار نہ ہوگا ہم تجہے قتل کرینگے۔ خبیب نے جواب دیا کہ قتل ہونا میرے لئے زندگی جاوید ہے۔ جب خبیب نے دیکہا کہ دشمن میرے قتل پر آمادہ ہین تو جناب باری تعالیٰ کی طرف رجوع کی اور بڑی گریہ وزاری سے کہنے لگے کہ بار خدایا یہان سب کے سب میرے دشمن جان ہین کوئی آشنا بہی

نہین کہ میرا اسلام تیرے دوست اور تیرے رسول تک پہونچادے - اے میرے خدا - تو ھی میرا اسلام اپنے رسول کے حضور مین پہونچا زید ابن اسلم کہتے ہین کہ مین اور صحابہ کی ایک جماعت مدینہ مین حضرت رسول خدا کے حضور مین حاضر تھے کہ یکایک نزول وحی کے آثار آنحضرت صلعم پر ظاہر ہوے آپنے فرمایا ”وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ“ پھر ہم لوگون کی طرف مخاطب ہو کر خبر دی کہ اسوقت قریش نے خبیب کو قتل کر ڈالا - جبریل امین اوسکا سلام مجھہ سے کہنے آے تھے جب رجیع سے لوگ آے اور وہان کی کیفیت بیان کی تو حضرت خبیب کے مقتول ہونیکا بالکل وہ ہی وقت تہا جسوقت کہ حضور نے اون کے شہید ہونے کی خبر دی تھی -

کفار قریش نے جب حضرت خبیب کو سولی پر چڑہا دیا تو اون لوگون کو بلایا جن کے باپ دادے حضرت خبیب کے ہاتھہ سے جنگ بدر مین مارے گئے تھے پس چالیس آدمی اکٹھے ہو کر آے - کفار نے اون چالیسون کے ہاتھہ مین نیزے دیدئے اور کہا کہ دیکھو یہ وہ ہی شخص ہے جس نے تمہارے آبا واجداد کو قتل کیا ہے آج تمہاری باری ہے تم بھی اس سے بدلہ لو - اون سنگدل بے رحمون نے حضرت خبیب کے جسم مبارک پر نیزے مارنے شروع کئے اوسوقت خود بخود حضرت خبیب کا موںہہ قبلہ کی طرف ہوگیا آپ نے خدا کا شکر کر کے فرمایا کہ میرا موںہہ اللہ تعالیٰ نے اوس قبلہ کی طرف کر دیا جسے اپنے رسول اور سب مسلمانون کے لئے پسند فرمایا ہے حضرت خبیب زخمون کے صدمون سے سولی پر لٹکے ہوے تڑپتے رہے اور کفار اون کو نیزے مارتے رہے یہانتک کہ ایک بے رحم شقی نے اون کے سینہ بے کینہ پر ایسا نیزہ مارا کہ پشت کے وار پار نکل گیا اور حضرت خبیب نے نیزہ لگتے ہی فوراً توحید الٰہی اور شہادت آنحضرت صلعم کا اقرار کر کے جان دی اور سیدہے جنت کو سدہارے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

بعد ازان حضرت زید کو سولی کے نیچے لے گئے - زید نے بھی خبیب کی اقتدا کر کے دو رکعت

نماز پڑہی اور سولی پر چڑہاتے وقت کفار نے اون سے بھی وہی باتین کین جو حضرت خبیب سے کی تہین اور اونہون نے بھی ہر ایک بات کا وہی جواب دیا جو خبیب نے دیا تہا۔

زید کی باتین سنکر ابو سفیان نے کہا کہ مین نے کسی کے پیرو اپنے پیشوا کے اسقدر مطیع اور معتقد نہین دیکھے جیسے کہ محمدؐ کے اصحاب اون کے تابعدار اور فرمان بردار ہین۔ آخر نسطاس غلام صفوان ابن امیہ نے حضرت زید کو شہید کیا۔

مخفی نہ رہے کہ سلاقہ نے سو اونٹ دینے کا جس کام کے لیئے وعدہ کیا تہا اور باوجود شرط پوری ہونے کے اوسے وفا نہ کیا بلکہ اولٹا اون لوگون کو سخت و سست کہا اس مین حکمت آلہی یہ تھی کہ قاتلان عاصم وغیرہ پر بخوبی روشن ہو جاے کہ مسلمانون سے دغا اور فریب کرنی سے ہم پر یہ وبال پڑا پس وہ لوگ نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے ہوے۔

الحاصل کفار نے خبیب کو سولی دیکر ویسے ہی اوہر لٹکتا چھوڑ دیا تاکہ آنے جانے والے دیکہین اور ہر طرف اسکی خبر پہونچ جاے۔ جب یہ خبر آنحضرت صلعم کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ہے کوئی ایسا جو خبیب کی لاش کو سولی پر سے اوتار لاے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بولے کہ یا رسول اللہ مین اور مقداد ابن الاسود دونون ملکر انشاء اللہ اس کام کو کر لائینگے۔ پس زبیر اور مقداد مدینہ سے چلے۔ رات کو راستہ چلتے اور دن کو کمین چھپ رہتے۔ اسی طرح تنعیم مین جا پہونچے۔ دیکہا کہ سولی پر لاش لٹک رہی ہے اور آس پاس کفار قریش کے چالیس سوار متعین ہین۔ انہون نے اللہ تعالی کی جناب مین مناجات کی۔ قدرت کاملہ نے اپنا ایسا اثر دکہایا کہ یہ دونون سولی کے نیچے جا پہونچے مگر اون سوارون کو مطلق خبر نہ ہوئی اور ان دونون نے حضرت خبیب کی لاش اوتاری۔ باوجودیکہ چالیس دن گذر گئے تھے مگر جیسی کی تیسی تازہ معلوم ہوتی تھی گویا کہ آج ہی جان نکلی ہے۔ آپ اپنے زخمون پر ہاتھ رکھے ہوے تھے اور ہر زخم سے خون جاری تہا اور جسم سے

مشک کی خوشبو آتی تھی۔ زبیر نے لاش کو گھوڑے پر رکھکر اپنی راہ لی۔ صبح کو سارے مکہ مین خبر ہو گئی کہ خبیب کی لاش غائب ہے۔ ستر سوار جرار باو پا گھوڑون پر سوار کر کے لے جانے والے کے پیچھے دوڑائے گئے اور زبیر و مقداد کو جالیا۔

زبیر نے جب دیکھا کہ ایک فوج کی فوج ہم پر چڑھ آئی ہے کمال عاجزی سے جناب باری مین مناجات کی کہ اے حافظ حقیقی اب ہم تیرے اس پاک بندے کی لاش تجھے سپرد کرتے ہین یہ کہہ کر لاش زمین پر رکھ دی۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ اوسیوقت زمین پھٹ گئی اور لاش کو اپنے اندر لے لیا۔ اسیوجہ سے حضرت خبیب کو بلیع الارض کہتے ہین۔ یعنی اون کی لاش کو زمین نگل گئی ہے۔ پھر زبیر کفار کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا کہ اے قریش تم ہم پر کیون چڑھ آئے ہو دیکھو مین زبیر ابن العوام ہون اور میری مان کا نام صفیہ بنت عبد المطلب ہے اور یہ میرے رفیق مقداد ابن الاسود ہین ہم دونون دو شیر ہین کہ اپنے مسکن کو جاتے ہین اگر تمہارے دل مین کچھہ ہوس ہو تو لڑ لو یاد رکھنا کہ کچا ہی تو چبا جاینگے اور اگر پھر جانا چاہتے ہو تو اپنے اپنے گھرون کو چلے جاؤ۔ کفار کچھہ سوچ سمجھہ کے مکہ کو واپس چلے گئے اور زبیر و مقداد نے آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس مین حاضر ہو کر سارا حال عرض کر دیا۔ ان کے پہونچنے سے پہلے حضرت جبریل علیہ السلام حضور کی خدمت مین آچکے تھے اور زبیر و مقداد کی جوانمردی کا حال اور لاش کے لانیکی ساری کیفیت حضور نبوی مین عرض کر کے کہا تھا کہ اے محمدؐ آسمان کے سارے فرشتہ تمہارے ان دونون اصحاب کی تعریف کرتے ہین یہ راہ خدا مین بڑے مرد ہین۔ یہان تو الہام سے یہ باتین ہو رہی تھین کہ زبیر و مقداد بھی آن موجود ہوے۔

(۱۳) سریہ عبداللہ بن اُنیس

آنحضرت صلعم کو عاصم اور اون کے ساتھیون کے قتل کا بڑا رنج ہوا اور عبداللہ بن اُنیس انصاری کو

سفیان بن خالد ملعون کے قتل کو روانہ کیا۔ وہ سفیان کو پہچانتے نہ تھے آپ نے اوسکی شکل بتادی حضرت عبداللہ نے حضور سے یہ بھی اجازت لے لی کہ میرے جو جی مین آویگا وہ اوس سے کہونگا اور تلوار لے کر روانہ ہوے۔ جسوقت بطن عرنہ مین پہونچے جو ایک مقام وادی عرفات کے پاس ہے تو اوس کافر کو دیکھا اور اوسی حلیہ کے موافق پایا جو آنحضرت نے بتادیا تھا حضرت عبداللہ اوسکے پاس گئے اور بیان کیا کہ مین قوم خزاعہ مین سے ہون مین نے سنا ہے کہ تم مسلمانون سے لڑنے کی اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریان کر رہے ہو مین بھی حاضر ہون ہر حال مین تمہارا شریک رہونگا اور الحرب خدعۃ پر عمل کر کے ایسی خوش آمد کی باتین کین کہ سفیان بہت راضی ہوا۔ آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ حضرت عبداللہ اوسکے خیمہ مین داخل ہو گئے اور موقعہ پاکر سر اوسکا کاٹ لیا اور مدینہ کو روانہ ہوے تھوڑی دور چل کے ایک غار مین چھپ رہے حق سبحانہ تعالی نے اوس غار کے موتہہ پر مثل غار ثور کے مکڑی سے جالا تنوادیا جب سفیان کی قوم کو خبر ہوئی تو عبداللہ کی تلاش مین جھپٹے۔ بہت تلاش کیا مگر نہ پایا آخر ہار کے واپس گئے۔ اوسوقت عبداللہ غار سے نکل کر روانہ ہوے اور منزلین قطع کرتے ہوے حضور اقدس مین پہونچکر سر اوس لعین کا پاے مبارک پر ڈالدیا۔ آپ اور اصحاب بہت خوش ہوے۔ لکھا ہے کہ حضور نے ایک عصا عبداللہ ابن انیس کو دیا اور فرمایا کہ یہ عصا بہشت مین اپنے ہاتہہ مین رکھیو تو بیشک جنتی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ سوتے جاگتے کبھی اوس سونٹے کو اپنے سے جدا نہین کرتے تھے یہان تک کہ مرنے کے وقت اوسکو اپنے کفن مین رکھوالیا۔

(۲۲) غزوہ بدر ثانی

احد سے پھرتے وقت ابوسفیان یہ کہہ گیا تہا کہ سال آیندہ مین ہم بارادہ جنگ ضرور آوینگے اور بدر پر پھر لڑائی ہوگی۔ جب وہ زمانہ قریب ہوا اور ابوسفیان سے بدر تک آنے کا سامان

نہ ہوسکا تو سوچا کہ کوئی ایسی صورت نکالنی چاہئے کہ آنحضرت بھی بدر پر نہ آوین تاکہ اونسے خجالت نہ ہو اِس لئے اوس نے نعیم بن مسعود اشجعی کو مدینہ بھیجا تاکہ وہ آنحضرت کو خبر پہونچا دے کہ ابوسفیان نے اب اسقدر لشکر جمع کر لیا ہے کہ مسلمان اوس سے عہدہ برآ نہین ہوسکتے چنانچہ اوس شخص نے مدینہ مین آکے یہ ہی مشہور کرنا شروع کر دیا۔ جو مسلمان اوسکی دہمکیان سنتا تہا کہتا تہا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے وہ بہت اچھا کام بنانے والا ہے ہم ایسی گیدڑ بہپکیون کی کچھ پرواہ نہین کرتے۔ غرض کہ آنحضرت صلعم نے ڈیڑہ ہزار آدمیون کا لشکر تیار کیا اور بدر پر تشریف لے آئے مگر ابوسفیان مارے ڈر کے نہ آیا اور آپ نے معہ لشکر چند روز وہین مقام کیا۔ اصحاب نے وہان پر تجارت سے بہت نفع حاصل کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہر دینار پر مجھے وہان ایک دینار نفع ہوا۔ پھر وہان سے خوش وخرم بغیر لڑے بھڑے گھر واپس آگئے۔ خدائے تعالیٰ نے یہ آیتین اسی حال مین نازل فرمائی ہین۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ○ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ○

ترجمہ۔ اون لوگون سے جنہون نے مسلمانون سے کہا کہ ابوسفیان وغیرہ نے تمہارے لئے لشکر جمع کیا ہے ڈرو اس بات سے اون مسلمانون کا ایمان زیادہ ہوا اور اونہون نے کہا کہ اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے پھر مسلمان خدا کی نعمت وفضل لیکر اپنے گھرون پر واپس آگئے اور کوئی تکلیف اون کو نہ پہونچی وہ تابع ہوے اللہ کی مرضی کے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اس غزوہ کو بدر موعد اور بدر صغریٰ بھی کہتے ہین۔

نعیم بن مسعود اشجعی مدینہ سے مکہ کو اسلئے آیا تہا کہ قریش کو لشکر اسلام کی شوکت اور تیاری اور اسباب قتال سے آگاہ کرے۔ چنانچہ اوس نے آکر کہا کہ تمام مدینہ لشکر سے بھرا ہوا ہے۔

ابوسفیان نے جواب دیاکہ بھائی اس سال ہمارے ملک مین سخت قحط ہے یہان تک کہ چار پایون کو چارہ بھی نصیب نہین ہوتا تو جاکر آنحضرت صلعم کو اور اون کے اصحاب کو خوف دلا تاکہ وہ لڑائی کے لئے گھر سے باہر نہ نکلین اور وعدہ خلافی اونہین کی طرف سے وقوع مین آوے پھر ہمین کہنے کو جگہہ ہوجائیگی کہ ہم نے تو سامان جنگ تیار کرلیا تھا مگر مسلمان ہی ہمارے ڈر کے باعث مدینہ سے باہر نہ نکلے - ابوسفیان کو یہ خوف بھی تھا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام بدر مین آجاے اور اوسکی شوکت کا شہرہ مچے اس لئے کہا کہ اے نعیم مین اس خدمت اور کارگذاری کے بدلے مین بیس۲۰ جوان اونٹ اور بیس۲۰ قراضہ زر تجھے دونگا -

نعیم اوسکی یہ باتین سنکر بولا اے کمبخت تو یہ کیا باتین بناتا ہے آنحضرت صلعم اس جنگ کی تیاری مین مشغول ہین اور قبائل اوس و خزرج کے حلیف اون کی مدد کو اتنے مجتمع ہوے ہین کہ مدینہ مین قدم رکھنے کو جگہہ نہین ہے اور تو کہتا ہے کہ اون کو جاکر ڈرا یہ کیسے ہوسکتا ہے - مگر ابوسفیان نے نعیم کی بہت منت و سماجت کی اس لئے اوس نے اس بات کو قبول کرلیا اور مدینہ جانے کو راضی ہوگیا -

نعیم نے اپنا سر منڈوا کر عمرہ کرنیوالون کی صورت بنالی اور مدینہ پہونچا جب مسلمانون نے ابوسفیان کا حال اوس سے دریافت کیا تو اوس نے جواب دیاکہ قریش نے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے اور اکثر قبائل عرب اون سے آکر مل گئے ہین میرے سامنے کوچ کی تیاری تھی اب تو وہ گھرون سے چل چکے ہونگے تم ہرگز مدینہ سے باہر قدم نہ رکھنا ورنہ یاد رکھو کہ تم مین سے ایک بھی نہ بچے گا - نعیم یہ باتین بڑی خیرخواہی اور دل سوزی سے ہر ایک مسلمان کو سناتا تھا یہانتک کہ اکثر مسلمان اوسکی سخن سازی سے کچے بن گئے اور ادہر منافقین اور یہود نے جب مسلمانون کے ارادے مین ضعف دیکھا تو خوشی سے پھولے نہ سماے اور شادیانے بجانے لگے -

جناب ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے جب لوگون کا یہ حال دیکھا تو حضرت سرور کائنات کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی یا رسول اللہ نعیم کی باتون سے لوگون نے ہمت ہار دی ہے مگر چاہے کچھ ہو ہم اوس وعدے کو ضرور پورا کرینگے جو ابوسفیان کے ساتھہ کیا گیا ہے۔ حیف ہے کہ ہم مدینہ سے باہر نہ نکلین اور کفار کو ہماری بددلی اور خوف ثابت ہو واللہ مشرکین سے لڑنا ہمارے لئے زندگی جاوید ہے انشاء اللہ ہم اپنے دین کی عزت بڑہائینگے۔ جب آنحضرت نے ایسے بڑے دو جان نثارون سے یہ بات سنی تو فوراً اوٹھہ کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اگر کوئی نہین جاتا تو تن تنہا مین جاؤنگا اوسوقت صرف ستر مسلمان آپ کے ساتھہ مدینہ سے باہر نکلے جب یہ خبر عام ہوئی تو اور مسلمان بھی دلیر اور قوی دل ہو گئے اور وہ ڈر جو نعیم کی باتون سے شیطان نے اونکے دل مین ڈالدیا تھا بالکل جاتا رہا سب کے سب کوچ پر آمادہ ہو گئے اور راہ خدا مین جان دینے کو فرض سمجھا۔

آنحضرت صلعم نے علم لشکر اسلام کا حضرت علی مرتضی شیر خدا کو عنایت کیا اور عبداللہ ابن رواحہ کو مدینہ مین خلیفہ کر کے ڈیڑھ ہزار مردان دین اور جان بازان عرصۂ معرفت ویقین کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر بدر کی طرف کوچ کر دیا۔

لشکر اسلام مین کل دس گھوڑے تھے اور مال واسباب جنگ بھی کچھ زیادہ نہ تھا البتہ لوگون نے تھوڑا تھوڑا اسباب تجارت اپنے ہمراہ لے لیا تھا۔

چونکہ مسلمان دنیوی مال و دولت اور شان وشوکت کے طالب نہ تھے بلکہ زمانہ جہالت کی دولت وحشمت کو چھوڑ چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام کو جاہ وثروت سے بہتر جانتے تھے اس لئے مفلس اور تنگدست رہتے تھے۔ اونہین کسی طرح دولت کی طرف میلان نہ تھا البتہ یہ چاہتے تھے کہ کفار کی شوکت ٹوٹ جائے تاکہ وہ دین خدا مین رخنہ انداز نہ ہون اور مسلمانون کو خدا پرستی سے نہ روکین۔ پس وہ اپنے اس مطلب کو ہر طور سے حاصل کرتے تھے کبھی مقاتلہ اور محاربہ سے۔

کبھی وعظ و تفہیم سے۔ کبھی تاخت و تاراج سے اور کبھی کفار کو اپنا تابعدار بنا لینے سے اِس کام مین اگر کافرون کے مال و دولت ہاتھ لگ جاتے تو خیر ورنہ اصل مین وہ دنیا کے خواہان نہ تھے اونکے دل دولت ایمان و معرفت سے ایسے غنی ہو گئے تھے کہ حب دنیا کی جگہہ دل مین باقی نہ تھی۔ دیکھو یہود بنی النضیر کو مغلوب کر کے بھی اون کو مال و اسباب سمیت نکل جانے دیا اون کے ایک پیسہ کو بھی ہاتھہ نہ لگایا ہان جو چیزین وہ چھوڑ گئے تھے وہ البتہ لی لین۔ انہین وجوہ سے مسلمان ہمیشہ مفلس رہتے آے ہین۔ چنانچہ اسوقت بھی جس حال سے اپنے اپنے گھرون مین بیٹھے ہوے تھے خدا پر توکل کر کے ویسے ہی چل دئے اور اپنی بے سر و سامانی کا کچھہ خیال نہ کیا۔

ماہ ذیقعدہ کی پہلی رات تھی کہ بدر مین جا کے منزل ہوئی۔ وہان پہونچکر آٹھہ روز تک مقیم رہے اور جسکے پاس جو اسباب تجارت تھا بیچا۔ خداوند کریم کی عنایت سے ایک ایک کے دو دو ہو گئے اودہر مکہ سے ابو سفیان نے جماعت کثیر اور سب قومون اور قبیلون کے دو ہزار آدمی اور گھوڑے ساتھہ لے کر بدر کا ارادہ کیا موضع مجنہ مین پہونچکر ابو سفیان نے لوگون سے کہا کہ اس سال سخت قحط ہے زمین پر چارون طرف کہین سبزہ نظر نہین آتا ہمارے اونٹ گھوڑے مر جائینگے بہتر یہی ہے کہ گھر لوٹ چلین اوسکے کہنے سے سب کی یہی صلاح ہو گئی اور سب کے سب حیلہ کر کے پھر گئے۔

مسلمانون کو جب یہ خبر پہونچی تو سبھون نے تاسف کیا اور آنحضرت معہ صحابہ کرام کے مدینہ کو مراجعت کر گئے۔

جب لشکر کفار مکہ مین پہونچا تو صفوان بن امیہ وغیرہ نے اون کو بڑی لعنت ملامت کی اور کہا کہ اے نامردو بزدلو تم نے خود ہی وعدہ کیا تھا اور پھر اوسے وفا نہ کر سکے اب مسلمان ہم پر دلیر ہو جائینگے ان طعنون کی چوٹ ابو سفیان اور قریش کے دلون پر ایسی لگی کہ پھر لشکر کی آراستگی شروع کر کے

مدینہ پر چڑہائی کرنیکا ارادہ کردیا اور کہنے لگے کہ اگر بدر پر نہ لڑے تو نہ سہی مدینہ ہی پر چڑہائی کرینگے۔

یہ وہ زمانہ تہا کہ بدرمین بازار یا میلہ لگا کرتا تہا۔ چارون طرف سے لوگ جمع ہورہے تہے اسی لحاظ سے مسلمانون نے تجارت کا مال اپنے ساتھہ لیا تہا۔ اگرچہ جنگ نہین ہوئی اور نہ مال غنیمت حاصل ہوا لیکن سوداگری ہی کے نفع سے محنت وصول ہوگئی۔

کہتے ہین کہ ابو سفیان ایک ہزار آدمی لے کر مکہ سے باہر نکلا تہا اور پچاس گہوڑے اوسکے ساتھہ تہے مکہ سے سات آٹھہ کوس کے فاصلہ پر مرالظہران مین پہونچکر خشک سالی کا بہانہ کرکے لوٹ گیا۔ اہل مکہ نے اس سفر کا نام جیش السویق رکہا کیونکہ سوائے ستوؤن کے اور کچہہ کہانا اس زمانہ مین قریش کو میسر نہ تہا چنانچہ قریش اپنے ساتھہ وہی لے گئے تہے۔

غزوۃ السویق جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے وہ اسکے علاوہ ہے۔

(۲۲۳) سریہ بنی اسد

تیسرے سال ہجری کے آخر یا سال چہارم کے شروع مین آنحضرت صلعم نے سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کو بنی اسد پر بہیجا وجہ اسکی یہ تہی کہ حضور کے سمع مبارک مین یہ بات پہونچی تہی کہ خویلد کے بیٹون طلحہ اور سلمہ نے اپنی قوم کے بہت سے لوگون کو جمع کرکے ایک لشکر آراستہ کیا ہے اور مسلمانون کی تخریب اور قتل پر وہ لوگ آمادہ ہین۔ چاہتے ہین کہ نواح مدینہ مین پہونچ کے مسلمانون کے اونٹ وغیرہ اور اسباب جو کچہہ پائین لوٹ لے جائین۔

جب یہ خبر متواتر آئی اور خوب تحقیق ہوگیا کہ ایک لشکر کا لشکر مدینہ کی طرف آتا ہے تو آنحضرت صلعم نے بہی ابو سلمہ کو حضور مین بلوا کر لشکر اسلام کا علم مرحمت فرمایا اور ڈیڑہ سو مسلمان اونکے ہمراہ کردئے کہ جن مین ابو عبیدہ ابن الجراح۔ سعد ابن ابی وقاص۔ اسید ابن حفیر۔ ابو نائلہ۔ ابو بشرہ ابن ابی رہم غفاری۔ عبد اللہ ابن سہیل ابن عمرو۔ اور ارقم ابن ابی الارقم بہی شریک تہے۔

رخصت کے وقت آنحضرت نے ابو سلمہ کو فہمایش کردی کہ سرزمین بنی اسد تک جا کے ٹھہر جانا اور اون کی راہ روکے رہنا اگر حقیقت مین اون لوگون نے لشکر جمع کیا ہے اور مسلمانون کے قتل وغارت پر آمادہ ہین تو اونسے لڑنے مین سعی کرنا۔ ابو سلمہ رخصت ہو کر لشکر اسلام کے ساتھہ مدینہ سے باہر نکلے اور ولید ابن زبیر طائی کو راہ بتانے کے لیئے آگے کر کے بنی اسد کی طرف روانہ ہوے اثنائے راہ مین ہر جگہہ یہی خبر ملی کہ طلحہ اور سلمہ نے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے اور مدینہ پر دہاوا مارے چلے آتے ہین۔

جب شیران اسلام موضع قطن پر پہونچے تو کفار کے اونٹ جنگل مین چرتے دیکھے۔ لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کفار بہت قریب ہین۔ پہر کچھہ شک وشبہہ اونکے فساد مین باقی نہ رہا اس لیے غازیان اسلام نے اونکے چوپایون پر قبضہ کر لیا اور تین سار بانون کو اسیر کیا باقی سب بہاگ گئے اور اپنے لشکر سے جو بہت قریب تہا جا ملے۔

جب کفار کو اہل اسلام کے آنیکی خبر پہونچی تو قوم بنی اسد اگرچہ مسلمانون کی بہ نسبت بہت زیادہ تہی۔ لیکن یہ خبر سنتے ہی سب کے سب ہمت ہار گئے اور اپنی ساری چوکڑی بہول کے ایسے بدحواس ہوے کہ جسکا جدہر موتہہ اوٹہا بہاگ گیا یہان تک کہ اپنے ڈیرے۔ خیمے۔ مال ومتاع بہی چہوڑ گئے۔ جب لشکر اسلام نے وہان پہونچکر کسی متنفس کو نہ پایا تو بہ آسایش تمام وہان فروکش ہوے اور جو کچھہ مال واسباب اور مویشی وغیرہ ہاتھہ آے اپنے ساتھہ لیکر مدینہ کو مراجعت فرمائی مال غنیمت مین سے ولید ابن زبیر طائی کو بہت کچھہ دیکر خوش کیا۔ پہر خمس جدا کر کے سارا مال مسلمانون پر تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک غازی کے حصہ مین سات سات اونٹ اور چند بکریان آئی تہین اس سریہ کے آنے جانے مین صرف دس دن صرف ہوے۔



(۲۴) سریہ بیر معونہ

سنہ ہجری کے شروع مین اور بعضون کے قول کے مطابق صفر سنہ ھ مین سریہ مذکورہ بالا واقع ہوا۔ اہل سیر لکھتے ہین کہ ابو براء ابن عامر ابن مالک ابن جعفر جو ملاعب الاسنہ کے نام سے بھی مشہور اور نجد کا رہنے والا قوم بنی عامر مین سے تھا حضور اقدس مین حاضر ہوا۔ آپ نے اوس سے ارشاد فرمایا کہ تو مسلمان ہو جا وہ اسلام تو نہین لایا مگر اوس دین پاک کی تعریف بہت سی کی اور کہا کہ مین مسلمان ہو جاتا مگر مجھے اپنی قوم کا زیادہ خیال ہے آپ کچھ لوگ اپنے اصحاب مین سے میرے ساتھ کر دین کہ وہ میری قوم کو جا کے دعوت اسلام کرین اگر قوم کے لوگ مسلمان ہو جاوینگے تو مجھے بھی دین اسلام قبول کرنے مین کچھ تامل نہ ہوگا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ لوگ تمہاری بات مانینگے اور تمہارے حکم کے تابع ہونگے۔ حضرت رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہین اہل نجد مسلمانون کے قتل و ہلاک کے درپے نہ ہو جائین۔ عامر بولا استغفر اللہ۔ ایسا ہرگز نہین ہو سکتا مین اون لوگون کو اپنے ساتھ لے جاؤنگا مجال نہین کہ کوئی شخص اونہین آنکھ دکھا سکے آپ خاطر جمع رکھین اونہین کوئی نقصان نہ پہونچا سکے گا پس حضور نے اپنے اصحاب مین سے ستر آدمی جو قراء کہلاتے تھے اور کلام مجید پڑہنے والے تھے اون کے ساتھ کر دئے۔ اکثر تو اون مین سے انصار تھے اور بعض مہاجرین۔ یہ لوگ بہت بزرگ اور مقبول اصحاب مین سے تھے دنکو لکڑی اور پانی ازواج مطہرات کے حجرون مین پہونچاتے اور رات کو نماز اور ذکر اور تلاوت قران شریف مین مشغول رہتے تھے۔ منذر بن عمرو الساعدی کو اون پر امیر کیا اور ایک نامہ رؤسائے نجد اور بنی عامر کے نام لکھکر اونہین دیدیا۔ حضرت منذر نے اپنے ساتھ ایک رہبر بنی سلیم کا لے لیا تھا جسکا نام مطالب تھا۔ اسی زمانہ مین عامر نے دو گھوڑے اور دو اونٹ ہدیہ کے طور پر اپنے بھتیجہ لبید ابن ربیعہ کے ہاتھ حضور نبوی مین بھیجے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مشرکون کا ہدیہ نہین لیتا

لبید بولا کہ حضور یہ کیا فرماتے ہین بنی مضر مین سے کسی نے ابی براء کا ہدیہ رو نہین کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ مین تو ایسا ہدیہ نہین لیتا اگر لیتا ہوتا تو ابی براء کی سوغات کو ردّ نہ کرتا۔

بعد ازان لبید نے عرض کیا کہ عامر ایک مرض سخت مین مبتلا ہے آپ کے دست اعجاز پرست سے امید ہے کہ اوسے شفا ہو جاوے اور اسی غرض سے یہ ہدیہ حضور مین بہیجا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہان اسکا کچہہ مضایقہ نہین یہ ہدیہ تو اپنا واپس لے جاؤ اور اوسکی بیماری کا حال مفصل کہو جب اوسکے مرض کی کیفیت معلوم ہو گئی تو حضور نے ایک مٹی کا ڈہیلا زمین سے اوٹہایا اور لعاب دہن مبارک اوس پر ڈال کے فرمایا کہ جاؤ پانی مین گھول کے اسے پلا دو شافئ مطلق شفا دیگا لبید نے جا کے وہ ڈہیلا پلا دیا پیتے ہی شفا حاصل ہو گئی گویا بیمار ہی نہ تہا۔

یہ جماعت اصحاب کی حضور کا نامۂ نامی لیکر ابو براء کے ساتھہ روانہ ہوئی اور موضع بیر معونہ پر پہونچکر قیام کیا۔ اونٹون کو عمرو بن امیہ ضمیری اور حارث ابن صمہ کو دیکے چراگاہ کو روانہ کر دیا اور نامۂ نامی حرام بن ملحان کو دیا تاکہ بنی عامر کو پہونچا دین۔ حرام دو آدمی آپنے ساتھہ لیکر خط پہونچانے گئے عامر ابن طفیل ابن مالک جو ابو براء کا بہتیجہ تہا اور اہل اسلام سے کمال عداوت رکہتا تہا اوس قوم کا سردار تہا۔ یہ تینون اصحاب جسوقت آبادی کے قریب پہونچے ہین تو یہ مشورہ کیا کہ ابن ملحان تو خط دینے جاوین اور باقی دونون صاحب آبادی کے باہر ہی توقف کرین اگر وہ لوگ ابن ملحان سے باخاطر پیش آئین تو باقی دونون کو بھی بلا لیا جائیگا اور جو دشمنی کرینگے تو یہ دونون واپس ہو کر اصحاب مین جا ملینگے۔ غرض کہ حضرت ابن ملحان رضی اللہ عنہ اوس قوم کے پاس تشریف لے گئے اور دور سے پکار کے کہا کہ اے قوم مین تمکو رسول خدا کا پیغام سنانے آیا ہون۔ اون بدنہادون نے یہ بات سنکر ایک شخص کو اشارہ کیا کہ تو پیچھے سے جا کے نیزہ و سنان سے ان کو شہید کر دے پس کچہہ لوگون نے اونکو باتون مین لگایا اور اوس لعین بدذات نے پس پشت سے

ایسا کاری نیزہ مارا کہ سینہ فیض گنجینہ سے پار نکل گیا حضرت ابن ملحان کے مونھہ سے اتنا کلمہ تو نکلا فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی قسم ہے مالک کعبہ کی مین اپنے مقصود کو پہونچ گیا۔ سوائے اس کے کچھہ نہ کہا اور ٹھنڈے ہوکر وہین گر پڑے۔ واقدی کا بیان ہے کہ حضرت ملحان کو عامر بن طفیل نے اپنے ہاتھہ سے شہید کیا۔

ادہر عامر ابن طفیل نے لپک کر بنی عامر سے مدد مانگی تاکہ رسول اللہ کے اصحاب سے لڑکے اونہین ہلاک کرے حالانکہ ابوبراء اصحاب رسول کے آنے کا اعلان تمام مین کر چکا تہا اور یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ ابوبراء اصحاب سے عہد وپیمان کرکے اپنے ساتھہ لایا ہے اس لئے ساری قوم نے یک زبان ہوکر مدد دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ابوبراء کے عہد کو نہ توڑینگے اور جو لوگ کہ قول وقرار کرکے آئے ہین اونسے نہ لڑینگے۔

آخر اوس کافر نے قبائل سلیم اور عصیہ اور رعل اور ذکوان کے پاس آدمی بھیجے اور اون کے لشکر کا انبوہ بلا کے بیر معونہ کو جا گیرا۔ تمام اصحاب لڑ بہڑ کر شہید ہو گئے۔

جس وقت کفار لڑائی کی تیاری مین مصروف تھے اوسوقت اصحاب اخیار کو اندیشہ ہوا کہ ابن ملحان کو کیون دیر لگی۔ عمرو ساعدی نے سب سے کہا کہ چلو اون کو ڈہونڈین اور دریافت کرین کہ دیر کس سبب سے ہوئی کہ اس عرصہ مین کفار ناہنجار نے آگیرا۔

جب سب شہید ہو چکے تو حضرت ابوبکر صدیق کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی لاش کو فرشتے آسمان پر اوٹھا لے گئے اور سب کافرون نے اس بات کو اپنی آنکہ سے دیکھا۔ حضرت صدیق اکبر نے عامر بن فہیرہ کو ابتدائے اسلام مین خرید کرکے آزاد کر دیا تھا اور ہجرت کے وقت وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے۔

ان لوگون کی شہادت کے بعد صرف منذر ابن عمرو تن تنہا باقی رہ گئے تھے کفار نے اونسے

دریافت کیا کہ اگر تم ہم سے امان مانگو تو ہم دے سکتے ہین اونھون نے جواب دیا کہ امان تو مجھکو نہین چاہئے مگر اتنا چاہتا ہون کہ مجھے ابن ملحان کے مقتل تک لے چلو وہان پہونچکر مین اون کی صورت دیکھہ لون پھر مجھے کچھہ نہین چاہئے لوگون نے اجازت دیدی - آپ نے وہان دیکھا کہ ابن ملحان خاک وخون مین لتھڑے پڑے ہین یہ حال دیکھہ کر منذر سے نہ رہا گیا اللہ اکبر کہکر کفار نابکار پر حملہ کیا اور یہان تک لڑے کہ شہید ہو گئے -

اب صرف دو شخص باقی ہین یعنی عمرو ابن اُمیہ ضمیری اور حارث ابن صمہ انصاری جو اونٹ چرانے گئے تھے یہ لوگ جب چرا گاہ سے لوٹے تو دور سے دیکھا کہ لشکر گاہ پر چیل کوّے اور گدہ منڈلا رہے ہین - گرد وغبار آسمان تک چھایا ہوا ہے ان دونون کے دل مین شک ہوا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے گھبرا کے ایک اونچے ٹیلہ پر چڑہ گئے - بغور دیکھنے سے معلوم ہوا کہ تمام اصحاب کی لاشین پڑی ہین اور کفار کے سوار ادہر اودہر پھرتے ہین یہ دونون اس حال کو دیکھکر کہنے لگے کہ اب کیا صلاح ہے عمرو نے کہا کہ رسول خدا کے پاس چل کے اس امر کی اطلاع دینی چاہئے - حارث نے جواب دیا کہ اے عمرو مجھہ سے تو یہ نہ ہو سکیگا کہ اپنی جان بچانے کی فکر کرون اور اوس جگہہ سے چلا جاؤن جہان منذر شہید ہوے ہین اتنا کہا اور فوراً قتل گاہ کی طرف چل نکلے عمرو نے جب یہ دیکھا تو وہ بھی اون کے ساتھہ ہو لئے اور شہادت گاہ پر پہونچ کے کفار کے دو آدمی قتل کئے آخر ش اون ملعونون نے ترغہ کر کے دونون کو قید کر لیا اور حارث سے کہنے لگے کہ ہمکو تمہارا قتل کرنا منظور نہین جو کہو ہم تمہارے ساتھہ وہی معاملہ کرین حارث نے کہا کہ مین صرف تم سے اتنا چاہتا ہون کہ مجھے منذر ابن عمرو اور حرام ابن ملحان کے مشہد پر لے چلو پھر تمہارا جو جی چاہے کرنا لوگ حارث کو اوس مقام پر لے گئے - حارث نے جسوقت اون دونون اصحابون کی لاشین خاک وخون مین پڑی ہوئی دیکھین دل بھر آیا اور تلوار ہاتھہ مین لیکر اتنا لڑے کہ شہید ہو گئے اور اپنے شہید ہونے سے

پہلے چار کافرون کو واصل جہنم کیا۔
عمرو ابن امیہ کو اسیر کیئے ہوے پھر وہین لے آے جہان سب اصحاب شہید ہوے تھے یہان عامر ابن طفیل نے اون سے پوچھا کہ اے عمرو تم اپنے یارون کو پہچان سکتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ ہان لوگ اون کو لاشون مین لے گئے اور دریافت کیا کہ بتاؤ سب لوگون کی لاشین موجود ہین یا نہین۔ عمرو نے ایک ایک لاش کا معائنہ کر کے جواب دیا کہ ان مین ایک شخص عامر بن فہیرہ کی لاش مفقود ہے جو حضرت صدیق کے غلام تھے معلوم نہین ہوتا کہ وہ لاش کہان گئی عامر ابن طفیل نے اون کا حلیہ دریافت کیا عمرو نے پہلے تو اون کی صورت شکل بتائی اور پھر کہا کہ وہ ہم سب مین افضل اور مسلمانون مین اول اور رسول خدا کے اصحاب مین اعلیٰ اور برتر تھے عامر ابن طفیل نے جواب دیا کہ مین نے اپنی آنکھہ سے اونہین شہید ہوتے ہوے دیکھا ہے جبار ابن سلمی نے اونہین شہید کیا اور شہید ہوتے ہی اون کی لاش آسمان کی طرف اوڑ گئی۔
جابر یا جبار ابن سلمی جو قبیلہ بنی کلاب مین تھا بعد اس واقع کے اپنے یارون سے تعجب کر کے کہا کرتا تھا کہ مین بڑی حیرت مین ہون کہ جب مین نے عامر ابن فہیرہ کے سینہ پر نیزہ مارا اور اوسکی نوک اون کی پشت سے نکل گئی تو اونہون نے "فزت واللہ" کہہ کر جان دی اور مین نے اچھی طرح سے دیکھا کہ اونکی لاش آسمان پر اوڑ گئی۔ ایک دن مین نے ضحاک ابن سفیان کلابی سے جا کر یہ قصہ بیان کیا۔ اوس نے تمام مطالب اس طرح سمجھا دیئے کہ میری خاطر جمع ہوگئی پھر ضحاک نے مجھے دعوت اسلام کی مین اپنے کفر سے توبہ کر کے فوراً مسلمان ہوگیا۔
روایت ہے کہ جبار اپنی زندگی مین اکثر بیان کیا کرتا تھا کہ میرے اسلام کا باعث وہی معاملہ ہوا ہے جو مین نے عامر ابن فہیرہ کی شہادت کے وقت دیکھا تھا۔
جب جبار مشرف باسلام ہوگیا تو ضحاک ابن سفیان کلابی نے جناب سرور کائنات کی

خدمت بابرکت مین ایک عرضی بہیجی جس مین جبار کے اسلام لانے اور عامر ابن فہیرہ کی لاش آسمان پر اوڑ جانے کی ساری کیفیت مندرج تھی - آنحضرت نے اوس نامہ کو سنکر ارشاد کیا کہ ملائکہ نے او نکے جسم کو تو دفن کردیا ہے اور روح کو اعلیٰ علیئین پر لے گئے ہین -

ابھی اس حادثہ کی خبر مدینہ مین نہین پہونچی تھی نہ ضحاک کا خط حضور نے پڑہا تہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور مین حاضر ہوکر سارا حال سنادیا حضرت بہت رنجیدہ ہوے اور یارون اور اصحاب کو سب معاملہ کی اطلاع کردی اوسکے بعد لوگ مدینہ مین آے اور ضحاک کا خط بہی صادر ہوا تو ہوبہو وہ ہی حال پایا گیا جسکی خبر آنحضرت نے پہلے سے سنا دی تھی -

ابو براءا اپنے بھتیجہ کی بے وفائی اور مکر سے ایسا غمگین ہوا کہ رنج سے انتقال کر گیا - اوسکے بیٹے نے عامر ابن طفیل کے قتل پر کمر باندہی اور عہد واثق کیا کہ اس شخص کو جس نے اون لوگون کو مارا ہے جنہین میرا باپ مدینہ سے اپنے ساتھہ لایا تہا اور اوسکی حرکت ناشایستہ سے میرے باپ کو ایسا غم ہوا کہ وہ مر گیا قتل کئے بغیر نہ چھوڑونگا - پس ایک دن نیزہ ہاتہہ مین لئے ہوے چلا گیا - دیکھا کہ عامر ابن طفیل بہری مجلس مین بیٹھا ہے دوڑ کر ایسا نیزہ مارا کہ ہلاکت کے قریب پہونچا دیا - عامر زخم کہا کر بولا کہ اگر مین جیتا رہا تو اسکا عوض لونگا اور جو مر گیا تو خیر - اگرچہ اوس نے زخم سے تو نجات پائی مگر ایک بہت بڑا دنبل پیدا ہو گیا جس سے جان بر نہ ہوسکا اور اوسی بلا مین مر گیا -

عمرو ابن اُمیہ ضمیری اب تک نرغہ کفار مین گھرے ہوے تھے لوگ اونہین عامر ابن طفیل کے پاس لے گئے اوس نے اونکا سر منڈوا کر آزاد کردیا کیونکہ اوسکی مان کو کسی نذر کے سبب ایک بردہ آزاد کرنا تہا -

القصہ عمرو آزادی پا کے مدینہ کو چلے آے راستہ مین دو کافر بنی عامر مین سے اونہین ملے یہ سوچے کہ بیر معونہ کا کچھہ تو بدلا لینا چاہیئے اس لئے دونون کو قتل کردیا اور آنحضرت کی خدمت مین

پہنچکے سارا حال عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمرو وہ دونون کافر اہل اسلام کی امان مین تھے تونے یہ اچھا کام نہین کیا جو اون کو قتل کر ڈالا اب تجھے اونکا خون بہا دینا چاہیئے۔ وہ دونون مشرک آنحضرت کی امان مین تھے۔ عمرو ابن امیہ کو اسکی کچھ خبر نہ تھی۔ آنحضرت صلعم نے اس خطا کی نسبت دیت تجویز کی اور سوچے کہ بنی عامر اور یہود بنی نضیر ہم عہد مین اونکے مشورے سے اس جھگڑے کو طے کر لینا چاہیئے چنانچہ یہی امر غزوہ بنی نضیر کا باعث ہوا۔

اکثر لوگون نے یہ بھی لکھا ہے کہ عامر بن طفیل نے اپنی حماقت سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین کہلا بھیجا تھا کہ یا تو اپنے ملک مین مجھے بھی شریک کرو اور زمین نرم اور دیہات اور جنگل اپنے حصہ مین رکھو اور شہر میرے حوالے کر دو یا اپنی وفات کے بعد مجھے اپنا خلیفہ مقرر کر جاؤ نہین تو مین بڑا لشکر لا کے تم سے لڑونگا۔ جناب رسول اللہ نے اوسکا یہ پیغام سنکر فرمایا اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ عَامِرًا یعنی یا اللہ تو خود عامر کا کام تمام کردے مجھ تک نوبت نہ آنے پاے۔ اسی دعا سے اوسکے وہ دنبل نکلا جس سے وہ مرگیا۔

شہداے بیر معونہ کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے "بلغوا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ" اور حضرت سید المرسلین نے چالیس دن تک قنوت فجر مین اونکے قاتلون کے قبائل پر بددعا کی ہے۔

موضع بیر معونہ متعلقات نجد مین درمیان ارض بنی عامر اور بنی سلیم کے ہے اور بیر معونہ بنی سلیم کا ایک چشمہ ہے اور ارض بنی عامر و ارض بنی سلیم دو شہر ہین۔

واضح ہو کہ اکثر لوگون نے اون اصحاب کی تعداد جو بیر معونہ کو بھیجے گئے تھے صرف تیس لکھی ہے بعض چالیس بتاتے ہین اور بعضون نے ستر لکھے ہین اور ہمنے ایک جگہہ بہتّر بھی دیکھے ہین۔

روایت ہے کہ جب مجاہدین بیر معونہ نے آپ کو گھرا ہوا دیکھا تو مناجات کی کہ اے اللہ

ہم کسی کو ایسا نہین دیکھتے کہ سلام ہمارا تیرے رسول کو پہونچادے پس جبریل علیہ السلام آے اور سلام اونکا حضور کو پہونچادیا۔ آپ نے جواب دیا ’’وعلیہم السلام‘‘۔

حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ابوالبراء نیزہ باز اور برچھیت تھا وہ خود دو گھوڑے اور دو ناقے لیکر خدمت نبوی مین حاضر ہوا مگر آنحضرت نے اونہین قبول نہ کیا۔ اوسکے پیٹ مین قرحہ کا آزار یعنی دبیلہ تھا جس سے اوسکو بہت تکلیف تھی اکثر لوگون نے یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت نے اوسکے لئے ایک قطعی شہد کی لبید کے ہاتھہ بھیجی تھی جسے چاٹ کر وہ اچھا ہوگیا۔ اور اوسی دن اپنے بیٹے ربیعہ اور لبید کو غلہ دیکر خدمت رسول خدا مین بھیجا تھا۔

ستر انصار نوجوان قران پڑہنے والے بیر معونہ کو بھیجے گئے تھے اون کا معمول یہ تھا کہ جب شام ہوتی تو حوالی مدینہ مین جاکر تلاوت اور تعلیم و تعلم قران کرتے اور نمازین پڑہتے تھے اور جب صبح ہوتی تو لکڑیان چن چن کر آنحضرت صلعم کے مکان مین پہونچاتے تھے۔ اون کے گھر والے تو یہ جانتے تھے کہ یہ سب رات کو مسجد مین رہتے ہین اور اہل مسجد یہ جانتے تھے کہ اپنے مکانون مین شب باش ہوتے ہین۔

واقعہ بیر معونہ کی خبر کے ساتھہ اور بھی چند متوحش خبرین آنحضرت کو پہونچی تہین۔ یعنی ایک تو شہداے بیر معونہ کی مصیبت۔ دوسرے مرثد بن ابی مرثد کی تباہی اور تیسرے محمد بن مسلمہ کی روانگی۔ چنانچہ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ابوالبراء کے عمل کا نتیجہ ہے۔ اوسی شب کی صبح کو نماز فجر مین بعد رکوع کے آپ نے قاتلان شہداے بیر معونہ پر لعنت کی۔ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ پڑہ چکے تو یہ دعا اون قاتلون کے حق مین فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اُشْدُدْ وَطَاتَکَ عَلٰی مُضَرَ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بَنِیْ لِحْیَانَ وَرِعْبٍ وَّ رِعْلٍ وَّذَکْوَانَ وَعُصَیَّۃَ فَاِنَّھُمْ عَصُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بَنِیْ لِحْیَانَ وَ

عضلٍ وَّالقارۃِ اَللّٰھُمَّ اَنجِ الولیدَ بنَ الولیدِ وسلمۃَ بنَ ھشامٍ وَّعیّاشَ بنَ اَبی رَبیعۃَ وَ المُستَضعَفِینَ مِنَ المُؤمِنِینَ وَغِفارُ غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا وَاَسلَمُ سَالَمَھَا اللّٰہُ۔

یعنی اے پروردگار سخت پامالی اور ہلاکی ڈال قبیلہ مضر پر اے پروردگار تجھکو لازم ہے کہ انتقام لے بنی لحیان اور بنی زعب اور بنی رعل اور بنی ذکوان اور بنی عصیہ سے کیونکہ ان سب قبیلون نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی ہے اے پروردگار تجھکو لازم ہے کہ انتقام لے بنی لحیان اور قبیلہ عضل اور قبیلہ قارہ سے اے پروردگار نجات دے ولید بن الولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش ابن ربیعہ اور ناتوان مسلمانون کو خدا مغفرت کرے قبیلہ غفار کی اور قبیلہ اسلم کو حق تعالیٰ سلامتی بخشے۔ بعد ازان آنحضرت صلعم نے سجدہ کیا اور اسی طرح پندرہ روز یا چالیس روز تک کرتے رہے یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی لَیسَ لَکَ مِنَ الاَمرِ شَیءٌ اَو یَتُوبَ عَلَیھِم اَو یُعَذِّبَھُم فَاِنَّھُم ظَالِمُونَ +

ترجمہ۔ اس امر مین تمکو کچھہ اختیار نہین تم کیون تردد کرتے ہو شاید حق تعالیٰ اون کی طرف متوجہ ہووے اور وہ اسلام لاوین یا اون پر عذاب کرے جب کہ وہ اپنے کردار پر مصر ہون کیونکہ وہ ظالم [illegible]

ابو سعید حذری کہتے ہین کہ کئی جگہہ انصار مین سے ستر ستر آدمی شہید ہوے ہین یعنی جنگ احد مین ستر۔ بیر معونہ مین ستر۔ معرکہ یمامہ مین ستر جسر ابی عبید کی جنگ کے دن ستر آدمی شہید ہوے مگر آنحضرت صلعم کو جتنا صدمہ شہداے بیر معونہ کا ہوا اس قدر اور کبھی نہین ہوا تھا۔

انسؓ کہتے تھے کہ حق تعالیٰ نے شہداے بیر معونہ کے حق مین چند آیتین نازل کی تھین مگر وہ منسوخ و متروک ہوگئین منجملہ ان کے دو آیتین یہ ہین بَلِّغُوا قَومَنَا اَنَّا لَقِینَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَرَضِینَا عَنہُ۔ ترجمہ وہ کہتے تہے کہ مشرکین ہماری قوم پر پہونچے اور ہم نے ملاقات کی اپنے پروردگار سے یعنی شہید ہوے پس راضی ہوا ہمارا پروردگار ہم سے اور ہم راضی ہوے اوس سے یعنی اوسکے عطیہ رحمت و کرامت سے۔

کہتے ہین کہ ابوبراء اپنے قبیلہ مین بہت بڈھا اور بزرگ تھا اور بباعث پیرانہ سالی وناتوان حالی کے حرکت کی تاب نہین رکھتا تھا۔

جب عمرو بن امیہ بیر معونہ سے چلکر خدمت مین جناب رسول خدا صلعم کی آتے تھے تو چار دن تک پیادہ پا چلے آے۔ مقام قنادہ پر اون کو دو آدمی بنی کلاب مین سے ملے۔ ان دونون کو آنحضرت نے لباس پہنا کر اپنی جانب سے امان دی تھی لیکن عمرو کو اس بات سے اطلاع نہ تھی جب وہ دونون سو گئے تو عمرو نے اون کو مار ڈالا۔

بعض روایتون مین آیا ہے کہ سعد بن ابی وقاص بھی عمرو بن امیہ کے ساتھہ آے تھے مگر ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ سعد بیر معونہ نہین گئے اور اوس جماعت مین سوا ے انصار کے کوئی مہاجر نہ تھا۔

عروہ بن الصلت کو مشرکین نے امان دینی چاہی تھی کیونکہ وہ عامر بن طفیل کے بڑے دوست تھے اور اون کی قوم بنی سلیم نے بھی اون کو امان دینے کی خواہش ظاہر کی مگر حضرت عروہ نے انکار ہی کیا فرماتے تھے کہ مین تمھاری امان قبول نہین کرتا اور نہ اپنی جان سلامت لیکر گھر جاؤنگا مین تو اپنے اصحاب ہی کے ساتھہ مرونگا۔

حضرت واقدی نے سولہ[16] شہداے بیر معونہ کے نام اپنی کتاب مین درج کئے ہین وہ یہ ہین۔

۱۔ عامر بن فہیرہ بنی تیم قریش مین سے۔

۲۔ بنی مخزوم مین سے حکم بن کیسان جو حضرت عامر کے حلیف تھے۔

۳۔ بنی سہم مین سے نافع بن بدیل بن ورقاء۔

۴۔ منذر بن عمرو امیر لشکر جو انصار مین سے تھے۔

۵۔ بنی زریق مین سے معاذ بن ماعص۔

۶ و ۷ - بنی النجار مین سے حرام وسلیمان - یہ دونون بیٹے ملحان کے تھے -

۸ و ۹ و ۱۰ - بنی عمرو بن مبذول مین سے حارث بن صمہ اور سہل بن عامر بن سعد بن عمرو اور طفیل بن سعد -

۱۱ - بنی عمرو بن مالک مین سے انس بن معویہ -

۱۲ - ابو شیخ ابی بن ثابت بن المنذر بھی گذشتہ قبیلہ سے تھے -

۱۳ - بنی دینار بن النجار مین سے عطیہ بن عبد عمرو -

۱۴ - بنی عمرو بن عوف کے حلیف عروہ بن الصامت جو بنی سلیم مین سے تھے -

۱۵ و ۱۶ - قبیلہ تبیت سے مالک بن ثابت اور سفیان بن ثابت -

کہتے ہین کہ کعب بن زید بن قیس کو لاشون مین سے اوٹھا لائے تھے اگرچہ وہ بہت زخمی تھے مگر وفات نہین پائی اور جنگ خندق مین شہید ہوے -

(۲۵) غزوہ بنی النضیر

اسی سال مین آنحضرت صلعم خاص اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھہ جن مین حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق - علی مرتضیٰ - زبیر طلحہ - سعد ابن معاذ - اسید ابن حضیر اور سعد ابن عبادہ شامل تھے یہودیان بنی النضیر کے پاس گئے تاکہ اون دونون اشخاص مقتول کے خون بہا کی نسبت گفتگو کرین - یہ لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھہ عہد و پیمان کر چکے تھے اور بنی عامر کے ساتھہ بھی انکا میل ملاپ ہو چکا تھا جسوقت حضور نے اون سے باتین کین تو بولے کہ اے ابوالقاسم تم جو کچھہ کہوگے ہم وہی کرینگے مگر تھوڑی دیر ٹھہر کر آرام کر لو تاکہ ہم آپ کی اور آپ کے اصحاب کی خاطر و مدارات کرین - سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی التماس قبول فرمائی - اب ان لوگون نے الگ جا کر آپس مین صلاح کرنی شروع کی کہ کوئی ایسی صورت نکالنا چاہیئے جس سے مسلمانون کا کام تمام کر ڈالین - اوسوقت جناب سرور کائنات دیوار سے پیٹہ لگائے بیٹھے تھے - حی ابن اخطب نے اپنی قوم سے کہا کہ اے یہودیو

محمد معہ اپنے اصحاب کے تمہارے جال مین آپھنسا ہے اس وقت کو غنیمت جانو اور جو کچھ تمکو کرنا ہو کرلو پھر ایسا موقعہ کبھی نہ ملیگا میری دانست مین ایک آدمی اس گھر کی چھت پر چڑھ جاوے اور بڑا سا پتھر محمد کے سر پر مارے تاکہ ہم اوس کے پنجہ سے بچین - اس بات کو سنکر عمرو ابن حجاش بن کعب بولا کہ مین چھت پر جاکر یہ کام کرون گا -

سلام ابن مشکم نے کہا کہ اے قوم تمہارا یہ خیال خام ہے اس وقت تو تمہین نافرمانی ہرگز نہ چاہیئے پھر ساری عمر جو چاہو کرتے رہنا مگر لوگون نے اوسکی بات نہ مانی تو وہ کہنے لگا کہ یارو اگر تم محمد کے ساتھ دغا کروگے اور کہین اوسے خبر ہوگئی تو فوراً وہ عہد جو ہم مین اور اُن مین ہے ٹوٹ جائیگا وہ تو ابھی یہ باتین کرہی رہا تھا کہ عمرو بن حجاش جلدی سے ایک بڑا سا پتھر لیکر کوٹھے پر چڑھ گیا جسوقت کہ اوس نے سیڑہی پر قدم رکھا ہے فوراً وحی نازل ہوئی اور یہود کی سب فساد انگیزیان آپ کو معلوم ہوگئین - آپ معاً اوٹھہ کھڑے ہوے اور مدینہ کی طرف چلے - اصحاب حیرت مین تھے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے - لاچار وہ بھی اوٹھکر پیچھے پیچھے چلے گئے اور مدینہ مین آکر دریافت کیا کہ حضور وہ لوگ تو آپ کی ضیافت مین مشغول تھے آپ نے یہ کیا کیا - حضور نے فرمایا کہ نہین یہ سب اون کا مکر و فریب تھا وہ ارادہ کررہے تھے کہ میرے سر پر ایک بڑا سا پتھر پھینکدین -

اس کے بعد آپ نے محمد بن سلمہ کو اوس قوم مکار کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اب ہماری تمہارے عہد و پیمان ٹوٹ گئے کیونکہ تمہارا ظاہر و باطن ایک سا نہین ہے بہتر ہے کہ مسلمانون کے پاس نہ رہو - دس دن کی مہلت دی جاتی ہے اس مدت مین یہان سے نکل جاؤ -

جب اون لوگون نے حکم نبوی سنا تو سامان سفر کرنے لگے - چراگاہون سے اپنے اونٹ منگوا لئے - ان کے سوا اور بہت سے اونٹ کرایہ کئے - چاہتے تھے کہ سامان سفر ٹھیک کرکے چلتے بنین کہ اس اثناء مین عبد اللہ ابن ابی سلول منافق نے اون سے کہلا بھیجا کہ تم

بڑے بے وقوف ہو جو اپنے گھروں سے بھاگے جاتے ہو تمکو چاہیئے کہ اپنے قلعوں کو خوب مضبوط و مستحکم کر کے اون مین رہو۔ ادہر مین دو ہزار جرار سپاہی لیکر اور اپنی قوم کو جمع کر کے تمہاری مدد کو آتا ہون یہود بنی قریظہ اور اون کے ساتھی اور عطفان کے لوگ سب تمہاری حمایت کرینگے

جب یہ پیغام ابن اخطب نے سنا تو غرور سے پہول کر کُپّا ہو گیا اور جناب رسالت مآب کی خدمت مین کہلا بہیجا کہ ہم تو اپنے ملک سے نہین نکلتے جو تمہارے جی مین آوے وہ کرو۔

مسلمان یہ پیغام سنکر برہم ہوے اور کہنے لگے کہ اللہ اللہ۔ یہ وقت آگیا کہ دشمنان خدا سینہ زوری کر کے ہمارے قریب رہین اور اون کے دل ایسے فسادون سے بھرے ہون کہ ظاہر مین تو رسول خدا سے قسم کہاوین اور باطن مین اون کے تشنۂ خون ہون ہم تو اون کو ضرور یہان سے نکالینگے پس سب نے بنی النضیر مین جانے اور اون لوگون کی گوشمالی کرنیکا سامان کر لیا۔

آنحضرت صلعم نے ابن اُم مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کر کے لشکر اسلام کا جھنڈا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کو دیا اور مدینہ سے کوچ فرما کر ایسی جلدی پہونچے کہ عصر کی نماز بنی النضیر مین جا پڑہی سب یہودی اپنے اپنے قلعون مین جا کر چھپ رہے۔ مسلمانون نے پندرہ دن تک محاصرہ رکھا۔ یہودی اپنے قلعون پر سے تیر اور پتھر پھینکتے تھے اور پندرہ دن تک اسی انتظار مین قلعہ بند رہے کہ کوئی ہماری مدد کو آتا ہو گا۔ ادہر عبد اللہ بن ابی سلول منافق جس نے اونکو بہروسہ دیا تھا بالکل کانون مین تیل ڈال کر چپکا ہو رہا۔ خداوند کریم نے بنی النضیر کے دل مین اہل اسلام کا خوف اور اپنی قوم کی ذلت ایسی ڈالدی کہ اون کو اپنی قوم اور قبیلہ کا بالکل اعتبار نہ رہا اور سمجھ گئے کہ اگر دنیا مین کوئی سچا ہے تو وہ مسلمان ہی ہین۔ اس لئے آنحضرت کی خدمت مین پیغام بہیجا کہ اگر آپ ہم سے کچھ مزاحمت نہ کرین تو ہم قلعون سے نکل کر چلے جائین۔ حضور نے فرمایا کہ ہم نے تو اول ہی تم سے کہا تھا کہ تم یہان سے چلے جاؤ مگر تم نے سرکشی کر کے جھگڑا بڑہا دیا۔ ہم کو تم سے

اب بھی پرخاش نہین تمہین اختیار ہے جدہر چاہو چلے جاؤ ہم تو تمہارے ہتیارون سے بھی کچھہ مزاحمت نہ کرتے مگر تمہاری سرکشی کی یہ سزا ہے کہ اب تم اپنے ہتیار اپنے ساتھہ لیکر نہ جانے پاؤ گے البتہ اپنا مال ومتاع اپنے ساتھہ لے جا سکتے ہو ہم کو اوس سے کوئی غرض نہین - بنی نضیر نے اس بات کو غنیمت جانا اور اپنے گھر اپنے ہاتھون سے خراب کر کے سارا مال واسباب چارپایون پر لاد کے کوچ کر دیا - حضور نے محمد ابن مسلمہ کو متعین کیا کہ اون کو کمال حفاظت کے ساتھہ ہماری حد سے باہر نکال دو -

یہود چھہ سو۶۰۰ اونٹ نقد وجنس کے اپنے ساتھہ لیکر اور اپنے تئین خوب آراستہ وپیراستہ کر کے - خلعت پہنے ہوے - باجے بجاتے - گانا گاتے روانہ ہوے - اور اپنی مردانگی اور بہادری کے گیت مسلمانون کو سناتے مدینہ کے بازارین سے نکلے - بعضے شام کی طرف گئے بعضون نے خیبر کا رخ کیا اور کچھہ نواح اذرعات کی طرف چلے گئے -

ہتیارون کی تفصیل جو وہ چھوڑ گئے یہ تہی پچاس۵۰ زرہ - پچاس۵۰ خود اور تین سو چالیس۳۴۰ تلوارین اور تین سو پچاس۳۵۰ اونٹ مال واسباب کے جنہین وہ نہ لیجا سکے اور حصارین پڑا چھوڑ گئے - یہ سب مسلمانون کے ہاتھہ آیا -

جب یہود بنی النضیر چلے گئے اور مسلمانون نے حفاظت کے ساتھہ اون کو مدینہ کی حد سے مال واسباب سمیت نکال دیا تو آنحضرت صلعم نے حصارین جتنا مال پایا اوس سبکو جمع کرا لیا اور مظفر ومنصور خیر وعافیت کے ساتھہ مدینہ تشریف لے آے -

مہاجرین کے بود وباش کا طریقہ ہجرت کے زمانہ سے یہ تہا کہ انصار کے گھرون مین رہا کرتے تھے - ہر انصار نے ایک ایک مہاجر کو اپنے ہان فروکش کر لیا تہا اور اوسکے کہانے پینے کا بھی متکفل وہی ہوتا تہا - انصار کو مہاجرین سے یہان تک محبت تھی کہ اونہین اپنی آنکہ کا تارا سمجہتے تھے

بلکہ انصار نے اونہین اپنے گھر مین رہنے کے لئے قرعہ ڈالے تھے جسکے نام کی چٹھی نکلی وہی اوس مہاجر کو اپنے گھر لے گیا پھر مجال کیا تھی کہ وہ دوسری جگہہ کا پانی بھی پینے پاوے اسی طرح چندروز تک مہاجر انصار کے مہمان رہے۔

جب آنحضرت صلعم بنی النضیر کے علاقہ سے پھر کے مدینہ مین تشریف لاے تو جو مال وہان سے حاصل ہوا تھا اپنے پاس منگوایا اور انصار کو بلا کے خدا کی حمد اور شکر کے بعد فرمایا کہ اے جماعت انصار تم نے مہاجرون کی بہت اعانت ومدد کی ہے اون پر تمہارے بڑے بڑے احسان ہین اگر تم چاہو تو یہ مال جو بنی النضیر سے خدا نے دلوایا ہے تمکو تقسیم کردیا جاے اور مہاجرین بدستور تمہارے گھر مین مہمان رہین اور جو تمہاری صلاح ہو تو یہ مال مہاجرون کو دیا جاے اور وہ تمہارے گھرون سے رخصت ہوکر الگ اپنے اپنے مکانون مین رہین اور اون کے اخراجات کا بوجہ تم پر سے اوتر جاے اور تم سبکدوش ہوجاؤ۔

آنحضرت صلعم کا یہ ارشاد سنکر سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہما بولے "یا رسول اللہ ہمارا دل تو یہ چاہتا ہے کہ آپ یہ مال مہاجرین کو عطا فرمائین۔ ہمکو ایک حبہ نہین چاہئے اور یہ لوگ مال لیکر بدستور ہمارے ہی گھرون مین رہین اور اون کے اخراجات کے بھی ہم ہی متکفل رہین کیونکہ یہ بڑے عالی رتبہ لوگ ہین آپ کی محبت اور خدا کی دوستی مین اونھون نے گھر بار کو چھوڑا اور جو کچھہ اون کے پاس تھا سب سے ہاتھہ اوٹھا کر حضور کے ساتھہ چلے آے ہین ہماری دلی رضا یہ ہے کہ یہ مال اون ہی کو ملے اور وہ بدستور ہمارے ہی گھرون مین رونق افروز رہین اون کی مفارقت ہمین کسی طرح گوارا نہین ہے اون کے قدم سے ہمارے گھرون مین بڑی روشنی اور خیر وبرکت رہتی ہے"۔

جب ابن معاذ اور ابن عبادہ نے آنحضرت کی خدمت مین یہ عرض کی تو سارے انصار خوش ہوکر بول اوٹھے کہ اے رسول کریم ہم سبکو یہی بات منظور ہے آپ ایسا ہی کرین۔ حضرت نے انصار

کی ہمت اور دین داری سے خوش ہوکر اون کے حق مین دعاے خیر کی اور وہ مال بموجب انصار کی مرضی کے مہاجرین مین تقسیم کر دیا تقسیم کے وقت حضرت صدیق اکبر۔ حضرت فاروق اعظم۔ عبدالرحمن ابن عوف حضرت صہیب اور ابو سلمہ ابن عبد الاسد مخزومی کے مشورے سے کام کیا گیا۔ مگر جو انصار مثل سہیل ابن حنیف اور ابو دجانہ وغیرہ کی بہت مفلس تھے اون کو بھی اوس مال مین سے حصہ ملا ہتیارون مین سے ایک تلوار جو نہایت عمدہ اور ابن ابی الحقیق کر باندہنے کی تہی سعد ابن معاذ کو دیگئی

آنحضرت صلعم جب ہجرت کر کے مدینہ مین آے تھے تو یہود بنی قریظہ اور بنی النضیر نے جو مدینہ سے باہر علیحدہ علیحدہ رہتے تھے آپ سے عہد و پیمان کئے تھے کہ ہم آپ کے ساتھ رہینگے آپکی بدخواہی نہ کرینگے اور آپ کے کسی دشمن کو مدد بھی نہین دینگے۔

یہودیون کو اون درختہاے خرما سے جو انکی گڑہی کے پاس تھے مثل اپنی اولاد کے محبت تھی۔ آپ نے اس خیال سے اون درختون کے کاٹنے کا حکم دیا تہا کہ اگر یہ کاٹے جاینگے تو اونکی روح پر صدمہ ہوگا اور وہ قلعہ سے باہر نکلکے لڑینگے۔ بعض اصحاب نے تو عمدہ قسم کے درخت کاٹے۔ اون کی نیت مین یہ بات تھی کہ کافر خوب ہی دق ہون اور بعض اصحاب نے بُری قسم کے کاٹے اس نیت سے کہ اہل اسلام کو ضرور فتح ہوگی اور سب مال بنی نضیر کا مسلمانون کے قبضہ مین آئیگا۔ پس عمدہ عمدہ درخت مسلمانون کے لئے بچا رکہنا چاہئے۔ چونکہ نیت دونون فریق کی نیک تھی اس لئے اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ جو کاٹی تمنے ایک قسم درخت خرما کی یا قایم چھوڑا ہے اپنی جڑون پر سو یہ دونون باتین خدا کے حکم سے تہین اس لئے کہ نافرمانون کو رسوا کیا جاے۔

صحیح بخاری مین ہے کہ آپ نے درختون کے جلانیکا بھی حکم دیا تہا چنانچہ چند درخت

جلاے بھی گئے اسی باب مین حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر ہے۔

وَهَانَ عَلٰی سِرَاةِ بَنِی لُؤَیٍّ	حَرِیقٌ بِالْبُوَیْرَةِ مُسْتَطِیرُ

یعنی آسان ہوا سرداران بنی لوی کو آگ لگا دینا بویرہ مین کہ شرارے اوسکے اوڑتے تھے۔

بویرہ اوس جگہہ کا نام ہے جہان بنی نضیر کے درخت خرما تھے۔

انصار کے دو قبیلہ تھے اَوس اور خزرج اون مین ہمیشہ باہم لڑائی رہا کرتی ہی۔ بنی قریظہ اوس کے حمایتی تھے اور بنی نضیر خزرج کے اور ہر ایک اپنے اپنے دوستون کی مدد کیا کرتا تھا۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق قبیلہ خزرج مین سے تھا اس لئے اوس نے درپردہ بنی نضیر سے مدد کا وعدہ کیا تھا بنی نضیر اپنے مکانون سے نکلتے وقت مکان توڑ توڑ کے اچھی اچھی چیزین نکال لے گئے تھے یہان تک کہ کواڑ اور کڑیان بھی نکال لی تہین اور جانے کی عجلت مین مسلمانون نے بھی اون کی مدد کی اور مکانات توڑ توڑ کے اون کی چیزین نکال دین چنانچہ اس آیت مین اسی معاملہ کا بیان ہے

هُوَ الَّذِیٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے نکالا اہل کتاب کافرون کو اُن کے گھرون سے پہلے ہی بار لشکر جمع کرنے کے وقت تمہین گمان نہ تہا کہ وہ نکل جاوینگے اور اون کو بھی یہ ہی خیال تہا کہ اون کے قلعہ اون کو اللہ سے بچا لینگے پس آیا اون پر اللہ کا غضب اوس جگہہ سے کہ جدہر کا اونہین خیال بھی نہ تھا اور اوس نے اون کے دلون مین رعب ڈالدیا اور اونہون نے اوجاڑ ڈالے گھر اپنے ہاتھون سے اور مسلمانون کے ہاتھون سے پس اے سوجھہ والو عبرت پکڑو۔

مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ بنی النضیر نے جو آنحضرت کو پتھر مارنا چاہا تھا اس کی خبر ذیل کی آیت مین ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ فَکَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ

ترجمہ۔ اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی عنایت کو جو تم پر ہوئی او سوقت مین کہ ارادہ کیا تھا ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنے کا سو اللہ نے اون کا ہاتھ تم سے روک لیا۔

کنانہ بن صویر نام ایک احبار بنی نضیر کا آنحضرت کی تشریف بری سے آگاہ ہوگیا اور اوس نے اپنی قوم کو اطلاع دی کہ خدا نے محمد کو تمہارے فریب سے آگاہ کردیا ہے۔ اے لوگو وہ رسول خدا اور خاتم الانبیا ہین تم ایسا نہ کرو گویا یہ تم اپنے آپ کو فریب دیتے ہو یہ تمہاری طمع ہے کہ جو تم چاہتے ہو کہ خاتم الانبیا ہارون کی نسل سے ہو حق تعالیٰ یہ نعمت جسے چاہے اوسے عنایت کرے اور جسپر چاہے اپنی سعادت کا دروازہ کھولدے جو جو صفات نبی آخر الزمان کے مین نے توریت مین پڑھے ہین وہ سب محمد مین موجود ہین مین جانتا ہون کہ اب وہ تمہارے نکالنے کا حکم دینگے تم دو کامون مین سے ایک کام کرو۔ بہتر تو تمہارے لئیے یہ ہے کہ اون پر ایمان لاؤ تو یہان سے نکالے بھی نہ جاؤ گے یا جزیہ دینا قبول کرو۔ لوگون نے جواب دیا کہ ہمکو جلاوطنی قبول ہے موسیٰ کا دین چھوڑنا منظور نہین۔

جب مسلمانون کو بدر مین فتح ملی تھی اوس وقت بنی نضیر آپ کو نبی موعود بتاتے تھے مگر جب اُحد مین شکست ہوئی تو اون کو شک پیدا ہوا اور ابوسفیان سے مل گئے۔

روایت ہے کہ بنی نضیر کے درخت خرما کاٹنے کے لئے حضور نے عبداللہ بن سلام اور ابولیلی مازنی کو مقرر کیا تھا۔ ابولیلی عمدہ عمدہ درخت خرما کاٹتے تھے تاکہ یہودیون کو زیادہ قلق ہو اور عبداللہ بن سلام بڑے بڑے اور پرانے درخت اس خیال سے کاٹتے تھے کہ آخر مسلمانون کو فتح ہو گی

مین اچھے درخت اون کے لئے چھوڑے دیتا ہون۔

جب یہ دونون بزرگوار اون کے درخت کاٹنے لگے اور کیتون کو اوجاڑنا شروع کیا تو کفار ازراہ طعن کہتے تہے کہ ہم لوگ تو تمہارے نزدیک کافر ہین کیا یہ درخت بہی تمہارے خیال مین کافر ہین جو اونہین کاٹے ڈالتے ہو اون کی یہ باتین سنکر چند مسلمانون کو شبہ ہونے لگا تہا۔ اوس شبہ کے رفع کرنے کے لئے وہ آیت نازل ہوئی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کا خیمہ بنی حطمہ کے میدان مین نصب کیا گیا تہا۔ عزورا یہودی نے آپ کے خیمہ پر ایک تیر مارا۔ پس خیمہ وہان سے اوکہاڑ کر دوسری جگہہ کھڑا کر دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اوس کی تاک مین تھے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہین کہ وہ ننگی تلوار ہاتھہ مین لئے ہوے نو آدمیون کے ساتھہ قلعہ کے باہر آیا۔ حضرت علی نے اوسپر حملہ کیا اور اوسکا سر کاٹ کے خدمت نبوی مین لے آے پھر حضور نے ابودجانہ اور سہل کو آٹھہ آدمیون کے ہمراہ حضرت علی کے ساتھہ کر دیا۔ ان سبہون نے اون کفار کو بھی قتل کر ڈالا جو عزورا کے ساتھہ آے تہے اور اون کے سر حضور کے سامنے حاضر کئے۔

حضرت واقدیؒ فرماتے ہین کہ عمرو بن امیہ نے مدینہ کو آتے ہوے جن دو شخصون کو مار ڈالا تہا اون کے سلاح درخت اور خون بہا آنحضرت نے اون کی قوم کے پاس بھجوا دیا کیونکہ عامر بن طفیل نے آنحضرت سے کہلا بھیجا تہا کہ ایک مسلمان نے ہماری قوم سے دو آدمیون کو مار ڈالا ہے۔ حالانکہ آپ نے اون دونون کو امان دی تھی مگر جب اوسمین کچہہ جھگڑا پیدا ہوا تو آنحضرت بنفس نفیس سنیچر کے دن مدینہ سے تشریف لے چلے اور مسجد قبا مین آکر نماز پڑہی پھر بنی النضیر کے محلہ مین تشریف لاے دیکھا کہ سب محفل جماے بیٹھے ہین ہمارے حضرت بہی معہ اصحاب کے وہان بیٹھہ گئے اور اون لوگون سے باتین کرنے لگے۔

کنانہ بن صوریا احبار یہود کی ایک بیٹی تھی نہایت خوبصورت اور صاحب حسن وجمال اوسکا نام شعثاء تھا۔ حسان نے اپنے اشعار مین اوسکے حسن کی بہت تعریف کی ہے۔ اس سنتے کنانہ نے کہا تھا کہ اگر مجھکو اپنی خوبصورت بیٹی مین عیب لگ جانے کا خیال نہ ہوتا تو مین بلاشک مسلمان ہوجاتا اب مجھکو بھی اپنی وہی حالت منظور ہے جو تمہاری ہوگی۔

حضرت واقدیؒ فرماتے ہین کہ جب رسول خدا صلعم مقام بنی النضیر سے مدینہ مین تشریف لے آے تو آپ کے بعد اصحاب بھی وہان سے چلدئے۔ راہ مین اون کو ایک آدمی ملا جو مدینہ سے آتا تھا اصحاب نے اوس سے پوچھا کہ بھائی تو نے رسول خدا کو بھی ادہر جاتے دیکھا ہے۔ اوس نے کہا ہان مجھکو آنحضرت جسر کے پار مدینہ کی طرف جاتے ہوے ملے تھے۔ جب اصحاب حضرت کے پاس پہونچگئے تو معلوم ہوا کہ حضور نے محمد بن مسلمہ کو طلب کیا ہے۔ جناب صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول اللہ آپ بنی النضیر سے چلے آے اور ہم لوگون کو خبر ہی نہین ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہود نے میرے ساتھ دغا کرنیکا قصد کیا تھا۔ حق تعالی نے مجھکو اوسکی خبر دیدی اس لئے مین فوراً وہان سے اوٹھکے چلا آیا۔ اتنے مین محمد بن مسلمہ بھی آن موجود ہوے حضرت نے اونہین حکم دیا کہ اے ابن مسلمہ تم یہود بنی النضیر کے پاس جاؤ اور اون سے کہو کہ رسول خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم لوگ میرے ملک اور شہر سے نکل جاؤ۔

جب محمد بن مسلمہ اون کے پاس پہونچے تو کہا کہ اے یہود مین رسول خدا کا ایلچی بنکر تمہارے پاس آیا ہون مگر مین اون کے پیغام کو پیچھے بیان کرونگا پہلے تم سے وہ بات کہنا چاہتا ہون جسے تم خوب جانتے ہو۔ تمکو قسم ہے اوس توریت کی جسکو خدا نے موسی علیہ السلام پر نازل کیا ہے سچ سچ میری باتونکا جواب دینا تمکو یاد ہوگا کہ آنحضرت کی بعثت سے قبل مین تمہارے پاس آیا تھا تو تم نے مجھ سے کہا کہ اے ابن مسلمہ اگر تو چاہے تو ہم تجھکو ناشتہ کرا کے رخصت کردین اور

اگر تو چاہے تو ہم تجھکو یہودی بنالین اوس وقت مین نے تمکو یہ جواب دیا تھا کہ خیر اگر تم کھانا کھلانا چاہتے ہو تو مین کھالونگا مگر مجھکو یہودی بننا منظور نہین ہے - چنانچہ تمنے مجھکو ایک قاب مین کھانا دیا مگر بیٹھکر یہ بھی کہنے لگے کہ اے ابن مسلمہ تو ہمارا دین کیون نہین قبول کر لیتا کیونکہ دنیا مین کوئی دین اگر سچا ہی تو وہ دین یہود ہی ہی شاید تیرا ارادہ اوس دین کے قبول کرنیکا ہی کہ جسکو اس زمانہ مین اسلام اور دین حنفیہ کے نام سے مشہور کرتے ہین - سُن اے ابن مسلمہ ابو عامر دین حنفیہ سے ناراض ہے - اوس دین کا پھیلانے والا تمہارے پاس آویگا شان اوس کی یہ ہوگی کہ وہ خندہ رو ہوگا - اوسکی دونون آنکھوںمین سرخی ہوگی - وہ یمین کی طرف سے آویگا ناقہ پر سوار - گلیم پوش ہوگا اور ایک ٹکڑے روٹی پر قناعت کریگا - اوسکے کندھے پر تلوار ہوگی - وہ کسی سے نہ کہیگا کہ خاموش ہو بلکہ وہ سب کی سنےگا اور کلام اوسکا حکمت کے ساتھ ہوگا وہ آکے تمہاری زمین پر اوتریگا ہتیار اور اسباب سب کے چھینے جاوینگے اور لوگ قتل ہون گے اور نعشون سے گوش و بینی قطع کئے جاوینگے - یہ سن کے بنی النضیر بولے ہان یہ سب سچ ہے ہمنے یہ بات تجھہ سے ضرور کہی تھی لیکن محمد وہ شخص نہین ہے جسے ہم صاحب ملت حنفیہ بتاتے ہین -

محمد بن مسلمہ یہ سُن کر خاموش ہو رہے اور کہا کہ اے یہود مجھے جو اپنی طرف سے سمجھانا تھا وہ مین کہہ چکا اب خبردار ہو جاؤ کہ آنحضرت نے فرمایا ہے تحقیق تمنے اوس عہد کو توڑ ڈالا جو ہمارے ساتھہ کیا تھا مجھکو اوس بات کی خبر ہوگئی ہے جسکے لئے عمرو بن حجاش کوٹھے پر چڑھا تھا یہود چُپ سنتے رہے اور ایک حرف بھی نہ بولے - محمد بن مسلمہ کہنے لگے کہ حضور نے فرمایا ہے کہ ہم درستی سامان و اسباب سفر کے لئے تمکو دس دن کی مہلت دیتے ہین اسکے اندر اندر تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور میعاد ختم ہونے کے بعد جو شخص تم مین سے یہان نظر آئیگا اوسکی گردن ماری جائیگی - تب اون لوگون نے جواب دیا کہ اے ابن مسلمہ ہمکو یہ گمان نہ تھا کہ قبیلہ اوس مین سے

کوئی شخص یہ حکم لیکر ہمارے پاس آئیگا - محمد ابن مسلمہ نے اسکا یہ جواب دیا کہ اب بعد اسلام لانے کے ہم لوگون کے قلب تبدیل ہو گئے ہین -

یہ حکم سنکر وہ لوگ سامان سفر کرنے کے لئے چند روز ٹھیرے - اون کے سواری اور باربرداری کے جانور ذی الجدر مین چرنے گئے تھے - اون کے ہانک لانے کیواسطے آدمیون کو روانہ کیا اور قبیلہ اشجع سے بھی لوگون کو اجرت پر مقرر کرلیا اور تیاری سفر مین بہت جلدی کرنے لگے -

یہ لوگ تو سامان سفر مین مصروف تھے کہ ناگاہ ابن ابی کے دو قاصد سوید اور داعس آن موجود ہوے اور آنکر کہا کہ عبداللہ ابن ابی نے تمکو پیغام دیا ہے کہ تم لوگ ہرگز اپنے گھرون سے باہر نہ نکلو اور اپنے حصارون مین مقیم رہو میرے ساتھ میری قوم کے دو ہزار آدمی اور سواے اونکے بہت سے عرب ہین یہ سب تمہاری مدد کو آجائینگے اور تمہارے ساتھ جان دینگے مجال کیا کہ مسلمان تمکو ضرر پہونچا سکین اور بنو قریظہ اور تمہارے حلیف قبیلہ غطفان کے لوگ بھی تمکو مدد دینگے -

ابن ابی نے کعب بن اسد کے پاس بھی مدد طلب کرنے کے لئے قاصد بھیجا تھا جسکا جواب کعب نے یہ دیا کہ بنی قریظہ کا ایک بچہ بھی عہد شکنی نہ کریگا خبردار تم ایسا کلام پھر کبھی ہم سے نہ کرنا - لہذا ابن ابی بنی قریظہ کی طرف سے مایوس ہو گیا مگر چاہتا تھا کہ بنی النضیر اور مسلمانون مین مڈبھیڑ کرا ہی دے - اس لئے اکثر حی بن اخطب کے پاس نامہ و پیغام بھیجکر اوسے اوکساتا رہتا تھا -

حی بن اخطب کو بھی لالچ آگیا اور آنحضرت کی خدمت مین قاصد بھیجکر اطلاع دی کہ ہم یہان سے ہرگز نہ نکلینگے جو تمہارے جی مین آے وہ کرو -

حی بن اخطب عبداللہ ابن ابی کے فریب مین آکر اپنے حصارون کی درستی و مرمت کرنے لگا جن جن چیزون کی ضرورت دیکھی حصارون مین داخل کرین اور گلی کوچون کو صاف اور ہموار کرا کے کنکر پتھر قلعون مین اس لئے بھر لئے تاکہ مسلمانون پر اون کی بوچھار کرین ایک سال کی خوراک بھی قلعون مین

مہیا کرلی۔ پانی کے چشمہ متواتر حصارون مین جاری تھے اون کے ختم ہو جانیکا کسی کو بھی خوف نہ تھا۔ چنانچہ یہودی مونچھون پر تاؤ دے دے کر یہ کہتے تھے کہ مسلمانون کی کیا گُودڑی ہے جو کامل سال بھر ہمکو محاصرہ مین رکھین۔

سلام ابن مشکم سے نہ رہا گیا تو اوس نے کہا اے حی ابن خیالست و محالست وجنون یہ تیرے نفس نے تجھکو دہوکا دیا ہے واللہ اگر مجھکو اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ لوگ تجھے بے وقوف اور لغو جانینگے تو بیشک مین تجھ سے جدا ہو کر اون یہودیون کے ساتھ مل جاتا جو میری بات مانتے ہین اے حی تو ایسا نہ کر اللہ خوب جانتا ہے اور تیرے ساتھ مجھے بھی خبر ہے کہ بیشک محمدؐ رسول اللہ ہین اور اون کی صفت ہمارے نزدیک ثابت ہے پس اگر ہم اس سبب سے اون کی پیروی نہ کرین اور اون سے حسد رکھین کہ نبوت اولاد ہارونؑ سے نکل گئی ہے تو ہمکو اتنا تو ضرور کرنا چاہیئے کہ اون کی بات ہی کو مان لین اور اپنی جانین اور زن و فرزند اور مال و متاع لیکر نکل جائین۔ کیا اتنا ہمارے لئے تھوڑا ہے۔ اس مین ہم لوگون کی عزت رہ جائیگی۔ اگر مسلمانون نے یہان آکر ایک دن کے لئے بھی ہماری گڑھیون کو گھیر لیا تو یاد رکھنا کہ یہ رعایتین جو وہ اب منظور کرتے ہین ہمارے ہاتھ سے نکل جاوینگی

حی بن اخطب نے اسکا جواب یہ دیا کہ مسلمان ہرگز ہمارا محاصرہ نہین کرسکتے ابن ابی ہماری مدد کو آتا ہے۔ سلام ابن مشکم نے جواب دیا کہ عبداللہ بن ابی کا قول لائق اعتماد نہین وہ تجھکو ورطۂ ہلاکت مین ڈالنا چاہتا ہے خود تو اپنے گھر مین بیٹھہ رہیگا اور ہمین لڑوا دیگا۔ مین نے سنا ہے کہ اوس نے کعب سے بھی مدد مانگی تھی۔ مگر اوس نے انکار کردیا اور کہا کہ بنی قریظہ مین سے میرے جیتے جی کوئی عہد شکنی نہین کرسکتا۔ ابن ابی نے بنی قینقاع سے بھی ایسا وعدہ کیا تھا چنانچہ وہ بھی اوسکے بھروسہ پر لڑ پڑے اور عہد شکنی کر بیٹھے۔ وہ تو اوسکی مدد کے منتظر ہی رہے اور یہ اپنے گھر مین بیٹھا ہوا چین کرتا رہا یہانتک کہ مسلمانون نے جا کر بنی قینقاع کو تباہ کردیا۔ اے حی اوسکا کام بہکانا ہے ہم لوگ قبیلہ اوس

کے ساتھ ہمیشہ اوسے مارتے رہے ہین - وہ نہ یہودی ہے نہ مسلمان اور نہ اپنی قوم کے دین پر ہے ایسی حالت مین اوسکے قول وفعل کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے -

اس پر حی ابن اخطب نے جواب دیا کہ مین انفس ہر بات اور ہر کام سے انکار کر سکتا ہے مگر محمد کی عداوت کو چھوڑنا میرے بس مین نہین ہے - جب سلام نے اوسکی یہ باتین سنین تو کہا کہ واللہ یہ ہی الجہن آوارہ وطن ہونے کے ہین ہمکو اپنے گھرون سے نکلنا پڑیگا - مال ہمارا تلف ہو جائیگا ہماری بزرگی ضائع ہو جائیگی زن وفرزند ہمارے اسیر ہونگے اور ہمارے بہادر اور شجاع قتل ہو جائینگے -

غرض کہ سلام نے بہت سر مارا مگر حی ابن اخطب نے کسی طرح نہ مانا - آخر ش حق تعالی نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ بنی النضیر پر جاؤ اور اون کو اپنی سرحد سے باہر کردو - ادہر منافقون نے خفیہ بنی النضیر سے یہ کہلا بہیجا کہ تم ہرگز اپنی جگہہ نہ چھوڑنا ناکہ بندی اور کوچہ بندی کر لینا اور اپنے حصارون کو خوب مضبوط بنا لینا اگر مسلمان بغیر لڑائی کے نہ مانین گے تو ہم تمہاری اعانت کو موجود ہین چنانچہ یہود نے ایسا ہی کیا -

حضرت رسالت مآب نے نقیب کو بلا کے مناوی کرادی - اوسی دم اہل اسلام ہتیار لگا لگا کے بنی نضیر کی طرف روانہ ہوے اور دونون طرف سے لڑائی شروع ہو گئی قریباً بیس ۲۰ روز تک لڑائی رہی اس عرصہ مین جب مسلمان اونکے کسی مورچے یا گڑہی پر حملہ کرتے اور غالب ہو جاتے تہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتے تھے اور اوس جگہہ کی مضبوطی کرکے لڑنے لگتے تہے اور مسلمان جس گڑہی یا مکان پر غلبہ پاتے تھے اوسکو کہود کر برابر کردیتے تھے -

آنحضرت صلعم نے اون کے کچھہ چھوہارون کے درخت کاٹنے کا حکم دیا تہا اس مین مصلحت یہ تھی کہ وہ سخت غیظ وغضب مین آجائین - لہذا وہ درخت کاٹے گئے - اونکے نخلستان مین سب سے عمدہ قسم وہ تھی جسے لوگ تور اصفر کہتے تھے - میوہ اوسکا بالکل زرد رنگ کا اور اوسکے پوست اور مغز کا یہ عالم تہا کہ پوست اور گودے کے اندر سے گٹھلی صاف نظر آتی تھی - وہ درخت اونکو اپنی اولاد سے بھی

زیادہ عزیز تھے - جب یہودیون نے اپنے نخلستان کٹتے دیکھے تو کہنے لگے کہ اے محمدؐ جو کتاب تم پر نازل ہوئی ہے اوس مین زمین پر فساد کرنیکا حکم ہے یا اصلاح کا - اور بھی اس باب مین اونہون نے بہت کچھہ کہا سنا مگر جب ایک بھی نہ چلی اور منافقین کی مدد سے بھی مایوس ہو گئے تو حق تعالی نے اون کے دلون مین اسلام کا رعب وہیبت ڈالدی - آخر ش اونہون نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کرین تو ہم مدینہ سے بدر ہو جائین - پس آنحضرت نے اونسے اس شرط پر صلح کر لی کہ وہ مدینہ سے اس طرح نکلین کہ تین تین آدمی پیچھے ایک ایک اونٹ ہو اور اوسی پر جو کچھہ مال اور کہانے پینے کی چیزین لدسکین لادے جائین اون کے سوا جو کچھہ باقی رہ جائیگا اون کا مال نہین ہے - غرضکہ وہ لوگ اسی طرح شہر سے نکل گئے - اون کے اخراج کے باب مین یہ آیت نازل ہوئی ہے -

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ○

ترجمہ - اگر یہ امر نہ ہوتا کہ حق تعالی نے اون کے حق مین جلاوطن ہونا مقرر کیا تو اون پر دنیا ہی مین عذاب کرتا اور اون کے لئے آخرت مین آتش دوزخ کا عذاب ہے -

غرض کہ وہ لوگ سرحد مدینہ سے نکل کر اذرعات اور اریحا کی طرف چلے گئے جو ملک شام مین ہین مگر حی ابن اخطب اون کے ساتھہ نہ گیا بلکہ اپنے اہل وعیال اور اپنے بھائی کی اولاد کو ہمراہ لے کر خیبر کو چلا گیا اور اون سبکو وہان چھوڑ کر خود مکہ مین آیا - یہان آکر کیا دیکھتا ہے کہ قریش مکہ سے نکل کھڑے ہوے ہین اور رسول خدا کے ساتھہ جنگ کرنیکا ارادہ رکھتے ہین چونکہ اوس سال مین سخت قحط تھا اس لئے وہ لوگ مکہ سے باہر نکل کر ٹھہر گئے اور آپسمین کہنے لگے کہ یہ وقت سفر کرنے کا نہین ہے - بہتر ہوگا کہ سمت آجاوے -

اسوقت مین اون لوگون کے ساتھہ زاد راہ کے لئے سواے ستو کے اور کچھہ نہ تھا اسواسطے

اوس لشکر کا نام جیش السویق ہوا یعنی ستو والا لشکر چنانچہ اس مشورہ مین یہ بات ٹہیری کہ مکہ مین پہر چلو ناگاہ اسی حال مین حی ابن اخطب اون کے پاس پہونچ گیا - اون لوگون نے حی ابن اخطب سے اوسکی قوم کا حال پوچہا اوس نے جواب دیا کہ مین اونکو خیبر اور مدینہ کے درمیان متردد چہوڑ آیا ہون تم اون کے پاس پہونچ کر اونہین بہی اپنے ساتھہ لے لینا وہ تمہارے ساتھہ ہو کر محمد سے لڑینگے پھر کفار قریش نے بنی قریظہ کا حال دریافت کیا تو اوس نے کہا کہ بنی قریظہ محمد سے مکر و حیلہ کر کے مدینہ ہی مین رہ گئے ہین جب تم اون کے پاس پہونچ جاؤ گے تو وہ بھی تمہارے ساتھہ شامل ہو جاینگے آخر اہل مکہ نے ایک سال اور توقف کیا -

دولت مآب جناب صبحی پاشا کی کتاب حقایق الکلام فی تاریخ الاسلام مین مندرج ہے کہ ماہ ربیع الاول مین اسلام کا لشکر ظفر پیکر مدینہ سے غزوہ بنی النضیر کے لئے روانہ ہوا تہا اور چہہ روز تک اون کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا رہا - بعض لوگون نے بیچ بچاؤ کرا دیا اس لئے صرف اون کی جلاوطنی پر اکتفا کی گئی - زیادہ باز پرس نہین ہوئی -

حضرت عبداللہ ابن عثمان اور حضرت زینب اور حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ وغیرہ کا انتقال

اسی سنہ ہجری مین حضرت رسول خدا کے نواسے عبداللہ ابن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وفات پائی - سبب اونکی وفات کا یہ تہا کہ ایک مرغی نے اونکی آنکھہ مین چونچ ماری تھی جس سے آنکھہ کا خلش کچہ ایسا بڑہا کہ جانبر نہ ہو سکے - چہہ سال کی عمر مین وفات پائی - آنحضرت نے اونکے جنازے کی نماز پڑہی اور اون کے پدر بزرگوار نے اونہین قبر مین اوتارا -

حضرت زینب بنت خزیمہ زوجہ رسول اللہ اور عبدالسلام ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی شوہر ام سلمہ

اور فاطمہ بنت اسد والدہ علی مرتضیٰ نے اسی سال مین وفات پائی اور اسی سال مین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ متولد ہوے۔ اسی سال مین آنحضرت صلعم نے حضرت اُم سلمہ کو شرف زوجیت سے مشرف فرمایا۔ یہ عقد ماہ شوال مین ہوا تہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب آنحضرت کو حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علی کے قریب المرگ ہونیکی خبر پہونچی تو آپ کو بہت رنج ہوا اور فرمایا کہ ان کے وفات کی خبر فوراً میرے پاس آوے آپ نے خود بقیع مین اپنے ہاتھ سے اونکی قبر کھودی۔ اوسمین اوتر کر لیٹے اور قران شریف پڑہا۔ ستر تکبیرون کے ساتھ آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑہی اور فرمایا کہ کوئی فشار قبر سے سوائے فاطمہ بنت اسد کے نجات نہ پاویگا لوگون نے پوچھا کہ کیا آپکے فرزند دلبند قاسمؓ بھی ضغطہ قبر مین مبتلا ہون گے حضور نے جواب دیا کہ قاسم تو درکنار اون سے چھوٹا ابراہیمؑ بھی اوس سے بے خوف نہین ہے جب حضور نے اون کے مرنے کی خبر سنی تو معہ صحابہ اون کے گھر تشریف لے گئے اور اپنا پیراہن مبارک اوتار کر فرمایا کہ غسل کے بعد اسکا کفن دینا۔ آپنے اونکے جنازے کو بھی کندہے دیئے جب قبر پر پہونچے تو اوتر کر اوسمین لیٹ گئے وہان سے نکلنے کے بعد فرمایا "بسم اللہ وعلیٰ اسم اللہ" صحابہ نے عرض کی کہ فاطمہ کے حق مین دو باتین ہم نے آپ سے ایسی نئی دیکہین کہ کسی اور کے لئے آپ نے نہین کی تہین ایک تو قمیص مبارک کا کفن دیا اور دوسرے آپ اون کی قبر مین لیٹے۔ فرمایا کہ قمیص کے پہنانے سے میری غرض یہ تھی کہ وہ دوزخ کی آگ سے نجات پاوین اور قبر مین لیٹنے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اون کی قبر مین وسعت دے۔ اے لوگو بعد وفات ابی طالب کے کوئی میرے ساتھ نیکی اور ہمدردی نہین کرتا تہا سوائے اس مرحومہ مغفورہ کے لہذا مین نے اپنا پیراہن اوسکو پہنا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوسکو بہشت کا حلہ عطا فرماوے اور قبر مین اوسکی لیٹا کہ اللہ تعالیٰ امتحان قبر سے خلاصی دے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر کو وصیت کی کہ مجھکو

آنحضرتؐ اور شیخین کے پاس دفن نہ کرنا بلکہ امہات المومنین کے پاس دفن کی جاؤن کیونکہ اگر مین گناہون کی نجاست مین آلودہ ہون تو اون کے پاس دفن ہونے سے پاک نہین ہو سکتی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد مر گئین تو حضور اون کے سرہانے جا کر بیٹھے اور فرمایا "امی بعد امی" یعنی میری مان کی وفات کے بعد تم میری مان تھین اور اسکے سواے اون کی بہت تعریف کی اور اپنا پیراہن اون کے کفن کو دیا۔

اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری اور عمر بن خطاب کو حکم ہوا کہ اون کی قبر کھودین اور لحد آپنے اپنی دست مبارک سے کھودی اور مٹی نکالی پھر قبر کے اندر اوتر گئے اور فرمایا۔

اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین۔ ترجمہ۔ اللہ وہ ذات ہے کہ ہمیشہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہین مرتا ای اللہ بخشدے میری مان فاطمہ بنت اسد کو اور فراخ کردے اوسکی قبر بطفیل اپنے نبی کے اور بطفیل اگلے نبیون کے تحقیق تو رحم کرنیوالون مین سب سے بڑا رحم کرنیوالا ہے پھر حضور نے چار تکبیرین کہہ کر اون کو قبر مین اوتارا اور حضرت عمر اور ابو بکر بھی اوتارنے مین آپ کے شریک تھے۔

عمر بن عبد العزیز فرماتے ہین کہ آنحضرت سواے پانچ آدمیون کے اور کسی کی قبر مین نہین اوترے اون مین سے تین تو عورتین ہین اور دو مرد۔ اول حضرت خدیجہ کی قبر مین مکہ مین اور چار کے لئے مدینہ مین ایسا ہوا۔ ایک تو حضرت خدیجہ کا بیٹا جسکو آنحضرت نے اپنی گود مین پرورش کیا تھا۔ دوسرے عبد اللہ مزنی جن کو ذو البجادین بھی کہتے ہین۔ تیسرے حضرت عایشہ کی والدہ ام رومان کی قبر مین۔ چوتھے فاطمہ بنت اسد کی قبر مین۔

اسی سال مین زید بن ثابت نے آنحضرت کے حکم سے یہود کی خط و کتابت سیکھی تا کہ اون کے

بھیدون سے آگاہ ہوجائین اور یہ علم اونھون نے پندرہ دن مین سیکھہ لیا تھا تاکہ یہودی رہی سہی توریت کوبھی محرف نہ کرڈالین۔

اسی سال مین ایک مالدار یہودی کے لڑکے نے ایک یہودی عورت سے زنا کیا حضور نے اپنی شریعت کے بموجب اوسے رجم یعنی سنگ سار کرنیکا حکم دیا۔ یہود آپ کو فریب دینا چاہتے تھے اور کہتے پھرتے تھے کہ ہماری شریعت مین تو یہ حکم ہے کہ زانی اور زانیہ کا مونہہ کالا کرکے اونٹ پر اولٹے مونہہ سوار کردیتے ہین اور چھوڑ دیتے ہین۔ اسپر عبداللہ بن سلام نے جو احبار یہود مین سے مسلمان ہوگئے تھے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ جھوٹ بولتے ہین توریت مین بھی زانی کو سنگ سار کرنے کا حکم ہے اسپر آپ نے توریت منگائی۔ یہود نے آیت رجم پر اپنا ہاتھہ رکھہ کے توریت کو پڑہنا شروع کیا ابن سلام نے پڑہنے والے سے کہا کہ ہاتھہ تو اوٹھا جون ہی اوس نے ہاتھہ اوٹھایا رجم کی آیت ظاہر ہوگئی۔ عبداللہ بن سلام نے اوسکو سب کے سامنے پڑہ سنایا اور مجرم سنگ سار کیا گیا۔

اسی سال مین شراب کی حرمت پر آیت نازل ہوئی لیکن بعضے کہتے ہین کہ ۳ھ ہجری مین شراب حرام ہوئی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ شراب کی حرمت مین کئے دفعہ وحی نازل ہوئی اور بعضون کے نزدیک غزوہ حدیبیہ مین یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ اکثر لوگ ۸ھ ہجری کا واقع بتاتے ہین مگر صحیح قول یہی ہے کہ اسی سال ۴ھ ہجری مین یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ ترجمہ۔ اے ایمان والو یہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام شیطان کے ہین ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو۔ روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ ایک قول کے بموجب ۸ھ ہجری مین شراب حرام ہوئی شیخ ابن حجر صحیح بخاری کی شرح مین اسی قول کو مستند بتاتے ہین۔ شراب کی حرمت مین چار آیتین نازل ہوئی ہین مکہ مین یہ آیت اوتری تھی۔

وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ط

ترجمہ۔ کھجور اور انگور کے میوون سے تم نشہ کی چیزین اور خاصی روزی بناتے ہو۔

جب تک یہ آیت نازل نہ ہوئی تھی اوسوقت تک مسلمان شراب پیتے تھے۔ مدینہ مین اگر حضرت عمر فاروق اور معاذ بن جبل اور چند انصار نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ شراب عقل کی ضایع کرنے والی ہے اور قمار بازی مین مال کا نقصان ہے ان دونون کی نسبت آپ کیا حکم دیتے ہین اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ط قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ط ترجمہ۔ لوگ تم سے شراب اور جوے کی نسبت حکم پوچھتے ہین کہدو کہ اون مین بڑا گناہ ہے اور فائدہ بھی ہے لوگون کو مگر گناہ اونکا اون کے نفع سے بہت بڑا ہے جسوقت آپ نے یہ آیت حضرت عمر فاروق کے روبرو پڑہی ایک جماعت عقلاے صحابہ نے تو بوجب اسکے شراب پینا موقوف کر دیا اور دوسرے گروہ نے ترک نہ کیا یہان تک کہ عبدالرحمن بن عوف نے ایک دن اپنے چند یارون کی دعوت کی اور سب کے سب شراب پی کر خوب مست ہو گئے مغرب کے وقت ایک شخص اون مین سے امام ہوا اور نماز مین سورہ "قل یا یہا الکافرون" پڑہی اور بجاے "لا اعبد" کے "اعبد" پڑہ گئے اوسوقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یَااَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو جب تمکو نشہ ہو تو نماز کے نزدیک مت جاؤ یہان تک کہ سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو۔

اسکے بعد بعض صحابہ نے اس خیال سے کہ پینا اوسکا موجب ترک نماز کا ہے اوسکو ترک کیا اور بعضون نے اوسکو اسقدر پینا اختیار کیا کہ نماز کے وقت نشہ نہ پیدا ہو یہان تک کہ عتبان بن مالک انصاری نے صحابہ کی ایک جماعت کی دعوت کی اور اونٹ کا کلّہ اون کے لئے بھون کر لاے جب اونہون نے کہایا اور شراب پی اور مست ہو گئے تو ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے اور اشعار فخر اور

مدح اور خوم پڑہنے لگے۔ سعد بن ابی وقاص نے ایک قصیدہ بنایا اوسمین انصار اور قوم انصار کی ہجو تھی ایک انصاری نے اوس بہونے ہوے کلہ کو اوٹہاکر سعد بن ابی وقاص کے سر پر مارا اون کے سر مین بہت زخم اگیا۔ سعد نے انصار کی شکایت آنحضرت سے اکر بیان کی حضرت عمر نے جب یہ خبر سنی تو دعا فرمائی کہ یا اللہ شراب کی نسبت شافی حکم ہمارے لئے نازل فرما۔ پس اوسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ○

ترجمہ۔ اے ایمان والو تحقیق شراب اور جوا اور مورتین اور پانسے پلید کام شیطان کے ہین تم اون سے بچو تاکہ نجات پاؤ تحقیق ارادہ کرتا ہے شیطان کہ ڈالے تم مین دشمنی اور بغض شراب اور جوے کے وسیلہ سے اور باز رکھے تمکو اللہ کے ذکر سے اور نماز سے سو اب بھی تم رکو گے۔ جسوقت حضرت عمر فاروق نے یہ آیت سنی تو کہا کہ اے رب ہمارے ہم ان چیزون سے باز رہے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت فاروق نے یون فرمایا تہا کہ ہم باز رہے۔ ہم باز رہے۔ تحقیق شراب لے جاتی ہے انسان کے مال اور عقل کو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بازار مدینہ مین منادی کرادو کہ شراب بالکل حرام کردی گئی۔ اوس منادی کو سنکر جو کوئی بھی شراب پی رہا تہا اوس نے فوراً اوسے چھوڑ دیا اور ہاتھ مونھہ دہوڈالے۔ جس کے گھر مین شراب تھی اوس نے سب پھینکدی۔ چنانچہ اوس دن بازار مدینہ مین شراب اسطرح بہتی تھی جیسے پانی بہتا ہو۔

آپ نے بہت سی حدیثین شراب پینے والون کے حق مین بیان فرمائی ہین۔ آپ کا ارشاد ہے

کہ جو ہمیشہ دنیا مین شراب پیتا ہے اگر وہ بغیر توبہ کئے مرجاے تو شراب بہشت سے نا امید رہیگا۔
جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہین کہ فرمایا رسول خدا نے تحقیق اللہ نے عہد کرلیا ہے کہ جو کوئی دنیا مین نشہ کی چیزین پیئیگا۔ قیامت مین اوسے دوزخیون کا پسینہ پلایا جائیگا۔ ابن عمر فرماتے ہین کہ آنحضرت کا ارشاد ہے کہ جو کوئی شراب پیتا ہے اللہ اوسکی چالیس دن کی نماز قبول نہین کرتا اگر وہ توبہ کریگا تو قبول ہو جائیگی مگر چار دفعہ توبہ کرنیکے بعد اگر پانچوین دفعہ پھر اس جرم کا مرتکب ہوتا ہے تو پھر توبہ بھی نہین قبول کی جاتی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لعنت کی آنحضرت نے دس آدمیون پر یعنی شراب کے بنانیوالے پر۔ بنوانے والے پر۔ پینے والے پر۔ پلوانے والے پر۔ بیچنے والے پر۔ خریدنے والے پر۔ اوسپر جسکے لئے خریدی گئی۔ اوسکی قیمت کھانیوالے پر۔ شراب کے اوٹھانے والے پر اور اوٹھوانے والے پر۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے ہر ایک نشہ والی چیز شراب ہے اور سب نشہ والی چیزین حرام ہین۔

۵ ہجری کے واقعات

اس سال مین آیۂ حجاب نازل ہوئی اور مسلمان عورتون کو چھپا ہوا رہنا اور پردہ نشینی اختیار کرنا فرض ہوا۔ اسی سال مین زینب بنت جحش آنحضرت صلعم کی زوجیت سے مشرف ہوئین۔

(۲۶) غزوہ مریسیع جسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہین

حارث ابن ابی ضرار نے عرب کے مشرکون کو بھڑکا کے رسول خدا سے لڑنے پر آمادہ کیا تھا۔ اوسکے اغوا سے ایک بہت بڑی جماعت جمع ہو کر ایک لشکر طیار ہو گیا۔ قریب تھا کہ یہ لوگ جنگ کے ارادہ سے مدینہ پر چڑھائی کردین کہ یہ خبر حضور نبوی مین پہونچ گئی۔ آنحضرت صلعم نے بریدہ ابن الحصیب اسلمی کو اونکا حال دریافت کرنیکے لئے بھیجا۔ بریدہ نے اونسے جاکر کہا مین نے سنا ہے کہ تم لوگ

محمدؐ سے لڑنیکا ارادہ کررہے ہو اور تم نے ایک لشکر آراستہ کرلیا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو مین بھی چاہتا ہون کہ اپنی قوم کو جمع کرکے تمہارے پاس آجاؤن اور مسلمانون سے لڑون۔ وہ لوگ یہ بات سنکر بہت خوش ہوے اور اس لالچ سے بریدہ کی بہت خاطر و تواضع کی اور کہا کہ اسے دوست محمدؐ سے لڑنے کا ہم مصمم ارادہ کرچکے ہین۔ دیکھنا کہ جان توڑ توڑ کے مسلمانون کو کیسا نیچا دکھاتے ہین۔ جب بریدہ نے خوب تحقیق کرلیا کہ یہ لوگ لڑائی پر تلے ہوے ہین تو کہا کہ لو مین بھی اب جاتا ہون تاکہ اپنی قوم کو فراہم کرون۔ پہر وہان سے رخصت ہوکر مدینہ مین واپس آکر سارا حال آنحضرت صلعم کو کہہ سنایا۔

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ کفار بدکار مدینہ پر چڑہائی ضرور کرینگے تو زید ابن حارثہ کو مدینہ مین خلیفہ کرکے مہاجرین کا علم جناب علی رضی اللہ عنہ کو اور انصار کا علم سعد ابن عبادہ کو مرحمت فرمایا اور جناب فاروق اعظم کو لشکر اسلام کے مقدمہ پر تعین کرکے کوچ کیا بہت سے منافق بھی لشکر اسلام کے ساتھ ہو لئے۔ راہ مین ایک شخص جو دشمنون کا جاسوس تھا گرفتار کیا گیا۔ لوگون نے اوس سے لشکر کفار کا حال معلوم کرنا چاہا مگر وہ یہی کہے گیا کہ مین کچھ نہین جانتا اوسکی باتون پر حضرت فاروق اعظم کو طیش آگیا تو آپنے ایک ایسی ڈانٹ بتائی کہ بچہ کے ہوش و حواس جاتے رہے اور کہنے لگا کہ مین بنی المصطلق مین سے ہون۔ حارث ابن ابی ضرار نے جاسوسی کے لئے مجھے بھیجا ہے۔ جناب عمر فاروق نے اوسے آنحضرت کی خدمت مین لے جانا چاہا مگر وہ سخت کلامی اور انکار سے لڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ آخرش حضرت عمرؓ کو جوش آگیا تو اوسے قتل کرڈالا۔

جب اوسکے قتل ہونے کی خبر بنی المصطلق کو پہونچی تو خوف کے مارے کانپ اوٹھے۔ کچھ تو اون مین سے متفرق اور پریشان ہوگئے اور جو باقی رہ گئے تھے وہ مقابلہ پر آے۔

لشکر اسلام نے مقام مریسیع پر ڈیرے ڈالے۔ حضرت رسول خدا نے عمر خطاب کو حکم دیا کہ جاؤ انہین نصیحت کرکے پہلے اسلام کی طرف بلاؤ۔ چنانچہ حضرت عمر نے تشریف لیجاکر اونکو بہت کچھ

پند ونصائح کئے مگر شریرون نے اونکی ایک نہ سنی اور جنگ کے لئے تُل گئے۔

مسلمانون نے پہلے تو تیر پھینکے مگر جب دیکھا کہ وہ ناہنجار کسی طرح نہین مانتے تو ایک بارگی اون پر حملہ کر دیا۔ کفار کے دس آدمی تو مارے گئے اور باقی قید ہوے۔ مسلمانون مین سے صرف ایک آدمی شہید ہوا۔

جب لڑائی ہو چکی تو قبیلہ بنی المصطلق مین سے ایک شخص مسلمان ہوا اور بیان کیا کہ مین نے لڑائی کے وقت چند آدمیون کو سفید ابلق گھوڑون پر سوار لشکر اسلام کی مدد کے لئے آتے دیکھا تھا اون کی شکل وصورت ایسی تھی کہ مین نے کبھی نہین دیکھی۔ یہ حال دیکھہ کر میرے دل کو یقین ہوگیا کہ دین اسلام سچا ہے۔ اگرچہ لڑائی ہو چکی تھی اور اوسکے دل مین کوئی دنیوی خوف وخطر باقی نہین رہا تھا مگر اسی تائید غیبی نے کفر وضلالت سے اوسے نکال کے مسلمان کر دیا۔

حارث ابن ابی ضرار کی بیٹی جویریہ کا بھی ایسا ہی حال ہوا۔ وہ لشکر اسلام کی شوکت وعظمت اور آسمانی مددگارون کی شان وشوکت دیکھہ کر مسلمان ہوئی۔ باوجودیکہ عالی خاندان اور رئیس زادی تھی نیز کوئی دنیوی غرض نہین رکھتی تھی مگر پھر بھی اپنا آبائی طریقہ چھوڑ کر اسلام اختیار کیا اور ناز ونعمت سے نکلکر محض اسلام کی خاطر مفلسی کو گوارا کیا۔ اگرچہ ابتدا مین مسلمان ہونے کے باعث اپنے خویش واقربا کے نزدیک ذلیل اور لذائذ دنیوی سے چند روز محروم رہی مگر انجام کار جناب باری عزاسمہ نے اسلام لانے کے عوض مین اوسپر ایسا فضل وکرم کیا کہ حضرت رسول خدا کی زوجیت سے مشرف ہوئی

حضرت جویریہ رضؓ نے اسلام لانے کے بعد اور زوجیت سے مشرف ہونے کے قبل اکثر فرمایا کہ رسول خدا کے آنے سے پہلے مین نے یہ خواب دیکھا تھا کہ چاند مدینہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے پس مین سوچا کرتی تھی کہ اسکی تعبیر کیا ہوگی اب کہ دولت اسلام سے مالامال ہوگئی ہون اور شرف زوجیت مجھے حاصل ہے اس لئے سمجھہ گئی کہ میرے خواب کی تعبیر یہی تھی۔

اسی سفر مین جہجاہ ابن سعد غفاری مین جو عمر خطاب کے اجورہ دار تھے اور سنان ابن وبرجی مین
ایک کنوئین پر جھگڑا ہوا۔ واقعات اس نزاع کے یہ ہین کہ سنان اور جہجاہ دونون نے اپنا اپنا ڈول
کنوئین مین ڈالا اتفاقاً دونون کے ڈول ہم شکل تھے۔ ایک کا ڈول تو کنوئین مین گر پڑا اور دوسرے کا
نکل آیا۔ وہ ڈول جو نکل آیا تھا حقیقت مین سنان کا تھا۔ جہجاہ بولا کہ یہ میرا ڈول ہے اسی پر دونون
مین جھگڑا ہو گیا۔ یہان تک تکرار ہوئی کہ جہجاہ نے سنان کے مونہہ پر ایسا طپانچہ مارا کہ خون بہ نکلا۔
سنان پکارا "یاللانصار یاللخزرج" اور جہجاہ مہاجرون کو پکار کے چلایا "یاللکنانتہ یاللقریش" ان دونون
کی آواز سنکر مہاجرین اور انصار مین سے آدمی ہتیار لے لے کر دوڑے اور قریب تھا کہ فساد عظیم برپا
ہو جائے مگر مہاجرون نے سنان کو سمجھایا کہ بھائی تمھین جانے دو معاف کر دو۔ سنان اونکے
سمجھانے سے مان گیا اور نزاع رفع ہو گیا۔ کھین عبد اللہ ابن ابی سلول منافق بھی اپنے یارون سمیت
وہان بیٹھا تھا بڑے غصہ سے چلا کر بولا کہ یہ مہاجر تو ہماری جان کے لئے بڑے صاحب شوکت و قوت
بن بیٹھے ہین اگر اب کی دفعہ مدینہ مین میرا جانا ہوا تو وہ جو عزیز ہے اوسکو جو خوار ہے مدینہ سے نکال دیگا
اوس ملعون نے اپنے کو تو عزیز کہا اور حضرت سرورکائنات کو خوار ٹھہرایا پس اوسکے قول کے یہ معنی
ہوے کہ مین مدینہ مین جاکر محمد کو وہان سے نکال دونگا۔
بعد ازان اپنی قوم کیطرف غضبناک ہو کر دیکھا اور بولا کہ یہ بلا تم نے اپنے اوپر آپ لی ہے کہ مسلمانون
کو مدینہ مین رہنے دیا اور اپنے مال و اسباب مین شریک بنایا۔
زید ابن ارقم یہ سب باتین اوسکے پاس بیٹھے ہوے سن رہے تھے حضرت رسول خدا کے پاس
آے اور سارا حال بیان کیا اوسوقت حضور کی خدمت مین ابوبکر صدیق۔ عثمان ابن عفان۔ سعد
ابن ابی وقاص۔ محمد ابن مسلمہ۔ اویس ابن جولی۔ عباد ابن بشیر وغیرہ حاضر تھے۔ جب زید سارا قصہ گذشتہ
کہہ چکے تو حضور نے اس لحاظ سے کہ کھین اصحاب مین سے کوئی شخص عبد اللہ ابن ابی سلول کی

جانکا خواہان نہ ہو جای - زید سے کہا کہ شاید تو اوس سے خفا ہی اسلئے دشمنی کے باعث ایسا کہتا ہی - زید نے کہا کہ نہین مینے اوسکے منہ سے سنا ہی آپنے فرمایا شاید تیری سماعت مین فرق ہو - وہ بولی ہرگز نہین مینے اچھی طرح برملا کہتے ہوئے سنا ہی چونکہ حضور کو اوسکی خطاپوشی منظور تھی اسلئے کچھہ خیال نہ فرمایا اور وہان سے کوچ کردیا -

اسید ابن حضیر نے جب سنا کہ عبد اللہ ابن ابی سلول نے حضور کی خدمت مین بڑی گستاخی کی ہے تو وہ آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپ عزیز و گرامی ہین اور وہ ذلیل و خوار ہے آپ اوسے مدینہ سے نکال دین مگر آپنے اسکی بات پر بھی کچھہ توجہ نہ فرمائی اور ہر چند لوگ ابن ابی کے پاس گئے اور سمجھایا کہ اے بدبخت تجھہ پر کیا غضب پڑا تھا کہ تونے پیغمبر خدا کے حق مین گستاخی کی اگر یہ بات سچ نہین ہے تو اون کی خدمت مین جاکر عذرخواہی کر اور قسم کہا پس ابن ابی اوسی وقت قسم کہا کر بولا مین نے ایسا نہین کہا اور حضرت رسول خدا کے پاس بھی آکر جھوٹی قسم کہا گیا کہ یا حضرت زید نے جو بات آپ سے کہی ہے وہ غلط ہے مین نے ہرگز ایسی بے ادبی کبھی نہین کی -

جب وہ اپنے قول سے بالکل پھر گیا تو بعضے آدمیون کو یقین ہوگیا کہ یہ سچا ہے اور زید نے جھوٹ کہا تھا چنانچہ زید کے بعض اقربا نے اونہین ملامت کی - زید کہتے ہین کہ مجھے اسکا بہت غم ہوا اور ایک دن مین رنج کی حالت مین گھوڑے پر سوار باہر میدان مین چلا جاتا تھا ناگاہ جناب سرور کائنات بھی وہان آنکلے اور بنوت کی روسے میرے رنج کا حال دریافت کرکے ہنسے پھر میرا کان مروڑ کے فرمایا کہ غمگین نہ ہو اللہ تعالی تیرے قول کی تصدیق اور منافق کی تکذیب کرتا ہے یہ کہکر سورۃ المنافقون مجھے پڑہ کر سنادی جس سے میری تسکین ہوگئی اور وہ رنج و غم جاتا رہا -

عبد اللہ ابن ابی کا ایک بیٹا تھا اوسکا نام بھی عبد اللہ ہی تھا - یہ نہایت سچا مسلمان اور موحد تھا اوس نے حضور نبوی مین آکر التماس کی کہ حضور اگر آپ چاہین کہ میرا باپ عبد اللہ ابن ابی سلول اپنے

کفر کے باعث قتل کیا جاوے تو مجھکو حکم ہو کہ مین اپنے ہاتھہ سے اوسے قتل کرون۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نہین اوسے قتل کرنا نہین چاہتا جب تک کہ وہ ہم مین ہے ہم اوسکے ساتھہ نیکی کرتے رہینگے

جب لشکر اسلام مدینہ کی طرف چلا تو وادی عقیق مین عبد اللہ پسر عبد اللہ ابن ابی نے سر راہ کھڑے ہو کر ہر ایک سوار کو تاکنا شروع کیا یہان تک کہ اوسکا باپ بھی اوس طرف سے گذرا چونکہ بیٹے کی غرض یہ تھی کہ کہین میرا باپ مدینہ کو نہ چلا جاوے اور اپنا ارادہ فاسد پورا کرنے کے درپے نہ ہو پس جسوقت اوسکی نظر باپ پر پڑی تو اوسکے اونٹ کی مہار پکڑکر بٹھالیا اور اونٹ کے زانو پر پانوٴن رکھہ کر کھڑا ہو گیا۔ باپ نے دریافت کیا کہ تیرا کیا ارادہ ہے۔ عبد اللہ نے جواب دیا کہ جب تک رسول خدا کا حکم نہ ہوگا مین تجھکو مدینہ نہ جانے دونگا۔ اب سر دست میرے سامنے یہ اقرار کر کہ مین ذلیل تر ہون اور رسول خدا عزیز تر ہین۔ جو شخص ان باپ بیٹون کی باتین سنتا تھا تعجب مین رہ جاتا تھا۔ شدہ شدہ یہ خبر آنحضرت کو بھی پہونچی آپ یہ سنکر وہان تشریف لاے اور پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لوگ بولے کہ عبد اللہ نے اپنے باپ کو پکڑ رکھا ہے اور کہتا ہے کہ جب تک آنحضرتؐ کا حکم نہ ہوگا مین تجھکو مدینہ نہ جانے دونگا۔ حضرت اون دونون کے پاس گئے اور دیکھا کہ حقیقت مین بیٹا باپ کا اونٹ پکڑے ہوے کھڑا ہے اور باپ کہتا ہے کہ "لانا اذل من الصبیان لانا اذل من النساء" یعنی مین لڑکون اور عورتون سے بھی زیادہ ذلیل ہون۔ حضور نے بیٹے سے کہا کہ بس زیادہ ضد نہ کر اسکو چھوڑ دے عبد اللہ نے آپ کے فرمانے سے فوراً باپ کو چھوڑ دیا۔

ایک دن عبادہ ابن الصامت نے عبد اللہ بن ابی سے کہا کہ تو رسول خدا کے پاس جاتا کہ وہ تیرے لئے بخشش کی دعا کرین مگر اوس منافق کمبخت نے انکار کرکے مونہہ پھیر لیا اوسوقت اتفاقاً رسول خدا بھی وہان سے کچھہ دور تشریف رکھتے تھے شان ایزدی دیکھو کہ عبادہ اور ابن ابی سلول مین یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ سورہ منافقون کی یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ ○

ترجمہ - جب منافقون سے کہا جاتا ہے کہ رسول خدا کے پاس چلو تاکہ وہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کرین تو وہ غرور سے منہ پھیر لیتے ہین - ابھی عبادہ ابن الصامت نے اوسکے انکار و اعتراض اور روگردانی کا حال کسی سے کہا بھی نہ تہا کہ وحی نے سارا حال سب پر منکشف کر دیا -

اس غزوہ مین یہود کی طرف کے دس آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوے - لشکر اسلام مین سے صرف ایک مسلمان شہید ہوا - لڑائی مین یہودیون کے پیر اوکھڑ گئے اور بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ آیا - قبیلہ بنی المصطلق کی آبادی چشمہ مریسیع کے کنارے تہی - اسی لئے اسکو غزوہ مریسیع کہتے ہین -

عبداللہ بن ابی مدینہ والون کا سردار ہونیوالا تہا اگر آنحضرت مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ مین نہ آتے تو مدینہ والے اوسی کو حاکم بناتے - وہ مصلحت کی نظر سے مسلمان ہو گیا تہا لیکن دل سے آنحضرت کا بدخواہ تہا اسی واسطے لوگ اوسکو منافق کہتے تہے اسکے علاوہ اور بھی چند لوگ منافق تھے یہ لوگ جہاد مین شریک تو ہوتے تہے لیکن دل سے جنگ نہین کرتے تہے ثواب ان کے مدنظر نہین ہوتا تہا بلکہ مال غنیمت کے لالچ سے ساتھہ ہو جاتے تہے - یہ وہی ابن ابی ہے جو جنگ احد سے واپس چلا آیا تہا اور اسی نے بنی النضیر کو بہکا دیا تہا وہ جلاوطنی کے حکم سے راضی ہو کر پھر باغی بن گئے تہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے یہ مسلمانون کی آستین کا سانپ تہا - آنحضرت کے تحمل کی تو انتہا نہ تھی مگر جناب فاروق اعظم اوسکی گستاخانہ باتین سن سن کر پیچ و تاب کہاتے تہے - آخر آپ سے ایک بار نہ رہا گیا تو آپ نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین اس منافق کی گردن اوڑا دون مگر آنحضرت نے فرمایا کہ خبردار کبھی ایسا نہ کرنا - لوگ اولٹا الزام ہمکو ہی دین گے کہ محمد اپنے ساتھیون کو بھی مار ڈالتے ہین -

جناب صبحی پاشا اپنی کتاب مین تحریر فرماتے ہین کہ یہ غزوہ ۶ سنہ ہجری کے ماہ شوال مین ہوا -

بنی المصطلق مغلوب اور پریشان ہوکر مسلمانون کے ہاتھہ مین اسیر ہوے۔ حارث بن ابوضرار کی بیٹی ثابت بن قیس کے حصہ مین آئی۔ حضرت رسول خدا نے اوسکو خرید کر کے آزاد کر دیا اور پھر وہ حضور کے عقد مین آگئی۔ جب لوگون نے یہ بات دیکھی تو جویریہ بنت حارث کے سب رشتہ دارون کو آنحضرت کی تعظیم وتکریم کے سبب سے آزاد کر دیا۔ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب رسول اللہ آنحضرت سے نہایت ہی محبت رکھتے تھے۔

اس غزوہ مین مہاجرین کا نشان حضرت علی یا حضرت صدیق کو عطا ہوا تھا اور انصار کا نشان حضرت فاروق اعظم کے پاس تھا اور ایک روایت مین یون بھی آیا ہے کہ انصار کا نشان سعد بن عبادہ کو عنایت ہوا تھا اور حضرت عمر فاروق لشکر کے مقدمہ پر متعین کئے گئے تھے۔ جیسا کہ مذکور ہوا لشکر اسلام مین اسوقت تیس گھوڑے۔ دس مہاجرین بیس انصار اور چند منافق شامل تہے حضرات عایشہ اور اُم سلمہ بھی ہمراہ تہین۔

جب دونون جماعتین مقابل ہوئین تو آپ نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ مشرکین سے پکار کر کہہ دو کہ اگر وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہہ لینگے تو اون کے جان و مال محفوظ رہینگے۔ حضرت عمر نے ایسا ہی کیا مگر اوتہون نے نہ مانا۔ اس غزوہ سے پہرتے وقت تیمم درست ہوا۔

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب آنحضرت مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوے تو چشمہ کے کنارے میرے پاس بیٹھے ہوے تھے۔ ناگاہ جویریہ رضی بنت حارث جو بہت حسینہ اور جمیلہ تہین آئین اور آتے ہی کلمہ شہادت پڑہا اور کہا کہ مین حارث کی بیٹی ہون اور ثابت بن قیس کے حصہ مین آئی ہون۔ آنحضرت نے اون کو خرید کے آزاد کر دیا۔ مہر اون کا سب بنی المصطلق کے قیدیون کا آزاد کرنا ٹھہرا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس آدمیون کا آزاد کرنا مقرر ہوا تھا۔



افک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

افک کہتے ہین جہونٹ اور تہمت لگانے کو۔منافقون نے حضرت عائشہ صدیقہ رض پر تہمت لگائی تہی اور بعضے مخلصین بہی براہ نادانی اسمین شریک ہو گئے تہے۔شرح اس قصہ کی یہ ہے کہ غزوہ مریسیع کے سفر مین آنحضرت صلعم حضرت عائشہ صدیقہ کو بہی ساتہہ لے گئے تہے۔چونکہ آیہ حجاب نازل ہو چکی تہی پس ہر کوچ و مقام مین ایسا ہوا کرتا تہا کہ جناب عائشہ صدیقہ ہودج مین چہپ جاتین۔لوگ اوسکو کوچ کے وقت اونٹ پر لاد دیتے اور مقام کے وقت اوتار کر الگ ہو جاتے تہے جب لشکر اسلام غزوہ سے فارغ ہو کر مدینہ کو پہرا تو مدینہ کے متصل سحر کے وقت کوچ کی ندا دی گئی حضرت عائشہ طیاری کی خبر سنکر قضاے حاجت کے لئے فرودگاہ سے الگ تشریف لے گئین۔ وہان سے پہرتے وقت گلوبند کو ٹٹولا جسمین مہرہ یمانی جڑا ہوا تہا تو اوسے گلے مین نہ پایا معلوم ہوا کہ کہین کہل پڑا اس لئے اوسی دم اولٹے پانوٴن واپس گئین اور اوس مقام پر جا کر ڈہونڈا۔اس تلاش مین کچہہ دیر لگی۔چونکہ حضرت عائشہ اس زمانہ مین کم عمر اور دُبلی پتلی تہین۔ہودج لادنے والون کو یہ خیال ہوا کہ آپ ہودج مین تشریف فرما ہین۔چونکہ عورتون مین بوجہ بہی کم ہوا کرتا ہے اس لئے اونہون نے ہودج کو اونٹ پر لاد دیا اور خالی یا بہرے ہونے کی کچہہ تمیز نہ ہو سکی۔اور قافلہ روانہ ہو گیا۔

ادہر جب حضرت صدیقہ گلوبند لیکر وہان سے واپس آئین تو دیکہا کہ قافلہ کا کوچ ہو گیا ہے۔آپ بہت گہبرائین اور یہ سوچکر کہ جب لوگون کو ہودج مین میرا نہ ہونا معلوم ہوگا تو ضرور ڈہونڈہنے آوینگے چادر مین لپٹ لپٹا کر وہین بیٹہہ رہین۔وقت صبح کا تہا۔نیند نے غلبہ کیا تو آپ سو گئین۔

لشکر اسلام مین یہ دستور تہا کہ کوچ کے وقت دو ایک آدمی منزل گاہ پر چہوڑ دئے جاتے تہے تاکہ فرودگاہ پر جو کچہہ اسباب وغیرہ کسی کا بہول چوک سے پڑا رہ گیا ہو اوسے لیکر لشکر سے آملین۔ اوس دن کوچ کی تیاری کے وقت حضرت رسالت مآب نے صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی کو بلا کر

اسکام کے لئے حکم دیا تھا۔ صفوان اپنے ہمراہیون سمیت فرودگاہ پر موجود رہے۔ جب نور کا تڑکا ہوا تو چارون طرف دیکھنا شروع کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک شخص چادر اوڑھے بےخبر سو رہا ہے سمجھے کہ لشکر کا کوئی آدمی سوتا رہ گیا ہے دور سے پکارے کہ اے شخص اوٹھ لشکر کوچ کر گیا ہے۔

اوسکی آواز سے جناب عائشہ بیدار ہو گیئن۔ صفوان بھی قرینہ سے جان گیا کہ یہ حضرت صدیقہ ہین کیونکہ آیۂ حجاب کے نازل ہونے سے قبل اوس نے آپ کو دیکھا تھا۔ صفوان الگ ہٹ گیا اور پیٹھہ موڑ کے بہ آواز بلند کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" جناب صدیقہ فرماتی ہین کہ اوسکی آواز سے مین بالکل جاگ اوٹھی اور مونہہ پر نقاب ڈال لیا۔ صفوان نے اونٹ کو بٹھا کر آپ کو سوار کر لیا اور مہار پکڑے ہوے لشکر گاہ مین آ پہونچا۔ اوس وقت سارا لشکر منزل پوری کر کے فرودگاہ پر اوتر چکا تھا۔ دن بھی بہت چڑھ آیا تھا۔ جب یہ خبر عام ہوئی تو عبد اللہ ابن ابی سلول منافق نے اکثر بے ایمانون کو اپنے ہمراہ کر کے پہلے تو خود بدنام کرنا شروع کیا پھر اورون سے بھی کہوایا۔ شدہ شدہ چند مسلمان ضعیف الاعتقاد بھی اون کے ساتھہ ہو گئے۔ حسان ابن ثابت۔ مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش وغیرہ بھی اونہین مین تھے۔ حضرت حمنہ بہن تھین زینب بنت جحش کی جو ازواج مطہرات مین سے ہین حضرت عائشہ مدینہ مین پہونچکر بیمار ہو گیئن۔ اون کی بدنامی کی خبر آنحضرتؐ اور اون کے مان باپ نے بھی سنی مگر بیماری کی حالت مین خود حضرت عائشہ سے کسی نے نہ کہا جناب پیغمبر خدا ان باتون سے بہت رنجیدہ ہوے۔ جب جناب صدیقہ کو صحت حاصل ہوئی تو ایک روز مسطح کی مان نے اپنے بیٹے کو کوسا حضرت عائشہ سنکر بولین کہ اے اُم مسطح یہ کیا کہتی ہو تمہارا بیٹا جنگ بدر مین شامل تھا اور بدریون کے حق مین بددعا کرنا منع ہے۔ اُم مسطح نے جواب دیا کہ اے صدیقہ تمنے نہین سنا کہ وہ تمہارے حق مین کیا کہتا ہے اور سارا قصہ بیان کر دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین اچھی ہو گئی تھی مگر اپنی بدنامی کا حال سنکر ایسا رنج ہوا کہ پھر بیمار پڑ گئی اور بے ہوش ہو گئی۔ جسوقت ہوش آتا یہی دل مین

سماتی کہ مونہہ پیٹ کے کنوئین مین گر پڑون - رات دن اسی اودہیڑ بُن مین رہتی تھی - ایک دن پیغمبر خدا گھر مین تشریف لاے اور لوگون سے میرا حال پوچہا مین نے خود التماس کی کہ یارسول اللہ اگر مجہے حکم ہو تو مین اپنے میکے یعنی مان باپ کے گھر چلی جاوٗن - مجہے اجازت ہوگئی اور مین اپنی مان کے پاس آئی اور پوچہا کہ امان جان تمنے بہی کچھہ سنا ہے کہ لوگ میرے حق مین کیا کہتے ہین - والدہ ماجدہ نے جواب دیا بیٹی تو ایسی باتون پر غم نہ کہایہ دنیا ہے - یہان کے لوگون کا دستور ہے کہ جسے معزز اور ممتاز دیکہتے ہین اوسے خواہ مخواہ بدنام کرنے لگتے ہین - یہ سنکر مجہے رونا آگیا اور مین آواز سے رونی لگی اوسوقت حضرت والد بزرگوار بالاخانہ پر تلاوت قران مجید کر رہے تہے میرے رونے کی آواز سنکر امان جان سے دریافت فرمایا کہ عائشہ کیون روتی ہی - امان جان نے سارا قصہ اون سے بیان کیا - والد ماجد نے آکے مجہے تسکین دی اور میرے آنسو پونچھہ کر فرمایا کہ کیون روتی ہے صبر کر اور دیکھہ کہ اللہ تعالٰے تیرے حق مین کیا حکم دیتا ہے -

القصہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اسی رنج مین ایسی بیمار پڑین کہ گھر مین جتنے کپڑے ہوتے لرزے کی حالت مین سب اون پر ڈال دئے جاتے تہے تو بہی اون کا لرزہ نہ جاتا تہا اودہر رسول اللہ کو بہی اسباب مین بہت تشویش تہی - ایک دن آپ نے حضرت علی مرتضی حضرت عثمان - حضرت اسامہ ابن زید اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم وغیرہ کو جمع کرکے مشورہ کیا کہ اس مین تم لوگون کی کیا صلاح ہے - جناب فاروق اعظم نے عرض کی یارسول اللہ مین خوب جانتا ہون کہ یہ افواہ سراسر غلط ہے جب حق تعالٰی آپ کے جسم مبارک پر مکہی کے بیٹہنے کا روادار نہین تو کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کو اوس آدمی سے نہ بچاے رکھے جو بدترین امور مین آلودہ ہو -

پہر حضرت علی مرتضی فرمانے لگے کہ یارسول اللہ یہ بات بالکل بے اصل ہے - عائشہ کو جنگل مین کوئی بے عزت نہین کرسکتا تہا - منافقون کی محض افترا پردازی ہے - اگر کبہی نعلین مبارک مین نجاست

لگ جاتی ہے تو جبریل اگر منع کر جاتے ہین کہ آپ ان جوتون کو مسجد مین نہ لے جائین اگر خدانخواستہ
ایسی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو خبر کر دیتا۔

اسکے بعد حضرت عثمان ابن عفان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ بات بالکل غلط ہے جب خداوند کریم
آپ کے سایہ کو زمین پر اس لئے نہین پڑنے دیتا ہے کہ کسی کا پانوٴن اوس پر نہ پڑ جاے اور اوسکی
اسقدر حفاظت کی جاتی ہے تو حرم محترم کی بے عزتی خدا کو کیون گوارا ہونے لگی۔

سعد ابن معاذ بولے کہ جن لوگون نے حضرت صدیقہ کو بدنام کیا ہے اونہین خوب سزا دینی چاہئے
یہ بات سنکر سعد ابن عبادہ جو قوم خزرج کے پیشوا تہے شرمندہ ہو کر بولے کہ اے ابن معاذ یہ بات
تم نے اسواسطے کہی ہے کہ بدنام کرنے والے ہمارے گروہ مین سے ہین۔ اسپر ان دونون مین ایسی
تکرار بڑہی قریب تہا کہ دونون مین لڑائی ہو جاے۔ مگر آنحضرت نے دونون کو ٹھنڈا کر کے خاموش کر دیا
حضرت اُم المومنین فرماتی ہین کہ مین اپنے باپ کے گہر یہ سب باتین سنا کرتی تہی دُو رات
دن برابر اسی غم مین مجھے نیند نہ آئی آنسوؤن کی جہڑی ایسی لگ گئی تہی کہ کسی وقت تہمتی نہ تہی۔ ایکدن
حضرت رسول خدا میرے والد ماجد کے پاس تشریف لاے اور ام رومان یعنی میری والدہ سے
پوچہا کہ عائشہ کسطرح ہے۔ امان جان نے میری بیماری کا حال بیان کیا۔ مین یہ باتین سنکر اوٹہہ
بیٹھی۔ آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے لگے حضرت کے کلام کی تاثیر سے خود بخود میرے
آنسو تہم گئے اور مین نے اپنے مان باپ سے کہا کہ تم میری طرف سے حضور کی خدمت مین عرض
کر دو کہ مین اپنے اور تمہارے لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثال سے بہتر کوئی مثل نہین پاتی
کیونکہ حضرت یعقوب نے فرمایا تہا۔

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ تمہاری باتون پر اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ کی مدد چاہئے۔

یہ کہکر مجھے غش آگیا اور مین گر پڑی ہنوز مجھے ہوش نہ آیا تہا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مین میری عاجزی پسند آئی اور پیغمبر خدا پر نزول وحی کے آثار ظاہر ہوے - پسینہ رخسار انور سے موتی کی طرح ٹپکنے لگا - جب وہ حالت جاتی رہی تو حضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ حق تعالیٰ نے تجھے مبرا کیا اور تیرے حق مین وحی نازل ہوئی یہ سن کے والد بزرگوار نے مجھہ سے فرمایا کہ عائشہ اوٹھہ اور حضور کے قدمون پر گر کے شکر گذاری کر مین نے جواب دیا کہ ابا جان اس باب مین سوائے اللہ تعالے کے مین تو کسی اور کی شکر گذاری نہ کرون گی اوسی نے میرے دامن سے بدنامی کا دہبہ چھڑایا ہے -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب میری بریت مین حضور پر وحی نازل ہو چکی تو آپ نے یہ آیت أعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم ان الذین جآء و بالافك عصبۃ منکم لا تحسبواشر لکم بل ھو خیر لکم پڑہکے سورہ نور کا دوسرا رکوع سنا دیا جو اوسی وقت نازل ہوا تہا - حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوسے سُن کے نہایت محظوظ ہوے اور آنحضرت صلعم کے چہرہ مبارک پر بہی شگفتگی چہا گئی -

پہر حضور باہر تشریف لے گئے اور مسجد مین یار و اصحاب اور مسلمانون کو جمع کر کے خطبہ پڑہا اور آئہ کریمہ اِنَّ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ بِالۡاِفۡكِ عُصۡبَةٌ مِّنۡكُمۡ سے لگاکر وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝ تک سنائین - (دوسرا رکوع سورہ نور پارہ اٹھارہوان)

جسکا پورا ترجمہ ملاحظہ ناظرین کے لئے ہم لکھے دیتے ہین -

ترجمہ - مسلمانو جن لوگون نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی نسبت طوفان اوٹھا کے کھڑا کر دیا ہے کیا وہ تمہین لوگون مین سے ہین - اس طوفان کو اپنے حق مین بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق مین بہتر ہوا جس سے سچے مسلمان اور منافق کی تمیز ہو گئی طوفان اوٹھانے والون مین سے جتنا گناہ جس نے سمیٹا اوسکی سزا بہگتیگا اور جس نے اونمین سے طوفان کا بڑا حصہ لیا ویسی ہی اوسکو

بڑی سخت سزا ہوگی۔ مسلمانو جب تم نے ایسی نالایق بات سُنی تھی ایمان والے مردون اور ایمان والی عورتون نے اپنے مسلمان بہائیون کے حق مین نیک گمان کیون نہ کیا اور سُننے کے ساتھہ ہی کیون نہ بول اوٹھے کہ یہ صریح بہتان ہے جن لوگون نے یہ طوفان اوٹھایا ہے اپنے بیان کے ثبوت پر چار گواہ کیون نہ لاے پہر جب وہ گواہ نہ لاسکے تو خدا کے نزدیک بس یہی جہوٹے ہین۔ اور اگر تم پر دنیا و آخرت مین خدا کا فضل اور اوسکا کرم نہوتا تو جیسا تم نے ایسی نالایق بات کا چرچا کیا تہا اس مین تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہوگئی ہوتی تم لگے اپنی زبانون سے اوسکی نقل درنقل کرنے اور اپنے منہ سے ایسی بات بکنے جسکی تمکو مطلق خبر نہین اور تم نے اوسکو ایک ہلکی بات سمجہا حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بڑی سخت بات ہے۔ اور جب تم نے ایسی نالایق بات سنی تھی سنتے ہی کیون نہ بول اوٹہے کہ ہم کو ایسی بات منہ سے نکالنی زیبا نہین حاشا وکلا یہ تو بڑا بہاری بہتان ہے۔ مسلمانو خدا تمکو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکہتے ہو تو پہر کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور اللہ اپنے احکام تم سے کہول کہول کر بیان کرتا ہے اور اللہ سب کے حال سے واقف اور حکمت والا ہے۔ جو لوگ چاہتے ہین کہ مسلمانون مین بُری باتون کا چرچا ہو اونکے لئے دنیا مین عذاب دردناک ہے اور آخرت مین بہی اور ایسے لوگون کو اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہین جانتے۔ اور مسلمانو اگر یہ بات نہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل وکرم ہے اور نیز یہ کہ اللہ بڑی شفقت رکہنے والا مہربان ہے تو تم مین فساد عظیم برپا ہوگیا ہوتا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور صفوانؓ مین اسیواسطے دشمنی ہوگئی تہی اور یہان تک نوبت پہونچی کہ صفوان نے اونپر تلوار کا وار کیا۔ حضرت حسان کے اقربا نے صفوان کو پکڑکر اپنے گہر مین قید کرلیا جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ حسان سے بہت ناراض ہوے۔ حسان نے دست بستہ معافی مانگی مگر آپنے اونکی طرف سے منہ پہیر لیا۔ پہر دوسری بار عرض کی تو بہی توجہ نفرمائی آخر کار تیسری مرتبہ یہ کہا کہ میرے ان اشعار پر غور فرماکے مجھے معاف کیجیے۔

هجوت محمد افا جبت عنہ	وعند اللہ فی ذالک الجزاء
فان ابی ووالدتی وعرضے	لعرض محمد منکم وفاء

حضور نے یہ اشعار سنکر اونہین معاف کردیا۔ حسان نے صفوان کو بہی رہا کرادیا۔

مسطح ابن اثاثہ جو جناب صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر طعن کرنے مین منافقین کے ساتھہ ہو گئے تہے حضرت ابوبکر کی خالہ کے نواسے تہے اور اونکے والد اونکی صغر سنی مین مر گئے تھے اسلئے حضرت صدیق ہی نے اونہین پرورش کیا تہا اور اب بہی اونکی کفالت کرتے تہے جب وحی الٰہی سے سب مطاعن جہوٹے ٹہیرے اور حضرت صدیقہ کی پاک دامنی ظاہر ہوگئی تو ابوبکر صدیق نے قسم کہائی کہ اب مین مسطح کی خبر گیری نہ کرونگا وہ بڑا بد ہے۔ اودہر تو صدیق اکبر کے دل مین خیال گذرا اودہر آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ قسم نہ کہادین وہ لوگ جو دین مین صاحب فضل ہون اور مال کی طرف سے بہی صاحب دستگاہ اور فراخی ہون اسپر کہ نفقہ ندیوین اپنون کو اور محتاجون اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو اور چاہیئے کہ معاف کرین اونکی خطا کو اور انتقام سے منہ پہیرین اور اونکے قصور سے چشم پوشی کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمہین بخشے اگر اپنی معافی چاہتے ہو تو تم بہی اونکے قصورون سے درگذر کرو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے۔

حضرت صدیق اکبر یہ آیت سنکر بولے واللہ مین دل وجان سے اپنی بخشش چاہتا ہون۔ اس لئے بدستور مسطح کی خبر گیری کرتا رہون گا اور کبہی اوسکی کفالت سے دست بردار نہ ہون گا۔

ابوالیوب انصاری کی بیوی نے ایکدن اپنے شوہر سے کہا کہ تم نے وہ طعن بہی سنے ہین جو لوگ

حضرت عائشہ کی نسبت مشہور کرتے ہین۔ ابوایوب نے جواب دیا کہ سب بکتے اور جہک مارتے ہین حضرت صدیقہ بالکل مبرا اور منزہ ہین۔ اوس وقت حضرت ابوایوب کی زبان سے یہ کلام جاری ہوا مایکون لنا ان نتکلم بھٰذا بھتان عظیم اس نیک مرد کے یہ کلمے اللہ تعالیٰ کو ایسے پسند آے کہ ادہر تو اپنے گہر مین میان بیوی یہ باتین کر رہے تھے اودہر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر وحی بہیجی اور اوس مین وہ الفاظ حرف بحرف بیان کر دئے۔ اوسوقت سواے اون دونون میان بیوی کے کوئی شخص گہر مین نہ تہا جو یہ گمان کیا جاتا کہ کسی نے سنکر کہہ دئے ہونگے وہ آیت یہ ہے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ قُلْتُمْ مَّا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِھٰذَا سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ ترجمہ۔ اور تمنے جب ایسا سنا تہا تو یہ کیون نہین کیا کہ کہدیتے کہ ایسی باتین ہمارے لایق نہین ہین پاک ہے تو اے اللہ یہ بات بہتان ہے بڑا۔

جب یہ آیت ابوایوب اور اونکی بیوی نے سنی تو جامہ مین پہولے نہ سماے اور کہا کہ خوشا قسمت ہماری جو ہماری بات بہی خداوند کریم کو پسند آگئی۔

قصہ مختصر براءت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وحی الٰہی سے ایسی ثابت ہوئی کہ پہر کسی منافق اور مشرک کو جاے دم زدن نہ رہی اور جو لوگ اس باب مین بیہودہ باتین بک چکے تھے سب کے سب شرمندہ اور خجل ہوے۔

کہتے ہین کہ براءت عائشہ مین وحی نازل ہونے سے پہلے بہی ایکدن آپ نے خطبہ مین سب کے سامنے بیان کیا تہا کہ مین عائشہ کا حال سواے نیکی کے اور کچہہ نہین جانتا اور جس شخص کے ساتھ اوسکو تہمت لگائی گئی ہے اوسکی آمد و رفت بہی میرے یہان صرف میرے ہی پاس رہی ہے اور میرے غیبت مین بہی وہ کبہی میرے گھر پر نہین آیا اور صفوان بذات خود بہی بڑا نیک چلن آدمی ہے۔ لیکن چونکہ انبیاے کرام مین بہی بشریت ہوتی ہے اس لئے آپکو بہی گونہ تردد تہا مگر جب وحی نازل ہو چکی تو آپ نے اون لوگون کو جنہون نے یہ طوفان برپا کیا تہا اور اوس مین شریک تھے طلب کر کے

اسّی اسّی درے حد قذف کے لگوائے - چار آدمیون یعنی حسان بن ثابت اور مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش اور عبد اللہ بن ابی پر یہ حد جاری ہوئی مگر اکثر راویون نے عبد اللہ کو اجرائے حد مین شامل نہین کیا ہے

صحیح بخاری کی بعض شروح مین قصہ افک کی بہت سی حکمتین لکھی ہین اون مین سے چند یہ ہین -

اول - یہ کہ اسکے سبب سے حضرت عائشہ کی تعریف کلام مجید مین شامل ہو گئی -

دوم - یہ کہ مومنون پر جو مصیبت پڑتی ہے اور جو تہمت اون پر لگائی جاتی ہے وہ اون کے ثواب اور رفع درجات کا باعث ہوتی ہے -

سوم - ایسے معاملات مین مومنین کا حال معلوم ہو جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے بیان سے مسلمانون کی شان ظاہر ہوتی ہے جیساکہ ابوایوب انصاری اور اون کی بیوی کا حال اوپر معلوم ہو چکا -

چہارم - یہ کہ اس سے مسلمانون کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب تم پر کوئی جھوٹی تہمت لگائے تو اپنے دل کو یون سمجھا لیا کرو کہ جب عائشہ صدیقہ سے پاک دامن پر لوگون نے تہمت لگا دی تو ہماری کیا حقیقت ہے -

پنجم - ایسے مصیبت زدہ کو حضرت عائشہ کی پیروی کر کے صبر جمیل کرنا چاہئے کیونکہ حضرت صدیقہ سے اس باب مین سوائے گریہ وزاری اور جناب باری مین عجز و نیاز کرنے کے اور کوئی بات ظہور مین نہ آئی تھی -

ایک روایت یون ہے کہ جب رسول خدا نے اصحاب کو بلا کے مشورہ کیا تھا تو حضرت علی نے یہ رائے دی کہ یا رسول اللہ عائشہ کے علاوہ تمہارے لئے عورتین بہت ہین آپ اس باب مین زیادہ تشویش کیون فرماتے ہین اور اگر ایسی ہی کاوش ہے تو عائشہ کی لونڈی بریرہ سے اونکا حال دریافت کر لیجئے - بریرہ شب و روز اونکی خدمت مین رہتی ہے اور وہ آپ کو بھی ہرگز دھوکا نہ دیگی جو بات ہوگی سچ سچ آپ سے عرض کر دیگی - پس حضور نے بریرہ کو بلا کر حال پوچھا اوس نے بیان کیا کہ قسم ہے

اوس خدا کی جسنے تمکو سچا قرآن دیکر بہیجا ہے مین نے عائشہ سے آج تک کوئی ایسی بات نہین دیکھی جس سے مجھے اوسکی نسبت کوئی شک ہو وہ تو ایک نادان لڑکی ہے تین پانچ کچھ نہین جانتی مین تو آٹا گوندہکے رکہہ دیتی ہون اور وہ سو جاتی ہے ۔ بارہا بکری آکر آٹا کہا گئی اوس سے تو یا حضرت اپنے گہر کی بہی حفاظت نہین ہو سکتی وہ ایسی باتین کیا جانے ۔

زینب بنت جحش ازواج مطہرات مین سے تہین اور حضرت عائشہ سے برابری کا دعویٰ تہا اونکا حسن و جمال بہی جناب صدیقہ سے کسی طرح کم نہ تہا اور آنحضرتؐ اونکی قدر و منزلت بھی بہت کرتے تہے اگر ذرا بہی پانی مرتا ہوتا تو سوتیا ڈاہ اونہین برائی کرنے سے ہرگز باز نہ رکہتا ۔ اگرچہ اونکی بہن حمنہ اونہین الگ گودا کرتی تہین اور لڑتی تہین کہ تم بہی میرے ساتہہ ہو کر عائشہ کی برائی کیون نہین کر دیتین مگر جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے صدیقہ کے حال کی تفتیش کی تو اونہون نے یہی فرمایا کہ یا حضرت مین اپنی آنکھہ اور کان کی بہت حفاظت کرتی ہون اور نہین چاہتی کہ بغیر سُنے اور بن دیکھے بات کہکے اپنی زبان کو ناپاک کرون قسم ہے اللہ پاک کی مین نے عائشہ سے سوائے خیر و خوبی کے اور کچھہ نہین دیکھا ہے مین اونکو نہایت صاحب عصمت جانتی ہون ۔ پس اللہ عز اسمہ نے اونکو حسد سے بچالیا اور ورع و تقویٰ نے دامن نہ چہوڑا نہین تو اونکا درجہ ایسا تہا کہ وہ بہی اپنی بہن حمنہ کی طرح سوت سے بغض کر کے ہلاک ہوتین ۔

صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جن کے ساتہہ متہم کیا گیا تہا عنّی اور عورت کے کام ہی کے نہ تہے اس طوفان بے تمیزی کو دیکھہ دیکھہ کے کہا کرتے تہے کہ قسم ہے خدائے عز و جل کی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے مین نے آج تک کسی عورت سے جماع نہین کیا ۔ علاوہ برین وہ نہایت پارسا اور نیک آدمی تہے ۔ آخر کار حمایت اسلام مین لڑکر شہید ہو گئے ۔

حسان رضی اللہ عنہ نے بہی اپنی خطا سے نہایت نادم اور خجل ہو کر اوسکی تلافی مین ایک قصیدہ

جناب صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح مین لکھا۔ اوس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے۔

حسان رزان ماتزن بریبتہ	ویصبح غرثی ان لحوم الغوافل

یعنی عائشہ ایک عورت عفیفہ پارسا اور پاکدامن ہے اور ایسی صاحب وقار وعقل وثبات ہے کہ اوسپر تہمت نہین لگائی جا سکتی۔

کہا گیا ہے کہ اس غزوے سے پھرتے وقت جب لشکر اسلام مدینہ کے قریب پہونچا ہے تو بہت تیز آندھی چلی یہان تک کہ جو جہان تہا وہین کہڑا رہگیا۔ اوسوقت آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آج ایک بہت بڑا منافق زید بن رفاعہ مرا ہے۔ عبد اللہ بن ابی کو یہ سنکر بہت رنج ہوا کیونکہ اوسمین اور زید مین بڑا دوستانہ تہا۔

اس غزوے کے سفر مین کُل اٹھائیس ۲۸ دن صرف ہوے۔

مواہب لدنیہ مین ابن عبد البر سے روایت ہے کہ نزول آیت تیمم کا غزوہ بنی المصطلق مین ہوا جسے غزوہ مریسیع بہی کہتے ہین۔ صاحب روضۃ الاحباب لکہتے ہین کہ اسی سفر مین یا کسی اور سفر مین حضرت عائشہ کا ہار مدینہ کے قریب گم ہوگیا تہا۔ جس منزل مین گم ہوا اوسکا نام صُلصُل ہے قضارا وہان لوگون کے پاس پانی ہوچکا قریب تہا کہ نماز قضا ہو جاے کہ لوگ حضرت ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ حضور عائشہ کے باعث یہ توقف راہ مین ہوا ہے کہ پانی ہوچکا اور نماز کا وقت نرہا۔ جناب صدیق اکبر اپنی بیٹی کے پاس تشریف فرما ہوے اوسوقت آنحضرتؐ آرام فرما رہے تہے اور جناب صدیقہؓ مگس رانی مین مصروف تہین۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ پر عتاب شروع کیا کہ اتنے مین صبح ہوگئی لوگ اور بہی بیچین ہوے کہ آیت تیمم نازل ہوئی۔ سب نے نماز فجر تیمم کرکے ادا کی۔ نماز کے بعد اُسید بن حضیر نے کہا وما ہی باول برکتکم یا آل ابی بکر"۔ یعنے اے آل ابوبکر تمہاری یہ پہلی ہی برکت نہین ہے بلکہ تمہارے باعث سے اور بہت سے فوائد

مسلمانون کو حاصل ہوے ہین - یہہ وہ ہار رہگیا گویا اوسکے گم ہونے مین حکمت الٰہی یہی تہی کہ ایک حکم شرعی ایسا جاری ہوجاے جسمین مسلمانون کو آسانی ہو -

(۲۷) غزوہ خندق

یہ غزوہ بھی ۵ھ ہجری مین ہوا - مگر بعضون نے چوتہے سال ماہ شوال مین بتایا ہے - اسکو غزوہ احزاب بہی کہتے ہین - شرح اسکی یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے یہود بنی النضیر کو نواح مدینہ سے نکالدیا اور وہ سب متفرق ہوگئے تو ایک جماعت اونکی خیبر مین جارہی - اونمین سے حی بن اخطب سلام بن ابی الحقیق کنانہ بن ربیع - ابو عامر راہب فاسق - ہوذہ ابن قیس - ابلی وغیرہ بیس۲۰ آدمی قریش کے پاس گئے اور چاہا کہ اونکو مسلمانون سے لڑنے کے لئے آمادہ کرین - ابو سفیان نے اون سے آنیکا سبب دریافت کیا - یہود نے جوابدیا کہ ہم سب تمہارے ساتہہ عہد باندہنے آے ہین ہمکو محمد سے عداوت قلبی ہے چاہتے ہین کہ دین اسلام کی بیخ وبنیاد اوکہاڑ ڈالین - ابو سفیان بولا وو مرحبا بکم واہلاً ہمارا سب سے بڑا دوست وہی ہے جو محمد کے مقابلہ مین ہماری مدد کرے - یہودی کہنے لگے کہ عمایدِ قریش مین سے پچاس آدمی منتخب کرو اور اونہین لیکر کعبہ مین چلو - وہان چلکے ہم سب قسم کہائین کہ جب تک ہم مین سے ایک بہی زندہ رہے لڑائی سے ہاتہہ نہ کہینچے - آخر یہی ٹہیری اور سب نے خانہ کعبہ مین جاکر قسم کہائی -

پھر ابو سفیان نے کہا کہ اے گروہ یہود تم اہل کتاب ہو بتاؤ کہ ہمارا دین اچہا ہے یا محمد کا ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہین مگر محمد نے ایک نیا مذہب نکالا ہے - اسکا یہودیون نے یہ جوابدیا کہ تم براہ راست ہو - اسپر یہ آیت نازل ہوئی - اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝

ترجمہ۔ کیا تمنے اون لوگون کونہین دیکہا جنکو کہ کتاب سے حصہ دیا گیا ہے وہ بتون اور شیطان کے معتقد ہوے جاتے ہین اور مشرکون سے کہتے ہین کہ تم اچھی راہ پر ہو بہ نسبت مسلمانون کے۔ یہ لوگ وہ ہین جن پر خدا نے لعنت کی ہے۔ اور جسپر خدا لعنت کرے اوسکا مددگار کوئی نہوگا۔ بلکہ یہان سے لیکر "وکفیٰ بجہنم سعیرا" تک اونہین لوگون کے باب مین ہے۔

جب یہ لوگ قریش کی طرف سے اپنا اطمینان کر چکے تو قبیلۂ غطفان مین پہونچے جو قیس کی جماعت مین سے تہا۔ اونکے رئیس عقبہ یا عیینہ بن حصین فزاری سے وعدہ کیا کہ ہم خیبر کے خرما کی ایک سال کی فصل تمہین دینگے تم ہمارے ساتہہ لڑنے چلو چنانچہ عقبہ راضی ہوگیا اور اپنے حلیف بنی اسد کو بہی اپنے ساتہہ لے لیا۔ ابوسفیان نے چار ہزار آدمی جمع کئے۔ نشان لشکر عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا۔ اوس لشکر مین تین سو گہوڑے اور ہزار اونٹ تہے۔ مکہ سے نکلکے پہلا مقام مراء الظہران مین ہوا۔ وہان قبیلہ اسلم و ابی شجع و بنو مرہ و کنانہ و فزارہ و غطفان معہ اپنے اپنے لوگون کے آملے اور سب دس ہزار آدمی کی بہیڑ بہاڑ ہوگئی۔ یہ سب ملکے مدینہ کو چلے۔ شدہ شدہ جب اسکی خبر حضور نبوی کو پہونچی تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ نے یہ التماس کی کہ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک مین دستور ہے کہ جب کوئی بڑا لشکر چڑہائی کرتا ہے تو شہر کے گرد خندق کہود لیتے ہین۔ اس بات کو آنحضرت نے بہی پسند فرمایا۔ صحابہ بہی راضی ہوگئے۔

اب ادہر بہی تیاریان ہونے لگین۔ عبداللہ ابن ام مکتوم مدینہ مین خلیفہ مقرر ہوے۔ زید بن حارث کو مہاجرین کا اور سعد بن عبادہ کو انصار کا علم ملا۔ اور تین ہزار آدمیون سے باہر نکلے چتیس گہوڑے لشکر مین تہے۔ اصحاب کے لڑکون کی ایک جماعت تو مدینہ واپس کردی گئی اور ایک گروہ لڑکون کا مثل عبداللہ بن عمر۔ زید بن ثابت۔ ابوسعید خدری۔ براء ابن عازب کے لڑائی مین

ساتھہ گیا - یہ سب لڑکے پندرہ پندرہ برس کے تھے - کوہ سلع کے نیچے آنحضرت کے لئے
ادیم سبز کا خیمہ کھڑا کیا گیا - اوسی طرف میدان بھی تھا وہین خندق کھودنے کی ٹھیری اور ہر آدمی کو حکم
ہوا کہ چار چار گز زمین پر خندق کھودو اور ایک روایت مین فی آدمی ایک ایک گز زمین بھی لکھی ہے -
یہود بنی قریظہ سے عاریتاً پھاوڑے اور کدال کھودنے کو لئے گئے - یہ لوگ مسلمانون سے صلح
رکھتے تھے - جناب رسالت مآب بھی سبکے ساتھہ خندق کھودنے مین مشغول تھے تاکہ سب
خوشی بخوشی کام کرین اور کسی کا دل نہ ٹوٹے - سلمان فارسی بڑے قوی آدمی اور خندق کھودنے مین
بہت مہارت رکھتے تھے اس لئے صحابہ باہم جھگڑنے لگے - مہاجر تو کہتے تھے کہ سلمان ہم مین
ہین اور انصار کو اصرار تھا کہ یہ ہمارے گروہ مین ہین - آنحضرت نے یون فیصلہ کر دیا کہ سلمان ہمارے
اہل بیت مین شامل ہین - حضرت سلمان ہر روز پانچ گز چوڑا اور پانچ گز گہرا خندق کھود لیتے تھے اور
ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ اکیلے دس آدمیون کے برابر کام کرتے تھے - چنانچہ چھہ دن مین
سب خندق کھد کے تیار ہو گیا - اکثر مورخون نے کام کی مدت پندرہ [۱۵] - بیس [۲۰] - چوبیس [۲۴] - اور تیس [۳۰] دن بھی
لکھی ہے مگر یہ اختلاف ظاہر الیون معلوم ہوتا ہے کہ کام تمام کر دینے کی میعاد صرف چھہ دن کی مقرر کر دیگئی تھی
کسینے تو میعاد مقررہ مین کر دیا اور کسینے زیادہ مدت لگائی اور جس راوی کو جو مدت پہونچ گئی اوس نے وہی بیان کر دی ہے
اکثر مقامات پر مدینہ کے گرد دیوار بھی بطور فصیل کے حفاظت کے لئے بنا دی گئی - راویان
معتبر نے فرمایا ہے کہ اوس زمانہ مین موسم سرما کی نہایت شدت تھی اور مدینہ مین ایسی عسرت اور تنگی
تھی کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا اکثر مسلمان تین تین فاقون سے گذر کرتے تھے اور اوسی پریشان حالی
اور شکستہ بالی مین پیٹون سے پتھر باندھ باندھ کے مصیبتین اور اذیتین سہتے اور خندق کھودتے تھے
صاحب لولاک جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس مٹی اور پتھر ڈھونے اور کھودنے
مین مشغول تھے (جانم فدائے بر قدمان مبارک باد) یہان تک کہ حضور پر نور اکثر از سر تا پا خاک آلودہ

ہوجاتے تھے۔ اونہین کوششون کا نتیجہ ہے کہ آج پچاس کرور آدمی روے زمین پر لا الٰہ الا اللہ کہتے ہین۔ دیکھو ادہر دس ہزار سے زیادہ جمعیت اور سامان جنگ کثرت کے ساتھہ۔ گھوڑے اونٹ بافراط۔ شان وشکوہ حد سے باہر۔ امرایان صاحبان دولت وحشمت اور سرداران نامی گرامی باثروت کا مجمع۔ اِدہر تین ہزار سے کم مفلس قلانچ فاقہ زدہ جنکے پیٹ کو نہ روٹی ہے نہ لڑنے کو ہتیار ہین یہ مقابلہ کیسا۔ صرف کفر واسلام کا فرق تہا جس نے پردہ ڈہک لیا ورنہ تھوڑے سے بھوکے پیاسے رئیسون کے مجمع کا کیا کرسکتے تھے۔ بات صرف یہ تھی کہ کفار ہواے نفس کے اغوا سے ناحق لڑتے تہے اور یہ فلاکت زدہ خدا کے حکم سے جان دینے کو تیار تھے اونکے ساتھہ شیطان تھا اور انکی مدد پر خداے رحمٰن۔

حضرات براء ابن عازب اور جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہین کہ جب حضور نبوی صلعم سے جان نثارون کے واسطے خندق کھودنے کا حکم صادر ہوچکا تو ہم لوگون نے مارا مار کھدائی شروع کی۔ کھودتے کھودتے پتھر کا ایک ٹکڑا برآمد ہوا جو ایسا سخت تہا کہ ہشت دہات نے بھی اوسکے سامنے ہاتھہ جوڑے تھے۔ بہت سی کدالین اوسپر ٹوٹین۔ لوگ سر ٹپک پٹک کے ہار گئے مگر اوسکا ایک ذرہ تک الگ نہوا۔ تو حضور کو اوسکی اطلاع کی گئی۔ آپ وہان تشریف لانے کے لئے اوٹھے اور حالت آپکی یہ تہی کہ تین دن سے ایک دانہ اوڑ کے دہن مبارک مین نہین گیا تہا شدت گرسنگی سے پتھر شکم پاک سے بندھا تہا۔ جسوقت باعث آفرینش ما وشما علیہ التحیۃ والثنا وہان پہونچے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر کدال اوس سنگ لاخ پر ماری۔ دست اعجاز پرست کی برکت سے تہائی پتھر ریزہ ریزہ ہوگیا اور ایک بجلی سی کوندگئی جسکی روشنی مین آپ نے فرمایا کہ ملک شام مجھے نظر آتا ہے۔ دوسری بار اللہ اللہ کہکر جو آپ نے ضرب لگائی تو دوسرا ثلث مٹی ہو کے الگ ہوگیا اور لمعۂ برق کی تجلی مین فارس کا ملک نظر انور سے گذر گیا۔ تیسرے ہاتھہ مین کل پتھر کا

فیصلہ تہا اوس سے جو آگ جہڑی تمام مین آئینہ ہوگیا۔ غرضکہ جو تپھر سینکڑون ہزارون چوٹ مین ساری لشکر سے نہ ٹوٹا تہا اوسے تین ہاتہہ مین آپ نے سرمہ سا کردیا اور بہ ہدایت ملہم غیبی حضور نے یہ پیشین گوئی کی کہ یہ تینون ملک میری امت کے ہاتہون فتح ہونگے اور اللہ جل شانہ اپنے پاک بندون کو غالب کرکے اپنے سچے دین اسلام کی روشنی سے کفر وگمراہی کے اندہیرے کو دور کریگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ملک یمن تو حضور کے روبرو ہی اسلام کے قبضۂ اقتدار مین آگیا اور باقی آپ کے بعد جناب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سعادت مہد مین فتح ہوگئے۔

المختصر جب اہل اسلام نے بکمال جد وجہد اعداء کے پہونچنے سے پہلے خندق تیار کرلیا اور اپنے زن وفرزند۔ اور مال ومتاع کو مدینہ کے حصارون مین محفوظ کردیا تو اثناے راہ سے ابوسفیان نے حیی بن اخطب کو کعب بن اسید پیشواے یہود بنی قریظہ کے پاس بہیجا اور اوسے سمجہا دیا کہ کسی نہ کسی تدبیر سے اون لوگون کو محمد کے ساتہہ سے الگ کرلے۔ بنی قریظہ نے آنحضرت سے عہد کیا تہا کہ ہم دشمنان اسلام سے دوستی نکرینگے اور جب تک ہم اپنے اس قول پر قائم رہین مسلمان ہمکو اپنے ملک سے نہ نکالین۔ لہذا مسلمانون کی طرف سے برابر اس عہد پر عملدرآمد ہوتا چلا آتا تہا کہ حیی بن اخطب نے کعب بن اسید کے دروازہ پر آکر دستک دی۔ کعب کا ماتہا ٹہنکا کہ یہ کم بخت اپنے ساتہہ مجہے بہی ہٹی مین ملانے آیا ہے اس لیئے خاموش ہو رہا کچہہ جواب نہ دیا۔ حیی نے پہر دستک دی اور پکارا کہ مین حیی ہون اور تیری ملاقات کو آیا ہون مجہسے دو باتین کرلے۔ کعب نے جواب دیا تو بڑا بوم شوم ہے اپنی قوم بنی النضیر کو تو برباد کرچکا اب مجہے بہی ویران کرنے آیا ہے۔ خبیث یہان سے کالا منہ کر مین تجہسے بات بہی نہ کرونگا اور مجہہ سے یہ ہرگز نہو سکیگا کہ اوس عہد کو فسخ کردون جو مین نے محمدؐ کے ساتہہ باندہا ہے کیونکہ مین نے آج تک محمدؐ سے کوئی بات راستی کے خلاف نہین دیکہی اور مسلمانون نے کبہی ہماری تحقیر وہتک نہین کی۔ اونکے سایہ مین ہم لوگ

شب و روز عیش و عشرت سے امن و آمان کے ساتھہ بسر کرتے ہین۔ یحیی نے جوابدیا اے کعب لعنت ہے تجہپر۔ مین تیرے لئے عزت ابدی اور دولت سرمدی لایا ہون اور تو مجھے دھتکارے دیتا ہے۔ ذرا کان دہر کے میری سُن لے کہ شرفاء و پیشوایان قریش اور قبیلہ بنی کنانہ اور سرداران غطفان لشکر عظیم لے کے آے ہین اور سبہون نے قسم کہائی ہے کہ جب تک دم مین دم ہے باہمی رفاقت سے دستکش نہونگے۔ سب کے سب محمد اور اوسکے یار و اصحاب کی بیخ کنی پر تلے ہوے ہین۔ اب ان لوگون کی خیر نہین ہے۔ تو ہبلا انکے پیچھے اپنی عزت کیون کہوتا ہے۔ کعب نے کہا کہ یہ بات تیری ہمارے لئے مژدہ نہین ہے بلکہ ذلت ابدی ہے۔ تو ہمارے سر پر ایک کالی گہٹا لایا ہے جس مین سواے بلا و مصیبت کے ہمارے لئے کچھہ نہین۔ تیری خیر ہے تو سیدہا چلا جا ورنہ مین تیری خبر لونگا۔ ہمین تیرے صلاح و مشورہ کی کچھہ ضرورت نہین۔ یحیی نے دیکہا کہ یہ تو بالکل ہتہون پر سے اوکہڑ گیا اس لئے دوسرا راگ لایا اور یون بولا کہ اے کعب مین تیری اوستادی سمجہا۔ تو سارے زمانہ مین خسیس مشہور ہے مجھے جو اپنے دروازہ پر دیکہا تو سمجہا کہ ضیافت کرنی پڑیگی اس لئے پیچھا چھوڑانا چاہتا ہے اور مسلمانون کے عہد و پیمان کا نرا بہانہ ہے۔ کعب کو اس طعنہ سے بڑی غیرت آئی اور جلکے اپنے حصار کا دروازہ کہولدیا۔ یحیی اندر آکے اوسکی بغل مین بیٹھہ گیا اور ایسی دلفریب باتین کین کہ کعب کا دل نرم ہوگیا اور کہنے لگا کہ اے یحیی جو تو کہتا ہے مجھہ سے تو اسکا انصرام ناممکن ہے۔ اگر تم سے اور قریش سے محمد اور اوسکے اصحاب کا بال بیکا نہ ہوسکا تو تم سب اپنے اپنے گہرون کو بہاگ جاؤگے اور مین اپنی قوم کے ساتھہ اونکے ہاتہون مین رہکے بلا مین پہنسا رہ جاؤنگا۔ یحیی نے قسم کہائی کہ اگر ایسا ہوا ابہی تو مین تیرا ساتھہ نچھوڑونگا اور اسی حصار مین تیرے ساتھہ رہونگا تاکہ جو تیرا حال ہو وہی میرا ہو۔ الحاصل باتون ہی باتون مین اوسے ایسا پرچایا کہ وہ اوسکے جُل مین آگیا اور جو عہد آنحضرتؐ سے کیا تہا اوسے توڑ ڈالا۔ یحیی نے جو دیکہا کہ میرا جادو چل گیا اسلئے

کعب سے وہ عہد نامہ دیکھنے کو مانگا جو آنحضرت صلعم اور بنو قریظہ مین ہوا تھا اور اوسے ہاتھہ مین لیکر چاک کر ڈالا پھر اچھی طرح اپنی دلجمعی کر کے قریش کے پاس چلا گیا۔ اور ساری سرگذشت ابوسفیان کو جا سنائی۔ اوس نے حیی کو بہت شاباشی دی۔

حیی کے چلے آنیکے بعد کعب نے اپنی قوم کے ناموروں کو آدمی بھیجکر بلا بھیجا۔ زبیر ابن باطا۔ نباش ابن قیس۔ اور عقبہ بن زید وغیرہ آن موجود ہوے۔ اونکو صورت حال سے جو اطلاع ہوئی تو سب نے کعب کو لعنت ملامت کی اور بولے کہ تو نے یہ کیا کیا۔ تو نہین جانتا تھا کہ حیی ایک بڑا بد۔ شامت زدہ اور متفنی آدمی ہے۔ کعب ان لوگون کی لعنت ملامت سنکر نہایت ہی شرمندہ ہوا اور اپنے کئے سے پچھتایا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ وقت رفتہ اور تیر از کمان جستہ پھر کے نہین آتا ہے۔ اللہ تعالی کو بنی قریظہ کی ہلاکی ہی منظور تھی پس اوسکے یہ سامان ہو گئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ بنی قریظہ کے پاس جاکر اسکی خبر تو ضرور لانا چاہیئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بہت مبارک مین جاکے اس خبر کے صحیح یا غلط ہونے کا پتا لگاے لاتا ہون۔ یہ کہکر زبیر فوراً روانہ ہو گئے اور وہان سے سارا حال تحقیق کر کے بارگاہ نبوی مین اطلاع دی کہ حقیقت مین یہ خبر سچ ہے۔ بنو قریظہ اپنا مال و اسباب چھپانے مین مصروف ہین۔ مویشی چارون طرف سے جمع کر رہے ہین۔ اور حصار و درستی سامان جنگ مین مشغول ہین۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ۔ سعد ابن عبادہ۔ اسید ابن حضیر۔ عبد اللہ بن رواحہ اور حواب بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کو بنی قریظہ مین بھیجا اور حکم دیا کہ اونکو جاکے سمجھاؤ۔ تاکہ وہ اپنی کمبختی نہ بلائین اور اس ارادۂ فاسد سے باز آئین۔ یہ اصحاب تشریف لے گئے اور کعب بن اسید کو فہمائش کی مگر اوسکی شومئ بخت نے کچھہ اثر نہ ہونے دیا۔ آخر بدمزگی اور درشت کلامی تک

نوبت پہونچ گئی۔ کعب نے حضور نبوی اور اصحاب النبی کی شان مین کلمات گستاخی زبان سے نکالے۔ سعد بن عبادہ سے نہ رہا گیا مرنے مارنے پر مستعد ہو گئے۔ سعد ابن معاذ اونہین ٹھنڈا کر کے وہان سے لے آے۔ اور پیغمبر خدا کو آکر کیفیت گذشتہ کی اطلاع کی۔ حضور نے فرمایا "حسبنا اللہ ونعم الوکیل"۔

لیکن جب بنی قریظہ کی بغاوت کی خبر زبان زد خاص وعام ہوئی تو اہل اسلام کو دشمنون کی کثرت وجماعت سے خوف پیدا ہوا اور سمجھے کہ اب بلاے مقاتلہ ومحاربہ سخت ہو گئی۔ خدا حافظ ہے۔ اودہر لشکر مشرکین سامنے سے بلاے بے درمان کی طرح نمودار ہوا۔ گروہ بنی اسد وغطفان وفزارہ۔ اور یہود تو وادی فراز سے جو مدینہ کے مشرق مین ہے ظاہر ہوے۔ اونکے پیشوا مالک ابن عوف اور عیینہ ابن حصین فزاری تہے۔ اور فوج قریش اور کنانہ وادی کی دوسری طرف سے آئی۔ اونکے سردار ابو سفیان بن حرب وغیرہ تہے۔

بعض مسلمان دل کے کچے اور ناتجربہ کار کفار کی کثرت اور ہیبت سے گہبرا ے۔ یہان تک کہ اکثر لوگ ظاہر کے مسلمان اور باطن کے منافق گہرے گہرے تنگ آ گئے اور چپکے چپکے آپسمین کہنے لگے کہ ہم تو ریوڑی کے پہیر مین آ گئے۔ سخت تنگ ہین قضاے حاجت کے لئے بہی باہر نہین نکل سکتے ہمنے تو ان خدا ورسول سے سواے غرور اور فریب کے اور کچہہ نہین دیکہا۔ منافقون مین تو مخفی یہ سرگوشیان ہو رہی تہین کہ ادہر وحی نے یہ ارشاد فرمایا "اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا" غرضکہ منافقین کے انکار اور بے ایمانی کا حال لوگون مین مشہور ہونے سے پہلے آنحضرت صلعم پر ہویدا ہو گیا۔

جب مشرکین نے خندق کو دیکہا تو حیرت مین رہگئے اور سواے محاصرہ کے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ بیس (۲۰) پچیس (۲۵) دن تک مسلمانون کو گہیرے پڑے رہے۔

بنی قریظہ نے قریش سے کہلا بھیجا کہ ہمین مدد دو ہم مدینہ پر شبخون مارینگے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ نے سلمہ ابن اسلم کو دو سو آدمی کے ساتھہ اور زید ابن حارث کو تین سو آدمی دیگر مدینہ کے محلون اور حصارون کی خبر گیری کے لئے متعین کیا۔

مدینہ کے منافق آوس ابن قبطی۔ ومعتب بن قشیر وغیرہ نے مسلمانون کو بہکانا شروع کیا کہ تم لوگ کیون بیوقوف ہوے ہو جو ایسی تکلیفین اور مصیبتین اوٹھاتے ہو جاؤ اپنا اپنا کام کرو اور اپنے بال بچون مین بیٹھو یہ کیا خبط تمہارے سر مین سمایا ہے۔ کہان کا خدا اور کیسا رسول۔ بہوکے مرتے ہو جان دیتے ہو۔ نہ کچھہ حاصل نہ حصول۔ مگر سچے مسلمان کب اونکی ان غپّون مین آتے تہے۔۔ بعض جو بہت دل کے کچے تھے ڈرتے کانپتے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہمکو مدینہ واپس جانیکی اجازت ہو۔ ہمارا محلہ خالی ہے کوئی ایسا نہین جو وہان کی نگرانی کرے۔ ہمین خوف ہے کہ کہین دشمن ہمارے گھرون کو لوٹ نہ لین۔ لوگون مین تو یہ چہ میگوئیان ہوتی تہین اور محاصرہ کے ایام مین عباد ابن لبشر اصحاب کی جماعت کے ساتھہ رات بہر خبرداری اور حراست مین سرگرم وساعی رہتے تہے۔

یہ غزوہ ایک عجیب وغریب قیامت خیز اور مصیبت انگیز لڑائی تہی۔ کفار دانت پیس پیس کے بڑے بڑے تزک واحتشام سے حملے کرتے اور آنحضرت کے خیمہ مبارک کو تاک تاک کے آتے تہے مگر خدائے تعالے اونہین اتنی ہمت نہین دیتا تہا کہ خندق کو عبور کر سکین۔ بہادران اسلام اور ہزبران ذی احتشام اپنی جانون پر کہیل کے اونکے منہ پہیر دیتے تھے۔ ہمارے حضور پر نور خود بہی راتون کو خندق کے بعض خطرناک مقامات کی حفاظت کیا کرتے تہے۔

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ غزوہ خندق مین حضرت سعد ابن ابی وقاص نے بڑی بڑی کوششین کین۔ ایک جگہہ سے خندق جلدی کے باعث بخوبی نہ کہد سکا تہا

اور ادھر سے دشمن کے آجانیکا ہروقت خوف لگا رہتا تھا۔ حضرت رسالت مآب بنفس نفیس رات بھر وہان کا پہرہ دیتے تھے۔ جب حفاظت کرتے کرتے اور سردی مین کھڑے کھڑے حضور کے مبارک ہاتھہ ٹھٹھر جاتے تھے تو آپ میرے پاس تشریف لاتے ہین آگ جلا کر ہاتھون اور اونگلیون کو خوب سینکتی جب سردی رفع ہوجاتی تھی تو حضور پھر اپنے پہرہ پر جا کے قائم ہوجاتی تھے ایک شب آپ گرم ہونے کے لئے میرے خیمہ مین تاپ رہے تھے کہ باہر سے ہتیارون کے کھڑکھڑانے کی آواز سنائی دی۔ آپ فوراً شیر غران کی طرح کڑک کے اوٹھہ کھڑے ہوی اور ڈانٹ کے پوچھا کہ کون۔ جواب ملا کہ سعد بن ابی وقاص۔ ارشاد ہوا کہ خیر اے سعد آج کی رات خندق کے اوس مقام خطرناک کی حفاظت تمھین کرو۔ سعد خوشی خوشی وہان پہونچ کے پہرہ دینے لگے۔ اور رسول خدا نے آرام فرمایا۔ اس تمام غزوے کے اثنا مین یہ رات تھی کہ جسمین حضور نے تھوڑی دیر آرام کیا۔ ورنہ جاڑے کی وہ پہاڑ سی کالی راتین آپکو جاگتے ہی گذرین۔ چارون طرف سے سرد ہوائین چلتین۔ ٹھرٹرتی۔ پالا گرتا تھا مگر وہ اپنی امت کا رکھوالا غازیان اسلام کی حفاظت سے ایکدم بھی بیخبر نہوتا تھا۔ یارب صل وسلم دائماً ابداً؛ علی نبیک خیر الخلق کلھم۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ حضور نماز پڑھ کے خیمہ سے برآمد ہوے دیکھا کہ دشمنون کے سوار خندق کے اردگرد گشت کر رہے ہین اور دیکھتے پھرتے ہین کہ کوئی جگہہ معقول اوترنے کی نظر آے۔ آپ نے فوراً عباد بن بشر کو آواز دی۔ وہ اوسی وقت حاضر ہوے۔ ارشاد ہوا کہ تمھارے ساتھہ کون کون ہے۔ حضرت عباد نے عرض کی کہ حضور میرے سب ساتھی میرے ہمراہ کمر بستہ مستعد ہین۔ حکم ہوا کہ سب کو لیکر خندق کے گرد پھرو دیکھو کہ دشمن کے سوار اسطرف آنے کی کوشش مین ہین۔ اور چاہتے ہین کہ شبخون مارین۔ اسکے بعد آپ نے دعا کی۔ اللھم ادفع عنّا شرھم وانصرنا علیھم۔ عباد بن بشر اپنے ہمراہیون سمیت تالب خندق پہونچے۔ دیکھا تو حقیقت مین ابوسفیان

معہ مشرکون کی ایک جماعت کے خندق مین اوتر پڑا ہے اور مسلمانون پر تیر اور پتھرون کی بارش مچا دی ہے - غازیان اسلام بھی باوجود اپنی قلت کے اوس ٹیڑی دل کا مقابلہ بڑی ثابت قدمی سے کر رہے ہین - عباد بھی معہ اپنے گروہ کے غازیون مین ملگئے اور جواب ترکی بترکی دیکے اونھین تیر و سنگ سے دفع کیا - جب کفار بھاگ گئے تو عباد نے حضور سے اطلاع کی - آپ نے عباد کے حق مین دعاے خیر فرمائی "اللھم ارحم عباد ابن بشر"

ایک دفعہ آدھی رات کو بڑا غل شور مچا - اوسے سنکر لشکر اسلام کو بھی حکم ہوا "یا خیر اللہ سوار ہو جاؤ" کیونکہ آنحضرت نے اس غزوہ مین مہاجرین کا شعار خیر اللہ مقرر کر دیا تھا - پھر حضور نے حاضرین سے دریافت کیا کہ یہ کیسا شور و غوغا ہے - لوگون نے عرض کی کہ ہمین تو عمرو بن عبدود کی آواز معلوم ہوتی ہے کیونکہ آج کی شب کفار کی فوج مین اوسی کے گشت کی باری ہے - عباد کو حکم نبوی ہوا کہ جا کر دیکھو تو کیا حال ہے - عباد گئے اور آنکے عرض کیا کہ عمرو بن عبدود بہت سے مشرکون کو ساتھ لئے ہوے مسلمانون سے لڑائی مانگتا ہے اور دونون طرف سے پتھر اور تیرون کی بوچھار ہو رہی ہے - حضرت گھوڑے پر سوار ہو کے وہان تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد خوش خوش واپس آ کے فرمایا کہ اللہ پاک نے مشرکون کا شر ہم سے دور کر دیا - واقعی مین عمرو بن عبدود ایسا بہادر اور یکتا تھا کہ اوسکا لڑائی سے منہ پھیرنا بڑی تعجب کی بات ہے مگر جسوقت آپ نے فرمایا کہ "اللہ پاک نے مشرکون کا شر ہمسے دور کر دیا" اوسی وقت عمرو نے ہمت ہار دی اور معہ اپنے گروہ کے نو کدم بھاگا -

تھوڑی دیر کے بعد پھر گڑبڑ مچی - آپ نے پوچھا کہ اب کیا ہے - لوگ بھاگے ہوے آئے اور اطلاع دی کہ ضرار ابن الخطاب گروہ مشرکین کو ہمراہ لیکر ہم سے لڑنے آیا ہے - اور تیر و پتھر برسا رکھے ہین - آنحضرت صلعم پھر موقع واردات پر تشریف لے گئے اور صبح تک وہین رہے - واپسی کے وقت فرمایا کہ دشمن خوب زخمی ہو کے بھاگے - اللہ تعالی نے ایسا ہی کیا - اور حضور کی دونون

پیشین گوئیان برمحل پوری ہوئین۔

جناب سرور عالم غزوات مریسیع و خیبر و حدیبیہ و فتح مکہ و حنین وغیرہ مین بھی بذات خود موجود تھے مگر کسی غزوے مین حضور نے ایسی تکلیف نہین اوٹھائی جیسی کہ غزوہ خندق مین آپکو ہوئی۔ آپ نے خندق اپنے ہاتھہ سے کھودا۔ پھر اوسکے خطرناک مواضع کی حفاظت بڑی تکلیف اور مشقت کیساتھہ آپ ہی کرتے رہے۔ اس لڑائی مین بہت سے مسلمان زخمی بھی ہوے۔ جاڑا بڑی شدت کے ساتھہ پڑ رہا تھا۔ لوگون کو کھانا تک نصیب نہ تھا۔ پھر ایک طول طویل لڑائی۔ لہذا اسکو سب غزوات سے بڑھکے کہو تو بجا ہے۔ کفار بھی سردی مین پڑے پڑے دق ہوگئے اس لئے اون مین سے بعض قومین صلح پر راضی ہوگئین اور صلحنامہ مین یہ شرط لکھی گئی کہ ہر سال ہمکو مدینہ کے کچھہ خرمے ملا کرین اس کاغذ کو دیکھکر سعد ابن معاذ اور سعد ابن عبادہ نے حضور مین دست بستہ ہوکر التماس کی کہ یا حضرت ایام جاہلیت مین تو ان لوگون کو اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ ہمسے مدینہ کا ایک خرما مانگین اب عہد اسلام ہے ہم سے یہ ذلت نہ سہی جائیگی کہ عہدنامہ مین انکو خراج دینا لکھدین۔ آنحضرت نے سعد ابن معاذ سے کہا کہ خیر اگر تمہاری خوشی نہین ہے تو اسے چاک کردو۔ حضرت سعد نے فوراً اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے اور وہ صلح رفت و گذشت ہوگئی۔

کفار نے جب سنا کہ انصار آنحضرت اور اسلام پر بجان و دل قربان ہین اور مسلمان آپسمین ملجلکر شیر و شکر ہوگئے ہین تو اونکے دل ٹوٹ گئے اور غنیم کی فوج مین ایک طرح کا فتور اور تنزلزل پڑگیا۔

دیکھو اتفاق مین بڑی طاقت ہے اور اس زمانہ کے اسلام کا ضعف مسلمانون کا افتراق اور خودغرضی ہے ورنہ اب بھی کچھہ نہین گیا۔

دولت ہمہ ز اتفاق خیزد	بیدولتی از نفاق خیزد

اسپر بھی سب جتھا باندھکے شیران اسلام سے لڑنے آے۔ اور قریش کے نبرد آزما۔ اور

M.D

پہلوان لڑتے لڑتے لب خندق تک آپہونچے - عمروابن عبدود - نوفل ابن عبداللہ - ضرار ابن الخطاب ہبیرہ ابن ابی وہب - عکرمہ بن ابی جہل - اور بنی محارب کا ایک مشہور پہلوان مرداس نامی بہی اونمین شامل تھے - یہ لوگ ایک تنگ راستہ خندق کا ڈہونڈہ ڈہانڈہکے اور گہوڑون کے تازیانہ مار کر ایک ہی جست مین ادہر آگئے -

ابوسفیان - خالد ابن ولید اور قریش وکنانہ وفزارہ وغطفان کے مشاہیر کی ایک فوج صف بستہ خندق کے اوس پار کہڑی رہی - عمرو بن عبدود نے ابوسفیان سے کہا کہ تم لوگ بہی ادہر کیون نہین چلے آتے ہو اوس نے جواب دیا کہ تمہارے ہوتے ہماری کیا ضرورت ہے اگر ہمارا کام پڑیگا تو ہم بہی آجائینگے - یار نے خوب ٹرکایا جیسا کہ کسی اوستاد کا شعر ہے -

سوالِ بوسہ کو ٹالا جوابِ چین ابرو پر		براتِ عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

پس عمروابن عبدود جو ناموران عرب کا بڑا بہادر سردار تہا اور لوگ یقین کرتے تہے کہ یہ تنہا ہزار مردان دلاور کا منہ میدان جنگ سے پہیر سکتا ہے - پرے سے نکلکے میدان مین آیا اور اپنی بہادری اور شجاعت کا اظہار کر کے با آواز بلند پکارا کہ اے مسلمانو - ہے کوئی تم مین ایسا جو میرے سامنے آے - سب غازیون کے سر نیچے ہوگئے اور بعض ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ ابن عبدود کے سامنے آے - حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر اسلام کی جو یہ ردی حالت دیکہی تو شیرون کی طرح بہر کے آنحضرت سے ملتمس ہوے کہ حضور مجہے اجازت ہو مین اس مردک کی تہو تہنی جا کے مسلدونگا - آنحضرت نے جناب شیر خدا کی طرف سے منہ پہیر لیا اور کچہہ جواب نہ دیا - علی مرتضیٰ دوسری طرف جا کے دست بستہ کہڑے ہوے اور عرض کی کہ یارسول اللہ مجہے حکم ہو - یہ شقی سر پر چڑہا چلا آتا ہے اسے سزا دیدون - آپ نے پہر کچہہ نہ فرمایا - دیر جو ہوئی تو عمروابن عبدود کا دماغ اور بہی چل گیا - کہنے لگا کہ مسلمانو کس برتے پر

تپتا پانی جب تم مین کوئی بھی میرے مقابل کا نہ تھا تو کیا منہ لیکے گھر سے لڑنے نکلے تھے اوڑہنی اوڑہکے گھر دن ہی مین بیٹھے رہتے۔ یہ سنکر تو جناب شاہ ولایت کا چہرہ سرخ ہو گیا اور بولے حضور آپ کس فکر مین ہین یہ سر پر چڑہا آتا ہے۔ مین ابھی ایکدم مین اسکے دماغ کا تنقیحہ کر دونگا۔ پھر تو جناب ختم المرسلین۔ حبیب رب العالمین۔ صاحب طٰہٰ و یٰسین نے اپنے مقدس ہاتھون سے اپنی ذوالفقار شیر کردگار کے زیب کمر کی اور خاص اپنی زرہ اونکے تن مبارک پر پہنا کے اپنی دستار فرق انور پر رکھی اور فرمایا کہ اے علی اس مردود کو تمہارے سپرد اور تمہین خدا کو سونپا۔ پھر ہاتھ اوٹھا کے ورگاہ حق جل وعلا مین اونکے فتح و نصرت کی دعا مانگی۔

ہزبر نیستان وغا حضرت علی مرتضیٰ نے ابن عبدود سے جا کر فرمایا کہ اے شقی مین نے تیرا یہ قول سنا ہے کہ تو کہتا ہے "مین اپنے حریف کی تین باتون مین سے ایک بات ضرور مانونگا" کیا یہ سچ ہے۔ عمرو بولا بالکل ٹھیک میرا یہی قول ہے۔ شیر خدا نے ارشاد کیا کہ آج مین تجھسے تین باتین کہتا ہون اونمین سے جو تجھے بھلی لگے اوسے قبول کر۔ عمرو نے کہا اچھا کہو کیا کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اول تو مین تجھسے یہ کہتا ہون کہ تو خدا کی وحدت اور محمدؐ کی رسالت پر ایمان لا اور سچے دل سے اوس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی پرستش اختیار کر جو دونون جہان کا پیدا کرنے والا اور حاکم ہے۔ عمرو ابن عبدود نے جوابدیا کہ یہ ہرگز نہو سکیگا اسکی مجھسے امید نہ رکھنا جناب علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اوسکی کم عقلی پر مسکرائے اور فرمایا کہ خیر تو نے اپنے طالع کی نحوست سے وہ بات تو نہ مانی جو عقبیٰ مین تیرے کام آتی اب دوسری بات سُنلے یہ دنیا مین تیرے لئے بہتر ہے کہ تو بیک بینی و دو گوش سیدہا اپنے گھر چلدے اور مخمصہ مین ہاتھہ نہ ڈال۔ عمرو نے جوابدیا یہ بھی مجھسے ممکن نہین لوگ بزدلی کا الزام مجھپر لگائینگے اور زنان قریش ہنس ہنس کے نامردی کا طعنہ دینگی اسے جی کر مین کیسے سنونگا۔ سُن اے علی جنگ بدر سے جب مین زخمی ہو کر نو کدم بھاگا تو مین نے نادم ہو کر منت مانی تھی

کہ جب تک اپنے زخم کے بدلے مین محمد کا سر تن سے جدا نکرونگا بدن پر تیل نہ ملونگا۔ آج مجھے اتنا تو اختیار حاصل ہے کہ اپنی مراد پوری کرلون۔ پھر بھلا یہان سے ہٹکر مین کیسے جاسکتا ہون۔ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ دونون باتین تو مین نے تیرے اس جہان اور آیندہ زندگی کے بھلے کو کہی تھین مگر تیری سمجھہ مین نہ آئین اب تیسری بات بھی سُنلے جو دنیا مین بھی تجھے ملعون بنائیگی اور وہان بھی تیرے حق مین تھوڑم تھوڑا ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ گھوڑے سے اُترآ۔ دل کھولکر مجھہ سے لڑلے۔ آج کسی طرح کی رعایت میری نہ کرنا۔ دل کی ساری ہوس نکال لینا کوئی داوئن پینچ نہ رہجاے۔ اپنی ساری قوت۔ تمام زور مجھپر خرچ کرکے دیکھلے کہ شیران اسلام کیسے ہوتے ہین۔ اپنے دل مین یہ نہ سمجھیو کہ اسلام کے پرے مین سے کوئی میرے سامنے نہ آیا بلکہ بات یہ تھی کہ کسی نے تجھے اپنے مقابل کا نہ جانا ورنہ اس خدا کے لشکر مین ایسے ایسے لوگ ہین کہ نظر بھر کے تجھے دیکھہ لین تو پیشاب خطا ہوجاے اگر باور نہو تو دیکھہ لے کہ مین تیرا کیا حال بناتا ہون۔ تیرے جی مین آوے اوسطرح مجھپر حملہ کر۔ پہلے تو ابن عبدود یہ باتین سنکر کھلکھلا کے ہنسا اور بولا کہ علی تیری تو یہ تیسری بات بھی مجھے منظور نہین۔ بھلا ایک کم عمر ناتجربہ کار جنگ نادیدہ لڑکے کو مار کے بھی مین کیا ناموری حاصل کرونگا۔ میدان مین تیرے آنے ہی سے مین سمجھہ گیا تھا کہ مجھے دیکھتے ہی سب مسلمانون کے پتّے پانی ہوگئے ہین۔ یہ کہا اور جناب شیر الہ کی طرف نظر حقارت سے دیکھکے بولا کہ جا کسی اور کو بھیج ابوطالب تیرے باپ سے میری دانت کاٹی روٹی تھی اور مین اونکی عزت بھی بہت کرتا تھا آج وہی دوستی اور حفظ مراتب مجھے رحم دلاتا ہے کہ تجھپر ہاتھہ نہ اوٹھاؤن۔ جناب امیر نے جب دیکھا کہ یہ تو کسی طرح رو براہ ہوتا ہی نہین تو فرمایا کہ ای مردود خدا اور رسول کے دشمن اگر تجھے میرا خون گوارا نہین تو مجھے تو تیرے شر سے دنیا کو پاک کردینا ضرور ہے مین میدان مین آکے کیسے پھر جاؤنگا میری تو معراج یہی ہے کہ تجھے دوزخ کا کُندا بنا کے خدا کا پیارا اور اوسکے سچے رسول کی آنکھہ کا تارا بنون۔ جسوقت علی مرتضی نے یہ بات کہی ابن عبدود کو جوش آگیا

اور غصہ سے لال پیلا ہو کے جھٹ گھوڑے سے کود پڑا۔ اوسکی کونچین کاٹ کے تلوار نیام سے باہر لے آپ پر حملہ آور ہوا۔ اور ہاتھہ کو تول تول کے اس زور سے آپ کے سر پر تلوار لگائی کہ سپر کاٹ کے سر مبارک تک پہونچ گئی۔ مگر اپنے نیک بندون کا محافظ خدا ہی ہوا کرتا ہے صرف ایک اوڑتا ہوا زخم لگا۔ الحمد للہ۔ اوسوقت ایسی گرد اوڑی کہ دونون لشکر کے لوگ اگرچہ بہت قریب کھڑے تہے مگر کسی کو نہ سوجہا کہ کیا ہوا۔ جناب علی مرتضیٰ نے یہ زخم کہا کے ذوالفقار کا پورا ہاتہہ جو دیا تو ابن عبدود کا سر تن سے الگ جا پڑا۔ اوسوقت شیر خدا نے باآواز بلند تکبیر کہی اور غازیون کو معلوم ہو گیا کہ وہ مارا۔

ادہر تو عمرو ابن عبدود کا سر بہٹا سا اوڑا۔ اور اودہر لشکر کفار مین تہلکہ پڑ گیا ضرار ابن الخطاب۔ نوفل ابن عبداللہ۔ اور ہبیرہ ابن ابی وہب نے ملکے جناب امیر پر حملہ کیا شیر خدا اون ملعونون کی طرف متوجہ ہوے۔ ضرار تو حضرت علی کی صورت دیکہتے ہی فُرّ ہو گیا لوگون نے اوس سے پوچہا کہ اے ضرار با این مردی و دلیری تو نے یہ کیا کیا کہ اپنی شجاعت و ہمت کی لوٹیا ڈبو دی۔ ضرار بولا کہ بہائیو کچہہ نپوچہو جسوقت علی نے میری طرف رخ کیا ہے مجہے ملک الموت کی صورت نظر آگئی اور مین اپنی جان لیکر سید ہا بہاگا مثل مشہور ہے کہ جان بچی لاکہون پائے۔ لیکن ہبیرہ نے تہوڑی دیر آپ کا مقابلہ کیا جب حضور کے ہاتہہ سے زخمی ہوا تو اپنی زرہ آپ پر پہینک کے وہ بہی چلتا پہرتا نظر آیا واضح ہو کہ جب ضرار و نوفل اور ہبیرہ نے مل ملا کے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب پر حملہ کیا تہا تو لشکر اسلام مین سے حضرت زبیر ابن العوام اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت شیر خدا کی مدد کو نکلے ان دونون صاحبون کے پہونچتے پہونچتے حضرت اسد اللہ تینون پر غالب ہو چکے تہے اور نوفل خود ہی اپنے ساتہیون کی یہ گت دیکہکر کنارہ کش ہو گیا تہا۔ جناب فاروق اعظم نے ضرار کو سلامت نکلجاتے ہوے جو دیکہا تو اوسکے پیچہے لپکے۔ ضرار نے آپکو آتے دیکہکر سمجہا کہ علی نے تو چہوڑ دیا مگر ان کے غضب سے بچنا امر محال ہے۔ تو وہو کا دینے کے لئے پناہ مانگنے والو نکی سی

صورت بنالی اور جناب عمر فاروق کی طرف متوجہ ہوا- پاس آتے ہی ایسا نیزہ مارا کہ حضرت زخمی ہوے اور چاہتے تھے کہ گوشمالی دین مگر وہ بہاگا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ عمر تو بڑا شجاع ہی- میرا یہ زخم یاد رکہیو- نوفل بن عبداللہ کا گھوڑا بہاگتے مین اوندہے منہ خندق مین گر پڑا اور نوفل بہی سر تلے پانون اوپر وہین رہگیا- سلمان اوسے سنگسار کرنے لگے تو اوس نے پکار کے کہا کہ اے لوگو مجہے اس ذلت سے نہ مارو- جناب علی کو پہر بہی رحم آگیا آپ خندق مین کود پڑے اور اوس سے جاکر فرمایا کہ اچہا تو خدا کی وحدت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان لے آ ہم بڑے تزک واحتشام کے ساتھہ تجہے یہان سے نکالے لیتے ہین- مگر اوس مردود نے اب بہی نہ مانا اور خدا اور رسول کو گالیان دین- تو آپ نے فوراً اوسکا سر اوتار لیا- یہ لڑائی چاشت کے وقت سے زوال تک رہی-

عکرمہ- ہبیرہ- وَمرَ واس نے جو ابن عبدود اور نوفل کا قتل ہونا اور ضرار کا بہاگ جانا دیکہا- تو ہوش پران ہوگئے- اور بہاگے ہوے ابوسفیان کے پاس پہونچے اور اوس سے ساری کیفیت بیان کی- اوسکی بہی کمر ٹوٹ گئی- کیونکہ عمر و ابن عبدود اوسکا قوت بازو تہا اور ایسا شجاع تہا کہ تنہا ہزار ہزار آدمیون کا مقابلہ کر کے اونہین بہگا دیتا تہا- شجاعان عرب اوسکے نام پر کان پکڑتے تھے- اِس لئے ابوسفیان کو کمال تشویش ہوئی اور سمجہا کہ ضرور دال مین کالا ہے- ورنہ کہان ابن عبدود اور کہان علی- بیشک خدا مسلمانون کے ساتھہ ہے اور محمد اوسکا سچا رسول ہے ورنہ طاقت بشری سے تو باہر تہا کہ علی ایسے بڑے اشجع کو ایک ہاتھہ مین خاک سیاہ کر دے- یہ امر بغیر تائید خدا کے ممکن نہین- ابوسفیان نے ظاہر مین تو کچہہ نہ کہا مگر دل مین بہت پیچ وتاب کہایا کہ اب بُری اٹکی اِن لوگون سے عہدہ برآ ہونا امر محال ہے- لیکن کفر وضلالت کی تاریکی اوسکے دل پر ایسی چہائی ہوئی تہی کہ دولت اسلام کو ہاتھہ بڑہا کے نہ لیا- نامردی اور کم ہمتی سے مقابلہ کی سکت بہی اپنے مین نہ دیکہی- شتر بے مہار کی طرح فرار کر کے معہ اپنے ساتہیون کے منزل عقیق پر پہونچکے دم لیا

بیچ مین کہین مُڑ کے بہی پیچہے نہ دیکہا۔غطفان کے لوگ بہی اوسی کے ساتہہ رفو چکر ہوے اسوقت ایک بُہنگا بہی سامنا کرنے کو نہ رہا اور عقیق مین پہونچکر آنحضرت کی خدمت مین پیام بہیجا کہ ہم سے قیمت لے کے عمرو ابن عبد ود اور نوفل کی لاشین ہمین دیدو۔حضور نے فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ ہمکو خبیثون کی لاش بیچنے اور اونکی ناپاک قیمت لینے کی کچہہ حاجت نہین وہ اپنے آدمی بہیجین اور اپنے کشتون کی لاشین منگوالین۔

جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عبد ود کے ہتیار و پوشاک کی طرف کچہہ التفات نہ کی تہی جہان وہ پڑا تہا وہین اوسیطرح معہ ہتیارون و پوشاک کے دہرا ہوا تہا۔اوسکی بہن لاش لینے آئی جب اوسکی سب چیزین جون کی تون دیکہین تو کہنے لگی "ماقتلہ الاکفو کریم" یعنی ظاہر ہے کہ اسے کسی ہمسر کریم النفس نے مارا ہے۔لوگ بولے کہ اسکے قاتل کا نام علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب ہے۔اوس عورت نے آپکا نام سُنتے ہی یہ شعر پڑہے ہے۔

لوکان قاتل عمرو غیر قاتلہ	لکنت ابکی علیہ آخر الابد
لکن قاتلہ من لایعاب بہ	من کان یدعی قدیما بیضہ البلد

یعنی اگر میرے بہائی عمرو کا قاتل کوئی اور ہوتا تو مین اوسکے لئے قیامت تک روتی۔لیکن کیا کرون کہ اسکا قاتل تو ایسا ہے جسمین کوئی عیب ہی نہین اوسکو تو لوگ رئیس شہر کہتے ہین۔

خداے لم یزل ولایزال کے فضل وکرم سے اوس دن تو مسلمانون کو بڑی فتح نصیب ہوئی اور اوسکو جناب علی مرتضیٰ ہی کی کارگذاری سمجہنا چاہئے۔کفار کی کمرین ٹوٹ گیئن۔چنانچہ ارشاد نبوی بہی یون ہوا۔"مبارزت علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیمۃ" یعنی غزوہ خندق مین علی سے جو شجاعت ظاہر ہوئی وہ میری ساری امت کی مردانگی سے بہتر ہے جو محاربات فی سبیل اللہ مین قیامت تک اون سے ظہور مین آوے۔

دوسرے دن کفار نے پھر کمر ہمت چست باندہی اور غول کے غول لڑنے کو آے اور یکایک خندق کے چارون طرف سے حملہ کی ٹہیرادی - الامان ایک دن اور ایک رات برابر لڑائی رہی - یہان تک کہ مسلمانون کو نماز ظہر وعصر ومغرب کی بہی مہلت نہ ملی - جب آتش جنگ کچھہ ٹھنڈی ہوئی - تو بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کی اجازت دی گئی اور سب نے نماز ظہر ادا کی - پہر جناب رسول خدا نے حکم دیا کہ ہر نماز کے لئے الگ الگ تکبیر کہکے ترتیب وار قضا پڑہلو -

کفار کا سارا لشکر لڑتے لڑتے سمٹ کے آنحضرت کے خیمہ پر ہجوم کر آیا تہا - جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین اوسوقت سعد کی مان کے پاس ایک حصن مین بیٹھی ہوئی تہی آنحضرت زرہ پہنے ہوے انتظام جنگ مین مصروف تہے اور مسلمانون کی ہمت بندہا کے ترتیب سے لڑا رہے تہے کہ یکایک سعد ابن معاذ زرہ پہنے ہوے میرے سامنے سے گذرے - زرہ ایسی تنگ تہی کہ تمام بدن اونکا بہچا جاتا تہا - مین نے اونکی مان سے کہا کہ اے اُم سعد مجھے تمہارے بیٹے پر رحم آتا ہے اگر یہ زرہ ذرا ڈہیلی ہوتی تو اچہا تہا - اونہون نے جوابدیا کہ بیٹا ”ویقضی اللہ ما ہو قاض“ اللہ کو جو منظور ہے وہی کریگا - ہم دونون مین تو یہ باتین ہو رہی تہین کہ سعد ابن معاذ خندق کے کنارے پر پہونچ گئے حبان ابن العرقہ نے اونکو نیزہ مارا جو رگ ہفت اندام پر لگا - یہ وہ رگ ہے کہ اوسکے کٹجانے سے آدمی زندہ نہین رہ سکتا - پس حضرت سعد سمجھے کہ اب میرا خاتمہ ہے - آپ نے درگاہ الٰہی مین مناجات شروع کی ”اے مالک نہ پہر اگر تیرے حبیب اور قریش مین اسکے بعد کوئی اور لڑائی بہی ہونیوالی ہو تو مجھے زندہ رکھہ میری دلی آرزو یہ ہے کہ تیری رضا مین کوشش کرون اور تیرے رسول کا ہاتہہ بٹاؤن یا الہ العالمین ان کافرون نے تیرے رسول کی تکذیب کی ہے اوسے دق کرتے ہین مین نہین چاہتا کہ اس حالت مین اوسکے قدمون سے جدا ہون - اور اگر اسی لڑائی پر خاتمہ ہے آگے چلکے اور کوئی جنگ نہوگی تو اسی زخم سے مجھے شہادت نصیب ہو - لیکن اس صورت مین بہی مجھے اتنی مہلت

ضرور ملنا چاہئے کہ مین بنو قریظہ کا وہ حال دیکھہ لون جو دیکھنا چاہتا ہون"۔ نیک بندون کی دعا خالی نہین جاتی خدا کی قدرت دیکھو کہ دریاے اجابت جوش مین آیا اور فوراً حضرت سعد کے ہاتھہ سے خون بہنا بند ہوگیا۔ حالانکہ ہفت اندام کا خون خودبخود بند ہوجانا محال عادی ہے۔

اس عرصہ مین نعیم ابن مسعود اشجعی غطفانی خدمت نبوی مین حاضر ہوکر کہنے لگا کہ یارسول اللہ مین مومن اور مسلمان ہوکے دربار پرانوار مین حاضر ہوا ہون مگر کسی کو میرے اسلام لانے کی مطلق ہی خبر نہین ہے۔ مین چاہتا ہون کہ لشکر کفار مین تفرقہ ڈالون اس امر مین جیسا ارشاد ہوگا ویسا کرون گا آپ نے جواب دیا کہ اگر تیرا یہ مطلب ہے تو تجھے اختیار ہے جو چاہے سو کر۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلے تو نعیم بنی قریظہ کے پاس گیا اور اون سے کہا کہ یارو مجھے تمہارے ساتھہ دلی محبت ہے اس لئے تمکو ایک بات سوجھا نے آیا ہون۔ تمہاری بڑی غلطی ہے کہ قریش اور غطفان کی اشتعالک سے تم محمد کے دشمن بنگئے۔ اگر ان لوگون کو شکست ہوگئی تو یہ لوگ اپنے اپنے گھرون کو لمبے ہونگے اور تم تنہا مسلمانون کے ہاتھہ مین پھنسے رہ جاؤگے اور مسلمانون سے جب عہدہ برآ نہو سکوگے تو جلاوطن کئے جاؤگے۔ پھر کیسی مصیبت پڑیگی اسے تم ہی سمجھہ سکتے ہو مجھے تو تمہاری اوندھی عقل پر نہایت رنج ہوتا ہے۔ بنو قریظہ نے پہلے تو نعیم کی دلسوزی اور ہمدردی کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگے کہ حق دوستی کا مقتضا یہی ہے جو ہم نے تجھسے دیکھا مگر اے محب صادق اب کیا کرین خود کردہ را علاجے نیست جو ہونا تھا سو ہوچکا۔ تو ہی کوئی تدبیر بتا۔ نعیم بولا کہ سب سے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند عماید قریش و غطفان کے اپنے پاس بطور ضمانت کے گروین رکھلو۔ اگر یہ دونون قومین تمہاری درخواست نہ مانین تو تم اونکا ساتھہ چھوڑدو۔ اس مین تمہارا یہ فائدہ ہے کہ اگر قریش و غطفان بھاگ گئے اور مسلمانون نے تم سے خصومت کی تو یہ دونون جرگے اپنے عماید کی خاطر سے تمہاری مدد کرینگے اور تم اکیلے نہ رہوگے بنو قریظہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ نعیم کے نہایت مشکور ہوے اور مصمم قصد کرلیا کہ ضرور ایسا ہی کرینگے۔

پھر نعیم وہان سے رخصت ہو کے قریش مین آیا اور ابو سفیان سے ملا اور کہا کہ یارو مجھے تم سے بڑی محبت ہے - مین نے یہود بنی قریظہ کی ایک بات آج سنی ہے اوس سے براہ خیر خواہی تمکو آگاہ کرنے آیا ہون - مگر یہ بھید کی بات ہے کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا - یہود بنی قریظہ نے واقع مین تمہاری خاطر سے محمد سے بگاڑ کر لیا مگر اب وہ اپنے کئے سے پشیمان ہین اور تم سے برگشتہ ہونا چاہتے ہین - اونہون نے محمد سے یہ کہلا بھیجا ہے کہ ہم قریش سے ملکر نہایت نادم و خجل ہوے اوسکا بدل ہم یہ کر دینگے کہ قریش و غطفان کے اچھے اچھے لوگ ضمانت کے بہانہ سے اپنے پاس بلا لیتے ہین جب وہ ہمارے پاس آجائینگے تو ہم تمہارے سپرد کر دینگے تم اونکا جو چاہنا سو کرنا - اسلئے مسلمان بھی اب اون سے راضی ہو گئے اور بنو قریظہ سے اور اون سے صلح ہو گئی ہے - اور وہ اہل اسلام کے مددگار ہو کر تم سے لڑنے کو تیار ہین - یہ سب معاملہ اور پیغام سلام میرے سامنے ہوا ہے اس لئے مین پیٹ پکڑے ہوے تمہارے پاس آیا ہون - تم اپنی فکر کرو - سمجھلو کہ کوئی دم مین تم پر بلا نازل ہونیکو ہے - نعیم کی یہ باتین سنکر کفار قریش کے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے - نعیم نے وہان سے اوٹھکے غطفانیون کو بھی اسی طرح گڑبڑا ڈالا - اونکی بھی سٹی گم ہو گئی - یہ جمعہ کا دن اور شوال کا مہینہ تھا -

ابتو ابو سفیان نے عکرمہ بن ابو جہل کو بلا کر قریش و غطفان کے سر برآوردہ لوگون کی مجلس منعقد کی اور نعیم کا بیان سبکو سنا کے دریافت کیا کہ بھائیو اب تمہاری کیا صلاح ہے - سب کے مشورہ سے بنو قریظہ کے پاس یہ پیغام بھیجا گیا کہ ہمکو یہان پڑے پڑے ایک عرصہ گذر گیا اور کوئی مطلب بر آری نہ ہوئی ہمارے بہت سے مویشی مر گئے اور جو باقی ہین وہ جان بلب ہین اب مر جائینگے - ہم سب مین یہ ٹھہری ہے کہ آج راتون رات تیاریان کرین اور کل صبح ہوتے ہی سب متفق ہو کر چڑھائی کرین شاید کچھہ بن پڑے ورنہ یون ہی پڑے پڑے تو اس جاڑے پالے مین برباد ہو جائینگے اس لئے آج رات کو تم بھی ہم سے آن ملو تاکہ کل سنیچر کو حملہ کر دیا جاے - بنو قریظہ نے اس پیام کا یہ جواب دیا کہ ہم

یہود ہین - سنیچر کو کوئی کام نہین کرتے - اپنے مذہب کا خلاف ہمسے کیون ہونے لگا تھا - علاوہ برین اگر کوئی اور دن بہی ہوگا تو ہم اوسوقت تک تم لوگون کے ساتھہ ہوکر نہ لڑینگے جب تک کہ تم لوگ اپنے چند رئیس بطریق رہن ہمارے پاس نہ بہیجدوگے - اس سے ہمارا اطمینان رہیگا کہ اگر تمہاری شکست بہی ہوئی تو تم ہمین اکیلا نچھوڑوگے اور اپنے لوگون کی خاطر سے ہماری مدد اور نگرانی کروگے -

جب ایلچیون نے بنی قریظہ کا جواب قریش اور غطفان سے آکر کہا تو سب متفق اللفظ ہوکر پکار اوٹھے کہ نعیم سچ کہتا تہا اونکے دل مین دغا ہے ہم تو اپنے آدمی اونکے سپرد نکرینگے اس لیئے جواب صاف بنی قریظہ کو بہیجدیا کہ ہم ایک آدمی بہی تمہین نہ دینگے تمہارے جی مین آے تو ہماری مدد کرو نہ آے تو اپنے گھر بیٹھے رہو -

اودہر بنی قریظہ نے جب یہ صاف جواب سنا تو وہ بہی نعیم کی باتون کو پتھر کی لکیر سمجھہ گئے اور قصد کرلیا کہ ہم ان بے ایمان و دغابازون کی طرف سے ہرگز نہ لڑینگے - یہ ہمکو پہنسا کے اپنے گھرون کو چمپت ہوا چاہتے ہین -

الغرض نعیم کی خوش تدبیری اور حکمت عملی سے یہود بنی قریظہ اور احزاب قریش و غطفان مین وہ پھوٹ پڑی کہ آیندہ موافقت کی کوئی صورت ہی ظہور مین نہ آئی اور مسلمانون کو کچھہ بہی نہ کرنا پڑا وہی مثل ہوگئی کہ مردے از غیب برون آید و کارے بکند -

خدا کے بہی عجب کارخانے ہین - صدقے جائیے اوسکے جناب کے کہ ادہر تو بنو قریظہ الگ ہوے اور اودہر جو کفار کی جماعتین باقی رہین اون مین باہم وہ نفاق پڑا کہ کسی کا دل کسی سے ملا نہ رہا سب ایک دوسرے سے اُرد کے آٹے کی طرح اینٹھہ گئے - افواج دشمنان مین ہل چل پڑی - یہانتک کہ باہم جانی دشمنی پیدا ہوگئی - مسلمانون کو نہ تحریک کرنی پڑی نہ کچھہ تردد ہوا - بنانے والے نے سب کام خود بنا دیئے - روایات صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے

مسجد فتح مین تین دن برابر بیٹھکے دعا کی تھی - تیسرے دن دعا قبول ہوئی اور آثار خوشی چہرۂ انور پر نمودار ہوے - یکایک ایسی آندہی آئی کہ لشکر کفار مین تہلکہ پڑ گیا - چولہون پر چڑہی ہوئی ہانڈیان تک اولٹ گیئن - لشکر کے سب کارخانے اور سامان درہم برہم ہو گئے - خیمون کی طنابین ٹوٹین - میخین اوکھڑ گیئن اور کفار کے دل مین وہ خوف سمایا کہ سواے بہاگنے کے اور کچھہ نہ سوجھی - جسکی خبر اللہ تعالی نے اپنی کتاب پاک مین یون دی ہے -

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا نِعْمَۃَ اللہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَکَانَ اللہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا (پارہ - ۲۱ - سورہ احزاب رکوع - ۱ -)

حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جس رات کو کفار احزاب نے بہاگنے کا ارادہ کیا بڑی شدت کا جاڑا پڑ رہا تہا ہوا ایسی سرد اور تیز تہی کہ تیر کی طرح چہاتی پر لگتی تہی اور پیٹھہ سے نکلجاتی تہی - چارون طرف سے بادلون کے پہاڑ بلاے ناگہانی کی طرح جہکے چلے آتے تہے - اندہیری کا یہ عالم تہا کہ ہاتہہ سے ہاتہہ نہین سوجہتا تہا زمین سے آسمان تک ایک کوٹھری کاجل سے ملبب بہری ہوئی معلوم دیتی تھی - جاڑے کے مارے لوگون کے دانت ایسے بج رہے تہے کہ ایک چکّی سی چلتی ہوئی سنائی دیتی تھی - ہاتہہ پانؤن برف کی قفلی بنکے ایسے بیکار ہو گئے تہے کہ طاقت نشست و برخاست باقی نہ تہی - بجلی کی چمک رعد کی کڑک سے دل دہلے جاتے تہے اور اوپر سے موسلا دہار چہاجون پانی اونڈلنا ثابت کر رہا تہا کہ فرداے قیامت آج ہی ہے - آنحضرت نے اسی حالت مین نماز پڑہی اور اصحاب کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اسوقت جو کوئی لشکر کفار مین جا کر انکی حالت کی خبر لادیگا اوسکے لئے مین دعا کرونگا کہ قیامت کے دن اللہ تعالی اوسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مصاحب بناے کسی کی ہمت نہ بندہی جو یہ کہے کہ مین حاضر ہون - اور سچ بھی تو ہے کہ کہتا کون - جاڑے کے مارے سب بیدست وپا ہو رہے تہے - مینہ کی کثرت سے زمین پانؤن کے تلے سے نکلی جاتی تھی - پہر اوسپر

بہوک اور فاقہ اور مستزاد تہا۔ آپ نے فرمایا کہ مین اپنی رفاقت اور مصاحبت کے لئے دعا کرونگا کہ اللہ پاک اوسے قیامت کے دن میری مصاحبت مین رکھے۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہین گو مین اوسوقت جاڑے سے بید کی طرح تھرتھرا رہا تہا اور تین دن کے فاقہ سے طاقت طاق تھی مگر نہ رہا گیا اور فوراً کھڑے ہو کے التماس کی وو لبیک یارسول اللہ،، اگرچہ مجہہ مین جاڑے اور بہوکہہ سے قدم رکہنے کی طاقت نہین مگر دل یہی کہتا ہے کہ قدمِ عشق پیشتر بہتر۔ حضرت نے مجہے اپنے پاس بلایا اور اپنا دست مبارک میرے سر اور منہ اور سارے جسم پر پہیر دیا اور فرمایا کہ جا سید ہا لشکر کفار مین پہونچ اور دیکھہ آ کہ وہ کیا کرتے ہین۔ مگر خبردار وہان پہونچ کے صرف آنکھون سے کام لیجیو۔ ہاتہہ کسی پر نہ اوٹہانا۔ حضور کے ہاتہہ پہیرنے کا یہ اثر ہوا کہ میری بہوک اور جاڑے کی تکلیف جاتی رہی اور ہمت سی بندہ گئی۔ جانے پر مستعد ہی تو ہو گیا مگر مسکرا کر صرف اتنا کہا کہ حضور اس آفت مین اکیلا جاتا ہون اگر کسی نے مجہے وہان مار ڈالا۔ ارشاد ہوا کہ اس خیال خام کو دل سے دور کر۔ تو صحیح وسلامت یہان آجائیگا۔ تیرا بال بہی بیکا نہین ہونیکا۔ یہ فرما کر آپ نے دعا مانگی وو اَللّٰھُمَّ احۡفَظۡ مِنۡ بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَمِنۡ خَلۡفِہٖ وَعَنۡ یَمِیۡنِہٖ وَعَنۡ شِمَالِہٖ وَمِنۡ فَوۡقِہٖ وَمِنۡ تَحۡتِہٖ،، یون تو مین پہلے ہی چاق ہو گیا تہا اس دعا نے تو بالکل ہرن کر دیا اور بہوک پیاس جاڑا اور خوف کا دل مین نشان نہ تہا۔ بڑی چستی چالاکی اور ہمت و دلیری سے ہتیار بدن پر لگا اوسی کالی اندہیاری رات مین ہی تن تنہا خندق کود اوس پار لشکر اعدا مین جا داخل ہوا۔ وہان پہونچ کے مزاج مین ایسی گرمی آئی کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ مین حمام مین ہون۔ حالانکہ لوگ اوسوقت اپنے خیمون اور گہرون مین بیٹہے ٹہٹرے جاتے تہے۔ باہر نکلنے کے خوف سے لرزہ چڑہتا تہا۔ شال دوشالون اور لحافون سے جاڑا نہ جاتا تہا۔ مگر مین بے لباس و پوشاک جنگل بیابان مین گرما گرم تہا۔ سچ ہے قومی ہمدردی کا اثر بہی ہوتا ہے۔ لشکر کفار مین عجب درہمی دیکہی۔ آندہی کے غضب وغصہ سے خیمے کہین اور خود کہین تہے۔ گہوڑے

وٹٹو اگاڑی پچہاڑی چہوڑا چہوڑا کے چارون طرف بہاگے پہرتے تہے اور اوس اندہیرے مین لوگ اونکی ٹاپون کے تلے کچل رہے تہے۔ اونکے لشکر پر تو مین نے پتھر برسنے کی آواز اپنے کانون سے سنی۔ مگر خدا کے فضل سے مین اونکی ضربون سے محفوظ رہا۔ ہر سمت تیراہ۔ تیراہ اور الامان کے نعرے بلند تہے اور لوگ بلبلائے جاتے تھے۔ یہی تلاطم دیکہتا ہوا مین آگے بڑہا۔ ابو سفیان آگ کے سامنے تاپتا نظر آیا۔ مین نے اپنی کمان مین تیر لگایا ہی تہا اور چاہتا تہا کہ چہوڑون مگر آنحضرت کا ارشاد یاد آگیا اس لئے باز رہا۔ پہر ہمت باندہکے وہین ایک آدمی کے پاس جا بیٹہا۔ میرا بیٹہنا تہا کہ ابو سفیان پکارا کہ اے لشکر کے لوگو اپنے اپنے جلیس سے خبردار رہنا یہ اندہیری ہے کہین کوئی غیر آکے اپنا کام نکر جاے۔ یہ سنکر مین نے ہی پیشقدمی کی اور جہٹ اپنے پاس والے کا ہاتہ پکڑ لیا کہ بتا تو کون ہے اوس نے ڈر کے مارے اپنا نام بتادیا کہ مین فلان ابن فلان ہون۔ اوسکے نام سے مین سمجھہ گیا کہ قبیلہ ہوازن کا آدمی ہے۔ اتنے مین ابو سفیان نے پھر آواز دی کہ اے لشکر والو جلدی جلدی کوچ کی تیاری کرو اب یہان ٹہرنا صلاح کی بات نہین۔ ہمارے چارپاے سب ہلاک و تباہ ہوگئے۔ اسلحہ بیکار اور ناچیز بن گئے۔ یہود نے ہم سے دغا کی۔ اب کوئی کام بنتا نظر نہین آتا۔ پہر یہ جاڑا اور آندہی مینہ نمعلوم کیا کیا آفتین ہم پر ڈہائیگا۔ مین تو سوار ہوکے آگے جاتا ہون تم بہی جلدی جلدی تیار ہوکر مجہہ سے آملو۔ لشکر کو تو تیاری کا حکم دیا اور خود ابو سفیان اپنی سواری کے اونٹ کے پاس پہونچا۔ ہڑبڑاہٹ اور مصیبت کا بُرا ہو اتنی بہی سدہ بدہ نہ رہی کہ جانور کی پچہاڑی کہول لون یونہی زانو بند ہے پر چڑہ بیٹہا اور ہانک دیا۔ اونٹ نے چلنے کا قصد کیا تو اوٹہتے اوٹہتے گرا۔ ابو سفیان اوندہے منہ زمین پر نظر آیا مگر جان کا خوف برا ہوتا ہے جلدی سے جہاڑ جہوڑ جانور کا پاؤن کہولا اور پہر سوار ہوکے چلتا بنا۔ پیچہے سے قریش نے بہی مال و اسباب لاد پہاند کے کوچ کر دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے بہی تمام لشکر کی

بھاگڑ اور مضطرب الحالی کا تماشا دیکھکے مراجعت کی۔ راہ مین مجھے بیس سوار سفید پوش ملے اور مجھسے کہنے لگے کہ اے حذیفہ جلدی سے اپنے سردار والا تبار و ذی اقتدار سے جا کے عرض کرو مبارک خداوند کریم نے تمہارے دشمنون کا منہ کالا کیا۔" مجھے تعجب ہوا کہ اس اندھیرے غیب مین انہون نے مجھے کیسے پہچانا کوئی کسی کی شکل اسوقت نہین شناخت کر سکتا۔ دوسرے مین کوئی مشہور آدمی نہین ہون یہ نام میرا کیسے جان گئے۔ اسی حیرت مین اودہیڑبن کرتا ہوا حضور نبوی مین حاضر ہوا۔ آپ نماز مین مصروف تھے۔ جب نماز سے فرصت پائی تو مین نے جو کچھہ دیکھا تھا من وعن کہہ سنایا۔ آپ مسکرائے۔ یہان تک تو مین خوب ہی گرم آیا تھا اب سردی معلوم ہونے لگی۔ آپنے اپنے قریب مجھے لٹا کے رداے مبارک کا ایک کونا میرے اوپر ڈالدیا اور اپنا پاے مقدس میرے سینہ پر رکھا پانوءن نے کچھہ ایسا آرام دیا کہ صبح تک مین بڑے آرام سے سویا۔ نماز فجر کے وقت خود حضور نے یہ کہکر مجھے جگایا کہ "قم یا نومان" یعنی اے گھوڑے بیچکر سونے والے ابتو اوٹھہ بیٹھہ۔ مین اوٹھہ بیٹھا۔

الغرض جب لشکر احزاب بھاگ گیا تو آنحضرت فرمانے لگے کہ اس جنگ مین ان لوگون کی کمرین ایسی ٹوٹی ہین کہ اب کبھی مدینہ پر چڑہائی کرنیکی ہمت نہوگی۔ اب کی دفعہ مسلمان ہی مکہ پر فوج کشی کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

کہتے ہین کہ جس پتھر کو حضرت رسول خدا نے تین ضربون مین ریزہ ریزہ کردیا تھا اور اوس مین سے جو آگ پیدا ہوئی تھی اوس سے مداین یعنی دار السلطنت فارس اور شام و یمن کی عمارتین آپکو نظر آئین جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اون عمارتون کے پتے بھی حضور نے بتاے تھے حالانکہ آپ نے اون مقامات کو کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ اون پتون کی تصدیق حضرت سلمان فارسی وغیرہ اصحاب نے اوسی وقت کی اور کہا کہ یہ ایسے نشانات ہین جیسے کہ خوب سیر کرنے والے بیان کرتے۔ ہمنے اپنی آنکھون

سے یہ عمارتین دیکھی ہین -

جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہین کہ غزوہ خندق کے دن مین نے دیکھا کہ تین پتھر حضور کے شکم مبارک سے بندھے ہین اور تین دن سے آپ نے کچھہ تناول نہین فرمایا ہے - مجھے بڑا ملال ہوا مین بھاگا ہوا اپنے گھر ہوپنچا - ایک بکری کا بچہ میرے گھر تھا اوسے ذبح کیا اور ایک صاع یعنی پونے چار سیر جو تھے اونہین پسوایا اور اپنی گھر والی سے کہا کہ بھوک کی شدت سے حضور نبوی کے شکم مبارک پر تین پتھر بندھے ہین تم انہین جلدی سے پکاؤ مین حضور کو بلائے لاتا ہون - یہ سنکر میری بیوی کے بھی آنسو نکل پڑے اور وہ نیک بخت ہمہ تن پکانے مین مصروف ہوگئی مین نے خدمت بابرکت مصطفوی مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور آج میرے غریب خانہ پر چلکر کھانا تناول فرمائیے - آپ نے استفسار کیا کہ کھانا کتنا ہے - مین نے حقیقت حال عرض کردی - آپ نے فرمایا کچھہ پرواہ نہین - تم سب صحابہ کی ضیافت کرو خدا برکت دیگا - آپ نے میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمایا اور لعاب دہن اپنا آٹے مین ملا دیا پھر دس دس آدمیون کو ایک جا بٹھاکر ساتھہ کھلانا شروع کردیا - جب سارا لشکر سیر ہوچکا تو آپ نے خود اوش فرمایا - ہم جو دیکھتے ہین تو کھانا جون کا تون باقی تھا جسے مین نے اور سب گھر والون نے کھایا پھر بھی بچ رہا تو سارے محلہ مین تقسیم کردیا - سچ ہے -

محمد سر وحدت ہے کوئی رمز اوسکی کیا جانے	شریعت مین تو بندہ ہے حقیقت مین خدا جانے

بنت بشر بن سعد فرماتی ہین کہ ایک دن میری والدہ بنت رواحہ نے مجھکو لپ بھر خرما دئے اور کہا کہ تو جاکر انکو اپنے والد اور ماموں کو دے آتا کہ ناشتہ ہی کرلین - مین اونکے پاس جارہی تھی کہ راستہ مین آنحضرتؐ مجھے ملے اور پوچھا کہ تیرے پاس کیا ہے - مین نے بتادیا کہ تھوڑے سے خرما اپنے باپ اور ماموں کے ناشتہ کے واسطے لئے جاتی ہون - حکم ہوا کہ لا ہمین دے مین نے تعمیل ارشاد کی - آپ نے اپنے ہاتھہ مین لیکر فرمایا کہ دامن پھیلا - مین نے پھیلا دیا - آپ نے

وہ سب میرے دامن مین لپیٹ دئے اور ایک شخص سے فرمایا کہ جاؤ۔ سب اہل خندق کو بلالاؤ
جب سب جمع ہوگئے تو آپ نے اونہین چھوہارون سے سب کو پیٹ بھر کے کھلادیا۔ پھر بھی اتنے
بچ رہے کہ اوس کپڑے مین سماتے نہ تھے گرتے تھے اور لوگ اوٹھا اوٹھا کے کھاتے تھے۔

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھوین ذیقعدہ دوشنبہ کے دن تین ہزار
آدمیون کی جمعیت سے باہر نکلے تھے۔ بیس یا چوبیس ۲۴ دن مسلمانون کو قریش نے اپنے محاصرے
مین رکھا اور ایک دن ابوسفیان چند سوار اپنے ساتھ لیکر خندق مین کود پڑا تھا مگر مسلمانون نے
بھگا دیا۔ اس غزوہ مین مہاجرین کا شعار خلیل اللہ تھا۔

کتب مستند مین ہے کہ حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت اس مین دیکھی کہ مدینہ
کا تہائی میوہ دیکر غطفان اور فزارہ سے صلح کرلیجائے تاکہ وہ قریش کا ساتھ چھوڑ کر چلے جائین۔
اس لئے آپ نے فزارہ کے سردار عینیہ بن حصین اور غطفان کے پیشوا حارث بن عوف کے پاس
پیغام بھیجا کہ تم مدینہ کا تہائی میوہ لو اور اپنے اپنے گھرون کو واپس ہوجاؤ۔ پہلے اونہون نے
نصف میوے کی درخواست کی مگر آپ کو منظور نہوا تو بیو وتہائی میوے ہی پر راضی ہوگئے۔ ایک
روایت مین ہے کہ وہ خود ہی تھوڑے تھوڑے آدمیون کے ساتھ حضور مین حاضر ہوے تھے
اور مصالحت کی بحث کر کے تہائی میوے پر تصفیہ کر گئے تھے۔ آپ نے حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ تعالے عنہ سے صلحنامہ تحریر کرایا اور چاہا کہ چند اور صحابہ کی گواہیان بھی اوسپر کرادی جائین
اتنے مین اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آے۔ اور عینیہ بن حصین کو محفل مبارک مین پیر پھیلاے
بیٹھا ہوا دیکھا تو طیش آگیا اور بولے کہ اے عین الہجرس یعنی لومڑی کے بچہ کی سی آنکھون والے تجھے
بھی یہ حوصلہ پیدا ہوگیا کہ دربار نبوی مین گستاخی کے ساتھ بیٹھے۔ واللہ اگر مجھکو محفل رسول اللہ کی
حرمت کا لحاظ نہوتا تو تجھے مار ڈالتا۔ پھر آنحضرت کی طرف دست بستہ مخاطب ہوکر عرض کی کہ

اے خدا کے حبیب اگر خدا کا حکم اور آپ کی مرضی یون ہی ہو تو ہمین صلحنامہ پر دستخط کرنے مین کوئی عذر نہین لیکن ہمارا دل تو نہین چاہتا اسمین اسلام کی بڑی ہتک ہوگی اور لوگ کہینگے کہ دبکے صلح کرلی اب تو ہمارا اور اونکا فیصلہ تلوار کے ہاتھہ ہے - آپ نے حضرت اسید کی باتون کا کچھہ جواب ندیا اور حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالے عنہما کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا وہ بہی ابن حضیر کے طرفدار ہوکے فرمانے لگے کہ ایام جہالت مین تو ہمنے ایک چہلکا اور آدہی گٹھلی کسی کو دی ہی نہین اب کیسے دینگے - پہر سعد ابن معاذ نے صلحنامہ حضرت عثمان سے لیکر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اوسوقت آنحضرت نے فرمایا "مین نے دیکھا تھا کہ سب قبائل عرب ملکر تم پر ایک کمان سے تیر پہینکتے ہین اس لئے مجھکو مصلحت اسی مین معلوم ہوئی تہی تاکہ اونکی جماعت مین تفرقہ پڑ جاوے - چونکہ تم کو منظور نہین اسلئے مجھے بہی اسمین انکار نہین ہوسکتا" مصرعہ صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست -

پس عینیہ اور حارث دونون مایوس ہوکر چلے گئے -

روضۃ الاحباب مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے غزوۂ خندق مین لشکر احزاب پر یہ بددعا کی -

اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اللھم اھزمھم و زلزلھم وانصرنا علیھم

ترجمہ - بارخدایا کتاب کے نازل فرمانیوالے جلدی سے حساب کے لینے والے احزاب کو بہگا اے خدائے عزوجل اونکو بہگا اور زلزلہ بہیج اونپر اور اونکے مقابلہ مین ہماری مدد کر - چنانچہ پیر منگل اور بدہ کو پے در پے آپ نے بددعا کی اور بدہ کو ظہر و عصر کے درمیان آپکی درخواست قبول ہوگئی - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مین نے وہ وقت و ساعت اور دن یاد رکہا بعد ازان جب کبھی مجھکو کوئی واقعہ صعب پیش آتا مین بدہ کے دن اوسی وقت درگاہ الٰہی مین دعا کرتا فوراً مستجاب ہوتی - بعض مشائخ طریقت نے بہی یون ہی ارشاد فرمایا ہے کہ بدہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان کا وقت محل اجابت

دعا ہے - شاید یہ بات اونہون نے یہین سے لی ہے - ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت نبوی صلعم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ کوئی دعا ایسی بہی ہے جسے سخت بلامین گرفتار ہونے کے وقت ہم مانگین اور وہ فوراً مستجاب ہوجایا کرے - حضور نے فرمایا کہ "اللھم استر عوراتنا وامن روعاتنا" پڑہا کرو - اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت نے یہ دعا کی تہی یا صریخ المکروبین ویا مجیب المضطرین اکشف ھمی وغمی وکربتی ترٰی ماتزل بی وباصحابی یعنی اے غمگینون کے فریادرس اور اے مضطرون کی دعا کے قبول کرنیوالے دور کر گہبراہٹ میری اور غم میرا اور تکلیف میری تو نے دیکہا کہ مجہپر اور میرے اصحاب پر کیا بیت رہی ہے - اوسیوقت باد صبا یعنی پُروا ہوا کو حکم ہوا - اوس نے آکر دشمنون کے لشکر کو تہ وبالا کردیا - اور فرشتون نے خیمہ اوکہاڑ پہینکے - اللہ جل شانہ اپنی کتاب مستطاب مین اس احسان کو یون جتاتا ہے - یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَآءَتْکُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا ط وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ○ ترجمہ - اے مسلمانو - خدا کی نعمت کو جو اوس نے تمپر اوسوقت بہیجی یاد کرو جب کہ تمپر لشکر کے لشکر آن گرے تہے پہر ہمنے اونپر ہوا کو اور ایک لشکر کو بہیجا جسے تم نہ دیکہتے تہے اور جو کچہہ تم کرتے ہو اللہ اوسے دیکہتا ہے - اور اوسی مقدس کتاب مین دوسری جگہہ یون ارشاد ہوا ہے - وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِغَیْظِھِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا ط وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ط وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ○ ترجمہ - منہ پہیر دئے اللہ نے کافرونکے اونکی غصہ کیساتہہ اور اونہون نے کچہہ منفعت نہ پائی اور اوس جدال وقتال مین اللہ مسلمانون کے لئے کافی ہوگیا اور خدا زبردست وغالب ہے -

مدارج النبوۃ مین ہے کہ بعد اس غزوہ کے ابوسفیان نے ایک دن اپنی قوم مین بیٹہکر کہا کہ - ہے تم مین کوئی ایسا جو ہمارا بدلا محمد سے جا کے لے آوے اب تو وہ بازارون مین پہرا کرتا ہے اور تبلیغ رسالت مین ایسا محو ہوگیا ہے کہ دشمن ودوست مین فرق نہین کرتا اس حالت مین اوسکا مار ڈالنا

کوئی بڑی بات نہین - یہ سنکر ایک اعرابی اوٹھا اور کہنے لگا کہ اگر تو میری ہمت بندھا ہے تو مین جاکر ایک لمحہ مین اوسکا کام تمام کردون - میرے پاس ایک بڑا تیز خنجر ہے - ابوسفیان نے اوسکو ایک اونٹ سواری کے لیئے اور خرچ راستہ مین کھانے پینے کے واسطے دیا اور کہا کہ اس بھید کو اور کسی سے نہ بیان کرنا - اعرابی مکہ سے روانہ ہوکے مدینہ پہونچا - اوسوقت جناب رسول اللہ کسی قبیلہ کی مسجد مین بیٹھے ہوے وعظ فرما رہے تھے - اعرابی نے مسجد مین داخل ہوتے ہی پوچھا "این ابن عبدالمطلب" یعنی عبدالمطلب کا بیٹا کہان ہے - آپ نے خود جوابدیا کہ "انا ابن عبدالمطلب" مین عبدالمطلب کا بیٹا ہون - اعرابی کانپنے لگا - ڈر کے مارے خنجر ہاتھہ سے گرپڑا - مبہوت ہوکے کھڑا کا کھڑا رہگیا اور منہ سے کچھہ نہ بولا - آپ نے حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ مجھے قتل کرنے آیا تھا تم چاہو تو اس سے پوچھلو - اتنا سنتے ہی لوگ اوس کے پیچھے پڑگئے اور کہا کہ اگر تجھے اپنی جان بخشی منظور ہے تو سچ بتادے ہم تجھے چھوڑدینگے ورنہ کسی طور سے بچ نہین سکتا - اعرابی بیساختہ بول اوٹھا - کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا ست - اور پہلے کلمہ شہادت پڑھا "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ" پھر عرض کی کہ حضور آیا تو اسی ارادہ سے تھا مگر آپ کو دیکھتے ہی ہوش وحواس باختہ ہوگئے اب میرا قصور معاف ہو مین صدق دل سے ایمان لایا - مین نے مدینہ مین کسی سے اپنا مطلب ظاہر نہین کیا اور مکہ سے میری روانگی سے قبل کوئی روانہ ہو نہین سکتا تھا کیونکہ ابوسفیان کی باتین سنتے ہی مین سر پر پیر رکھے چلا آتا ہون اگر آپ سچے نبی خدا کے نہوتے تو آپ کو میرا ارادہ ہرگز نہین معلوم ہوسکتا تھا - اعرابی یہ باتین کررہا تھا اور ہمارے حضرت مُسکراتے جاتے تھے -

واضح ہو کہ ایک بار اس غزوہ مین جناب رسول خدا علیہ التحیتہ والثنا کی نماز عصر قضا ہوگئی آپ نے فرمایا "مَلَأَ اللّٰہُ بُیُوْتَہُمْ وَقُبُوْرَہُمْ نَارًا کَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ"

ترجمہ - خدائے تعالے کفار کے گہرون اور قبرون کو آگ سے بہردے کیونکہ اونہون نے

ہمکو صلوٰۃ وسطےٰ اسے کہ نماز عصر ہے باز رکھا۔ وسطیٰ کے معنی لغت مین بیچ والی اور افضل کے ہین اور آیۂ شریفہ ''حافظوا علی الصلواۃ والصلواۃ الوسطیٰ'' کی تفسیر مین مفسرین نے دونون معنی لئے ہین مگر اس بات مین اختلاف ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کون سی ہے کسی نے کوئی نماز بتلائی ہے اور کسی نے کوئی یہان تک کہ پانچون وقت کی نماز پر اسکا مصداق ہوگیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک ترجیح اسی قول کو ہے کہ نماز عصر ہی صلوٰۃ الوسطیٰ ہے کیونکہ ایک طرف اسکے دو دن کی نمازین فجر و ظہر ہین اور دوسری طرف دو رات کی مغرب و عشا ہین اس لئے یہ بیچ والی نماز یعنی صلوٰۃ الوسطیٰ ہوگئی۔ ایک حدیث صحیح سے بھی نماز عصر کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس مین یہ ارشاد ہوا ہے ''جسکی عصر کی نماز جاتی رہی گویا اوسکے لڑکے بالے اور گھر بار سب چھن گیا''

ایک روایت مین اس لڑائی کا ۲۷ دن تک قایم رہنا بھی بیان کیا گیا ہے۔ جب محاصرہ کو عرصہ گذر گیا تو معتب بن قشیر منافق نے گھبرا کے یہ کہا ''کہان محمد یمن و شام و فارس کی حکومت مسلمانون کو عطا فرماتے تھے اور کہان اب ہم دیکھتے ہین کہ مدینہ مین ہی مسلمانون کو چین سے رہنا دشوار ہے''

دولتمآب جناب صبحی پاشا وزیر دولت علیہ عثمانیہ اپنی کتاب حقایق الکلام فی تاریخ الاسلام مین فرماتے ہین کہ اگرچہ کتب سیر مین اس محاربہ کا سنہ پنجم ہجری مین واقع ہونا بیان کیا گیا ہے اور مدینہ کا محاصرہ اس جنگ مین کفار نے تیس دن تک رکھا۔ لیکن علامہ عبدالرحمن ابن خلدون نے دلائل قطعیہ سے اسکا ہونا سنہ چہارم ہجری مین غزوہ دومۃ الجندل کے قبل ثابت کیا ہے۔ الامان یہ وہ زمانہ تھا کہ تمام ملک عرب ایک طرف اور مسلمان صرف ایک طرف تھے۔ اون مین بھی بغلی گھوسون یعنی منافقون اور کچھ تھوڑ جیون کا میل۔ اگر یہ کارخانہ خدا کا نہوتا تو کسی طرح اسکا آگے چلنا ممکن نہ تھا۔ ہوش کی نظر ہو تو لوگ دیکھین دل کے اندھے کیا سمجھ سکتے ہین۔

صاحب تفسیر خازن نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب آنحضرت کی پھوپھی صاحبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور کچھہ عورتین ایک حصن مین محفوظ تھین۔ حسان بن ثابت شاعر اونکے ساتھہ تھے۔ ناگاہ حضرت صفیہ نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے گرد گھوم رہا ہے آپنے حسان سے کہا کہ اترو اور اسے قتل کرو ایسا نہو کہ یہ بچکے چلا جاے اور دوسرون کو ہمارے یہان ہونے کا پتا دیدے۔ مجاہدین تو اودہر اپنے کام مین مشغول اور ہمسے بے خبر ہین اسکے بہائی بند آکے ہمین تباہ کرڈالینگے۔ حسان بولے کہ مین شاعر ہون مرد جنگ نہین۔ تو حضرت صفیہ نے اپنی رداے مبارک سر سے باندہی۔ ایک عمود ہاتھہ مین لیکر قلعہ سے باہر آئین اور ایک ہی ضرب مین اوس یہودی جاسوس کو واصل جہنم کیا اور پہر قلعہ مین واپس آگئین۔



حضرت واقدی رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہین کہ کفار قریش نے جماعتین کثیر جمع کین اور اکثر قبائل عرب کے آدمی اجرت پر اپنے ساتھہ لئے۔ قبائل غطفان واسد وسلیم جو اونکی رعایا تھے اون مین سے بہی ایک جم غفیر مدد کو مجتمع ہوگیا۔ اور سب ملکر مدینہ پر چڑہائی کرنے چلے۔ جب آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو آپ نے یہ تجویز کی کہ ایک قبیلہ کے لوگ جو ایک ہی باپ کی اولاد ہون الگ الگ ہو جائین اور ہر گروہ کے لئے زمین کی ایک حد مقرر کردی کہ اتنے بیچ مین تم لوگ خندق کہود دو۔ اس لئے حضرت سلمان فارسی کی نسبت نزاع ہوئی تھی جسکا فیصلہ رسول خدا نے یون کردیا کہ سلمان ہماری اہل بیت مین ہین۔

پہر مشرکین نے بڑی سختی کے ساتھہ مسلمانون کو کئی دن تک محصور رکھا تو منافقین بے ادبی سے آنحضرتؐ کی شان مبارک مین کلمات ناشائستہ کہنے لگے۔ یہان تک کہ انصار مین سے ایک شخص مغیث بن بشیر نے کہا کہ محمد نے ہم سے وعدۂ فتح قصر ہاے فارس وشام ویمن کیا تھا

اور اب یہ حال ہے کہ ہمارا ایک آدمی بھی قضاے حاجت کے لئے باہر نہین نکل سکتا واللہ یہ سب فریب کی باتین ہین - ایک گروہ بھی منافقونکا ایسی باتون مین مغیث کا ہمزبان ہوگیا حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ آیت اون لوگون کے حق مین نازل کی وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا انصار مین سے بنی حارثہ وبنی سلمہ نے اپنے مقامون کو خالی چھوڑ کے چلے جانیکا ارادہ اس عذر سے پیش کیا کہ یا نبی اللہ گھر ہمارے خالی پڑے ہین ہمین لٹ جانیکا اندیشہ ہے - اونکے باب مین خداے تعالےٰ نے فرمایا یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَۃٌ وَمَا ھِیَ بِعَوْرَۃٍ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ترجمہ - وہ کہتے ہین کہ ہمارے مکان کھلے چھت پڑے ہین اور حالانکہ وہ کھلے نہین ہین اس بات سے اونکا ارادہ سواے بھاگجانیکے اور کچھ نہین - اسی کا ذکر دوسری جگہہ یون ہی - اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰہُ وَلِیُّھُمَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ترجمہ - جب دو جماعتون نے تم مین سے قصد کیا کہ بودے ہو جائین اور نامردی کرین حالانکہ خدا اونکا مددگار تھا پس مومنون کو چاہئے کہ خدا ہی کا بھروسا کرین -

پھر وہی لوگ اس آیت کے نزول کے بعد یون کہنے لگے کہ جب باری تعالےٰ ہمارا والی ومددگار ہے تو ہم بھی اپنے قصد سے باز آتے ہین اور مورچے چھوڑ کر نہین جاتے -

حیی بن اخطب نے جب بنو قریظہ کو جاکر بہکا دیا اور اوس عہد کو توڑ واڑالا جو اون مین اور جناب رسول خدا صلعم مین تھا تو بنو قریظہ نے حیی سے کہا کہ تو مشرکین کے پاس جا اور ہمارے لئے اون سے حلف لے اور ستر سوار اونکے سردارون مین سے ہمارے پاس بھجوادے تاکہ وہ ہمارے حصار مین اگر رہین اور جب مشرکین محمد پر حملہ کرین تو ہم بھی اون سوارون کو آگے کرکے کفار قریش مین آملین پس وہان سے حیی اور ابو البابہ القرظی قریش مکہ کے پاس آے اور اون سے حلف لیا اور یہ ٹھیری کہ ستر سوار اون کے حصار بنی قریظہ مین جاکر رہینگے - دس دن مین بنو قریظہ اپنا ٹھیک ٹھاک کرکے

ہمارے پاس آجائین - اور ایک بازار بہی اونکے لئے بہیجدیا جائیگا -

اس دس دن کی مہلت مین کفار تین جماعت مین منقسم ہو کر مسلمانون سے خوب ہی جی توڑ کر لڑی چنانچہ ابن اعور السلمی جماعت بنی سعد اور بنی وانیال کو اپنے ساتھہ لیکر بالاے وادی سے اہل اسلام پر حملہ آور ہوا - اوسکے ہمراہ حارث بن عوف المزنی بہی تہا عتبہ بن حصین جماعت بنی فزارہ اور اسد کو لیکر آیا - اوسدن بنی اسد کا سردار طلحہ بن خویلد الفقعسی تہا - ابو سفیان نے اونکے لئے خندق کے سامنے خیمہ استادہ کئے تہے - مشرکین اوس روز بالاے وادی اور زیر وادی اور سامنے سے لڑنے آے تہے اور تا غروب آفتاب لڑتے رہے - چنانچہ آنحضرتؐ کی نماز عصر بہی قضا ہو گئی اسی کا ذکر خداوند کریم نے قرآن پاک مین یون کیا ہے اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ترجمہ - جب مشرکین تمپر بالاے وادی اور زیر وادی سے آے تھے اور جسوقت تمہاری آنکہین ڈگمگانے لگی تہین اور تمہاری جانین حلق تک پہونچی تہین اور تم خدا کے ساتہہ طرح طرح کے گمان کرتے تہے - نوفل بن عبد اللہ بن المغیرہ اسی دن معہ اپنے گہوڑے کے خندق مین گر کے مرا - ابو سفیان نے اوسکے لاش کے بدلے مین سو اونٹ آنحضرت کو دینا چاہے تہے -

(۲۸) غزوہ بنو قریظہ

لشکر احزاب جسدن جنگ خندق سے بہاگا - اور خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرما کے رونق افزاے مدینہ ہوے - اوسی روز یہ غزوہ ہوا - حالات اوسکے یہ ہین کہ آنحضرتؐ نے مدینہ مین آکے اسلحہ جسد اطہر سے اوتارے اور غسل فرمانے لگے - اتنے مین ایک آدمی کے سلام کی آواز باہر سے آئی آپ جلدی جلدی غسل کر کے باہر تشریف لے گئے - حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ مین بہی حضور کے پیچہے پیچہے تا بدروازہ چلی گئی اور روزن در سے جہانک کے دیکہا کہ

دحیہ کلبی کے ہمشکل ایک آدمی غبار آلودہ اور گھوڑے پر سوار دروازہ پر کھڑا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اپنی رداے مقدسہ سے اوسکا سر اور منہ گرد سے پاک کیا۔ اوسکے چہرہ سے ایک قسم کی اجنبیت ہویدا تھی۔ وہ حضرت سے کچھہ باتین کر کے چلا گیا۔ آپ اندر آئے تو مین نے دریافت کیا کہ حضور یہ اجنبی دحیہ کلبی کی سی صورت کا کون تہا۔ حضرت نے جواب دیا کہ یہ جبریل ہے اسے خدا نے میرے پاس بنو قریظہ کے حالات کی خبر دینے بہیجا تہا۔ وہ لوگ فساد پر آمادہ ہین۔ اور دین اسلام مین رخنہ ڈالنا چاہتے ہین۔ پس جبریل نے خدا کے حکم سے آکے یہ کہا کہ جب تک بنی قریظہ کو اونکے اعمال بد کی سزا نہو لے ہر گز ان اسلام کمرین نکھولین کیونکہ ملائکہ نے بھی ابتک کمرین نہین کھولی ہین۔ اور مسلمانون کی مدد کیواسطے مستعد و تیار کھڑے ہین۔ جبریل یہ بہی کہگئے ہین کہ مین اونمین جا کر ایک ہڑبڑاہٹ اور تنزلزل ڈالتا ہون۔

پس جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے بلال رضی اللہ تعالے عنہ کو بلوا کر حکم دیا کہ منادی کردو "اے خدا کے پیارو کمرین نہ کھولنا اور جلدی سے سوار ہو کر بنی قریظہ مین چلو وہین پہونچکے نماز پڑہنا کیونکہ حکم خدا یون ہی ہے"۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کو بلا کے علم عطا فرمایا۔ اور اونہین ارشاد کیا کہ تم بہت جلدی سب سے پہلے وہان پہونچو۔ پہر عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کر کے آپ بہی روانہ ہوے۔ شہر کے باہر غازیان اسلام کا شمار کیا گیا تو سب تین ہزار نکلے چہتیس گھوڑے اونکے ہمراہ تہے۔ جب لشکر اسلام ظفر انجام قبیلہ بنی النجار پر پہونچا تو کیا دیکھتے ہین کہ بڑی گڑبڑ مچی ہوئی ہے اور وہ لوگ ایک عجیب انتشار اور اضطراب مین ہین۔ پوچہا گیا کہ کیون۔ تو معلوم ہوا کہ دحیہ ان سے بہی آنگر کہگئے ہین۔ اس لئے یہ بہی سلاح بندی کر کے صف آرائی مین مشغول ہین۔ آنحضرت نے اصحاب رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین سے کہا کہ جبریل ان لوگون مین بہی تہلکہ ڈالنے کو آے تہے۔

غرضکہ مغرب و عشا کے درمیان بنی قریظہ مین پہونچے۔ بعض اصحاب نے نماز عصر راستہ مین

پڑہ لی تہی - مگر آنحضرت صلعم نے جو یہ حکم دیا تہا کہ ایسی جلدی چلو کہ نماز وہان پہونچکے پڑہین اس لئے
بہت سے لوگون نے اثنائے راہ مین کہین نماز نہ ادا کی اور بنو قریظہ مین جا کے قضا پڑہی - لیکن مطلب
آنحضرت کا روانگی مین تعجیل و تاکید و مبالغہ تہا - بعض حضرات ظاہر پر محمول کر بیٹہے - مگر آپ نے دونون
فریق پر اس باب مین کچہہ اعتراض نہین کیا -

جناب علی مرتضی نے بنی قریظہ کے زیر حصار جا کر علم اسلام گاڑ دیا تہا - یہود حصار کے اوپر سے
مسلمانون کو بہوگ سنا رہے تہے - اور رسول خدا صلعم کو برا بہلا کہہ رہے تہے - امیر المومنین حضرت
علی ابو قتادہ انصاری کو زیر علم کہڑا کر کے حضور نبوی مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ
متصل حصار تشریف نہ لیجائین - یہود بدلگام گالیان دے رہے ہین - آپ نے ارشاد کیا کہ علی تم
اسکا خیال نہ کرو میرے منہ پر وہ کچہہ نہ کہہ سکینگے - آنحضرت حصار کے نیچے گئے اور فرمایا کہ اے
نافرمان بردارو دور ہو خدا اے تعالے نے اپنی رحمت سے تمکو الگ کر دیا ہے - بنی قریظہ آپکو دیکہکر
اور تو کچہہ زبان سے نہ نکال سکے صرف اتنا بولے کہ اے ابو القاسم تم تو پہلے کبہی درشت گو اور سخت
کلام نہ تہے آج تمہین کیا ہو گیا کہ ہم سے "دور ہو" کا کلمہ کہا - سبحان اللہ ہمارے حضور کی ذات عالی درجات
بیشک رحمۃ للعالمین تہی - دیکہو باوجودیکہ وہ آپ کو گالیان دے رہے تہے اور اونکی بدزبانی
اور درشت کلامی کے آگے آپکا صرف یہ لفظ کہ "دور ہو" کچہہ حقیقت نہین رکہتا تہا مگر آپ نے
اپنی زبان مقدس کو اونہین کے سے بدکلامون سے ملوث نہین کیا اور اس "دور ہو" کہنے کا بہی آپکو اتنا
رنج ہوا کہ نیزہ حضور کے ہاتہہ سے اور ردائے دوش مبارک سے گر پڑی اور پہر کچہہ منہ سے نہ نکلا - سبحان اللہ
کس درجہ کا اخلاق اور حد سے زیادہ حیا تہی - یہ صورت دیکہکے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالی عنہ
آگے کو بڑہے اور یہود سے کہا کہ اے دشمنان خدا تمنے خدا اور رسول سے سرکشی کی اور پہر گالیون پر
آن رہے تمہارا حال لومڑی کے بچون کا سا ہے جو آدمیون کے ڈر کے مارے بہٹون مین گُس جاتی ہین -

غرضکہ بنی قریظہ پر کسی کے سمجھانے بوجھانے کا اثر نہوا اور بدستور بغاوت پر قائم رہے مسلمان زیر حصار پڑے تھے اور وہ اوپر سے پتھرون اور تیرون کی بہر مار اون پر کر رہے تھے۔ پچیس دن تک یہی حالت رہی۔ غازیان اسلام سے بہی جہانتک ہو سکتا تہا تاک تاک کے نشانہ لگاتے تھے۔

آخر پچیسوین دن خدا نے اونکے دل مین خوف ڈالا اور تیر اور پتھر پہینکنے سے باز رہے۔ بناس ابن قیس اونکی طرف سے ایلچی مقرر ہو کے دربار نبوی مین حاضر ہوا۔ اور یہ عرض حضور مین گذرانی کہ ہم حصار سے باہر آنا چاہتے ہین ہمین اجازت ہو کہ اپنے بال بچون کو لیکر جدہر ہمارا دل چاہے چلے جائین مگر اسلحہ و مویشیون مین سے کچھہ بہی اپنے ساتھہ نہ لیجائینگے۔ ہمین صرف صحیح سلامت یہان سے نکلجانے دو۔ تم نے بنی النضیر کو بہی امان دیدی تھی وہی سلوک ہم چاہتے ہین کہ ہمارے ساتھہ کیا جاے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ پہلے وہ حصار سے باہر نکلین پہر جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا بناس نے یہ جواب اونکو جا سنایا۔

کعب بن اسد نے شرفاے بنی قریظہ کو مجتمع کر کے کہا کہ اے لوگو اب تمہاری پوری پوری کمبختی آگئی ہے جسکا بیان کرنا ضروری نہین تم خود اپنی آنکھون سے دیکھتے ہو کہ قیامت کا سامنا ہے اس حالت مین تین باتین مجھے سوجھی ہین جسے چاہو قبول کرو۔ اول تو یہ ہے کہ محمد کے پیرو بنجاؤ بیشک وہ پیغمبر برحق ہے اور وہی رسول ہے جسکی تعریف تمنے توریت مین دیکھی ہے۔ ابن حواس توریت کا ایک بڑا عالم بہی تمکو اسکے مبعوث ہونے کی خبر دے گیا ہے اور کہگیا ہے کہ تم لوگ اوسپر ایمان لانا اور اگر مین اوس زمانہ مین بقید حیات نہون تو میرا اسلام اوسے پہونچانا۔ تم وہ سب باتین بہول گئے اور محمد سے عناد بڑہاتے چلے جاتے ہو۔ اب سنبہلو میری بہی بڑی شامت تہی کہ حیی بن اخطب کے دہوکے مین آگیا۔ اے لوگو اپنے بال بچون پر رحم کرو اور مسلمان ہو جاؤ۔ سبہون نے اسکا جواب یہ دیا کہ اے کعب ہم سے تو یہ نہو سکیگا توریت پر ہم کسی کتاب کو ترجیح ندینگے

اور اپنے آبا واجداد کے دین سے ہرگز منہ نہ موڑینگے - پھر کعب نے کہا اگر تمکو یہی منظور ہے تو آؤ ہم سب ملکر اپنے زن و فرزند کو تہ تیغ کرین اور پھر باہر نکلکے مسلمانون پر ایک ساتھہ ٹوٹ پڑین اگر مارے جائینگے تو ہمارے بال بچے دربدر خاک بسر نہونگے اور جو ہمنے فتح پائی تو جورو بچے بہت ہو رہینگے یہودی بولے ہم سے یہ بھی نہین ہو سکتا - بھلا غریب اہل و عیال نے ہمارا کیا گناہ کیا ہے جو بیقصور اونہین مار ڈالین کرتوت تو ہمارے اور مارے جائین زن و فرزند وہ دل کہان سے لائین جو اپنے ہاتھہ سے ایسا کرین - اونکے مار ڈالنے کے بعد اگر ہم زندہ بھی رہے تو زوف ہے ہماری زندگی پر - اسکے بعد کعب نے یہ صلاح دی کہ کل سنیچر کا دن ہے مسلمان تو اس دہوکے مین رہینگے کہ یہودی سنیچر کو کچھہ نہین کرتے اور ہم یکایک حصار سے نکلکے اونپر جا گرین شاید غفلت مین اون سے کچھہ نہ بن پڑے اور ہم اونکو مار لین - یہود نے اس بات کو بھی نہ مانا اور کہا کہ ہم اپنے مذہب کی مخالفت بھی ہرگز نہ کرینگے معلوم نہین کیا غضب الٰہی ہمپر نازل ہو -

المختصر جب کوئی تدبیر نہ سوجھی تو یہودیون نے آنحضرت کے پاس یہ پیام بھیجا کہ ابو البابہ ابن عبد المنذر اوسی کو ہمارے پاس روانہ کردو ہم اون سے کچھہ مشورہ کرینگے - آپ نے اوسی وقت ابو البابہ کو حکم دیا کہ بنی قریظہ کے حصار مین چلے جاؤ - بنو قریظہ باعزاز و اکرام اونکا استقبال کر کے اندر لے پہونچے - اور اپنی تمام عورتون اور بچون اور بڈہون کو اونکے سامنے جمع کردیا اور رو رو کے اپنی مصیبت اور خستہ حالی کا ذکر اون سے بیان کیا اور پوچھا اے ابو البابہ تمہاری کیا صلاح ہے ہم حصار سے باہر نکلین کہین محمد ہم سبکو مروا تو نہ ڈالینگے - ابو البابہ نے زبان سے تو ایک لفظ "ہان" کہا اور ہاتھہ اپنے گلے پر پھیر دیا جس سے یہودی سمجھے کہ انکی غرض یہ ہے کہ اگر تم باہر نکلے تو سب کے گلے کاٹ ڈالے جائینگے -

ابو البابہ کرنے کو تو یہ حرکت کر بیٹھے مگر پھر بہت پشیمان ہوے اور سمجھے کہ مجھسے خدا و رسول کے کام مین ضرور خیانت ہوئی - اس لئے آپ جلدی سے باہر نکلے اور آنحضرت کے پاس بھی نہ آے

سید ہے۔ بخط مستقیم مسجد نبوی مین جا کے ستون سے اپنے ہاتھہ باندہ لئے اور سب سے کہدیا کہ خبردار کوئی مجھے نہ کہولنا جب تک کہ خدا میری توبہ قبول نہ کرے اور آنحضرت خود اپنے ہاتھہ سے مجھے نہ کہولین۔ جناب سرور کائنات نے جب یہ حال سنا تو بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ اگر ابو البابہ میرے پاس آتا تو مین اوسکے لئے خدا سے استغفار کرتا مگر اب مین بہی اوسوقت تک اوسے نکہولونگا جب تک خدا اوسکی توبہ قبول نہ کرلے۔

الغرض پندرہ دن رات ابو البابہ اوسی طرح ستون سے بندہے رہے۔ اونکی بیٹی روز آتی اور چند چھوہارے اونکے منہ مین اپنے ہاتھہ سے ڈالجاتی تہی۔ پندرہوین دن صبح کے وقت حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالے عنہا نے حضور کو تبسم کرتے دیکہا تو سبب دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اسی وقت جبریل نے مجھے ابو البابہ کے توبہ قبول ہونیکی خبر دی ہے۔ حضرت اُم سلمہ نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین یہ مژدہ ابو البابہ کو جا کے سنا دون۔ آپ نے فرمایا تمہاری خوشی۔ اُم سلمہ نے درِ مسجد پر جو اونکے حجرہ سے متصل تہا جا کے کہا کہ اے ابو البابہ بشارت ہو تمکو خدا نے تمہارا قصور معاف کیا۔ لوگ یہ سنتے ہی اونہین کہولنے دوڑے مگر اونہون نے کہا کہ خبردار مجھے ہرگز نہ کہولنا خدا نے تو میرا قصور معاف کیا ہے اوسکا حبیب آکے کہولیگا تو کہلونگا۔ پس حضرت جب نماز صبح کو مسجد مین آئے تو اپنے ہاتہون سے اونہین کہولا۔

القصہ ابو البابہ جب بنو قریظہ کے حصار سے چلے آئے تو یہود نے کہا جو چاہے سو ہو ہم تو اب حصار سے باہر نہ نکلینگے۔ ادہر قبیلہ اوس کے لوگ آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض پرداز ہوے کہ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے یہودیان قینقاع کی جان بخشی خزجیون کے کہنے سے کی تہی اب بنی قریظہ کو ہماری خاطر سے چہوڑ دیجئے۔ حضرت نے فرمایا تم اپنے قبیلہ مین سے ایک آدمی ذی وجاہت اور صاحب الرائے حکم بنا کے ہمارے پاس لے آؤ جو کچہہ وہ کہدیگا ہم بنو قریظہ کے

حق مین وہی کرینگے - اَوسی بولے ہم اس بات پر دل سے راضی ہین آپ ہی ہم مین سے جسے چاہین حکم مقرر کر لین - آپنے حکم دیا بلاؤ سعد بن معاذ کو جو وہ تجویز کر دینگے ہمین منظور ہے - پس بنی قریظہ حصار سے باہر آے - محمد بن مسلمہ کو ارشاد نبوی ہوا کہ تم انکے مردون کو اپنی حراست مین کر لو - اور لڑکون اور عورتون کو بطور خود قلعہ سے باہر نکلنے دو - مال و متاع جسکے ہاتہہ آے وہ اوسکی حفاظت کرے - اوس حصار سے ڈیڑہ ہزار تلوارین - دو ہزار نیزے - تین سو زرہین اور ڈیڑہ ہزار سپرین ہاتہہ لگین اور اونٹون اور مویشیون کی تو گنتی ہی نہ تھی - حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ مجروح تہے اونکے بلانے کو مدینہ آدمی بہیجا گیا - وہ دراز گوش پر سوار ہو کے حاضر دربار دُربار ہوے - آنحضرت نے بسبب زخمی ہونیکے اونکو مدینہ مین رفیدہ نام ایک عورت کے گہر رکہا تہا اور خود اونکی عیادت کو جایا کرتے تہے اَوسی اثناے راہ مین اونکو اطلاع دے چکے تہے کہ صاحب لولاک نے تمہین بنی قریظہ کے باب مین پنچ کیا ہے تم بھی اونپر احسان کرنا - حضرت سعد نے کہا کہ مین خدا و رسول کے کام مین کبہی ایسا نکرونگا کہ لوگ قیامت تک مجہپر لعنت کرین -

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام واسطے ضبط اہل و عیال اور سلاح و مال بنو قریظہ کے متعین ہوے تہے -

جسوقت حضرت سعد مجلس نبوی مین پہونچے آپنے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا - "قوموا الی سیدکم" یعنی اے لوگو اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اوٹہہ کہڑے ہو - سب حاضرین نے سرو قد کہڑے ہو کر حضرت سعد ابن معاذ کو تعظیم دی اور اونہین سواری سے اوتار کے نہایت تکریم کے ساتہہ بٹہایا - سب سے پہلے اَوسیون نے کہا کہ اے سعد تم جو بہتر سمجہو یہود بنی قریظہ کے حق مین حکم دو ہم راضی اور ہمارا خدا راضی - حضرت سعد نے دوبارہ سوال کیا کہ ہے یہی بات کہ تم دل سے میرا کہنا مانو گے - قبیلہ اَوس یکزبان ہو کر بولا کہ ہم تہ دل سے تمہارا کہنا مانینگے - تو حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بولے کہ اے میرے عزیزو یہ لوگ اسی قابل ہین کہ پیسون پر رکھکے ان کی بوٹیان اوڑائی جائین - یہ ہمارے امن کے دنون مین ہمارے دوست تھے جب سارا عرب ہمارے خون کا پیاسا بنکے ہم پر ٹوٹ پڑا تو ہمارے دشمن بنگئے۔

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست		در پریشان حالی و در ماندگی	

اے لوگو تم ان کا اعتبار نہ کرنا یہ آستین کے سانپ ہین جب پہر یہ موقع پائینگے۔ تمہین کاٹ کہائینگے۔ تم انہین مار ڈالو اور انکے مال ومتاع کو مسلمانون پر تقسیم کردو۔

ادہر تو حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی یہ تجویز سرور بار لوگون کو سنائی اور ادہر جناب روح الامین علیہ السلام رب ذوالجلال والاکرام کا پیغام لیکر آنحضرت کے پاس آے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ سعد ابن معاذ کو ہزارون آفرین اور شاباش دیتا ہے کہ اونہون نے اپنی قوم کا کہنا نہ مانا نہ خزرجیون کی برابری کی حرص اونہین ہوئی بلکہ وہی فیصلہ سنایا جو اسلام کے حق مین بہتر تہا۔ خدا کو بہی سعد کی راے پسند ہے۔ قربان اوس نبی کے کہ جسکے اصحاب بہی خدا کی راے تاڑ جاتے تھے۔ پس یہود بنی قریظہ کے حق مین جناب سعد بن معاذ کا فیصلہ ناطق ہوگیا۔ چھہ سو آدمیون سے زیادہ بنی قریظہ مین سے اوسی وقت قتل کئے گئے۔ ایک عورت یہودیہ بہی بنانہ نام ماری گئی وہ حضرت خلاد بن سوید کی قاتل تھی۔ اور اس پر بہی اون مین سے بعض معاف کردئے گئے۔ اسیوقت وہ زخم جو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے رگ ہفت اندام پر جنگ خندق مین لگا تہا کہل گیا اور آپ درجہ شہادت پر ممتاز ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مقبولیت دعا اسے کہتے ہین۔

ایک مورخ صاحب تحریر فرماتے ہین کہ حیی بن اخطب کے بہکانے سے بنو قریظہ نے مسلمانون سے مخالفت کی تہی اس لئے وہ بہی اونکے قلعہ مین رہکر اونکے درد دکھہ کا شریک بنا۔ پندرہ یا کچھہ زیادہ دنون تک قلعہ بنی قریظہ کا محاصرہ رہا پھر اونہون نے قلعہ سے نکلکے خود اپنے کو مسلمانون کے

سپرد کردیا - چونکہ مسلمان بنی النضیر کے ساتھہ رعایت کرنیکا نتیجہ دیکھہ چکے تھے اس لئے بنو قریظہ کے تمام مردون کو قتل کر ڈالا جنکی تعداد چار سو سے نو سو تک معلوم ہوتی ہے اور عورتین سبایا بنائی گیئن - بہت سا مال غنیمت اہل اسلام کے ہاتھہ آیا - اور یہودیون کے مکانات مہاجرین کو رہنے کے لئے انصار نے اپنی خوشی سے دیدئے -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ جسوقت یہودیان بنی قریظہ قتل ہورہے تھے اوسوقت ایک عورت اوسی قبیلہ کی جو قید ہوکر آئی تھی میرے پاس بیٹھی ہنس ہنس کے باتین کرہی تھی - ناگاہ کسی نے اوسے پکارا وہ اوسی طرح قہقہے لگاتی ہوئی چلدی - مین نے اوسے ٹھیرایا اور پوچھا کہ تو کہان چلی - اوس نے جوابدیا کہ میری گردن بھی کاٹی جائیگی - مین نے کہا کہ عورتون کے ساتھہ تو مسلمان اسطرح پیش نہین آتے - وہ بولی مین نے اپنے قتل ہونے کا سامان خود کرلیا ہے مجھے تعجب ہوا اور اوسے اپنا حال مفصل کہنے پر مجبور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے شوہر کی عاشق زار تھی - محاصرہ کے زمانہ مین شوہر نے اوس سے کہا کہ اب ہجر کے ایام قریب ہین میری گردن ماری جائیگی اور تو کسی مسلمان کے پاس ہوگی یہ سنکر اوس عورت نے ادہر اودہر جو نظر کی تو ایک بڑا ٹول پتھر کا دیکھا اوسی لڑھکا کے ایک مسلمان کو مارڈالا پھر خاوند سے کہنے لگی کہ لے ابتو مفارقت نہوگی مین بھی تیرے ہی ساتھہ مقتول ہونگی - غرضکہ ایک مسلمان کے قصاص مین وہ یہودیہ بھی ماریگئی - یہ وہی عورت تھی جسنے خلاد بن سوید کو زبیر بن باطا کے قلعہ کے سایہ مین چکّی کا پاٹ گرا کے مار ڈالا تھا -

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ یا سفر سے تشریف لاتے تو پہلے جناب فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پاس جاتے اور اونکے سر کو بوسہ دیتے چنانچہ جب حضور جنگ خندق سے مدینہ مین تشریف لائے تو بھی حسب معمول جناب بتول کے پاس تھے کہ حضرت جبریل نے آکے کہا اے محمد خدا تمھین معاف کرے تمنے یہ کیا کیا کہ ہتیار کھولڈالے -

فرشتون نے تو ابہی تک کمرین جیسی کی تیسی بندہی رکہی ہین جلد مسلح ہو کے بنی قریظہ پر چڑہجاؤ مین بہی وہین جاتا ہون۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کے حکم دیا کہ پکار دو یَا خَیْلَ اللّٰہِ اِرْکَبُوْا پہر آپ فوراً نیزہ ہاتہہ مین لیکر اپنے گہوڑے لحیف پر سوار ہوے۔ دو گہوڑے کوتل اوسکے سوا اور آپکے ہمرکاب تہے۔ آپکے دائین پر حضرت صدیق اکبر اور بائین پر جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہما جلوہ افروز تہے۔ جب قبیلہ بنی النجار مین پہونچے ہین تو دیکہا کہ اصحاب نبوی بہی پہلے سے وہان پرے باندہے اور صفین جمائے تیار کہڑے ہین آپکو تعجب ہوا اور استفسار فرمایا کہ۔ ہین تم ہم سے پہلے یہان کیسے ہو۔ سب جان نثارون نے التماس کی کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہمین آپ کا حکم پہونچا گئے تہے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا کہ وہ دحیہ نہ تہے بلکہ جبریل امین تہے قلعہ بنی قریظہ پر پہونچکر آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا چنانچہ وہ دن بہر تیر مارتے رہے۔ حضرت ابن ابی وقاص کا قول ہے کہ اس محاصرے کے زمانہ مین ہمین چہوہارون کے سوا اور کچہہ کہانے کو نہین ملا اونہین پر گذر ہوئی۔ جب بنو قریظہ تنگ ہوے تو نباش بن قیس کی معرفت آنحضرت کی خدمت مین یہ پیام بہیجا کہ ہم بنی النضیر کی طرح قلعہ کو خالی کردین اور اپنے عیال واطفال اور سوائے ہتیارون کے اتنا مال واسباب جتنا اونٹون پر بار کرسکین اپنے ساتہہ لیجائین۔ مگر یہ درخواست قبول نہوئی۔ پہر یہ کہلا بہیجا کہ ہمنے مال ومتاع اور سب کچہہ چہوڑا جورو بچون کا ہاتہہ پکڑے ہوے تو ہمین نکلجانے دوگے۔ یہ بات بہی نہ مانی گئی۔

آنحضرت کے ارشاد سے مردان بنی قریظہ کو مشکین کس کے مدینہ مین اسامہ بن زید کے گہر قید رکہا تہا اور زن وفرزند اونکے بنو نجار کی ایک ضعیفہ رملہ بنت حارث کے گہر محفوظ رکہے گئے تہے۔ صبح کو آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے فرمایا کہ مردون کو قتل کرڈالو چنانچہ سر بازار تعمیل حکم کردی گئی تاکہ لوگون کو عبرت ہو اور آیندہ خواہش نفسانی کے باعث کوئی بیوفائی نہ کرے

حیی بن اخطب کو بہی ہاتہہ بندہے ہوے اوسی طرح حضور صلعم کے روبرو لاے۔ آپ نے فرمایا کہ اے دشمن خدا آخر اللہ نے تجھکو میرا اسیر کیا اور مجھکو تیرا حاکم بنایا۔ اوس نے جوابدیا مین اس امر مین اپنے اوپر ذرا بہی ملامت نہین کرتا بلکہ اپنے نفس کی عزت کرتا ہون ایسی تو بہت سی بلائین بنی اسرائیل کے سر آئی ہین کچہہ مضائقہ نہین اور اسی طرح کے بہت سے ہزیانات بک گیا آخر کو حضرت علی نے اوسکا خاتمہ کردیا۔ پہر کعب بن اسد کو مشکین باندہے ہوے حضور مین حاضر کیا۔ ارشاد ہوا اے ابن اسد تو نے جو آس کی نصیحت کیون نہ مانی اوس نے کہا کہ اے ابا القاسم اگر یہود کی ملامت کا خوف نہوتا تو مسلمان ہوجاتا اب مین یہود کے دین پر ہون اسلیئے وہ بہی مقتول ہوا۔ غرضکہ ایک دن ایک رات برابر یہودی قتل ہوتے رہے۔ بعد قتل مال تقسیم ہوا۔ گہوڑے کے سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ ملا۔ اور خمس مال الگ کرلیا۔ سبایا مین سے ریحانہ بنت عمرو آنحضرت کے حصہ مین آئین۔ آپ نے اونہین آزاد کر کے نکاح مین لانا چاہا۔ ریحانہ نے عرض کی کہ آپ مجھے آزاد نکرین بطور ملک یمین کے اپنے تصرف مین رہنے دین چنانچہ ایساہی ہوا۔ ایک گروہ سبایا کا سعد بن زید انصاری کے ساتہہ بغرض بیع کے لیئے بہیجا گیا۔ اور کچہہ لوگ شام مین جاکے بکے اور اونکی قیمت سے مسلمانون کے لیئے گہوڑے اور ہتیار خریدے گئے۔ ایک روایت مین ہے کہ اونمین سے بعض کو حضرت عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف نے بہی خرید لیا۔

جب اہل اسلام قتل یہود سے فارغ ہوے تو زخم سعد بن معاذ کا کہلگیا اور خون جاری ہوا۔ حضرت صلعم اونکا سر زانو پر رکہکے ہو بیٹہے اور اونکے لیئے دعا کی۔ ابن معاذ نے آپکی آواز سنکر آنکہہ کہولدی اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم رسول خدا ہو اور تم نے تبلیغ رسالت جیساکہ چاہیئے تہا ویسے ہی کی" پہر آپ کے زانو سے سر اوٹہا کے آپکو گہر رخصت کردیا۔ اور بعد کچہہ دیر کے واصل برحمت الٰہی ہوے۔ آپ نے فرمایا کہ مین نے فرشتون کو سعد کا جنازہ اوٹہاتے

دیکھا ہے۔ بعد دفن کے حضرت جبریل آنحضرت کے پاس آئے اور خبر دی کہ خداوند کریم نے سعد ابن معاذ کے لئے آسمان کے دروازے کھولدئے ہین اور عرش رحمٰن اونکے مرنے سے ہلگیا ہے۔ اتفاقاً ایک آدمی نے اونکی قبر مین سے ایک مٹھی خاک اوٹھالی تھی سونگھا تو اوسمین سے مشک کی بو آتی تھی۔

حضرت واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ آنحضرت تو غزوہ خندق سے آکر نہار ہے تھے کہ جناب روح الامین ننگی تلوار ہاتھ مین لئے ممبر کے پاس آکھڑے ہوے۔ جناب عائشہ نے حضور کو اطلاع کی کہ دحیہ کلبی آج نمعلوم کیون تلوار نیام سے کھینچے ہوے ممبر کے پاس کھڑے ہین۔ حضرت نے فوراً باہر آکے اون سے باتین کین اور گھر مین جاکر فرمایا کہ اسیوقت بنی قریظہ پر چڑھائی کرنیکا حکم ہوا ہے۔ حق تعالےٰ اونکو کچل کے اسطرح مارنے والا ہے جیسے انڈے کو زمین یا سخت پتھر پر ٹپک دیتے ہین۔ غرضکہ لشکر اسلام جلدی سے وہان پہونچگیا۔ ایک مرد انصاری وہان شہید ہوا۔ یہود مسلمانون پر عیب لگالگا کے اونہین عار دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ساحر اور کاذب ہین اور رسول خدا اور اونکی ازواج مطہرات کی شان مین گستاخیان کرتے تھے۔ آپ نے حصار کے پاس جاکے ابوالبابہ اور حیی اور شعبہ وغیرہ اونکے شرفا کو آواز دی وہ اوپر آکے جھانکے۔ آپ نے فرمایا اے بندرون اور سؤرون کے بھائیو تم یہ کیا بکتے ہو دور ہو۔ اونہون نے جواب دیا اے ابوالقاسم آپ تو فحش گو نہ تھے۔ اسوقت آپکو کیا ہوا جو ایسا کہتے ہو۔ آنحضرت نے اتنا لفظ صرف اس لئے کہا تھا کہ یہ خاموشی اختیار کرین آیندہ فحش کلمات زبان پر نہ لائین چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر وہ بند ہو گئے۔ اکیس دن تک لڑائی رہی اور منافقین یہود سے کہلا کہلا بھیجتے تھے کہ ہرگز محمد کے پاس قلعہ سے نکلکے نہ آنا تمہین مارہی توڑ ڈالینگے اور اگر وہ تمہین دیس نکالا بھی دین تو ہرگز اونکی نہ ماننا ہم تمہاری مدد پر ہر طرح سے

مستعد ہین - ہماری جانبین تمہارے ساتھہ ہین تم مدینہ مین رہو گے تو ہم بہی اس جوار کو چہوڑ دینگے - اسی پر یہ فرمایا گیا - اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

ترجمہ - کیا تونے منافقین کو نہین دیکہا جو اپنے بہائی کافرون سے کہتے ہین جو اہل کتاب مین سے ہین اگر تم نکالے جاؤگے تو ہم بہی تمہارے ساتہہ نکلینگے اور ہم تمہارے باب مین کسی کی اطاعت نکرینگے اگر تم لڑوگے تو ہم تمہاری مدد کرینگے حالانکہ خدا شاہد ہے کہ وہ جہوٹے ہین یہ اونکے ساتہہ ہرگز نہ نکلینگے اگر وہ لڑینگے تو یہ اونکی مدد نکرینگے اور جو مدد کرینگے تو پیٹہہ پہیر کر بہاگینگے پہر کوئی اونکا مددگار نہوگا -

حضرت ابو البابہ نے جو گلے پر ہاتہہ پہیر کے یہود کو سنکار دیا کہ تم قتل کئے جاؤگے اوسکے باب مین قرآن یہ کہتا ہے لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ

ترجمہ - رنج نہ کر اون لوگون پر جو کفر مین بڑی دوڑ کرتے ہین وہ صرف زبان سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے حالانکہ ایمان اونکے دل مین نہین ہے -

حیی بن اخطب جب حضور مین حاضر ہوا تو اوسنے یہ کہا کہ ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکہنے والا ہے اس لئے میرا وقت بہی آگیا اور آج دنیا سے فراق کرنیکے وقت مین گواہی دیتا ہون کہ تم کاذب ہو اور مین تمہارا دشمن جانی - پس وہ مدینہ کے بازار احجار الزیت مین قتل کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۝ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ط ترجمہ - جو لوگ کفار اہل کتاب کے مددگار تہے اونکو خدا نے اونکے قلعون سے نیچے اوتار دیا اور اونکے دلون مین ہیبت ڈالی کہ تم اونمین سے ایک فریق کو قتل کرتے تہے اور دوسری کو تمنے بندی بنایا اور تمکو وارث کیا اونکی زمین اور ملک اور مال کا

اور اوس زمین کا جسپر تمہارا پانوءن نہین پڑا تہا۔ رسول خدا نے اسباب بنی قریظہ مین سے ستر گہوڑے خود لئے اور اونکو اپنے اہلبیت کو دیدیا۔ اور قیدیون مین سے نصف سعد بن عبادہ کیساتہہ شام بہیجے اور باقی انس بن قیظی کے ہمراہ ارض غطفان کو روانہ کئے۔

زبیر ابن باطا ایک یہودی بنی قریظہ مین تہا۔ جنگ بعاث مین اوسنے حضرت ثابت بن قیس بن شماس پر کوئی احسان کیا تہا۔ اب قتل بنو قریظہ کے وقت حضرت ثابت نے اوسکا ذکر حضور نبوی مین اگر کیا۔ آنحضرت نے ابن باطا کو ثابت کے سپرد کردیا۔ اونہون نے اوسے قتل سے بری رکہا۔ اوسکے زن و فرزند اور مال و متاع بہی اوسی کو دیدئے گئے۔ پہر ابن باطا نے ثابت سے پوچہا کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اسید اور فلان فلان شرفاے بنو قریظہ کا کیا حال ہوا۔ ثابت نے جوابدیا کہ وہ سب قتل ہوگئے۔ یہ سنکر ابن باطا کی قساوت قلبی نے جوش مارا اور خدا اور رسول کو برا بہلا کہنے لگا اور ثابت سے بولا کہ اوس احسان کا بدلا جو مین نے تمپر کیا تہا یہی ہے کہ مجہے بہی مار ڈالو ثابت نے اوسکی خواہش کے بموجب اوسے قتل کردیا اور اوسکے مال و زن و فرزند پر اپنا قبضہ کیا۔ پس یہود بنی قریظہ کی دشمنی صاف ظاہر ہے کہ باوجود اس برے دہاڑے کے بہی اونکے دل کی سختی نہین گئی تہی جسکا مشتے نمونہ از خروارے ابن باطا کا حال ہے۔ اگر ذرا بہی یہود نرم پڑتے، تو خدا و رسول اون پر رحم کرتے اور حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ بہی اون کے حق مین ایسا فیصلہ صادر نہ فرماتے۔ جب مردان بنو قریظہ قتل ہوچکے تو اون کے زن و فرزند کچہہ تو نجد اور کچہہ شام بہیجدئے گئے۔ آنحضرت پانچوین یا ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو وہان سے مراجعت فرماکے مدینہ مین تشریف لائے۔

غزوۂ غابہ و غزوہ بنی المصطلق

دولتماب صبحی پاشا فرماتے ہین کہ جنگ بنو قریظہ سے چند ہی روز بعد عینیہ شیخ غطفان آنحضرت کے اونٹون کو جو مقام غابہ مین چرتے تہے پکڑ لیگیا اور چرواہے کو مار ڈالا۔ اوسکی جورو کو گرفتار کرکے لیگیا۔

حضرت سلمہ بن عمر ذی ثنیۃ ثنیۃ الوداع سے اس حال کو دیکھا اور وہین سے چلاّئے - اہل مدینہ کو
جب اسکی خبر ہوئی تو عینیہ کا پیچھا کیا اور آنحضرت نے بھی اصحاب کے ساتھ اونکی مدد کرکے اونٹون کو اون
لوٹیرون سے چھین لیا حضرت محرز بن نضلہ شہید ہوئے - عینیہ معہ اپنے ساتھیون کے بھاگ گیا -
غزوۂ غابہ کو غزوۂ ذی قردہ بھی کہتے ہین اور اکثر لوگون نے اسے بعد سریہ محمد ابن مسلمہ کے جو بنی بکر ابن کلاب
پر ہوا بیان کیا ہے - غزوۂ ذی قردہ یعنی غزوہ غابہ کی کیفیت بہت تفصیل کے ساتھ ایک معتبر مورخ
نے یون بیان کی ہے کہ عینیہ ابن حصن فزاری چالیس سوارون کے ہمراہ آکر بیس شیر دار اونٹنیان
رسول خدا کی لیچلا - اور ابوذر غفاری کے بیٹے کو جو چرواہون کے ساتھ تھے مار گیا - اس حادثہ کی خبر
آنحضرت نے ابوذر غفاری کو پہلے سے دیدی تھی کہ غابہ جاکر نہ رہو ہمین غطفانیون کی طرف سے
اطمینان نہیں ہے وہان تمہارا بیٹا مارا جائیگا مگر ابوذر نہ مانے وہین جاکے رہے آخر وہی ہوا جو حضور
نے فرمایا تھا - سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین اور آنحضرت کا غلام رباح اوسوقت مدینہ سے
باہر نکلے تھے اور میری سواری مین ابوطلحہ انصاری کا گھوڑا تھا - سورج نکل رہا تھا کہ عبدالرحمن ابن
عینیہ ابن حصن نے اونٹون پر ڈاکا ڈالا اور ابوذر کے بیٹے کو قتل کرکے اونٹنیان لیچلا - مین نے
گھوڑا تو رباح کو دیا کہ جلد اس پر سوار ہوکے ابوطلحہ اور آنحضرت صلعم کو اس معاملہ کی خبر کردے اور
خود ایک ٹیلہ پر چڑھکے کفار کا تعاقب کیا اور اونکے پاس پہونچکر تیر مارنے لگا - میرا کوئی تیر خالی
نہ جاتا تھا - مگر جب کفار مجھپر تیر چلاتے تو مین جھاڑی کی اوٹ مین چھپ جاتا - جب مین تیر مارتے
مارتے تھک جاتا تو اونپر پتھر پھینکتا تھا - دیر تک یہی ہوتا رہا یہان تک کہ وہ لوگ مجھ سے تنگ ہوگئے
اور آنحضرت کے اونٹ چھوڑکے بھاگے - مین نے اونٹ تو مدینہ کی طرف ہانک دئے - اور
خود اونکا تعاقب جاری رکھا - تیر و پتھر مارتے مارتے اونکا قافیہ تنگ کردیا وہ یہانتک جان سے
عاری ہوئے کہ مجھے بھگانیکے لئے اپنی ردائین اور نیزے میری طرف پھینکنے لگے تاکہ مین اونکے

اوٹھانے مین مشغول ہون اور وہ بہاگجائین مگر مین اونکے دم مین نہ آیا۔ جو چیز وہ ڈالتے تھے اوسپر
بوجھہ کے لئے ایک پتھر توڑ الدیتا تھا لیکن اونکا پیچھا نہ چھوڑتا تھا یہانتک کہ تیس ۳۰ نیزے اور تیس ۳۰
ردائین اونہون نے میری طرف پھینکدین اب دوپہر ہوگئی کہ یکایک عینیہ ابن فدر فزاری معہ ایک
جماعت کفار کے اونکی کمک کو آپہونچا اور دریافت کیا کہ اے لوگو تمہارا کیا حال ہے۔ اونہون نے
بیان کیا کہ اس ایک آدمی نے ہمارا دم ناک مین کردیا ہے اور ہماری بہت سی چیزین چھین لی ہین
ابن عینیہ بولا کہ شاید اس آدمی کو یہ بہروسا ہے کہ مدد میرے لئے آتی ہے اس لئے دل اسکا قوی
ہے بہتر ہے کہ ہم سب ملکر اسپر حملہ کردین اور جلدی سے اسے مار کے چلدین۔ یہ صلاح ہوتے ہی
سب کے سب مجھپر جھک پڑے اور مین اونکے نرغہ مین آگیا۔ خدا کی قدرت اوسی وقت مسلمان سوار
مجھے نظر پڑے۔ سب کے آگے اخرم اسدی۔ اونکے پیچھے ابو قتادہ اور اونکے پیچھے مقداد بن اسود
تھے۔ چور کے پانوٴن کتنے۔ کفار یہ حال دیکھکر بہاگے۔ اخرم نے اونکا پیچھا کیا۔ مین بہی اونکے ساتھ
ہولیا اور مادو نکے گھوڑے کی باگ پکڑ کے کہا کہ ذرا توقف کرو اور آنحضرت کو آلینے دو۔ اخرم نے مجھے
قسم دلائی کہ للہ مجھے شہادت سے نہ روکو۔ مین نے اونہین چھوڑدیا۔ وہ عبدالرحمن بن حصین تک
پہونچکے اوس سے بھڑ گئے اور نیزہ سے اوسکو زخمی کیا۔ مگر اوس نے نیزہ مار کر اونہین شہید کر ڈالا۔
اور جھٹ اونکے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ ابو قتادہ نے یہ ماجرا دیکھکے اوسکا تعاقب کیا تو اوس نے
ابو قتادہ کو بہی زخمی کیا مگر ابو قتادہ نے جو اوسے نیزہ مارا تو عبدالرحمن مر کے گرپڑا۔ اور ابو قتادہ اوسکے
گھوڑے پر سوار ہوگئے۔ غرضکہ عبدالرحمن کو مار کے ابو قتادہ نے کفار کا پیچھا کیا اور بہت دور نکل گئے
آگے غار مین ایک چشمہ تھا جسے لوگ ذی قرد کہتے تھے کفار پانی پینے کے لئے اوسمین اوترے ہی
تھے کہ مجھے دیکھکے پانی بہی نہ پیا ڈر کے مارے پیاسے ہی چلدئے۔ مین بہی اونکے پیچھے لگا چلا ہی گیا
غروب آفتاب کے بعد تعاقب چھوڑا اور واپس آکے چشمہ ذی قرد پر پانی پیا آنحضرت بہی معہ پانسو اصحاب کے

وہان مجہہ سے آن ملے - حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اون اونٹون مین سے جو مین نے کفار سے چہینے تہے ایک اونٹ ذبح کیا - مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور سو آدمی میرے ساتھہ کردیجیے تاکہ کفار کو جاکر پھر آڑے ہاتہون لون اور اونمین سے ایک کو بہی زندہ نہ رکہون حضور نے متبسم ہوکر فرمایا اے ابن اکوع تمنے اونکا بہت ناک مین دم کیا اب رحم کرو اسوقت اونکی مہمانی قبیلہ غطفان مین ہو رہی ہے - آپ یہ فرمارہے تہے کہ ایک جاسوس نے قبیلہ غطفان سے آکر بالکل یہی خبر سنائی - کہ وہ لوگ بہاگا بہاگ غطفانیون مین پہونچے وہان ایک آدمی نے اونٹ ذبح کر کے اونکی ضیافت کردی ہے ورنہ اونکا قصد تو اور آگے چلدینے کا تہا - یہ سنکر آنحضرت نے مدینہ کو مراجعت فرمائی -

اس غزوہ مین ہمارے حضور گہوڑے سے گرپڑے اور سیدہے پیر کی ساق شریف مجروح ہوئی کئی روز تک مدینہ مین پہونچکے درد پا کے باعث بیٹھہ کر نماز پڑہی اور مقتدیون کو بہی حکم ہوا کہ تم بہی بیٹھہ ہی کر میری اقتدا کرو - مگر اپنے مرض موت کے وقت آپنے اس طریقہ کی رعایت نہ کی یعنی اپنے اخیر وقت مین حضور تو بیٹھکر نماز پڑہتے تہے اور اصحاب نے کہڑے ہوکر اقتدا کی - اس غزوہ کو سریہ قضایا کے بعد اکثر لوگون نے لکہا ہے جسپر ہمنے نمبر ۲۳ ڈالا ہے -

غزوہ بنی المصطلق کو بہی پاشا صاحب غزوۂ غابہ کے بعد سنہ ششم ہجری کے ماہ شوال مین لکہتے ہین اور ہم ان دونون کا حال اوپر مندرج کرچکے ہین -

حال خسوف - بلال ابن حارث کا ایمان لانا

اسی سال مین چاند گہن پڑا - مدینہ کے یہودی طاس اور باجے بجا بجا کے کہتے تہے کہ مسلمانون نے چاند پر جادو کردیا ہے - ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند کے صاف ہونے تک نماز خسوف مین مصروف رہے -

اسی سال مین بلال بن حارث مزنی قبیلہ مزنیہ کے چارسو آدمیون کے ساتھہ سید عالم کی خدمتمین آکر مسلمان ہوگیا۔ بعد تلقین وتعلیم اسلام آنحضرت نے اون سبکو اونکے وطن بھیجدیا اور فرمایاکہ جہان چاہو رہو تم مہاجرین مین داخل ہو۔ پس وہ لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے اور عمر بھر طریق اسلام پر ثابت قدم رہے۔

اب وہ لوگ جو جہاد اور آنحضرت کے غزوات اور صحابہ کرام کی کوششون کو زبردستی مسلمان بنانے کاآلہ کہتے ہین دیکہین اور انصاف کرین کہ اسلام تلوار کے زور سے ہرگز نہین پھیلا ہے بلکہ آنحضرت مین سچی نبوت کے صفات اور معجزات دیکھکر اور قرآن مین کلام بشر کا اثر نپاکر لوگ ایمان لائے ہین۔ دیکھو قبیلہ مزنیہ کے لوگ کچھہ مسلمانون کے دَبَیل نہ تھے۔ اپنی طیب خاطر سے مسلمان ہوگئے۔ کچھہ اون ہی پر منحصر نہین جو کوئی بھی مسلمان ہوا ہے وہ خوشی بخوشی ہوا ہے۔ لیکن وہ قومین جو سخت سرکش اور حاسد تھین اور نہین چاہتی تھین کہ مسلمان زندہ رہین اور اسلام سرسبز ہو اونکی سرکوبی کے لئے جہاد کیا گیا۔ جن قومون نے کان نہ ہلایا اون سے مسلمانون نے کبھی یہ بھی نہ پوچھا کہ تمہارے منہ مین کے دانت ہین۔

(۲۹) غزوہ دومتہ الجندل

آنحضرت کے سمع ہمایون مین یہ بات پہونچی کہ مقام دومتہ الجندل مین بہت سی قومین جمع ہوکر مسافرون کو لوٹتی ہین اور لوگون کو مسلمان ہونے پر مارتی کوٹتی ہین۔ غرضکہ یہ لوگ دین اور دنیا دونون کی راہ کے رہزن بن بیٹھے ہین۔ حضور نے ہزار غازیان جانباز کے ساتھہ اس جماعت کی گوشمالی کے لئے مدینہ سے کوچ کیا۔ جب لشکر ظفر پیکر تو مہائے مذکورہ کی سرزمین پر پہونچا ہے تو ہیبت خداداد اسلامی نے مفسدون کے دلون مین گھر کیا اور اپنے مویشی چھوڑ چھاڑ کے سب کے سب رفو چکر ہوئے کسی کا پتا نہ لگا۔

جب رسول خدا صلعم نے دیکھا کہ اونکا جتھا ٹوٹا۔ تو اونکا تجسس بھی نہین کیا کیونکہ مطلب اصلی تو یہی تھا کہ وہ لوگون کو نہ ستائین اور خدا کی راہ مین دست اندازی نکرین وہ حاصل ہوگیا اور لوگ بھاگ گئے۔ پس آپ نے بھی بے جنگ وپیکار مراجعت فرمائی۔

دومتہ الجندل ایک قلعہ مدینہ ودمشق کے درمیان واقع ہے۔ اکیدر بن عبدالملک سردار قلعہ تھا۔

حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی وفات

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دومتہ الجندل مین تھے کہ مدینہ مین سعد بن عبادہ کی مان نے قضا فرمائی۔ جب حضور رونق افروز مدینہ ہوے تو سعد نے عرض کی کہ حضرت میری والدہ نے مرگ مفاجات سے وفات پائی۔ آپ نے اونکی قبر پر نماز پڑہی۔

سعد نے بیان کیا کہ یا رسول اللہ والدہ ماجدہ کو اتنی بھی فرصت نملی کہ وہ اپنے مال مین سے کچھہ فی سبیل اللہ تصدق کر جاتین۔ اب اگر مین اونکی طرف سے کچھہ خدا کی راہ مین دون تو اونہین ثواب پہونچیگا یا نہین۔ آپ نے جواب دیا ضرور پہونچیگا۔ سعد نے دریافت کیا کہ کونسا صدقہ افضل ہے۔ ارشاد ہوا کہ پیاسون کے لیئے پانی مہیا کر دینا بہت بڑی بات ہے۔ پس حضرت سعد ابن عبادہ نے اپنی والدہ کے مال متروکہ مین سے ایک کنوان تعمیر کرا کے فی سبیل اللہ وقف کر دیا اور وقف کرتے وقت کہا کہ "ہذہ لام سعد" یعنی یہ کنوان سعد کی مان کا ہے۔

واقعات سنہ ۶ ہجری حج کا فرض ہونا

بعض اہل سیر تو فرماتے ہین کہ سنہ ۶ ہجری مین حج فرض ہوا۔ اور اکثرون کے نزدیک نوین سال ہجرت مین۔ مگر حضرت نے نوین برس مسلمانون کو حج کا حکم دیا۔ اور خود آپ سنہ ۱۰ ہجری مین حج ادا کیا۔ جو لوگ سال ششم ہجری مین حج کا فرض ہونا تسلیم کرتے ہین اونکی دلیل یہ ہے کہ آیہ کریمہ "اتموا الحج والعمرۃ" چھٹے برس نازل ہوئی اوسی وقت حج فرض ہوگیا۔ چونکہ فرضیت حج استطاعت اور راہ کے امن پر

موقوف ہے اور راہ مکہ کفار کی سرکشی سے پرخطر تھی اس لئے حج مین تاخیر ہوئی۔

فریق ثانی یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ مکہ شہ ہجری مین فتح ہوا۔ اگر چھٹے سال فرض ہوگیا ہوتا تو آنحضرت اوسی سال کھول کے یہ حکم سب مسلمانون کو سنا دیتے۔ نوین برس پر حکم دینا کیون موقوف رکھتے۔ اور آیہ مذکورہ فرضیت حج پر دال نہین بلکہ یہ کہتی ہے کہ اتمام حج وعمرہ تو ہوگیا مگر جب اوسکی فرضیت کا حکم ہوجاوے تو حج کرنا۔

(۲۳۰) غزوۂ ذات الرقاع

اس غزوہ کے آنے جانے مین مسلمانون کے پیر زخمی ہوگئے تھے اور اونپر چیتھڑے لپیٹنا پڑے اور جھنڈون مین پیوند لگائے گئے اس لئے اوسکا نام غزوۂ ذات الرقاع رکھا گیا۔ کیفیت اوسکی یہ ہی کہ ایک آدمی نے مدینہ مین آکر اصحاب النبی کو مطلع کیا کہ جماعت انمار وثعلبہ نے لشکر مجتمع کرکے مدینہ پر چڑھائی کا قصد کیا ہے۔ اصحاب نامدار نے حضور نبوی مین اس امر کی اطلاع کی۔ آپ نے اس خبر کو درجہ تحقیق پر پہونچا کے کفار کے علاج کرنیکا حکم دیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ مدینہ مین خلیفہ مقرر ہوے۔ اور چار سو غازیون کا لشکر کفار کی سزا دہی کو روانہ ہوا۔ جب مسلمان اونکے دیار مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ اشرار فجار پہلے سے خوف کھا کر چھپ ہوگئے ہین کسی کا نشان بہی وہان نہین۔ تلاش وتجسس سے خبر لگی کہ پہاڑون اور گوپھاؤن مین جاکر پناہ لی ہے۔ وہان صرف چند عورتین البتہ نظر آئین۔ جب وہان پہونچے ہین تو نماز کا وقت تھا خیال ہوا کہ ہمارے نماز پڑہنے مین دشمن حملہ نہ کرین اس لئے آنحضرت صلعم نے نماز خوف ادا کی۔ پہلی بار اسی غزوہ مین نماز خوف پڑہی گئی۔ پھر مدینہ واپس ہوے۔ رات کیوقت آنحضرت نے جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ایک ناتوان وضعیف سے اونٹ پر جاتے ہوے ملاحظہ فرمایا۔ مگر اس کمزوری پر بہی اونٹ شوخیان کرتا ہوا بڑی تیزی سے سفر طے کر رہا تھا۔ آپ نے ایک کوڑا اپنے دست مبارک سے

اونٹ کو مارا - اوسکی ساری پُہرتی اور شرارت جاتی رہی - سیدہا چلنے لگا - حضور نے جابر سے دریافت فرمایا کہ تمکو جانے مین اتنی تعجیل کیون ہے اونہون نے التماس کی کہ حضور میری نئی شادی ہوئی ہے - بیوی ٹہیری نئی اوسے گہر کے دہندون سے بڑی وحشت ہوتی ہوگی اوسکی مدد کرنا ضرور ہے مین روانگی کی جلدی مین کوئی سامان کر کے نہین آیا - میرے والد بزرگوار جنگ بدر مین شہید ہوے اور اپنے بعد نو کم عمر لڑکیان چہوڑین لہذا مین نے ایسی عورت سے نکاح کر لیا ہے جو اون لڑکیون کی خدمت کر سکے - ہمارے حضور کو نو کم عمر لڑکیون کی پرورش جابر کے ذمہ سنکر بہت رحم آیا - فرمایا کہ اچہا اپنا اونٹ بیچو ہم چالیس درہم دینگے - جابر نے کہا مگر مدینہ تک اسپر مین ہی چڑہا چلونگا وہان پہونچکے آپکا اونٹ آپکے سپرد کر دونگا - حضرت نبوی نے یہ شرط منظور فرما کے چالیس درہم جابر کے حوالے کئے اور مدینہ پہونچکے اونٹ بہی اون سے نہ لیا اور استفسار فرمایا کہ اچہا بتاؤ تمہارے والد مرحوم نے کتنا قرضہ تمہارے ذمہ چہوڑا ہے جابر نے تعداد قرضہ بتادی جواب ملا کہ مابدولت تمہارے قرضہ کی ادا مین بہی تمہاری دستگیری فرمائینگے - چنانچہ اونکا قرضہ بہی حضور نے جیب خاص سے ادا کر دیا -

روایات صحیحہ متصلہ سے ثابت ہے کہ اس غزوہ مین حضور ایک درخت کے نیچے سو رہے تہے بیخبری مین ایک اعرابی آپ کی تلوار لیکے سرہانے کہڑا ہو گیا - آپ یکایک بیدار ہوے - اعرابی نے کہا ”ومن یمنعک منی“ یعنی اب تمہین بچانیوالا کون ہے - آپنے فرمایا خدا اے ذوالجلال والاکرام - یہ کہکے آپ تو کہڑے ہو گئے - اور اعرابی تہرا کے گر پڑا - سوچنے کا مقام ہے کہ دشمن دست بہ تیغ ہو اور آپ نہتے پہر بال بیکا نہو سکے - یہ بات بغیر تائید الٰہی نہین ہو سکتی - اکثر لوگون کی رائے ہے کہ یہ غزوہ بعد جنگ خیبر کے ہوا تہا -

(۱۳۱) غزوۂ بنی لحیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عاصم ابن ثابت اور خبیب ابن عدی وغیرہ اصحاب رضی اللہ تعالے

عنہم اجمعین کے بنی ہذیل مین شہید ہوجانے سے نہایت رنج رہتا تہا - اس زمانے مین اونکے قاتلون نے پہر سر اوٹہایا - اس لیئے عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا - اور دو سو آدمی اپنے ہمرکاب لیکر روانہ ہوے - چلتے چلتے اوس مقام پر پہونچے جہان عاصم وغیرہ شہید ہوے تھے - اون سب کے لیئے آپ نے دعاے مغفرت کی - بنو لحیان مسلمانون کی آمد آمد سن کے خوف کے مارے بہاگ گئے - غازیان اسلام دو ایک دن تو وہان رہے پہر منزل عسفان کی طرف کوچ کیا - وہان سے دس آدمی حضرت ابوبکر صدیق یا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ کر کے کراع الغمیم کی طرف بہیجے تاکہ مجمع قریش کی خبر لائین - جناب صدیق اکبر نے ہر چند تفحص کیا مگر قریش کا ایک چوہا بہی نظر نہ آیا - وہ پہلے سے ورود نصرت آمود کی اطلاع پاکر ہیبت کے مارے ففرو اہو گئے تہے - جناب صدیق رضی اللہ عنہ مراجعت کر کے شرف اندوز حضوری ہوے - پہر سب نے مدینہ کی طرف قصد کیا -

ایک روایت یون ہے کہ حجاز کے کنارے پر ایک مقام رجیع ہے وہان کے چند لوگ مدینہ مین آکر بظاہر مسلمان ہوگئے - چہہ مسلمان ارکان دین سکہانے کے لیئے اونکے ساتہہ کر دیئے گئے اونہون نے گہر پہونچکر اونمین سے چند کو مار ڈالا - پس قصاص کے لیئے بنو لحیان پر چڑہائی کی گئی تہی -

(۳۲) سریہ قضایا بامارت محمد بن مسلمہ

اسی سال مین حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تیس سوارون کے ساتہہ بنی بکر ابن کلاب کی ایک جماعت پر بہیجے گئے - اون لوگون نے موضع ضریہ پر ایک مفسدہ برپا کر کے مسلمانون کو تنگ کر رکہا تہا - محمد بن مسلمہ دن بہر چلتے اور رات کو تہوڑی دیر آرام کر لیتے تہے - آخرش موضع ضریہ مین دونون کا مقابلہ ہوا - چند کفار مارے گئے باقی بہاگ گئے - جو اسباب وہ چہوڑ گئے اوسمین سے خمس نکالکے باقی اہل سریہ پر تقسیم کر دیا گیا - غزوہ بنی لحیان اور اس سریہ مین اونیس [19] دن صرف ہو

ایک روایت مین ہے کہ محمد بن مسلمہ کو بنی بکر ابن کلاب کی سرکوبی کے لئے قصا یا بھیجا تھا۔

(۳۳) سریہ عکاشہ ابن محصن اسدی

بنی اسد کی ایک قوم نے موضع عمرہ مین جمع ہو کر فساد کر رکھا تھا اس لئے چالیس آدمی حضرت عکاشہ ابن محصن اسدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھہ موضع مذکور کی طرف روانہ کئے گئے۔ جب یہ لوگ قریب پہونچے تو وہان کے لوگ بھی مثل اپنے ابناے جنس کے خبر پاکر بھاگ گئے اور گھر دن کو خالی چھوڑا۔ شجاع ابن وہب گرد و نواح مین تحقیقات کے لئے بھیجے گئے۔ وہ کہین سے ڈہونڈہ ڈہانڈ کے ایک آدمی اوس قوم کا پکڑ لاے اوسے حضرت عکاشہ نے جان کی امان دی تو اوسنے بتادیا کہ فلان گانون مین مفسدین کے مویشی موجود ہین۔ آپ کو وہان جاکر دوسو اونٹ دستیاب ہوے تو اونہین مدینہ لے آے۔

(۳۴) سریہ ذی القصہ

اسی سال مین بنی ثعلبہ نے اپنے دیار مین فتنہ پردازی سے ایک غدر کردیا حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ دس آدمیون کے ہمراہ وہان بھیجے گئے جسوقت یہ وہان پہونچے ہین رات ہو گئی تھی دیکھا کہ ہم تو صرف دس ہین اور مشرکون کی جماعت سو سے بھی زیادہ ہے اور رات کا سمان ہے آخر دونون طرف سے تیر چلنے لگے اور کفار جو مسلمانون سے بہت زیادہ تھے اکبارگی ہمارے غازیون پر ٹوٹ پڑے۔ چونکہ وقت نازک تھا اس لئے سب شہید ہو گئے حضرت محمد بن مسلمہ بھی زخمی ہو کر اونکے بیچ مین پڑے تھے چونکہ پنڈلی کا زخم تھا اس لئے ہل نہ سکتے تھے۔ ناگاہ ایک مسلمان چلتا پھرتا اودہر آنکلا۔ وہ محمد بن مسلمہ کو زندہ دیکھکر اپنی پیٹھہ پر چڑہا مدینہ لے آیا۔

حضرت رسول خدا نے جناب ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھہ چالیس آدمی مقتل اصحاب پر بھیجے تاکہ قاتلان بدکردار سے انتقام لین۔ ان لوگون کو بھی وہان پہونچتے پہونچتے

شام ہوگئی تھی رات کو جاکر دیکھا تو وہان کسی کا پتا نہ تھا۔ یہ لوگ وہان سے واپس آئے۔

(۳۵) سریہ زید ابن حارثؓ

اسی سال موضع جموم پر بنی سلیم نے مسلمانون کو دق کرنا شروع کیا تھا۔ حضرت زید معہ اپنے ہمراہیون کے موضع جموم کے قریب بطن نخلہ پر پہونچے اون مین سے چند لوگون کو قید کیا اور کچھہ مویشی بہی ہاتھہ آئے۔

دوسری بار حضرت زید کو موضع عیص پر قریش کے ایک قافلہ سے مقابلہ کرنا پڑا جو شام سے آتا تھا۔ حضرت زید نے اونمین سے کچھہ لوگ اسیر کیے اور اسلحہ و مال و اسباب اونکا ضبط کر کے مدینہ آگئے۔ اسیرون مین سے ابوالعاص ابن الربیع کو آنحضرت صلعم نے امان دی اور اونکا مال بہی واپس کردیا گیا۔ ابوالعاص کی بیوی حضرت زینبؓ نے جو آنحضرت کی صاحبزادی تہین اپنے شوہر کو چہوڑوا لیا۔

(۳۶) سریہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

اسی سال مین حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ دومتہ الجندل قبیلہ بنی کلب کی بغاوت فرو کرنے تشریف لے گئے۔ آپ نے عبدالرحمٰن کی روانگی کے وقت دستار اپنے دست مبارک سے اونکے فرق انور پر باندہی اور فرمایا۔

اغز کذا لبسم اللہ و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ لا تغل و لا تغدر و لا تقتل ولیدا۔

ترجمہ۔ خدا کے نام اور اوسکی راہ مین جہاد کر۔ کافرون اور خدا کے منکرون سے مقاتلہ کر۔ غنیمت مین کمی اور عذر نکر اور لڑکون کو قتل نکرنا۔ یہ نصیحت فرما کے اونہین بنی کلب کی طرف روانہ کردیا۔ رخصت کے وقت بتاکید تمام ہدایت کی کہ پہلے اونہین دعوت اسلام کرنا جب نمانین تو لڑنا۔

حضرت عبدالرحمٰن دومتہ الجندل پہونچے اور تین دن وعظ و نصیحت کر کے دعوت اسلام کی

اصبع ابن عمرو کلبی نصرانی خدا کے فضل سے مسلمان ہوا۔ نیز ایک جماعت کثیر اپنا دین آبائی چھوڑ کر حضرت عبدالرحمن کے وعظ سے اسلام مین داخل ہوئی۔ جنھون نے اسلام قبول نہین کیا وہ جزیہ دینے لگے۔ تماضر بنت اصبع نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے ساتھہ نکاح کر لیا۔ ایک نامی فقیہ ابو سلمہ جو تابعین مین بہت بڑے شمار کیئے جاتے ہین وہ تماضر اور عبدالرحمن کی اولاد مین ہین۔

(۳۷) سریہ حضرت علی مرتضیٰ رضؓ

اسی سال مین آنحضرتؐ نے علی مرتضیٰ شیر خدا کو قبیلہ بنی سعد ابن بکر کی گوشمالی کے لیئے فدک بہیجا۔ سنا گیا تہا کہ بنی سعد نے ایک لشکر جمع کیا ہے اور یہود خیبر اونہین مدد دینگے۔ یہ لوگ مدینہ پر آیا چاہتے ہین۔ حضرت علی سو آدمیون کے ساتھہ وہان کو روانہ ہوے۔ شب کو راہ چلتے اور دنکو آرام کرتے ہوے موضع ہمج پر پہونچے۔ وہان ایک آدمی ملا اوس سے دشمنون کا حال دریافت کیا۔ اوس نے کہا کہ اگر مجھے امان دو تو مین تمکو لیجا کر اونہین مین کھڑا کر دون۔ جناب امیر نے اوسکو امان دی۔ اوس نے مسلمانون کو لیجا کر جماعت کفار کے سر پر کھڑا کر دیا۔ بنو سعد موت کو اپنے سرون پر دیکھتے ہی بہاگ گئے۔ گڑبڑ کی حالت مین اونکے پانسو اونٹ اور دو ہزار بکریان رہگئین۔ وہ مسلمانون نے ضبط کین۔ جناب علی مرتضیٰ نے اونمین سے چند اونٹ آنحضرت کے لئے نکالکر باقی سب فی سبیل اللہ مجاہدین پر تقسیم کر دئے۔ اور مدینہ چلے آے۔

(۳۸) سریہ زیدؓ بن حارثہ

حضرت زید تجارت کے لئے شام جاتے تہے۔ دیگر اصحاب نے بہی اپنا مال زید کے سپرد کر دیا تہا کہ اسے بہی بیچتے لانا۔ جب حضرت زید وادی القریٰ پر پہونچے ہین تو بنی بدر کے لوگ قبیلہ فزارہ سے نکلکے سد راہ ہوے۔ اور باہم لڑائی ہونے لگی۔ چونکہ مسلمان تہوڑے تہے اور مشرک بہت۔

اس لئے مشرک ہی غالب رہے اور مسلمانون کا سب مال ومتاع چھین لے گئے۔ زید نے یہ حال مدینہ مین آنحضرت سے آکے بیان کیا۔ آپ نے ایک جماعت زید کے ساتھہ کردی۔ اونہون نے بنی بدر کی خوب خبرلی۔ بعض تو اون مین سے چھوڑ دئے گئے۔ کچھہ اسیر ہوے اور باقی بہاگ گئے۔ بہت سی عورتین بہی مشرکون کی گرفتار کر کے مدینہ لائی گئین۔

قصہ عکل وعرنیہ

عرنیہ کے کچھہ لوگ مدینہ مین آنحضرت صلعم کے پاس آکر مسلمان ہو گئے مگر مدینہ کی آب وہوا اونہین موافق نہوئی۔ آنحضرت نے اونہین کوہ عیر کے پاس ذری الجدر مین بہیجدیا تاکہ وہان بود وباش کر کے حضرت کے شیر دار اونٹون کا دودہ پیا کرین۔ وہ لوگ تہوڑے دن وہان رہے اور دودہ پی پی کے خوب قوی اور توانا ہو گئے اور ایک دن صبح کو قریب سے پندرہ اونٹ ہانک لے گئے آنحضرت کے غلام یسارؓ کو جب اطلاع ہوئی تو وہ چند آدمی اپنے ہمراہ لیکر اون کے پیچھے گیا۔ جب اونکے قریب پہونچا تو وہ لوگ مرنے مارنے پر تیار ہوے اور یسار کو پکڑ کے اوسکے ہاتھہ پانوٗن کاٹ ڈالے اور زبان اور آنکھون مین کیلین ٹھونکدین۔ حضرت یسار اس صدمہ سے شہید ہو گئے۔

جب یہ خبر حضور کو پہونچی تو آپ نے حضرت کرزؓ ابن جابر فہری کو بیس سوار دیکر وہان بہیجا۔ حضرت کرز رضی اللہ عنہ نے جلدی سے اونہین جالیا۔ اور چودہ اونٹ اون سے چھین لئے۔ ایک کو وہ ذبح کر کے کہا چکے تھے۔ پہر اون سبکو قید کر کے مدینہ لے آے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر غابہ مین تھے کہ کرز مجتمع السیول کے راستہ سے اونکے پاس پہونچے آپ نے حکم دیا کہ جسطرح انہون نے یسار کے ہاتھہ پانوٗن کاٹے اور آنکھون اور کانون مین کیلین ٹھونکی ہین اوسی طرح انکی درگت کی جاے۔ پس ایسا ہی کیا گیا۔

مدینہ کے قریب عرنیہ نام ایک میدان ہے وہین یہ چور رہتے تہے اور قبا کے پہاڑون مین

حضرت کے اونٹ چرا کرتے تھے۔

مینہ برسنے کے لئے دعا مانگنا

اہل سیر فرماتے ہین کہ ۶ھ ہجری کے رمضان المبارک مین لوگون نے قحط سالی اور امساک باران سے تنگ آکر حضرت رحمۃ للعالمین سے دعاے استسقا کی درخواست کی۔ آپ نے ایک وقت مقرر فرما کے حکم دیا کہ بتبذل حالت مین پھٹے پُرانے کپڑے پہن کے جس سے ظاہر کی فروتنی و غربت معلوم ہو اور نہایت خضوع و خشوع و تضرع و زاری کے ساتھ جس سے باطن کا دکھہ ثابت ہو عیدگاہ چلو۔ چلتے وقت حضور نے بہی اپنی رداے مبارک اولٹ لی کہ نیچے کا رخ اوپر اور اوپر کا تلے ہو گیا۔ آپ کے عمامہ کے پیچ سب ڈہیلے اور سر سے لٹکتے ہوے ردا کے پلے بے ترتیب اولٹے پلٹے دوش مبارک پر پڑے تہے رجوع قلب اور مستمندانہ صورت سے وہ خلق اللہ کا بہی خواہ عیدگاہ مین پہونچا وہان دو رکعت نماز بے اذان و اقامت ادا کی۔ پہلی رکعت مین سات تکبیرین اور دوسری مین پانچ کہی گئین اور دونون رکعتون مین سورۃ الاعلیٰ و سورۃ الغاشیہ پڑہی۔ ایک روایت مین ہے کہ سورۂ ق و آیہ اقتربت الساعۃ پڑہی گئی تھی۔ پھر خطبہ پڑہکے روبقبلہ کہڑے ہوے اور دعا مانگی۔ روایات صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ لوگ ابہی تک عیدگاہ سے نکلے نہ تہے کہ ابر نے آسمان کو گہیر لیا اور بوندین پڑنے لگین پھر کئی دن تک متواتر شب و روز ایسی بارش رہی کہ جل تہل بھر گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مہر سپہر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین جمعہ کا خطبہ پڑہ رہے تھے۔ ایک اعرابی مسجد مین آیا اور ملتمس ہوا کہ یارسول اللہ ھلکت المواشی وجاع العیال و انقطع السبل و احمرت الشجر اے حضور خشک سالی سے مویشی ہمارے ہلاک ہو گئے اور اہل و عیال بہوکے مرتے ہین راہین بند ہو گئین درخت سوکہہ گئے دعا کیجئے کہ خدا مینہ برسائے۔ آپ نے اوسیوقت دست حق پرست آسمان کی طرف اوٹہا کے دعا کی۔ اللھم اسقنا اللھم اسقنا اللھم اسقنا یعنی یا الہ العالمین ہمین

پانی پلایا اللہ ہمین پانی دیوے اے خدا ہمین پانی پلا - اتنا کہنا تھا کہ خدا کی کارسازی نظر آگئی - معتبر لوگون نے بیان کیا ہے کہ اوسوقت ایک دھبہ تک آسمان پر نہ تھا آپکے دعا مانگتے ہی ایک پارۂ ابر نمودار ہوا - پلک مارنیکی دیر تھی کہ تمام آسمان پر پھیلگیا اور دھوان دھار مینہ برسنے لگا - آپ ابھی ممبر سے نیچے نہین اوترے تھے کہ مسجد کی چھت ٹپکنے لگی اور پانی نے ریش مبارک کو تر کردیا - ایسی جھڑی لگی کہ ایک جمعہ سے شروع ہوکر دوسرا جمعہ گذار دیا اور کھلنے کا نام نہ تھا - تراہ تراہ ہونے لگی مکان گرنے لگے - سب کاروبار بند ہو گئے - دوسرے جمعہ کو وہی اعرابی جو نہ برسنے کی شکایت لایا تھا اوسی دروازہ سے پھر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور چوپاے بہ گئے - مکان کھنڈر ہنگئے - راستہ بند ہین - للّٰہ اس طوفان عظیم سے بچائیے - آپ مسکرائے اور فرمایا کہ انسان بھی عجیب بیچین مخلوق ہے - اسے کسی ڈھب کل نہین - اشارہ انگلی کا جو ہوگیا تو ابر ادہر اودہر ہٹا - چارون طرف برستا تھا لیکن مدینہ خشک مثل خیمہ کے نظر آتا تھا - پہاڑون سے پانی بہتا ہوا اچھلا آتا تھا یہانتک کہ احد کے نزدیک وادی قناۃ کا رود خانہ مہینے بھر کامل جاری رہا - یہ ذکر جنگ تبوک کے بعد کا ہے -

اکثر دعاے استسقا آپنے فرمائی ہے اور فوراً اثر اوسکا ظاہر ہوا ہے - یہ صرف دو بار کا ذکر تمثیلاً کیا گیا - جناب سردار رسل ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اندھون کے لئے چند محل استجابت دعا کے بھی بتا دئے ہین - فرمایا ہے کہ جسوقت صفین باندہکے جہاد مین کفار کے سامنے تم کھڑے ہوتے ہو تو وہ دعا قبول ہونیکا وقت ہے کیونکہ اوسوقت تائید دین متین اور شکست کارخانہ کفر کے لئے نزول رحمت الٰہی ہوتا ہے - اقامت نماز کے وقت کہ وہ بھی جہاد اکبر ہے شیطان سے - پانی برسنے کیوقت بھی نزول رحمت ہوتا ہے - بیت اللہ شریف کے دیکھنے کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے - لیلۃ القدر مین - عرفہ کے دن - سارے رمضان مین - اول شب رجب اور پندرہوین شعبان کی - عیدین اور جمعہ کی راتون کو - جمعہ کے دن - ہر رات کے پچھلے

حصہ مین - ہر شب اول کے ثلث مین بدہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان - طلوع صبح صادق کے وقت
ہر فرض نماز کے بعد - تلاوت قرآن اور ختم قرآن کے بعد - آب زمزم پینے کے وقت - مسلمانون کے
اژدحام کے وقت - نماز استسقا اور عیدین کے وقت - سورۂ اخلاص پڑہ چکنے کے بعد - امام کے
"وَلَا الضَّالِّين" کہنے کے وقت - تکبیر کہنے کے وقت - اور سورۂ انعام کی اس آیت کے پڑہنے
کے وقت قَالُوا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ
دونون الفاظ اللہ کے درمیان - (ترجمہ آیت شریف) کہین ہم ہرگز نہ مانینگے جب تک ہمکو نہ ملے
ویسا ہی جیسا کہ اللہ کے رسولون کو ملتا ہے - اس بات کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کہان اپنے پیغام بہیجے
سب مین ارجح اور اقوی یہ بات ہے کہ ساعت جمعہ مین دعا قبول ہوتی ہے - اور نماز کی اذان
کے وقت - اذان اور اقامت کے درمیان - حی علی الصلاح اور حی علی الفلاح کے بعد - سجدے مین -
موتے کے پاس حاضر ہونے کے وقت - مرغ کی آواز کے وقت اللہ کے ذکر کی مجلسون مین میت
کے قبض روح کے بعد ہی - طواف کرتے وقت مطاف مین - ملتزم کے پاس - میزاب یعنی کعبہ کے
پرنالے کے نیچے - کعبہ کے اندر - صفا و مروہ پر - صفا و مروہ کے درمیان جو دوڑنے کی جگہہ ہے
اوس مین - مقام ابراہیم مین - عرفات مین - مزدلفہ مین - منیٰ مین - تینون جمرون کے نزدیک -
اور دعا مضطر و مظلوم کی قبول ہوتی ہے چاہے وہ کافر و فاجر ہی کیون نہو - اور والدین کی دعا -
بادشاہ عادل کی دعا - نیک بخت آدمی کی دعا - اور اوس بیٹے کی دعا جو اپنے والدین کے ساتہہ
نیکی کرتا ہو اور اونکا فرمانبردار ہو - اور روزہ دار کی دعا افطار کے وقت - اور مسلمان کی دعا اپنے مسلمان
بہائی کے لئے اوسکی غیبت مین - قربان اپنے پیارے نبی برحق کے جس نے ایسی ایسی مفید
اور کارآمد تعلیمین ہمین دین - اگر ہم سچے مسلمان اور خلوص نیت والے ہین تو ان سے بہت کچہہ فائدہ
اوٹہا سکتے ہین -

لہذا ناظرین کی خدمت مین عرض ہے کہ ان اوقات سے ضرور مستفید ہون۔ خدا اپ چہاہی کریگا

قصہ حدیبیہ

اسی سال مین یکشنبہ کے دن غرہ ذیقعدہ کو جناب رسالتمآب نے خواب دیکھا کہ مین اپنے اصحاب کے ساتھہ زیارت مکہ معظمہ کو گیا ہون۔ عمرہ کیا ہے۔ کلید خانہ کعبہ میری قبضہ اقتدار مین آگئی ہے۔ اور اکثر اصحاب نے موتراشی بھی کی ہے۔ پس آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو جمع کرکے یہ خواب بیان کیا۔ سب اسکو سنکر از بس خوش ہوے۔ اور بالکل سمجھ لیا کہ حضور کے خواب کی تعبیر اسی سال مین واقع ہوگی۔ پہر سبھون نے خانہ کعبہ کی زیارت کا قصد کرکے تیاریان شروع کردین اور سب سے کہدیا کہ ہم عمرہ کو جاتے ہین۔ دوشنبہ کے دن یکم ذیقعدہ کو حضور اپنے اونٹ قصوی پر سوار ہوکے مدینہ سے باہر نکلے۔ عبداللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ مین خلیفہ کیا۔ یہ عجب بے سروسامانی کا سفر تہا۔ کسی نے اپنے ساتھہ کچھہ نہ لیا البتہ بعض کے پاس تلوار تو تہی باقی صرف اللہ کا نام تہا نہ کچھہ توشہ نہ زاد راہ۔ اللہ بس باقی ہوس کا معاملہ تہا اور وجہ اس بے سروسامانی کی یہ تھی کہ زیارت کعبہ کے شوق مین ویسے ہی اوٹھہ کہڑے ہوے۔ اکثر بزرگوار تو پیادہ پا ہی چلدئے تہے اور بہت سے محض خالی ہاتھہ نہ تلوار نہ لکڑی۔ وہان تو کسی سے لڑنیکا قصد ہی نہ تہا نہ یہ اندیشہ تہا کہ کوئی ہمارا سدراہ ہوگا۔ سب یہی کہتے تہے کہ ہم تو کعبہ کی زیارت کو جاتے ہین۔

آنحضرت صلعم نے ستر اونٹ بطور ہدے اپنے ساتھہ لئے منجملہ انکے وہ اونٹ بہی شامل تہا جو بدر کے دن ابوجہل کی سواری مین تہا۔ اونٹون کے گہاس دانہ کا انتظام ناجیہ ابن جندب اسلمی کے ذمہ کیا گیا۔ اصحاب مین سے جتنی جسے توفیق تہی اونتا ہدے اپنے ساتھہ لیگیا۔ حضرت خواجہ کائنات علیہ افضل الصلواۃ والتحیات نے نماز ظہر ذوالحلیفہ مین پڑہی۔ وہین شتران ہدے کو مجلل کیا۔ اصحاب نے بہی آپکی تقلید کی۔ پہر آپ نے احرام عمرہ باندہا اور یون لبیک کہا لبیک اللھم لبیک لبیک

لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک ۔ صحابہ نے بہی حضور کی پیروی کر کے یہین سے احرام باندہا ۔ مگر بعضون نے اوسوقت باندہا جب منزل جحفہ مین پہونچکر ڈیرے خیمے ڈالدئے ہین ۔

آنحضرت نے ناجیہ اسلمی کو ہدی کے اونٹون کے ساتہہ کر دیا ۔ اور عباد بن بشر کو بہی بیس مہاجرین وانصار کے ہمراہ آگے بہیجدیا ۔ تاکہ منزل گاہ کو دیکہتے بہالتے چلین ۔ اونکے بعد خود روانہ ہوے ۔

جب مشرکین مکہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اونہون نے باہم مشورہ کیا اور یہ ٹہیری کہ مسلمانون کو یہان آنے نہ دو ۔ اطراف وجوانب کی اقوام وقبائل سے بہی مدد طلب کی گئی ۔ سب قومین اونکا ساتہہ دینے کو مستعد ہوگئین ۔ غرضکہ کفار اپنا ساز وسامان ٹہیک کر کے اور کیل کانٹے سے درست ہو کر موضع بلدح مین آپڑے ۔ خالد ابن ولید اور عکرمہ بن ابوجہل کو لشکر کا ہراول کیا ۔ اور دو سو سوار اون دونکو ہمراہی کے لئے ملے ۔

جناب سید عالم نے ذوالحلیفہ سے بشر ابن سفیان کو جو قبیلہ خزاعہ سے تہے مکہ بہیجا تاکہ قریش کا عندیہ دریافت کر کے خبر دین ۔ حضرت بشر وہان کا حال دریافت کر کے آنحضرت سے نواح عسفان مین آملے ۔ اور عرض کی کہ حضور وہان تو مسلمانون کے سدراہ ہونیکی تیاریان ہین ۔

جب آنحضرت کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے مشورہ کیا اور فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم اون قومون اور قبیلون کو جو قریش کی مدد کو چلے ہین راستہ ہی مین روکدین تاکہ قریش کی طاقت نہ بڑہ سکے ۔ حضرت صدیق اکبر نے یہ بات پسند نہ کی اور عرض کیا کہ آپ تو زیارت کے قصد سے تشریف لئے جاتے ہین آپکو ان جہگڑون سے کیا مطلب ۔ اگر وہ زیارت مین مزاحم ہونگے تو پہر ہم اونہین اور اونکے حمایتیون کو سمجہہ لینگے ۔ آنحضرت کو صدیق اکبر کی راے بہت پسند آئی اور فرمایا بہتر خدا کا نام لیکر سیدہے چلے چلو ۔ مگر اس بات کا خیال رکہنا کہ خالد بن ولید ضرور کمین گاہ مین

بیٹھا ہوگا۔ ہم لوگون کو چاہئے کہ راستہ کے دائین جانب ہولین تاکہ اونکے سر پر جا کھڑے ہون۔ پس لشکر اسلام نے وہی راہ اختیار کی اور اس مزے سے پہونچے کہ جب تک غازیان نیک انجام کے پیرون کی گرد اوڑتی ہوئی نہ دکھائی دی اوسوقت تک خالد بن ولید کو اونکے آنیکی خبر ہی نہین ہوئی۔ بالکل بے خبر رہے۔

جب خالد نے دیکھا کہ یہ آسمانی گولہ یکایک میرے اوپر آگرا تو فوراً بدحواس ہو کے معہ ہمراہیون کے بھاگے اور قریش کو جا کے خبر کردی۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار چلے جاتے تھے کہ ثنیہ مرار پر پہونچ کے اونٹ بیٹھ گیا۔ لوگون نے کہا کہ تھک گیا ہے۔ آنحضرت کا ارشاد ہوا کہ اسکی عادت مین تھکنا داخل نہین درگاہ خداوندی سے یہی حکم ہوا ہوگا جیسے کہ اصحاب فیل کے ہاتھی محمود کو آگے بڑہنے کی اجازت نہ تھی۔ آپ نے چپکے سے قصوی کے کان مین کہا کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے جو باتین خانہ کعبہ کی تعظیم کے باب مین قریش مجھسے چاہینگے مین اونمین کچھ چون و چرا نکرونگا۔ اوس گھر کا ادب میرا دین و ایمان ہے۔ اونٹ نے اتنا سنا اور اوٹھکھڑا ہوا۔ اللہ اللہ کیا تعظیم منظور ہے اپنے گھر کی یعنی اپنے حبیب کو بھی آگاہ کردیا کہ وہان ادب سے حاضر ہونا۔

قصوی راہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر ہو گیا اور چاہ حدیبیہ پر پہونچا جس مین تھوڑا سا پانی تھا۔ لوگ اوسی کنوئین کے قریب میدان مین ٹھہر گئے اور پانی خرچ کرنے لگے وہان پانی کی تو کمی تھی ہی بالکل خاتمہ ہوگیا۔ آدمی اور مویشی پیاسے ہوے تو حضور کی خدمت مین شکایت پہونچی۔ آپ نے ترکش سے ایک تیر نکالکے اونکو دیا کہ اسے کنوئین مین ڈالدو۔ تیر کے پڑتے ہی کنوان لبریز ہوگیا۔ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لئے۔ نہائے دہوے اور خدا کا شکر بجالاے۔ ایکدفعہ آپ نے ایک ایسے ہی موقع پر اصحاب کی پیاس دیکھکر دعا کی تو ایسا مینہ پڑا کہ زمین و آسمان ایک ہو گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ حدیبیہ مین پہونچکر پانی کی قلت ہوئی - لوگ پیاسے مرنے لگے تو صحابہ نے خدمت نبوی مین حاضر ہو کر گذارش کی کہ حضور یہ ظرف جو آپ کے سامنے رکھا ہے اس مین جتنا پانی ہے وہی تو ہے اور سارے لشکر مین کہین پانی کا نام و نشان نہین - ارشاد ہوا کیون گہبراتے ہو اللہ مالک ہے آؤ ہم تمہین سیراب کردین - لوگ پیاسے تو تہے ہی چارون طرف سے اسطرح گہر آے جیسے چشمہ شیرین پر مجمع ہو جاتا ہے - آپ نے ہاتہہ اپنا برتن مین ڈالدیا اور اونگلیون سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے - سبہون نے پیاس بہر بہر کے پانی بہی پی لیا اور وضو بہی کر لئے حضرت جابر فرماتے ہین کہ ہم تو اوسوقت صرف ڈیڑہ ہی ہزار آدمی تہے اگر لاکہون ہوتے تو بہی پانی کمی نکرتا چاہ حدیبیہ پر مدت تک قیام کا جو اتفاق ہوا تو ایک دفعہ اور پانی کا قحط پڑا - حضور نے خود کنوئین پر بیٹھکے برتن مین پانی بہروایا اور وضو کرنیکے بعد جتنا پانی باقی رہا اوسمین کلی کر کے وہ پانی کنوئین مین ڈالدیا - تہوڑی دیر نہ گذری تہی کہ پانی اوبلنے لگا اور سب آدمی اور جانور سیر ہو گئے - پہر جب تک کہ لشکر وہان رہا پانی کی شکایت کسی کو نہوئی اوسی کنوئین نے سب کو پانی دیا -

دولتمآب صبحی پاشا دام اجلالہم نے لکہا ہے کہ اس مقام پر جب پانی کی کمی ہوئی تو حضور نے ترکش سے ایک تیر لیکے زمین مین گاڑدیا جسوقت اوسکو نکالا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ کرہ زمین کو وارپار کردیا ہے پانی نے جوش جو مارا تو ندی روان ہو گئی اور سب آدمی گہوڑے اور اونٹ سرد و صاف آب شیرین پی پی کے تروتازہ ہو گئے -

المختصر لشکر اسلام تو یہان خیمہ زن تہا اور کفار مکہ اپنی ہٹ پر قایم تہے کہ ہم مسلمانون کو شہر مین قدم نہ رکہنے دینگے - بدیل بن ورقا خزاعی قریش کی طرف سے ایلچی ہو کے حضور مین حاضر ہوا - اوسکے ہمراہ اور بہی بہت سے لوگ بطور اردلی کے تہے - یہ سب آدمی آنحضرت کے پہلے زمانہ کے دوست اور رازدار بہی نظر آے - بدیل نے التماس کی کہ قریش نے بڑا مجمع فراہم کر لیا ہے اور تمام

اقوام وقبائل عرب آپکے سدراہ ہونے کو مستعد ہین اور یہ بہی تجویز ہے کہ اس نواح مین جہان جہان پانی ہے اوسپر قبضہ کرلیا جاے تا کہ مسلمان ایک ایک قطرۂ آب سے بہی ترس جائین بہتر یہ ہے کہ آپ مدینہ کو واپس ہوجائین ورنہ اچہا نہوگا۔ آنحضرت صلعم نے جوابدیا کہ ہم تو گہر سے لڑنیکا ارادہ کرکے چلے ہی نہین صرف عمرہ کا قصد ہے۔ معلوم نہین کہ قریش کے دماغ مین کیا سمائی ہی جو ذرا ذراسی بات مین لڑائی پر تلجاتے ہین یہ خناس سمانا اونکے حق مین اچہا نہوگا۔ ہمین تو جنگ ہرگز منظور نہین۔ اب بہی ہماری طرف سے جاکر اونہین یہ سمجہا دو کہ ایک مدت معینہ کے لئے وہ ہم سے صلح کرلین۔ اثناے صلح مین ہم اور کفار سے لڑا بہڑا کرینگے اگر ہم نے عرب کے سب کفار کو زیر کرلیا اور وہ ہمارے مطیع وفرمانبردار ہوگئے اور قریش کے دل مین خدا نیکی دے۔ اور وہ چاہین تو اورون کی طرح وہ بہی میری اطاعت کرلین۔ اور جو کفار مجہے ہمین مارڈالا تو اونکا مطلب حاصل ہے صرف اتنی سی بات پر جان ومال کو معرض خطر مین ڈالنا اونکی حماقت ہے۔ اور اگر اونکو ایسی سیدہی بات بہی منظور نہو تو ہم بہی مقابلہ ومحاربہ کو موجود ہین۔ یہی گو ہے یہی میدان معلوم ہوجائیگا کہ کون جیتا اور کس نے منہ کی کہائی۔ مرد اپنے منہ سے نہین کہتے کرد کہاتے ہین۔ حق سبحانہ تعالی اپنے دین متین کی آپ حمایت کریگا اور اپنے پاک احکام اوسے جاری کرنے ہونگے تو آپ کردیگا۔

بدیل آپ کی خدمت سے مرخص ہوکے مکہ پہونچا مگر کسی نے اوسکی نہ سنی۔ عکرمہ بن ابی جہل اور حکم بن ابی العاص وغیرہ تو اوسکی طرف متوجہ ہی نہوے اور کہنے لگے کہ ہمین کچہہ حاجت محمد کی باتین سننے کی نہین لیکن بعض جو زیادہ دوراندیش تہے اونہون نے البتہ بدیل سے کہا اچہا بیان کرو وہان سے کیا دیکہہ سن آے ہو۔ اون سے بدیل نے سارا قصہ کہکے صلاح دی کہ تم محمد سے لڑنے مین بڑی جلدی کرتے ہو۔ مسلمانون کا ارادہ تم سے لڑنیکا نہین ہے وہ تو صرف خانہ کعبہ کی زیارت کے واسطے آتے ہین اونہین تم لوگ آنے کیون نہین دیتے۔ مگر لوگ سمجہے کہ بدیل محمد سے

سازر کہتا ہے اس لیئے سن کے بہی کچھہ خیال نہ کیا- وجہ اس بے اعتباری کی یہ تہی کہ بدیل کا قبیلہ خزاعہ ایام جاہلیت مین بہی اور اب عہد اسلام مین بہی آنحضرتؐ کا دوست تہا اور مکہ کی ذرا ذراسی بات کی خبر آنحضرت کو دیا کرتا تہا-

اب عروہ بن مسعود ثقفی نے قریش سے کہا کہ تم میرے مائی باپ ہو مجہہ سے تمہارے لئے کبھی برائی نہوگی میری بہی سنلو کہ محمد نے جو کچھہ کہا ہے سب ٹہیک اور اوسی مین تمہارا فائدہ ہے للہ تم اوسکی بات مان لو مین تمہارے بہلے کی کہتا ہون - اور اگر تمہاری صلاح ہو تو مین محمد سے گفتگو کر آؤن اور اپنی آنکہون سے سب کچھہ دیکھہ سُن آؤن - سب ایک زبان ہوکر بولے ہان تم جاؤ اور وہان کی خبر لا کے ہمین دو- عروہ حضور کی ملازمت مین حاضر ہوا- حضرت نے جو بدیل سے فرمایا تہا وہی اوس سے بیان کیا- عروہ بولا اے محمد تمہین اپنی قوم کے نیست و نابود کرنے سے کیا حاصل ہوگا کبھی پہلے بہی ایسا ہوا ہے کہ عرب مین کسی نے اپنے ولبندون اور اپنی اصل کو جڑ بنیاد سے تباہ کر دیا ہو افسوس تمنے تو ناخنون سے گوشت جدا کر دئے- سمجہہ لو کہ اگر تم مغلوب ہوے تو تم سب کا وہ لوگ کیا حال بنا ئینگے- مین خوب سمجہتا ہون کہ یہ بدچلن - اوباش اور لوٹ مار کرنیوالے لوگ جو تمہارے پاس اکٹہا ہو گئے ہین انہون نے تمہارا دماغ آسمان پر چڑہا دیا ہے مگر یاد رکہنا کہ ایسے لوگ مصیبت کے وقت کے ساتہی نہین ہوتے یہ ہرجائی لوگ ہین تمہین آفت مین پہنسا کے سب بہاگ جائینگے- جناب ابوبکر صدیق اوسوقت بیٹہے ہوے یہ گفتگو سن رہے تہے- ساری کتہا تو اوسکی سنا کئے اور خون کے سے گہونٹ پیتے رہے مگر جب اوس نے کہا کہ تمہین چہوڑ کے بہاگ جائینگے تو آپ بہر گئے اور جو کچھہ منہ مین آیا اوسے برا بہلا کہا کوئی بات اوٹہا نہ رکہی اور کہنے لگے کہ اے مردود ہم اور رسول اللہ کو چہوڑ کر بہاگ جائینگے- عروہ بولا کہ اے ابوبکر اگر تمہارا ایک احسان میرے ذمہ نہوتا تو مین اس بدزبانی کا جواب دیتا-

زمانہ جاہلیت مین حضرت ابوبکر نے عروہ کا ایک قرضہ وس اونٹ یا وس گائین دیکر ادا کر دیا تھا جسکی استطاعت عروہ کو نہ تھی اور قرض خواہ نے سختی کی تھی - یہ احسان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اوسپر چلا آتا تھا جسکی طرف اوس نے اسوقت اشارہ کیا ہے -

جسوقت عروہ آنحضرت صلعم سے گفتگو کر رہا تھا تو باتین کرنے مین بار بار اپنا ہاتھ حضور کی ریش مبارک کی طرف بڑہا دیتا تھا اور حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا قبضہ اوسکے ہاتھہ پر مار دیتے اور فرماتے تہے کہ ہاتھہ ڈاڑہی سے دور رکھہ - عروہ نے پوچھا یہ کون شخص ہے جو ہر بار مجھے ایذا دیتا ہے آنحضرت مسکراے اور جواب دیا کہ مغیرہ تیرا بھتیجہ تجھے ادب سکہا رہا ہے - عروہ چلگیا اور بولا کہ اے غدّار مین تو تیری بدچلنی کی اصلاح کرنے آیا ہون اور تو میرے ساتھہ یون پیش آتا ہے -

کیفیت اسکی یہ ہے کہ ایام جاہلیت مین مغیرہ اور تیرہ[۱۳] آدمی قبیلہ بنی مالک کے قبیلہ ثقیف سے باہر نکلے اور مقوقش شاہ مصر کے پاس پہونچے - بادشاہ نے اون تیرہون کو تو بہت سا انعام واکرام دیا مگر مغیرہ کو کچھہ نہ ملا - یہ حضرت جلے تہیرے - واپسی کے وقت جب منزل پر پہونچکے ایک جگہہ مقام کیا تو سب کے سب شراب مین پی پی کر مست ہو گئے اور سو رہے - مغیرہ نے اوسی حالت مین سبکے ٹکڑے کر دئے اور مال لیکے چنپت ہوے - مکہ مین آکے خدا نے اپنا فضل کیا - آنحضرت کی نبوت اور معجزات کا شہرہ سنا تو مدینہ مین حاضر ہو کے دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے سنے ہوے حالات کو بچشم خود دیکھکر وہ عقیدت بڑہی کہ اب چچا کی گوشمالی کو مستعد کہڑے ہین سب اپنی چوکڑیان بہولادین - سچ ہے -

صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند

مغیرہ کے اسلام لانے کے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ مغیرہ تیرا اسلام خدا کے نزدیک جب قبول ہوگا جبکہ یہ مال جسے تو قتل اور غصب سے لایا ہے اوسکے مستحقون کو واپس کر دے

یہ مال مسلمانون کے کام کا نہین ہے - ادہر بنو مالک کو اطلاع ہوئی کہ ہمارے تیرہ آدمی قتل کر کے مغیرہ نے اونکا مال لیلیا ہے - اونہون نے مغیرہ کی ذات برادری پر یورش کی - عروہ نے بڑی بڑی کوششون سے تیرہ خون بہا دیکر جہگڑہ چکایا - اسی قصہ کی طرف عروہ کا خیال اسوقت ہے -

عروہ دربار رسول خدا مین بیٹھا ہوا کن انکہیون سے آنحضرت کی تعظیم و تکریم دیکھتا اور اپنے دلمین تعجب کرتا تھا کہ اصحاب بڑا ادب آپکا کرتے ہین آخر اوس نے اگر قریش سے بیان کیا کہ واللہ محمد کے سے اصحاب اور تابعین مین نے کسی کے نہین دیکھے اگر محمد اپنا آب دہن دور کرنا چاہتا ہے تو وہ زمین پر نہین گرنے پاتا کہ لوگ نعمت مترقبہ سمجھکے اوسے ہاتہون پر لیلیتے ہین اور تبرکاً و تیمناً اپنے منہ اور ڈاڑھی پر ملتے ہین - اگر محمد کسی کام کا حکم دیتا ہے تو ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ مین ہی اس کام کو کرلون دوسرا ہاتھ نہ لگائے - جب وہ وضو کرتا ہے تو بچا ہوا پانی آبحیات سمجھا جاتا ہی اوسپر اصحاب ایسے گرتے ہین کہ دیکھنے والون کو کشت و خون ہو جانیکا گمان ہوتا ہے - اوسکے سامنے باتین تو کی جاتی ہین مگر بکمال ادب آہستہ آہستہ اگر وہ کسی سے کچھہ پوچھتا ہی تو شخص مخاطب نرم اور خفی آواز سے اوسکا جواب دیتا ہے - نہایت تعظیم اور غایت ادب سے سب اوسکے سامنے نیچی نگاہین کیئے رہتے ہین کوئی نظر تیز سے اپنے پیغمبر کی طرف نہین دیکھتا - اور ریش کا بال جب گرتا ہے تو بڑی عزت سے فخر سمجھکے برکت کے لیئے مسلمان رکھہ چھوڑتے ہین - اے میری قوم مین نے قیصر روم کا دربار بھی دیکھا ہے - کسریٰ کے پاس گیا ہون اور مقوقش شاہ مصر سے بھی ملاقات کی ہے مگر یہ جاہ و جلال جو محمد کے اجلاس مین دیکھا کہین نظر نہین آیا - محمد کے اصحاب جیسی اوسکی تعظیم و تکریم کرتے ہین ویسی کسی بادشاہ کی روے زمین پر نہین ہوتی حالانکہ وہ کہین کا بادشاہ یا صاحب ملک یا بڑا مالدار نہین ہی ایک فقیرانہ اوقات بسر کرتا ہے مگر وہ رعب و جلال رکھتا ہے کہ دلپر ہیبت چھا جاتی ہے - پہر عروہ نے آنحضرت کا قصد بیان کیا کہ وہ لڑنے نہین آئے ہین

اونہین آنے دو - اور تمہاری خیر اسی مین ہے کہ اونکی مانو ورنہ پچہتاؤگے - مین نے مسلمانون کو بغور دیکہا واللہ ایک بے ساختہ لشکر ہے جسے ڈر چہو نہین گیا سر تو وہ اپنے ہاتہون پر لئے رہتے ہین اور موت اونکے آگے زندگی ہے لڑنے پر آئینگے تو ہرگز منہ نہ پہیرینگے اور تمہارے دہوئین اوڑا دینگے - وہ ہارے بہی تو اونکا ہارنا یہ ہوگا کہ ایک بہی زندہ اپنے گہر نہ جائیگا -

عروہ کی باتین سنکر بنی کنانہ مین سے ایک شخص جلیس نام بڑا رئیس بول اوٹہا کہ یارو مجہے جانے دو مین بہی تو دیکہون کہ مسلمانون کا کیا حال ہے - لوگ راضی ہوگئے اور جلیس لشکر اسلام کے قریب آیا - انحضرت نے فرمایا کہ یہ ایسی قوم کا آدمی ہے جو ہدی کی تعظیم کرتے ہین - لوگون نے قربانی کے اونٹ اس طرح کہڑے کردئے کہ وہ دیکہے اور لبیک کہتے ہوے اوسکے استقبال کو گئے - جلیس نے جب یہ کیفیت دیکہی تو کہا تبارک اللہ یہ عجیب لوگ ہین قریش کی بڑی نالایقی ہے جو ان لوگون سے لڑنا چاہتے ہین اور کعبہ کی زیارت سے روکتے ہین - علاوہ برین اوسکو ایسی رقت ہوئی کہ پہوٹ پہوٹ کے رویا اور کہا کہ خدا قریش کو ہلاک کرے -

آخرش اوس نے مسلمانون کے لشکر کی سیر کرکے قریش کو یہی صلاح دی کہ مسلمانون کو روکنا بہتر نہوگا یہ کمبخت اوس سے بہی جلگئے اور افروختہ ہوکر بولے کہ تو ایک بیوقوف صحرائی آدمی ہے ان باتون کو کیا سمجہے - جلیس کو اونکا یہ کہنا برا معلوم ہوا اور کہا تم جانو اور تمہارا کام مجہسے تو جیتی مکہی نہین نگلی جاتی مین اپنے آدمی لیکر اپنے گہر جاتا ہون یہ ناحق سر کٹانا تمہین کو مبارک رہے - ابتو قریش کی آنکہین کہلین اور سمجہے کہ ایک گروہ کا گروہ مفت مین ہاتہ سے چلا - ہار کے اوسی وقت جلیس کے ہاتہ جوڑنے لگے اور کہا کہ تو خاطر جمع رکہہ ہم ابہی پوچ سمجہکے محمد سے صلح کئے لیتے ہین مگر یہ سب دم دہاگے ظاہر کے تہے باطن مین پرخاش پر آمادہ رہے - اور درپردہ مشورہ کرکے پچاس سوار لشکر اسلام کا جائزہ لینے کے لئے بہیجے - انکے جانیکی دیر تہی کہ مسلمانون نے اونہین گرفتار کرلیا

اور حضور مین لے آے - آنحضرت نے لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش پر عمل فرماکے اون
پر وہ وہ عنایتین کین کہ پانچون کپڑون سے خوش ہو گئے - پہر اجازت دی کہ مکہ چلے جاؤ بنظر دور اندیشی
اوُس بن خولی - عبادہ بن بشر اور محمد بن مسلمہ باری باری سے لشکر اسلام کی حفاظت کے لئے
متعین کردئے گئے تہے -

واضح ہو کہ آنحضرت صلعم نے حدیبیہ مین آتے ہی جراش بن امیہ کعبی کو مکہ روانہ کردیا تہا کہ قریش
کو جاکر خبر دو کہ ہم زیارت کعبہ کو آتے ہین - جراش کو مکہ پہونچتے ہی قریش نے گرفتار کرلیا - اور اونکو قتل
کرنا چاہتے تہے کہ اون کی قوم کے لوگون نے جو مکہ مین تہے اونکو چہوڑ الیا - سید رسل نے اونکے آنیکے بعد
جناب عمر فاروق کو طلب کرکے فرمایا کہ تم مکہ جاؤ اور قریش کو سمجہاؤ - حضرت عمر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
آپ روشن ضمیر ہین خوب جانتے ہونگے کہ قریش مجہپر کیسے دانت پیستے ہین میری صورت دیکہتے ہی
جل جاینگے اور اول فول بکنے لگینگے مجہ سے نہ رہا جائیگا اور ضرور لڑائی ہو پڑیگی تو آپ کا مطلب
فوت ہوگا - اور میرے قبیلہ بنی عدی کا ایک چرہا بہی مکہ مین نہین ہے - اس لئے میرا جانا مناسب
نہین بنتی ہوئی بات بہی بگڑ جائیگی - ہان عثمان بن عفان کو بہیجدیجئے - قریش کی آنکہو نمین اونکی
بڑی عزت ہے ہر شخص اونکی خاطر کریگا اور اونکے کنبے کے لوگ اونہین ہاتہون ہاتہہ لینگے اور اونکی
مدد کرینگے - آنحضرت کو فاروق اعظم کی صلاح بہت پسند آئی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو
مکہ بہیجا - اثناے راہ مین ابان ابن سعید ابن العاص اونہین ملا اور دریافت کرنے لگا کہ کہان جاتے
ہو - آپنے اپنے آنیکا باعث بیان کیا ابان نے حضرت عثمان کو اپنی امان مین لیلیا اور اپنے ساتہہ
اونٹ پر بٹہا کے مکہ لے آیا -

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے شرفاے قریش سے پیام نبوی بیان کیا - پہر بہی عقل
اونکی راہ راست پر نہ آئی - آپنے مراجعت کا قصد کیا تو قریش نے کہا کہ اے عثمان اگر تمہارا جی چاہے تو

خانہ کعبہ کا طواف کرلو۔ آپنے جواب دیا مین ہرگز بغیر آنحضرت کے طواف نکرونگا۔ اس بات سے اون لوگون کو طیش آگیا اور آپ کو قید کرلیا۔ جب آپ کو دیر لگی تو مسلمان سمجھے کہ زیارت وطواف مین عرصہ ہوا۔ سب کہنے لگے کہ زہے نصیب عثمان کے چھٹری اور دودو ملین۔ ادہر حکم نبوی بجالاے اور اودہر حج میسر ہوا۔ ہم ہین کہ گھر سے حج کرنے چلے تھے یہان جنگل بیابان مین پڑے ہین۔ جناب رسول خدا کو جب مسلمانون کی اس حسرت کی خبر ہوئی تو آپنے سبکو جمع کرکے فرمایا کہ لوگو عثمان کی طرف سے اس خیال کو دور رکھنا وہ کبھی ہمارے بغیر طواف نہ کرینگے۔

یہان تو یہ باتین ہو رہی تہین کہ کسی نے یہ اوڑادی کہ حضرت عثمان کو قریش نے مارڈالا۔ ابتو کھلبلی مچگئی اور دلاوران اسلام قبضون پر ہاتہہ رکھہ رکھکے جھومنے لگے کہ اب اپنا اور قریش کا خون بہا کے کہانا اور پانی کھائین پینگے۔ ایک کانٹے دار درخت عرب مین ہوتا ہے جسے سمرہ کہتے ہین آنحضرت اوسکے نیچے بیٹھہ گئے اور سب اصحاب کو بلا کے اس امر پر بیعت لی کہ اگر جنگ واقع ہوئی تو مرکے ٹلینگے زندہ گھر نہ جائینگے۔ اور جو چاہے سو ہو سب مصیبتین سہینگے منہ سے کبھی اُف نہ نکلیگی۔ یہ بیعت بیعتہ الرضوان کھلاتی ہے۔ وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ سورۃ الفتح مین خداوندکریم نے اون مومنین کو جو اس بیعت مین شامل تھے یون یاد فرمایا ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الخ۔ جب سب بیعت کرچکے تو حضور نے ارشاد کیا کہ یہ بیعت خدا کے نزدیک بڑی افضل واعلیٰ ہی اور چونکہ عثمان یہان موجود نہین خدا ورسول کے کام کو گئے ہین لہذا مین چاہتا ہون کہ اس بیعت کے فضائل سے وہ بھی محروم نرہین پس آپ نے اپنا بایان ہاتہہ اوٹھا کے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا ہاتہہ ہے اور دست راست کی طرف اشارہ کرکے ارشاد ہوا کہ یہ عثمان کا ہاتہہ ہے۔ پہر دست راست کو دست چپ پر رکھدیا اور اسطرح حضرت عثمان کو بھی اس بیعت مین داخل کرلیا۔

دیکھنا چاہئے کہ یہان سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کیسی فضیلت اور کتنی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے۔ آنحضرت کو اونسے کمال محبت تھی اور اسقدر عزیز رکھتے تھے کہ جسکا حساب نہین۔

۱۔ آنحضرت نے اونکے قتل کی خبر سنتے ہی سب اصحاب کو جمع کیا اور بیعۃ الرضوان لی تاکہ قریش سے بدلا لین اور کفار کو سزا دی جاوے۔

۲۔ جب ثابت ہو گیا کہ آپ فضل خدا سے صحیح و سالم ہین تو آنحضرت صلعم کی شفقت جو حضرت عثمان پر تھی اس بات کی مقتضی ہوئی کہ وہ بھی فضائل بیعت سے محروم نرہین۔

۳۔ ممکن تھا کہ کسی اور شخص کو صحابہ مین سے حضرت عثمان کا قائم مقام کر کے بیعت کر لیتے مگر ایسا نہین کیا بلکہ خاص اپنے ہاتھہ کو حضرت عثمان کا ہاتھہ سمجھا تاکہ۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی	تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

کا معاملہ ہو جاوے۔

۴۔ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وہی ہاتھہ جو افضل و اعلیٰ تھا یعنی دست راست اونکا ہاتھہ بتایا اور دست چپ کو اپنا ہاتھہ کہا اگر اسکا عکس ہوتا تو بھی کسکی مجال تھی کہ دم مارے۔ مگر نہین آپ تو جانتے تھے کہ یہی لوگ میرے قوت بازو اور میرے جانشین ہونے والے ہین۔

۵۔ جب لوگون نے اپنی حسرت ظاہر کی کہ زہے نصیب عثمان کے کہ جو بھی کر آئینگے تو آپنے بوثوق کہا کہ یہ دہوکا دور رکھو۔ عثمان میرے بغیر خانہ کعبہ کی طرف آنکھہ اوٹھا کے بھی نہ دیکھینگے۔ سو ایسا ہی ہوا حضرت عثمان نے قید تو قبول کی مگر قریش کے کہنے سے زیارت کعبہ نہ کی۔ وہ تو ایک آگ دونون طرف برابر لگی ہوئی تھی نہ اونکو انکے بغیر۔ نہ انکو اونکے بغیر چین آتا تھا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

✣

غرضکہ چارون اصحاب کاخ اسلام کے چار مستحکم ستون تھے جنکے بغیر یہ عمارت کھڑی نہین ہو سکتی تھی۔

واضح ہو کہ جب جلیس لشکر اسلام سے واپس ہو کے قریش مین پہونچ گیا اور اونہین جا کے لعنت ملامت کی۔ تو اونہون نے مکرز ابن حفص کو آنحضرت کی خدمت مین روانہ کیا تھا۔ آنحضرت نے اوسے دور سے دیکھتے ہی اصحاب کو مطلع کر دیا تھا کہ یہ شخص فاجر غدر کے ارادہ سے آتا ہے اسے منہ نہ لگانا چنانچہ کسی نے اوس سے بات بھی نہ کی۔ وہ اپنا سا منہ لیکے چلتا پھرتا نظر آیا۔

حضرت عثمان کی صحت و سلامتی کی تحقیق خبر تو حضور کو اوسی وقت پہونچ چکی تھی جبکہ آپ بیعت رضوان مین مشغول تھے۔ مگر بیعت کی اطلاع قریش کو مکرز ابن حفص کی معاودت کے بعد ہوئی سب کے منہ فق ہو گئے اور گھبرا اے کہ اب بری آٹکی۔ ڈرتے کانپتے سہیل ابن عمرو کو روانہ کیا کہ بھائی ہم سے تو کچھ نہ ہو سکا ہزارون جتن کئے مگر اب تو جا اور جسطرح ہو سکے ہم مین اور اون مین صلح کرا دے۔ پس سہیل ایک جماعت قریش کے ساتھ نمودار ہوا۔ حضور نے دور سے ہی اوسے دیکھکر فرمایا کہ اب کام بنگیا۔ اوس نے آتے ہی گذارش کی کہ قریش آپ سے صلح پر رضامند ہین مگر اس شرط پر کہ ابکی تو آپ بغیر حج کئے واپس جایئن سال آیندہ مین آکے حج کرین چونکہ آپ کے مزاج مین ملائمت تھی آپ راضی ہو گئے۔ حضرت علی مرتضیٰ لکھنے کے لئے بلائے گئے۔ آپ نے فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سہیل نے کہا کہ ہم رحمٰن کو نہین جانتے کہ وہ کیا چیز ہی۔ بسمک اللھم۔ لکھو۔ مسلمان ردوبدل کرنے لگے مگر آنحضرت نے حکم دیا کہ خیر "بسمک اللھم" ہی لکھلو۔ اس لئے حضرت علی نے وہی لکھلیا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ "ہذا ما قاض علیہ محمد رسول اللہ" لکھو۔ جناب امیر یہ جملہ لکھہ چکے تھے کہ سہیل کچھہ سوچ سمجھکر بول اوٹھا کہ واہ یہ کیا لکھدیا اگر ہم تمہاری رسالت کو مانتے تو تمہین زیارت سے کیون روکتے "محمد ابن عبد اللہ" لکھنا چاہئے۔ آنحضرت نے فرمایا "واللہ

انی لرسول اللہ وان کذبتمونی" یعنی مین تو بیشک خدا کا رسول ہون تم جتنا چاہو جھٹلاؤ۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اچھا محمد ابن عبد اللہ ہی لکھ لو۔ جناب شیر خدا بولے کہ واللہ مین تو اپنے ہاتھہ سے آپکے وصف رسالت کو نہ مٹاؤنگا۔ آنحضرت نے کاغذ اونکے ہاتھہ سے لیکے رسول اللہ چھیلڈالا اور اوسکی جگہہ ابن عبد اللہ لکھدیا۔ یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ اُمی ہو کے آپنے لکھا ورنہ کسی نے عمر بھر آپکو لکھتے نہ دیکھا تہا۔

جب حضور رسول اللہ کی جگہہ ابن عبد اللہ بنا چکے تو بڑے افسوس سے حضرت علی کی طرف دیکھکے فرمایا کہ اے میرے غمخوار علی مجھے رونا آتا ہے اوسوقت پر جب بعینہ یہی موقع تمہین پیش آئیگا۔ یہ آپنے پیشین گوئی کی اوس حال کی کہ جناب شیر خدا کے عہد خلافت مین جب جنگ صفین ہوئی تو حاکم شام اور حضرت علی مرتضیٰ کے درمیان صلحنامہ لکھا جانے لگا۔ کاتب نے تحریر کیا کہ یہ صلحنامہ ہے امیر المومنین علی اور حاکم شام کا۔ حاکم شام نے کہا کہ امیر المومنین علی تم نے کیسے لکھا اگر ہم انکو امیر المومنین جانتے تو مقابلہ ہی کیون کرتے۔ اس لفظ کو کاٹ کے علی ابن ابی طالب لکھدو۔ حضرت امیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ مجھے اوسوقت رسول خدا صلعم کا وہ قول یاد آیا جو آپنے صلحنامہ حدیبیہ لکھتے وقت فرمایا تہا۔

حاصل کلام صلح حدیبیہ کے دن جو شرط سہیل لکھوا تا تہا وہی حوالہ قلم کی جاتی تہی۔ آنحضرت بہی اوسے مان لیتے تہے اور جناب علی رقم کرتے جاتے تہے۔ صلحنامہ کا خلاصہ بہی سنلیجیے پہلی شرط یہ تہی کہ دس برس تک قریش اور مسلمانون مین لڑائی نہوگی قریش مسلمانون کی عملداری مین آئین جائین اور مسلمان قریش کے ملک مین بے کھٹکے آمد و رفت رکھین کوئی مزاحم و خلل انداز نہوگا۔ دوسری شرط یہ تہی کہ امسال مسلمان زیارت کعبہ کا قصد فسخ کردین سال آئندہ مین شوق سے آئین۔ تین دن سے زیادہ مکہ مین قیام نہ کرین اور اسلحہ غلاف سے باہر نہ نکالین تیسری شرط

یہ قرار پائی کہ مسلمانون مین سے جو کوئی اپنے مالک کی مرضی کے خلاف قریش سے جا ملے تو قریش اوسے واپس نہین وینگے مگر قریش کا آدمی مسلمانون کو پھیر دینا پڑیگا۔ مسلمانون نے اس شرط پر چون وچرا کی خصوصاً حضرت فاروق اعظم بولے کہ یارسول اللہ آپ کس شرط پر راضی ہوے جاتے ہین بھلا جو کوئی مسلمان ہو کر ہمارے پاس آئیگا ہم اوسے کسطرح کافرون کے ہاتھون مین دیدینگے۔ حضور نے تبسم فرمایا اور کہا کہ جو کوئی حسن عقیدت رکھتا ہوگا ہم اوسکو ہزار اپنے مین سے نکالدین اوسے ہماری حمایت کی کیا پرواہ ہے۔ خدا تو اوسکے ساتھ ہے وہ اوسے پھر اونکے پنجہ سے چھڑا لائیگا۔ اور جو ہم مین سے اون مین چلا جائیگا وہ بے ایمان اور مرتد ہے ہمین اوسکے پھیر لینے سے سوا نقصان کے کوئی فائدہ نہوگا۔ وہ تو مشرکون ہی کے پاس رہنے کے قابل ہے۔ چوتھی شرط یہ ٹھیری کہ مسلمانون اور قریش مین سے کوئی ایک دوسرے کے حلیف اور ہم عہد کو نہ ستاے۔

صلحنامہ لکھا ہی جاتا تھا اور باہم گفت وشنود ہو ہی رہی تھی کہ سہیل کا بیٹا ابو جندل دربار انور مین حاضر ہوا۔ یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا اور اسکے ماں باپ نے مکہ مین اوسے قید کر رکھا تھا۔ سہیل تو ایلچی بنکے قریش کی طرف سے لشکر اسلام مین آیا اور ابو جندل فرصت پا کے بھاگ نکلا۔ آنحضرت کے سامنے اوسوقت پہونچا جبکہ اوسکا باپ حضوری مین حاضر تھا۔ سہیل نے بیٹے کو دیکھکر رسول اللہ سے گذارش کی کہ ایک شرط صلحنامہ کی یہ بھی ہے اسے میرے حوالہ کرو یہ میرا بیٹا ہے پہلے یہین سے شروع ہو۔ حضور نے ارشاد کیا ابھی کہ ابھی تک تو تکمیل صلحنامہ نہین ہوئی ہے تم ابھی کیسے دعوی کرتے ہو۔ مگر سہیل مچل گیا اور بولا کہ بس اب صلح ہی ہو چکی رکھئے۔ آنحضرت نے درخواست کی کہ اس ایک آدمی کو میری خاطر سے معاف کرو تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔ سہیل نے نہ مانا اور بولا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے اب صلح نہوگی آپ کو یہی منظور ہے کہ دونون طرف کے خون کی ندیان بہین۔ آنحضرت نے مجبور ہو کے ابو جندل کو سہیل کے سپرد کر دیا۔ مگر ہدایت کی

کہ خبردار اسے کسی طرح کی ایذا و تکلیف ندینا اور اس باتین مکرز ابن حفص ضامن بھی ہوگیا کہ ابوجندل میری امان مین ہے اسے کوئی مضرت نہ پہونچا سکیگا۔ مگر اوسکو مکہ والون نے مسلمان ہونے کے باعث ایسا سخت عذاب دیا تھا کہ اودہر منہ کرتے ہوے اوسکی روح فنا ہوتی تھی بہت رویا پیٹا چلایا اور کہا اس سے تو بھی بہتر ہے کہ تمہین لوگ میرے گلے پر چھری پھیردو۔ آنحضرت کو اوسکے حال پر رحم آیا اور پاس بلا کے بہت سی تسلی و تشفی دی اور فرمایا کہ بھائی صبر جمیل کر خدا تجھے اجر نیک دیگا اور جلد رہائی بخشیگا۔

حضرت فاروق اعظم کا کلیجہ جو منہ کو آیا تو آبدیدہ ہوکر تسکین دیتے ہوے ابوجندل کے ساتھہ ہولئے اور فرمایا کہ مشرکون کا خون کرنا ایسا ہے جیسے کتون کو مار ڈالا۔ لے یہ تلوار میری حاضر ہے بڑھکے باپ پر ایک دو ہاتھہ دے کہ بیچ مین سے دو ہوگے گر پڑے تاکہ یہ سب صلح جو ہوئی ہے دہری رہجاے۔ اس صلح مین مسلمان بہت دبا ے گئے اور مشرکون کی سب خواہشین پوری کی گئی تھین۔ حضرت فاروق اعظم نے فرمایا ہے کہ مجھے یقین واثق تھا کہ ابوجندل باپ کو مار ڈالیگا اور صلح طاق پر دہری رہیگی۔ مگر اوس سے ایسا نہو سکا اور کہنے لگا کہ ای ابن الخطاب تمہین اس کا کام تمام کیون نہین کردیتے مین نے جوابدیا کہ مجھہ سے تو رسول خدا ناراض ہونگے کہ ایلچی کو کیون قتل کر ڈالا سہیل نے شاید یہ سب باتین سنلین۔ ایک کانٹے دار شاخ درخت سمرہ کی لیکر اپنے بیٹے کو ایسا دُہنا کہ تمام پیٹھہ لہولہان ہوگئی۔ مسلمان دوڑے ہوے آنحضرت کے پاس پہونچے اور شکایت کی کہ سہیل نے تو ہمین سے اوسکا برا حال کرنا شروع کردیا ہے۔ مگر حضرت نے یہی فرمایا کہ نہین اوسے باپ کے ساتھہ جانیدو اگر ابوجندل صدق دل سے مسلمان ہے تو خدا اوسکی مدد کریگا۔

پس یہان سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمان صلح حدیبیہ سے نہایت ہی دلگیر تھے۔

جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ مین از بس ملول و رنجیدہ ہوکر خدمت اقدس

نبوی مین حاضر ہوا اور گذارش کی کہ یا حضرت آپ رسول برحق ہین اور آپ کے مخالف جھوٹے۔ آپ کے مقتول سید ہے بہشت مین چلے جاتے ہین اور دشمنون کے لئے دوزخ تیار ہے پھر آپ نے یہ کیا کیا کہ ذلت و نقصان کے ساتھہ صلح کر لی معلوم ہوتا ہے کہ ہم جان نثارون کی طرف سے دل صفا منزل مین فرق آگیا۔ واللہ ہم زمین و آسمان ایک کر دیتے اور آپکے سایہ ہما پایہ کو نچھوڑتے۔ اس صلح نے ہماری جرأت و ہمت کو خاک مین ملا دیا۔ جب لوگ ہمارے روبرو کہینگے کہ مسلمانون نے ڈر کے مارے دبکے صلح کر لی تو ہمین منہ دکھانے کی جگہہ نہ رہیگی اب ہمارا جی تو گھر جانے کو قبول نہین کرتا دل مین یہی سمائی ہے کہ راستہ ہی مین مر رہین ہماری اور مشرکون کی صلح۔ میری سمجھہ مین تو یہ بات نہین آتی۔ رسول خدا صلعم نے اپنے سچے دردخواہ کا متاسفانہ کلام سماعت فرما کے ارشاد کیا کہ عمر مین خدا کا بھیجا ہوا ہون وہ میرا ساتھہ ہرگز نچھوڑیگا اور کوئی کام مجھے ایسا نہ کرنے دیگا جسمین میرا نقصان ہو۔ مجھے تو ہر حال مین اپنے خدا کی فرمانبرداری کرنا۔ عمر کچھہ غم نہ کر۔ یہ صلح جسے لوگ دبی ہوئی بتاتے ہین تمکو مزے دکھائیگی اور تم لوگ بہت جلد خانہ کعبہ کی زیارت کروگے ذرا تامل تو کرو۔ حضرت فاروق اعظم کا ملال رسول اللہ کے اس کلام مبارک سے بھی رفع نہ ہوا۔ اور اوسی طرح مغموم و محزون صدیق اکبر کے پاس چلے گئے اور اون سے بھی ویسی ہی رنج کی باتین کرنے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی بہت سمجھایا تو کچھہ تسلی ہوئی صلحنامہ پر آنحضرت کے سوا حضرات صدیق و فاروق و عبدالرحمن بن عوف و سعد ابن ابی وقاص و ابو عبیدہ ابن الجراح و محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے بھی دستخط کرائے گئے تھے۔ طرف ثانی سے خویطب ابن عبدالعزی اور مکرز بن حفص کے دستخط ہوے۔

تکمیل صلحنامہ کے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ اب سب جا کے اپنے اپنے اونٹ قربانی کرو اور حجام کو بلوا کے خط بنوا ڈالو۔ یار و اصحاب ایسے ملول و حزین تھے کہ آپ نے پے در پے تین دفعہ

فرمایا جب اوٹھے۔ آنحضرت کی بہی طبیعت کچھہ مکدر ہوئی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جا کے
شاکی ہوے۔ ام سلمہ نے جوابدیا کہ حضور اصحاب کو اس صلح سے وہ رنج ہوا ہے کہ جسکا حساب
نہین اور رنجیدہ آدمی اگر ایسی حرکت کر بیٹھے تو وہ معذور ہے بہادر شیرون کو شکارگاہ سے دبوچ
کے پنجرے مین بند کردینا چھوٹی سی بات نہین یہ رعب وداب آپ ہی کا ہے جو ہزبران اسلام
خون کے سے گھونٹ پی کر خاموش ہو رہے ہے ورنہ ابوجندل انکی انکھون کے سامنے پٹتا ہوا جای
اور یہ کچھہ نہ بولین۔ حضور غم اور غصہ بری چیزین ہین انہین انسان جو کرے وہ تہوڑا ہے آپ کو
انکے آنسو پوچہنا چاہیئے نہ کہ شکایت۔ آپ اپنے اونٹ قربانی کرین اور موتراش کو بلوا کے
خط بنوائین سب بے غل وغش آپ کی پیروی کرینگے۔ اسمین کچھہ شک نہین کہ صلح ہوئی اور
دبکے ہوی جوان لوگون کا شیوہ نہین دوسرے یہ گھرون سے یقین کرکے چلے تہے کہ زیارت
خانہ کعبہ کرکے گھر آئینگے اور آپنے جو مانی وہ مشرکون کی گویا ہوکے شیر کے منہ سے شکار چھین لیا
وہ قیامت کا وقت تو ٹلگیا اب جنجھلاہٹ ہے یہ بہی رفع ہوجائیگی۔ حضور نے خیمہ اطہر سے
نکلکے ایسا ہی کیا اور سب جلدی جلدی آپ کی تقلید کرنے لگے مگر غمگین اور پژمردہ دلی سے۔

ابوجہل کا اونٹ شتران ہدی سے بہاگ کے مکہ چلا گیا اور سیدہا ابوجہل کے گھر پر جا کھڑا
ہوا۔ ساربان پیچھے دوڑے۔ اکثرون کی تو یہ راے ہوئی کہ اسے واپس نہ دو مگر سہیل ابن عمرو
بولا کہ کیون گھانس کہائی ہے جو سوے ہوے فتنہ کو جگاتے ہو۔ اونٹ پہیر دو ورنہ قیامت
آجائیگی۔ وہان سے اونٹ تو نہ آیا پہلے یہ پیغام بہیجا گیا کہ اس اونٹ کے عوض مین سو اونٹ
لیلو۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ ہمنے اوسے اگر قربانی کیلیئے نامزد نہ کیا ہوتا تو مانگتے بہی نہین اب کیسے
چھوڑ سکتے ہین لہذا وہی اونٹ آگیا اور ذبح کرکے فقرا ومساکین کو اور قربانیون کی طرح تقسیم کردیا گیا۔
خدا کی قدرت سے ایک ایسی آندہی آئی کہ مسلمانون کے سر کے بال جو حلق وتقصیر سے اوترے تہے

سب سرزمین حرم مکہ مین پہونچ گئے۔
معتبر کتابون اور صحیح روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بال درخت سمرہ پر جو قریب تہا ڈالنے کیواسطے بہیجے گئے مگر مسلمانون نے بطور تبرک باہم تقسیم کر لئے۔ اُم عمارہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے اونمین سے کئی بال بڑی کوشش اور جستجو سے بہم پہونچا رکہے تہے جس مریض کو اونہین دہو کر پانی پلا دیتی تہی وہی اچہا ہو جاتا تہا۔
آنحضرت معہ لشکر اسلام حدیبیہ ہی مین تشریف فرما تہے کہ مکہ سے مسلمان عورتین خدمت اقدس مین آئین اُم کلثوم بنت عقبہ بن معیط بہی اونکے ہمراہ تہین حالانکہ یہ عورتین مسلمان تہین اسپر بہی قریش نے اونکی واپسی کا دعویٰ کیا مگر وہ واپس نہین کی گئین۔
لشکر اسلام بیس دن حدیبیہ مین رہا جب وہان سے کوچ کیا تو منزل صجنان مین حضرت عمر نے ایک رات مین تین دفعہ آنحضرت سے کچہہ دریافت کیا مگر جواب نہ ملا۔ عمر فاروق ڈرے کہ یہ کیا بات ہے جو میرا جواب نہین ملتا۔ اونٹ کو تیز ہانک کے حضور کے قریب پہونچے آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمر سورۂ فتح ابہی نازل ہوئی ہے۔ اوسوقت حضرت عمر سمجہے کہ اسی واسطے میری بات کا جواب نہین ملا۔ پہر حضور نے سورۂ فتح اوسی وقت سبکو پڑہ سنائی اور اپنے سارے اصحاب کو مبارکباد دی اور سب نے آپکو تہنیت۔
ظاہرا یہ صلح دبی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور اصحاب اس سے بہت ناراض اور مغموم بہی ہوے مگر جسطرح خدا کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین ہوتا اسی طرح اوسکے نبی کے کام بہی معرفت و مصلحت سے پُر ہوتے ہین لوگون نے تو کہا کہ مسلمانون نے ذلت اور خواری اختیار کر کے صلح کر لی مگر واقع مین اوسے فتح سمجہنا چاہئے۔ اوس سے بہت کام بنگئے اور فائدہ کثیر ہوا۔ اس آغاز کا انجام آپ کو خوب معلوم تہا اس لئے آپنے اصحاب کو مغموم ہونے دیا مگر اسکو کر لیا۔ تفصیل

اس اجمال کی یہ ہے کہ جو مسلمان کفار کے ڈر سے مکہ مین اپنا اسلام چھپائے بیٹھے تھے وہ کھلم کھلا
مسلمان ہو گئے اور کفر و اسلام کی بحث بر سر بازار مکہ مین ہونے لگی قرآن پاک کی تلاوت وہان
پکار پکار کے ہوتی تھی اور لوگ اوس کتاب پاک کے پند و نصائح پر مفتون ہو کے اسلام لاتے
تھے اس صلح کے بعد جتنے آدمی مسلمان ہوے اوس سے پہلے ہرگز نہ ہوے تھے آزادی
نے اپنی رحمت کے پر پھیلا دئیے اور لشکر کے لشکر اسلام کے سایہ مین آنے لگے۔ پس جسے
ظاہر مین لوگ ذلت کہتے تھے وہ باطن مین خدا کی عنایت ہو گئی۔ ابتو ہر موافق و مخالف اور دوست
و دشمن کہنے لگا کہ حضرت نے وہ بات کی جو عادات بشریہ سے الگ اور قدرت الٰہی کا محض نمونہ
ہے۔ مسلمان اوسوقت جماعت کفار سے کمزور نہ تھے۔ ہر مسلمان چاہتا تھا کہ مجھے لشکر کفار پر
چھوڑ دو یا تو اونکو فی النار کر دونگا یا خود اپنی جان دیدونگا اسپر بھی آنحضرتؐ نے وہ فروتنی اور انکسار
اختیار کیا کہ انبیاے پیشین مین سے کسی نے ایسا نہین کیا تھا اور دن کی فروتنی کو اگر لاچاری
کہین تو ہو سکتا ہی مگر صاحب مقدور ہو کے دب جانیکا نام فروتنی ہی جسکا نتیجہ یہ ملا کہ اگر پہلے دس مسلمان
ہوتے تھے تو اب سو ہو گئے اور چارون طرف ڈنکا اسلام کا بجنے لگا۔ جب حضور رونق افروز مدینہ ہوے تو
ابو بصیر عتبہ بن اسعد ابن حارث ثقفی مسلمان ہو کر حاضر دربار ہوا۔ اوسکے پیچھے ہی دو آدمی قریش کے
لینے کو آن موجود ہوے۔ حکم ہوا کہ لیجاؤ۔ اگرچہ ابو بصیر نے واویلا مچائی مگر حضرتؐ نے یہی جوابدیا کہ ہم شرط
کر چکے اب کیا ہو سکتا ہے تم جاؤ اور صبر کرو خدا تمہین رہائی دیگا۔ ابو بصیر لاچار ہو کر مکہ روانہ ہوا۔
جب یہ تینون موضع ذوالحلیفہ مین پہونچے تو ابو بصیر نے مسجد مین جا کر نماز پڑھی تینون ملکر کھانا کھانے
ایک ہی دسترخوان پر بیٹھے آپسمین کچھہ ذکر تلوار کا ہونے لگا اونمین سے ایک نے اپنی تلوار دکھانے کو
نکالی ابو بصیر نے کہا ذرا مین دیکھون اوسنے دیدی۔ ابو بصیر کے ہاتھہ مین جب حربہ آگیا تو فوراً ایک کو
دوزخ پہونچا دیا اور دوسرے کے پیچھے پنجہ جھاڑ کے پڑا۔ وہ بھاگا ہوا مدینہ مین آیا۔ رسولؐ خدا

دور سے اوسکو دیکھکر سمجھے کہ ڈر کے مارے بہاگا ہے۔ اوسنے پاس آکر عرض کی کہ ابوبصیر نے میرے ایک ساتھی کو تو مار ڈالا اب میرے پیچھے پڑا ہے۔ اتنے مین ابوبصیر بہی آن پہونچا اور بولا کہ یا رسول اللہ آپنے تو اپنے عہد کی پیروی کرکے مجھے اونکے ساتھہ کردیا تہا خدا نے میرے اوپر عنایت کی۔ حضرت نے فرمایا تو بڑا آگ لگانیوالا ہے اگر تجھسا ایک اور تیرے ساتھہ ہوتا تو معلوم نہین تو کیا غضب ڈہاتا۔ ابوبصیر ڈرا کہ کہین اب مجھے قریش کے حوالہ نہ کردین فوراً بہاگ کے ساحل سمندر پر موضع عیص مین جا پہونچا۔ ابوجندل ابن سہیل نے جب ابوبصیر کا حال سنا تو وہ بہی داؤ پیچ کرکے بہاگا اور اوسی سے جا ملا اسکے بعد اہل مکہ مین جو مسلمان ہوتا تہا اونہین مین جا کے شامل ہوجاتا تہا رفتہ رفتہ ساٹہہ ستر آدمی ہوگئے اور سب نے یہ ڈہنگ اختیار کیا کہ جہان کفار کو پاتے اون سے لڑنے لگتے۔ قریش کے قافلے جو اودہر سے گذرتے اونہین لوٹ لیتے تہے۔ مشرکونکا دم ناک مین آگیا اور ابوسفیان بن حرب کی معرفت یہ پیام آنحضرت کی خدمت مین بہیجا کہ حضرت ہم صلحنامہ کی اوس شرط سے درگذرے آپ مسلمانون کو مکہ سے اور اوہار اودہر سے سمیٹ سماٹ کے اپنے پاس بلا لیجیئے ہم کسی کا دعوی نہین کرینگے۔ جسوقت ابوسفیان آپکے سامنے پہونچا ہے تو آپ نے اصحاب کی طرف نظر کی۔ سب نے گردنین نیچی کرلین اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ کی عقل کے برابر ہماری عقل کب ہوسکتی ہے ہمنے اپنی نادانی سے اس شرط کو مضر مطلب اور ذلت سمجہا تہا۔

خیر اسوقت قریش کی خاطر بہر کی گئی اور آپنے ایک حکمنامہ ابوبصیر کے نام جاری کیا کہ تم اور تمہارے ساتھی سب ہمارے پاس چلے آؤ۔ یہ فرمان واجب الاذعان اوسوقت پہونچا جب ابوبصیر نزع کی حالت مین تہے۔ نامۂ مبارک کو ہاتہہ مین لیتے ہی روح پرواز کرگئی اور جسم سے پہلے قدم مبارک پر جا پڑی۔ طلب ہو تو ایسی ہو۔ اور جان نثار ہون تو ایسے۔ ابوجندل نے غسل

یست دیکے تجہیز و تکفین کی اور وہان مسجد بنوا کے سب کے سب مدینہ مین آ گئے۔

غرضکہ صلح حدیبیہ کے بعد سارے ملک عرب مین مسلمانون کی بادشاہت تو نہین ہوئی لیکن اتنا ضرور ہو گیا کہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہنا کوئی جرم نرہا - ہر شخص اطمینان کے ساتھہ کہلم کہلا ارکان اسلام ادا کرتا تہا اور دوسرون سے کہتا تہا کہ مسلمان ہونا بڑی نعمت ہے - یون کہنا چاہیئے کہ مکہ چہوڑے صرف چہہ برس ہوے تہے کہ سارا عرب تعلیم توحید سے گونج گیا - منکرون کو اختیار ہے کہ چاہے اوسے جہوٹا کہین یا سچا -

باآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	گلیم بخت کسے راکہ بافتند سیاہ

صاحب قرۃ العیون فرماتے ہین کہ حدیبیہ ایک گانوءن مکہ سے نو کوس کے فاصلہ پر واقع تہا اصل مین حدیبیہ ایک درخت یا کنوئین کا نام ہے جس سے اوس جگہہ کا نام ہی حدیبیہ ہو گیا - آنحضرت کے زمانہ مین تو اوسکا وجود تہا مگر صحابہ کے عہد سے وہ مقام بے نام و نشان ہو گیا -

حدیث مین ہے کہ جو لوگ بیعۃ الرضوان مین شامل تہے دوزخ اون پر حرام ہے - اور ایک روایت مین ہے کہ حدیبیہ مین جو مسلمان آنحضرت کے ہمرکاب تہے وہ قطعی جنتی ہین -

سہیل بن عمرو جنہون نے کفار کی طرف سے آکے صلحنامہ کی تکمیل کی قریش کے خطیب تہے یہ وہی ہین جنکا ذکر ہم جنگ بدر مین کر آئے ہین اور جنکے لئے حضرت عمر فاروق نے فرمایا تہا کہ اسکے دانت توڑ ڈالو یہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گئے تہے -

حضرت سہیل نے سنہ ۱۸ ہجری بمقام عمواس طاعون سے وفات پائی اور بعض کا قول ہے کہ جنگ یرموک مین شہید ہوے - ابوجندل اونکے صاحبزادے بہی عمواس ہی مین طاعون سے فوت ہوے - انا للہ وانا الیہ راجعون

اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ قریش نے پچاس آدمی لشکر اسلام مین جاسوسی کے لئے بہیجے تہے

اور اون سے یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ تمکو اکیلا دوکیلا کوئی مسلمان ملے تو پکڑ لانا۔ حسن اتفاق سے محمدؓ بن مسلمہ اپنے ہمراہیون کے ساتھہ گشت مین تھے کہ یہ لوگ اونہین ملے وہ اونکو گرفتار کر کے دربار نبوی مین لیے آئے حکم ہوا کہ اچھا انکو قید رکھو۔ سہل یا سہیل بن عمرو نے اون پچاسون کو طلب کیا۔ آنحضرت۔ نے فرمایا کہ ہمارے آدمی عثمان بن عفان اور اونکے ہمراہی جو تمنے گرفتار کر لئے ہین یہان حاضر کرو تو ہم تمہارے آدمیون کو واپس دینگے۔ اسپر خویطب بن عبدالعزیٰ مکرز بن حفص اور سہیل مین مشورہ ہوا۔ اور ایک آدمی قریش کے پاس بہیجا گیا۔ حضرت عثمانؓ معہ اپنے دسون ہمراہیون کرز بن جابر۔ عبداللہ بن سہیل۔ عباس بن ربیعہ۔ ہشام بن العاص۔ حاطب بن ابی بلتعہ۔ حاطب بن عمر۔ عبداللہ بن حذافہ۔ ابو الروم بن عمیر۔ عمیر بن وہب اور عبداللہ بن امیہ۔ کے اپنے لشکر مین آگئے۔ قریش کے پچاسون آدمی بھی اوسی وقت مکہ روانہ کر دئے گئے۔ اور ایک روایت یون ہے کہ جب صلحنامہ تحریر ہوچکا تو سہیل کو نظر بند کر لیا اور کہا کہ جب عثمان اور اونکے ساتھی آجائینگے تو ہم تمکو جانے دینگے۔ سہیل نے قریش کو لکھا چنانچہ حضرت عثمان تشریف لے آئے پھر سہیل بھی روانہ ہوے۔ صلحنامہ لکھنے کے لئے آنحضرت نے اوس بن خولی انصاری کو طلب کیا تھا مگر سہیل نے کہا کہ علی یا عثمان سے لکھواؤ کیونکہ یہ دونون آپ کے داماد اور عصبات ہین اس لئے حضرت علی تجویز کئے گئے۔ ایک روایت ہے کہ جب صلحنامہ مین سے محمد رسول اللہ کا لفظ چھیلنے سے علی مرتضیٰ نے انکار کیا تو آنحضرت نے اوسکی جگہہ شیر خدا سے پوچھکے خود اپنے ہاتھہ سے اوسکو چھیلدیا اور حضرت علی سے وہان پر ابن عبداللہ بنوادیا۔ حراش بن امیہ بن فضل خزاعی حجام سے آنحضرت نے اپنے سر کے بال منڈوای تھے

روایت ہے کہ حضرت ابو بصیر عتبہ بن اسد ثقفی جو حلیف بنی زہرہ کے تھے مکہ مین مسلمان ہوے اور وہان سے چلکے سات دن مین مدینہ پہونچے۔ کفار قریش نے اونکی

واپسی کے لئے بنی عامر مین سے ایک آدمی کو روانہ کیا۔ اور اسکے ہمراہ اوسکا نوکر کوثر بھی تھا۔ ابی بن کعب نے قریش کا خط پڑہکے آنحضرت کو سنایا۔ حضور نے ابوبصیر کو عامری کے ساتھہ کردیا جسے ابوبصیر نے ذوالحلیفہ مین مار ڈالا اور کوثر بھاگ کے حضور بنوی مین پہونچا۔ ابوبصیر بھاگے تو عیص مین وارد ہوے۔ حضرت عمر فاروق رضہ نے ابوجندل بن سہیل کو اس امر کی اطلاع کردی۔ ابوجندل بھی عیص چلے گئے اور اسی طرح تین سو مسلمان وہان جمع ہوگئے۔

حضرت واقدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ بعض آدمیون کو بیعۃ الرضوان ناگوار گذری تھی چنانچہ حد بن قیس الانصاری اور عمرو بن عوف اونٹون کے پیچھے چھپ رہے یہان تک کہ سب لوگ بیعت کرچکے پر اونہون نے بیعت نہ کی۔ اور عبد اللہ بن ابی نے درد کا بہانہ کرکے بیعت سے انکار کردیا۔

جب لشکر اسلام مین صلح کی خبر عام ہوگئی اور لوگون کو یقین ہوا کہ ضرور ہی ہوگی تو مہاجرین مین سے اکثر لوگ اپنے عزیزون اور قریبون کی ملاقات کے لئے مکہ چلے گئے۔۔ قریش نے اونکو وہان گرفتار کرلیا۔ جب یہ خبر اصحاب کو ملی تو یہ لوگ دوڑ پڑے اور مکہ مین جاکر دیکھا کہ بہت سے لوگ خانہ کعبہ کے گرد جمع ہین اون سبکو رسیون مین جکڑکے آنحضرت کے پاس لے آے۔ رات کو چہہ آدمی قریش کے اپنی بیوقوفی کے زور مین حدیبیہ چلے آے اور تاریکی مین لشکر اسلام پر تیر چلانے لگے۔ اوسوقت اگرچہ مسلمانون کو پریشانی تو ہوئی مگر صبر کیا جب صبح ہوئی تو بہت سے غازی مکہ کی طرف گئے اور اہل مکہ کو جبل کے قریب جالیا۔ دونون جانب سے تیر و سنگ چلنے لگے۔ یہانتک کہ مسلمانون نے اونکو مار مار کے گھرون مین داخل کردیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف وجوانب کے بادشاہون کے نام خطوط روانہ فرمائے

جناب رسالتمآب صلعم کو اب یہ منظور ہوا کہ سلاطین عجم بہی دولت اسلام سے محروم نرہین چاہئے کہ اونکو بہی دین متین کے فوائد۔ قرآن کے فضائل۔ اسلام کے اوصاف۔ توحید کی کیفیت اور معرفت آلہی کی سیدہی راہ بتادی جائے۔ اصحاب نے صلاح دی کہ اگر بادشاہون کو نامے روانہ کئے جائینگے تو مہر کی ضرورت ہوگی کیونکہ کوئی بادشاہ بے مہر کے خط کو چہوتا بہی نہین۔ اسلئے آنحضرت نے حکم دیا کہ انگوٹھی بنائی جائے۔ فوراً سونیکی انگوٹھی بنکر تیار ہوگئی۔ اس خبر کے عام ہوتے ہی اصحاب ذی مقدور نے بہی اپنے واسطے طلائی انگشتریان بنوالین۔ وحی نازل ہوئی کہ مردون کو سونا پہننا حرام ہے۔ آنحضرت نے فوراً انگوٹھی اوتار ڈالی پہر توسبکو دور کرنا پڑین۔ اور ایک چاندی کی انگوٹھی جسکا نگین بہی چاندی ہی کا تہا بنوائی اور اوسپر تین سطرین کہودی گیئین۔



(۱) اللہ (۲) رسول (۳) محمد

پہر آپ کی تقلید کرکے بعض اصحاب نے بہی چاندی کی انگوٹھی پہنی۔

جب مہر تیار ہوگئی تو چہ۶ بادشاہون کے نام خط لکھے گئے۔ جنکے نام ذیل مین مندرج ہین۔

۱- نجاشی بادشاہ حبش۔

۲- ہرقل اعظم بادشاہ روم۔

۳- کسرے حاکم مدائن۔

۴- مقوقش شاہ مصر۔

۵- حارث ابن ابی سمر غسانی بادشاہ دمشق۔

۶- ہوذہ ابن علی حنیفی سرگروہ یمامہ -
چھہ اصحاب جنکے اسماے گرامی ذیل مین مندرج ہین اون مقدس نامون کولیکر روانہ ہوے
۱- حضرت عمرو بن امیہ ضمیری حبش روانہ ہوے -
۲- جناب دحیہ کلبی روم کی طرف نہضت فرما ہوے -
۳- حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی مدائن سدہارے -
۴- جناب حاطب ابن ابی بلتعہ مصر کی طرف تشریف لے گئے -
۵- شجاع ابن ابی ذہب رضی اللہ عنہ نے دمشق کی طرف کوچ کیا -
۶- حضرت سلیط ابن عمرو عامری یمامہ کی سمت گئے -
خدا کی قدرت اور آنحضرت کا اقبال ایسا تہا کہ جو شخص جس قوم کی طرف گیا وہان پہونچتے پہونچتے بخوبی اوس قوم کی زبان سمجھنے اور بولنے لگا -

۱- حضرت عمرو ضمیری جب حبش مین رونق افروز ہوے تو آنحضرت کا فرمان عالی شان نجاشی شاہ حبش کو دیا - نجاشی نے اوس مکتوب کی بڑی عزت وتوقیر کی - اور خط دیکھتے ہی تخت سے نیچے اوتر کہڑا ہوا - پہر نامہ فیض شمامہ کو لیکر زمین پر بیٹھ گیا اور آنکھون سے لگایا اور اپنے وزیر کو دیکر کہا کہ پڑہو اسمین کیا لکھا ہے - اوس نے یون پڑہنا شروع کیا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ خط ہے محمد رسول اللہ کا نجاشی شاہ حبش کے نام - حمد وثنا ہے اوس خداے برحق اور قادر مطلق کی جو دونون جہان کا بادشاہ ہے - وہ سب عیوب ونقصانات سے پاک اور جمیع خواہشات سے مبرا ہے وہی بے نیاز ہے اور ہم تم سب اوسکے بندے ہین وہ اپنے نشانات ظاہر اور معجزات باہر دیکر اپنے پیغمبرون کو سچا کرتا ہے - وہی اپنے بندون کو قیامت کے عذاب سے بچانے والا - اور اونکو عالی مراتب پر پہونچانے والا ہے - وہی سب سے

زبردست اور سب پر غالب - وہی دانا جبار اور متکبر ہے - مین گواہی دیتا ہون کہ عیسٰی خدا کا بندہ اوسکی روح اور اوسکا کلمہ ہے - اور مریم روح و کلمہ کے باعث حاملہ ہوئی - خدا نے عیسٰی کو اپنی روح سے پیدا کیا تھا جو مریم کے پیٹ مین رکھدی گئی تھی جیسے کہ اوس نے آدم کو اپنے لطف و کرم سے بغیر مان باپ کے پیدا کیا اور اوسمین اپنی روح پھونکدی - نجاشی مین تجھے خدا کی طرف بلاتا ہون - اس سے پہلے مین نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو تیرے پاس بھیجا تھا اوسکے ساتھ اور بہت سے مسلمان بھی تھے - تجھے مناسب ہے کہ غرور کو بالاے طاق رکھکے میری نصیحت مان لے - والسلام علی من اتبع الہدیٰ -

نجاشی شاہ حبش نے نامۂ نامی سنتے ہی کلمہ شہادت پڑھا اور آنحضرت صلعم کی رسالت کا صدق دل سے مقر ہوا - پھر کہا کہ مجبور ہون ورنہ مین خود خدمت شریف مین حاضر ہو کے زیارت سے مشرف ہوتا - اور نامۂ نامی کے جواب مین یون لکھا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - یہ عرض ہے محمد رسول اللہ کی خدمت مین - خدا کا سلام اور رحمت اور برکتین تم پر ہون - سواے اوس خدا کے جس نے تمھین بھیجا ہے کوئی الوہیت کے لایق نہین اوسی خدا نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی ہے - آپکا نامہ شریف پہونچا مسیح کی جو صفت آپنے لکھی ہے واللہ اوس سے زیادہ جو کوئی کہتا ہے جھوٹ ہے جو شریعت حضرت جعفر رضی اللہ عنہ میرے پاس لاے تھے اوسے مین خوب سمجھ چکا ہون اور جانتا ہون - مین گواہی دیتا ہون کہ آپ خدا کے سچے نبی ہین اور اگلی کتابون اور گذشتہ پیغمبرون نے آپکی خبر دی ہے - مین نے آپکے ساتھ بیعت کی اور آپکی ہدایت سے ایمان اور اسلام لایا مین اپنے بیٹے کو حضور کے دربار پر انوار مین روانہ کرتا ہون اگر آپ کا ارشاد ہو تو مین خود بھی حاضر ہون - مین گواہ ہون کہ آپ جو فرماتے ہین سب سچ ہے - والسلام علیک یا رسول اللہ -

نجاشیؒ نے یہ جواب لکھکر ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا نکاح آنحضرت کے ساتھہ کیا۔ اور خالد ابن سعید ابن العاص وکیل بنے اور بادشاہ نے خود خطبہ پڑہا۔ حضرت ام حبیبہ مہاجرات حبشہ مین سے تہین۔ پہر نجاشی نے سامان سفر مہیا کر کے حضرت عمرو بن امیہ ضمیری کو معہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بہت احترام کے ساتھہ مدینہ روانہ کر دیا۔ اور نامہ مبارک کو ایک ہاتھی دانت کے ڈبہ مین رکھکے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ اسے تبرک سمجھہ کے بحفاظت رکھنا جب تک تمہارے پاس یہ رہیگا تم پہلو پہولو گے اور تمہارے ملک مین خیر و برکت رہیگی۔

۲۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ مکتوب لیکر بصریٰ پہونچے۔ کیونکہ آنحضرت نے فرمایا تہا کہ اسے حاکم بصریٰ کے پاس پہونچا دو وہان سے جب کوئی آدمی تمہارے ساتھہ کردیا جائے تو ہرقل کے پاس جانا۔ جناب دحیہ جب بصریٰ مین پہونچے تو حاکم حمص مین تہا۔ اور ہرقل بیت المقدس مین آیا ہوا تہا۔ کیونکہ اوس نے منت مانی تہی کہ اگر رومی فارس والون پر غالب آجائینگے تو مین پیادہ پا بیت المقدس کی زیارت کرونگا اور شکرانہ کی نماز پڑہونگا۔ اسوقت اہلکاران بادشاہ نے قسطنطنیہ سے بیت المقدس تک راہ مین فرش بچہا دیا تہا اور راستہ کے دونون طرف پہولون۔ گلدستون گہملون اور بندہن هارون سے آراستگی کردی تہی۔ غرضکہ ہرقل اس تنزک و احتشام سے بیت المقدس آیا اور اپنی نذر پوری کی۔ وہین ایک دن اوسکے لئے تخت مرصع بچہایا گیا اور وہ اوسپر بیٹہا مگر چہرہ پر کمال حزن و ملال اور دل مرجہایا ہوا بدحواس تہا۔ ہرقل علم نجوم سے خوب واقف تہا اور اجرام فلکی کے آثار اچہی طرح بتا دیتا تہا۔ اراکین دولت اور ہوا خواہان مملکت نے اوسکی یہ بدحالت دیکہی تو باعث دریافت کیا۔ اوس نے جواب دیا کہ رات کو جو مین نے ستارون کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ختنہ کئے ہوئے لوگ پیدا ہوئے ہین وہ اس ملک کو فتح کرینگے۔ ذرا دریافت تو کرو کہ فی زمانناکن لوگون مین رسم ختنہ جاری ہے۔ لوگ بولے اس زمانہ مین تو سوائے

یہودیون کے اور کوئی قوم ختنہ نہین کراتی - آپ مغموم کیون ہوں ہم چارون طرف کے حکام کو فرمان بھیجے دیتے ہین کہ یہودیون کا زن بچہ اور چوپا چوہا قتل کیا جاے وہ جب دنیا مین نہ رہینگے تو حضور کا مقابلہ کون کریگا - دربار مین یہ گفتگو ہو رہی تہی کہ اوسی وقت حاکم بصری کا آدمی پہونچا اور ایک عرب کو اپنے ہمراہ لایا جو آنحضرت کے حال سے خوب واقف تہا - ہرقل نے عرب سے کہا کہ آپ کا کچھ حال بیان کرو - وہ بولا کہ ہم مین ایک شخص پیدا ہوا ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا اور لوگون کو اپنے دین کی طرف بلاتا ہے - ایک جم غفیر اوسکا پیرو اور مطیع ہوگیا ہے لیکن بہت لوگ ایسے بہی ہین جو اوسکی تکذیب کرتے ہین اور اوس سے دشمنی اور مخالفت رکہتے ہین - ہرقل نے کہا کہ دریافت کرو کہ اس عرب کا ختنہ ہوا ہے یا نہین معلوم ہوا کہ ہوگیا ہے - اور عرب سب ختنہ کرتے ہین اس پر ہرقل نے پکار کے کہدیا کہ جو بات مین نے ستارون سے دریافت کی تہی وہ سچ ہے پہر دحیہ کلبی معہ عدی بن حاتم کے حاکم بصری کے بہیجے ہوے آے - بادشاہ کے ایک مصاحب نے حضرت دحیہ سے کہا کہ ہرقل کے سامنے جاکر اوسے سجدہ کرنا - اونہون نے جوابدیا کہ مین بجز خدا کے کسی کو سجدہ نہ کرونگا - غرضکہ جسوقت دحیہ بادشاہ کے سامنے گئے تو سجدہ نہین کیا - اور آنحضرت کا نامہ گرامی اوسے دیدیا - ایک عربی دان پڑہنے اور ترجمہ کرنیکو بلایا گیا مضمون یہ تہا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ نامہ محمد رسول اللہ نے ہرقل اعظم روم کو لکہا ہے - سلام اوس شخص کو جو سیدہی اور سچی راہ کی پیروی کرے - اے ہرقل مین تجہے اسلام کی طرف بلاتا ہون تو مسلمان ہوجا اس سے تیرے دین و دنیا دونون سدہر جائینگے بلکہ خدا اوسکے بدلے مین تجہے دونا دیگا - اگر تونے انکار کیا تو سمجہے رہنا کہ تیرے سارے ملک کی رعایا کا وبال تیرے سر رہیگا - قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○

ترجمہ - اے اہل کتاب تم اوس بات پر آجاؤ جو ہم تم دونون مین مشترک ہے یعنی ہم تم سوائے خدا کے کسی کی عبادت نکرین اور کسی کو اوسکا شریک نہ مانین - ہم مین سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ ٹہیرائے اور جو کوئی اس سے گردن کشی کرے تو اوس سے کہدو کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہین -

جب ہرقل سب مضمون سُن چکا تو بولا کہ کسی اور کو میرے سامنے لاؤ - مسلمان تو کوئی نہ ملا - مگر اتفاقاً ابوسفیان بطریق تجارت وہان جا نکلا تہا اوسے لئے آئے اور کہا کہ محمد کی قوم کا ایک آدمی تو یہ موجود ہے اور اونکے حالات سے خوب واقف ہے اگر آپ کچھہ پوچھنا چاہتے ہین تو اس سے پوچھہ لین - ہرقل ابوسفیان کی طرف مخاطب ہوا - ابوسفیان بولا کہ مین محمد کا قریب ترین رشتہ دار ہون وہ میرے چچازاد بہائی ہوتے ہین - ابوسفیان کہتا ہے کہ اتنا سنکر ہرقل نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا اور میرے ساتہیون کو میرے پیچھے بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا اگر ابوسفیان کوئی خلاف بات کہے تو تم لوگ ہمین مطلع کرنا - ابوسفیان کا قول ہے میرا ارادہ تہا کہ جہان تک مجھہ سے ہوسکے جھونٹ بولون اور آنحضرت کی برائیان پیٹ بھر کے کرون مگر اوسوقت اپنے ساتہیون کے سامنے جھونٹ بکنے سے شرم آئی - پس ہرقل نے مجھسے چند سوال کئے جو معہ جواب کے یہ ہین -

اوس شخص مدعی بنوت کا حسب ونسب تم مین کیسا ہے -

ابوسفیان - بہت اچھا اور نہایت شریف -

ہرقل - اوس سے پہلے قوم قریش مین کسی اور نے بہی نبوت کا دعوی کیا ہے -

ابوسفیان - نہین -

ہرقل - اوسکے آبا واجداد مین سے کوئی بادشاہ تہا -

ابوسفیان - نہین -

ہرقل - عرب کے شرفا اور ذی مقدور اوسکے پیرو ہین یا فقیر اور مسکین -

ابوسفیان - زیادہ تر ضعیف اور مسکین لوگ اوسپر ایمان لائے ہین -
ہرقل - کیا اوسکے تابعدارون کی جماعت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے -
ابوسفیان - مسلمانون کی تعداد دن دونی رات سوائی ہوتی ہے -
ہرقل - کبھی کوئی اوسکے دین مین شامل ہوکے اوس سے پھر بھی جاتا ہے -
ابوسفیان - ہرگز نہین - وہان تو ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد کا معاملہ ہے -
ہرقل - دعوائے پیغمبری کرنے سے پہلے لوگ اوسے جھوٹا سمجھتے تھے یا سچا -
ابوسفیان - اوسنے پہلے کبھی جھوٹ نہین بولا بلکہ پیغمبری کا دعوی کرنے سے پہلے تو لوگ اوسے امین کہتے تھے -
ہرقل - وہ کبھی عہد شکنی کا بھی مرتکب ہوا ہے یا نہین -
ابوسفیان - نہین آج تک تو اوسنے کبھی خلاف عہد نہین کیا - مگر اب ہم لوگون مین اور اوسمین صلح کا عہد و پیمان ہوا ہے - دیکھین اپنے اس وعدہ کو بھی وفا کرتا ہے یا نہین -
ابوسفیان کا قول ہے کہ اور سب سوالون کے جوابون مین تو مجھے جھوٹ بولنے کی جرائت ہوئی نہین مگر اس جواب مین ذرا سی جگہہ جو ملگئی تو کہدیا کہ دیکھین ہمارے ساتھہ بھی وہ اپنا قول پورا کرتا ہے یا نہین تاکہ ہرقل کو فی الجملہ کچھہ بے اعتباری پیدا ہو جائے مگر ہرقل نے میرے پچھلے الفاظ سنے ہی نہین اور آگے پوچھہ اوٹھا -
ہرقل - کبھی تم مین اور اوسمین کوئی مقاتلہ اور محاربہ بھی ہوا ہے -
ابوسفیان - ہان ہان بارہا -
ہرقل - اوسکا نتیجہ کیا ہوا -
ابوسفیان - کبھی وہ جیتے اور کبھی ہم - چنانچہ جنگ بدر مین اونکی فتح ہوئی اور جنگ احد مین ہم غالب رہے

ہرقل - وہ کہتا کیا ہے اور کن کن باتون کا حکم دیتا ہے -
ابوسفیان - کیا بتائین - کہتا ہے کہ اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دو - وہ کافر اور مشرک تھے بتون کو توڑ ڈالو - بے ہمتا خدا کی عبادت کرو اوسکا شریک کسیکو نہ جانو - روزہ رکھو - نماز پڑہو - زکوٰۃ اور صدقہ دو سچ بولو - پاک صاف رہو - اپنے رشتہ دارون پڑوسیون دوست آشنا اور یتیمون مسکینون اور مسافرون سے بسلوک پیش آؤ -

اسکے بعد ہرقل اپنے درباریون سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ انبیاے پیشین حسباً و نسباً اچھے ہوے ہین تاکہ قوم کو اونکی پیروی سے شرم نہ آے اسی لئے مین نے ابوسفیان سے محمد کا حسب و نسب دریافت کیا تہا سو معلوم ہوا کہ وہ از روے شرافت خاندانی بہت اچھے ہین -

اگر قریش مین سے پہلے کسی اور نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو سمجھا جا سکتا تہا کہ محمد نے اوسکی پیروی کی ہوگی مگر معلوم ہوا کہ یہ بات ہی نہین ہے وہان قوم بہر مین اور کوئی نظیر ہی نہین ملتی -

ابوسفیان نے تم لوگون کے سامنے کہا کہ محمد کے باپ دادون مین سے کوئی بادشاہ نہین ہوا اگر ہوا ہوتا تو ہم یہ سمجھتے کہ اپنے آبا و اجداد کی اولو العزمی اونہین وراثتاً پہونچی ہے اور وہ نبوت کے پردہ مین اپنا موروثی ملک حاصل کیا چاہتے ہین -

تم نے سنا کہ محمد کے مقلدون کی ترقی روز بروز ہوتی جاتی ہے سو حق کی تاثیر ہی یہ ہے کہ دبانے سے بہی نہین دبتا اور دل مین گھر کرتا چلا جاتا ہے -

مین نے دریافت کیا تہا کہ کوئی اوسکے دین مین داخل ہو کے برگشتہ بہی ہو جاتا ہے یا نہین معلوم ہوا کہ جو اون مین شامل ہوتا ہے پہر الگ نہین ہوتا - ظاہر ہے کہ آدمی کی تسلی ہو جاتی ہے جب اوسکا مزہ اور حلاوت آ گئی تو پہر اوس سے نکلنے کو جی نہین چاہتا سچے دین و ایمان کی یہی شناخت ہے -

ابوسفیان کہتا ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کبھی جہوٹ نہین بولا پہر اب کیسے بولیگا جھوٹے کی عادت شروع سے معلوم ہو جاتی ہے اوسکے لچھن چھپتے نہین۔

پیغمبر لوگ طالب دنیا نہین ہوتے اسلیئے اون سے غدر و بیوفائی بہی ظہور مین نہین آتی اور تم نے سُن لیا کہ محمد نے کبھی وعدہ خلافی نہین کی۔

جہاد و جنگ مین انبیاے سابق کا حال یہ تہا کہ کبھی وہ غالب ہوتے تہے اور کبھی مشرکین یہی کیفیت تم نے محمد کی سنی آخر الامر سچ ہی کا بول بالا رہیگا۔

پیغمبرون کے صفات حمیدہ اور خصائل پسندیدہ مقتضی اس امر کے ہین کہ وہ شرک و کفر سے روکین اور نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ کا حکم دین یہی سب باتین تم نے محمد مین سُنلین۔

اے حاضرین دربار تم بہت جلدی دیکھو گے کہ وہ ہمارے ملک کا بہی مالک ہو جائیگا۔

مجھے نجوم سے معلوم ہو گیا تہا کہ ایک پیغمبر پیدا ہو گا مگر یہ اب سمجھ مین آیا کہ عرب مین موجود ہے۔

اگر مین اوسکے پاس پہونچ سکتا تو کمال اطاعت اور بندگی بجا لاتا اور اوسکے قدم مبارک دہو دہو کر پیتا۔

ہرقل بادشاہ روم کی گفتگو سن کے ابوسفیان کے ہوش اوڑ گئے اور سمجھا کہ اب محمد کے بخت کا ستارہ چمکا ایسا بڑا بادشاہ اوسکی طرفداری کر رہا ہے اس لئے از راہ بغض و عناد بول اوٹہا کہ جہان پناہ آپ نے اوسکی وہ باتین تو سنی ہی نہین جو محالات سے ہین یعنی وہ کہتا ہے کہ مین ایک ہی رات مین مکہ سے بیت المقدس گیا اور وہان سے لوٹ کے بہی آگیا۔ اس سے اوسکا سراسر لغو اور جہوٹا ہونا پایا جاتا ہے۔

ابوسفیان ابہی اپنی یہ بات تمام نہین کر چکا تہا کہ حاضرین دربار مین سے ایک شخص تڑ سے بول اوٹہا کہ حضور سچ ہے مین خدا مان بیت المقدس مین سے ہون۔ ایک رات حسب معمول مین نے چاہا کہ دروازے بیت المقدس کے بند کرون بہت زور مارا مگر کوئی پٹ اپنی جگہہ سے نہ ہلا

مین نے متحیر ہو کے اور لوگون کو اپنی مدد کے لئے بلایا اور سب نے ملکے سر ٹپکے مگر کسی کواڑ نے جنبش نہ کی آخر ہار کے خاموش ہو رہے اور دروازہ وا چھوڑ کے سو گئے صبح دیکھتے ہین تو دروازہ بند تہے اور صحن مین لوگون کے آنے کے نشان پائے جاتے تہے۔ آج مجھے معلوم ہوا کہ غالباً یہ وہی رات تھی جسکا ذکر ابوسفیان کرتا ہے۔ ہرقل تو خادم بیت المقدس کا بیان سنکر حیران رہگیا مگر ابوسفیان بہت نادم ہوا کہ دیکھو مین نے بڑی دیر مین ایک بات نکالی تھی اوسکی تردید بہی فوراً ہو گئی۔

اب ہرقل نے حکم دیا کہ آنحضرت کا نامہ پڑہا جائے۔ ابوسفیان کا قول ہے کہ نامہ مقدس کے ختم ہونے کے بعد مین نے غور سے دیکھا تو بادشاہ کی پیشانی سے پسینا ٹپک رہا تھا اور دربار مین عالم حیرت چھایا ہوا تھا۔ بادشاہ نے مجھکو اور میرے ساتھیون کو رخصت کر دیا۔ مین نے باہر آ کے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ یارو یہ تو بڑا غضب ہوا کہ ہرقل بہی ابن ابی کبشہ کا معتقد ہو گیا اب اوسکا دین ترقی کر جائیگا۔

واضح ہو کہ ابن ابی کبشہ ایک ساحر عرب مین گذرا ہے جس سے امور عجیبہ وقوع مین آیا کرتے تہے اوس نے قریش سے مخالفت کر کے بت پرستی چھوڑ دی تھی اور ستارۂ شعری یمانی کو پوجنے لگا تھا اس لئے کفار عرب آنحضرت کے معجزات دیکھکے بمصداق فکر ہر کس بقدر ہمت اوست آپکو بہی ابن ابی کبشہ کہنے لگے تہے۔

الغرض ہرقل آنحضرت صلعم کا مکتوب خوش اسلوب سنکر دحیہ کلبی سے بولا کہ مین محمد کے پیغمبر برحق اور نبی کامل ہونے کا مقر ہون اون کے ہم منتظر تہے اور ذکر اونکا کتب سماوی مین آچکا ہے۔ مگر ڈر ہے تو اس بات کا کہ اگر مسلمان ہو جاؤنگا تو رومی مجھے جیتا نچھوڑینگے۔ تم ایک کام کرو کہ سیدہے شہر رومیہ کو چلے جاؤ وہان ایک شخص صنغاطر نام عیسائیونکا بڑا عالم دانشمند اور بزرگ رہتا ہے۔ میرا یہ خط اوسے دینا اور سب حال کہنا دیکھو وہ کیا جواب دیتا ہے۔ حضرت دحیہ کلبی اوس شہر مین داخل

ہوے اور بادشاہ کا خط دیگر مختصر طور سے اوصاف محمدی اوس سے بیان کئیے۔ صنغاطر بولا کہ بیشک وہ خدا کا سچا نبی ہے اوسکے یہی صفات جو تم نے بیان کئے توریت وانجیل مین موجود ہین۔ یہ کہکر صنغاطر اوٹھا۔ اپنے سیاہ کپڑے اوتار کے سفید پوشاک پہنی اور عصا ہاتھہ مین لیکر کلیسائے نصارے مین گیا اور بہت سے عمائد روم کو جمع کر کے کہا کہ یا یہا الناس محمد عربی کا خط میرے پاس آیا ہے۔ اوسمین اوسنے ہمکو دین برحق کی طرف بلایا ہے۔ اس لئے مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور احمد اوسکا بندہ اور نبی برحق ہے۔ یہ سنتے ہی رومی اوسپر حملہ آور ہوے اور شہید کر ڈالا۔ دحیہ کلبی نے واپس آکے سارا حال ہرقل سے بیان کیا۔ ہرقل بولا کہ تمنے دیکھا جب رومیون نے صنغاطر سے عالم اور بزرگ کا یہ حال کیا تو میری کیا حقیقت ہے۔

اسوقت ہرقل بیت المقدس سے کوچ کر کے حمص مین آگیا تھا اور وہین حضرت دحیہ کلبی شہر رومیہ سے پھر کر اوس سے ملاقی ہوے تھے۔ حمص کے سب سے بڑے محل مین ہرقل نے تمام رؤسائے روم کو جمع کیا اور اوپر ایک کمرہ کے سب دروازے محکم بند کرا کے ایک غرفہ سے جھانکا اور کہا کہ اے میری قوم اگر تمکو راہ راست اور اپنی فلاح ورستگاری کی تلاش ہے تو چلو ہم تم سب محمد کے مطیع ہو جائین وہ سچا نبی ہے اور اوسکی تعریف وتوصیف مین نے کتب الہامیہ مین دیکھی ہے۔ سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ ہم سے عرب کی تابعداری نہ کی جائیگی۔ بادشاہ نے کہا کہ تم سے اگر یہ نہین ہو سکتا تو اوسکو جزیہ دینا قبول کرو۔ لوگون نے کہا کہ یہ سب سے بڑی بیغیرتی ہے۔ ہرقل نے کہا تو ہمین ملک سوریہ اوسے دیکر صلح کر لینی چاہئیے۔ عیسائی بولے سوریہ تو ہمارے ملک مین سب سے عمدہ اور زرخیز قطعہ ہے اوسے ہم بھلا کیسے دیدینگے۔ اسپر بادشاہ نے کہا کہ سب سے اچھی بات تو یہی ہے کہ ہم مسلمان ہو جائین ورنہ شرمندہ ہو گے اور اپنا ملک چھوڑ کے تمہین قسطنطنیہ مین پناہ لینی پڑیگی۔ اب تو قوم نے ناراض ہو کر ہرقل پر دست اندازی

کرنا چاہی مگر دروازہ بند تہا اوسکے پاس نہ پہونچ سکے۔ بادشاہ نے جب قوم کو ناراض دیکھا تو جہٹ اپنی زبان بدلی اور بولا کہ اے لوگو مین تو تمہارا امتحان لیتا تہا کہ تم اپنے دین کے کچے ہو یا پکے اب مجھے تمہارا مضبوط ہونا ثابت ہوگیا۔ یہ سنکر سب خوش ہوے اور بادشاہ کے سامنے گھٹنے ٹیک کے گرے مین جہکا دین اور اوسے سجدہ کیا۔ غرضکہ مسٹر ہرقل کو دنیا کا لالچ آگیا اور جس بات کو اونکے قلب نے مانا تہا اوسے تخت شاہی کی ہوس نے رد کرادیا۔ ناظرین کو کہٹکا ہوگا کہ ہرقل نے اپنی تقریر مین چوتہے سوال اور اوسکے جواب پر کوئی بات نہین بیان کی۔ اوسکا یہی سبب تہا کہ امر اکو حق کی تقلید کیوقت بہی بہت سے پہلو سوجہا کرتے ہین اونکا ماننا نہ ماننا لایق اعتبار نہین دین کے معاملہ مین عوام کی راے لایق وثوق ہوتی ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلعم کا مکتوب مقدس کسریٰ شاہ فارس کو جاکے دیا۔ کسریٰ پرویز نوشیروان کے بیٹے ہرمز کا بیٹا تہا۔ مضمون اوسکا یہ تہا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط ہے محمد رسول اللہ کا کسریٰ پرویز بادشاہ فارس کے نام۔ سلام اوس شخص کو جو راہ راست کی پیروی کرے اور خدا کا قائل ہوکر گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور محمد اوسکا بندہ اور اوسکا رسول ہے۔ کسریٰ مین تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہون۔ چونکہ مین سارے جہان کے لئے خدا کا رسول ہون اس لئے سب آدمیون کو خدا کے عذاب سے ڈراتا ہون اور کافرون پر حجت تمام کرتا ہون۔ اے کسریٰ تو بہی خدا سے ڈر کے مسلمان ہوجا۔ تاکہ ہلاکت سے بچکے فلاح کو پہونچے۔ اگر انکار و سرکشی کریگا تو یاد رکہو کہ مجوسیون کا ساوبال تجہپر بہی پڑیگا۔ جب یہ نامہ پڑہا گیا تو کسریٰ آگ بگولا ہی تو ہوگیا اور اوسکو ہاتہہ مین لیکر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا پہر طیش مین آکر بولا کہ محمد میرا بندہ ہوکر مجھے ایسا لکھتا ہے میرے پاس اسکا کچھہ جواب نہین جب آنحضرت صلعم کو اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ جسطرح اوس نے میرا خط چاک کرڈالا ہے

اسی طرح اللہ تعالے اوسکا شکم چاک کرائیگا۔

بعدازان کسریٰ نے یمن کے حاکم باذان کو جو اوسکا ماتحت تھا لکھا کہ دو آدمی بھیجکے محمد کو گرفتار کراؤ اور میرے پاس بھیجدو تاکہ مین اوس گستاخی کی سزا اوسے دون جو اوسنے مابدولت کے ساتھہ کی ہے۔

باذان کے پاس جب یہ حکم پہونچا تو اوسنے فارس کے ایک بڑے عاقل اور شجاع بانویہ نامی کو اس کام کے لیئے تجویز کیا اور خرخرہ کو اوسکے ساتھہ کردیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ تمکو ان دونون کے ساتھہ کسریٰ کے دربار مین حاضر ہونا چاہیئے۔ اور بانویہ کو خفیہ طور سے سمجھا دیا کہ محمد کا حال اچھی طرح دریافت کرتا آئیو۔ پس بانویہ اور خرخرہ مدینہ روانہ ہوے۔ سرزمین طائف مین ابوسفیان اور صفوان بن امیہ اونھین ملے۔ باہم گفتگو ہوئی۔ جب ابوسفیان وصفوان وغیرہ کو یہ حال معلوم ہوا تو بہت خوش ہوے اور بغلین بجانے لگے اور کہا شکر ہے کہ ایسا جلیل القدر پادشاہ محمد کی تخریب کے درپے ہوا اب مسلمانون کا ٹھکانا نہین۔

باذان کے دونون ایلچیون نے قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی سے آنحضرت کے افعال واقوال اور چال چلن اور اطوار وعادات وخوبو کے باب مین استفسار کیا۔ ثقفی نے سچ سچ اور صحیح صحیح جو کیفیت تھی اون سے بیان کردی۔ دونون ایلچی بولے اگر محمد کی یہ سب باتین من جانب اللہ ہین تو پھر کسکی مجال ہے کہ اون سے آنکھہ ملا سکے۔

قصہ مختصر بانویہ اور خرخرہ دربار نبوی مین باریاب ہوے۔ بانویہ نے عرض کی کہ کسریٰ نے باذان کی معرفت آپکو اپنے پاس طلب کیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھہ فوراً چلے چلین۔ باذان آپکا قصور بادشاہ سے معاف کرادیگا۔ انکار اچھا نہین آپ جانتے ہین کہ کسریٰ کیسا ظالم وجابر ہے تمھین اور تمھاری قوم کو ہلاک کر ڈالیگا اور ملک کو برباد کردیگا یہ کہکے باذان کا خط بھی حضور مین پیش کردیا

حضور نے اوسکے اول قول سنکے تبسم فرمایا۔ پھر اون دونون آدمیون کو اسلام کی طرف دعوت کی۔ یہ دونون دربار نبوی کے خوف وہیبت سے ایسے مرعوب ہوے کہ باتین کرتے تھے مگر بید کی طرح لرزے جاتے تھے۔ دلکو بہت سنبھالکے بولے کہ حضور یا تو تشریف لیچلین یا خط کا جواب دین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اچھا آج تو فلان مکان مین جاکے فروکش ہو کل حاضر ہونا۔

اب دربار نبوی سے دونون آدمی جاتے ہوے باہم یہ باتین کرتے جاتے ہین۔

بانویہ۔ یار اگر تھوڑی دیر اور اس مجلس مین بیٹھنا پڑتا تو میری خوف کے مارے جان نکلجاتی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شیرون کے بن مین بیٹھا ہوا ہون۔

خرخرہ۔ بھیا ٹھیک کہتے ہو میرا بھی بعینہ یہی حال تھا۔ شرم کے مارے تم سے نہین کہا کہ ہنسو گے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری کارخانہ خدا کے ہین۔

بانویہ۔ دیکھو جو کچھ ہوگا اب معلوم ہوا جاتا ہے۔

دوسرے دن بانویہ اور خرخرہ ڈرتے کانپتے پھر دربار نبوی مین حاضر ہوے۔ آنحضرت نے فرمایا تم جاکے باذان سے کہدو کہ ہمنے کسریٰ کو اوسکے بیٹے کے ہاتھ سے سزا دلوادی۔ آج سات گھنٹے رات گذری تھی کہ میرے پروردگار نے شیرویہ کو کسریٰ پر غالب کردیا اور شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ پرویز کا پیٹ چاک کرڈالا۔ یاد رکھنا مین تمکو دسوین جمادی الاول ۷ھ کے منگل کی رات کی خبر دیتا ہون۔ تم جلدی جاکے باذان کو سناؤ اور کہدینا کہ اللہ جل شانہ میرا دین کسریٰ کے ملک مین بھی جاری کریگا اگر تو مسلمان ہوا تو سلامت رہیگا اور فارس مین اپنے بعض ابنائے جنس پر حکومت کریگا۔ اور ایک زرین کمربند جو کسی بادشاہ نے بطور تحفہ آپکو بھیجا تھا۔ خرخرہ کو مرحمت فرمایا۔ دونون رخصت ہوکے یمن پہونچے۔ آنحضرت کا پیغام اور دربار نبوی کی ساری کیفیت اور جو کچھ حال آپکا دیکھا سنا تھا ہو بہو باذان کو جا سنایا۔ باذان کہنے لگا

بلاشبہہ وہ نبی برحق ہین یہ رعب وداب تو بادشاہون مین بہی نہین ہوتا۔

یہ ذکر ہو ہی رہا تہا کہ شیرویہ کا نامہ باذان کے پاس پہونچا۔ مضمون یہ تہا کہ کسریٰ خسرو پرویز فارس کے شریفون اور رئیسون کو جان سے مارڈالتا تہا۔ لوگ اوسکے ظلم سے نالان تہے بہت سے وطن چہوڑ کے اوسکے مارے جنگلون مین جا بسے۔ مین نے اوسکو مارڈالا۔ تم اس مکتوب کے پہونچتے ہی اہل یمن اور اپنے سارے علاقہ کے لوگون کو حکم دینا کہ میری اطاعت کرین۔ اور محمد سے ہرگز کسی طرح کا تعرض نہ کرنا۔

باذان کو آنحضرت کی پیشین گوئی کی تصدیق ہوگئی۔ فوراً خدو رسول پر ایمان لا کے مسلمان ہوا اور جتنے اہل یمن و فارس اوسوقت اوسکے پاس موجود تہے سب ایمان لے آے۔

۴۔ حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ نے آنحضرت کا نامہ اسکندریہ مین مقوقش کو دیا۔ مضمون اوسکا بعینہ ویسا ہی تہا جو ہرقل بادشاہ روم کو لکہا گیا تہا۔ اوس نے کسریٰ خسرو پرویز کی طرح برا بہلا تو نہ کہا بلکہ معقول باتین کین اور مکتوب کو بہی بڑی عزت سے ہاتہہ مین لیا مگر ایمان نہ لایا۔ اور آنحضرت کے واسطے نذرانہ بہی بہت سا روانہ کیا چنانچہ چار ترکی لونڈیان جنمین ایک کا نام ماریہ قبطیہ اور دوسری اوسکی بہن سیرین تہی بہیجین۔ ایک خواجہ سرا اور ایک سفید اونٹ جسکا نام دلدل اور ایک خچر موسوم بہ یعفور تہا اور نیزہ اور کپڑا اور ہزار مثقال سونا حضور کے نذر گذرانا۔ اور حضرت حاطب کو بہی سو مثقال سونا اور ایک خلعت پانچ کپڑون کا دیا۔ اور اونکو خلوت مین لیجا کر رسول اللہ صلعم کا حال پوچہا۔ اور پوری کیفیت سنکے بولا کہ واللہ اونمین سب صفات اوسی پیغمبر کے سے معلوم ہوتے ہین جسکی خبر عیسیٰ ابن مریم نے دی ہے۔ یقین واثق ہے کہ اونکا ظہور بڑے شد و مد کے ساتہہ ہوگا۔ اور اونکے اصحاب ہمارے اس ملک مین رونق افروز ہونگے۔ حاطب پانچ دن اسکندریہ مین رہکے رخصت ہوے اور ایک خط بہی مقوقش کا اپنے ساتہہ لاے جسکا مضمون یہ تہا۔

یہ مکتوب مقوقش اعظم قبطلیہ کا محمد ابن عبد اللہ کے نام ہے۔ سلام کے بعد لکھا جاتا ہے
کہ تمہارا خط مین نے پڑھا۔ مین خوب جانتا ہون کہ ایک نبی جو باقی رہا ہے ظاہر ہو کے رہیگا۔ اور
وہی خاتم المرسلین ہوگا مگر مین ایسا گمان کرتا ہون کہ شاید وہ ملک شام مین نمودار ہو۔ مین نے تمہارے
ایلچی کی بڑی تعظیم کی اور تمہین تحفے بھی بھیجے ہین۔

حاطب اسکندریہ سے چلکے مدینہ پہونچے اور مقوقش کے تحائف اور نامہ حضور مین گذرانے
آنحضرت نے مضمون خط سنکر فرمایا کہ اس شخص نے اپنے ملک کے حق مین برا کیا سلطنت
بھی اسکے ساتھ وفا نکریگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مقوقش نے جناب فاروق اعظم کے عہد مین
وفات پائی اور ملک اوسکا مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔

تحائف جو مقوقش نے بھیجے تھے آنحضرت نے قبول فرمائے۔ ماریہ قبطیہؓ بعد مسلمان
ہونے کے حضور کے نکاح مین آئین اور اونہین کے بطن مطہرہ سے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ
پیدا ہوئے۔ سیرین خواہر ماریہ حسان ابن ثابت کو دیدی گئین۔ ولدل کو اپنی سواری کیلئے
رکھا جو چند روز کے بعد جناب علی مرتضی کو دیدیا گیا۔ حضرت امیر جب تک زندہ رہے اوسپر سوار ہوئے
بعد اونکے امام الثقلین حضرت حسین اوسپر سوار ہوتے تھے اور اونہین کے زمانہ مین وہ جاتا رہا۔

۵۔ شجاع ابن وہب نے آنحضرت کا خط حارث ابن ابی شمر کو اوسکی دار الحکومت مین جاکے
دیا۔ وہ ایسے وقت مین اوسکے پہونچا کہ ہرقل بیت المقدس جا رہا تھا اور حارث اوسکے لئے
پیشکش کی تیاری مین مصروف تھا۔ دو ایک دن اسی لئے اوسکے دربار مین رسائی نہو سکی۔ شجاع
نے اوسکے ایک مصاحب سے ملاقات کر کے رسول اللہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اونکا ایک نامہ لایا ہون
اگرچہ وہ مصاحب عیسائی تھا مگر شجاع کی زبانی آنحضرت کا نام اور صفت سنکے رونے لگا
اور بولا کہ اے شجاع جسکا نام تو نے لیا ہے مین نے اوسکی یہی صفت انجیل مین دیکھی ہے

جو تمنے بیان کی - اس لیئے مین اوسپر ایمان لاتا ہون اور اوسکی تصدیق کرتا ہون بیشک وہ نبی آخر الزمان ہے - مگر حارث یہ بات سنیگا تو مجھے مار ڈالیگا - پس اوس باطنی مسلمان اور ظاہری نصرانی نے حضرت شجاع ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضیافت کی اور بڑی خاطرداری اور عزت سے پیش آیا - ایک دن حارث نے دربار عام کیا اور تخت پر بیٹھا - مصاحب موصوف نے شجاع کو بھی پیش کیا - آنحضرت کا مکتوب عالی پڑہا گیا - اوسنے خفا ہوکے اوس خط کو زمین پر پھینکدیا اور کہا کہ محمد کون ہے جو مجھکو ایسا لکھتا ہے - بھلا میری جاہ وحشمت کے آگے اوسکی یہ مجال کہ میری برابری کرے - اور اسی طرح کی اور مزخرفات بکین - پھر محفل سے اوٹھا اور لشکر کی تیاری کا حکم دیا تاکہ آنحضرت صلعم پر چڑہائی کرے - اور ایک نامہ ہرقل روم کو لکھا کہ ایک عربی نے مجھے اس مضمون کا خط بھیجا ہے کہ مین نبی ہون میرے اوپر ایمان لاؤ - پس مین اوسے ہلاک کرنیکے لیے لشکر کشی کیا چاہتا ہون - ہرقل نے جوابدیا کہ تم اس قصد کو فسخ کردو اور وہ کام کرو جسکے کرنیکی مین تمھین صلاح دون مین بھی اس امر مین غور کررہا ہون مجھے جو سوجھیگی اوس سے تمکو مطلع کرونگا -

جب ہرقل کا جواب حارث نے دیکھا تو چپکا ہو رہا - اور شجاع کو کچھہ کپڑا اور کہا نا دیکے رخصت کردیا اور کہدیا کہ میرا اسلام آنحضرت سے جا کے عرض کردینا - شجاع نے مدینہ مین آکے تمام سرگذشت بیان کی - آنحضرت نے فرمایا حارث اور ہرقل دونون عنقریب برباد ہونے والے ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا -

فتح مکہ کے بعد خود بخود حارث پر ایسی بلاے آسمانی پڑی کہ وہ اور اوسکا ملک تباہ ہوگیا -

جبلہ بن ایہم غسانی اوسکا قایم مقام ہوا -

۶ - حضرت سلیط ابن عمرو عامری نے حضور کا نامہ گرامی ہوذہ ابن علی حنفی کے پاس پہونچادیا

اوسنے مضمون خط سنکر سلیط کی بڑی خاطر کی اور ایک اچھے آرام کے مکان اور باغ مین اوتارا
پھر رسول اللہ کے نامہ کا جواب یہ لکھا۔

اے محمد تم بہت اچھے طریقہ پر لوگون کو دعوت کرتے ہو۔ مین صدق دل سے تمہارا مذہب
قبول کرونگا۔ مین اپنی قوم مین شاعر و خطیب ہون اور عرب مجھہ سے ڈرتے ہین۔ اگر مین تمہارا ساتھہ
دون تو ملک یمن مجھکو مرحمت فرمانا۔ اور مجھے اپنے ممتاز خلیفون مین جگھہ دینا۔

ہوذہ نے حضرت سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انعام و خلعت دیکر رخصت کیا اور اونہون نے
مدینہ مین پہونچکے یہ حال حضور نبوی مین عرض کردیا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ ایک اونگل زمین بہی مجھہ سے
مانگیگا تو بہی ندونگا۔ انشاء اللہ العزیز وہ اور اوسکا ملک دونون تباہ ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب
آپ نے مکہ فتح کرکے مراجعت فرمائی تو جناب جبریل امین علیہ السلام نے حضور کو اطلاع دی کہ
ہوذہ مرگیا اور اوسکا ملک برباد ہوا۔

بعدازان آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یمامہ مین ایک دروغ گو پیدا ہوگا اور وہ بہی نبوت کا دعوےٰ
کریگا مگر لوگ اوسکو قتل کرڈالینگے۔ یہ پیشین گوئی آپ نے مسیلمہ کذاب کے باب مین کی۔

روایت ہے کہ جب عرب مین اسلام نے جڑ پکڑ لی تو آنحضرت نے اور ملکون مین دعوت اسلام
کی فکر کی چنانچہ گردونواح کے بادشاہون کو وہ خط لکہے گئے جنکا اوپر ذکر ہوا کیونکہ رسالت کا انجام دینا
آپکا فرض منصبی تہا۔ یہ خطوط سنہ ۶ھ کے آخر مین لکہے گئے تہے اور اکثر مورخ اسکو سنہ ۷ھ کے
شروع کا واقعہ بتاتے ہین۔ جن بادشاہون کے پاس ایلچی روانہ کئے گئے اونمین کسریٰ خسرو پرویز شاہ
مداین تو آتش پرست تہا ورنہ باقی سب عیسائی مذہب تہے اور سلطنت اٹلی یعنی روم کے بگڑ جانے
پر یہ خود مختار چہوٹی چہوٹی سلطنتین جابجا پیدا ہوگئی تہین۔

یہ بہی روایت ہے کہ نجاشی بادشاہ حبش کا بیٹا ارمن مدینہ آتے ہوے معہ کشتی ڈوب گیا۔

مہاجرین حبش مین سے چند لوگ اپنی مفلسی اور بے سروسامانی کے باعث مدینہ نہ آسکے تھے اور اونھین مین ام حبیبہ بھی شامل تھین آنحضرت نے دوسرا خط نجاشی کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ تم اون مہاجرین کو اپنے خرچ سے ہمارے پاس مدینہ بھجو ادو اور اُم حبیبہ بنت ابوسفیان سے میری عقد کے لئے کہو۔ نجاشی نے اس دوسرے نامہ کی بھی تعمیل بخوبی کردی اور مسلمانون کے لئے اچھی طرح سامان سفر درست کر کے بڑی تعظیم سے روانہ خدمت فیضدرجت کیا اور دونون نامون کو تبرکاً اپنے گھر رکھا۔ چنانچہ عرصہ تک وہ شاہان حبش یعنی سوڈان کے پاس رہے۔

عہد سعادت مہد نبوی مین عرب کی آمد و رفت ایران مین کم تھی بانو یہ اور خرخرہ کی ڈاڑھیان صفاچٹ اور لبین بڑھی ہوئی کمر مین زرین پٹکہ اور ریشمی لباس دیکھکے لوگ بہت متحیر ہوے آنحضرت کو بھی یہ وضع پسند نہ آئی اور اظہار ناخوشی فرمایا۔

آخر سنہ ۶ھ مین اونٹ اور گھوڑون کی دوڑ مسلمانون مین شروع ہوئی اسکے موجد اہل اسلام ہین حضرت ابوبکر صدیق کی اہلخانہ اور جناب عائشہ صدیقہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے اسی سال ہین اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا بھی یہی زمانہ ہے۔ صلح حدیبیہ مین مصلحت یہی تھی کہ آپسمین لڑ جھگڑ کے اپنی طاقت گھٹا دینا محض بیوقوفی ہے۔ اشاعت اسلام ہین کوشش کرنا چاہیئے۔ چنانچہ آنحضرت نے اسی پر عمل کیا جس سے اس زمانہ کے مسلمانون کو سبق لینا ضرور ہے۔ اگر اہل اسلام باہمی خانہ جنگیان چھوڑ دینگے اور اپنے ہادی و رہنما کی سنت پر چلینگے تو انشاءاللہ بڑا فائدہ اوٹھائینگے کیونکہ اتفاق ایک بڑی طاقت ہے اور پھیل پھوٹ اصل ذلت۔

روایت ہے کہ محرم سنہ ۷ھ مین آنحضرت نے نو بادشاہون کے نام خطوط روانہ کئے جنکے نام یہ ہین۔ (۱) نجاشی شاہ حبش۔ (۲) ہرقل شاہ روم۔ (۳) کسریٰ شاہ مداین۔ مقوقس شاہ مصر۔

جیفر[۵] و عبد پسران جلندی شاہ عمان - ہوذہ[۶] بن علی رئیس یمامہ - حارث[۷] غسانی شاہ بلقا - حارث[۸] حمیری شاہ یمن - منذر[۹] ابن ساوی والی بحرین - نو آدمی ان خطوں کو لیکر گئے - عمرو[۱] ابن امیہ ضمیری حبش کو - دحیہ[۲] کلبی ہرقل کے پاس - عبد اللہ[۳] ابن حذافہ سہمی مداین کو - حاطب[۴] ابن ابی بلتعہ لخمی مصر کو عامر[۵] بن العاص عمان کو - سلیط[۶] ابن عامر عامری یمامہ کو - شجاع[۷] بن وہب اسدی حارث ابن ابی شمر غسانی کے پاس بلقا کو - مہاجر[۸] ابن امیہ یمن کو - علا[۹] ابن حضرمی بحرین کو روانہ ہوے - نجاشی کا نام اصحمہ تہا جسکے لغوی معنی عطیہ ہین اور نجاشی لقب تہا کل شاہان حبشہ کا -

عمرو بن امیہ جو نجاشی کے پاس ایلچی ہو کے گئے تہے قبیلہ ضمیر مین عرب کے جری بہادر اور تجربہ کارون مین مشہور و ممتاز تہے - بدر و احد مین مشرکون کے ساتہہ مسلمانون سے لڑنے آے تہے - سریہ معونہ مین اونکو عامر ابن الطفیل نے گرفتار کیا اور پیشانی کے بال کاٹ کے چہوڑ دیا - وہ جنگ احد کے بعد مسلمان ہوے - اس سے پہلے آنحضرت نے اونکو عمرو بن فروہ جذامی کے پاس بہی بہیجا تہا جو قیصر کا عامل تہا ابن فروہ مسلمان ہوگیا اور مسعود بن سعد کو اپنا ایلچی کر کے نامہ اور ہدیہ حضور نبوی مین بہیجا - ہدیہ مین ایک خچر فضہ نام اور ایک گہوڑا جسکا نام ظراب تہا اور زرین کپڑے اور قبا لے سندس تہی - آنحضرت نے اوسکا ہدیہ قبول کیا اور مسعود کو اپنی طرف سے بارہ اوقیہ سونا مرحمت فرمایا - اور حضرت عمرو بن امیہ آنحضرت کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے پاس بہی گئے تہے - اونہون نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ مین مدینہ کے درمیان انتقال کیا اور ایک روایت ہے کہ سنہ ۶۰ھ مین وفات کی - آپ بڑے دلیر اور پہلوان صحابہ مین سے تہے - عبارت عربی نامہ نجاشی کی یہ ہے جسکا ترجمہ اوپر مذکور ہوا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ من محمد رسول اللہ الی النجاشی ملک الحبشہ - اما بعد فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المومن المہیمن و اشہد ان عیسی ابن مریم

روح اللہ وکلمۃ القاھا الی مریم البتول الطیبۃ المحصنۃ فحملت بعیسیٰ فحملۃ من روحہ

ونفخہ کما خلق آدم بیدہٖ وانی ادعوک الی اللہ وحدہ لاشریک لہ والموالاۃ علی طاعتہ

وان تتبعنی وتؤمن بالذی جاءنی فانی رسول اللہ وانی ادعوک وجنودک الی

اللہ تعالیٰ وقد بلغتُ ونصحت فاقبل نصیحتی والسلام علی من اتبع الھدیٰ

نجاشی نے آنحضرت کے حین حیات ۹ سنہ ہجری مین وفات پائی اور اونکی نماز جنازہ

غائبانہ آپ نے مدینہ مین پڑہی - اور صحابہ سے فرمایا کہ تمہارا بہائی مرگیا اوٹھو اوسکے جنازہ کی

نماز پڑہلو - اور عیدگاہ مین صف باندھکے یہ نماز پڑہی گئی تہی -

اسی طرح آنحضرت ایکدفعہ تبوک مین تہے کہ یکایک آفتاب اپنے معمول سے زیادہ روشن

اور منور اور طالع ہوا - حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اوسی وقت جناب جبریل علیہ السلام

نے حاضر ہوکر خبر دی کہ حضور آپ اس روشنی کا مطلب بہی سمجھے آج آپکے ایک صحابی مطویہ

بن معویہ لیثی یا مزنی نے مدینہ مین قضا کی ہے ستر ہزار فرشتے نماز جنازہ پڑہنے آے ہین - حضور

نے دریافت کیا کہ مطویہ کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا - جبریل بولے وہ اوٹھتے بیٹھتے چلتے پہرتے

دن رات برابر ''قل ہو اللہ احد'' پڑہا کرتے تہے اس لئے آج اونکی یہ قدر و منزلت ہے کیا آپ

اونکے جنازہ کی نماز پڑہنا چاہتے ہین - ارشاد ہوا کہ ہان - پس اونکا جنازہ حضور کو نظر آنے لگا اور

آپ نے اوسکی نماز پڑہی - جو نامہ نجاشیؓ شاہ حبش نے آپکو لکھا تہا اوسکی عربی عبارت یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ الی محمد رسول اللہ من النجاشی اصحمۃ ٥ سلام علیک یا رسول اللہ و

رحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ الذی لا الٰہ الا ھو اما بعد فقد بلغنی کتابک یا رسول اللہ فما ذکرت من امر

عیسیٰ فورب السماء والارض ان عیسیٰ لا یزید علی ما ذکرت تفروقا انہ کما ذکرت وقد عرفت مصدقاما

بعثت بہ الینا فاشھد انک رسول اللہ صادقا وقد بایعتک وبایعت ابن

عملک واسلمت علی یدایہ ٥ الحمد للہ رب العلمین ○

کہتے ہین کہ نجاشی نے ام حبیبہ کا مہر چار سو مثقال سونا مقرر کیا تھا۔ رجب ۵ھ ہجری مین پہلی بار گیارہ مرد اہل اسلام۔ اور ایک قول کی بموجب بارہ مسلمان مرد اور چار یا پانچ عورتین نجاشی کے ملک مین آئی تھین یہ سب آدمی خفیہ دریا تک گئے اور آدھا دینار دیکے کشتی مین بیٹھہ پار اوترے۔ روایت ہے کہ پہلے ہجرت کے ارادہ سے حضرت عثمان معہ اپنی اہلخانہ رقیہ بنت رسول اللہ کے روانہ ہوے تھے اور آنحضرت نے اونکے حق مین فرمایا تھا صحبہما اللہ ان عثمان لاول من ھاجر باھلہ بعد لوط یعنی مصاحب ہوا اونکا اللہ تحقیق مہاجرون مین سے پہلا عثمان ہے جس نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد معہ اپنی بیوی کے ہجرت کی۔ آنحضرت کو قریش کے ایمان لانیکی بڑی آرزو تھی اور ہمیشہ اسی تمنا مین رہتے تھے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کوئی ایسی وحی بھیجے جسے سنکر قریش کے دل پسیجین اور وہ مسلمان ہون۔ جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ اونکو بڑی شد و مد سے سناتے تھے یہانتک کہ سورۂ والنجم نازل ہوئی۔ آپ نے مجمع قریش مین اوسے سنایا۔ آیتون کے درمیان مین جابجا توقف فرماتے تھے تا کہ لوگون پر اثر ہو اور وہ اوسے یاد کرلین۔ جب حضور اس آیت پر پہونچے۔ اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی ○

ترجمہ۔ آیا دیکھا تمنے لات اور عزیٰ کو اور منات تیسرے کو۔

شیطان کو قابو ملگیا اور کفار کے کانون مین آیت ہذا کے ساتھہ ہی یہ بات بھی ڈالدی۔

تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی ترجمہ۔ یہ بت بڑے ہین اور تحقیق انکی شفاعت کی البتہ امید ہے۔

کفار سنتے ہی کپڑون مین خوشی کے مارے پھولے نہ سماے اور جب آنحضرت نے سورۃ تمام کر کے سجدہ کیا تو کفار بھی مسلمانون کے ساتھہ سجدہ مین شریک ہوے۔ مگر امیہ بن خلف جحی

اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن المغیرہ نے سجدہ نہین کیا- جلسہ برخاست ہونے کے بعد کافر کہنے لگے کہ محمد نے آج ہمارے معبودونکو اچھی طرح یاد کیا اب ہماری اور اونکی صلح ہے- جب یہ خبر اطراف و جوانب مین پہیلی تو رفتہ رفتہ مہاجرین حبشہ کو بہی پہونچی- وہ یہ سنکر مکہ مین چلے آے- ادہر جبریل امین نے اس شیطانی کارروائی سے آنحضرت کو مطلع کیا حضور بہت غمگین ہوے- اور آپ کی تسلی کیواسطے یہ آیت نازل ہوئی-

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰىٓ اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

ترجمہ- ہمنے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول اور نبی نہین بہیجا جس نے آرزو کی ہو اور شیطان اوسمین خلل انداز نہوا ہو- پس شیطان کی ڈالی ہوئی بات کو اللہ منسوخ کر دیتا ہے اور اپنی نشانیون کو اللہ مضبوط کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور حکیم ہے-

جب کفار نے یہ آیت سنی تو آکے آنحضرت سے کہا کہ اے محمد تمنے جو ہمارے معبودونکی تعریف بیان کی تہی تم اب اوس سے پہر گئے اور پشیمان ہوے اس لئے ہم بہی صلح سے پہری جاتے ہین- اور مسلمانون کو ایذا دینے لگے- آنحضرت نے دوبارہ ہجرت کا حکم دیا- اس مرتبہ کچھہ اوپر اسّی مرد اور گیارہ عورتین حبشہ گیئن- قریش نے عمرو بن العاص اور عمار بن الولید کو تحفے دیکر روانہ کیا کہ نجاشی کے پاس سے اونہین پہیر لائین اسکا نتیجہ اوپر مذکور ہو چکا ہے- واضح ہو کہ ایک جم غفیر علما کا قصہ تلک الغرانیق العلے وان شفاعتهن لترتجے ○ کو محض غلط اور موضوع بتاتا ہے- اونکی راے مین یہ واقعہ ہوا ہی نہین ہے-

آنحضرت نے ہرقل شاہ روم کو جو خط لکہا تہا اوسکی عربی عبارت یہ ہے-

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی ہرقل عظیم الروم - سلام علی من اتبع الهدیٰ

اما بعد فانی ادعوک بدعوۃ الاسلام اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم الاریسیین ویا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون۔

ہرقل کی فرمایش سے لوگ ابوسفیان کو معہ ایک جماعت قریش کے شہر غزہ سے ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے لے گئے تہے۔ روایت ہے کہ ہرقل نے بہی آنحضرت کے نامہ کو حریر کے ایک ٹکڑے مین لپیٹ کے رکہہ چہوڑا تہا جب تک وہ نامہ اوسکی اولاد کے پاس رہا بادشاہی اوسکے خاندان سے نہین گئی۔

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام خلیفہ تہا۔ یہ صحابہ جلیل القدر مین سے ہین۔ جنگ احد اور اوسکے بعد کے معرکون مین شامل تہے۔ حضرت جبریل اکثر اونہین کی صورت اختیار کرکے آنحضرت کے پاس آیا کرتے تہے۔ دحیہ کلبی شام مین جا رہے تہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد تک زندہ رہے۔

حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی جنکو مداین روانہ کیا گیا تہا قریشی ہین اور کنیت اونکی ابوحذافہ تہی۔ قدیم سے ایمان لاے۔ دوسری بار ہجرت کرکے اپنے بہائی قیس بن حذافہ کے ساتہہ حبشہ گئے تہے۔ مزاح اور ظرافت اونکے مزاج مین بہت تہی۔ حضرت عمر فاروق کے زمانہ مین رومیون نے اونکو قید کرلیا تہا۔ اور زبردستی مذہب عیسائی قبول کرانا چاہا مگر حضرت عبد اللہ نے نہ مانا۔ رومیون نے آپکو سولی پر چڑہایا اور تیر مارے لیکن وہ نہ مرے پہر سولی سے اوتار کے کہولتے ہوے پانی کی دیگ مین ڈالا اور اوسکے نیچے اور بہی زیادہ آگ بہڑکادی آپ کا اوس سے بہی بال بیکا نہوا۔ تو پہر اونکو بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے حضرت عبد اللہ سے پوچہا کہ تمہاری کیا آرزو ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا مجہے سو جانین عطا فرماے تاکہ اسی طرح اوسکی راہ مین تکلیفین

بھگتون - بادشاہ نے کہا اچھا تم میرے سر کو بوسہ دو تو مین تمہین چھوڑ دون - آپ نے جواب دیا کہ مین اپنے لئے تو ایسا نکرونگا البتہ اگر تو سب مسلمانون کو رہا کردے تو تیرے سر کا بوسہ بھی لیلون بادشاہ اونکی باتین سنکر متحیر ہوا اور سبکو چھوڑ دیا تو آپ نے اوسکے سر کا بوسہ بھی لیا -

جو عبارت کسریٰ کے نامہ مین لکھی گئی تھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس ٥ سلام علی من اتبع الھدی - و امن باللہ و رسولہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ و رسولہ ادعوک بدعایۃ اللہ فانی انا رسول اللہ الی الناس کلھم لتنذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان تولیت فعلیک اثم المجوس ٥

ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے نجاشی اور ہرقل اور کسریٰ کو ایک ہی نامہ بدین مضمون لکھا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسریٰ وقیصر والنجاشی - اما بعد تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الیٰ قولہ بانا مسلمون ٥

کنیت حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی جو مقوقش کے پاس بھیجے گئے تھے ابو عبد اللہ ہے یہ قبیلہ لخم سے تھے غزوہ بدر و خندق اور اونکے درمیانی معرکون مین شامل رہے ہین حضرت عثمان کی خلافت کے زمانہ مین بمقام مدینہ سنہ ۳۰ھ مین رحلت فرمائی - عمر آپ کی ۶۵ برس کی ہوئی -

مقوقش کے نامہ کی عربی عبارت یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ من محمد عبد اللہ ورسولہ الی المقوقس عظیم القبط - سلام علی من اتبع الھدی - اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام - اسلم تسلم یوتک اجرک مرتین فان تولیت فعلیک اثم القبط یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

مقوقش نے آنحضرت کے نامہ کو ہاتھی دانت کے ڈبے مین رکھہ لیا اور اوسکا جواب یون لکھا

الی محمد بن عبد اللہ من المقوقس عظیم القبط - اما بعد فقد قرأت کتابك وفهمت ماذکرت وبما تدعوا الیہ وقد علمت ان نبیًا بقی وکنت اظن ان یخرج بالشام وقد اکرمت رسولك وبعثت الیك بجاریتین لهما مکان من القبط عظیم بکسوۃ واهدیت لك بغلۃ لترکبها والسلام ○

ترجمہ - یہ نامہ ہے مقوقش عظیم قبط کی طرف سے محمد بن عبد اللہ کو - اما بعد بیشک مین نے تمہارا نامہ پڑھا اور جو کچھہ تمنے ذکر کیا تھا اور جسکی طرف تمنے دعوت کی تھی اوسے سمجھا - بیشک مین جانتا ہون کہ ایک نبی باقی ہے میرا گمان تھا کہ وہ شام مین پیدا ہوگا - اور تحقیق مین نے تمہارے قاصد کی عزت کی - مین نے تمہارے لئے دو لونڈیان ماریہ قبطیہ اور سیرین پوشاک پہنا کر بھیجی ہین قبطیون مین انکی بڑی عزت ہے - اور تمہاری سواری کے لئے ایک خچر ہدیہ بھیجا ہے - اور سلام

سیرین کو آنحضرت نے حسان بن ثابت کو دیدیا اوس سے عبد الرحمن بن حسان پیدا ہوی

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضور کا نامہ لیکر عبد و جیفر پسران جلندی شاہ عمان کے پاس گئے - عمرو بن العاص کو حبشہ مین بطوع و رغبت بلا اکراہ اسلام کی خواہش ہوی نجاشی کا سایہ آپ پر بھی پڑ گیا - حبشہ سے واپس آکر فوراً آنحضرت کی خدمت مین دوڑے آے اور مسلمان ہو گئے - چونکہ اس سے پہلے وہ آنحضرت کے دشمن جانی تھے اور ڈرتے تھے کہ کہین صحابہ مجھے مار نہ ڈالین اس لئے آنحضرت نے اونکو اوس جماعت کا سردار کر دیا جسمین حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما بھی شامل تھے - تاکہ اونکے دلکا خوف نکلجاے - اور اون سے کہدیا کہ "انك لرشید" یعنی بیشک تم راہ یافتہ ہو - حضرت عمرو بن العاص بڑے عقلمند تھے اس لئے جناب عمر فاروق جب کبھی کسی احمق اور غبی کو دیکھتے تھے تو یہ فرمایا کرتے کہ سبحان اللہ اسکا اور عمرو بن العاص کا خالق ایک ہے - روایت ہے کہ نزع کے وقت

حضرت عمرو بن العاص کو بڑی بے چینی اور بیقراری تھی - اونکے صاحبزادے عبداللہ نے دریافت کیا کہ ابا جان آپ تو اصحاب رسول اللہ مین ہین آپنے آنحضرت کے ساتھہ جہاد کیئے پھر آپ کو یہ اضطراب کیون ہے - عمرو بن العاص بولے بیٹا میری زندگی مین مجھپر تین حالتین گذری ہین پہلے مین رسول اللہ سے عداوت قلبی رکھتا تھا - پھر مسلمان ہوگیا اور اونکی صحبت مین رہا - بعد ازان امارت اور ولایت مین بتلا ہوگیا - اس لئے معلوم نہین کہ وہان کس حالت مین میرا احساب ہوگا - اور کیا پیش آئیگا -

عمان ایک شہر ہے ملک یمن کا وہان عبد اور جیفر دونون بہائی مسلمان ہوے - اپنی رعیت سے عمرو بن العاص کو زکوٰۃ دلوائی - اور احکام قضا جاری کراے - آنحضرت کی وفات تک عمرو بن العاص عمان ہی مین رہے -

عبارت اوس نامہ کی جو عبد و جیفر کو بہیجا گیا یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - من محمد عبد اللہ و رسولہ الی جیفر و عبد بنی جلندی - السلام علی من اتبع الھدی - اما بعد ادعوکما بدعایۃ الاسلام - اسلما تسلما فانی رسول اللہ الی الناس کافۃ لانذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین وان کما ان اقررتما بالاسلام ولیتکما وان ابیتما ان تقرا بالاسلام فان ملککما زائل عنکما وخیلی بخل بساحتکما وتظھر نبوتی علی ملککما

ترجمہ - یہ نامہ ہے محمد کا جو بندہ ہے اللہ کا اور رسول ہے اوسکا - جیفر اور عبد جلندی کے بیٹون کے نام - سلام اوسپر جو ہدایت کی پیروی کرے - اما بعد مین تم دونون کو اسلام کی طرف بلاتا ہون تم دونون اسلام لاؤ تاکہ سلامت رہو - بیشک مجھے خدا نے سب آدمیون کے پاس بہیجا ہے تاکہ ڈراؤن اوسکو جو زندہ رہے اور اللہ نے اپنی حجت کافرون پر ثابت کی ہے - اگر تم اسلام کا اقرار کرتے ہو تو مین تمکو والی کرتا ہون اور ثابت رکھتا ہون تمہارے ملک پر - اور اگر تمنے مسلمان ہونے سے

انکار کیا تو ملک تمہارا زائل ہونیوالا ہے۔ ہمارے گھوڑے جولانی کرینگے تمہارے میدان پر اور میری نبوت تمہارے ملک پر غالب ہوگی۔ اس نامہ کو ابی بن کعب نے لکھا تھا۔

حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا ہے کہ مین عمان پہونچا۔ پہلے عبد کے پاس گیا جو بڑا خلیق اور نرم مزاج تہا۔ اور کہا کہ مین رسول اللہ کا ایلچی ہون۔ عبد نے جوابدیا کہ میرے بہائی کی رائے مقدم ہے۔ مین تمکو اوسکے پاس بہیجون گا۔ مگر بتاؤ تو سہی کہ صاحب نامہ ہمین کس بات کی طرف بلاتا ہی مین نے کہا کہ خدا اے وحدہ لاشریک لہ کی طرف۔ تم اوسپر ایمان لاؤ اور اوسکی تابعداری کرو۔ اوسکے سوا کسیکو نہ پوجو۔ اور کہو کہ محمد اوسکا بندہ اور رسول ہے۔ یہ سنکر عبد نے کہا کہ اے عمرو تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو بتاؤ کہ تمہارے باپ نے ان باتون کو سنکے کیا کہا۔ ہم تمہارے باپ کی اقتدا اور اتباع کرینگے۔ مین نے جوابدیا کہ میرا باپ تو بغیر ایمان لائے مرگیا اور پہلے مین بہی اپنے باپ کا ساتہی تہا مگر مجھکو تو میرے خدا نے اسلام کی طرف ہدایت کی۔ پہر پوچہا تم کب مسلمان ہوے مین نے کہا تہوڑے دن ہوے مین حبشہ مین نجاشی کے پاس ایمان لایا۔ حضرت عمرو بن العاص ۵یا ۸ھ مین مسلمان ہوے تہے مگر بنیاد اسلام اونکے دل مین حبشہ ہی سے پڑی۔ پہر عبد نے دریافت کیا کہ نجاشی کی قوم نے نجاشی کے ساتھہ کیا سلوک کیا۔ مین نے جوابدیا کہ قوم نے سلطنت پر اوسے قایم رکہا اور عقلاء اور رہبان اوسکے تابع رہے۔ اوسوقت عبد بولا کہ اے عمرو سوچ سمجھکے جوابدے دیکہہ جہوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مین نے کہا کہ ہم اوس قوم مین ہین جنمین جہوٹ سے بڑہکے کوئی گناہ نہیین۔ پہر اوس نے پوچہا محمد کس چیز کا حکم دیتا ہے اور کس کام سے منع کرتا ہے۔ مین نے بیان کیا کہ وہ فرماتے ہین کہ خدائے عزوجل کی اطاعت کرو اور اوسکی نافرمانی سے بچو۔ صلہ رحم دو اور احسان کرو۔ ظلم نہ کرو اور حدود شرع سے متجاوز نہو زنا کے مرتکب نہ بنو۔ شراب نہ پیو۔ بت اور صلیب اور سولی کی پوجا نہ کرو۔

عبد۔ واللہ اونکے حکم کیسے اچھے ہین۔ اگر جیفر میری راے مانے تو ہم ابہی سوار ہو کے محمد کی خدمت مین چلے جائین۔ اور اوسپر ایمان لا کے اوسکی تصدیق کرین۔ لیکن وہ ایسا کیون کرنے لگا تہا وہ تو مال وملک کا حریص اور بخیل ہے۔

عمرو بن العاص۔ اگر وہ ایمان لے آیا تو آنحضرت صلعم اوسکو اس ملک کا حاکم رہنے دینگے اور دولتمندون سے زکوٰۃ لے کے فقیرون پر تقسیم کرینگے۔

عبد۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہین کہ مین نے چند روز وہان قیام کیا۔ پہر عبد نے اپنے بہائی کے پاس جا کے میرا حال بیان کردیا۔ جیفر نے ایک دن مجھے بلایا۔ مین گیا۔ نوکرون نے میرے بازو پکڑ لئے۔ جیفر بولا کہ اسے چھوڑدو۔ مین نے اوسکے سامنے جا کے بیٹھنا چاہا۔ اوس نے بیٹھنے کی ممانعت کی اور پوچھا۔ اپنی حاجت بیان کرو۔ مین نے نامہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسے دیدیا۔ اوس نے پڑہکے عبد کو دیدیا۔ عبد نے بہی پڑہا۔ جیفر اپنے بہائی عبد سے بہی زیادہ نرم دل نکلا۔

جیفر۔ یہ تو بتاؤ کہ قریش اب کس دُہن مین ہین اور کیا کر رہے ہین۔

عمرو بن العاص۔ بہت سے تو اون مین سے خوشی بخوشی مسلمان ہو گئے ہین اور بہت سے ابہی بر سر پرخاش ہین۔ پس اے جیفر تو بہی اسلام لا ورنہ مسلمانون کے گہوڑے تجھے روند ڈالینگے۔

جیفر۔ مین غور کرلون خیر آج تو تم جا کے آرام کرو کل میرے پاس آنا۔

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہین کہ مین اوسکے بہائی عبد کے مکان پر چلا آیا۔ عبد نے آکے مجھ سے کہا کیا اچھا ہو کہ میرا بہائی ملک ومال کی طرف سے بخیلی نہ کرے اور سلامت رہے جب مین دوسرے دن جیفر کے پاس گیا تو ملاقات نہوئی بے نیل مرام فرودگاہ پر واپس آگیا۔

اور عبد سے کہا کہ مین جلدی جانیوالا ہون دونون بہائی خوب سمجھہ بوجھہ کے مجھے جواب دو۔ اسپر دونون بہائیون مین کچھہ صلاح ہوئی اور دوسرے دن مین بلایا گیا۔ وہ دونون بہائی مسلمان ہوگئے غالباً جیفر و عبد کو سنہ ۶ھ مین نامہ بہیجا گیا تہا یا سنہ ۹ھ مین بہیجا گیا ہو کیونکہ حضرت عمرو بن العاص سنہ ۵ھ یا سنہ ۸ھ مین اسلام لائے ہین۔

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو نامہ نبوی ہوذہ بن علی رئیس ملک یمامہ کے پاس لیکر گئے تہے عامری ہین۔ یہ اور انکے باپ جنگ یمامہ مین شامل تہے۔ اور وہین شہید ہوے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق نے اصحاب رسول کو حُلّے پہنائے تہے۔ ایک حُلّہ باقی رہا آپنے پوچہا کہ کوئی ایسا آدمی بتاؤ جسنے ہجرت کی ہو معہ اپنے باپ کے۔ لوگون نے عرض کی حضرت یہ کیا مشکل بات ہے آپکے صاحبزادے عبد اللہ ہی مین یہ صفت موجود ہے آپنے فرمایا نہین مین اوسکو ندونگا البتہ حضرت سلیط بن عمرو اس لایق ہین۔ پس جناب فاروق اعظم نے وہ حُلّہ حضرت سلیط کو پہنا دیا۔ ہوذہ کو جو نامہ لکہا گیا تہا اوسکی عبارت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی ھوذۃ بن علی۔ سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ واعلم ان دینی سیظھر الی منتھی الخف والحافر فاسلم تسلم واجعل لک ما تحت یدک

ترجمہ۔ یہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کا ہوذہ بن علی کے نام۔ سلام اوسپر جو ہدایت کی پیروی کرے جان تو کہ دین میرا عنقریب انتہائے آبادی تک غالب ہونیوالا ہے۔ پس مسلمان ہو تاکہ تو سلامت رہے۔ اور برقرار رکہون مین جو کچھہ تیرے تحت و تصرف مین ہے۔

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو حارث غسانی شاہ بلقا کے پاس نامہ لے گئے تہے مہاجرین سابقین حبشہ مین تہے۔ یہ اور انکے بہائی عقبہ بن وہب جنگ بدر اور سب لڑائیون مین شامل رہے۔ دراز قد اور دُبلے پتلے اور کمر جھکی ہوئی رکہتے تہے۔ جنگ یمامہ مین

شہید ہوئے - عمر اونکی کچھہ اوپر چالیس برس کی تھی -
ملک شام کے ایک شہر کا نام بلقا ہے - حارث کو یہ نامہ لکھا گیا تھا -
بسم اللہ الرحمن الرحیم - من محمد رسول اللہ الی الحارث بن ابی شمر - سلام علی من اتبع الھدیٰ وامن باللہ وصدق وانی ادعوك الی تؤمن باللہ وحدہٗ لاشریك لهٗ یبقی لك ملك
ترجمہ - یہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کا حارث بن ابی شمر کے نام - سلام اوسپر جو تابعداری کرے ہدایت کی اور ایمان لاوے اللہ پر اور سچا جانے اوسے بیشک مین بلاتا ہون تجھے کہ تو ایمان لا اللہ وحدہ لاشریک پر تو تیرا ملک تیرے پاس باقی رہیگا -
شجاع بن وہب فرماتے ہین کہ مین حارث کے نام کا خط لیکر اوسکی دارالحکومت مین گیا وہ غوطہ دمشق مین ہرقل کے پیشکش کی تیاری کر رہا تھا مین ۲ و ۳ روز تک اوسکے دروازہ پر پڑا رہا - آخر الامر ایک دربان نے مجھہ سے کہا کہ تمہارا کام نہو گا اور تم اندر نہ جاسکوگے البتہ فلان دن اوسکے دربار کا ہے شاید اوس دن کاربرآری ہوجاوے -
یہ دربان شجاع کی خدمت گذاری اور مہمانی کرتا تھا یہان تک کہ دربار کا دن آیا اور حارث اپنے تخت پر بیٹھا - دربان نے نامہ مبارک اوسے دیا مگر اوس نے زمین پر پھینکدیا - اور شجاع کو سنو مثقال سونا دیکر رخصت کیا - مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے - اوس حاجب یعنی دربان نے حضرت شجاع کو کپڑے اور زاد راہ دیا - اور کہا کہ میرا اسلام آنحضرت سے کہدینا -
بعض اہل سیر کہتے ہین کہ حارث مسلمان ہوا مگر قیصر روم کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپا ڈالا -
مہاجر بن امیہ مخزومی جنہین حارث بن عبد کلال حمیری کے پاس یمن مین بھیجا تھا قریشی تھے - ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اونکی حقیقی ہمشیر ہین - اصلی نام اونکا ولید ہے - آنحضرت نے اس نام کو برا سمجھا اور فرمایا کہ ولید بن مغیرہ کی ہمنامی اچھی نہین تم اپنا نام تبدیل کردو

آنحضرت نے اونکو قبیلہ کندہ کے صدقات پر عامل کر دیا تھا۔ اور جناب صدیق اکبر نے اپنی خلافت کے زمانہ مین اونہین یمن کی حکومت دی۔ جنگ بدر مین یہ قریش کے ساتھ تھے انکے دو بھائی ہشام اور مسعود بھی اوسی لڑائی مین مارے گئے۔

حضرت مہاجر نے نامہ گرامی حارث کو دیا۔ اوس نے کہا کہ ابھی تو مین اپنے کام مین ہون اسے فرصت کے وقت دیکھونگا۔ پھر آنحضرت صلعم نے ربیع الاول سنہ ۱۰ھ مین تبوک سے لوٹ آنیکے بعد ابوموسی اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن مین دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ اکثر اہل یمن بے جدال و قتال ایمان لائے۔

تیسری بار حضرت علیؑ مرتضی کو وہین روانہ کیا اور جب آنحضرت حجۃ الوداع کو تشریف لئے جاتے تھے تو جناب علی یمن سے واپس ہوکر راہ مین آپ سے آملے۔

حضرت ابوموسی اشعری کا نام عبداللہ بن قیس ہے۔ یمن کے قبائل سبا مین ایک قبیلہ کا نام اشعر تھا آپ اوس مین سے ہین۔ مکہ مین اسلام لائے اور حبشہ کو ہجرت فرمائی۔ نہایت خوش آواز تھے جب آنحضرت خیبر مین تھے تو آپ اہل کشتی کے ساتھ حبشہ سے واپس آئے۔ سنہ ۲۰ھ مین جناب عمر فاروق نے اونکو والی بصرہ کر دیا تھا۔ حضرت عثمان کی خلافت تک وہ برابر وہین رہے۔ وہان سے معزول ہوکے کوفہ چلے گئے۔ اور کوفہ کے حاکم رہے۔ حضرت عثمان کے شہید ہونے کے بعد مکہ آگئے۔ اور سنہ ۵۲ھ مین وفات پائی۔

معاذ بن جبل انصاری ہین۔ اون ستر آدمیون مین شامل تھے جو عقبہ ثانیہ مین حاضر ہوے تھے۔ آنحضرت صلعم نے اون مین اور عبداللہ بن مسعود اور جعفر بن ابی طالب مین بھائی چارہ کرا دیا تھا جناب رسالت مآب نے آپکو یمن مین قاضی اور معلم کرکے بھیجا تھا۔ اٹھارہ برس کی عمر مین آپ مسلمان ہوے اور حضرت کی حین حیات مین فتوی دیا کرتے تھے۔ جنگ بدر اور

بہت سے غزوات مین شامل رہے - دم نزع لوگون کو یہ وصیت کی کہ قیامت تک علم اور ایمان ہی قایم رہینگے انہین لو اور باطل کو رد کرو - حضرت معاذ بن جبل نے ۳۸ برس کی عمر مین بمقام عمواس عرض طاعون سے رحلت فرمائی - یہ وبا حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت مین آئی تہی اور صرف تین دن مین ستر ہزار آدمی کا صفایا کرگئی آنحضرت نے اس کی خبر پہلے سے دیدی تہی -

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ تعالے عنہ آنحضرت کا نامہ لیکر منذر بن ساوا والی بحرین کے پاس گئے تہے - وہ فضل خدا سے راہ راست پر آگیا اور مسلمان ہوا -

علاء بن حضرمی مشہور صحابی ہین - آنحضرت نے اونکو بحرین کا عامل کر دیا تہا اور حضرت ابو بکر وعمر نے اونکی زندگی بہر اونہین اوسی عہدہ پر قایم رکہا - بلکہ اکثرون کا قول یہ بہی ہے کہ حضرت عمر نے اونکو بصرہ کا حاکم کر دیا تہا - وہ سنہ ۱۴ھ مین ارض بنی تمیم مین فوت ہوے - بعض لکہتے ہین کہ سنہ ۲۱ھ مین بمقام بحرین رحلت فرمائی - اور اونکی جگہہ ابی ہریرہ حاکم ہوے - لوگون نے اونکے نام اور حسب ونسب کی نسبت بہت اختلاف کیا ہے مگر اس بات پر سب متفق ہین کہ وہ حضرموت کے رہنے والے تہے -

حضرت علاء بن حضرمی بنی امیہ کے حلیف تہے اور نو بہائی اونکے اور تہے - روایت ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تہے کئی دفعہ "یا حلیم یا علیم" پڑہتے ہوے چڑہے دریا سے پار اوتر گئے وہ خود ابو ہریرہ سے روایت کرتے تہے اور سائب بن یزید وغیرہ نے اون سے روایت کی ہے

واضح ہو کہ منذر ابن ساوی نامہ نبوی پڑہتے ہی مسلمان ہو گیا - بہت سے لوگ اوسکی رعایا مین سے بہی ایمان لاے - اوس نے یہ عرضی حضور مین ارسال کی -

اما بعد یا رسول اللہ فانی قرأت کتابک علی اہل البحرین فمنہم من احب الاسلام واعجبہ ودخل فیہ ومنہم من کرھہ وما رضی یہود ومجوس فاحدث الی فی ذلک امرک یعنی حمد ونعت کے بعد اے رسول اللہ مین نے آپکا

نامہ پڑھکے اہل بحرین کو سنادیا بعض اون مین ایسے تھے جنہین اسلام سے محبت ہوگئی اور اوسے پسند کیا وہ اوس مین داخل ہوگئے اور بعض ایسے ہین جنہون نے اسلام کو مکروہ جانا اور اوس سے ناخوش ہوے وہ یہودی اور مجوسی ہین سو اونکے باب مین جیسا حکم ہو بجالاؤن۔

حضور نے دوبارہ اوسے خط لکھا وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی منذر بن ساوی۔ سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو و اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ اما بعد فانی اذکرک اللہ عز وجل فانہ من ینصح فانما ینصح لنفسہ وانہ من یطع رسلی ویتبع امرہم فقد اطاعنی ومن نصح لہم فقد نصح لی فان رسلی قد اثنوا علیک خیراً وانی قد شفعتک فی قومک فاترک للمسلمین وما اسلموا علیہ وعفوت عن اہل الذنوب فاقبل منہم وانک مہما تصلح فلن نعزلک عن عملک ومن اقام علی یہودیتہ ومجوسیتہ فعلیہ الجزیۃ یعنی یہ نامہ ہی محمد رسول اللہ کا منذر بن ساوی کے نام۔ سلام علیک۔ بیشک مین تجھہ سے خدا کی حمد بیان کرتا ہون جسکے سوا کوئی خدا نہین۔ اور گواہی دیتا ہون کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد بیشک خدا کا رسول ہے۔ اما بعد تجھے خدائے عز وجل کی یاد دلاتا ہون جو دوسرے کو نصیحت کرتا ہے وہ گویا اپنی خیر خواہی کرتا ہے۔ جو میرے ایلچیون کی تابعداری کرتا ہے اور اونکے حکم کو مانتا ہے گویا میری اطاعت کرتا ہے۔ اور جس نے میرے ایلچیون کی خاطر کی وہ میرا خیر خواہ ہے۔ بیشک میرے ایلچیون نے تیری بڑی تعریف کی۔ بیشک مین تیری قوم کی تجھہ سے سفارش کرتا ہون۔ پس تو آزاد کردے مسلمانون اور اونکے اسلام کو۔ مین نے معاف کیا اہل ذنوب کو تو بھی اون سے درگذر کر تحقیق جب تک تو اپنی اور خلق کی اصلاح کرتا رہیگا ہم تجھے معزول نہ کرینگے۔ اور جو اپنی یہودیت اور مجوسیت پر قایم رہے اوس سے جزیہ لے۔ پس حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالے عنہ وہان جزیہ لینے پر مقرر کردئے گئے۔ ہمیشہ وہان سے

زرجزیہ تحصیل کر کے حضور نبوی مین بہیجدیا کرتے تہے - لوگون نے اس لفظ جزیہ پر بہت منہ مارے ہین مگر یہ صرف اونکی جہالت ہے - ناظرین اس وہم مین نہ آئین کہ سلطنت اسلام مین مسلمانون سے کچہہ نہین لیا جاتا تہا اور مذاہب غیر سے جزیہ لیتے تہے - یہ بالکل غلط اور سراسر خلاف واقع ہے - مسلمانون پر پہلے تو زکوٰۃ کا چہپر الیسار کہا ہوا تہا کہ وہ کافرون کے جزیہ سے بدرجہا بڑہ جاتا تہا اس کے سوا چہوٹے موٹے کہین عید آگئی حکم ہوا کہ فطرہ دو - بقرعید آئی قربانی کرو - اگر اسپر بہی کوئی صاحب استطاعت ہوگیا تو سید ہا حج کو بہیجدیا گیا - علاوہ برین اگر خیرات صدقات سے سروکار نہین رکہتا تو کافر ہوگیا جہاد اوسپر واجب ہے - غرضکہ مسلمانون کا روپیہ ہمیشہ اسلام کی آنکہہ مین کہٹکتا رہا کوئی مسلمان اپنے گہر کے صندوق مین بہرے مال کو اپنا نہین سمجہہ سکتا - اسپر طرّہ یہ کہ مال تو کیا مال ہے جان بہی ہماری اور ہمارے باپ کی یعنی آدہی رات پچہلے پہرے جب دل مین آیا توپ کے منہ پر رکہدیا چلو بہئی جہاد ہے اور ہزارون لاکہون مسلمان ہی کٹ رہے ہین - ایسی کوئی آفت غیر مذاہب پر نہ تہی مزے سے بیٹہے رہو جان و مال کے محافظ مسلمان ہین اتنی بڑی خدمت کے لیئے بہی اگر سلطنت جزیہ نہ لے تو کہا ئیگی کیا - یہ لفظ جزیہ معرب ہے فارسی لفظ گزیہ کا جو نوشیروان سے عادل بادشاہ کی سلطنت مین بہی لیا جاتا تہا اس رسم کو اسلام نے تصنیف نہین کیا ہے -

سنہ ۷ھ مین آنحضرت نے جبلہ بن ایہم بادشاہ غسان کے پاس نامہ روانہ کیا - وہ مسلمان بہی ہوا اور نامہ مبارک کا جواب معہ ہدیہ کے ارسال خدمت فیضدرجت کیا - اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت تک اسلام پر قایم رہا - ایک دفعہ جبلہ حج کو آیا تہا طواف مین ایک شخص کا پانوئن اوسکے تہبند پر پڑا تہبند کہلگیا جبلہ نے اوسکے منہ پر طمانچہ مارا - اوسکی ناک لوٹ گئی - جناب فاروقی کی عدالت مین استغاثہ دائر ہوا - حضرت عمر نے جبلہ کو بلا کر فرمایا کہ

اسکو راضی کرکے راضی نامہ داخل کرو نہین تو مین تم سے قصاص لونگا۔ جبلہ بولا مین بادشاہ اور یہ بازاری مجھہ سے اسکا قصاص لیا جائیگا۔ ارشاد ہوا کہ اسلام بازاری اور بادشاہ کا فرق نہین جانتا اوسکی آنکھہ مین دونون برابر ہین۔ ہمارے ہان اگر عزت ہے تو تقی کی چنانچہ فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم یعنی جو تم مین متقی زیادہ ہے وہی اللہ کی نظر مین عزت دار زیادہ ہے۔ جبلہ نے کہا کہ جب یہ بات ہے کہ مجھہ مین اور اس چھوٹی امت ناہموار مین کوئی فرق نہین تو پھر مین عیسائی ہوجاؤنگا۔ ارشاد فاروقی یون ہوا کہ تو تیری جان کی بھی خیر نہین۔ جبلہ بولا اچھا رات بھر کی مجھے مہلت دو کل سوچ سمجھہ کے مین اسکا جواب دونگا۔ آپنے اوسے مہلت دیدی۔ لیکن وہ رات کو بھاگ کے قسطنطنیہ پہونچا اور وہان نصرانی ہوگیا۔ بعض اہل سیر یون فرماتے ہین کہ جبلہ دوبارہ مسلمان ہوا اور بحالت اسلام مرا۔

ایک روایت مین ہے کہ جبلہ بازار دمشق مین چلا جاتا تھا اتفاقاً اوسکا پانوئن مزنیہ کے ایک آدمی کے پانوئن پر پڑگیا۔ مزنیہ نے جبلہ کو ایک تھپڑ مارا۔ اوسے پکڑ کے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے لے گئے۔ حکم ہوا کہ اسے جبلہ کے پاس لیجاؤ تاکہ وہ بھی اسے طمانچہ مارے۔ جبلہ کے لوگ جو عدالت مین حاضر تھے کہنے لگے کہ کیا اس قصور پر یہ قتل نہین کیا جائیگا حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا ہرگز نہین۔ پھر اونھون نے دریافت کیا کہ اسکے ہاتھہ کاٹنے کا بھی حکم نہین دوگے۔ فرمایا کہ نہین خدا صرف قصاص کا حکم دیتا ہے۔ جبلہ نے جب یہ باتین سُنین تو کہا کہ مین اپنا منہ اوس بکری کے بچہ کے منہ کے برابر ہرگز نہ لیجاؤنگا جو یمن کے ایک گانوئن سے آیا ہے۔ یہ دین بہت برا ہے جو بازاریون سے بادشاہون کی برابری کراتا ہے۔ پس وہ پھر مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا۔

فروہ بن عمر وجذامی جو شاہ روم کی طرف سے حاکم عمان ضلع بلقا ملک شام مین تھا مسلمان ہوا

جب یہ خبر بادشاہ روم کو ہوئی تو فروہ کو اپنے پاس بلا کے زجر و توبیخ کی - اور زیادہ ملک دینے کا لالچ دکہا کے حکم دیا کہ تو پہر نصرانی ہوجا اوس سعید ازلی نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا بیشک محمد نبی برحق ہین اونہین کے آنیکی عیسیٰ نے بشارت دی ہے اسکو تو تم بہی خوب جانتے ہو - بادشاہ روم نے کچہہ دنون اوسے قید رکہا پہر سولی پر چڑہا کے شہید کر ڈالا -

محمد بن سعد کاتب واقدی فرماتے ہین کہ جبلہ اور فروہ کے پاس نامے بہیجنے کی تاریخ معلوم نہین مگر اغلباً جبلہ کو ۸ھ مین نامہ بہیجا گیا ہوگا کیونکہ وہ بعد مرنے حارث بن ابی شمر غسانی کے بادشاہ ہوا تہا - اور حارث ۸ھ مین مرا ہے -

بدمزگی درمیان خولہ بنت ثعلبہ ابن قیس ابن مالک ابن الخزرج اور اونکے شوہر کے

اسی سال ششم ہجری مین خولہ بنت ثعلبہ بن قیس بن مالک بن خزرج اور اونکے شوہر اوس ابن صامت ابن قیس ابن احزم انصاری مین بدمزگی ہوگئی یہان تک کہ ظہار کی نوبت پہونچی - خولہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہو کے ساری داستان بیان کی - اور پوچہا کہ اب مین کیا کرون مگر آپنے کوئی ایسا حکم نہین دیا جس سے خولہ کی تسلی ہوتی کیونکہ اسوقت مین خدا کی طرف سے اسکی بابت کوئی حکم نہین نازل ہوا تہا - اور ایام جہالت کی رسم کے بموجب طلاق اور ظہار برابر تہے -

خولہ نے مضطرب ہو کے بخضوع و خشوع سجدہ کیا اور مجیب الدعوات کی درگاہ مین گریہ وزاری کرنے لگین ہنوز سجدے سے سر نہ اوٹہایا تہا کہ رسول خدا کے چہرۂ مبارک پر آثار وحی نمایان ہوے اور یہ آیت نازل ہوئی - قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا

هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ط اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ ط وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ط وَاِنَّ
اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ○ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ط
ترجمہ - بیشک اللہ نے اوس عورت کی بات سنی جو تم سے اپنے خاوند کے باب مین جھگڑا
کرتی اور شکوہ کرتی ہی اللہ کے سامنے اللہ تم دونون کے سوال وجواب سنے بتحقیق اللہ دیکھتا اور
سنتا ہے اون لوگون کی باتین جو ظہار کرتے ہین یعنی اپنی جوروؤن کو مان کہہ بیٹھتے ہین - وہ اونکی
مائین کیسے ہوسکتی ہین - اونکی مائین تو وہی ہین جنہون نے اونکو جنا - یہ تو وہ ایک ناپسند بات
اور جھونٹ بکدیتے ہین - اللہ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے - اور اگر اپنی جوروؤن کو مان کہہ بیٹھین
اور پھر وہی کام کرنا چاہین جسے کہا ہے تو باہم ہاتھہ لگانے سے پہلے ایک بردہ آزاد کردین -
ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ط ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَ
لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ترجمہ - اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اوسکی
خبر رکھتا ہے - اور جو کوئی ایک بردہ نہ پاوے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے پہلے اس سے
کہ باہم ایک دوسرے کو ہاتھہ لگائین - اور جو یہ بھی نہو سکے تو ساٹھہ مساکین کو کھانا کھلادے
یہ اس لئے ہے کہ اللہ اور اوسکے رسول کا حکم مانو - یہ حدین اللہ کی باندھی ہوئی ہین اور منکرون کو
دکھہ کی مار ہے -

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کو بلا کے یہ آیتین سنائین - اور فرمایا کہ تم ظہار کے
کفارہ مین ایک بردہ آزاد کردو - اوس نے عرض کی کہ حضور مجھے بردہ آزاد کرنے کی استطاعت
نہین - حکم ہوا کہ اچھا دو مہینے برابر روزہ رکھو - اوس نے التماس کی یارسول اللہ اگر مین دن مین
دو تین بار نہ کھالون تو چکر آنے لگتے ہین اور آنکھون کے تلے اندھیرا آجاتا ہے مجھہ سے

تو یہ بات بھی ناممکن ہے - ارشاد ہوا تو ساٹھہ محتاجون کو کھانا کھلا دو - اَوس نے عرض کی کہ مجھہ سے تو یہ بھی نہو سکیگا کیونکہ مفلس قلاش ہون اگر آپ میری مدد کرین اور اپنے پاس سے مجھے کچھہ مرحمت فرمائین تو البتہ کھلا دونگا - حضور نے پندرہ صاع کھانا اپنے پاس سے دیا اور مساکین کھلا دیئے گئے - حضرت خولہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اسکے بعد مدتون زندہ رہین - مسلمان اونکی بہت عزت کرتے تھے - چنانچہ جناب فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے عہد خلافت مین ایک دفعہ شرفاے قریش کی ایک جماعت کے ساتھہ کہین تشریف لئے جاتے تھے راہ مین ایک ضعیف بڑہیا نے حضور سے کہا کہ عمر مجھے تم سے کچھہ کہنا ہے ذرا توقف کرو - حضرت عمر فوراً کھڑے ہو گئے بڑہیا نے اپنا مطلب کہنا شروع کر دیا جب تک وہ کہتی رہی امیر المومنین بکمال ادب سے سر جھکاے کھڑے سنتے رہے - ہمراہیون نے دریافت کیا یا امیر یہ کون تھی جسکے لئے آپکو اتنی تکلیف کرنا پڑی اور ہم سب کھڑے رہے - وہ غریبون کا ہمدرد اور بیکسون کا غمخوار فرمانے لگا کہ لوگو یہ بڑہیا خولہ بنت ثعلبہ ہے جسکی فریاد و زاری جناب باری عزاسمہ نے سات آسمان کے اوپر سے سُنی تھی یہ میرے نزدیک اتنی معزز ہے کہ اگر صبح سے شام تک اپنا مدعا کہتی تو بھی مین یون ہی کھڑا رہتا البتہ نماز کے وقت سے تو مجبور تھا نماز پڑھکے پھر اوسی کی طرف متوجہ ہو جاتا -

وجہ ظہار کی یہ ہے کہ جوانی مین حضرت خولہ نہایت حسین اور خوبصورت تھین - حضرت اَوس رضی اللہ عنہ ایک دن نماز مین مشغول تھے کہ سجدہ مین جاتی ہوے اونکو حضرت خولہ نظر آگیئن اور حضرت اَوس کو خیالات شیطانی نے آگھیرا آپنے فوراً دل کو سنبھال کے نماز تو ختم کی مگر اس حرکت ناشائستہ کا کمال رنج رہا علاقہ زن و شوئی تو تھا ہی اوس کے بعد ہی میان بیوی مین ناچاقی ہوئی - اَوس رضی اللہ عنہ کے مزاج مین تھی جلدی جھٹ کہہ اوٹھے اَنت علی

کظہر امی" یہ پہلا ظہار تہا جو اسلام کے زمانہ مین واقع ہوا اور ایام جہالت مین اسے طلاق سے بہی زیادہ سمجہتے تہے اس لئے کہتے تو کہہ گذرے مگر بڑی ہی پشیمانی ہوئی اور ارادہ کیا کہ آنحضرت سے جا کے عرض کرین مگر نماز کے خیالات اور بہی پانی پانی کئے دیتے تہے حضور نبوی مین بات بنا کے کہنے کی کب مجال تہی وہان تو شروع سے ٹہیک ہی ٹہیک کہنا پڑتا۔ اس پشیمانی نے میان کو تو اجازت ندی حضرت خولہ ہی حاضر ہوئین اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین خوبصورت اور مالدار عورت تہی لوگ مجہپر والہ وشیدا تہے۔ اوس نے مجہہ سے نکاح کر کے سارا مال کہا لیا میری جوانی بہی ڈہلگئی لڑکے بالے ہو گئے اور فقر وفاقہ نے مجہے گہیر لیا اس حالت مین اوس نے مجہہ سے ظہار کیا ہے اب کیا کرون اور کدہر جاؤن چونکہ شریعت اسلام مین ابہی تک ظہار کے بابت کوئی حکم نازل نہین ہوا تہا آپکو اسکا جواب دینے مین تامل ہوا اور جو جواب بہی دیا وہ شافی نہ تہا۔ جناب خولہ نے رونا پیٹنا شروع کیا کہ ہائے مین اپنے بچون کو کہان لیجاؤنگی۔ یہ کہکر حضرت عائشہ کے حجرے کے ایک گوشہ مین سجدہ کیا اور کہا کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَشْکُوْ اِلَیْکَ وَحْدَتِیْ وَوَحْشَتِیْ وَفِرَاقَ زَوْجِیْ وَوَجْدِیْ ہے۔ یعنی اے اللہ مین تجہہ سے اپنا درد اور وحشت اور خاوند کی جدائی کا غم بیان کرتی ہون۔ وہ اسی مناجات مین تہین کہ آیات مذکورہ بالا نازل ہوئین اور قطعی فیصلہ ہو گیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ خولہ اور آنحضرت مین ایسے چپکے چپکے گفتگو ہوئی تہی کہ مین نے بہی ایک لفظ اوسکا نہ سنا سجدے مین بہی سوائے رونے کے اور کچہہ ہمین سنائی نہ دیا مگر صدقے اوس پاک پروردگار کے جس نے اپنے بندے کی مناجات فوراً سنی اور جواب شافی اوسکا وحی سے دیا۔ حضرت خولہ جب جناب فاروق اعظم کے پاس جاتی تہین آپ اونکی تعظیم کے لئے اوٹہہ کہڑے ہوتے اور فرماتے تہے تم وہ ہو جنکی خاطر سے قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ

نازل ہوا ہے۔

اونٹ اور گھوڑونکے دوڑانے کا حکم

اسی سال ششم ہجرت مین جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے حکم دیا کہ مسلمان اپنے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑایا کرین اور دیکھین کہ کسکا جانور آگے نکلجاتا ہے کیونکہ یہ امر منجملہ معاونات جہاد ہے۔ آنحضرت کی اونٹنی قصوے سے کوئی اونٹ آگے نہین نکل سکتا تھا ایک اعرابی نے اپنا دُبلا سا اونٹ اوس سے آگے نکال لیا صحابہ کو یہ بات شاق گذری آنحضرت نے اونکی تسلی کے لیئے فرمایا۔ حق علے اللہ ان لا یرفع شیئاً من الدنیا الا وضعتہ حق ہے اللہ پر یہ کہ جس چیز کو بلند کرتا ہے اوسے پست بھی کر دیتا ہے۔

آنحضرت نے اس دوڑ کے لیئے ایک میدان مقرر کر لیا تھا۔ مضمر یعنی خوید کھلائے ہوی گھوڑون کے لیئے جو قوی ہوتے تھے چھہ میل کی مسافت حضا سے ثنیۃ الوداع تک دوڑنے کو معین تھی اور غیر مضمر کے واسطے ایک میل کا فاصلہ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک مقرر تھا۔

حضرت اُم رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات

سنہ ۶ھ مین جناب عائشہ صدیقہ کی والدہ ماجدہ ام رومان نے وفات پائی۔ آنحضرت اونکے دفن مین شامل ہوے۔ قبر مین اوترے اور فرمایا من اراد ان ینظر الی امراءۃ من حور العین فلینظر الے ھذہ یعنی اگر کوئی حور عین مین سے کسی عورت کو دیکھنا چاہتا ہے تو وہ انہین دیکھہ لے۔

حضرت اُم رومان کا نام زینب بنت عامر ہے۔ لوگون نے انکے نسب مین بہت اختلاف کیا ہے مگر بنی غنم بن مالک بن کنانہ مین سے ہونے پر سب متفق ہین۔ عبد الرحمن اور عائشہ رض حقیقی بھائی بہن انہین کے پیٹ سے تھے۔ محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس کے پیٹ سے تھے۔

اور حضرت ابو بکر کے بیٹے عبداللہ سب بال بچون مین بڑے تھے اونکی والدہ کا نام قتیلہ یا قتلہ ہے

اسماء بنت ابی بکر کا نام شقیقہ ہے۔

اسماء بنت ابی بکر کا لقب ذات النطاقین تھا جو والدہ ہین عبداللہ بن زبیر کی ابتدائے مکہ معظمہ مین جب سترہ آدمی مسلمان ہو چکے تھے تو اٹھارہوان نمبر حضرت اسماء بنت ابی بکر کا ہوا۔ آپ دس برس حضرت عایشہ سے بڑی تھین۔ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے شہید ہونے کے بعد دس یا بیس دن زندہ رہین۔ ۷۳ھ مین سو برس کی عمر کی ہو کر رحلت فرمائی۔

اسماء بنت عمیس زوجہ صدیق اکبر نے اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ کو ہجرت فرمائی اور وہین اونکے تین بیٹے محمد بن جعفر۔ عبداللہ بن جعفر۔ عون بن جعفر پیدا ہوی حبشہ سی اسماء بنت عمیس ۷ھ مین مدینہ آئین۔ سریہ موتی مین اونکے شوہر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ شہید ہوے تو اونہون نے صدیق اکبر سے عقد کر لیا۔ اون سی محمد بن ابی بکر پیدا ہوی جب جناب صدیق نے انتقال کیا تو اونہون نے حضرت علی مرتضیٰ سے نکاح کیا اون سے یحییٰ بن علی پیدا ہوے جس سے صحابہ کبار کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر حدیبیہ مین ایمان لاے۔ اون سے عائشہ اور حفصہ اور بہت سے لوگون نے روایت کی ہے ۵۳ھ مین آپ نے رحلت فرمائی۔

عبداللہ بن ابی بکر غزوہ طائف مین ہمرکاب رسول مقبول تھے۔ بہت سے کفار انکے تیرون سے مارے گئے۔ اوسی معرکہ مین ابو محجن کا تیر انکے لگا جسکے زخم سے اپنے والد بزرگوار کی ابتداے خلافت مین ماہ شوال ۱۱ھ مین انتقال فرمایا۔ یہ بہت پرانے مسلمانون مین تھے

محمد بن ابی بکر کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ ۱۰ھ مین حجۃ الوداع کے سفر کے درمیان ذوالحلیفہ مین اسماء بنت عمیس سے پیدا ہوے۔ یہ اکثر عائشہ اور دیگر صحابہ سے روایت

کرتے تھے۔ اور اون سے اونکے بیٹے قاسم اور بہت سے تابعین نے روایت کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ دوسی رضی اللہ تعالے عنہ نے سنہ ۶ھ کے اول یا سنہ ۶ھ کے آخر مین اسلام قبول کیا۔ علما نے انکے نام اور نسب مین اختلاف کیا ہے۔ مشہور تر قول تو یہ ہے کہ ایام جاہلیت مین انکا نام عبد شمس یا عبد عمر تھا اور حالت اسلام مین عبد اللہ یا عبد الرحمن رکھا گیا۔ حاکم ابی احمد نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک صحیح نام اونکا عبد الرحمن بن صخر ہے غرضکہ کنیت اونکی ایسی غالب ہوئی کہ نام کا پتا نہین چلتا۔ سال خیبر مین مسلمان ہوے اور خیبر مین آنحضرت کے ساتھ رہے چونکہ تحصیل علم کی طرف راغب تھے اور کھانے پینے کی کچھ پرواہ نہ رکھتے تھے جو ملجاتا کھالیتے۔ پیٹ بھر لینے سے کام تھا اس لئے آنحضرت کی خدمت گاری مین رہنا پسند کیا۔ جہان حضور تشریف لیجاتے سایہ کی طرح آپ کے ساتھ رہتے۔ حافظہ کسی صحابی کا ان سے بڑھ کے نہ تھا۔ اور حاضر باش بھی انکے برابر کوئی نہ تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حضرت ابوہریرہ سے کچھ اوپر آٹھ سو صحابی اور تابعین نے روایت کی ہے۔ اونہین مین ابن عباس۔ ابن عمر۔ جابر۔ انس رضی اللہ عنہم ہین سنہ ۵۷ یا ۵۸ یا ۵۹ھ مین بمقام مدینہ رحلت فرمائی کنیت ابوہریرہ اس لئے ہوئی کہ ایک چھوٹی سی بلی ہمیشہ انکے ساتھ رہتی تھی آپ اٹھتر برس کے ہوکے مرے۔

وقایع سال ہفتم ہجری

سنہ ۷ ہجری نبوی کو سنت الاستغلاب بھی کہتے ہین۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مسلمان اس سال مین اہل کتاب پر غالب ہوگئے۔ مدینہ کے گرد و نواح مین ایک بھی یہودی نہ رہا۔ اور اگر کوئی رہا بھی تو وہ اہل اسلام کے ذمہ مین تھا اور جزیہ دیتا تھا۔

۲۹-غزوہ خیبر

صاحبان سیر رحمہم اللہ فرماتے ہین کہ جب فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سفر حدیبیہ سے معاودت فرماکے رونق افزاے مدینہ ہوے اور ارسال رسل ورسائل سے فراغت پائی اور سورۃ الفتح حدیبیہ کے راستہ ہی مین آچکی تھی اوس مین اشارہ تھا کہ فتح خیبر کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے لہذا سامان غزوہ خیبر کے شروع ہوے - شرح اس حال کی یون ہے کہ یہود اور ساکنان نواح خیبر کے دماغون مین خبط سمایا تو مسلمانون سے بغاوت اختیار کر کے چھیڑ چھاڑ شروع کی - آنحضرت نے مسلمانون کو اونکے شر وفساد سے محفوظ رکہنے اور باغیون کی گوشمالی کرنیکے لیے خیبر تشریف لیجانیکا ارادہ کیا - ادہر یہود مدینہ بہ سبب عداوت قلبی کے جو اونکو ہمیشہ سے مسلمانون کے ساتھہ تھی یہ سمجھے کہ اب مسلمان خیبر جاتے ہین اگر وہان فتحیاب ہو گئے تو واپس آکے ہمارا وہی حال کرینگے جو یہود بنی قریظہ اور یہود بنی النضیر کا کیا ہے اور کچھہ تعجب نہین کہ ہمین یہان سے نکال باہر کرین - پس ادہر تو مومنان دیندار اور غازیان شیر شکار سامان سفر کرتے تھے اور ادہر خواہ مخواہ اونکے دل رشک وحسد سے جلے جاتے تھے - اس لیے جس جس یہودی کا قرضہ مسلمانون پر تھا اوس نے تقاضاے شدید کرنا شروع کر دیا یہان تک کہ ہر ایک قرضخواہ یہود نے مسلمان قرضدارونکا دم ناک مین کر دیا - نظیر اوسکی یہ ہے کہ ابو شحم یہودی کے عبد اللہ بن ابی حداد پر پانچ درم تھے - یہودی نے عبد اللہ کا دامن پکڑا کہ جہان سے ہو سکے ابھی دو - اونہون نے نہایت منت وسماجت کی کہ بھائی خیبر سے آکے تیری کوڑی کوڑی دیدونگا مگر اوس نے نہ مانا اور کہنے لگا کہ خیبر کا سفر کیا ہنسی کھیل سمجھا ہے - وہان کے یہودی تم لوگون کے ٹکڑے اوڑا دینگے خیبر کیا مسلمانون کی خالہ کا گھر ہے جو واپس آجاؤ گے - غرضکہ دونون گلگپ ہو کے آنحضرت کے پاس پہونچے - ابو شحم بولا اے ابو القاسم یہ شخص میرے پانچ درم نہین دیتا - آپ نے

عبداللہ سے کہا کہ اسکے درم دیدو۔ جب حکم نبوی ہوگیا تو پہر اونہین فکر پڑی۔ صرف دو کپڑے غریب کے پاس تہے۔ بازار مین جا کے ایک کو فروخت کیا۔ تین درم ملے اور دو درم کہین سے مانگ جانچ کے ابو شحم کا پورا ڈالا۔ سلمہ ابن ابی اسلم نے ایک کپڑا عبداللہ کو رحم کہا کے دیا۔ بیچارے اوسیکو اوڑہ لپیٹ کے سفر مین پڑ رہتے تہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی حدا درضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ مین ابو شحم کے ساتہہ آنحضرت کی خدمت مین اس لئے چلا گیا تہا کہ آپ اوسے سمجہا کے میرا پیچہا چہٹا دینگے مگر آپ نے اوس سے کچہہ بہی نہ فرمایا۔ جہٹ مجہے حکم ہوا کہ اسکا قرضہ ادا کردو۔ اگرچہ ہمین آپ کی یہ عادت معلوم تہی کہ کاروبار دنیوی اور معاملات لین دین اور خرید فروخت کے باب مین آپ کبہی مسلمانون کی طرفداری اور غیر مذہب والون سے بے اعتنائی نہین کرتے ہین مگر اسوقت پابرکابی مین مجہے گمان تہا کہ ابو شحم روکدیا جائیگا۔ ایسے موقع پر بہی آپ نے یہودی ہی کی بات مانی اور کہڑے کہڑے مجہسے اوسکے درم دلوا دئے۔ ہرچند کہ یہودی بے یار و یاور اور بے کس و بے مددگار رہتے تہے اور مدینہ مین کوئی اونکا حمایتی نہ تہا اور جہانتک اون سے بنتا تہا اس حالت مین بہی مسلمانون کے ساتہہ بدی سے نہ چوکتے تہے لیکن معاملات دنیوی مین آپ کے آگے یہودی اور مقرب صحابہ برابر تہے۔ اگر آپکو اونکے ساتہہ عداوت ہوتی تو اسوقت چونکہ قوت اسلام کا زمانہ تہا کوئی یہودی مدینہ کے اطراف مین زندہ نہین رہ سکتا تہا مسلمان بآسانی اونکا قلع وقمع کردیتے یا وہ لاچار ہوکر مسلمان ہوجاتے مگر استغفراللہ اون پر کوئی غصہ تو ہو ہی نہین سکتا تہا جبر و اکراہ تو درکنار۔ اور اسپر بہی اونکی قساوت قلبی کا یہ حال تہا کہ مسلمانون کو ٹہنڈے دل سے دیکہہ ہی نہین سکتے تہے۔ آنحضرت کے عدل و انصاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہان تو مجہسے کہڑے کہڑے پانچ درم ابو شحم کو دلوا دئے مگر خیبر مین اللہ نے مجہے مالامال کردیا۔ یعنی ایک عورت ابو شحم کی قریبی

رشتہ دار میرے ہاتھہ لگی - مین نے مدینہ مین آکے اوسے ابو شحم کے ہاتھہ بہت سے زر و مال مین بیچا اور وہی شل ہو گئی -

کلجگ نہین کرجگ ہی یہ یہان دنکو دی اور رات لے	کیا خوب سود انقد ہی اس ہاتھہ دی اوس ہاتھہ لے

القصہ مسلمانون کی روانگی کے وقت یہودیان مدینہ نے وہ وہ تقاضے کیئے جنکا حساب نہین ہر ایک نے اپنی کوڑی کوڑی سید ہے ہاتھہ سے مسلمانون سے رکھوالی اور آنحضرت کے خوف سے سبکو اوسی وقت دینی پڑی -

کوچ کے وقت آپکے ہمرکاب چودہ سو مسلمان تھے - مدینہ مین سباع ابن غرفطہ غفاری کو خلیفہ کر کے روانہ ہوے - ازواج مطہرات مین سے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھہ ہوئین اور علاوہ اونکے کوئی بیس عورتین دیگر مسلمانون کے ہمراہ تھین تاکہ مریضون اور مجروحون کی مرہم پٹی اور تیمارداری کرین - مقدمہ لشکر کے سردار عکاشہ ابن محصن اسدی اور میمنہ کے سردار حضرت عمر فاروق مقرر ہوے - جناب علی مرتضی کو عہدۂ علمبرداری عطا ہوا - کل لشکر مین دو سو گھوڑے تھے اور تین گھوڑے خاصے کے اونمین آنحضرت کے بھی شامل تھے - البتہ اونٹ اس سفر مین بکثرت تھے - قبیلہ اشجع کے دو آدمی راہ بتانے کے لیئے ساتھہ ہو لیئے -

ادہر تو لشکر اسلام نے کوچ کیا اور اودہر عبد اللہ بن ابی سلول منافق نے جھٹ یہودیان خیبر کو لکھدیا کہ ہوشیار ہو جانا مسلمان تمہاری طرف آتے ہین - بہت احتیاط سے لڑنا اور حصارون مین نہ گھس رہنا - لڑائی کا سامان اور مردان جنگی تمہارے پاس بہت ہین - ادہر غنیم کے پاس سامان اور آدمی دونون کم ہین - تم کو اون سے ڈرنیکا کوئی باعث نہین - خوب دل کھول کے لڑنا - خیبریون نے ابن ابی کا پیغام سنتے ہی کان کھڑے کر لیئے - فتنہ انگیزی پر تو تلے ہی ہوے تھے عبد اللہ منافق کی تحریر نے اور بھی اشتعالک دیدی پس باہم مشورہ کر کے کنانہ ابن ابی الحقیق اور ہودہ

ابن قیس اور ایلی کو مدد مانگنے کے واسطے قبیلہ غطفان کے پاس بھیجا۔ کیونکہ وہ اور خیبری باہم حلیف تھے۔ اور یہ ٹھہری کہ اگر تمھاری مدد سے ہم مسلمانون پر غالب آجائینگے تو نصف پیداوار علاقہ خیبر کی تمھین دینگے۔ غطفانی لالچ مین آگئے اور ادہر اودہر سے اپنے آدمی قریب چار ہزار کے بٹور بٹار کے چل نکلے۔ جب خیبر ایک منزل رہگیا تو خبر ملی کہ سلمان آپہونچے یہ سنتے ہی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ ایک ایک پانوئن دس دس من کا ہوگیا اور خیبر کی طرف جانیکی ہمت ہی نہ بندہی سر پر پانوئن رکھکے گھرون کو بھاگے۔ اور خیبریون کا کچھہ خیال نہ رہا۔

سلام بن مشکم خیبر کا سردار اوس زمانہ مین بہت بیمار تھا۔ شرفاے خیبر مجتمع ہوکے اوسکے پاس گئے اور سب حال بیان کیا۔ سلام نے صلاح دی کہ مجھے بھی عبداللہ بن ابی سلول کی راے پسند ہے تم ہرگز قلعہ بند ہوکر نہ لڑنا۔ چونکہ مرضی الٰہی یون نہ تھی اس لئے نہ عبداللہ کی چلی نہ سلام کی۔ تمام خیبری حصارون ہی مین تھے کہ مسلمان جا پہونچے اور اون سے باہر آنے کی ایک تدبیر بھی نہ بن پڑی۔

جبکہ لشکر اسلام مارا مار کوچ درکوچ خیبر کی طرف چلا آتا تھا تو راہ مین کسی نے عامر ابن سنان اکوع سے کہا کہ رجز جو تمھین یاد ہے اوسی کو پڑہتے چلو کہ اس سے راستہ ہی کٹیگا۔ عامر نے ابیات حدی بہت عمدہ طور سے پڑہین کہ اونٹ مست ہوکر تیز ہوگئے اور آنحضرت اور سامعین نہایت مسرور ہوے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ حدی خوان کون ہے۔ لوگون نے عرض کی کہ عامر ابن اکوع حضور بولے "غفر لک ربک" مگر روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ جسے آپ ایسی دعا دیتے تھے اوسے ضرور ہی دولت شہادت نصیب ہوتی تھی اس لئے جناب فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑہکے پوچھا کہ یارسول اللہ کیا عامر شہید ہونگے۔ کاشکے حضور اونکے لئے درازی عمر کی دعا مانگتے تاکہ ہم اونکی زندگی سے مستفید ہوتے۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ عمر اسوقت خداوند کریم کو اوسیر

رحم ہی کرنا منظور تہا مین خلاف مرضی حق کیا کہہ سکتا تہا یہ شخص بڑا خوش نصیب ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت عامر شہید ہوے - اونکے بعد عبداللہ ابن رواحہ کو حدی پڑہنے کا حکم ہوا - اونہون نے بہی وہی بیتین سنائین جو عامر نے پڑہی تہین البتہ ایک شعر انکے ہان زیادہ تہا حضور نے اونکے لئے "اللھم ارحمہ" فرمایا اور وہ غزوۂ موتہ مین شہید ہوے -

منزل صہبان پر پہونچ کے حضور نے عصر کی نماز پڑہی پہر جو کچہہ ہمراہ تہا یعنی خرما اور ستّو وہ اصحاب کے ساتہہ بیٹہکے کہاے اور اوسی وضو سے نماز مغرب بہی ادا کی - جب عشا بہی پڑہ چکے تو دو رہنماؤن کو بلا کے حکم دیا کہ ہمین ایسی راہ سے لیچلو کہ ہم ٹہیک قبائل غطفان اور خیبر مین جا پہونچین - اونمین سے ایک کا نام حُسیل تہا وہ بولا کہ حضور مین بہت سیدہے راستہ سے لیچلونگا - پس وہی آگے کیا گیا - چلتے چلتے ایک ایسے مقام پر پہونچے جہان سے کئی سمت کو راستے جاتے تہے حُسیل نے عرض کی یا رسول اللہ جس راستہ سے فرمائے لیچلون - یہ کہکے اوسنے راہون کے نام لینے شروع کئے جو نام وہ لیتا تہا آنحضرت کہدیتے تہے کہ نہین ہم اودہر سے نہین چلینگے - اسی طرح جواب وسوال ہوتے ہوتے صرف ایک راہ باقی رہگئی اوس نے عرض کہ حضور اس راستہ کا نام مرحب ہے - ارشاد ہوا کہ اسی طرف چلو - حضرت عمر نے حُسیل کے پاس جا کے کہا کہ یار عزیز جب تو جانتا تہا کہ یہ راہ سیدہی ہے تو پہلے ہی سے اسکا نام بتا دیتا تا کہ اتنی رد وبدل نہوتی - حسیل بولا کہ اے عمر فاروق پہر مجہے حضور سے اتنی دیر باتین کرنیکی سعادت کیسے حاصل ہوتی -

الغرض مرحب کی راہ سے خیبر روانہ ہوے اور عباد ابن بشر کو معہ چند سوارون کے بطور طلیعہ آگے بہیجا - دیکہتے کیا ہین کہ جنگل مین خیبریون کا ایک جاسوس پہر رہا ہے - عباد نے پوچہا تو کون ہے اوس نے جوابدیا کہ ساربان ہون میرے اونٹ کسی طرف چلدئے ہین اونہین ڈہونڈہتا ہون - اسکے بعد عباد نے اوس سے خیبریون کا حال دریافت کیا - وہ بولا کہ ہود ہ ابن قیس اور کنانہ

ابن ابی الحقیق کمک کے لئے غطفانیون کو لینے گئے تھے اسلئے عنیتہ ابن بدر بہت سے آدمیون کے ساتھہ خیبر کے حصارون مین آگیا ہے اوراب کم سے کم دس ہزار مرد جنگی و مسلح محمد سے لڑنے کے لئے تیار و مستعد موجود ہین۔ عباد کو اوسکے طرز کلام سے معلوم ہوگیا کہ یہ ساربان نہین جاسوس ہے۔ اوسے گرفتار کرلیا اور کہا کہ اگر تجھے اپنی جان پیاری ہے تو سچ بول ورنہ ہم ابہین تجھے ٹھکانے لگائے دیتے ہین۔

جاسوس ڈر کے کہنے لگا کہ اگر میری جان بخشی کی جاے تو سچ بولون۔ حضرت عباد نے اوسے امان دی۔ اوس نے کہا کہ فی الواقع خیبریون نے مجھے جاسوسی کے لئے بہیجا ہے۔ وہ تم لوگون کی دہشت سے کانپ رہے ہین۔ اور اندیشہ ہے کہ بنی قریظہ اور بنی النضیر کا سا حال اونکا بہی نہو۔ مدینہ کے منافقون نے البتہ اونکی بہت ہمت بندہائی ہے کہ محمد تم پر آتا ہے کچھہ فکر نہ کرنا بڑی دلیری سے مقابلہ پر آنا مسلمانون کا لشکر تمہاری جمعیت سے بہت کم ہے پہر تمہین کاہیکا ڈر ہے۔ اس لئے اونہون نے تمہارے لشکر کی تعداد معلوم کرنیکو مجھے بہیجا ہے۔ عباد نے اس جاسوس کو دربار نبوی مین لا حاضر کیا۔ حضرت عمر نے اوسکی گوشمالی کرنا چاہی مگر عباد نے کہا کہ حضرت ایسا نہین ہوسکتا مین اسے امان دیکر لایا ہون۔ آنحضرت نے عباد کی تشفی کی اور فرمایا کہ ہم پر تمہارا باندہا ہوا معاہدہ بجالانا فرض ہے اسے کوئی آنکھہ نہین دکہا سکتا تم اسے اپنے پاس رکہو اور خاطرداری اور عزت وحرمت سے پیش آؤ۔ خبردار اسے کسی بات کی تکلیف نہونے پاوے۔ چنانچہ جب تک وہ خیبر مین نہ پہونچلیا اوسکی بڑی بزرگداشت کی گئی۔ اور جب وہ خیبر مین داخل ہوا تو مسلمان ہوگیا۔ سچ ہے اخلاق اور خاطرداری بہی بڑے زبردست عملِ تسخیر ہین۔ شعر۔

اخلاق سب سے کرنا تسخیر ہے تو یہ ہے	خاک آپکو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے

غازیان ظفر پیکر وادی حرصہ کی راہ سے خیبر کے قلعون کی نواح مین داخل ہوے آنحضرت نے جناب باری کی درگاہ مین فریاد و زاری کی اور اصحاب فلک رکاب کو حکم دیا "ادخلوا علی برکتہ اللہ" یہ سنکر سب چلدئے اور منزلہ نام ایک مقام پر اوترے پھر مسجد کے واسطے جگہہ تجویز کر کے نماز تہجد پڑہی - آنحضرت کا شتر خاصہ بعد فراغ نماز کے مہار گھسیٹتا ہوا آگے چلا اور تھوڑی دور جا کے ٹھیر گیا پس وہی مقام لشکر گاہ قرار پایا - وہان ایک جگہہ مسجد کے لئے مقرر کر کے نماز فجر ادا کی -

خیبر والون نے جب سے لشکر اسلام کی آمد آمد سُنی تھی کیا لڑکے کیا جوان کیا بڈہے مرد و عورت سب رات بھر جاگتے اور اپنے قلعون کی حفاظت کرتے تھے - نیند حرام ہو گئی تھی - ہر روز دن کو بھی اور رات کو بھی اونکے مسلح سوار قلعہ سے نکلکے مسلمانون کی خبر لگاتے اور بے نیل مرام واپس چلے جاتے تھے - قصد یہ تھا کہ مسلمانون کی صورت نظر آتے ہی سب خیبری ایکدم اونپر حملہ کر دین اور کسی مسلمان کو باقی نہ رکھین - مگر قدرت خدا کا تماشا دیکھئے کہ جب لشکر فیروزی اثر کے آنے کا وقت ہوا تو سب کو سانپ سونگھہ گیا - کسی کو تن بدن کا ہوش نہ رہا یہانتک کہ اوس صبح کو اونکے مرغون نے بھی بانگ ندی اور کسی چوپائے تک نے کان نہ ہلائے - گھوڑے ہنہنائے تک نہین - طلوع آفتاب کے بعد آنکھہ جو کھلی تو کیا دیکھتے ہین کہ لشکر اسلام خیبر کو گھیرے پڑا ہے - کمبخت اسپر بھی نہ سمجھے کہ یہ دوست ہین یا دشمن اپنی اپنی جھولیان گلے مین ڈال کھیتون کو چلے - باہر جب مسلمانون نے ڈپٹا ہے تو خبر پڑی کہ یہ معاملہ ہی اور ہے اب تو دل کی آنکھین کھل گئین گویا اسوقت جاگے ہین - پھر کیا تھا زمین پیرون کے تلے سے نکل گئی - کھلبلی پڑی اور کہرام مچگیا - اوسوقت حضرت جبریل امین نے بحکم خدا خیبر کا سارا حال جزوی و کلی آنحضرت پر منکشف کر دیا اور آپ نے ہو بہو اصحاب کو سنا دیا پس جیسے آپنے پیشین گوئی کی تھی ٹھیک اوسی طرح ہر بات واقع ہوئی -

حاصل کلام خیبریون نے قلعہ بند ہو کر سارا حال اپنے سردار سلام بن مشکم سے بیان کیا -

سلام نے کہا تم نے میری بات نہ مانی اور آخر قلعون ہی مین گھسے رہے۔ خیر اب بہی کچھہ نہین بگڑا ہے تم بہت ہو وہ تہوڑے اگر دل کو دلیر رکھو اور ہمت سے لڑو تو سب کچھہ ہو سکتا ہے۔ اور فرض کرو اگر مارے بہی گئے تو مسلمانون کے ہاتہہ گرفتار ہونے کی ذلت تو نہ اوٹھاؤ گے مرد کا زیور شجاعت ہے بہائیو مردانگی دکھاؤ تو فتح تمہاری ہے۔ خیبری سلام کی باتون سے کچھہ مرد بنے۔ مقابلہ و محاربہ کے کے لیئے دل مضبوط کرئے۔ اہل وعیال کو قلعہ کتیبت مین بہیجا۔ کہانے پینے کا ذخیرہ حصار ناعم مین جمع کیا اور مردان جنگی قلعہ نطاۃ مین آ گئے۔ سلام بن مشکم اگرچہ بیمار تہا مگر اوس سے بہی نہ رہا گیا اور اپنے لشکر مین آن موجود ہوا۔ ہر ایک کا دل بڑہانے اور سب کو لڑنیکی ترغیب وتحریص دینے لگا۔ آخرش اوسی قلعہ مین مر کہپ کے دوزخ کو چلتا بنا۔

جب رسول مقبول نے دیکہا کہ اب جنگ اٹل ہے اور خیبری کسی طرح رو براہ ہوتے ہی نہین تو اپنے اصحاب کو ایک جگہہ جمع کیا اور نصیحت کے طور پر وعظ فرمایا پہر سب سے الگ الگ بہی کچھہ مناسب حال الفاظ ارشاد کئے اور اوسی کے ساتہہ یہ خوشخبری بہی سنادی کہ مضبوط بنے رہو۔ خدا تعالے مجہسے وعدہ کرتا ہے کہ فتح تمہارے حصہ مین ہے۔

یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ حضرت حباب ابن المنذر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ اگر آپ خدا کے حکم سے یہان اوترے ہین تو ہمین جائے دم زدن نہین۔ یا کوئی اور خاص وجہ ایسی ہو تو ہم گفتگو نہین کر سکتے۔ آپ نے جواب دیا نہ تو خدا کا حکم ایسا ہے نہ اور کوئی سبب ہے ہم یون ہی اوتر پڑے ہین۔ حضرت حباب بولے حضور یہ مقام حصار نطاۃ سے بہت قریب ہے اور خیبر کی تمام فوج اسی قلعہ مین ٹہسی ہوئی ہے پس ہر وقت ایسے مقام پر رہنا ہرگز خطرہ سے خالی نہین۔ وہ قلعہ پر چڑہے ہے چڑہے ہمارے سب نقل وحرکات دیکہینگے اور ہمین اونکی کچھہ خبر نہو گی اور یون بہی مدینہ کے منافقون نے ہماری سب باتون کی اونہین خبر دیدی ہے۔ وہ اوپر بیٹہے بیٹہے ہمین تیر مارینگے

اور ہم اونکا کچھہ نہ کر سکینگے - شاید کبھی اندہیرے اوجالے شبخون بھی مارین تو قرب کے باعث ہمین پہلے سے خبر نہو سکیگی تاکہ سنبھل جائین - علاوہ برین یہ قطعہ زمین نشیب اور نخلستان مین واقع ہے یہان کی آب وہوا بھی ناقص ہوگی اگر ارشاد ہو تو لشکر گاہ کیلیئے ہم کوئی اور مقام دیکھہ لین - ارشاد ہوا شوق سے - تمہاری خیر خواہی قابل صاد ہے - محمد بن مسلمہ کو اپنے ساتھہ لیجاؤ اور دونون جاکے کوئی معقول مقام تجویز کر آؤ - حضرت حباب ابن المنذر اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما گئے اور پھر پھرا کے موضع رجیع کو فرودگاہ کے لیئے پسند کیا اور حضور نبوی مین آکے اطلاع دی - آنحضرت نے فرمایا اچھا شب کو چلکے وہین رہینگے -

اوسی روز سے حصار نطاۃ والون نے لڑنا شروع کر دیا اور تیرونکی بوچھار ہونے لگی - جب مسلمانون نے دیکھا کہ یہودیون کی طرف سے ابتدا ہوگئی - تو انہون نے بھی جواب دیا اور وہی تیر جو حصار سے آتے تھے چن چن کے اونکی طرف چلانے لگے - اوسدن گرمی کی شدت سے آسمان کرۂ نار ہو گیا تھا محمود بن مسلمہ لڑتے لڑتے گھبرا کے ہتیار کھول قلعہ ناعم کی دیوار کے سایہ کے تلے سو رہے مرحب یہود نے ایک بھاری پتھر تاک کے اونکے سر پر دے مارا - سر پھٹ گیا اور خود سر مین سما گیا ماتھے کی کھال لٹک کے منہ پر آن رہی - لوگ اوسی طرح اونکو آنحضرت کے پاس لائے - آپنے اپنے ہاتھہ سے کھال پیشانی پر چپکا کے پٹی باندھی - مگر محمود جانبر نہ ہو سکے اوسی صدمہ سے شہید ہو گئے -

مسلمانون نے یہود کے جلانے اور رگڑ ہانیکو نخل خرما کاٹنے کی ٹھیرائی - اسکی وجہ یہ تھی کہ یہودیونکو یہ درخت جان سے زیادہ پیارے تھے اور اونکو اپنی اولاد کے برابر جانتے تھے حضرت سے اجازت لیگئی اور درخت کٹنے شروع ہوے - ایسی جلدی ہوئی کہ چار سو درخت کٹ گئے - حضرت صدیق اکبر کا دل بھر آیا اور خدمت عالی مین حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور یہ تو بڑا غضب ہے غریب بیزبان درختون کا کیا قصور ہے آپنے تو ہم سے فتح خیبر کا وعدہ کر لیا ہے گویا کہ یہ ہماری کشت برباد ہو رہی ہے اللہ اسے

بند کرادیجئے۔ حکم ہوا کہ اچھا روکدو۔ حسب قرارداد سابق شام کو موضع رجیع مین ڈیرے ہوئے۔ وہان سے ہر روز حضرت عثمان قلعہ کے نیچے لڑنے جاتے اور ہر چند جدوجہد کرتے مگر قلعہ فتح نہوتا تھا۔ اس غزوی مین دو جھنڈے تھے۔ ایک سیاہ موسوم بہ عقاب جو حضرت عائشہ کے دروازہ کے کپڑے سے بنایا گیا تھا۔ دوسرا سفید تھا۔ انکے سوا اور بھی تھے۔ ہوا اس زمانہ کی نہایت گرم اور وبائی تھی۔ چھوہارے ابھی نہین پکے تھے۔ خرما خام کھانے سے اور اس وبائی لُوؤن سے بہت سے غازی تپ ولرزہ مین مبتلا ہو گئے شکایت اسکی آنحضرت سے کی گئی۔ اوس طبیب الٰہی نے یہ علاج بتایا کہ مشکون مین پانی کو خوب ٹھنڈا کرو اور مؤذن جب نصف اذان دے چکے تو اوسکو مریضون پر اللہ کا نام لیکر چھڑکتے جاؤ۔ چنانچہ اس علاج سے سب اچھے ہو گئے۔

عامر یہودی کا حبشی غلام اوس کی بکریان چراتا تھا۔ اوس حبشی نے جو یہ گربڑ سنی اور یہودیونکو مسلح دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا جھگڑا ہے اور تم کیون متفکر ہو۔ ایک یہودی نے بتایا کہ ایک شخص پیغمبری کا دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھپر ایمان لاؤ لہذا ہم اوس سے مقابلہ کرنیکو جایا کرتے ہین۔ یہ سنکر اوس کے دل مین آیا کہ اوس مرد مدعی نبوت کو دیکھنا چاہئے۔ یہ دل مین سمانا تھا کہ قسمت کا ستارہ بلند ہو کے عرش اعظم پر جا پہونچا عین ہنگام کارزار مین بکریون کو آگے کئے ہوئے رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہو کر پوچھا اے محمدؐ تم کس چیز کی طرف لوگون کو بلاتے ہو۔ ارشاد ہوا اشہدان لاالہ الااللہ وان محمد رسول اللہ کیطرف۔ حبشی نے کہا اگر مین یہ مان لون تو مجھے کیا فائدہ ہو گا۔ آپنے فرمایا کہ نجات ہو گی اور بہشت ملیگی۔ پس اوس غلام نے یہ سنکر اور جمال جہان آرا اور اصحاب کے خصائل حمیدہ دیکھکر اسلام کی حقیقت جان لی۔ آپ کے طرز گفتگو سے نور ایمان اوسکے دلمین سما گیا اور فوراً مشرف باسلام ہوا۔ پھر عرض کی کہ یا رسول اللہ ان بکریون کا کیا کرون ارشاد ہوا یہ امانت ہین تمہارے آقا کی انکو اوسی کے پاس پہونچادو۔ لشکر سے باہر لیجا کے کنکر مارو اور گھر کی طرف بھگادو۔ اگرچہ بکریان چرواہے سے ہلی ہوئی تھین مگر حضور کے کہتے ہی جو ایسا کیا گیا تو بکریون نے

پیچھے مڑکے بھی نہ دیکھا سیدھی اپنے مالک کے سامنے جا کھڑی ہوئین - پس سمجھ لیا گیا کہ چرواہا مسلمان ہوگیا یہ اسلام ہی کے کرتب ہین جو امانت گھر بیٹھے آجاتی ہے - پھر اس حبشی غلام نے اوسیوقت ہتیار سنبھالے اور لڑائی پر چلا گیا - یہانتک داد شجاعت دی کہ شہید ہوگیا - اوسکی لاش آنحضرت کی خدمتمین لائی گئی آپنے فرمایا "عمل قلیلاً و اجر کثیراً" یعنی تھوڑے سے عمل مین اجر کثیر پایا -

ہر صحابی باری باری سے منزل رجیع مین لشکر کی نگہبانی رات بھر کرتا تھا - ایک شب حضرت عمر رضی کی باری مین ایک یہودی گرفتار ہوا - آپنے حکم دیا کہ اسے قتل کردو یہودی نے بمنت عرض کیا کہ اپنے پیغمبر کے پاس لیچلو کچھ عرض کرنا ہے پس جناب فاروق اوسے خدمت نبوی مین لے آے -

یہودی - تسلیم عرض کرتا ہون -

آنحضرت - کہو کیا خبر ہے اور یہان کیسے آنا ہوا -

یہودی - حضور جان کی امان پاؤن تو صحیح صحیح التماس کرون -

آنحضرت - خاطر جمع رکھو تمہاری جان محفوظ ہے کوئی تم سے آنکھ نہین ملا سکتا -

یہودی - قبلۂ عالم مین حصار نطاۃ سے آیا ہون وہان بڑا تہلکہ بپا ہے آپکا وہ رعب دلونمین سمایا ہے کہ اچھے اچھے دلاور یہودیون کی جان نکلتی ہے کچھ ایسے حواس باختہ ہوے ہین کہ شاید آج ہی رات کو قلعہ نطاۃ چھوڑکر حصن شق مین جاکے پناہ لین کیونکہ اوسمین جنگ کا سامان کثرت سے مہیا ہے -

صبح ہوتے ہی حصار نطاۃ کو حضرت عثمان رضی نے بہت جد و جہد کے ساتھہ فتح کرلیا - اوسکے بعد حصن شق پر قبضہ ہوگیا - کہتے ہین کہ خیبر کے قلعون مین سے سب سے پہلے یہی دو قلعے فتح ہوے -

روایت ہے کہ ایک دن حصن صعب مین ابن معاذ نے لڑنا شروع کیا - مرحب یہودی قلعہ سے باہر نکلا اور عامر ابن الاکوع رضی اللہ عنہ نے اوسکا سامنا کیا - مرحب نے اوسپر ایک تلوار کا ہاتھہ دیا - عامر نے تلوار کو سپر پر روکا اور اپنے اوپر گزند نہ آنے دیا - اور خود وار کیا مگر ہاتھہ اوچھا پڑا

اپنے ہی زانو پر زخم آیا۔ اور ایسا کارگر ہوا کہ حضرت عامر شہید ہوے۔ موضع رجیع مین وہ اور محمود
بن مسلمہ ایک ہی قبر مین دفن کئے گئے۔ عامر کا بھتیجہ سلمہ بن الاکوع کہتا ہے کہ خیبر سے واپسی
کیوقت جب ہم لوگ رجیع مین پہونچے تو مجھے چچا کی قبر نظر پڑی فوراً آنسوؤن کی جھڑی آنکھون سے
جاری ہوگئی مین روتا ہوا آنحضرت کے ہمرکاب چلا جاتا تھا۔ حضور نے دریافت کیا سلمہ خیر تو ہے
کیون روتا ہے۔ مجھے اور زیادہ رقت ہوئی اور ڈیک مار کے رو دیا۔ آنحضرت نے میرے آنسو
پلو نچھے اور بکمال شفقت سے دریافت کیا کہ بتا تو سہی تیرا کیا حال ہے۔ مین نے عرض کی کہ
یا حضرت مجھے چچا کی قبر دیکھکے رونا آیا۔ اسید بن حفیہ اور آپ کے دیگر اصحاب کہتے ہین کہ
عامر کی محنت اکارتھ گئی کیونکہ وہ اپنی ضرب سے آپ مرے ہین شہید نہین ہوے۔ آنحضرت نے
فرمایا استغفر اللہ جو لوگ ایسا کہتے ہین وہ نادان ہین۔ پھر دونون انگلیون کو ملا کے کہا کہ عامر کو
دوہیری مزدوری ملیگی۔

روایت ہے کہ اس زمانہ مین لشکر اسلام مین کھانے پینے کی بڑی تکلیف تہی۔ اصحاب رسول اللہ
بھوک پیاس سے نہایت اذیت اوٹھاتے تہے۔ ایک دن دیکھتے کیا ہین کہ حصار صعب سے
بیس بکریان نکلین۔ اور قلعہ کے آس پاس چرنے لگین۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ۔ ہے کوئی
ایسا جوان بکریون پر ہاتھ مارے اور جتنی ہاتھ لگین لے آئے۔ ابوالیسر کعب ابن عمرو انصاری نے
عرض کی کہ حضور یہ خدمت مین بجالاؤنگا۔ پس ابوالیسر دامن کمر سے لپیٹ کے چلے۔ آنحضرت
نے فرمایا "اللھم متعنا بہ" یعنی اے اللہ ہمین ان سے متمتع کر۔ ابوالیسر نے جا کے بکریون پر ایسا
ہاتھ مارا کہ جیسے شیر ہرن کو دبوچ لیتا ہے اور جلدی سے دو بکریان قلعہ کے دروازہ سے
جھپٹ لائے کیونکہ انکے پہونچتے پہونچتے باقی قلعہ مین داخل ہو چکی تہین۔ حضور نے ابوالیسر
کے حق مین دعاے خیر کی اور بکریون کو ذبح کر کے پکوایا۔ سارے لشکر نے سیر ہو کے کہایا کوئی بھوکا نہ رہا

چودہ سو آدمی دیکہئے اور دو بکریون کو ملاحظہ فرمائیے - محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہین کہ آنحضرت کی دعا سے ابوالیسر کی عمر درازہوئی اور اون سے اچہے اچہے کام مسلمانون کی خدمت گذاری کے بن پڑے -

حصن صعب کے محاصرے کے زمانہ مین ہمارے غازی بہوک سے تکلیف اوٹہارہے تہے کہ اتفاقاً ۲ یا ۳ پالتو گدہے قلعہ سے باہر نکلے - مسلمانون نے اونہین پکڑ لیا اور ذبح کر کے دیگین چڑہادین - کہین آنحضرت کا بہی گذر ادہر سے ہوا پوچہا کہ کیا پکاتے ہو - لوگون نے التماس کی کہ پالتو گدہون کا گوشت ہے - آپنے تمام لشکر مین منادی کرادی کہ پالتو گدہے اور ذی ناب اور ذی مخلب جانور یعنی وہ جانور جنکے کچلیان ہون اور جو پنجون سے کہاتے ہون اور نکاح متعہ حرام ہے معتب بن قشیر اسلمی نے روایت کی ہے کہ جن دنون ہم قلعہ نطاۃ کو گہیرے پڑے تہے تو ہمارے لشکر کو فقر و فاقہ سے بہت تکلیف تہی - لوگ گہبرا اوٹہے تہے - ہمنے آنحضرت سے جا کے شکایت کی کہ ہم بہوک سے سخت حیران ہین اور ضعیف و نقیہ ہوے جاتے ہین خدا سے دعا کیجیے کہ ہمین کہانا ملے اور جلد فتح پائین - آنحضرت نے کمال تاسف سے فرمایا کہ میرے پاس بہی کچہہ نہین ہے جو تمہین دون اور دست بدعا ہو کر فرمایا کہ الٰہی اپنا فضل و کرم کر تیرے مسلمان بندے تیری راہ مین جان دینے کو تیار ہین لیکن بہوکے مرے جاتے ہین انکو مظفر و منصور کر اور کوئی ایسا بڑا قلعہ انہین دیدے جسمین کہانے پینے کا بہت سا ذخیرہ بہرا ہو - یہ دعا فرما کے تمام لشکر کو مجتمع کیا اور علم حباب بن المنذر کے ہاتہہ مین دیا اور فرمایا کہ سب ایک ساتہہ حملہ کرو - مسلمان جو جان و دل سے زیر فرمان تہے ایکبارگی جہک پڑے - سب کے آگے ہمراہیان اسلم تہے جنہون نے بہوک اور پیاس کی شکایت حضور مین کی تہی - حملہ کرتے ہی قلعہ صعب کے دروازہ پر جا پہونچے اور خوب ہی لڑے یہانتک کہ قلعہ فتح ہوگیا اور سارا مال و متاع اور بہت سا کہانا مسلمانون کے ہاتہہ آیا -

لکھا ہے کہ جب مسلمانون نے اوس قلعہ کو فتح کرلیا تو اوسمین بہت سی مشکین شراب کی نکلین - مسلمانون نے سب نکال نکال کے باہر پھینکدین - ایک مرد مسلمان جسے عبداللہ خمار کہتے تھے آیا اور اونمین سے تھوڑی تھوڑی پی گیا لوگون نے اوسکی یہ حرکت ناشایستہ جو دیکھی تو پکڑ کے آنحضرت کی خدمت مین لے گئے آپ نے اوس سے بڑا ہی تنفر ظاہر کیا اور غصہ ہو کر نعلین مبارک سے اوسے پیٹا اور اصحاب سے بہی ایسا ہی کرنیکا حکم دیا - غرضکہ جتنے اصحاب اوسوقت وہان موجود تھے سب نے اوسکے جوتیان لگائین - چونکہ یہ شخص بڑا شرابی تہا پہلے بہی اسی باعث سے اوسپر بہت سی پھٹکارین پڑ چکی تہین مگر کسی طرح مانتا ہی نہ تہا اس لئے جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تنگ ہو کر فرمانے لگے "اللہم العنہ" یعنی اے خدا اسپر لعنت کر - آنحضرت بولے اے عمر - تم اپنی زبان سے ایسا نکہو یہ خدا اور اوسکے رسول کا دوست ہے - غرضکہ شرابیون کو جوتی خوری سے بڑہکے درجہ مرحمت نہوا -

روایت ہے کہ لشکر اسلام تو قلعہ قموص کا محاصرہ کئے ہوے تہا - آنحضرت صلعم کو درد شقیقہ یعنی آدہاسیسی شروع ہوا - آپ اوسکے باعث بنفس نفیس میدان کارزار مین نہین جاسکتے تھے - ہر روز ایک صحابی علم لیکر لڑنے جاتا تہا - چنانچہ ایک دن جناب ابوبکر صدیق علم نبوی لیکر تشریف لے گئے اور خوب ہی لڑے مگر قلعہ فتح نہوا - دوسرے دن حضرت عمر علم لے کے قلعہ کے تلے پہونچے پہلے دن سے بہی زیادہ دل توڑ کے لڑائی ہوئی مگر فتح نہوئی - رات کے وقت از روے الہام حضور کو اوس شخص کا نام ظاہر ہوا جسکے ہاتھون مشیت ایزدی مین فتح مقدر تہی - اس لئے حضور نے فرمایا - لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل ہم علم اوس شخص کو دینگے جو خدا اور اوسکے رسول سے محبت رکہتا ہے اور خدا اور رسول اوس سے محبت رکہتے ہین - خداوند کریم نے یہ فتح اوسی کے نام لکہی ہے - اور اے محمد بن مسلمہ تمکو بشارت دیتا ہون

کہ کل تمہارے بھائی کا قاتل مارا جائیگا۔ سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اس بات کو سنکر اصحاب جان نثار جو رضائے الٰہی مین مرنا زندگی جانتے تھے حیران ہوے۔ اور سوچنے لگے کہ یہ خوش قسمت شخص کون ہے۔ اور سبکے دل مین شوق اور ولولہ پیدا ہوا کہ یہ دولت ہمارے ہی ہاتھہ آے اور کل علم ہمین کو ملے۔ بریدہ بن الحصیب فرماتے ہین کہ ہم لوگون مین سے ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ یہ نعمت غیر مترقبہ مجھی کو ملیگی کیونکہ اخلاق محمدی کا عجیب حال تھا ہم مین سے ہر ایک اپنے جی مین کہتا تھا کہ جتنی محبت حضور کو مجھہ سے ہے دوسرے سے نہین اور ہم لوگون کا یہ گمان کچھہ بیجا بھی نہ تھا کیونکہ ہم مین کوئی ایسا نہ تھا جسکو اپنی جان رضامندی خدا اور رسول سے زیادہ پیاری ہو۔ ہر صحابی سر ہتیلی پر رکھہ کے سعی اور جانفشانی کیا کرتا تھا پس حضور جسکی طرف مخاطب ہو کے داد دیدیتے تھے وہی پہول کے مگن ہو جاتا تھا اور سمجھہ لیتا تھا کہ اب میرے برابر کوئی دوسرا نہین۔ یون ہی یہ کام چل سکتا تھا اور چلا۔

پس حضرت پیغمبر خدا کا یہ کہکر جناب علی کو علم عطا فرمانا اس بات پر دال نہین ہے کہ اتنے جم غفیر مین کوئی تنفس یہی خدا اور رسول کو پیار کرنیوالا اور خدا اور رسول کا پیارا سواے علی کے نہ تھا۔ حضرات۔ امور مصلحت ملک خسروان دانند۔ بادشاہ لوگ معلوم نہین کیا کیا کہکے اپنے خیر خواہون کا دل بڑھایا کرتے ہین۔ وہ اپنے کسی نوکر کے حق مین تو یہ کہدیتے ہین کہ فلان ہمارا بڑا خیر خواہ ہے اس سے یہ لازم نہین آتا کہ باقی سب نمکحرام ہین۔ کسی کو لکھدیتے ہین کہ شرافت پناہ ہو۔ اوس سے یہ سمجھنا کہ باقی ملک بھر کمینہ ہے کتنی بڑی حماقت ہے۔ کسی کے پروانہ مین لکھا ہوتا ہے۔ لیاقت دستگاہ۔ تو کیا ہم اوسکے اس لکھنے سے اپنے کو نالایق سمجھین۔ ہم سے تو ہرگز ایسا نہو سکیگا۔ البتہ معترض لوگ جو ایسا کہتے ہین بلکہ مانے ہوے بیٹھے ہین اونکو چاہئے کہ جب بادشاہ لوگ کسی کے پروانہ مین لکھین۔ بعافیت باشند۔ تو سمجھہ لین کہ سرکار سواے اس شخص کے اور کسیکا زندہ رہنا

نہین چاہتے۔ پس اپنے گلون مین پہانسی لگائین اور مرجائین کیونکہ خیرخواہ رعیت ہونا اسی کانام ہے۔ ہم حضرت علی کو اپنا سرتاج اور محض ذات نبی جانتے اور خوش ہوتے ہین کہ اونکی شان مین صاحب "ماینطق عن الھویٰ" نے ایسا فرمایا مگر اپنے اس اعتقاد کے باعث اپنے پیارے نبی کے اور فدائیون کے استحقاق زائل نہین کرتے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے نبی کی اہانت ہے کہ حضرت سلامت ملک تو فتح کرتے پہرتے ہین مگر ساتہیون کے دل اپنی طرف نہین کہینچے جاتے چنانچہ چودہ سو ساتہہ ہین اونمین سب کے سب مخالف۔ صرف ایک دوست ہے۔ اوس ایک نے اگر خیبر فتح بہی کرلیا تو ہمین تو خوشی نہین ہوتی۔ تماشہ کی بات ہے کہ آتنون مین اوسوقت ایک بہی نہین سمجہا کہ یہ اشارہ علی کی طرف ہے ورنہ کوئی تو ضرور ہی کہدیتا کہ جناب آپ جنکے بہروسے ہین اونکی آنکہین دُکہتی ہین سب اپنی خلوص نیت اور خیرخواہی اور جان نثاری کے باعث یہی تمنا کرتے رہے کہ خدا یہ نعمت ہمین عطا فرمائے۔ جب صبح آپ نے پوچہا ہے کہ علی کدہر ہین تو لوگون نے عرض کیا کہ اونکی آنکہین دُکہتی ہین۔

قصہ مختصر سارا لشکر تذبذب کی حالت مین تہا اور سب کے سب امیدوار تہے کہ علم ہمین کو ملے اور لشکر مین جو قریشی تہے وہ تو برملا یہ کہتے تہے کہ آنحضرت کے اس قول سے علی تو مقصود ہو ہی نہین سکتے کیونکہ اونکی آنکہین دُکہتی ہین اور دور کی چیز نظر نہین آتی۔ ادہر جناب شیر خدا نے جسوقت سے آنحضرت کا یہ کلام معجز نظام سنا تہا دعا کرنی شروع کی تہی اللّٰھم لا معطی لما منعت ولا مانع لما اعطیت یعنی اے اللہ جس چیز کو تو روکے اوسکا دینے والا کوئی نہین اور جس چیز کو تو دے اوسکا روکنے والا کوئی نہین۔ اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ مناجات کرتے تہے اور حصول مراد کے لئے بے چین اور بے تاب ہوے جاتے تہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک آگ تہی جو سب طرف برابر لگی ہوئی تہی مگر ہوا وہ ہی جو خدا کو منظور تہا کسی کے

ذاتی تشخصات معرض بحث مین نہین آسکتے۔

جناب امیرالمومنین حضرت علی درد چشم کے باعث مدینہ ہی سے نہین چلے تھے۔ مرض کو یہان تک اشتداد ہوا کہ رمد ہو کے بینائی جاتی رہی تھی۔ مگر جب رسول اکرم روانہ ہو گئے تو حضور کا دل نہ مانا اور جی مین کہنے لگے کہ رسول اللہ تو لڑائی پر ہون اور مین گھر مین بیٹھا رہون یہ سوچکے گھر سے چل کھڑے ہوے اور اثناے راہ ہی مین آنحضرت کو جا لیا۔ ایاس بن سلمہ بن الاکوع اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ صبح ہوتے ہی اصحاب جان نثار خیمہ نبوی کے دروازہ پر آکے مجتمع ہو گئے اور ہر شخص یہی سمجھے ہوے تھا کہ علم اب لیا میرے سوا اور کون ہے جو لیگا۔ سعد ابن ابی وقاص فرماتے ہین کہ میری تو کچھہ نہ پوچھو عجیب کیفیت تھی کبھی تو اوٹھکے در خیمہ پر جا کھڑا ہوتا تھا کہ آنحضرت کی نظر خیمہ سے برآمد ہوتے ہی پہلے مجھی پر پڑے تو ممکن نہین کہ علم جھنڈا مجھے نہ دیدیا جاے اور کبھی اضطرابی کے باعث بیچین ہو کر بیٹھہ جاتا تھا مگر یقین یہی تھا کہ علم مجھی کو مرحمت ہو گا۔ غرضکہ آفتاب رسالت در خیمہ سے طلوع ہوا اور برآمد ہوتے ہی پوچھا کہ علی ابن ابی طالب کہان ہین بہت سی متمنی آوازون نے ایک دم سے خوشی خوشی جوابدیا کہ اونکی تو آنکھین دُکھتی ہین۔ حکم ہوا کہ بلاؤ سلمہ بن الاکوع دوڑے دوڑے گئے اور جناب شیر خدا کو ہاتھہ پکڑ کے لاے۔ حضرت نے اونکا سر اپنی گود مین رکھا اور لعاب دہن مبارک ہاتھہ مین لیکر آنکھون سے ملا۔ فوراً آرام ہو گیا۔ آنکھین ایسی صاف ہو گئین گویا کچھہ تھا ہی نہین اور بہت اچھی طرح سوجھنے لگا پھر نہ کبھی عمر بھر آپ کی آنکھین دکھین نہ سر مین درد ہوا۔ بعد ازان آنحضرت نے شیر خدا کے حق مین دعاے خیر کی اور فرمایا اللھم اذھب عنہ الحر و البرد یعنی اے الہ العالمین علی کو گرمی و سردی کی اذیت سے محفوظ رکھہ۔ اس دعا کا ایسا اثر ہوا کہ جناب علی مرتضی گرمیون مین برہنہ اور جاڑون مین مہین کپڑے پہنے پھرا کرتے تھے۔ پھر آنحضرت نے خاص اپنی زرہ اونکو پہنائی۔ ذوالفقار زیب کمر کی اور علم ہاتھہ مین دیکر فرمایا کہ خدا کو سونپا۔ سدھارو

اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت امیر المومنین تسلیم بجالائے اور گذارش کی کہ یا سید المرسلین
اب میں کفار کو یہان تک قتل کرونگا کہ وہ مسلمان ہوجائین۔ جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا کہ
یا علی خبردار بندگان خدا کے قتل میں ہرگز عجلت نہ کرنا۔ پہلے نرمی اور ملائمت سے سمجھانا اور حقوق
الٰہی بتانا اگر راہ راست پر آجائین تو فبہا ورنہ مجبوری کے لئے جدال و قتال ہے۔ پھر فرمایا۔
فواللہ لان یھدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم یعنی قسم ہے
اللہ کی اگر خدا تمہارے باعث سے ایک آدمی کو راہ راست پر لاوے تو اوس سے بہتر ہے کہ تمہارے
پاس بہت سے سرخ اونٹ ہون۔

الغرض جناب علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ علم و نقش مبارک پر لئے ہوئے قلعہ قموص کے نیچے
پہونچے۔ اور علم گاڑدیا۔ اتنے مین ایک یہودی نے قلعہ کی دیوار پر آکے دریافت کیا کہ تم کون ہو
جواب دیا کہ علی ابن ابی طالب۔ نام سنتے ہی یہودی کے ہوش و حواس ففروا ہو گئے۔ اور چپکیا کے
چلایا کہ خیبر والو اب تمہاری خیر نہین۔ شیر خدا تم سے لڑنے آیا ہے یاد رکھنا کچاہی تو چبا لیگا تم نے
بہت سی تکلیفین غریب مسلمانون کو دی تہین آج سب کا بدلا نکلجائیگا۔ توریت کے بہیجنے والے
کی قسم یہ وہ آدمی نہین جو بغیر فتح کئے یہان سے ٹلے۔ حضرت علی وہان سے نصیحت سن کے
چلے تہے اس لئے پہلے درِ وعظ وا کیا اور اس فصاحت و بلاغت سے گفتگو کی کہ پتھر ہی ہوتا
تو پانی ہو کے بہ جاتا مگر وہ بمصداق ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و ابصارھم نہ سمجھنا تہے نہ سمجھے اور
بیہودہ بکنے لگے۔ ناچار آپ کو جنگ کے لئے آمادہ ہونا پڑا۔ مرحب کا بھائی حارث یہودی
بہت سی فوج لیکر قلعہ سے نکلا۔ اور سامنے پرے جماوئے۔ پہلے مسلمانون مین سے دو آدمی
شہید ہوئے۔ جب نوبت یہانتک پہونچی تو جناب شیر اللہ کو جلال آگیا اور ذوالفقار لیکر جو جہکے
تو ایک ہی وار مین حارث کے دو ٹکڑے کرڈالے۔

یہان جب کوئی تقریب خوشی کی ہوتی تہی تو اسی کے پاس سے زیور وجواہر کرایہ پر جاتا تہا اور ایک دن اور ایک وقت مین جتنا چاہتے اوتنا ہی مل سکتا تہا۔ اونٹون کی کہال مین بہرا ہوا زروجواہر اوسکے گہر مین رکہا رہتا تہا۔ جب وہ گرفتار کرکے دربار نبوی مین لایا گیا تو آنحضرت نے استفسار فرمایا کہ اے ابی الحقیق تیرا خزانہ کدہر ہے۔ اوس نے تو کچہہ جواب نہین دیا مگر اور یہودی بول اوٹہے کہ اے ابوالقاسم وہ ان لڑائیون مین خرچ ہوگیا اور اس بات پر سب کے سب قسمین بہی کہا گئے سرور عالم نے کہا دیکہو جو کچہہ کہو خوب سمجہہ بوجہکے بیان کرنا۔ اور یقین کرلو کہ اگر تمہارا کلام جہوٹ ثابت ہوا تو پہر ہم تمہاری ایک نہ سنینگے فوراً تمہین قتل کرا ڈالینگے۔ یہودی اسپر راضی ہوگئے جناب ابابکر صدیق اور عمر فاروق اور علی مرتضیٰ رضوان اللہ عنہم اور دس یہودیون کی گواہی اس عہد پر کرائی گئی۔ اسکے بعد ایک یہودی اوٹہا اور اوسنے کنانہ سے کہا کہ اے ابی الحقیق۔ خزانہ جو محمد تجہسے مانگتے ہین اگر تیرے پاس ہے تو سچ سچ بتادے تیری جان بچ جائیگی۔ اگر تو نے نہ بتایا اور محمد کو کسی اور طرح سے معلوم ہوگیا تو تیری جان گئی اور نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ الگ پلّے پڑی گی۔ کنانہ نے اوس یہودی کو جہڑک دیا اور اوسکی ایک بات کا بہی خیال نہ کیا۔ حضرت جبریل امین نازل ہوے اور خزانہ کی جگہہ آپکو معلوم ہوگئی۔ آنحضرت چند مسلمانون کو اپنے ساتہہ لئے ہوے ایک ویرانہ مین چلے گئے۔ وہان سے اونٹون کی کہالین پُر از زرو جواہرات کہدوا کے اپنے ہمراہ لے آے اور لاکے سب کے سامنے رکہدین۔ یہودی یہ دیکہکر دنگ رہگئے اور حواس جاتے رہے۔ یہ معجزہ بہی دیکہا مگر شومیٔ قسمت سے ایمان نہ لاے لیکن یہودیون کی منت و سماجت سے کنانہ چہوڑ دیا گیا۔

پہر فروہ ابن عمرو بیاضی اس خدمت کے لئے مامور کئے گئے کہ تمام مال و اسباب قلعہ قموص کا بحفاظت تمام حصار نطاۃ مین پہونچادین۔ فروہ رضی اللہ عنہ نے اچہی طرح اس حکم کی

تعمیل کردی - واضح ہو کہ اوس قلعہ کے مال مین بہت سی جلدین توریت کی بھی نکلی تہین - یہودیون
نے درخواست کی کہ یہ ہمین ملجاہئین - آنحضرت نے باحترام تمام فوراً وہ سب اونکو واپس کردین
جن دنون مال غنیمت جمع کیا جاتا تہا اور قیدی پکڑے ہوے آتے تہے تو آنحضرت نے بڑی
تاکید سے حکم دیا تہا اور اوسکی منادی بھی کرادی تہی کہ خدا پر ایمان لانے والے اور قیامت اور روز
جزا کا یقین رکہنے والے دنیا کے مال اور عیش اور شان وشوکت کو ناچیز سمجھتے ہین اونکو چاہیئے
کہ مال غنیمت سے قبل از تقسیم ایک سوئی یا ایک تاگا بھی نہ لین اور زنان مقیدہ کے ساتھہ اوس وقت
تک مقاربت نہ کرین جبتک کہ عدۃ نہ گذر جاے ورنہ قیامت مین رسوا و خجل ہونگے - آنحضرت
صلعم کا ایک حبشی غلام تہا جسکی سپردگی مین آپکا سفری سامان رہتا تہا یہین خیبر مین مرگیا - الہام
سے آپکو اوسکی خیانت معلوم ہوئی آپ نے فرمایا کہ یہ جہنمی ہے اسنے مال غنیمت مین خیانت
کی ہے - لوگون نے اوسکا اسباب ڈہونڈہا تو واقعی ایک کمل نکلا جو تقسیم سے پہلے اوس نے
لیلیا تہا - پہر ایک اور شخص نے اوسی زمانہ مین قضا کی اوسکی نسبت بھی حضور نے ایسا ہی فرمایا -
اور اصحاب سے کہا کہ مین تو اسکے جنازہ کی نماز نہ پڑہونگا تمہین پڑہلو اسنے غنیمت مین خیانت کی ہی
اوسکے اسباب مین یہودیون کے چند مُہرے نکلے جنکی قیمت دو درم سے بھی کم تہی - ان دو
واقعات نے لوگون مین ایسی عبرت پیدا کردی کہ پہر کوئی مال غنیمت کی طرف آنکھہ اوٹہا کے بھی
نہین دیکہتا تہا - جب سارا مال مجتمع ہوچکا تو زید بن ثابت کو حکم ملا کہ سب غازیون کے نام لکہلو
آپ نے چودہ سو نام شمار کرکے فہرست بنائی - خمس نکالکے سب مال اونپر تقسیم کردیا گیا - مہاجرین
حبشہ کی ایک جماعت اوسی دن دریا کی راہ سے یہان آئی تہی وہ بھی تقسیم مین شامل کرلی گئی -
جعفر ابن ابی طالب اور اسماء بنت عمیس اور ابو موسی اشعری اور پانچ اشعری اور اونہین مہاجرین
مین شامل تہے - آنحضرت جعفر بن ابی طالب کو دیکہکے نہایت خوش ہوے اور فرمایا کہ نہین معلوم

مین آج جعفر کے آنے سے زیادہ خوش ہون یا فتح خیبر سے - جابر بن عبداللہ انصاری اگرچہ خیبر مین نہ تھے مگر اونکو بھی حصہ ملا وجہ اوسکی یہ تھی کہ وہ غزوۂ حدیبیہ مین شامل تھے -

آنحضرتؐ نے مال غنیمت فروخت کرنیکے لئے ابن عمرو کو متعین کیا اور دعا فرمائی "اللھم القِ علیھا النفاق" یعنی یا الٰہی تو اس مال کو رواج دے - حضرت فروہ فرماتے ہین کہ مین سمجھا تھا یہ مال مدت مین بکیگا مگر حضور کی دعا کی وہ تاثیر ہوئی کہ وہ ہی دن مین اوسکا ایک تنکا بھی نہ بچا -

زینب یہودیہ حارث کی لڑکی مرحب کی بھتیجی اور سلام ابن مشکم کی جورو تھی - اوس نے کہین سن لیا تھا کہ آنحضرتؐ دست و شانہ کا گوشت بڑی رغبت سے کھاتے ہین اس لئے اوس نے ایک بکری ذبح کی - دست و شانہ مین خوب زہر ملا کے پکایا اور مغرب کیوقت بطور ہدیہ آنحضرت کے پاس لائی - اوسوقت بہت سے صحابی حاضر تھے - آنحضرت نے سبکو شامل کر لیا پھر دست کے گوشت مین سے ایک لقمہ لیکر چبایا اور فوراً کہدیا کہ کھانے سے ہاتھ کھینچلو - دال مین کالا ہے - یہ سنتے ہی سب صحابہ دست کش ہو گئے - بشیر ابن البراء نے ایک نوالہ کھا لیا تھا - وہ کہتے ہین کہ مجھے لقمہ منہ مین لیتے ہی کراہت معلوم ہوئی تھی چاہا کہ تھوکدون مگر تہذیب کے خیال سے نہ تھوکا کہ ایک تو آنحضرت کے سامنے گستاخی ہوگی دوسرے اور لوگون کے دل بگڑ ینگے اس لئے جیسے بنا ویسے نگل گیا - لکھا ہے کہ نگلتے ہی بشیر کے منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین - رنگت کبھی سبز ہو جاتی تھی کبھی سیاہ - اوسکے بعد وہ برس روز کامل بیمار رہے آخر اوسی کے اثر سے وفات پائی - جناب رسول خدا نے سارا کھانا سامنے سے اوٹھوا دیا اور زینب اور کئی رئیسان یہود کو بلوا کر اونسے پوچھا کہ سچ سچ جواب دو "من ابوکم" یعنی تمہارا باپ کون ہے - اونھون نے جھوٹ جواب دیا - آپ نے فرمایا بکتے ہو فلان شخص تمہارا باپ تھا - وہ لوگ سنتے ہی حیران ہو گئے - پھر ارشاد ہوا کہ ہمارے دوسرے سوال کا جواب صحیح صحیح دینا -

ورنہ تمہاری خیر نہین - یہودی سمجھ گئے کہ جب یہان جھونٹ کی ناؤ چلتی ہی نہین تو سچ ہی کہدو۔ آپ نے سوال کیا کہ تم نے اس کھانے مین زہر ملایا یا نہین - زینب نے جوابدیا - ہان ملایا - تم نے میری باپ چچا اور شوہر کو خاک مین ملادیا اوسکا بدلا لینا چاہتی تہی - اب مجھے معلوم ہوگیا کہ تم سچے پیغمبر ہو اور جو لوگ تمہاری تکذیب کرتے ہین وہی لغو ہین - مین کلمہ شہادت پڑہتی ہون اور صدق دل سے مسلمان ہوتی ہون - ہزارون یہودی سب کچھہ دیکھتے تہے مگر نہین مانتے تہے - یہ عورت ذراسے امتحان مین سیدہی ہوگئی - اوسکا قصور بہی معاف کردیا گیا - پہر آنحضرت نے زہر کا نقصان دور کرنیکے لئے دونون شانون کے درمیان پچھنے لگوائے - تین اصحاب اور بہی تہے جنہون نے نوالہ نگلا نہ تہا مگر چبایا البتہ تہا اونہین بہی تصفیہ خون کے واسطے اسی عمل کی ہدایت کی گئی - چندیا پر سے تہوڑا تہوڑا خون بہی خارج کرادیا گیا تا زہر آلود جلو اکردفن کردیا گیا۔

روایت ہے کہ جنگ خیبر مین پندرہ مسلمان شہید ہوے اور ترانوے یہود مارے گئے - جب بقیۃ السیف کو خیبر سے نکلجانیکا حکم ہوا تو وہ بہت گڑگڑاے اور منت وزاری کرنے لگے کہ ہمین گہر سے نہ نکالو ہم یہان پڑے پڑے مسلمانون کی خدمت کرتے رہینگے اور یہ باغ اور کہیت جو تمہارے قبضہ مین آے ہین انکی حفاظت کرینگے آخر تم مزدور رکہوگے پہر اونکی جگہہ ہمین کو رکہلو - حالانکہ یہودیون نے مسلمانون سے بڑے بڑے مکروفریب کئے تہے - سخت اذیتین پہونچائی تہین - ہمیشہ جہونٹ بولتے اور دہوکا دیتے رہتے تہے اسپر بہی شان رحمۃ للعالمینی جوش مین آئی اور اونکی منت وزاری پر رحم آہی گیا - حکم ہوا کہ مزدوری مقرر کردو اور انہین رہنے دو - اس کے محاصل مین سے نصف انکی اجرت ہے اور نصف بیت المال مین داخل ہوگا - اور یہ بہی ٹہیرالیا گیا کہ جب تک ہم چاہینگے تمہین رکہینگے ورنہ برخاست کردئے جاؤگے - اسکے بعد یہی معمول رہا کہ عبداللہ بن رواحہ ہر سال آتے اور نصف محاصل لیجا کر بیت المال مین داخل کردیتے۔

انہین دنون مین حجاج بن علاط سلمی ایک بڑا سوداگر مال تجارت لیکے سفر کو نکلا تہا۔ اونے سنا کہ آنحضرت خیبر مین رونق افروز ہین اس لئے مشتاق زیارت ہو کر خدمت اقدس مین حاضر ہوا۔ آتے ہی کلمہ پڑہنے لگا اور مسلمان ہوگیا۔ حجاج بڑا مالدار اور اون سونیکی کانون کا قابض تہا جو کہ بنی سلیم کی زمین پر نکلی تہین۔ اوس نے گذارش کی کہ یا رسول اللہ مکہ مین میری بیوی اور دیگر اشخاص کے پاس میرا بہت سا مال ہے اگر اجازت ہو تو جا کے لے آؤن کیونکہ ابہی تک میرا اسلام لانا مخفی ہے اگر مشہور ہو گیا تو پہر دشمنی کے مارے کوئی نہ دیگا ابتو فن وفریب کر کے جیسے بنیگا ویسے لے بہی آؤنگا۔ حضور سے اجازت ملگئی۔ حجاج نے مکہ پہونچکے بہت سی باتین بنائین اور قریش سے کہا کہ لوگو خوش ہو اور شادیانے بجاؤ خیبریون نے مار کے مسلمانون کا ستہراؤ کر دیا اب محمد اپنے اصحاب سمیت اونکی قید مین ہین اور یہ تجویز ہے کہ ان سبکو مکہ لیجا کے قتل کیا جاسے تاکہ اور لوگون کو عبرت ہو۔ مجہے تمکو مبارکباد دینا تہی اور یہ بہی ارادہ ہے کہ جس جس کے پاس میرا مال ہے اوس سے لیکے پہر خیبر جاؤن اور مسلمانون کا مال جو خیبریون نے لوٹا ہے اوسے جلدی سے خرید لون اگر اور سوداگر آجائینگے تو مال کی قیمت بڑہجائیگی اور ایسا سستا ہاتہ نہ پڑیگا۔ اسمین تم سب لوگ میری مدد کرو اور جلدی جلدی میرا مال اکہٹا کرادو۔ اتنا سنکے قریش کودنے لگے اور ایسے خوش ہوے جسکا پایان نہین۔ حجاج نے تو اپنا آتا مانگا تہا اگر اونکی گرہ کا بہی مانگتے تو ایسی خبر کے لئے وہ خوشی خوشی دیدیتے۔ غرضکہ اونکا قرضہ اور مال جس کے پاس تہا کہڑے کہڑے دلوا دیا اور سب نے خوشی بخوشی دیا۔ جو نہین دے سکتا تہا اوسے کہین اور سے قرض دلوا کے حجاج کا پہرنا پہرا پہر وہ اپنی جورو کے پاس پہونچے۔ وہم دہاگون سے وہان بہی اپنا کام نکالا۔ اور کوڑی کوڑی اپنی جمع کر لی۔ مسلمانان مکہ اس خبر کو سنکے البتہ محزون وملول ہوے۔ عباس بن عبد المطلب کے تو ہاتہون کے طوطے اوڑ گئے اور غش کہا کے گر پڑے جب ہوش آیا تو

خیال کرنے لگے کہ آنحضرت نے تو فتح خیبر کی پیشین گوئی کی تہی اونکا کلام کیسے جھوٹ ہو سکتا ہے خیبر جو قسمت مین ہوگا آگے چلکے معلوم ہو جائیگا ابتوا اپنے اضطراب کو کفار سے چھپانا فرور ہے تاکہ وہ زیادہ بغلین نہ بجائین۔ اس لیئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکان کے سب دروازے کہلوادئے اور مسند و تکیہ لگاکے ہو بیٹھے۔ اپنے بیٹے کو بلاکر خوب رجز گائی۔ دوسرے مسلمان جو غمگین ہو گئے تہے اونہون نے بہی عباس کے گہر خوشی دیکہکے اپنی تسکین کرلی۔ ادہر حضرت عباس نے خفیہ طور سے اپنا غلام حجاج کے پاس تحقیق کے لیئے بہیجا۔ حضرت حجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام سے کہدیا کہ اچہا تم جاؤ مین خود آکر سب حال بیان کرونگا۔ حضرت عباس نے اوسی وقت اوس غلام کو آزاد کردیا اور منّت مانی کہ اگر حجاج آکے مجہے خوشخبری سنائیگا تو دس بردے اور آزاد کرونگا۔ وہ حسب وعدہ آئے اور حضرت عباس سے قسمین اور حلف لیکر کہا کہ جو کچہہ مین تم سے کہون اوسے احتیاط کے ساتہہ پوشیدہ رکہنا۔ جسدن مین یہان سے روانہ ہون اوسکے تین دنکے بعد میرے بیان کو مشتہر کرنا۔ جب دونون مین خوب عہد و پیمان ہولئے تو حجاج نے اصل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اپنا مال نکالنے کے لیئے مین نے قریش کو یہ چکمہ دیا ہے ورنہ مین خود مسلمان ہو چکا ہون۔ حی ابن اخطب کی بیٹی صفیہ گرفتار ہوکے آزاد کردی گئی ہے آنحضرت اوس سے نکاح کرنا چاہتے ہین۔ حجاج حضرت عباس کی تسلی کرکے اپنے گہر پہونچے اور سب سامان درست کرکے رات کے وقت مکہ سے چلدئے۔ جب اونکی روانگی پر تین دن گذر چکے تو عباس نے اونکے گہر پر جاکے آوازدی۔ اندر سے آواز آئی کہ اونکو تو یہان سے خیبر سدہارے ہوئے تین دن ہو چکے۔ خیبر مین مسلمان ہار گئے ہین اونکا مال خریدنے گئے ہین۔ اب اے عباس تمہارا برا حال ہوگا۔ حضرت عباس نے جواب دیا۔ کہ یہ سب اپنا مال نکالنے کے لیئے اوسکے وہم تہے وہ مسلمان ہوگیا ہے اور خیبر مین ہماری فتح ہوئی تم بہی حجاج کی بیوی ہو مسلمان ہو جاؤ

تومیری خوشی دوگنی ہوجائیگی۔حضرت عباس حجاج کے گھر پہ باتین کر کے خانہ کعبہ مین آے اور
بڑی بہادری سے اکڑ اکڑ کے خرامان خرامان طواف کیا۔اونہین اس حالت مین دیکھکر کفار باہم
سرگوشیان کرنے لگے کہ مسلمانون کا توقلع وقمع ہوگیا مگر اس شخص کی اینٹھ نہ گئی یہ کیا بات ہے
جب اودہر سے کوئی آوازہ نہ کسا گیا تو حضرت عباس خود کفار کے مجمع مین جا بیٹھے اور حجاج کی چالبازی
ہنس ہنس کے اون سے بیان کی۔کفار قریش کی یہ سنتے ہی کمرین ٹوٹ گئین اور سناٹے مین
رہگئے۔اس کے پانچ دن کے بعد خود قریش کو عباس کی باتونکا ثبوت ملگیا۔
روایت ہے کہ لشکر اسلام نے جب خیبر پر چڑہائی کی تو حوالی خیبر مین پہونچکے آنحضرت نے محیصہ
ابن مسعود حارثی کو ہدایت کے لیئے فدک بھیجا تہا۔محیصہ رضی اللہ عنہ نے وہان سب لوگون کو
نصیحت کی اور سرکشون کو ڈرایا۔فدک کے لوگ بولے کہ اے محیصہ خاموش رہ بیہودہ بک بک
نہ مچا۔ابہی عامر و یاسر و حارث اور سب یہودیونکا سردار مرحب قلعہ نطاۃ مین زندہ ہین تو اپنے
پیغمبر سے ہمین کیا ڈراتا ہے محمد دس ہزار مردان جنگی سے بہلا کب عہدہ برآ ہوسکیگا۔محیصہ نے جب
کار برآری ہوتی نہ دیکہی تو دو چار روز کے بعد چلدینے کا ارادہ کیا۔اوسی وقت حصن ناعم والون کے
قتل کی خبر فدک پہونچی تو وہ لوگ خوف زدہ ہوے اور محیصہ کی خوشامد کرنے لگے کہ ہم تمکو بہت سازر
و مال دینگے۔ہماری گفتگو کسی سے نہ کہنا۔محیصہ بولے کہ آنحضرت سے مین کوئی بات نہین
چہپا سکتا۔یہ کہکے حضرت محیصہ چلے آے اور آنحضرت سے اونکی سرکشی بیان کردی۔یہودیان
فدک نے چالاکی کر کے اپنی ایک جماعت فی الفور بسرداری نون بن یوشع حضور مین بہیجدی اور
مستحکم صلح کر لی اب یہ ٹہیر گیا کہ فدک کی نصف زمین آپکی ہے اور نصف ہماری۔پس شروع خلافت
جناب فاروق اعظم تک وہان کا معاملہ یون ہی رہا۔حضرت عمر نے یہودیون کی دغابازی اور
سرکشی سے تنگ آکر پچاس ہزار درم بیت المال سے دیکے باقی نصف حصہ اونکا بہی خریدلیا۔

اور یہودیون کو وہان سے نکالکر قصہ پاک کیا۔ ساری فدک مسلمانون کی ہوگئی۔ اور مومنین اونکی ہمسائیگی کے شر سے محفوظ ہو گئے۔ کل اہل فدک شام بہیجدئے گئے۔ اسی طرح حضرت عمر نے خیبریون کو بہی خیبر سے نکال باہر کیا۔

مدینہ منورہ سے خیبر شام کی طرف ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ آٹہہ قلعون کا مجموعہ تہا جنمین سے ہر قلعہ بجائے خود ایک گانوئن تہا۔ نام اون قلعون کے یہ ہین۔ کُتَیبہ بروزن صحیفہ ناعم۔ صعب۔ شِق۔ قَموص۔ نطاۃ۔ سطیح بروزن فصیح۔ سُلالم۔ یہود بنی نضیر و بنو قریظہ بہی جلاوطنی کے بعد یہودیان خیبر کے پاس آن رہے تہے انہین کے اغوا سے اہل خیبر نے جنگ خندق مین قریش کی مدد کی تہی۔

لشکر اسلام آخر ماہ محرم مین روانہ ہوا۔ اور دس بارہ روز کے محاصرہ کے بعد فتح ہوئی۔ آنحضرت سفر حدیبیہ سے مراجعت فرماکے بیس دن مدینہ مین رہے اوسکے بعد حکم دیا کہ خیبر چلنے کی تیاری کرو۔ اور فرمایا کہ ہمارے ساتہہ اس غزوہ مین وہی چلے جسے رغبت جہاد ہو اور دنیا سے کچہہ غرض نہ رکہتا ہو۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق نے اجازت ساتہہ چلنے کی مانگی تو اوسکو بہی یہی جواب ملا۔ ایک روایت مین ہے کہ آپ خیبر چودہ سو پیادے اور دو سو سوار ساتہہ لیکر گئے تہے۔ عامر بن الاکوع جن سے راہ مین رجز پڑہنے کیواسطے کہا گیا تہا وہ چچا تہے سلمہ بن عمرو بن الاکوع کے اور اکوع کا نام سنان ہے۔ پس عامر نے حدے مین اشعار عبد اللہ بن رواحہ کے پڑہے تہے۔

اللہم لولا انت ما اہتدینا	ولا تصدقنا ولا صلینا
اللہ اگر تو نہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے	نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑہتے
فاغفر فداء لک ما اتقینا	ویثبت الاقدام ان لاقینا

ہمارے گناہ بخشدے ہم تجہپر فدا ہون تاکہ گناہون سی بچین - اور ثابت رکہہ ہماری قدم اگر ہمارا اور دشمنون کا سامنا ہو

والقینا سکینة علینا	انا اذا اصیح بنا اتینا	

تسکین اور قرار ہماری دلون مین ڈالدے تحقیق جب کوئی مصیبت آتی ہی تو ہم اوس سے نہین بہاگتے ہین

انکے علاوہ آنحضرت کا ایک اور حادی انجشہ نام بڑا خوش الحان تہا -

نواح خیبر پر جب حضرت رسول خدا کی نگاہ پڑی تو آپنے یہ دعا کی

اللھم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اظللن ورب الریاح وما ذرین اسئلک خیر ھذہ القریة وخیر ما فیھا واعوذبک شرھا وشر ما فیھا

ترجمہ - اے سات آسمانون اور اوسکے رب جسپر اونہون نے سایہ کیا ہے اور اے سات زمینون اور اوسکے پروردگار جو اون پر ہے - اور اے شیاطین اور اوسکے پالنے والے جسکو کہ اونہون نے گمراہ کیا ہے اور اے ہواؤن اور اوسکے رب جیسے وہ اوڑا دیتی ہین مین تجہہ سے اس بستی اور اوسکی ہر چیز کی بہلائی چاہتا ہون اور اوسکے اور اوسکی ہر چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہون صحابہ رضی اللہ عنہم سے بہی فرمایا کہ تم بہی یہی دعا مانگو -

خیبریون نے اپنے بال بچون کو حصار کتیبہ مین - غلہ و ذخیرہ حصار ناعم و حصار صعب مین اور مردان جنگی حصار نطاۃ مین جمع کیئے تہے - شعار مسلمانون کا اس غزوہ مین "یا منصور امت امت" تہا جسکے معنی ہین "اے فتحمند مار مار" قلعہ نطاۃ کے محاصرے مین پچاس مسلمان زخمی ہوئے

مدارج النبوۃ مین حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب علی مرتضی نے خیبر کے دروازہ کو پکڑ کے اس زور سے ہلایا کہ سارے قلعہ مین زلزلہ آگیا تہا - صفیہ بنت حیی بن اخطب چارپائی سے نیچے گر پڑی اور بہت چوٹ آئی - در خیبر کے اوس کواڑ کا وزن جسے حضرت علی نے اوکہاڑ کے بجائے سپر ہاتہہ مین رکہا تہا آٹہہ سو من تہا - کہتے ہین کہ اس بات سے

حضرت اسداللہ الغالب کے ذہن عالی مین کچھہ زعم پیدا ہوا۔ خداوند کریم کو اپنے حبیب کے
حبیب کی ذات والاصفات مین یہ نقص پسند نہ آیا فوراً اوسکی اصلاح فرمائی یعنی حضرت جبریل امین
علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی کہ یارسول اللہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ علی سے
کہدو کہ کواڑ کا اوٹھانیوالا کوئی اور تھا تم نہ تھے اگر امتحان منظور ہو تو پھر اوٹھا کے دیکھہ لو۔ جناب
علی تشریف لے گئے مگر کواڑ نے جنبش بھی نہ کھائی اسیواسطے جناب شیر خدا نے فرمایا ہے
کہ مین نے درخیبر کو روحانی قوت سے اوکھاڑا تھا نہ کہ قوت جسمانی سے۔

واضح ہو کہ درخیبر اوکھاڑنے کا حال اتنا مشہور ہے کہ زبان زد خاص وعام ہو گیا ہے اور
بہت سے لوگون نے اسکو اپنی اپنی کتابون مین نقل کیا ہے اس لئے ہمکو بھی لکھنا پڑا ورنہ
بہت سے علما اسے غلط اور وضعی سمجھتے ہین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کہتے ہین کہ جب کنانہ بن ابی الحقیق نے اپنا خزانہ بتانے سے انکار کیا تو آنحضرت نے
اوسکے بھائی سلام بن ابی الحقیق سے دریافت کیا کہ تجھے کچھہ اوس خزانہ کی خبر ہے۔ اوسنے
جواب دیا کہ مین تحقیق تو نہین عرض کر سکتا البتہ مین نے فلان ویرانہ کے گرد کنانہ کو بارہا پھرتے دیکھا
ہے شاید وہین مدفون کر دیا ہو۔ آنحضرت نے زبیر بن العوام اور چند مسلمانون کو اوسی ویرانہ کی
طرف بھیجا۔ یہ لوگ وہان سے خزانہ کھودلائے۔ کنانہ محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا گیا اونھون نے اوسکو
اپنے بھائی کے عوض مین مار ڈالا۔ باقی یہودی مرہون منت بنا کے چھوڑ دئیے گئے۔ حصار
قموص سے علاوہ زروجواہر کے سو زرہین۔ چار سو تلوارین۔ ہزار برچھے۔ اور پانسو کمانین بھی برآمد
ہوئی تھین۔ غنیمت کی تقسیم اسطرح ہوئی کہ تین حصہ سوار کو اور ایک حصہ پیدل کو ملا۔

آنحضرت کے اوس حبشی غلام کا نام جس نے قبل از تقسیم کملی مال غنیمت سے چُرالی تھی
کرکرہ تھا۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ ایک آدمی نے اپنے غلام مدعم کو حضور کی خدمت مین

کام کرنے کے لئے بہیجدیا تہا۔ مدعم اسباب اوتار رہا تہا کہ کسی طرف سے تیر آ کے لگا وہ مرگیا۔ لوگون نے کہا کہ اس نے شہادت پائی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ کملی چرانے کے باعث وہ دوزخ مین ہے۔ یہ سنکر ایک آدمی جوتی کا ایک تسمہ اور دوسرا دو تسمے لے آیا اور حضرت کے آگے رکہدئے کہ حضور یہ بہی مال غنیمت کے ہین آپ نے فرمایا کہ یہ بہی آگ سے بنے ہین۔

حضرت ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ رضی اللہ عنہا کی مان صفیہ بنت ابی العاص بن امیہ حضرت عثمان بن عفان کی پہوپہی تہین۔ حضرت ام حبیبہ کچہہ اوپر تیس برس کی عمر مین آنحضرت کے نکاح مین آئین اور سنہ ۴۴ھ مین وفات پائی۔ روایت ہے کہ بعد صلح حدیبیہ کے اونکا باپ ابو سفیان بن حرب مدینہ مین اونکی ملاقات کے لئے آیا اور چاہا کہ اونکے پاس فرش پر بیٹہہ جاے۔ مگر آپ نے باپ کو بیٹہنے ندیا اور فرمایا کہ یہ فرش طاہر رسول اللہ کا ہے اور تو جو کہ نجاست کفر و شرک سے آلودہ ہے اسپر نہ بیٹہہ۔

غنائم خیبر مین سے حضرت صفیہ رض دحیہ کلبی کے حصہ مین آئین اون سے آنحضرت نے لیکر نکاح کیا۔ آپکو اونکے رخسار پر ایک نیلا داغ نظر آیا۔ پوچہا یہ کیا بات ہے۔ حضرت صفیہ نے عرض کی کہ جب آپ خیبر کا محاصرہ کئے ہوے تہے تو مین نے خواب دیکہا کہ چاند میری بغل مین آگیا ہے اس بات کو مین نے اپنے شوہر سے بیان کیا اوس نے ایسے زور سے میرے منہ پر طپانچہ مارا کہ گال نیلا پڑگیا اور کہنے لگا کہ کمبخت تو بادشاہ کی بغل مین سونا چاہتی ہے سو یہ داغ شوہر کے تہپڑ کا اثر ہے۔ اوس خواب کی تعبیر یہ ہوئی کہ مین حضور کے دربار مین آگئی۔



حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ دو مہینے تک خیبر کا محاصرہ رہا۔ اس عرصہ مین جو کچہہ کہانے پینے کا سامان ساتہہ تہا ہو چکا۔ ایسے فاقہ کشی کے وقت مین مرحب بن ابی مرحب

یہودیون کی طرف سے لڑنے کو نکلا۔ وہ یہودیون کا سردار۔ بڑا شجاع اور تیرانداز تہا۔ اوسوقت انصار کے سردار سعد بن عبادہ اور مہاجرین کے افسر عمر بن الخطاب تھے۔ مرحب اپنی جماعت لیکر مسلمانون پر حملہ آور ہوا۔ اپنی تعریف اپنے منہ سے یون بیان کرنے لگا قد علمت خیبر انی مرحب شاک السلاح بطل مجرب۔ اطعن احیانا وحینا اضرب۔ یعنی اہل خیبر خوب جانتے ہین کہ مین مرحب ہون باندہنے والا ہتیارون کا اور آزمودہ کار پہلوان کبھی تیر و نیزہ لگاتا ہون اور کبھی تلوار مارتا ہون۔ جب مرحب لڑنے نکلتا۔ مسلمان اوسکے مقابلہ سے جی چراتے تھے۔ جسوقت مسلمان در خیبر کے قریب پہونچے تو مرحب اپنے آدمیون کو لئے ہوے باہر آیا اور لشکر اسلام کے ڈیرون تک اونہین بہگا دیا۔ انحضرت معہ اصحاب کے آگے بڑہے۔ چند صحابی شہید ہوے اور سعد بن عبادہ کا بھتیجہ زخمی ہوا اوسے اوٹھا لاے۔ محمود بن مسلمہ بہی شہیدون مین شامل تہے اونکے بہائی محمد بن مسلمہ نے آنحضرت سے آکر اپنے بہائی کا افسوس ظاہر کیا۔ حضرت فرمانے لگے کہ اے محمد بن مسلمہ آج کی طرح یہودی پھر کبھی غالب نہونگے اور اللہ تعالے ہمکو اون پر ضرور فتحیاب کرے گا کل تم اپنے بہائی کے قاتل سے بدلا لے لینا۔ ربیع بن اکتم الاسدی براد ربنی غنم بن دودان بہی اوسی دن محمود بن مسلمہ کے ساتھہ شہید ہوے تہے۔ دوسرے دن حضرت علی کو علم دیا گیا اور اونکے ساتھہ جاکر محمد بن مسلمہ نے مرحب کو قتل کیا۔

صفیہ بنت حیی ابن اخطب کو آنحضرت نے بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھہ اپنے خیمہ مین بہیجا۔ حضرت بلال اونکو مقتولون مین سے ہوتے ہوے خیمہ اقدس مین لے پہونچے۔ آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ دیکہو بلال نے کیا غضب کیا ہے بیچاری صفیہ دہل گئی ہوگی جب بلال واپس آے تو آپ نے فرمایا کہ اے بلال کیا تم نے رحم کو اپنے دل سے رخصت کر دیا ہے۔ حضرت بلال نے التماس کی کہ حضور ابتو میرا قصور معاف فرمائین آیندہ ایسا نہوگا صرف اس خیال سے مین صفیہ کو

اوسطرف لیگیا تہاکہ اگر اسکے دل مین کفر کی محبت باقی ہے توکفار کی حالت بد دیکھہ کے نکل جائیگی
آنحضرت چونکہ نہایت رحم دل اور نرم مزاج تہے بلال کو معاف کیا اور بلال کی نیت بہی نیک تہی۔
یعنی اونہون نے وہ امر کیا جس طرح اس زمانہ کی مہذب سلطنتین اپنا رعب داب بٹھایا کرتی ہین
بعد تقسیم غنائم کے آنحضرت خیمہ اقدس مین تشریف لے گئے اور صفیہ سے فرمایا کہ تمہارا باپ
میرا جانی دشمن تہا اس لیے خدا نے اوسے ذلیل وخوار کیا۔ کنانہ ابن ابی الحقیق مذمت اسلام
مین شعر کہا کرتا تہا لہٰذا قتل کیا گیا۔ اور تمہارا بہائی بہی بہ سبب دشمنی خدا کے مارا گیا مگر اے صفیہ
تم کو مین اختیار دیتا ہون چاہو یہودی رہو یا اسلام اختیار کرو اگر یہودی رہو گی۔ تو مین تمکو تمہارے
گہر واپس کردونگا۔ مگر صفیہ کے دل مین حق تعالیٰ نے اسلام کی محبت دیدی تہی بولین کہ یا حضرت
مجھے ہمیشہ سے مسلمان ہونے کی دُہن ہے اور وہ روز بروز میرے دل مین زیادہ ہوتی جاتی
ہے دوسرے یہودیون مین اب میرا کوئی نہین رہا سب رشتہ دار مارے گئے مین وہان جاکے
کیا کرونگی۔ اتبعوا اللہ ورسول واسلام سے مین نے لَو لگادی ہے اس لونڈی کو حضور اپنے قدمون
سے جدا نہ کرین۔ آنحضرت نے اونکی دلی درخواست منظور کی اور رات بہر اوسی خیمہ مین استراحت
فرمائی صبح اوٹہکر دیکھتے کیا ہین کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہتیار باندہے خیمہ
کے گرد پہرہ دے رہے ہین۔ حضور نے متعجب ہوکر پوچھا کہ ابوایوب تم اسوقت کہان۔ ابوایوب
نے التماس کی کہ یارسول اللہ صفیہ کی طرف سے میرے دل مین کھٹکا تہا کہ کہین اپنے رشتہ
دارون کے قتل کا بدلا آپ سے نہ لے اسلیئے مین نے ساری رات پلک سے پلک نہین لگائی ہی
آنحضرت مسکرائے اور ابوایوب کی محبت کی داد دی۔ مدفن حضرت صفیہ کا بقیع ہے۔
حجاج بن علاطہ کی بیوی کا نام ام حجر بنت شیبہ تہا۔ شیبہ دربان کعبہ تہا۔ حجاج اپنے تیز
رو ناقہ پر سوار ہوکے آنحضرت کے پاس سے مکہ کو چلا۔ راستہ مین دم لینے کو بہی کہین نہ ٹہیرا

وہان پہونچکے کیا دیکھتا ہے کہ اہل مکہ نے باہم بڑے بڑے مال بے بہا کی خرید وفروخت کر رکھی ہے۔ مدت ادائے قرضہ تا فیصلہ خیبر قرار دی ہے اور دعا مانگ رہے ہین کہ خدا مسلمانون کو ہزیمت دے۔ اونکو ہرگز گمان نہ تھا کہ یہ جنگ ایسی جلدی ختم ہوجائیگی اس لئے ادائے قیمت کی میعاد خوشی بخوشی اوسی فتح کو قرار دیا تھا۔ حجاج جو پہونچا تو سب لوگ اوسکے گرد جمع ہو گئے۔ یہان تک کہ مکان مین ایک تل دہرنیکی جگہہ نہ رہی اور حجاج نے وہ خبر جسکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہین۔ سنا کے لوگون کا دل خوش کردیا۔ اونکی عورتین خانہ کعبہ مین آکر اپنے معبودان خبیثہ کو نہلانے لگین اور اس مضمون کے گیت گاتی جاتی تہین کہ تمہاری عنایت سے یہودیون نے محمد اور اونکے اصحاب کو مار لیا۔ غرضکہ مکہ والون کو اس خبر کا یقین واثق ہوگیا۔ مسلمانان مکہ اس بات کو سنکر کمال بیچین ہوے۔ حضرت عباس بن عبد المطلب تو سنتے ہی پچھاڑ کہا کے گر پڑے ہوش آنے کے بعد حضرت عباس نے اپنے دل کو سنبہالا اور اپنے چھوٹے لڑکے قثم کو لٹا کے یون لوریان دینے لگے "یا بنی قثم۔ شیبۃ ذی الکرم۔ ذی الانف الاشم۔ تردی بالنعم۔ یزعم من زعم" یعنی اے میرے بیٹے قثم تیرا بزرگ شیبہ صاحب کرم تہا۔ تو بڑی ناک والا اور خوشبو اون کا سونگہنے والا اور بیش بہا چادرین اوڑہنے والا ہے اور بدگمانی کرنے والے غلطی پر ہین۔ پس جو کوئی آ کے حضرت عباس کا یہ حال دیکھتا تہا یہ کہتا ہوا چلا جاتا تہا کہ نہین جی یہ خبر غلط ہے اگر صحیح ہوتی تو عباس اس موج مین نہوتے دوپہر کو حضرت عباس نے دیکھا کہ اب لوگون کی آمد ورفت میرے گھر کی طرف کم ہے پس میدان خالی پا کے اپنے غلام ابوزبیبہ کو حجاج کے پاس روانہ کیا۔ اونہون نے تخلیہ مین ابوزبیبہ سے کہا کہ عباس سے بعد سلام کے کہدینا کہ ظہر کے وقت اپنا گھر خالی رکھین مین ظہر کے بعد آؤنگا۔ قصہ مختصر حجاج نے آکر حضرت عباس کی تسکین کردی اور اقرار لے لیا کہ جب تک مین اپنا مال لیکے مکہ سے بہت دور نہ نکل جاؤن کسی سے

صحیح حال نہ کہین - جب حجاج اپنا مال واسباب لیکے سرحد مکہ سے بہت دور جا پہونچے تو عباس رضی اللہ عنہ اوسکے گھر گئے اور اوسکی بیوی سے اصلی کیفیت بیان کی وہ سنتے ہی ہکا بکا ہوگئی اور تمام مکہ کے کفار مین ماتم مچگیا -

معجزہ ردّ الشمس

جب سید المرسلین خیبر سے روانہ ہوے تو حکم دیا کہ وادی القریٰ کی طرف چلو - صہبا خیبر مین پہونچکر حضور جناب علی کے زانو پر سر رکھکے لیٹے تھے کہ نزول وحی کا آغاز ہوا - اور مدت نزول نے اتنا طول کھینچا کہ آفتاب غروب ہوگیا - امیر المومنین حضرت علی کی نماز عصر قضا ہوئی - انجلاے وحی کے بعد آنحضرت صلعم نے آنکھہ کھولی اور پوچھا یا علی عصر کی نماز بہی پڑہ لی یا نہین - علی مرتضیٰ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ کیسے پڑہ سکتا تہا - آنحضرت نے دعا کی کہ اے اللہ العالمین اگر علی رضا تیری اور تیرے رسول کی اطاعت مین تہا تو آفتاب کو اوسکے لیئے پہیر دے تاکہ وہ اپنی نماز سے محروم نہ رہے - اسماء بنت عمیس اور دیگر دیکھنے والون سے بروایات صحیحہ منقول ہے کہ اس دعا کے مانگتے ہی ڈوبا ہوا سورج پہر نکل آیا اور چاردن طرف دہوپ پہیل گئی - حضرت علی نے نماز عصر بخوبی پڑہ لی - طحاوی جو اکابر علماے حنفیہ مین ہے اپنی کتاب شرح آثار مین لکہتا ہے کہ اس معجزہ کے تمام راوی ثقہ ہین - احمد ابن صالح بڑا معتبر و مستند عالم کہتا ہے کہ یہ معجزہ نبوت کی علامات مین داخل ہے -

(۴۰) غزوہ وادی القریٰ

اثناے راہ مین وادی القریٰ کے لوگون نے جب لشکر اسلام کے آنے کی خبر پائی تو آمادہ جنگ ہوکر باہر نکلے ادہر بہی غازیان فی سبیل اللہ کی صفین تیار و آراستہ ہوگیئن - اور لشکر اسلام کا علم سعد بن عبادہ کو مرحمت ہوا - جسوقت دونون لشکر مقابل ہوے تو آنحضرت نے وعظ و نصیحت

اور دعوت اسلام شروع کی اور بکمال نرمی و شفقت فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی اس جہالت سے قدم باہر رکھو۔ کفر کی ظلمت سے نکلو شرک اور بت پرستی کو چھوڑو۔ خدا واحد اور لاشریک ہے وہی عبادت کے لایق ہے کوئی دوسرا اوسکا ہمسر نہین اور ایمان لاؤ کہ مین اوسکا رسول اور بندہ ہون اے لوگو اگر شیطان کی پیروی ترک کر کے راہ راست پر آجاؤ گے تو تمہارا ملک و مال بھی محفوظ رہیگا اور خدا بھی تم سے راضی و خوش ہوگا۔ بڑی دیر تک آپ اونکو اسی طرح سمجھاتے اور اتمام حجت کرتے رہے مگر اون خرد ماغون کی سمجھ مین کچھ بھی نہ آیا۔ بلکہ سبقت کر کے حربہ رانی شروع کردی اور جی توڑ کے حملہ پر حملہ کرنے لگے۔ اسکا علاج سواے لڑائی کے اور کیا تھا لاچار ہو کے مسلمان بھی بھڑ گئے اور دونون طرف سے وار ہونے لگے۔ حضرات زبیر و دجانہ و علی رضوان اللہ علیہم نے چند مشرکونکو جہنم واصل کیا۔

ایک دن اور ایک رات متواتر لڑائی رہی۔ یہودی بے جگر ہو ہو کر لڑے۔ دس آدمی اونکے مارے گئے آخر صبح کے وقت دوسرے دن فتح نے اپنا نورانی چہرہ مسلمانون کو دکھلایا اور یہودی بدحواس ہو کے بھاگے۔ مال و متاع اور زمین و باغات اونکے اہل اسلام کے قبضہ مین آے چونکہ آنحضرت کا رحم دوست و دشمن سب کے لئے عام تھا اس لئے آپ نے وادی القریٰ کے یہودیون کو جلاوطن نہ کیا۔ اونکی زمین و باغات اونہین کو دیدئے گئے اور نصف حاصل بیت المال کے لئے ٹھیر گیا۔ کہان ہین وہ لوگ جو آنحضرت اور اصحاب کے غزوات کو دنیا کے لالچ سے بتاتے ہین آئین اور دیکھین کہ اہل خیبر اور یہودیان وادی القریٰ باوجود عداوت جانی کے اپنی اپنی جگہہ پر قایم ہین۔

اطاعت اختیار کرنا یہودیان تیما کا

جب یہ خبر چارون طرف مشہور ہوگئی کہ مسلمانون نے خیبر فدک اور وادی القریٰ کو بخوبی فتح

کرلیا تو تیما کے یہودی بھی اس بات کو سنکر ڈر رے اور مطیع ہو کر جزیہ دینے کا اقرار کیا۔ یہان تو صرف یہ منظور تھا کہ مسلمانون کا مخالف کوئی نہ رہے اہل اسلام بے کھٹکے ہو کر اپنے سچے دین کے فرائض بجالائین کچھ اس سے غرض نہ تھی کہ پرایا ملک و مال چھین کر ہم بادشاہ بنین یا زبردستی غیر قومون کو مسلمان کر کے اپنا دین جاری کرین۔ فوراً ان یہودیون کی درخواست قبول کرلی گئی اور وہ ذمی ہو کر اپنی زمینون پر قایم رہے۔ مسلمانون کے ساتھہ چھیڑ چھاڑ اور دشمنی کرنا اونھون نے چھوڑ دی سب قضیہ قضایا فیصل ہو گئے۔

یہودیان تیما کی اطاعت کے بعد عنان لشکر اسلام مدینہ کی طرف منعطف ہوئی۔ راہ مین ایک جگہہ اصحاب نے باآواز بلند تکبیر کہی۔ آنحضرت نے اونکو بہت چلانے سے منع کیا اور فرمایا کہ تم اتنی تکلیف کیون گوارا کرتے ہو جسکو تم پکارتے ہو وہ ہر وقت اور ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے آہستہ بات کو بھی اوتنا ہی سنتا ہے جتنا کہ غل و شور کو وہ ہر حال مین تمہاری سنتا اور تمہین دیکھتا ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ اصحاب جسوقت باآواز تکبیر کہہ رہے تھے اوسوقت مین آنحضرت کے ساتھہ حضور کے شتر کے پیچھے ہی تھا مین نے سنا کہ آپ کی زبان مبارک پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ جاری تھا۔

لیلۃ التعریس

تعریس کے معنی لغت مین پچھلی رات کو آرام کے لئے مسافر کے اوترنے کا کے ہین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے خیبر سے معاودت کرنے مین ایک شب کوچ کیا رات کے آخر مین نیند کا غلبہ جو ہوا تو آپ آرام کرنے کو اوتر پڑے اور حضرت بلال کو حکم دیا کہ تم جاگتے رہو نماز فجر کیلئے سبکو جگا دینا۔ جناب صدیق اکبر نے احتیاطاً حضرت بلال کو اور بھی زیادہ تاکید کردی اس حکم کے بعد سید المرسلین اور سب اصحاب سو رہے۔ حضرت بلال نے مزید احتیاط کیواسطے

نماز پڑہنا شروع کیا۔ جب تک اونکا بس چلا اور طاقت رہی نماز پڑہا کیئے جب تہک گئے تو ایک کجاوے کا تکیہ لگا کے بیٹھے ہی تہے کہ بے اختیار نیند آگئی اور ایسے سوے کہ آفتاب عالمتاب سر پر سوار تہا۔ سب سے پہلے آنحضرت صلعم کی آنکھ کھُلی۔ دیکھتے کیا ہین کہ دہوپ پہیلی ہوئی ہے اور حضرت بلال گہری نیند مین آرام کرتے ہین۔ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو جگایا۔ وہ ہڑبڑا کے اوٹھہ بیٹھے اور روز روشن دیکھکے عرض کی کہ یارسول اللہ جس چیز نے حضور پر غلبہ کیا تہا اوس نے مجھے بہی ہوش مین نہ رہنے دیا۔ اب جو اوٹہتا تہا بلال رض پر چڑہائی کرتا تہا۔ اوسی وقت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس منزل مین شیطان کا بہت زور وشور ہے یہان سے جلدی کوچ کردو۔ وہان سے لوگون نے جلدی جلدی سفر کر کے تہوڑی دور قیام کیا اور وضو کے بعد بلال سے اذان و تکبیر کہوا کے جماعت سے فجر کی نماز پڑہی بعد فراغ نماز آنحضرت نے اصحاب کو مضطر و مغموم پایا۔ ارشاد ہوا کہ اگر پہر کبہی ایسا اتفاق ہو تو اوٹہتے ہی قضا پڑہلیا کرو۔ پہر جناب صدیق اکبر کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے ابوبکر تم کچھ سمجھے کہ بلال سے یہ خطا کیسے سرزد ہوئی۔ وہ کہڑا ہوا نماز پڑہ رہا تہا کہ شیطان نے آکے اوسکے پیچھے تکیہ کا سہارا دیا۔ آنکھون مین نیند بہر دی اور ہاتھون سے تہپک تہپک کے سلایا اتنا فرما کر بلال بلائے گئے۔ اونہون نے بعینہ یہی کیفیت بیان کی جو آنحضرت نے ابوبکر کو سنائی تہی۔

جب لشکر اسلام مدینہ کے قریب پہونچا تو کوہ احد نظر آیا۔ آنحضرت نے اوسے دیکھکے فرمایا کہ یہ پہاڑ احد ہمین دوست رکہتا ہے اور ہمکو اوس سے محبت ہے۔ اے خدا مین نے مدینہ کے دو پہاڑون کا درمیان حرام کیا ہے تو بہی اوسے معزز و ممتاز فرما۔

(۴۱) سریہ ناحیہ ضربہ

نجد کے قریب ناحیہ ضربہ مین بنی کلاب کی ایک جماعت نے سر اوٹہایا اور فتنہ و فساد برپا کردیا

آنحضرت نے ابوبکر صدیق کو معہ سلمہ ابن الاکوع اور ایک جماعت اصحاب کے اونکی سرکوبی کے لیئے روانہ کیا۔ جب یہ لوگ وہان پہونچے تو باغی جنگ وجدل پر مستعد ہو گئے۔ ابوبکر صدیق نے فی سبیل اللہ اوس جہاد مین وہ داد شجاعت دی کہ جسکا بیان نہین ہو سکتا۔ مشرکین مین سے بہت سے لوگ قتل ہوے اور باقی گرفتار کر لیئے گئے۔ سلمہ بن الاکوع فرماتے ہین کہ مین نے ایک جماعت کو معہ اپنے اہل وعیال کے پہاڑ پر جاتے ہوے دیکھا اور روک لیا اونمین ایک عورت قبیلہ فزارہ کی تھی جسکی ایک بیٹی نہایت حسین وخوش جمال اوسکے ساتھہ تھی مین نے ایسی خوبصورت نہ کبھی دیکھی تھی نہ سنی۔ حسینان جہان کی آب وتاب اوسکے چاند سے مکھڑے کے آگے ماند تھی نکھہ سکھہ سے سانچے مین ڈہلی ہوئی۔

کیا خداداد حسن پایا تھا		آپ اللہ نے بنایا تھا	

مین اون لوگون کو گھیر گھار کے جناب صدیق اکبر کے حضور مین لیگیا۔ آپ نے وہ مہر لقا خوش ادا مجھکو مرحمت فرمائی۔ دو دن دو رات وہ میرے ہی پاس رہی مگر مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین نے اوس سرو ناز کو ہاتھہ تک نہین لگایا۔ بس محو تماشا تھا اور اوس آئینہ قدرت مین صناع ازل کی کاریگری دیکھہ دیکھہ کے حیران رہجاتا تھا۔ دوسرے دن علی الصباح جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بازار مین ملے اور الگ لیجا کر مجھہ سے فرمایا کہ اے سلمہ وہ دختر پری پیکر جو تیرے پاس ہے خوشی بہ خوشی ہمین کیون نہین دیدیتا۔ مین نے اوسی بازار مدینہ مین دست بستہ عرض کی کہ حضور ابھی لایا اور دل مین سمجھا کہ نمعلوم خدا کے کیا بھید ہین اس چھلاوے کو اپنے سر سے ٹالو۔ فوراً اوسے خدمت شریف مین پہونچا دیا مگر حضور نے اوسکی صورت بھی نہین دیکھی دور سے مجھے دیکھکے اپنی پیٹھہ موڑلی اور حکم دیا کہ اسے بہت جلد مکہ لیجاؤ۔ اتنے مسلمان ہمارے جو قریش کی قید مین ہین چھوڑ لاؤ۔ غرضکہ اوس امت کے غمخوار کو کوئی چیز امت سے زیادہ پیاری نہ تھی۔

جس بعبت چین کو سولہہ پھر سلمہ سنے بمصداق ۔

جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار	بت کو بٹہا کے سامنے یاد خدا کرون

اپنے سامنے بٹہا کے یاد خدا کی تہی اوسے ہمارے والی اور موئی نے ایک دم مین ہمپر قربان کردیا ۔ مسلمانو مشعل لے کے بہی اگر قیامت تک ڈہونڈہو گے تو بہی ایسا چاہنے والا نہ ملیگا ۔ کورنجتون کو بدگمانیان کرنے دو مگر اوسے تمہارے آگے نہ عورت کی چاہ تہی نہ حُسن کی پرواہ ۔ اگر ایسا ہوتا تو ایک ماہ طلعت یون ہاتہہ سے ندی جاتی ۔ فتح مکہ اگر آج نہین تو کل ہونے کو تہی مسلمانون کو وہان کون کہاے جاتا تہا ۔ مگر حقیقی مان باپ کو لخت جگر نور بصر کے فراق مین ایکدم بہی چین نہین ہوتا ہے ۔ اے مسلمانو تمکو بہی چاہیئے کہ

جان دو دین مصطفےٰ کے لئے	ایک ہو جاؤ تم خدا کے لئے

(۴۲) سریہ بنی مرہ

اسی سال مین بشیر ابن سعد انصاری کو تیس غازیون کے ساتہہ قبیلۂ بنی مرہ کی ایک جماعت کی گوشمالی کو فدک کے قریب بہیجا ۔ ان لوگون نے بہت سر اوٹہار کہا تہا ۔ راستہ مین لوٹ مار کرتے اور لوگون کو ستاتے تہے ۔ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے وہان پہونچتے ہی اونکے مویشی چراگاہ مین چرتے ہوے گرفتار کرلئے ۔ چرواہون سے معلوم ہوا کہ بنی مرہ کے لوگ وادی مین فروکش ہین ۔ اتنے مین کسی نے اونکو بہی یہ خبر جا کے سنادی کہ مسلمان تمہارے چوپایے پکڑکے لے چلے ہین اس لئے وہ مجمع کثیر کے ساتہہ برسر مقابلہ ہوے ۔ لڑائی ہونے لگی مسلمانون نے بہی خوب ہی خوب تیر مارے ۔ مگر اونکی طرف آدمی بکثرت تہے اور اچانک غفلت مین مسلمانون پر آپڑے تہے اس لئے جیت اونہین کی ہوئی ۔ طرفین سے بہت لوگ مقتول و مجروح ہوے مسلمان بہی بہت سے شہید ہو گئے ۔ حضرت بشیر بہی ایسے زخمی ہوے کہ بیدم ہو کر مقتولون مین

پڑے رہگئے غرضکہ سواے اونکے اور کوئی مسلمان زندہ نرہا سووہ بہی زندہ درگور تہے۔ مشرکین سبکو مردہ سمجہہ کے اپنے اپنے گہرون کو چلدئے۔ کچہہ دیر کے بعد بشیر کو ہوش آیا۔ دیکہا کہ لاشون کے کہیت مین پڑا ہون۔ آنکہون مین آنسو آگئے دل کو سنبہال جون تون بدقت تمام فدک مین پہونچے دو چار روز وہان رہکر علاج کیا جب زخم کچہہ اچہے ہوے اور طاقت نشست وبرخاست بدن مین آئی تو مدینہ پہونچے۔ یہان پہلے سے اس حادثہ کی خبر ملگئی تہی اور علاج کی تدبیر ہورہی تہی کہ اتنے مین بشیر نے خود آکے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ پس اصحاب جرار وکرار کی ایک جماعت بنی مرہ کی طرف چلی جسکا نتیجہ انشاء اللہ آگے معلوم ہوگا۔

(۴۳) سریہ بنی عوال اور بنی عبد ابن ثعلبہ

اسی سال غالب بن عبد اللہ کو ۱۳۰ غازیون کے ساتہہ بنی عوال اور بنی عبد ابن ثعلبہ کی مفسدہ پردازی کے انسداد کے لئے موضع میفعہ بہیجا۔ وہان خوب لڑائی ہوئی اور عنایت الٰہی سے مسلمان فتحیاب ہوے۔ اونٹ بکری وغیرہ مویشی مال غنیمت کے طور پر ہاتہہ آے اور بہت سے مفسد تہ تیغ ہوے۔ غازیان اسلام مظفر ومنصور ہوکر مدینہ واپس آگئے۔

عمرۂ قضا

اسی سال مین عمرۂ قضا جسے عمرۃ القصاص اور عمرۃ القصہ اور عمرۃ الصلح بہی کہتے ہین واقع ہوا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے مراجعت فرمائی تو نواح مکہ مین ایک باغی جماعت پر حملہ کیا گیا۔ پہر ذیقعدہ سکہ ۷ھ مین اصحاب کو حکم دیا کہ سفر مکہ کی تیاری کرو عمرۂ حدیبیہ کی قضا کی جائیگی۔ جو لوگ صلح حدیبیہ کے وقت موجود تہے سب چلین اونمین سے کوئی باقی نہ رہجاے۔ پس اصحاب حدیبیہ مین سے جتنے جیتے جاگتے اسوقت باقی رہگئے تہے سب ہمرکاب ہوے۔ اور اونکے سوا اور لوگ بہی جو حج کا ارادہ رکہتے تہے ساتہہ ہولئے

اسلحہ دو ہزار آدمیون کا قافلہ مکہ روانہ ہوا۔ ابو دہم یا ابو نعیم غفاری مدینہ مین خلیفہ مقرر ہوے۔ ساٹھہ اونٹ اور بروایتے ستر اونٹ قربانی کے لئے اور سو گھوڑے سواری کے اور چند ہتیار اور خود وزرہ لوگون کے پاس تہین۔ ذوالحلیفہ پہونچکر اونٹون کی نگرانی ناجیہ بن جندب اسلمی کو سپرد ہوئی۔ گھوڑون کی محافظت پر محمد بن مسلمہ متعین ہوے اور باقی اسباب کی نگرانی بشیر ابن سعد کے اہتمام مین رہی۔ ان مین سے ہر ایک کو الگ الگ جماعت کے ساتھہ آگے بہیجدیا۔ چونکہ صلح حدیبیہ کے وقت یہ شرط قرار پاگئی تہی کہ مسلمان مسلح ہو کر مکہ مین نہ آئین اگر کسی کے پاس تلوار ہو بہی تو وہ غلاف مین رہے۔ اس لئے لوگون نے یہ شرط آنحضرت کو یاد دلائی۔ آپ نے فرمایا مجہے یاد ہے مگر ہم تو احتیاط کے واسطے اسلحہ اپنے ساتھہ لئے چلتے ہین ہمارا ارادہ اون سے لڑنے کا ہرگز نہین ہے فرض کرو کہ قریش اپنے وعدہ سے پہر گئے۔ ہمین مکہ کے اندر آنے سے روکا اور آمادہ پیکار ہوے تو اوس وقت ہم کیا کرینگے۔

المختصر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ کے دروازہ سے احرام باندہا اور بسم اللہ پڑہکے روانہ ہوے۔ جب محمد ابن مسلمہ اور بشیر ابن سعد مرالظہران مین مکہ سے ایک منزل ادہر پہونچے تو ایک جماعت قریش سے مڈبہیڑ ہوئی۔ قریش نے خاصے کے گھوڑے دیکھکر پوچہا کہ محمد کہان ہین مسلمانون نے جوابدیا کہ آپ کل صبح اس مقام پر وارد ہونگے۔ قریش اس بات کے سنتے ہی چوکنا ہوے اور دوڑ کے مکہ مین خبر کردی۔ وہان کے لوگ پہاڑون پر چڑہ گئے اور مکرز ابن حفص کو بہیجا کہ آنحضرت کا عندیہ دریافت کرلاؤ۔ مکرز نے حضور کی خدمت مین حاضر ہو کے ہتیار ساتھہ لانے کی وجہ پوچہی۔ آپ نے فرمایا اُے مکرز ہم اوسی صلح پر قایم اور ثابت قدم ہین جو حدیبیہ مین ہوئی تہی اوس سے سرمو تجاوز نہ کرینگے یہ اسلحہ جو تم بعض مسلمانون کے ہاتہون مین دیکہتے ہو۔ احتیاطاً ہین ہرگز غلافون سے باہر نہ نکلینگے"۔ مکرز نے یہی گفتگو لفظاً لفظاً قریش سے جا کے

بیان کردی چنانچہ اونکی تسلی ہوگئی - آنحضرت کے حکم سے ہدیٰ کے اونٹ ذی طوی مین جاکر ٹھیرے - باقی سب آدمی اور جانور بطن مین جا اوترے - پھر آنحضرت ناقہ قصوے پر سوار ہوے اور تمام مسلمان کچھہ پیادہ اور کچھہ سوار حضور کے اردگرد ہولیے - قصوے کی مہار عبداللہ بن رواحہ کے ہاتھہ مین تھی اور تلوارین سبکی غلاف مین اسطرح لبیک کہتے ہوے مکہ مین داخل ہوے اور اوسی طرح مسجد الحرام مین تشریف لیجاکر حجر اسود کو بوسہ دیا اور سواری ہی پر طواف بجالاے - کفار باہم سرگوشیان کر رہے تھے کہ محمد کے ہمراہی مدینہ کی تپ اور ہوا کی عفونت سے لاغر وضعیف ہوگئے ہین - یہ باتین جو چارون طرف پھیلین تو کفار ہر ایک مسلمان کو گھور گھور کے دیکھنے لگے - جو تھا - وہ اونکو سر سے پیر تک خواہ مخواہ تاکتا تھا تاکہ اونکی قوت اور ضعف کا حال بخوبی معلوم ہوجاے اس سے خاص غرض اونکی یہ تھی کہ اگر مسلمان ہمکو کمزور اور سست جچین تو یہین مارلین - اونکے اس منشاء سے حضرت جبریل نے آنحضرت کو مطلع کیا اور یہ راے دی کہ اثناے طواف مین جب رکن یمانی پر پہونچو تو آہستہ آہستہ چلنا چاہیئے اور باقی راہ جلدی جلدی طے کیجاے کیونکہ قریش اسوقت کوہ قعیقعان پر ہین جو رکن شامی اور عراقی کے مقابل ہے وہان سے تمکو رکن یمانی مین ندیکھہ سکینگے اور باقی راہ اونکے سامنے ہے وہان سے جب جلدی گذر جاؤگے تو اونکو مسلمانون کا حال قرار واقعی نہ معلوم ہوسکیگا - چنانچہ جبریل امین ہی کی تدبیر پر عمل کیا گیا جس سے قریش کو مسلمانون کے تن و توش اور صحت جسمانی کا حال تو نہ معلوم ہوا مگر اونکی تیز رفتاری اور چستی و چالاکی دیکھکر دنگ رہگئے اور سامنا کرنیکی جرات نہوئی -

عبداللہ ابن رواحہ رجز پڑہتے جاتے تھے - حضرت فاروق اعظم نے اونہین پڑہنے سے روکا کہ آنحضرت کے سامنے حرم خداے تعالیٰ مین شعر پڑہنا مناسب نہین - آنحضرت نے فرمایا - عمر - مین بہی سن رہا ہون تم اسے بند نہ کرو - اسکی رجز و شعر خوانی اسوقت کفار کے دلون پر

خنجر کا کام کرتی ہے - اسکے بعد حضرت نے فرمایا کہ اے ابن رواحہ اب تم لا الہ الا اللہ وحدہ ونصر عبدہ واعز جندہ وہزم الاحزاب وحدہ کہتے چلو یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہین وہ اکیلا ہے اوس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور اوسکے لشکر کو زور آور کر دیا اور احزاب کو شکست دی حالانکہ وہ اکیلا ہے - پس اسی طرح مسجد سے باہر آکے سواری ہی پر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور حکم دیا گیا کہ ہدی کو مکہ کے قریب ٹہیراؤ - قربانی کی یہی جگہہ ہے اور یون تو مکہ کی سب راہون مین قربانی ہو سکتی ہے - پس مروہ مین قربانی کی گئی پہر آنحضرت اور سب اصحاب نے موتراشی کرائی - بعد ازان ارشاد ہوا کہ جو اصحاب عمرہ کر چکے ہین بطن یا حج مین چلے جائین اور وہ لوگ جو گھوڑون اور اسباب وغیرہ کی حفاظت مین ہین آکر عمرہ بجا لائین - آنحضرت خود خانہ کعبہ کے اندر گئے اور نماز ظہر تک اوسی جگہہ ٹہیرے رہے - بلال نے حسب الحکم نبوی خانہ کعبہ کی چہت پر چڑہکے اذان دی - حضرت عباس بن عبد المطلب کی بیوی ام فضل کی بہن میمونہ بنت حارث بن حزن عامری جو بنی ہلال بن عامر سے تہین اون کا عقد آنحضرت کے ساتہہ یہین ہوا - جب مسلمانون کو مکہ مین تین دن گذر چکے تو قریش کا ایک گروہ حضرت علی مرتضی کے پاس آیا اور عرض کی کہ اے علی اپنے نبی سے کہو کہ اب مکہ سے باہر تشریف لیجائین - حضرت امیر حضور نبوی مین حاضر ہوے اور قریش کا پیام سنایا ارشاد ہوا اچہا کل اسکی تعمیل کر دیجائیگی آج کا دن تو از روے اقرار نامہ ہمارا ہے - چوتہے دن علی الصباح سہیل ابن عمرو جس نے حدیبیہ مین صلح کرائی تہی اور خویطب ابن عبد العزیٰ رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ آپ کا وعدہ گذر گیا اب تشریف لیجائیے - حضرت نے فرمایا - میرا ارادہ ہے کہ تم لوگون کو میمونہ کی عروسی کا کہانا کہلاؤن - اتنی اجازت مجہے اور دیدو اور میری دعوت کہا لو پہر مین خود چلا جاؤنگا - قریش مکہ کی طرف سے جواب ملا کہ ہمین آپ کا نمک کہانا منظور نہین آپ ٹہنڈے ٹہنڈے سدہارین - اور سہیل اور خویطب نے بہت سی سخت کلامی بہی کی -

سعد بن عبادہ کو جو اوسوقت حاضر تہے اونکی درشت کلامی پر جوش آگیا اور بولے کذبت لا ام لک" یعنی تو جہوٹا ہے تیری مان ناپید ہو۔ مردود زمین مکہ تیری اور تیرے باپ کی نہین ہے پہر تو کیون ہمکو اس سختی سے نکالتا ہے تیرے دہتکارے دینے کی کیا حاجت ہے ہم خود یہان سے نکلجائینگے آنحضرت نے سعد کا یہ جوش جو دیکہا تو مسکرائے اور او نہین ٹہنڈا کیا۔ باوجودیکہ مسلمانون کو اسوقت غلبہ حاصل تہا اور کفار کی جمعیت اونکے آگے کچہہ حقیقت نہ رکہتی تہی مگر آنحضرت نے صرف اسلئے کہ اقرار نامہ کا خلاف نہو اونکی سخت کلامی کا کچہہ خیال نہ کیا۔ فروتنی اور انکسار اختیار کر کے سارے لشکر اسلام مین منادی کرادی کہ اصحاب مین سے کوئی آج کی رات مکہ مین نہ رہے اور اسقدر عجلت کی کہ میمونہ کو بہی وہین اونکی مان سلمہ بنت عمیس کے پاس چہوڑا اور ابورافع کو حکم ہوا کہ انکو ساتہہ لیکر پیچہے آنا۔ پہر خود فوراً مکہ سے باہر نکلگئے۔ اگر مسلمان اسوقت لڑنے پر آتے تو مکہ والون کے دہوین اوڑا دیتے مگر نہین ایفائے عہد مقدم سمجہا گیا۔

جسوقت سید المرسلین مکہ سے باہر نکلے ہین تو عمارہ بنت حمزہ بن عبد المطلب یا عم یا عم پکارتی ہوئی اور روتی چلاتی حضور کے پیچہے دوڑین آپنے اسواسطے کہ کہین یہ جہگڑا زیادہ نہ بڑہجائے اونکی ایک نہ سنی۔ جناب علی مرتضیٰ نے بڑہکے آپ سے کہا بہی کہ لڑکی روتے روتے ہلکان ہوئی جاتی ہے ذرا اسکی تو تسلی کر دیجیے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اسے ساتہہ لیچلین کیونکہ اپنی بچی کو مشرکون مین چہوڑنا مناسب نہین۔ آنحضرت نے اسکا بہی جواب نہ دیا اور خاموش چلے گئے۔ آخر حضرت علی نے مجبور ہو کے عمارہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہووج مین بٹہا دیا اور فرمایا کہ اپنی بہن کو بہی اپنے ساتہہ لئے چلو۔

جب مدینہ پہونچے تو حضرت علی اور جعفر اور زید ابن حارث رضی اللہ عنہم مین عمارہ کی کفالت کے بابت جہگڑا ہونے لگا۔ حضرت زید فرماتے تہے کہ اس پیاری بچی کی پرورش مجہپر فرض ہے

یہ تو میرے بہائی کی بیٹی ہے آنحضرت نے مجہہ مین اور حمزہ مین عقد اخوت باندہا ہے اور مین حمزہ کا وصی بہی ہون میرے سوا کون اس لڑکی کی کفالت اپنے ذمہ لے سکتا ہے حضرت جعفر فرماتے تہے دعوے تو میرا ٹہیک ہے کیونکہ یہ میری چچازاد بہن ہے اور مین اسکا خالو بہی ہوتا ہون مثل مشہور ہے کہ مان مرے اور موسی جیئے خالہ جسطرح پالیگی ویسی کوئی نہین پال سکتا اسے تو مین اپنی آنکہون سے ہرگز جدا نہ کرونگا۔ جناب شیر خدا کا ارشاد تہا کہ اچہے حقدار بنے مکہ سے تو لڑکی کو لاد کے لایا مین یہان آکے سب میری میری کرنے لگے اگر مین نہ لاتا تو تم کس پر دعوی کرتے کیا وہ میرے چچا کی بیٹی نہین ہے یا فاطمہ بنت رسول اوسکی بہن نہین۔ فاطمہ سے اچہی تربیت اوسکو کون کرسکتا ہے نہین مین اسکو اپنے پاس سے جدا نہونے دونگا۔ غرضکہ اسی رد و بدل مین یہان تک جہگڑا ایڑہا کہ غل وشور ہونے لگا۔ آنحضرت سو رہے تہے جاگ پڑے اور تینون کے دلائل سنکے بہت ہنسے پہر فرمایا کہ لڑو مت مین تمہارا فیصلہ کیئے دیتا ہون۔ پہلے تو تینون صاحبون کی نسبت کلمات اعزاز فرماکے اونہین ٹہنڈا کیا اور سب کی خاطرداری کرکے کہا کہ تم جو ایک یتیم بچی کی اتنی چاہت کرتے ہو عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہو مین تم سے نہایت خوش ہوا اسوقت حمزہ کی روح تمہین دعائین دیتی ہے۔ اسوقت اور لوگون نے آنحضرت سے عرض کی کہ حضور عمارہ کو اپنی زوجیت مین کیون نہین قبول کر لیتے جو یہ جہگڑا ہی جاے۔ آپنے فرمایا۔ ہا۔ پہر کبھی ایسا نہ کہنا۔ عمارہ میرے رضاعی بہائی حمزہ کی بیٹی ہے۔ پہر حضرت علی سے مخاطب ہوکے فرمایا "یا علی انت منی وانا منک" یعنی تو مجہسے اور مین تجہسے ہون اور جناب جعفر رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا "اشبہت خلقی وخلقک" یعنی تو خوشخوئی اور خلقت مین مجہسے مشابہ ہے اور حضرت زید کی نسبت خطاب ہوا "انت اخونا ومولانا" یعنی تو میرا بہائی اور مولی ہے سب خوش ہوگئے اونہین اس سے زیادہ اور کیا پرواہ تہی بہلا معشوق عاشق کی دلداری کرے

اور پہر اوسے ماسوا کی خبر رہے - یہ تو مست الست ٹہیرے لڑکی کو بالکل بہول گئے - آنحضرت نے جعفر سے فرمایا کہ عمارہ کی پرورش کے مستحق تم ہو کیونکہ اوسکے خالو ٹہیرے اور خالہ بجاے ماں کے ہوتی ہے "ولا تنکح المراۃ علی عمتہا ولا علی خالتہا" یعنی لڑکی کے پہوپہا یا خالو کو اوس لڑکی سے نکاح نہ کرنا چاہیئے - جعفر یہ سنکر بہت خوش ہوے اور عمارہ اونہین کے پاس رہین - بعدہٗ سلمہ ابن ابی سلمہ سے جو آنحضرت کے ربیب تہے اونکا نکاح ہوا -

واضح ہو کہ اور مدینہ کے درمیان جتنے یہودی مسکن گزین تہے سب کے سب سنہ ھ تک زیر حکومت اسلام آ گئے اور اب یہودیون کی طرف سے کسی قسم کا دغدغہ نہ رہا -

حضرت ابو نعیم غفاری رضی اللہ تعالے عنہ جو عمرۃ القضا کی روانگی کے وقت مدینہ مین خلیفہ کئے گئے تہے نام اونکا ابوذر جندب بن جنادہ ہے - آپ قدیم الاسلام تہے - مکہ مین چار آدمی اون سے پہلے مسلمان ہوے ... پانچوان نمبر قبول اسلام کے لحاظ سے آپکا تہا - اسلام لاکر وہ اپنی قوم مین چلے گئے پہر غزوہ خندق کے زمانہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے - غزوہ مذکور کے بعد شہر ربذہ مین جا رہے اور وہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین سنہ ۳۲ ھ تہا کہ انتقال فرمایا - آنحضرت کی بعثت سے قبل وہ عبادین مین سے تہے - بہت سے صحابہ اور تابعین نے اون سے روایت کی ہے -

ناجیہ بن جندب اسلمی جنکو عمرۃ القضا مین اونٹون کی نگرانی مرحمت ہوئی تہی ناجیہ اس لئے کہلاتے ہین کہ اونہون نے قریش کی سخت قید سے نجات پائی تہی - حدیبیہ کے کنوئین مین آنحضرت کا تیر لیکر یہی اوترے تہے جسکے گاڑتے ہی کنوئین مین پانی اوبل پڑا تہا - امارت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین مدینہ مین انتقال فرمایا - عروہ بن زبیر وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے -

اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ کوتل گہوڑون کی محافظت حضرت محمد بن مسلمہ کے ذمہ تہی یہ حارثی انصاری ہین - سواے تبوک کے سب جنگون مین آنحضرت کے ساتہ رہے - آپ فضلاے صحابہ

مین سے تھے۔ اونھون نے حضرت فاروق اعظم وغیرہ اصحاب سے روایت کی ہے مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر مدینہ مین ایمان لائے اور وہین ستّر سال کے ہوکر سنہ ۴۳ھ مین جنت کو سدھارے

حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری خزرجی نقبا اور حاضرین عقبہ سے ہین۔ سوائے فتح مکہ اور اوسکے بعد کی جنگون کے بدر۔ احد۔ خندق اور اونکے بعد کی سب لڑائیون مین شامل رہے سریہ موتہ کے امیر تھے اور اوسی مین شہید ہوے۔ آپ شعرائے محسنین مین سے پکڑے ہوے آے تھے۔ آپ نے ناقہ قصویٰ کے آگے آگے یہ رجز پڑھی۔

خلوابنی الکفار عن سبیلہ	الیوم نضربکم علےٰ تنزیلہ

یعنی اے اولادِ کفار رسول اللہ کا رستہ چھوڑ کے الگ ہوجاؤ ورنہ آج کے دن اونکے حکم سے ہم تمھین ماردینگے

ضربًا یزیل الھام عن مقیلہ	ویذھل الخلیل عن خلیلہ

وہ مار ایسی ہوگی کہ بھیجے اپنی خوابگاہ سے دور جا پڑینگے اور دوست اپنے دوست کو بھول جائیگا۔

خلوابنی الکفار عن سبیلہ	قد انزل الرحمن فی تنزیلہ

اے اولادِ کفار پیمبر خدا کی راہ سے ہٹ جاؤ کیونکہ تحقیق رحمن نے اپنے قرآن مین حکم دیا ہے۔

فی صحف تتلے علے رسولہ	بان خیرالقتل فے سبیلہ

اور اون صحیفون مین جو اوسکے رسول پر پڑہے جاتے ہین کہ بہتر قتل وہی ہے جو اوسکے راستہ مین ہو۔

نحن ضربنا کم علےٰ تاویلہ	کما ضربنا کم علےٰ تنزیلہ

اوسی کی تاویل اور اوسی کے حکم سے ہم نے تمھین مارا جیسا کہ مارا۔

یارب انی موصن بقیلہ	انی رایت الحق فی قبولہ

اے رب مین اوسکے کہنے پر ایمان لاتا ہون تحقیق مین نے اوسکے قبول کرنے سے حق کو دیکھا۔

روایت ہے کہ جس حجام نے عمرۃ القضا کے دن حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خط بنایا اوسکا نام معمر بن عبد اللہ عدوی تہا۔

واقعات سال ہشتم ہجری

اسلام لانا حضرت خالد بن ولید و عمرو بن العاص و عثمان بن طلحہ عبدری حجبی کا ـــــ

شہ ہجری کے ماہ صفر مین جمہور اہل سیر کے نزدیک خالد بن الولید بن المغیرہ قریشی مخزومی اور عمرو بن العاص بن وائل قریشی سہمی اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ عبدری حجبی جنکے پاس بیت اللہ کی کنجی رہتی تہی مسلمان ہوے۔ اکثر لوگون کی راے مین حضرت عثمان بن طلحہ عبدری حجبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آخر سال ہفتم مین ایمان لاے۔ اور بعضون نے سال پنجم مین لکہا ہے۔

واضح ہو کہ اصحاب موصوفہ بالا عرب کے بڑے نامی و گرامی اشخاص مین سے تہے۔ ابتداے نبوت سے اسلام کے جانی دشمن اور مسلمانون کو برا کہتے تہے۔ ہدایت الٰہی نے جو دستگیری کی تو مسلمان ہوتے ہی ایسے ایسے کارنمایان کئے کہ جن سے تاریخ اسلام کے صفحے مرصع ہین۔ چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہین کہ جنگ احزاب سے جب مین واپس ہوا تو اثناے راہ مین ساتہیون سے کہا کہ یارو مجہے تو محمد کے دین کی ترقی روز افزون معلوم ہوتی ہے۔ میری راے مین تو اب اس کے پیر ٹک گئے۔ تمام دنیا مین پہیل کے رہیگا مین نے تو اپنے دل مین یہ ٹہیرائی ہے کہ نجاشی کے پاس جا کر رہون اور وہین سے محمد کے حال کو دیکہا کرون اگر مسلمان ملک عرب پر غالب آجائینگے تو حبشہ ہی مین رہ پڑونگا اور جو ہماری قوم سر سبز ہو گی تو عرب چلا آؤنگا۔ میرے سب ہمشیرون نے اس امر کو پسند کیا بلکہ بعض اوسی وقت میرے ساتہ چلنے کو بہی تیار ہو گئے۔ مین نے طائف کا ادیم نجاشی کو نذر مین دینے کے لئے خریدا اور سامان سفر درست کر کے حبشہ کی طرف کوچ کیا۔ اور وہان پہونچکر سکونت اختیار کر لی۔ تہوڑے دنون کے بعد آنحضرت صلعم نے عمرو بن امیہ ضمیری کو نجاشی کے پاس بہیجا۔ مین اونکے آنے کی خبر سنکے نجاشی کے پاس گیا اور کہا کہ عمرو بن امیہ ضمیری

رضی اللہ عنہ کو مجھے دیدو تاکہ مین اونکو قتل کرڈالون جس سے قریش مین میرا نام ہوجاے۔ یہ سنتے ہی نجاشی لال پیلا ہوگیا اور غصہ مین آکر ایک طمانچہ میرے منہ پر مار بیٹھا۔ مین نے کہا اے بادشاہ۔ مجھے یہ بات نہین معلوم تہی کہ تجھکو ناگوار گذریگا۔ نجاشی بولا اے عمرو تو بڑا بیوقوف اور جاہل ہے محمد کے بھیجے ہوے ایلچی کو بھلا مین سر کاٹے جانیکے لئے تجھے کیسے دیدیتا۔ وہ ناموس اکبر ہے نجاشی کی یہ باتین سنکر میرے کان کھڑے ہوگئے اور پوچھا کہ۔ بادشاہ کیا تو سچ مچ مسلمان ہوگیا ہے اور محمد کو ناموس اکبر سمجھتا ہے۔ نجاشی بولا کہ عمرو افسوس ہے تیری اس کور نجبتی پر کہ تو نے بہت سے معجزات آنحضرت کے دیکھے اور پہر بھی کفر کی ظلمت مین پڑا رہا بلا ریب محمد نبی برحق ہے تو میری بات مان لے اور مسلمان ہوجا۔ پھر اپنے مخالفون اور دین کے دشمنون پر ایسا غالب ہوجائیگا جسطرح موسیٰ نے فرعون کا ستیاناس کردیا۔ نجاشی کی یہ باتین سنکر اسلام کی محبت نے میرے دل مین گھر کرلیا اور کفر کی شدت و حرارت فی الفور میرے دل سے کافور ہوگئی۔ نجاشی کی زبان سے آنحضرت کے اوصاف اور معجزات سنکے اوسی وقت مسلمان ہوگیا۔ پہر نجاشی سے رخصت ہوکر باہر آیا اور مدینہ کی راہ لی۔ اور اپنے یار و آشنا سے اس قصہ کو چھپایا۔

اثنا ے راہ مین خالد بن ولید مجھے ملے۔ پوچھنے لگے کہ اے عمرو کدہر کے ارادے ہین مین خوشی کے مارے اسوقت اپنے دل کا بھید خالد سے نہ چھپا سکا اور فوراً کہدیا کہ اے خالد خدا نے مجھپر اپنا فضل کیا اور سیدہی راہ مجھے دکھادی۔ اب مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ عربی نبی برحق ہے۔ مین اوسکے پاس جاکر مسلمان ہوجاؤنگا۔ خالد نے میری باتین سنکے تبسم کیا اور کہا کہ ہے تو میرا بہی یہی ارادہ اگر خدا راست لاے۔ اے عمرو مین تجھسے سچ کہتا ہون کہ پہلے مجھے محمد کے نام سے بیر تہا اب یہ حال ہے کہ دل کو قرار نہین۔ چاہتا ہون کہ سر پر پیر رکھکے دوڑ جاؤن یا پر لگا کے محمد کے پاس پہونچون اور مسلمان ہوجاؤن۔ غرضکہ دونون صاحب ساتھ ہو لئے اور مدینہ پہونچے۔

پہلے خالد نے سرور انبیا کے سامنے صدق دل سے کلمہ توحید پڑہا - پھر مین حضور کے روبرو گیا - آپ نے اپنا ہاتھہ بیعت کے لئے میری طرف بڑہایا - مین نے اپنا ہاتھہ کھینچ لیا اور عرض کی کہ پہلے میری ایک شرط منظور ہوجاے پیچھے مسلمان ہونگا - ارشاد ہوا بیان کرو سنین کہ تیری کیا شرط ہے - مین نے بصد تعظیم عرض کی کہ تلافی مافات کا خواستگار ہون میرے گذشتہ گناہ سب معاف ہون - رحمت للعالمین نے فرمایا - اے عمرو اسلام وہ چیز ہے جو پہلے کی ہوئی باتون کو نیست ونابود کردیتا ہے - پس مینے خوشی بخوشی دوڑ کے بیعت کرلی -

خالد ابن ولید سے روایت ہے کہ جب خداوند کریم کا ارادہ ہوا کہ مین مسلمان ہوجاؤن - تو خود بخود اسلام کی دوستی میرے دل مین سما گئی - سفر حدیبیہ مین جسدن آنحضرت موضع عسفان پر نماز خوف پڑہ رہے تھے تو مین نے ہرچند چاہا کہ کسی طرح اون پر میرا قابو چل جاے اور مین اونکو مارون مگر میرا بس نہ چلا - اوسی وقت سے مین کھٹک گیا کہ آنحضرت کا معاملہ بھید سے خالی نہین ضرور تائید الٰہی اسی طرف ہے - اس بات کے دل مین سماتے ہی میری کیفیت ہی بدلگئی یا تو مجھے اونکے ساتھہ قطعی دشمنی تھی یا ایک ساتھہ ہی سب باتون مین ضعف آگیا نہ وہ جانی عداوت رہی نہ وہ قلبی بغض رہا اور اسلام کی طرف رغبت ہوتی چلی - اسی عرصہ مین صلح حدیبیہ ہوگئے اب تو مجھے قریش مین رہنا ناگوار معلوم ہونے لگا - پہلے تو ارادہ کیا کہ نجاشی کے پاس چلکے رہون مگر دل نے قبول نہ کیا پھر یہ ٹھانی کہ چلو ہرقل شاہنشاہ فرنگستان کے پاس چلین اور اخفاے راز کے لئے جھونٹ موٹ عیسائی یا یہودی ہوجائین اس سے بھی دل نے نفرت کی - اسی طرح کبھی یہ اور کبھی وہ تدبیر سوچتا تھا مگر دل بیقرار کسی بات کو جمنے نہین دیتا تھا - چار ونا چار اپنے ہی ملک مین رہ پڑا - اسی اثنا مین رسول اکرم عمرۃ القضا کے لئے مکہ تشریف لاے اور مین مکہ سے باہر نکل گیا عمرہ سے فرصت پاکر غالباً از روے الہام آپکو میرے دل کا حال معلوم ہوگیا اور میرے بھائی ولید

ابن ولید سے نہایت الطاف کے ساتھہ میرا حال پوچھا اور فرمایا کہ خالد پر تو اسلام کی حقیقت منکشف ہے وہ مسلمان کیون نہین ہوجاتا - ولید نے جو آنحضرت کو میری طرف متوجہ پایا فوراً مجھے خط لکھا - بہائی نہ معلوم آج آنحضرت نے خود بخود تمھین کیون پوچہا فرماتے تہے کہ اوسپر تو اسلام کا حق ہونا ظاہر ہے وہ مسلمان کیون نہین ہوجاتا بہیا تمکو مناسب ہے کہ جلدی آکر دولت اسلام حاصل کرلو اور ایکدم کی بہی دیر نہ لگاؤ" ولید کا یہ خط دیکھتے ہی میری وہ حالت ہوگئی جیسے پہونس کو آگ دکہا دیتے ہین خود بخود کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوگیا - اور بے اختیارانہ مکہ کو چلا مگر بدقسمتی سے جب وہان پہونچا تو حضور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے تہے - مکہ مین میرا دل گھڑی بہر بہی نہ لگا فوراً وہان سے مدینہ کا رخ کیا - عثمان ابن طلحہ جو میرا بڑا دوست تہا میرے ساتھہ ہولیا - ہم دونون موضع ہدہ پر جب پہونچے ہین تو عمرو بن عاص کو دیکہا کہ وہ بہی مدینہ کا قصد رکہتے ہین یہانسے ہم تینون ملکر روانہ ہوے - وہان پہونچکر جو دیکہا تو ہماری آمد آمد کی خبر پہلے سے گرم ہے یہ حضرت اصحاب سے فرما چکے تہے کہ مکہ نے اپنے جگر گوشون کو ہماری طرف پہینکدیا ہے - یہ سنکر مدینہ والے منتظر تہے کہ دیکھین اب کون آتا ہے اور کیا خبر لاتا ہے اس حال کے سننے سے ہمارا اشتیاق اور عقیدہ زیادہ ہوگیا حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ میری بیتابی تو اس درجہ کو پہونچ گئی تہی کہ مینے فوراً پہونچتے ہی سفر کے کپڑے اوتارے اور اچہی پوشاک بدلکے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونیکا ارادہ کیا ہی تہا کہ ناگاہ میرا بہائی ولید میرے پاس آن موجود ہوا - اور کہا بہائی خالد جلدی چلو آنحضرت تمہارے انتظار مین بیٹھے ہین یہ بات کشش مقناطیسی ہوگئی - مین فی الفور حضور کے مبارک قدمون پر جاگرا اور کلمہ شہادت پڑھکر مسلمان ہوگیا - آپ نے متبسم ہوکے فرمایا الحمد للہ الذی ھداک الی الاسلام - یعنی اے خالد خدا کا شکر کر جس نے تجھے اسلام کی طرف ہدایت کی حضرت خالد نے التماس کی یا رسول اللہ مین نے تو آج تک حق کے ساتھہ نہایت ہی مخالفت کی ہے مین تو آپ کی اور آپ کے

اصحاب کی فکر مین رہا کرتا تھا کہ کسی طرح قابو مین آجائین تو مار ڈالون اسلام کے نام سے مجھے نفرت تھی یہ گناہ میرے کیونکر بخشے جائینگے ۔ یہ سنکر آپ نے میری بڑی تشفی کی اور فرمایا کہ خالد تو ہرگز ان باتون کا غم نہ کہا اسلام قبول کرنا توبہ ہے پچھلے گناہون کی پس تیرے گذشتہ گناہ بالکل کالعدم ہو گئے مین نے دست بستہ گذارش کی کہ جو کچھہ حضور نے ارشاد فرمایا وہ بالکل بجا اور ٹھیک ہے مگر پھر بھی میرے حق مین دعا کیجیئے چنانچہ آپ نے دعا کی ۔ میرے بعد عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ مشرف باسلام ہوے ۔ جسطرح حضرت خالد اور حضرت عمرو بن العاص ایام جہالت مین باہم دوست تھے اسی طرح مسلمان ہو کر بھی گہرے یار بنے رہے اور ایسے ایسے کام ان دونون صاحبون سے ہوے جنکا شکریہ مسلمانون کو ابد تک ادا کرنا چاہئے ۔ شام و مصر کی فتوحات مین جناب خالد رضی اللہ تعالے عنہ نے ایسا نام پیدا کیا کہ جسے سنکر حیرت ہوتی ہے ۔ ایران کی فتح کا سہرہ حضرت عمرو بن العاص کے سر رہا ۔

کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد اور مکہ فتح ہونے سے پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ بھی مسلمان ہوے ہین ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ میرا بھائی ولید ابن ولید جنگ بدر کے بعد مسلمان ہو گیا تہا اور آنحضرت ہی کی خدمت مین رہتا تہا جب اوسکا خط میرے پاس آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا تہا تو اسلام کی رغبت خود بخود مجھپر غالب ہو گئی اور مدینہ جانے کا مصمم قصد کر لیا تو مین صفوان بن امیہ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ اے ابن وہب کیا تو نہین دیکھتا کہ اب ہم مٹھی بھر باقی رہ گئے ہین جنہین ہر کوئی ایک نوالہ مین چبا سکتا ہے اور دولت محمدی کا دبدبہ عالمگیر ہوتا چلا جاتا ہے ۔ مین اب مصلحت اسی مین دیکھتا ہون کہ محمد کے پاس جا کے مسلمان ہو جاؤن صفوان نے میرے سینہ پر ہاتھہ رکھکے سخت انکار کیا اور کہا کہ اگر میرے سوا قریش مین کوئی بھی نہ رہیگا تو بھی

مسلمان نہونگا اوسکی قساوت قلبی سے میرے رونگٹے کہڑے ہو گئے اور وہان سے عکرمہ بن ابی جہل کے پاس پہونچا اور اوسے بہی مسلمان ہونے کی رغبت دلائی مگر وہ بہی نہ مانا۔ پہر تو مین سمجہا کہ یہ لاتون کے دیوہین باتون سے کیون ماننے لگے تہے جب تک مکہ فتح نہولیگا انکی آنکہین نہ کہلینگی۔ اون کی طرف سے ناامید ہوکر اپنے دوست عثمان بن طلحہ کے پاس پہونچا۔ میری باتین اونکے دل مین سما گئین اور وہ میرے ساتہہ مدینہ چلنے کو تیار ہو گئے۔ اثنائے سفر مین عمرو بن العاص بہی ہم مین ملگئے اور ہم تینون کو دولت اسلام خدا نے دی۔

حضرت خالد بن الولید نے دین اسلام مین بہت سی کوشش کی۔ زمانہ حیات آنحضرت مین اسلام کو قوت دیتے اور اوسکی تائید بدل وجان کرتے تہے۔ رسول اللہ کی رحلت کے بعد اونہون نے لشکر مسیلمہ کذاب اور دیگر مرتدین کو جڑ سے اوکہاڑ کے پہینکدیا۔ ایام جاہلیت مین آپ سرداران قریش سے تہے اور بڑے اشرافون مین محسوب کئے جاتے تہے۔ اونکی والدہ لبابہ صغریٰ بنت الحارث بہن حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی تہین۔ اونہون نے زمانہ خلافت حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ مین ۲۱ یا ۲۲ھ مین وفات پائی۔ آنحضرت صلعم نے اپنی زبان مبارک سے اونکو سیف اللہ لقب مرحمت فرمایا تہا۔ اونکے خالہ زاد بہائی عبد اللہ بن عباس اور علقمہ اور جُبیر بن نفیر نے اون سے روایت کی ہے۔ اونکا نسب خالد بن ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم ہے اسی لئے اونکو مخزومی کہتے ہین اور کنیت اونکی ابا سلیمان ہے۔ یہ صحابہ کبار مین داخل تہے۔ ایکبار حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین آپکو لشکر دیکر حیرہ روانہ کیا۔ اہل حیرہ نے ایک شخص عبد المسیح کو زہر ساعتی دیکر آپکی خدمت مین بہیجا۔ اوس نے وہ زہر حضرت خالد کے سامنے بطریق ہدیہ گذرانا۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے عبد المسیح بولا کہ یہ سم ساعتی ہے اسکو صرف کپڑون مین مل لیا جائے تو ایک ہی ساعت کے اندر اندر آدمی

مرجاتا ہے۔ حضرت خالد مسکرائے اور فرمایا کہ میرا دشمن تو دنیا مین میرے نفس سے بڑہکر اور کوئی نہین ہے یہ کہکر اوس زہر کو ہتیلی پر رکہکے پڑہا بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ وباللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ ودا ؏ - ترجمہ ساتہہ نام اللہ مہربان رحم والے کے اور ساتہہ اللہ کے جو رب زمین و آسمان کا ہے اور اللہ کے نام کے ساتہہ کوئی شے یا بیماری ضرر نہین پہونچاتی۔ اس کو پڑہکے آپ سارا زہر پیگئے اور اوس نے آپکو کچہہ بہی نقصان نہین کیا عبدالمسیح کے ہوش جاتے رہے۔ دوڑا ہوا اپنی قوم مین پہونچا اور کہا لوگو جلدی صلح کرلو ورنہ عجیب شخص تم سے لڑنے آیا ہے جس نے تمام زہر ساعتی پی لیا اور اوسکا بال بہی بیکا نہوا۔

حضرت خالد کے بہائی ولید ابن ولید رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن قید ہوکے حضور نبوی مین آئے تہے۔ حضرت خالد اور ہشام نے فدیہ دیکر اونہین چہڑالیا تہا مگر وہ پہر بہی مسلمان ہوگئے۔ لوگون نے اون سے دریافت کیا کہ تم فدیہ دینے سے پہلے کیون نہ مسلمان ہوے آپ نے جواب دیا کہ واہ اوسوقت لوگ یہ سمجہتے کہ مین قید کے ڈر سے مسلمان ہوگیا ہون۔ جب آپ مسلمان ہوکے پہر مکہ گئے تو قریش نے آپکو قید کرلیا۔ آنحضرت ہمیشہ اونکے واسطے اور دیگر مسلمانون کے لئے جو مکہ مین قید تہے قنوت پڑہا کرتے تہے۔ حضرت ولید عمرۃ القضا کے زمانہ مین قید قریش سے بہاگ کے حضور نبوی مین حاضر ہوگئے۔ عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ نے اون سے روایت کی ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم نے ملک عمان کا والی کردیا تہا آپ حضور کی وفات تک وہین رہے۔ پہر حضرات فاروق اور عثمان ذی النورین اور حضرت معاویہ رضوان اللہ عنہم نے اونکو عامل کردیا۔ حضرت عمر کی خلافت مین آپ نے مصر فتح کیا اور اونکی وفات تک وہین کے عامل رہے۔ حضرت عثمان کی خلافت مین چار برس تک مصر کی عاملی کی۔

پہر حضرت عثمان نے اونکو معزول کر دیا مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اوسی عہدہ پر مقرر کر دیا۔ نوے برس کی عمر مین آپ نے ۴۳ھ مین وفات پائی۔ اونکے بعد اونکے بیٹے عبد اللہ رضی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے والی ہوے۔ حضرت عمرو بن العاص سے اونکے بیٹے عبد اللہ اور عمرو بن قیس بن حازم نے روایت کی ہے۔

عثمان بن طلحہ بن عبد العزیٰ الحجبی کو اونکے بہائی شیبہ کی طرف منسوب کر کے شیبی بہی کہتے ہین قدیم الایام سے بیت اللہ شریف کی کنجی اونہین کے پاس تہی۔ جب مسلمانون نے فضل خدا سے مکہ فتح کر لیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت کے چچا نے حضور سے عرض کی کہ خانہ کعبہ کی کنجی بہی مجہی کو مرحمت ہو تاکہ منصب سقایہ کے ساتہہ میرے پاس یہ عہدہ بہی آجاے۔ آنحضرت نے جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عثمان کے پاس کنجی لینے بہیجا۔ حضرت علی نے جاکے مانگی۔ عثمان اپنی والدہ کے پاس گئے کہ کنجی دیدو آنحضرت طلب فرماتے ہین۔ اونکی والدہ نے دینے سے انکار کیا۔ عثمان نے کہا کہ اگر تیری خیر ہے تو سیدہی طرح سے دے ورنہ ابہی تلوار سے تیرا سر تن سے جدا کئے لیتا ہون۔ مان نے خوف کہا کے دیدی۔ عثمان اوسے آنحضرت کی خدمت بابرکت مین لے آے۔ حضور نے خود اپنے مبارک ہاتہون سے در کعبہ کہولا۔ عثمان بن طلحہ نے فرمایا ہے کہ ایام جاہلیت مین خانہ کعبہ ہفتہ مین صرف دو دن یعنی دو شنبہ اور پنجشنبہ ہی کو کہولا جاتا تہا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاے اور فرمایا کہ دروازۂ کعبہ کہولو ہم معہ اصحاب کے اندر جائینگے۔ مین درشتی اور سخت کلامی سے پیش آیا۔ آپ نے صبر و تحمل کیا اور فرمایا۔ عثمان تو عنقریب اس کنجی کو میرے قبضہ مین دیکہیگا اور مجہے اختیار ہوگا جسے چاہے اوسے دیدون۔ مین نے کہا شاید قریش اوسدن خوار ہو کے ہلاک ہو جائینگے۔ آنحضرت نے تو میری بات کا کچہہ جواب ندیا اور چلے گئے مگر

وہ بات میرے دل مین کھٹکتی رہی - جب مکہ فتح ہوا اور کنجی حضور کے ہاتھہ مین پہونچ گئی تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا ۃ یعنی بیشک اللہ جل شانہ تمکو یہ حکم دیتا ہے کہ امانتون کو تم اونکے اہل کو دو - تو آنحضرت نے وہ کنجی عثمان ہی کو دیدی - حضرت جبریل نے نازل ہوکے کہا کہ قیامت تک یہ کنجی عثمان ہی کی اولاد کے پاس رہیگی - حضرت عثمان بن طلحہ کے کوئی بیٹا نہ تہا اس لئے اونکے انتقال کے بعد وہ کنجی اونکے بھائی شیبہ کے سپرد ہوئی - سنہ ۴۲ھ مین اونھون نے مکہ ہی مین وفات پائی - اون سے اونکے پھوپھی زاد بھائی شیبہ اور ابن عمر نے روایت کی ہے -

حضرت ابراہیم بن رسول اللہؐ کا تولد و وفات

سال ہشتم ہجری کے ماہ ذی الحجہ مین آنحضرت کے صاحبزادے ابراہیم صدف بطن ماریہ قبطیہ سے متولد ہوے کسی نے جاکے مژدۂ ولادت حضور کو سنایا آپ نے انعام مین اوسکو ایک غلام بخش دیا - حضرت ابراہیم کی عمر ایک روایت سے سولہ مہینے کی اور ایک سے اٹھارہ مہینے کی اور کسی کتاب سے چودہ مہینے چھہ دن کی معلوم ہوتی ہے ایک بزرگوار فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے سنہ ۱۰ھ مین انتقال فرمایا مگر اس بات پر سبکو اتفاق ہے کہ ایام رضاعت ہی مین آپ نے وفات پائی -

منبر مسجد نبوی

اسی سال یا سنہ ۷ھ مین مسجد نبوی کا منبر بنایا گیا - اس سے پہلے آنحضرت غربی جانب کی محراب کے پاس کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا کرتے تھے - اگر کبھی دیر تک کھڑا رہنا پڑتا تھا تو تھک کے وہین ایک چوبی ستون سے تکیہ لگا لیتے تھے - ایک عرب مدینہ کا باشندہ کہین چلا گیا تھا مدت دراز کے بعد واپس آیا تو اوس نے درخواست کی کہ مین آپکے خطبہ پڑھنے کی لئے

ایک منبر لکڑی کا بنانا چاہتا ہون - صحیح روایت ہے کہ وہ عرب کسی عورت انصاریہ کا غلام تہا -
آنحضرت نے اوسکی عرض قبول فرمالی - اوس نے جنگل غابہ سے جو مدینہ سے نو میل ہے فراش
کی لکڑی منگائی اور تین درجہ کا منبر بنایا - طول اوسکا دو ہاتہہ اور عرض ایک ہاتہہ کا تہا - اس منبر کا
ہر درجہ ایک ایک بالشت چوڑا تہا - صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت سب سے اوپر کے
یعنی تیسرے درجہ پر جلوس فرماتے تہے - جب منبر بنکے تیار ہو گیا اور آنحضرت جمعہ کے دن ستون
مذکورۂ بالا کے سامنے سے ہو کر منبر پر جا بیٹہے اور خطبہ شروع کیا تو اوس ستون سے رونے کی
آواز آنے لگی جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق کی مفارقت مین فغان کرتا ہو آواز ایسی دردناک تہی
کہ حاضرین بہی رونے لگے اور بہت سے تو ڈر کے مارے مسجد سے نکل بہاگے - آنحضرت
منبر سے اوتر کے اوس ستون سے جا چپٹے - وہ چپ ہو گیا - حضور نے فرمایا اے ستون اگر تو
چاہے تو مین پہر تجہے تیری روئیدگی کی جگہہ لگا دون تاکہ تو سرسبز و شاداب ہو جاوے اور تجہہ مین
میوہ لگے - اور اگر تیری خوشی ہو تو مین تجہے بہشت کی زمین پر لگوا دون تاکہ وہان کے چشمون کا پانی
پیئے اور انبیا و اولیا و صلحا تیرے میوے کہائین - روایت ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب
اس ستون کے ذکر کو بیان کرتے تہے تو فرماتے تہے کہ لکڑی کا تو فراق رسول اللہ مین یہ حال ہو
حیف ہے کہ ہم آدمی ہو کر اونکے دیدار کے اشتیاق مین بیتاب نہون - آنحضرت نے اوس
ستون کو وہین دفن کرا دیا - وہ منبر خلفاے راشدین کے زمانہ تک قایم رہا - حضرت عثمان رضؓ
بن عفان نے جامہ قبطیہ کی پوشش اوس پر کرا دی - آنحضرت اوسکے سب سے اوپر کے درجہ
پر قیام کر کے خطبہ پڑہتے تہے جناب صدیق اکبر نے بنظر تعظیم رسول اللہ دوسرا درجہ اپنے قیام کے
لئے اختیار کیا - جناب عمر فاروق پہلے درجہ سے آگے نہ بڑہتے تہے - چونکہ اب کوئی درجہ باقی
نہ رہا تہا حضرت عثمان کہان خطبہ پڑہتے اس لئے اپنی خلافت کے پہلے چہہ سال مین تو اونہون نے

حضرت عمر کی جگہہ اختیار کی اور بعد ازان آنحضرت کی جگہہ قیام کرتے تہے۔ فعل عثمانی مین حکمت یہ تہی کہ اب تک تو جو ہوا سو ہوا مگر آئندہ کہین ہماری دیکہا دیکہی لوگ اپنے بزرگون کی نشست و برخاست کی جگہون کی تعظیم نہ کرنے لگین اور ہم لوگون کا فعل اونکے لئے ایک دلیل ہو جاے اور رفتہ رفتہ اتخذوا ارباباً من دون اللہ تک نوبت پہونچ جاے۔

ایک روایت مین ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اول ہی اول اوس منبر پر غلاف چڑہایا۔ ایکدفعہ ملک شام سے مدینہ مین آکر چاہا کہ اوس منبر کو اپنے ساتہہ شام لیجائین اس نیت سے اوسے اوکہڑوانے لگے اوسوقت ایک ظلمت طاری ہوئی جس نے سارے مدینہ کو تاریک کردیا۔ دن مین تارے نظر آنے لگے اور سورج گہنا گیا۔ یہ حال دیکہکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نادم ہوے اور اس خیال خام کو اپنے دل سے دور کرکے اصحاب سے معذرت کی۔ اور کہنے لگے کہ میرا مقصد تو اسکے ہلانے سے یہ تہا کہ حال معلوم ہو جاے کہ کہین زمین نے تو اسے نہین کہا لیا ہے۔ منبر کو بلند کرنیکے لئے چہہ درجے نیچے اور بنا کے منبر شریف کو اوسپر رکہدیا۔ بعد ازان خلیفہ مہدی نے اوسپر اور کچہہ زیادہ کرنا چاہا مگر امام مالکؒ نے اوسے روکدیا۔ پہر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بنواے ہوے چہیون درجہ جب بوسیدہ ہو گئے تو بعض خلفاے عباسیہ نے نیا منبر تعمیر کرادیا۔ منبر شریف کی بچی ہوئی لکڑی سے کنگہے بناے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ۶۵۴ھ مین مسجد نبوی جلگئی تہی اوسی آتشزدگی مین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا منبر بہی معہ منبر نبوی کے جلگیا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ خلفاے عباسیہ کا بنایا ہوا منبر اس آگ مین جلا بعد ازان سلطان مراد خان کے عہد تک ہر بادشاہ نے ایک نیا منبر بنایا اور ۹۹۸ھ مین سلطان مراد خان کے حکم سے پتہر کا ایک بہت اونچا منبر تعمیر ہوا جو ابہی تک موجود ہے۔ کتبہ اوسکا یہ ہے۔

منبر اعظم سلطان مراد خان

(۴۴) سریہ کدید

اسی سال غالب بن عبداللہ لیثی کو معہ غازیون کی ایک جماعت کے موضع کدید بہیجا۔ وہان مفسدون نے اکہٹا ہوکر غدر برپا کر رکھا تہا۔ کفار عرب کی قساوت قلبی اور عداوت ولی دیکہنا چاہئے کہ بہت سے معجزے اور سینکڑون غرائبات دیکہتے تہے مگر ایمان نہین لاتے تہے اسپر بہی جنگ ومقابلہ کے وقت ہزارون کوششین کرتے اور جان ومال کا نقصان اوٹہا کے زک پر زک کہاتے مگر باز نہین آتے تہے۔ ایسی حالت مین اگر اونکی گوشمالی نہ کی جاتی تو یہ دین زندہ بہی نہین رہ سکتا تہا یہان سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام نے حفاظت خود اختیاری کی وجہ سے تلوار ہاتہہ مین لی ہے اگر ایسا نہ کرتا تو مسیح کی طرح اوسے بہی صلیب کا سامنا کرنا پڑتا اور معترضون کی دلی خواہش پوری ہوجاتی اسوقت مشرکین بنی الملوح نے موضع کدید پر مسلمانون کی ایذا رسانی کا ارادہ کیا اور جمع ہوکر ایک بڑا لشکر بن گئے۔

جندب ابن مکیث جہنی کہتے ہین کہ سریہ کدید مین شامل ہونیکی عزت مجہے بہی حاصل ہوئی تہی لشکر اسلام غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا مجمع حد سے زیادہ تو اسوقت تک جمع ہوگیا ہے اور اسپر بہی چارون طرف سے ٹڈی دل آدمیون کے سامان جنگ اور اسباب رسد بکثرت چلا آتا ہے۔ سب نے باہم یہ صلاح کی کہ بغیر ترکیب کے عہدہ برآئی نہ ہوسکیگی بہتر ہے کہ ہم لوگ وادی کے کسی گوشہ مین چہپ رہین جب اونکی رسد اور ساز وسامان کے اونٹ آئین تو اونہین گہیر کے مدینہ چلدین تاکہ آگے کے سئے اونکے حوصلے پست ہوجائین اور اونٹون کا نقصان اونکے پیر توڑدے۔ پس وادی مین ایک کمینگاہ تجویز ہوئی اور ہم سب اوس مین بیٹہہ رہے۔ جسوقت اونکے اونٹ ہمارے قریب پہونچے ہین تو شتربانون نے اونٹنیون کا دودہ دوہکے پیا اور آرام کرنے لگے جب اونکے لشکر کو اطمینان ہوگیا اور سب نے اپنا اپنے

ہتیار کہوں لگے رکہدئے تو ہم نے اون پر چہاپہ مارا۔ وہ آ وہتیار باندہنے اور سنبہلنے ہین رہے کہ ہمنے اونکے اونٹ مدینہ کی طرف ہانک دئے ۔راہ مین ایک سوکہی ندی پڑتی تہی ہم اوسکے پارہی پہونچے تہے کہ کفار نے ہمین آن لیا اب ہم مین اور اونمین صرف وہی سوکہی ندی فاصل تہی اونکی کثرت اور اپنی قلت دیکہکر ہمنے درگاہ باری مین دعا کی ''اے حق سبحانہ تعالےٰ ہم تیرے سچے دین اسلام کی حمایت کے لئے تیرے رسول مقبول کے حکم سے یہان آئے ہین اور چاہتے ہین کہ کفار کی شرارت اور کفر کی ظلمت کو دور کرین اسوقت ہماری زندگی اور تیرے دین کی حمایت تیرے ہاتہ ہے ہماری تو یہ مجال نہین کہ اس ٹیڑی دل کا سامنا کرین'' خدا کے قربان کہ ہمنے ابہی اپنی یہ دعا تمام بہی نہ کی تہی اور لشکر کفار نے ندی کے کنارے سے نیچے پیر بہی نہین رکہا تہا کہ یکایک ندی مین طوفان آگیا اور پانی اونڈل کہڑا ہوا ایک چشم زدن مین ہمارے اور اونکے درمیان مین ہاتہی کے قد سے زیادہ پانی ہوگیا۔ زور اوسکی رو مین اتنا تہا کہ اگر پہاڑ بہی راہ مین آجاتا تو اوسکا بہی پتا نہ چلتا اودہر ہم اور اودہر وہ قدرت کا تماشا دیکہہ رہے تہے اور منہ سے کچہہ نہ کہہ سکتے تہے۔ ہمنے خدائے وحدہ لاشریک کی درگاہ مین سجدہ کیا اور اونٹون کو ساتہ لئے ہوئے صحیح وسلامت مدینہ مین آگئے۔ پہر تو چارون طرف اوس ندی کی ناگہانی طغیانی کا ایسا چرچا ہوا کہ ہر ایک تعجب کرتا تہا۔ نہ تو برسات تہی نہ ابر نہ مینہ نہ اوسکے متصل اور کوئی بڑا دریا تہا پہر یہ پانی آیا تو کہان سے آیا۔ بیشک مسلمان اور اونکا پیغمبر برحق ہین اور یہ بات بالکل قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ اس عجیب وغریب بات کو سنکر اطراف وجوانب کے سینکڑون آدمی مسلمان ہوگئے۔

سریہ بنی مرہ کا نتیجہ

اسی سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک علم تیار کر کے زبیر بن العوام کو دیا اور دوسو مجاہدین اونکے ہمراہ کردئے۔ حکم ہوا کہ بشیر ابن سعد کو ہمراہ لیکے قبیلہ بنی مرہ سے اون مسلمانون کا

انتقام لو جو بشیر کے ساتھہ تھے اور قریب. فدک مقتول ہوے - اگر وہ لوگ اب بھی آمادہ جنگ
ہون اور لڑین تو اون مین سے ایک کو بھی زندہ نچھوڑنا حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ روانہ
ہونے ہی کو تھے کہ حضرت غالب بن عبداللہ موضع کدید سے واپس آ گئے - آپ نے زبیر کو
تو اپنے پاس رکھلیا اور غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اونکی جگھہ فدک کی طرف روانہ کیا - غالب
اور ابو مسعود بن عقبہ بن عمر و انصاری بدوی اور کعب ابن عمرہ اور اسامہ ابن زید دو سو غازیون کے
ساتھہ وہان پہونچے - محاربہ عظیم واقع ہوا اور بہت سے دشمن مقتول و مجروح ہوے -
اونکے اونٹ اور بکریان اور بردے مسلمانون کے ہاتھہ آے - اسی لڑائی مین جبکہ ہنگامہ کشت
و خون گرم تھا اسامہ ابن زید ایک کافر کے پیچھے چڑھے جسکا نام نہیک بن مرواس تھا - اسامہ جب
اوسکے سر پر جا پہونچے اور تلوار نیام سے نکال لکے چاہتے تھے - سر اوسکا تن سے جدا کردین کہ نہیک
نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اسامہ نے اوسکی اس بات کا کچھہ اعتبار نہ کیا اور نہیک کا سر اوڑا دیا - لڑائی
کے اختتام پر لوگون نے اسامہ کو ڈھونڈھا مگر نہ پایا - سب کو تشویش تھی کہ اتنے مین وہ بھی شمشیر
خونچکان ہاتھہ مین لئے ہوے آن پہونچے - حضرت غالب کو استفسار حال سے معلوم ہوا کہ
حضرت اسامہ ابن زید نے ایک شخص کو کلمہ پڑھ لینے کے بعد مار ڈالا ہے - غالب بہت رنجیدہ
ہوے اور فرمایا کہ تمنے ہمارے ایک بھائی کو مار ڈالا کیونکہ وہ تو قتل ہونے سے پہلے کلمہ توحید
پڑھ چکا تھا - حضرت اسامہ فرماتے ہین مجھے غالب کی باتون سے کمال شرمندگی ہوئی اور یہ حال
ہو گیا کہ غم کے مارے کھانا پینا سب چھوٹ گیا دنیا مین کوئی چیز خوش نہین آتی تھی - جب ہم سب
مدینہ مین آ گئے تو آنحضرت نے میرے افسوس کا حال سن کے بڑی شفقت سے مجھے اپنے
گلے لگایا - میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اپنی جنگ کا حال مجھسے بیان کرو مین نے من و عن
سب کیفیت کہہ سنائی - نہیک کا حال سنکے آپ بھی یہی فرمانے لگے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد تمھین

اوسکو قتل کرنا نہین چاہئے تہا۔ مین نے گذارش کی کہ یا حضرت اوس نے محض خوف سے کلمہ پڑہا تہا صدق دل سے اوسکو یقین نہ تہا آنحضرت نے فرمایا افلا شققت قلبہ فتعلم اصادق ہوام کاذب یعنی تم نے اوسکا دل چیر کے تو نہین دیکہا پہر کیسے معلوم کیا کہ وہ صادق ہے یا کاذب جب اسامہ نے آنحضرت سے یہ بات سنی تو عہد کر لیا کہ آیندہ پہر ایسی حرکت نہ کرونگا۔

آنحضرت کی رحمۃ للعالمینی دیکہنے کے قابل ہے کہ ہر چند کفار شب و روز مسلمانون کا گلا کاٹنے کو ادہار کہائے پہرتے تہے اور کسی طرح مسلمانون پر رحم نہ کرتے تہے مگر ادہر سے اونکی جان بخشی کے لیئے بہانہ ہی ڈہونڈہا جاتا تہا کہ چاہے وہ توحید کے مقر ہون یا مطیع اسلام ہو جائین یا مسلمانون کو ایذا پہونچانا چہوڑ دین ہر صورت مین وہ بریت کے قابل ہین۔ جب کوئی صورت پہلو تہی کرنے کی نہین ملتی تہی اور وہ خواہ مخواہ جل بہُنکے ہڑہی جاتے تہے اوسوقت مجبوری سے اونکا سامنا کیا جاتا تہا۔ یہ بات تمام غزوات اور سرایا سے ٹہیک رہی ہے اسپر بہی اگر کسی کو اسلام بزور شمشیر پہیلا ہوا معلوم ہوتا ہو تو وہ بلا غل و غش ہمارے پاس چلا آوے ادہر تو محمدؐ کی ایک ہی تلوار تہی دیکہین ہم اور وہ ملکر دو تلوارون سے اپنا تصنیف کردہ مذہب دنیا مین کیسے جاری کر لیتے ہین۔

چشم بینا مرے جوبن کا تماشا دیکہے	دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکہے

(۴۵) سریہ موتہ

اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کے حاکم کے نام مکتوب لکہکر حارث بن عمیر کو بہیجا۔ حارث موضع موتہ مین پہونچے وہان کا حاکم شرجبیل ابن عمرو غسانی جو قیصر کے امیرون مین تہا اونہین ملا اوس نے دریافت کیا کہ تم کہان جاتے ہو۔ حارث نے جواب دیا کہ مین رسول خدا کا ایلچی ہون اونکا نامہ لیئے ہوئے ملک شام کو حاکم بصریٰ کے پاس جاتا ہون۔ شرجبیل رسول خدا

لفظ سنتے ہی جل بہنکے کباب ہوگیا اور حارث رضی اللہ عنہ کو شہید کرکے فساد کا بیج بو دیا۔ جب یہ خبر ہمارے حضور کو ہوئی تو آپکو حد سے زیادہ رنج ہوا اور یہ ٹہیری کہ اسکا انتقام ضرور لینا چاہئیے۔ آنحضرت معہ سب اصحاب کے مدینہ سے نکلکے موضع جرف مین آگئے۔ وہان گنتی جو ہوئی تو تین ہزار آدمیون کا مجمع نکلا۔ سب نے جرف مین ظہر کی نماز پڑہی اور آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مثل سیارون کے جمع ہوگئے اوسوقت ارشاد ہوا کہ ہم نے زید ابن حارث کو اس لشکر کا امیر بنایا اگر وہ شہید ہون تو جعفر بن ابی طالب امیر کیئے جایئن اگر وہ بہی جنت کو سدہارین تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہونگے جو وہ بہی دنیا مین نہ رہین تو مسلمانون کو اختیار ہے جسکو چاہین اپنا امیر کرلین اتفاقاً اوسوقت ایک یہودی بڑا دیندار اور عالم موجود تہا اوس نے یہ سارا انتظام سنکے التماس کی کہ اے ابوالقاسم اگر تم سچے پیغمبر ہو تو جس جس کا تمنے اسوقت نام لیا ہے اور لشکر کا امیر بنایا ہے ضرور ہے کہ وہ مارے جایئن کیونکہ انبیائے بنی اسرائیل جب کسی لشکر کو کہین بہیجتے تہے اور یون نام بنام امراء مقرر کردیتے تہے اگر سو آدمی تک بہی بتاے جاتے تہے تو بہی وہ سب کے سب مقتول ہوجاتے تہے۔ پہر وہ یہودی حضرت زید ابن حارث کی طرف مخاطب ہوکے یون کہنے لگا کہ اے زید اب تم لڑائی سے زندہ نہ پہروگے چاہئیے کہ جو وصیت کرنا ہو کرتے جاؤ اور اپنے برایون سب سے اچہی طرح رخصت ہولو۔ اگر تمہارے پیغمبر سچے نبی ہین تو ضرور یہ بات ہوکے رہیگی۔ زید نے فوراً جوابدیا۔ مین گواہی دیتا ہون کہ آنحضرت صلعم خدا کے سچے نبی ہین اور مین دل سے چاہتا ہون کہ مجہے دولت شہادت نصیب ہو تاکہ دشمنون مین سرخروئی حاصل ہوجاے اور قومی قربانی سمجہا جاؤن۔ ملنا جلنا اور وصیت وغیرہ تو نامردین جانے کا مادہ ہے ہمین وہ کام کرنا چاہئیے جسکے لیئے دنیا مین آے ہین۔ یہودی یہ باتین سنکر دم بخود ہوگیا اور پہر کچہہ نہ بولا۔

آنحضرت نے ایک سفید جہنڈا بناکے زید کو دیا۔ ثنیتہ الوداع تک بنفس نفیس خود پہونچانے

آ‌ئے اسی لئے اکثر اہل سیر اس سریہ کو غزوہ بھی لکھتے ہین۔ وہان آ کے زید رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ تم سیدھے حارث کے مقتل تک چلے جاؤ اور وہان کے لوگون کو اسلام کی طرف بلاؤ۔ اگر مان جائین تو فبہا ورنہ اون سے مقابلہ و محاربہ کر کے اونکا غرور مٹادو۔

جب لشکر اسلام کی آمد آمد کی خبر دشمنون کو پہونچی تو شرجبیل نے بھی لڑائی کا سامان درست کیا اور ایک کثیر التعداد لشکر جمع کر کے مسلمانون کا حال دریافت کرنیکو طلایہ روانہ کیا۔ غازیان شیر شکار وادی القری مین فروکش تھے کہ شرجبیل کا چھوٹا بھائی شدوس پچاس آدمیون کے ساتھہ آیا اور مسلمانون کا راستہ روک کر جم گیا۔ حضرت زید نے آشتی کے ساتھہ بہت کچھہ سمجھایا مگر وہان کیون اثر ہونے لگا تھا۔ آخر لڑائی ہوئی اور شدوس مارا گیا او سکے ہمراہیون نے بھاگ کے شرجبیل کو آگاہ کیا اوس پر کچھہ ایسا خوف طاری ہو گیا کہ قلعہ مین گھس کر پھاٹک بند کر لئے اور اپنے دوسرے بھائی کو ہرقل شاہ فرنگستان کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ وہان سے بھی ایک لشکر کثیر آگیا اور قبائل لخم و جزام و بہراد و وائل نے بھی بہت سی مدد کی۔ اسطور سے ایک لاکھہ کا مجمع ہو گیا۔ ادہر صرف تین ہزار ہین۔ ایک اور ۳۳ کا مقابلہ ہو گیا ہے دیکھین اب کیسے نبٹتی ہے۔

مسلمانون نے یہ کثرت دیکھکے منزل معان پر دو رات توقف کیا اور مشورہ ہوا کہ اب کیا کرنا چاہئے بعض کی یہ صلاح ہوئی کہ دشمن نے تو فرنگستان سے مدد منگائی ہے تم بھی رسول اللہ کی خدمت مین اس مضمون کی عرضی لکھو کہ حضور دشمنون کا ایک ٹیڑھی دل ہے ہم ان سے کیسے عہدہ برآ ہو سکینگے یا تو مدد بھیجئے یا ہمین حکم ہو جائے کہ ہم واپس چلے آئین۔ عبداللہ بن رواحہ نے یہ حال دیکھکر مسلمانون سے خطاب کیا کہ بھائیو مجھے نہایت تعجب ہوتا ہے نہین معلوم تمہاری عقل کو اسوقت کیا ہو گیا ہے۔ دولت شہادت جسکی طلب مین تمنے گھر بار۔ زن و فرزند۔ دوست و آشنا سب چھوڑے ہین تمہارے سامنے موجود ہے پھر تمہین کیون پس و پیش ہے قدم عشق

✣

بیشتر بہتر سپرد و اور خدا کا دیدار ہر وقت کے لئے مول لو دوسرے ہم لوگ جو کفار سے لڑتے ہین
کیا ہمین اپنی کثرت سامان جنگ اسلحہ اور گھوڑون اونٹون وغیرہ کی افراط پر بھروسہ ہوتا ہے
استغفر اللہ۔ ہمین تو اللہ تعالےٰ نے اپنے سچے دین کے بھروسے پر قوی دل اور گرامی بنایا ہے
اور اپنے دین کی حمایت کے لئے جدوجہد کا حکم دیا ہے۔ وہ ہر حال مین ہمارے ساتھ ہے
ہمین تو ساری دنیا کے مجمع سے بھی نہ ڈرنا چاہئے۔ آج تمہارا خیال کدہر ہے۔ موت کا ایک دن
آنا حق ہے پھر او سکے لئے اس سے اچھا دن کہان سے آویگا کہ اپنے دین۔ اپنی قوم۔ اپنے
ملک کے لئے شمشیر بکف مرتے ہو۔ شجاعان جہان تمہارے نامون کی عزت کرتے رہینگے
اور قیامت تک تمہارا افسانہ رہیگا پس مناسب یہ ہے کہ سید ہے دشمن کے سر پر چلے چلو
نتیجہ دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو سب کے سب شہید ہو کے جنت مین چلے جانا یا دشمن کو
مغلوب کر لینا۔ مین نہین سمجھتا کہ تم نے ان دونون مین سے کسکو برا سمجھا ہے جو نئی دلہن کی
طرح سے سمٹے جاتے ہو۔ عبداللہ کا اتنا کہنا تھا کہ سب کی آنکھون پر سے پردے اوٹھ گئے
اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کہکے سنبھل بیٹھے۔ دریا سے شجاعت وجرأت
جوش مین آیا۔ مرنے مارنے کو تیار ہو گئے اور دشمن کے لشکر کے سامنے جا پڑے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جنگ موتہ مین لشکر اسلام کے ساتھہ
مین بہی تہا۔ جسوقت کفار کا لشکر نمودار ہوا ہے اونکے مسلح آدمی۔ چکدار ہتیار۔ سجے سجاے گھوڑے
دیبا و حریر کا ساز و سامان دیکھکے میری آنکھین چوندہیا گئین۔ اب دونون لشکر مقابل ہوے زید
نے علم ہاتھہ مین لیکر اونکا سامنا کیا دیر تک داد شجاعت دیتے رہے آخر کار نیزہ کے زخم سے
آپ شہید ہو گئے۔

قوت بازوے حیدر کرار حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جناب زید کو زین پر

آتے دیکھا تو فوراً علم تھام لیا زمین پر گرنے ندیا۔ ہمت خداداد ورثہ مین آئی تھی گھوڑے سے معاً اوترکر اوسکی کوچین کاٹ دین۔ اسلام مین پہلے آپ ہی نے ایسا کیا۔ پھر لڑائی مین مشغول ہوی جدہر حملہ کرتے تہے لشکر کفار کائی کی طرح پھٹ جاتا تہا۔ لڑتے لڑتے آپکا دایان ہاتھہ قطع ہوگیا۔ شجاعت کے دہنی تہے خاطر مین بہی نہ لاے بائین ہاتہہ مین علم لے لیا اور اوسی جوش وخروش سے جنگ کرتے رہے جب وہ بہی کسی شقی کی ضرب سے الگ ہوگیا تو بازوین علم کو اٹکاے رہے اوسے چھاتی سے علیحدہ نہونے دیا آخر کار رومیون مین سے کسی بیرحم نے اوس خدا کے پیارے نبی کے دُلارے پر ایسا وار کیا کہ کام تمام تہا۔ رضوان نے دوڑ کے استقبال کیا حورون نے اپنے ہاتہون پر لیا۔ رحمت یزدانی برسنے لگی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین بہی اس میدان جنگ مین حاضر تہا۔ لڑائی ہوچکی تو مین نے حضرت جعفر کی لاش مقتولون مین سے ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے نکالی دیکھا تو کچھہ کم سوزخم جسم پاک پر آے تہے اونمین بہت سے تو سینہ فیض گنجینہ اور رُخ انور ہی پر تہے۔

جب جناب جعفر طیار شہید تیغ ستم ہوچکے تو حضرت عبداللہ ابن رواحہ کی باری آئی آپ کا اُسوقت عجب حال تہا۔ تین دن سے انتظام لشکر اور غازیون کی دلدہی آراستگی ساز وسامان مین ایسے مصروف تہے کہ ایک دانہ اوڑ کے منہ مین نہین گیا تہا۔ اطمینان سے بیٹھہ کے کہانا پینا تو درکنار اسوقت بہوک کی شدت سے آپکو ضعف ہوگیا۔ اونکے چچازاد بہائی نے غشی کی حالت مین جو پایا تو دوڑ کے پکے ہوے گوشت کا ایک ٹکڑا منہ مین ڈالدیا کہ ایک نوالہ کہا کے پانی تو پی لین تاکہ ہوش آجاے۔ آپ نے وہ نوالہ چبا کے ابہی نگلا بہی نہ تہا کہ ناگاہ آواز آئی "حضرت جعفر جنت کو سدہارے" عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نوالہ تو تہوکدیا۔ دوڑ کے علم پکڑ لیا اور لڑنے لگے اردگرد کے لوگ حیرت مین کہڑے کے کہڑے رہگئے۔ ایک دوسرے کا منہ تکتا تہا مگر کچھہ سمجھہ مین

نہین آتا تہا۔ جب تہوڑی دیر کے بعد تعجب رفع ہوا تو کہنے لگے کہ بہائیو یہ بہوک کا غش نہ تہا بلکہ جنگ کی بیتابی تہی دیکہو نا بجلی کی طرح کوند کے نکل گئے ہین۔ اب سب کی نظرین میدان کی طرف دوڑین دیکہا کہ عبداللہ کہڑے ہوے کہہ رہے ہین "اے نفس۔ جعفر تو دنیا سے سدہارے تو ابہی تک زندہ ہے،" اتنا کہا اور لڑنا شروع کردیا۔ بہوکے شیر کی طرح بپہر کے جدہر حملہ کرتے ایک کے دو اور دو کے چار کردیتے تہے اسی دار وگیر مین ایک اونگلی کٹ کے پنجۂ دست مین اٹکی رہگئی جس سے آپکو تلوار لگانے مین کچہہ الکساہٹ سی معلوم ہونے لگی۔ جہلاً کے گہوڑے سے کود پڑے اور پانؤن کے تلے دبا کے اونگلی کو جہٹ پنجہ سے جدا کرکے دور پہینکدیا اور پہر اوسی طرح لڑنے لگے کچہہ کسل سا جو آیا تو دل کے طرار و قرار کرنیکے لئے فرمایا "اے نفس سنتا ہے اگر تجہے جورو کی فکر ہے تو مین نے اسی وقت اوسے تین طلاقین دین اور اگر غلامون کے لحاظ سے زندہ رہنا چاہتا ہے تو مین اونہین آزاد بہی کر چکا اور جو زمین و باغ و خانہ واملاک کا فریفتہ ہو کر اس دنیاے دنی کو چہوڑنا نہین چاہتا تو وہ بہی مین نے خدا کی راہ مین اوسکے رسول پر سے صدقے کردئے بس اب دنیا مین سواے دولت شہادت کے تیرے لئے اور کیا دہرا ہے اوسے لپک کے لے اور اپنے حق مین کانٹے نہ بو،" اتنا کہا اور پہر لڑائی پر جہک پڑے۔ ایسا لڑے کہ چارون طرف سے شور الامان بلند تہا۔ کفار ڈر کے مارے سہمے جاتے تہے۔ دور دور سے نیزہ و تیر خنجر و شمشیر کے زخم لگاتے پاس نہین ٹہیرنے پاتے تہے آخر وہ تین دن کی بہوکی پیاسی قیمتی جان زخمون کی کثرت اور روانی خون کی شدت سے جنت کو سدہاری اور نام نیک اپنا دنیا مین چہوڑا۔

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے	اک فقط نام ہی نام باقی ہے

اب حضرت ثابت بن احزم انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نہ رہا گیا۔ باز کی طرح علم پر

جھپٹا مارا اور اوسے سرنگون نہونے دیا۔ پھر بولے اُے مسلمانو۔ اتفاق کرکے اپنے مین سے تم ایک آدمی کو امیر بنالو مین نے اسلام کے علم کو سنبھالا ہے تمہارا حق غصب نہین کیا مجھے معاف کرنا" اونکے اس کلام پر سب مسلمان متفق ہوکر کہنے لگے کہ ہمنے تمہین کو اپنا امیر بنایا تم کچھ خیال نہ کرو۔ حضرت ثابت نے امارت قبول نہ کی اس لئے لوگون نے حضرت خالد بن ولید کو امیر مقرر کیا اور ثابت نے خوشی بخوشی علم اونکے سپرد کردیا۔ ہرچند حضرت خالد نے سمجھایا کہ تم مجھ سے عمر مین بڑے ہو اور جنگ بدر مین بھی شامل رہے تھے مرتبہ تمہارا مجھ سے اعلیٰ ہے علم اپنے ہی پاس رکھو۔ لیکن حضرت ثابت نے فرمایا کہ یہ سب کچھ سہی مگر شجاعت و مردانگی تمہارا ہی حصہ ہے مین نے تو تمہین دینے کے لئے علم اوٹھایا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کشتون کے پشتے لگادئے اور خون کے دریا بہادئے۔ یہان تک کہ لڑائی دیکھتے دیکھتے چشم آفتاب سیاہ ہوگئی۔ رات نے اپنی اندھیری سے یہ سارا منظر تاریک کردیا اور دونون لشکر بمجبوری جنگ سے دست بردار ہوے۔

صبح ہوئی تو جناب خالد کی عملداری تھی آپ نے علم سنبھالا اور ترتیب لشکر کا نیا انتظام کیا۔ مقدمہ کو ساقہ۔ اور ساقہ کو مقدمہ کی جگہ استادہ کیا۔ میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ کردیا۔ انہین تو جنگ کی لیاقت خداداد تھی اپنے عجیب وغریب تبدل اور انوکھے انتظام سے لشکر کی شکل ہی بدلدی جس نے کل دیکھا تھا وہ آج نہین بتا سکتا تھا کہ یہ وہی لشکر ہے یا دوسرا۔ گویا کایا ہی پلٹ دی مشرکون نے نئی صورت جو دیکھی تو دہوکا کھایا اور سمجھے کہ مسلمانون کی مدد کے لئے یہ دوسرا لشکر آگیا ہے دل مین یہ سمانا تھا کہ رعب چھاگیا۔ ٹھہرا گئے اور بدحواس ہوکے بھاگے۔ حضرت خالد نے تعاقب کیا اور جہان پایا قتل کرڈالا۔ اونکا مال واسباب مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔

حضرت خالد نے جنگ سے فارغ ہوکے مدینہ کا قصد کیا۔ راہ مین ایک شہر ملا جس مین قلعہ

بہی تہا- جاتے وقت ان قلعہ والون نے لشکر اسلام مین سے ایک مسلمان کو شہید کیا تہا
جناب خالد نے واپسی کے وقت اوس قلعہ کا محاصرہ کر کے اوسے بہی جلدی سے فتح کیا-

صحیح اور معتبر روایات سے بتواتر ثابت ہے کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول کو سریہ موتہ کے تمام حالات سے آگاہی وے دی تہی چنانچہ آپ مدینہ مین بیٹہے ہوے وہان کے حالات اسطرح معلوم کر رہے تہے گویا آنکہون سے دیکہتے ہین- غرضکہ جو کچہہ وہان گذرتا تہا اوسیوقت اصحاب کے سامنے آپ بیان کر دیتے تہے- جب لشکر اسلام واپس آیا تو وہان کے لوگون نے ساری کیفیت بیان کی وہ جون کی تون ویسی ہی تہی جیسے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمائی تہی- لشکر کے امیرون کی شہادت کی نسبت آپنے یون کہا تہا "اخذ رایۃ زید فاصیب ثم اخذ ہا جعفر فاصیب ثم اخذ ابن رواحہ فاصیب" یعنی زید نے علم لیا اور شہید ہو گیا پہر جعفر نے لیا اور شہید ہوا پہر ابن رواحہ کی باری آئی اور وہ بہی شہید ہوا- بعد ازان فرمایا اب خالد نے جو خدا کی تلوار ہے علم لیا اور فتح پائی- پہر دعا کی کہ یا آلہی خالد تیری تلوار ہے تو ہمیشہ اوسے فتحمند رکہیو- اوسی دن سے حضرت خالد کا لقب سیف اللہ ہو گیا-

تلخیص المغازی مین مرقوم ہے کہ زید کا حال آنحضرت نے یون بیان فرمایا کہ دیکہو لڑائی کے وقت شیطان زید کے پاس آ کے زندگی دنیا کی خوبصورتی اور خوشنمائیان اوسے دکہاتا ہے زید نے اوس سے یہ کہدیا ہے کہ اے مردود اسوقت مومنین کامل کے دل مین ایمان ثابت اور استوار ہوتا ہے مین تیرے دہوکون مین نہ آؤنگا پہر جعفر سے بہی ایسے ہی پیش آیا- اونہون نے بہی ایسی ہی پہٹکار بتائی اور زید و جعفر شہید ہو گئے- جعفر کے لڑائی مین دونون ہاتہہ کٹ گئے ہین اللہ نے بہشت مین اونکی جگہہ اوسے دو بازو مرحمت فرمائے ہین جن سے کہ وہ بہشت مین پرندون کی طرح اوڑتا پہرتا ہے- اسکے بعد اکثر اصحاب نے حضرت جعفر کو بہشت مین

اڑتے ہوے خواب مین دیکھا - آنحضرت جعفر رضی اللہ تعالے عنہ کے بیٹے کو ہمیشہ ابن ذی الجناحین کہا کرتے تھے -

روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ یعلی ابن امیہ جنگ موتہ کی خبر لیکر حضور نبوی مین حاضر ہوا چاہتا تھا کہ بیان کرے کہ آپ نے سارا قصہ کہہ سنایا - وہ متحیر کھڑا ہوا سنا کیا جب آپ بیان کر چکے تو یعلی نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے قسم ہے خداے عزوجل کی جس نے آپکو اپنے بندون کی شفاعت کے لئے بھیجا ہے آپ نے اہل موتہ کے احوال سے ایک لفظ بھی فروگذاشت نہین کیا معلوم ہوتا ہے کہ آپ بذات خود وہان موجود تھے اور آنکھون سے دیکھتے تھے -

حضرت اسماے بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آپکو معلوم ہوئی تو اوسیوقت آپ میرے پاس تشریف لاے اور پوچھا کہ جعفر کے لڑکے کہان ہین - مین نے جلدی سے لڑکون کو لاکے حضور مین کھڑا کر دیا - آپ نے اونہین گود مین لیکے پیار کیا اور آبدیدہ ہوے - مین نے دریافت کیا "یا رسول اللہ جعفر کی تو خیر ہے" ارشاد ہوا کہ وہ شہید ہو گئے - یہ سنتے ہی مین رونے پیٹنے لگی پاس پڑوس کی عورتین بھی میری آواز سنکے آگئین رسول اللہ نے فرمایا اے اسما چیخو چلاؤ نہین نہ چھاتی کوٹو نہ کوئی ناشایستہ بات منہ سے نکالو - یہ کہکر آپ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر چلے گئے اور کہا کہ جعفر کے گھر کھانا پکاکے بھیجدو اونہین جعفر کے غم مین کھانے پکانے کی کب سوجھیگی کہین ایسا نہو کہ اونکے ننھے ننھے بچے بھوکے رہجائین -

آنحضرت نے اہل موتہ کو کرار کا خطاب بھی دیا ہے یعنی وہ مکرر فتح کرکے اور لڑکے آے تھے - یہ لڑائی ملک شام مین دمشق کے قریب موتہ نام ایک گانوئن مین ہوئی تھی - اس مین بعض مسلمان جھجکے تھے اور لڑائی سے جی چرانا چاہا تھا - اہل مدینہ نے اونہین بہت ملامت کی

اور کہا کہ جہاد کی غرض اصلی شہادت ہے پھر مرنے سے منہ موڑنا چہ معنی دارد - ان لوگون کو بہت ندامت ہوئی اور گھرون سے نکلنا چھوڑ دیا - شدہ شدہ اسکی خبر آنحضرت کو پہونچی آپ نے فرمایا کہ آدمی کی طبیعت جب جھجھک کے پھر دوبراہ ہو جاے تو اوسے معاف کر دینا چاہئے جس کام کا نتیجہ اچھا ہوا اوسکی شکایت کیا وہ سب بہادر لوگ ہین خبردار پھر کبھی اونکی شان مین کچھہ نہ کہنا - آدمی کی کمزوریون پر تم لوگ نظر نہین رکھتے - اون سے جا کے کہدو کہ وہ باہر نکلین - یہ سنکر اون کی خجالت گئی اور پھر کسی نے اونہین کچھہ نہ کہا -

موتہ بلقا کے پاس بیت المقدس سے دو منزل کے فاصلہ پر واقع ہے - بہ سبب سختی اور شدت جدال و قتال کے یہ سریہ بہت مشہور ہے آنحضرت کا ایلچی سواے اس سریہ کے اور کہین نہین مارا گیا اسی مین حارث بن حمیری ازدی کو شرجیل بن عمر غسانی نے شہید کیا - ملوک و سلاطین مین قدیم الایام سے یہ بات چلی آئی ہے کہ ایلچی کو کبھی نہین مارتے - ایک دفعہ مسیلمہ کذاب کا وکیل آیا اور اوس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گستاخی کی اور کلمات کفر بکے آپ نے اوسکی برداشت کی اور فرمایا اگر تو ایلچی نہوتا تو ہم تجھکو مارڈالتے - اس سریہ مین جب آپ نے زید بن حارثہ کو امیر کیا تو جعفر بن ابی طالب نے خدمت شریف مین حاضر ہو کے گذارش کی کہ یا رسول اللہ مجھکو آپ کی ذات عالی صفات سے ہرگز یہ امید نہ تھی کہ آپ میرے اوپر زید کو سردار کرینگے - آپ نے فرمایا کہ اے جعفر تم نہین جانتے کہ تمہاری خیر کس بات مین ہے پس تم میری بات مان لو اور سیدھے لشکر کے ساتھہ چلے جاؤ -

حضرت زید بن حارثہ آنحضرت کے متبنی تھے لوگ اونکو زید ابن محمد کہنے لگے جب یہ آیت نازل ہوئی ادعواهم لآبائهم یعنی لوگون کو اونکے باپون کے نام سے پکارا کرو تو یہ کہنا موقوف ہو گیا آنحضرت نے اونکا نکاح اپنی پھوپی کی بیٹی زینب بنت جحش سے کر دیا تھا اور بہت

سی جنگون مین اونکو امیر کر کے بہیجا۔ یہ مومنین سابق اور مہاجرین اول مین تہے۔ اونکے بیٹے اسامہ کو لوگ محب رسول اللہ کہتے تہے آنحضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور اسامہ کو اپنے کندہے اور گود مین بٹہا لیتے اور فرماتے کہ اے اللہ مین ان دونون کو دوست رکہتا ہون تو بہی ان دونون سے محبت کر اور اکثر یہ فرمایا کرتے کہ من احب اللہ و رسولہ فلیحب اسامہ یعنی جو کوئی دوست رکہتا ہو اللہ اور اوسکے رسول کو چاہیئے کہ وہ اسامہ سے بہی محبت رکہے۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین اسامہ کا وظیفہ اپنے صاحبزادے عبد اللہ سے زیادہ مقرر کیا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے والد بزرگوار سے آکے شکایت کی کہ ابا جان آپ نے اسامہ کو مجہپر کیون فضیلت دی ہے حالانکہ سب لڑائیون مین اسامہ سے مین سبقت لیگیا ہون حضرت عمر نے فرمایا کہ وہ آنحضرت کا پیارا ہی اسلیئے مین اپنے پیارے پر آنحضرت کے پیارے کو ترجیح دیتا ہون آنحضرت کی عنایت اسامہ پر یہان تک تہی کہ حضرات جعفر اور ابو بکر اور عمر سے لوگون کو اونکا تابع بنایا۔

روانگی لشکر کے وقت آنحضرت نے یہ دعا کی "اللہ تعالے تم سب لوگون کو دشمنون کے شر سے بچاوے اور سالم و غانم پہیر کر لاوے" اس دعا کو سنکر حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے التماس کی کہ یا حضرت مین تو اپنی مغفرت اور شہادت چاہتا ہون۔ اور آپ میرے واپس آنکی دعا مانگتے ہین۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ مین حضرت عبد اللہ کے سایہ مین پلا ہون یتیمون کی پرورش مین اونکے برابر کوئی کوشش نہین کرتا تہا۔ مین اور وہ ایک ہی اونٹ پر سوار ہو کے موتہ گئے تہے اثنائے راہ مین رات کو اونہون نے ایک شعر پڑہا جس سے بوے شہادت آتی تہی۔ مین اوسے سنکے رونے لگا اونہون نے میری تشفی کی اور فرمایا اے لڑکے اگر خدا مجہے شہادت دے تو اس مین تیرا کیا نقصان ہے۔ اچہی بات ہے کہ دنیا کی تنگیون اور کدورتون سے چہوٹ کے راحت پاؤنگا اور قرب حضرت حق اور فضائے عالم قدس مین خوشی مناتا

پھرونگا - پھر منزل پراوتر کے نماز پڑہنے لگے اور جناب باری مین دعاو مناجات کی اور بعد فراغ کے مجھہ سے کہاکہ اسے لڑکے غالباً خدانے میری دعاقبول کی دولت شہادت مجھے نصیب ہوگی - وقت رخصت کے عبداللہ بن رواحہ نے آنحضرت سے دریافت کیاکہ یارسول اللہ کوئی کام مجھے ایسا بتادیجے کہ مین اوسے وہان ہمیشہ کرتا رہون - ارشاد ہواکہ عبداللہ جہان تو جاتاہے سجدے بہت کم ہوتے ہین نماز پڑہتا رہیو اور خدا کی یاد رکہناکہ وہ تیرا معاون ہے

جب خالدبن ولید کے امیر ہونے کی نوبت پہونچی تو مسلمان شکست کہاکے بہاگے تہے اور مشرکین نے اونکا پیچہا کیا تہا - اس مین بہت سے مسلمان شہید ہوگئے ہرچند حضرت خالد اونہین پکارتے تہے اور بہاگنے سے منع کرتے تہے مگر کوئی نہین سنتا تہاکہ قطیعہ بن عامر کو کچھہ سوجہی اور پکار کے کہا یا معشر المسلمین مین تم سے یہ پوچہتا ہون کہ لڑائی مین مارا جانا بہتر ہے یا حالت فرار مین مرنا یاد رکہو اگر تم یون ہی بہاگتے رہے تو یہ تم مین سے ایک کو بہی گہر نہ پہونچنے دینگے اور نام دون مین لکہے جاوگے یہ سنکر مسلمانون کی آنکہین کہلین اور سنبہل کے پہر لڑنے لگے - خالدبن ولید نے مشرکین کی ایک جماعت عظیم کو تہ تیغ کیا - خالد کے ہاتہہ مین اوسدن نو تلوارین ٹوٹین اور سوا ایک تیغ یمانی کے اونکے ہاتہہ مین کچھہ نرہا غرضکہ جن ہاتہون نے جنگ احد مین مسلمانون کو شکست دی تہی اونہین ہاتہون نے آج ایسی تلافی کی کہ شکست کو فتح سے بدلدیا اور سر کو ہتیلی پر رکہکے خطاب سیف اللہ حاصل کیا -

موتہ سے واپس ہوکے جب مسلمان مدینہ پہونچے تو جو لوگ اونکے استقبال کو گئے تہے اونہون نے اونکو طعنے دینا شروع کئے اور کہاکہ تم لوگ بہگوڑے ہو - بعض اونپر مٹہیان بہربہر کے خاک ڈالنے لگے - ایک آدمی نے آکے اپنے گہر کی کنڈی کہٹکہٹائی گہروالی نے کہدیاکہ جاؤ یہ گہر تمہارا نہین ہے تم گہر کیون آے لڑائی مین کیون نہ مرے - اسی طرح سے بڑہیون نے

اپنے اکلوتے بچون تک کو منہ نہ لگایا۔ بڑے بڑے صحابی جو بچارے بھاگے بھی نہ تھے وہ بھی شرم کے مارے گھر سے قدم باہر نہ رکھتے تھے۔ جب آنحضرت کو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے وہ فیصلہ کردیا جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین۔

(۶۴) غزوہ ذات السلاسل

ناگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی کہ قبیلہ بلّی و قضاعہ و بنو العین نے متفق ہوکر مدینہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا ہے۔ آنحضرت نے آتش فتنہ و فساد فرو کرنیکے لئے عمرو بن العاص کو مامور کیا اور فرمایا کہ دشمنان دین کو جاکے زیر کر مال غنیمت بھی تیرے ہاتھہ آئیگا۔ حضرت عمرو بن عاص نے عرض کی کہ حضور مین دنیا کے لالچ سے مسلمان نہین ہوا ہون۔ ارشاد ہوا کہ ہم اس بات کو خوب جانتے ہین لیکن المال الصالح للرجال الصالح یعنی نیک مال نیک مردون کے لئے ہوا کرتا ہے۔ جب تم لوگ خدا کی راہ مین سر دینے کو تیار ہوجاتے ہو تو خداوند کریم تمکو اوسکا صلہ بھی کیون نہ دے غرضکہ آپ نے ایک سفید علم بناکے اونہین دیا۔ مشاہیر مہاجر و انصار مثل سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل۔ سعد بن ابی وقاص۔ عامر ابن ربیعہ۔ صہیب ابن لیان رومی۔ اُسید بن حضیر۔ سعد ابن عبادہ اور عباد ابن بشیر وغیرہ تین سو آدمی ساتھہ کردئے گئے۔ محمد بن اسحق نے لکھا ہے کہ حضرت عمرو بن عاص اپنی مان کی طرف سے اہل بلّی کے رشتہ دار تھے اسی لئے وہ امیر لشکر کئے گئے کہ لوگون کی تالیف و تلقین اونہین سے اچھی ہوگی اور شاید اونکے سمجھانے بوجھانے سے بندگان خدا کا کشت و خون بھی کم ہو۔

لشکر اسلام رات کو چلتا تھا اور دن کو مقام کردیتا تھا۔ کُل تیس گھوڑے سارے لشکر مین تھے جب کفار کے قریب پہونچے تو سننے مین آیا کہ اونکی کثرت ہے اور ہم نہایت قلیل ہین اون سے عہدہ برآ نہو سکینگے عمرو بن عاص نے یہ حال دیکھکے راستہ ہی مین توقف کیا اور رافع ابن مکیث

جہنی کو رسول خدا کی خدمت مین مدد طلب کرنیکے لئے بہیجا۔ آنحضرت نے ابو عبیدہ بن الجراح کو علم مرحمت فرمایا اور حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم کو بہی ساتہہ کر کے فرمایا کہ جو کام کرو سب مل جلکے کرنا خبردار مخالفت تم مین ہرگز دخل نپادے۔ بالکل متفق رہنا۔ یہ سب لوگ عمرو بن عاص کے پاس پہونچے۔ نماز کے وقت حضرت ابو عبیدہ نے امامت کرنا چاہی مگر حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ اے ابو عبیدہ تم میری کمک کو آئے ہو تمکو امامت زیبا نہین امیر لشکر تو مین ہون مہاجرین نے جوابدیا تم ابو عبیدہ کے امیر نہین ہو سکتے وہ بہی مستقل امیر ہین تم ہوگے تو اپنی جماعت کے امیر ہوگے۔ حضرت عمرو بن عاص نے کہا جب تم میری مدد کو آئے ہو تو سبکا امیر مین ٹہیرا۔ جب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے دیکہا کہ آنحضرت نے مخالفت کی ممانعت فرمائی ہے اور یہ جہگڑا ضرور نقیض ڈالیگا تو امامت سے دست بردار ہو کر حضرت عمرو ابن العاص کے پیچہے نماز پڑہلی اور اون سے معذرت کی کہ تم مجہہ سے ناراض نہونا ہم لوگون کو وہین سے ہدایت کردی گئی تہی کہ خبردار اور ہوشیار رہا ہم اختلاف کبہی نہ ڈالنا۔ خیر یہ بات تو رفت وگذشت ہوئی۔ مگر جب سب مل ملاکر دشمنون کے سر پر جا پہونچے تو ایک رات کو جبکہ شدت سے سردی پڑرہی تہی مسلمان جاڑے سے اکڑے جاتے تہے۔ لوگون نے ادہر اودہر سے لکڑیان جمع کر کے آگ جلانا چاہی تو حضرت عمرو بن عاص نے منع کیا۔ لوگون نے اسکی شکایت جا کے حضرت صدیق اکبر سے کی۔ حضرت ابو بکر نے عمرو بن عاص کو بہت کچہہ سمجہایا مگر وہ نہ مانے اور کہا کہ مین امیر ہون میرا کہنا ماننا پڑیگا۔ جو نہ مانیگا اور آگ جلائیگا اوسکو مین اوسی آگ مین جہونکدونگا۔ حضرت فاروق اعظم اون کی یہ باتین سنکر بہت برہم ہوئے اور برا بہلا بہی کہا۔ حضرت عمرو بن عاص نے اونہین بہی ڈپٹ دیا کہ اے عمر۔ تم میری اطاعت کے لئے بہیجے گئے ہو مین جو حکم تمہین دون اوسکی تعمیل کرو۔ غرض عمرو بن عاص کی ایسی باتین سنکر سب نے خاموشی اختیار کی اور کسی نے کان نہ ہلایا وہی کرتی رہے

جو اونہون نے کہا اور سمجھے کہ لڑائی کا انتظام بہی ہم سے بہتر جانتے ہین اسی لئے ہمپر امیر کئے گئے
پس سب نے اوس جاڑے پالے مین آگ پر خاک ڈالی سردی کہاتے رہے مگر اونکا حکم نہ ٹالا۔
تائید الٰہی اور اوسکے فضل نا متناہی نے اپنی یہ کارسازی دکہانی شروع کی کہ لشکر اسلام جدہر سے
ہو کر نکلجاتا تہا وہان کے لوگ رعب سے کانپ جاتے اور اپنے اپنے مکان چہوڑ کے ادہر اودہر
بہاگ جاتے تہے۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ مسلمان اوس قوم مین ادہر سے اودہر تک پہونچگئے
اور سارا ملک اونکا کہونڈ ڈالا مگر کسی نے اون سے یہ بہی نہ پوچہا کہ تمہارے منہ مین کَے دانت ہین
آخر جب دیکہا کہ ابتو یہ ہمارے سر پر نقارے بجاتے پہرتے ہین اور ہمین خیال مین بہی نہین لاتے
تو شرما شرمی جی توڑ کے لڑے۔ بہادری اور جانفشانی مین کوئی بات اوٹہا نہین رکہی۔ اُسوقت
البتہ محاربہ عظیم ہوا مگر ولون سے ہارے ہوے تہے اور لوگون کے دکہانے کو سامنے آے تہے
کیا نتیجہ ہو سکتا تہا۔ ادہر مدد خدا مسلمانون کے ساتہہ تہی۔ سب نو کدم بہاگے۔ جب وہ ملک
کفار ناہنجار سے خالی ہوگیا تو لشکر خدا نے چندروز اپنے اطمینان کے لئے وہان قیام کیا۔ اسمین
تہکے ہوے غازیون نے آرام بہی کرلیا۔ کہانے کے لئے بہت تلاش و تجسس سے جب
بکری اونٹ اطراف و جوانب سے منگواے جاتے تہے تو گذارا ہوتا تہا۔ غرض کہ اس جنگ
مین مال غنیمت بہت کم ہاتہہ آیا۔ آخر چندروز کے بعد مدینہ کا رُخ کیا۔ اثناے راہ مین ایک شب
حضرت عمرو بن عاص کو غسل کی حاجت ہوئی۔ اوس رات کو بڑی سردی پڑ رہی تہی اور ہوا زور
شور کی چل رہی تہی اونہون نے لوگون سے کہا کہ مجہے غسل کی ضرورت ہے اگر سرد پانی سے
غسل کرونگا تو بیمار ہوجاؤنگا بہتر ہے کہ تیمم کرلون۔ یہ کہکے تہوڑا سا پانی منگایا۔ استنجا کرکے وضو
کیا اور تیمم کرکے فجر کی نماز مین امامت کی۔
عمرو عوف ابن مالک کہتے ہین کہ مجہے پہلے سے لشکر کی صحت و سلامتی کی خبر پہونچانے

کے لیئے مدینہ بہیجدیا تہا مین نے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہو کے سارا حال عرض کردیا۔
جب عمرو بن عاص اور فاروق اعظم کی رد و بدل کا ذکر مین نے کیا جو آگ جلانے پر ہوئی تہی تو آپنے
فرمایا یرحمہا اللہ یا ابا عبیدہ پہر مین نے عمرو بن عاص کے تیمم کرکے امامت کرنیکا حال
بیان کیا آپ اوسے سنکر خاموش ہو رہے۔ جب وہ بہی مدینہ مین پہونچ گئے تو مین نے آنحضرت
کے سامنے اون سے سوال کیا کہ تم نے پانی کی موجودگی مین کیسے تیمم کیا اونہون نے جوابدیا کہ
سردی شدید تہی اگر مین اوس وقت ٹہنڈے پانی سے نہالیتا تو ہلاک ہوجاتا خدائے تعالے نے
فرمایا ہے ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ بکم رحیما آنحضرت اونکا یہ جواب سن کے ہنس پڑے
اور کچہہ نہ فرمایا۔

پہر غازیون نے آنحضرت سے عمرو بن عاص کی شکایت کی کہ ہم سردی مین ٹہٹرا گئے
مگر انکو ہم پر اتنا رحم نہ آیا کہ آگ جلانیکی اجازت دیدیتے۔ حضرت نے عمرو بن عاص سے اسکا باعث
دریافت کیا۔ تو اونہون نے جوابدیا کہ یا رسول اللہ اگر مین آگ جلانیکی اجازت دیدیتا تو لشکر مین
چارون طرف آگ روشن ہوجاتی اوسکے اوجالے مین دشمن ہماری قلت سے واقف ہوجاتے۔
اسکے بعد لوگون نے کہا کہ انہون نے ہم سے دشمنون کا تعاقب کرایا۔ عمرو بن عاص نے
اسکا جواب یہ دیا کہ مجہے ایسا گمان تہا کہ اونکے لیئے مدد آنیوالی ہے اگر وہ آجاتی تو پہر کفار قوی
دل ہوکر لڑنے لگتے اس لیئے مین نے چاہا کہ بالکل اونکا قلع و قمع ہی کردینا اچہا ہے تا کہ وہ اڈاہی
نرہے جسپر مکہی بیٹہے۔ یہ دونون جواب اونکے آنحضرت کو بہت پسند آئے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اس غزوہ سے لوٹتے وقت مین نے اپنے
دل مین سوچا کہ پیغمبر خدا نے مجہے اوس مجمع کا امیر کیا ہے جسمین صدیق اور فاروق بہی شامل ہین
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری عزت ان سب سے زیادہ ہے۔ مین نے اس بات کو تحقیق

کرنیکے لئے آنحضرت سے پوچھاکہ حضور آپکا بڑا دوست کون ہے - آپ نے فرمایا عائشہ - پھر مین نے عرض کی کہ مردون مین بتلائے - حضور نے ارشاد کیا کہ ابوبکر - مین نے پوچھا کہ اونکے بعد ارشاد ہوا کہ عمر فاروق - اسی طرح سے کئی آدمیون کے نام آپ لے گئے میرے نام سے خبر ہی ہوے مین ڈرا کہ کہین ایسا نہو کہ سب مسلمانون کے بعد میرا نام آوے اس لئے خاموش ہو رہا -

(۷۴) سریہ خبط

اسی سال مین قبیلہ جہنیہ کے لوگون نے سر اوٹھایا اور چارون طرف فتنہ پردازیان کرنا شروع کردین یہ مسافرون کو لوٹتے مارتے تہے اور مسلمانون کے دشمن جانی تہے - اونکی سرکوبی کے لئے آنحضرت نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالٰے عنہ کو تین سو آدمیون کا امیر کرکے روانہ کیا - فاروق اعظم اور جابر بن عبداللہ انصاری بہی ساتھہ تہے - حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہین کہ لشکر کی زاد راہ کے لئے آنحضرت نے ایک گون چھوہارے ساتھہ کردئے تہے سوائے اسکے اور کچھہ نہ تہا - چند روز تک تو اونہین چھوہارون مین خدا نے وہ برکت دی کہ تین سو آدمی پیٹ بہر کے کہاتے رہے - یہ صرف آنحضرت کے ہاتھون کا اثر تہا - جب اوس گون نے جواب دیا تو وہ خرما کام آے جو لشکر کے لوگ تہوڑے تہوڑے اپنے ساتھہ لاے تہے اون سبکو جمع کرکے ایک پوٹ باندہ لی تہی اور اوسی مین سے تہوڑے تہوڑے سبکو دیدئے جاتے تہے آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ فی آدمی ایک ایک چھوہارا ملنے لگا اوسی کو لڑکون کی طرح چوس چوڑ کی اوپر سے پانی پی لیتے تہے - ایک چھوہارے کی قدر ہمین اوسیدن معلوم ہوئی - اوس زمانہ مین وہی ایک نعمت غیر مترقبہ معلوم ہوتا تہا - جب کچھہ نرہا تو درختون کے پتّے جہاڑ جہاڑ کے پانی مین بہگو رکہتے اور اونکو کہاتے تہے - یہان تک پتّے کہاے کہ اونکی مضرت سے سب مسلمانون کے ہونٹھہ سوج سوج کے اونٹون کے سے ہونٹھہ ہوگئے - مسوڑون مین بہی زخم پڑ گئے -

اوسی حالت مین سعد عبادہ کے بیٹے قیس نے پانچ وسق خرما کے عوض مین پانچ اونٹ خریدے اور وعدہ کیا کہ مدینہ پہونچکے چھوہارے دونگا۔ وہ اعرابی جس سے قیس نے پانچون اونٹ خریدے تہے اس ارزان فروشی پر بخوبی راضی تہا مگر اوس نے وعدہ کا ایک گواہ مانگا حضرت عمر خطاب گواہ ہوے۔ اسکے بعد کسی سے اوس اعرابی نے سنا کہ قیس کو پانچ وسق خرما دینے کی بہی استطاعت نہین ہے۔ اوس نے حضرت عمر سے جا کے دریافت کیا اونہون نے بہی اصل بات کہدی کہ ہان تو نے سچ سنا ہے اوسوقت اعرابی کہنے لگا کہ مجھے اسپر بہی فسخ بیع منظور نہین کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ اس ذراسے معاملہ کے لئے سعد اپنے بیٹے کو جہوٹا نہ کریگا۔ شدہ شدہ یہ خبر سعد کے پاس جو پہونچی تو اونہون نے اپنے چار نخلستان جنمین پچاس وسق خرما اوترا کرتے تہے اپنے بیٹے کے نام کردئے تاکہ اعرابی کی آنکھون مین قیس کی عزت کم نہو۔ قصہ مختصر قیس ہر روز اون اونٹون مین سے ایک اونٹ ذبح کرتے اور اہل لشکر کو کہلا دیتے تہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال سنکر فرمایا کہ جوانمردی اور جود و سخا اس خاندان کا حصہ ہے۔

جابر ابن عبد اللہ فرماتے ہین کہ اس سریہ مین ہم سمندر کے کنارے پہونچے تو وہان ساحل پر ایک بہت بڑی مچھلی پڑی دیکہی جو دور سے ایک ٹیلا معلوم ہوتی تہی۔ اوسکو ماہی عنبر کہتے ہین ایک ماہ کامل تمام لشکر نے اوس مچھلی کا گوشت کہایا اور وہ تمام نہوئی۔ اوسکی دو ہڈیان سرے سے سر املا کے دروازہ کی شکل پر کہڑی کردی گیئین تو اوسکے نیچے سے ایک دراز قد آدمی پالان دار اونٹ پر سوار ہو کے نکل گیا اور سر بہی اوسکا اون ہڈیون سے نہ لگا۔ صحیح امام مسلم اور مسند امام احمد مین لکہا ہے کہ اس مچھلی کی کہوپری مین تیرہ آدمی بیٹہہ سکتے تہے۔

الحاصل اس سفر مین مسلمانون نے بڑی بڑی صعوبتین اور تکلیفین اوٹہائین۔ خدا کی

قدرت اور رسول کے اعجاز سے عجیب وغریب تماشے دیکھے۔ اور سب جگہہ اللہ تعالےٰ نے اپنے جانباز بندون کی ایسی پرورش کی جو وہم وقیاس سے باہر ہے۔

انجام کار اس سریہ کا یہ ہوا کہ دشمنون نے جب مسلمانون کی چڑھائی کا حال سنا تو ڈر کے مارے لرز گئے اور جو جتھا اونکا پہلے بندھا ہوا تھا ٹوٹ گیا جدہر جسکے سینگ سمائے بھاگ گیا۔ لشکر اسلام کے سامنے ایک بھی نہ آیا۔ غازیان اسلام مراجعت کر کے مدینہ چلے آئے۔

رسول خدا کے سامنے جب اوس مچھلی کا حال بیان کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہارے لئے دریا سے روزی بھیجی تھی تم سب نے تو اپنا اپنا حصہ کھایا میرا حصہ بھی مجھے دیدو۔ وہان کسی نے اوس مچھلی کے گوشت کو مدینہ مین لانیکا قصد ہی نہین کیا تھا آنحضرت کی درخواست سنکر سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ اس مین ایک شخص اوٹھا اور اپنے گھر سے اوسی مچھلی کے گوشت کا ایک ٹکڑا لے آیا۔ اوسے حضور نے تناول فرمایا

قبیلہ جہنیہ کا مقام مدینہ سے پانچ منزل کے فاصلہ پر تھا۔ خبط اون پتیون کو کہتے ہین جو درخت سے جھاڑ لی جایئن۔ چونکہ مسلمانون نے اس سفر مین پتے جھاڑ جھاڑ کے کھائے تھے اس لئے اسکو سریۃ الخبط کہتے ہین۔ دوسرا نام اسکا سریہ سیف البحر ہے۔ سیف حرف سین کے زیر اور ی کے سکون کے ساتھہ ساحل سمندر کو کہتے ہین۔ وقوع اس سریہ کا ماہ رجب ۸ھ ہجری مین ہوا۔ شیخ ابن حجر شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ اس سریہ کو کاروان قریش پر بھیجا تھا اور قریش سے اس زمانہ مین صلح تھی پس یہ سریہ سال ہشتم مین کیسے ہو سکتا ہے صحیح اون لوگون کا قول معلوم ہوتا ہے جو اسے صلح حدیبیہ سے پہلے سال ششم مین بتاتے ہین۔ مگر شیخ الاسلام ابن عراقی سے روایت ہے کہ قریش نے قبل فتح مکہ کے ماہ رمضان سال ہشتم ہجری مین نقض عہد کیا تھا اس لئے یہ سریہ ۸ھ ہی مین واقع ہوا۔

کہتے ہین کہ ایک ماہ کامل ماہی عنبر کا گوشت کہا کہا کے سب مسلمان خوب موٹے تازے ہوگئے۔ سب کا ضعف جاتا رہا وہ بہوکے رہنے کی کلفت اوس گوشت نے سب رفع کردی اور پہلے سے زیادہ کس بل اور موٹاپا آگیا۔ اوس مچہلی مین چربی کثرت سے تہی۔ اوسکی آنکہہ کے حدقہ مین منون آٹا خمیر کیا جاتا تہا۔ اور آدمی نیزہ لئے ہوے اوسکی آنکہہ مین سما جاتی تہے

(۴۸) فتح مکہ

غزوۂ فتح مکہ بہی ۸ھ مین ہوا تہا۔ وجہ یہ ہوئی کہ صلح حدیبیہ مین قرار پایا تہا کہ جو چاہے قریش کا ہم عہد ہو جاے اور جسکے دل مین آے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کرے کوئی کسی کے ہم عہد سے بہی کان نہ ہلائیگا اوس صلح کے بعد بنی بکر بن عبد مناف بن کنانہ تو کفار کے ساتہہ ملگئے اور بنی خزاعہ نے رسول اللہ سے عہد کیا مگر بنی بکر اور بنی خزاعہ سے پشتینی عداوت چلی آتی تہی اور ایام جہالت مین باہم اونکے بہت سے محاربے و مقاتلے ہوچکے تہے ظہور اسلام کے بعد سب اقوام عرب مسلمانون کی ایسی دشمن ہوئین کہ اپنے باہمی تنازعات بہی فراموش کردئے اور سب کے سب تخریب اسلام کے درپے ہوگئے۔ صلح حدیبیہ نے جب ایک گونہ فرصت اونکو دیدی تو پہر پرانے جہگڑے عود کر آے۔ قبیلہ بنی بکر کی ایک شاخ بنی دیل کا ایک آدمی ایکدن سرور کائنات صلعم کی مذمت کرنے لگا۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک غلام نے اوسے منع کیا وہ باز نہ آیا غلام نے غصہ مین اوسکے سر اور چہرہ کو زخمی کیا۔ اوس بدبخت نے بنی بکر سے جا کے فریاد کی۔ بنو نفاثہ جو بنی بکر ہی مین سے تہے۔ بنی خزاعہ سے لڑنیکو تیار ہوگئے۔ بنی مدلج نے ساتہہ دینے سے انکار کردیا۔ پہر کفار قریش سے مدد مانگی۔ قریش نے بنو بکر کو ہتیار دئے۔ انکے بعض سردار اور رئیس عکرمہ بن ابوجہل۔ صفوان بن امیہ۔ سہل ابن عمر۔ خویطب ابن عبد العزی اور مکرز ابن حفص بہیس بدل بدلکے اور نقابین منہ پر ڈال ڈالکے

معہ اپنی اپنی قوموں کے اونکی مدد کو گئے۔ اور ناگہان قبیلہ خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ چشمہ وتیر کے کنارے دونوں مین سخت لڑائی ہوئی۔ آخر لڑتے لڑتے زمین حرم مین داخل ہو گئے۔ خزاعہ کے بیس آدمی مارے گئے۔ آخر ش خزاعیون نے نوفل ابن مطویہ بنی بکر کے امیر سے کہا اُوے نوفل خدا سے ڈر اور حرمت حرم کو نگاہ رکھہ۔ نوفل بولا کہ آج کے دن مجھے خدا سے ڈرنیکی کچھہ ضرورت نہین۔ پھر تو خزاعیون نے لشٹم پشٹم بدیل ابن ورقاء کے مکان پر اپنے کو پہونچایا۔ بنی بکر اور سب اونکے حمایتی اپنے اپنے گھرون کو واپس چلے گئے۔ حمایتی یہ سمجھے کہ ہمین نہ کسی نے دیکھا ہے نہ پہچانا ہے۔ اودہر مدینہ مین آنحضرت کو الہام ہوا اور ساری کیفیت مکہ کی معلوم ہو گئی۔ آپ نے اوسی وقت بعض ازواج مطہرات کے روبرو بیان کر دیا کہ آج بنو خزاعہ پر بڑی مصیبت پڑی ہے اکثر لوگون نے آپ سے یہ بھی دریافت کیا کہ اسکی وجہ کیا ہوئی کیا قریش اپنے عہد سے پھر گئے۔ آپ نے جوابدیا کہ ہان اونہون نے اپنا عہد توڑ ڈالا۔

حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ اوسوقت مین نے آنحضرت کو "نصرۃ نصرۃ" کہتے ہوے سنا اور عرض کی کہ حضور آپ یہ کیا فرما رہے ہین۔ آپ نے جوابدیا کہ خزاعہ مجھسے مدد مانگ رہے ہین اور مین اونہین جوابدیتا ہون کہ تمہین مدد دی گئی۔ مدد دی گئی۔ اونپر قریش نے بنی بکر کی اعانت کے پردہ مین شبخون مارا ہے۔

المختصر اس معاملہ کے تین دن بعد عمرو ابن سالم خزاعی اور چالیس اور آدمی مدینہ مین آے اوسوقت آنحضرت معہ اصحاب کے دروازۂ مسجد پر تشریف رکھتے تھے۔ یہ لوگ دست بستہ حضور کے سامنے کھڑے ہوے اور رو رو کے اپنا سارا حال بیان کیا۔ آپ نے اون مصیبت زدونکی کمال دلداری کی۔ اور فرمایا خاطر جمع رکھو تمہاری مدد بخوبی کی جائیگی۔

اسوقت قریش کی آنکھین کھلین اور سمجھے کہ ہم سے بڑی نالایق حرکت سرزد ہوئی اب خیر

نہین ہے ہم نے اپنے ہاتھون سے اپنے پیرون مین کلہاڑی ماری اسکا کوئی علاج کرنا چاہئے نادم اور خجل ہو کے حارث بن ہشام اور عبداللہ ابن ابی ربیعہ کو ابوسفیان کے پاس بہیجا اور پیام دیا کہ بڑا غضب ہو گیا ہے جیسے ہو سکے اسکی اصلاح بہت جلدی کرنا چاہئے - نہین تو عنقریب مسلمان ہم سے لڑنیکو چلے آئینگے اور اپنے لوگون کا بدلا ہم سے لینگے - ابوسفیان نے بہی سوکھی سنائی کہ میری بیوی ہنت عبد نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے میری جان اوس خواب سے نکلی جاتی ہے - حارث و عبداللہ نے اوس خواب کی کیفیت ابوسفیان سے دریافت کی - ابوسفیان نے کہا کہ میری بیوی نے یہ دیکھا کہ حجون کی طرف سے خون کا دریا بہ کر مکہ مین آیا ہے - وہ طوفان موضع خندمہ مین پہونچکے ایک لمحہ کے لئے ٹہر گیا اور پہر غائب ہو گیا - حارث و عبداللہ بہی اس خواب کو سنکر سہم گئے - پہر تو ابوسفیان غصہ مین بہر کے چلا اوٹہا کہ واللہ یہ طوفان بے تمیزی میرے مشورہ سے نہین اوٹہا مجہہ سے جہونٹ موٹ بہی پوچہکے یہ کام نہین کیا گیا ہے - مین ہرگز لوگون کو ایسی بیوقوفی نہ کرنے دیتا - مگر افسوس ہزار افسوس جو سینگا میرے ہی جنم مین تہو کیگا - پس مجہپر فرض ہو گیا کہ قبل اس سے کہ محمد کو خبر ہو مین خود جا کے اون سے تازہ عہد و پیمان کر لون اور صلح کی میعاد کچہہ اور بڑہوا لون - ابہی تک ابوسفیان کو یہی گمان ہے کہ آنحضرت کو اس جہگڑے کی خبر ہی نہین ہوئی - اس لئے ابوسفیان ساز و سامان درست کر کے مدینہ پہونچا اور اپنی بیٹی ام المومنیں ام حبیبہ کے پاس جا اوترا - وہان آنحضرت کے بیٹہنے کی مسند بچہی ہوئی تہی چاہتا تہا - اوسپر بیٹہے کہ حضرت ام حبیبہ نے باپ کو روکا اور مسند لپیٹ کے اوٹہا رکہی - ابوسفیان نے متحیر ہو کے پوچہا کہ بیٹی کیا مین اس بچہونے پر بیٹہنے کے لائق نہین ہون یا اس مسند کو تو نے میرے قابل نہین سمجہا - جناب ام حبیبہ نے جواب دیا کہ یہ مسند سرور انبیا - سند الاصفیا - باعث خلقت ارض و سما - شفیع روز جزا احمد مجتبےٰ

محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اسپر ایک مشرک نجس وناپاک کیسے بیٹھہ سکتا ہے - ابوسفیان یہ سنکر بولا کہ ام حبیبہ مین دیکھتا ہون کہ تیرے مزاج مین کچھہ شر سما گیا ہے اور پہلی سی غربت اور مسکینی نہین رہی - ام المومنین نے جوابدیا کہ اب خدائے تعالےٰ نے مجھے اسلام کی طرف رہنمائی کی ہے اور کفر وضلالت کی ظلمت سے نکال لیا ہے دل میرا نور اسلام سے منور ہوگیا ہے اب تم سے لوگون کی عزت میرے دل مین نہین رہی اے ابوسفیان تو تو اپنی قوم کا سردار ہے اور دعوےٰ کرتا ہے کہ مین بڑا عقلمند ہون پھر پتھرون کے بتون کو پوجتا ہے جو نہ دیکھتے ہین نہ سنتے ہین تجھے چاہئے کہ صدق دل سے مسلمان ہوجاے - ابوسفیان بولا کہ اتنی بیغیرتی اور بے حرمتی کے بعد اب صلاح دینے بیٹھی ہے تاکہ مین باپ دادا کا دین چھوڑ کے محمد کا مذہب اختیار کرلون -

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن	آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

غرضکہ ابوسفیان وہان سے غصہ ہوکر اوٹھہ بیٹھا - سیدھا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور کئی بار نیا عہد باندھنے کیواسطے عرض کی مگر آنحضرت نے جواب ہی ندیا - آپ کے پاس سے ناامید ہوکر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس پہونچا اور ادن سے بھی عرض معروض کی - جناب صدیق نے کانون پر ہاتھہ رکھلیے اور فرمایا کہ مجھے کچھہ اختیار نہین - حضرت فاروق اعظم نے بھی ایسا ہی جوابدیا - اب وہ جناب فاطمۃ الزہرا جگر گوشہ رسول خدا کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے اپنے جوار وپناہ مین لیلین - جناب سیدہ نے فرمایا کہ مین ٹھیری عورت بھلا میری پناہ کا کیا اعتبار - ابوسفیان نے کہا کہ آپ رسول خدا کی بیٹی ہوکر ایسا فرماتی ہین آپکی بہن زینب نے تو ابوالعاص کو پناہ دی تھی اور وہ جائز سمجھی گئی - جناب فاطمہ نے فرمایا کہ نہین مجھے اسکا اختیار نہین آنحضرت جو چاہین سو کرین - ابوسفیان نے کہا اچھا تو اپنے دونون

بیٹون مین سے ایک سے کہدو کہ مجھے اپنی امان مین لیلین - قبائل قریش پر تمہارا بڑا احسان ہوگا حضرت فاطمہ فرمانے لگین کہ بچے میرے خرد سال ہین رسول خدا کی اجازت کے بغیر کچھہ نہین کر سکتے - آخر وہ گھبرایا ہوا شیر خدا علی مرتضیٰ کی خدمت عالی درجت مین حاضر ہوا اور بہت منت وسماجت کی - آپ کے مزاج مین ظرافت تھی ابو سفیان کا مبالغہ جو دیکھا اور سمجھے کہ لو یہ بیوقوف آگ لگا کے پانی کو دوڑا ہے مجھے بہی اپنے ساتھہ نادان بنانا چاہتا ہے اس سے دل لگی کرنا چاہئے فرمایا کہ میان تم ناحق میری تیری خوشامدین کرتے پہرتے ہو مین تمہین ایسی ترکیب نہ بتلادون کہ تمہارا مطلب بھی نکل آوے اور کسی کا احسان بہی تمہارے سر نہو - ابو سفیان یا پچون کپڑون سے خوش ہو کے کہنے لگا کہ اس سے اوراچہی بات کیا ہوگی - آپ نے فرمایا کہ جسوقت رسول اللہ مسجد مین تشریف رکہتے ہون اونکے سامنے جا کہڑے ہو اور خوب چلاّ کے کہدو کہ قریش کو مین نے اپنی امان مین لیا - محمد صلعم میری امان کو نہ توڑینگے تم ٹہیرے بڑے آدمی اور سردار قریش خواہ مخواہ تمہاری بات مانی جائیگی - تم ہرگز کسی کے ہاتھہ نہ جوڑو اسی کو کرو - ابو سفیان بولا کہ یہ بات کچہہ مفید بہی ہوگی یا نہین - حضرت علی نے فرمایا کہ تم تو ناحق منطق چہانٹتے ہو بہلا خدا کی مرضی مین کسکو دخل ہے میری سمجھہ مین جو کچہہ آیا تہا تمہین بتادیا اب تم جانو اور تمہارا کام جانے - ابو سفیان وہی کر بیٹھا جو حضرت علی نے فرمایا تہا یعنی مسجد مین آنحضرت کے سامنے بہی اور مدینہ کے سارے بازار مین پکار پہرا کہ مین نے دونون طرف کے لوگون کو اپنی امان مین لیا مجھے ہرگز یقین نہین کہ محمد میری پناہ اور جوار کو رد کرینگے - پہر شاد شاد مکہ روانہ ہوگیا -

ادہر قریش مکہ نے دیکھا کہ ابو سفیان کو مدینہ گئے ایک مدت ہوچکی اور ابہی تک واپس نہین آیا کہین مسلمان تو نہین ہوگیا - سبہون کے دل مین بدگمانی پیدا ہوئی آخر ایکدن رات کیوقت وہ اپنی گہر مین پہونچا - اوسکی بیوی ہندہ نے دریافت کیا کہ تو نے مدینہ مین دیر بہت لگائی کیا کرتا رہا یہان

ساری قوم تیری طرف سے بدگمان ہوگئی ہے اور سب نے یقین کرلیا ہے کہ تو خفیہ مسلمان ہوگیا اپنا کام بھی کر آیا یا نہین اگر کر آیا ہے تو خیر نہین تو ناحق تکلیف کی تکلیف اوٹھائی اور بدنامی رو کن مین پلے پڑی - ابوسفیان نے مدینہ کا سارا حال کہہ سنایا - ہندہ نے جب حضرت علی کی دل لگی سنی تو بے اختیار ایک دوہتڑ اوسکے مارا اور کہنے لگی کہ بیوقوف اتنا نہ سمجھا کہ علی نے مجھسے تمسخر کیا ہی اب تیری عقل بالکل جاتی رہی جو سنے گا تجھپر ہنسیگا - غرضکہ بیچارے ابوسفیان نے رات کو جورو کی مار کہائی اور دن کو قریش کے مجمع نے اوسکے پیچھے تالی بجائی غریب ازان سو رانده وازین سو درمانده ہوکے اپنا سا منہ لے کے رہگیا جو تہا وہ یہی کہتا تہا کہ بڈہے کی عقل ماری گئی ہے یہ گیا کیون تہا اور کر کیا آیا -

ابوسفیان جب مدینہ سے چلدیا تو آنحضرت نے سفر کی تیاری کا حکم جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیا اور فرمایا چپ چپاتے سامان کرو کسی سے کہنا مت - حضرت صدیقہ اسباب سفر درست کر رہی تہین کہ جناب ابوبکر تشریف لائے اور پوچھا بیٹا کیا کرتی ہو - صدیقہ نے جواب دیا کہ ابا جان مجھے تو معلوم نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھہ فرمادیا ہے اوسکی تعمیل کئے دیتی ہون چون وچرا سے مجھے کیا مطلب ہے - صدیق اکبر دریافت کر ہی رہے تھے کہ آنحضرت بھی رونق افروز ہوے - آپ نے پوچھا - یا حضرت کدہر کے قصد ہین اگر سفر کی تیاریان ہون تو مین بھی سامان کرون - ارشاد ہوا کہ قریش مکہ پر چڑہائی کرنیکا ارادہ ہے تم بھی کیل کانٹے سے درست ہوجاؤ مگر خبردار کسی کو کانون کان خبر نہونے پائے - دوسری بات یہ ہے کہ راہ کی حفاظت رکھو مدینہ سے مکہ کو کوئی آنے جانے نہ پائے - پھر مدینہ کے قرب وجوار کے قبیلون اور قومون کو اس مضمون کے خطوط روانہ کئے گئے کہ جو خدا اور روز جزا پر ایمان رکہتا ہو یکم رمضان تک مدینہ آجائے ان خطوط کے دیکھتے ہی قبائل اسلم وغفار ومزینہ وجہینہ واشجع کے سب آدمی مدینہ منورہ مین جمع ہوگئے

مگر قبیلہ بنی سلیم کو آنے مین دیر لگی وہ مدینہ مین نہ آسکے منزل قدید پر لشکر اسلام مین آکے شامل ہوئے
جب مکہ معظمہ کا مصمم ارادہ ہوگیا تو حاطب ابن ابی بلتعہ نے مکہ والون کو ایک خط مین یہ لکھا
"اے معشر قریش تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام لئے ہوئے تم پر آتے ہین لشکر
تو در کنار اگر وہ تن تنہا تمہارے مقابلہ کو آجائین تو بہی خدا فتح اونہین کو دیگا کیونکہ خدا فتح مکہ کا
وعدہ اون سے کرچکا ہے پس تمکو چاہئے کہ اپنی فکر کرو" یہ خط حاطب نے قبیلہ مزنیہ کی ایک
عورت کو دیا جسکا نام کنودی تہا بعضون نے اوس کا نام سارہ مولاۃ عمر یا ام سارہ بتایا ہے اور کہا کہ
اسے احتیاط سے لیجانا کوئی دیکھنے نہ پائے خفیہ طور سے جاکر قریش کو دیدینا - دس دینار
سرخ اور ایک چادر اجرت قرار پائی - کنودی نے خط بالون مین رکھکے جوڑا باندہلیا اور وہ ایسا چہپگیا کہ
معلوم بہی نہوتا تہا - ادہر تو وہ عورت روانہ ہوئی اودہر الہام نے آنحضرت کو آگاہ کیا کہ بیٹھے کیون ہو مخبری
نے قریش کو مطلع کردیا - حاطب ابن ابی بلتعہ کی بہیجی ہوئی ایک عورت مکہ جاتی ہے - آپ نے
اوسی وقت زبیر بن العوام - علی مرتضی - ابو مرثد غنوی - عمار یاسر اور مقداد بن اسود کندی کو بلاکر حکم دیا
کہ تم لوگ فوراً روضہ خاخ ابن سید تک چلے جاؤ وہان تمکو ایک عورت ملیگی جسکے پاس ایک خط
ہے وہ خط میرے پاس لے آنا - حضرت علی مرتضی معہ اپنے ساتہیون کے وہان پہونچے اور کنودی
کو گرفتار کرلیا مگر وہ صاف انکار کرگئی کہ خط میرے پاس نہین ہے - ان لوگون نے اوسکی تلاشی لی
اور سارا اسباب ڈہونڈہا مگر خط کا پتہ نہ چلا - علی مرتضی فرمانے لگے کہ مین اس عورت کو ہرگز نچہوڑونگا کیونکہ
مخبر صادق کا فرمانا خلاف واقع نہین ہوسکتا - یہ کہکر آپ نے تلوار نکالی اور کہا کہ بتلانا ہے تو بتا ورنہ
مین ابہی تیرا سر تن سے جدا کردونگا - عورت ڈر گئی اور خط اپنے بالون سے نکالکے شیر خدا کو دیدیا -
جناب امیر نے خط تو لاکے حضور نبوی مین پیش کیا اور اوس عورت کو چہوڑدیا نہ معلوم کہ وہ اپنے
گہر واپس گئی یا مکہ پہونچی - آنحضرت نے خط پڑہکے حاطب کو بلایا اور پوچہا کہ تم یہ خط کیون بہیجتے تہے

اونہون نے عرض کی کہ حضور اگرچہ مین قریش کا ہم عہد و حلیف ہون مگر مجھے کسی طرح کی ہمدردی یا ربط اونکے ساتھہ نہین البتہ اتنا ہے کہ میرے جورو بچے سب مکہ مین ہین اور کوئی ایسا نہین جو اونکی خبر گیری وہان کرے سوای میرے جتنے مہاجر و انصار ہین سب کے دس دس پانچ پانچ آدمی مکہ مین موجود ہین اور وہ اونکے اہل و عیال کی پاسداری کرتے ہین اس لئے مین نے قریش کو یہ خط لکھا تہا کہ میرا احسان اون پر ہو۔ اور وہ میرے چھوٹے چھوٹے بچون کی پرورش کرین۔ آنحضرت کی آنکھون مین آنسو بہر آے اور فرمایا۔ اے لوگو حاطب نے سچ سچ کہدیا اب یہ معافی کے لایق ہے۔ اسپر بہی جناب فاروق اعظم نے حاطب کو بہت شرمایا تم نے جب سن لیا تہا کہ راہون تک کا انتظام کیا گیا ہی تو پہر ایسا کیون کیا۔ حضور نبوی نے جناب فاروق کو منع کیا کہ حاطب سے کچھہ نہ کہو وہ بدر مین شامل تہا جسکی نسبت خدا یہ فرماتا ہے اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم یہ سنکر حضرت عمر کے آنسو جاری ہو گئے۔ اسی باب مین یہ آیت نازل ہوئی۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ

ترجمہ۔ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنون سے دوستی نکرو۔

کہتے ہین کہ کسی خلیفہ نے یہودی کو اپنا وزیر بنا لیا تہا دوسرے دن خلیفہ نماز پڑہنے مسجد مین آیا۔ امام نے یہ آیت پڑہکے خاموشی اختیار کی۔ خلیفہ حکم خدا سے اوسی وقت اپنی حرکت پر متنبہ ہو گیا اور ارادہ کیا کہ اب یہودی کو معزول کر دونگا۔ امام صاحب بہی روشن ضمیر تہے جب اونکو خلیفہ کے ارادہ سے آگاہی ہوئی تو آگے پڑہکے نماز تمام کی۔

آنحضرت نے مکہ کی روانگی سے قبل یکم رمضان ۸ھ کو ابو قتادہ انصاری کے ساتھہ آٹھہ سو آدمی قبیلہ اضم کی طرف اس غرض سے روانہ کئے کہ کفار مکہ کو دہوکا ہو۔ راہ مین عامر ابن الاضبط اشجعی نے لشکر اسلام کی بڑی تعظیم و توقیر و خاطر کی۔ اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہین مگر محلم بن جثامہ لیثی کو اوس سے زمانہ جاہلیت کی عداوت چلی آتی تہی اس لئے عامر کو قتل کرکے

اوسکا سارا مال واسباب لیلیا - پھر کسی دشمن کا سامنا نہوا - یہ لوگ میدان صاف دیکھکے مطمئن ہوگئے اور مدینہ کو چلے - موضع ذی خشب پر پہونچکے سنا کہ آنحضرت مکہ تشریف لے گئے یہ سب بھی اودہر ہی چلے اور منزل سقیا پر آنحضرت سے جا ملے - آپ نے محلم کا حال جو سنا تو نہایت ناخوش ہوے اور فرمایا "لاغفر اللہ لہ" محلم روتا تھا اور افسوس کرتا تھا کہ مین نے ناحق عامر اشجعی کو قتل کیا آخر اسی غم مین سات دن کے بعد مر گیا - زمین نے بھی اوسکی لاش کو قبول نہ کیا یعنی جسوقت قبر کھود کے جنازہ اوتارا گیا تو جوف قبر سے وہ باہر نکلکے آپڑا - لوگ دوڑے ہوے آنحضرت کے پاس آے اور عرض کی کہ حضور زمین لاشہ کو اپنے اندر نہین لیتی آپ نے فرمایا کہ زمین نے تو اوس سے بدتر لوگون کے جنازے قبول کر لئے ہین مگر خدا کی مرضی نہین ہے زمین بیچاری کیا کرے - اس امر سے خدا تم لوگون کو یہ تعلیم دینا چاہتا ہے کہ جو شخص مسلمان کو حقیر سمجھکے اوسکی بے حرمتی کریگا خدا اوسے ہرگز قبول نکریگا - محلم نے ایک مسلمان کو طمع دنیا وی اور عداوت نفسانی کے باعث مار ڈالا - خدا اوس سے ناخوش ہے اس لئے زمین بھی اوسے نہین لیتی پس تم لوگ نصیحت پکڑو کہ صرف اونہین لوگون کو مارنا جو اسلام کو مضرت پہونچاتے ہون خدا سے دشمنی رکہتے ہون - مسلمانون کو دیکھہ نہ سکتے ہون اور کسی طرح ملتے ہی نہ ہون - عامر نے مسلمانون کی خاطر و تواضع کی تہی اوسے ذاتی عداوت کے باعث مار ڈالنا ایسا گناہ ہے کہ خدا ابھی اوسکو بخشنا نہین چاہتا - پھر تو محلم کی لاش کو ایک پہاڑی پر جا کے رکھدیا اور چارون طرف پتھر چن دئے - کہان ہین وہ لوگ جو مسلمانون کے جہاد کو ظلم اور خود غرضی پر محمول کرتے ہین آئین اور دیکھین کہ مسلمانون کی عزت و توقیر اور خاطر و تواضع ہی سے عامر اشجعی ایسا پیارا ہو گیا اور مسلمان سمجھا گیا کہ جسکے باعث مدت کا مسلمان مردود بارگاہ ہوا - یہان سے صاف ثابت ہے کہ مسلمانون کے سارے جد و جہد سچے دین کو زندہ رکہنے کے لئے تھے اور اونکے باعث جو لوگ اسلام پر الزام لگاتے ہین وہ اس

دین کی زندگی نہین چاہتے۔

روانگی کے وقت ابن ام مکتوم یا ابورہم غفاری یا ابوذر غفاری مدینہ مین خلیفہ کیئے گئے تھے۔

روانگی کا دن چارشنبہ دوسری یا دسوین رمضان تھی۔ ازواج مطہرات مین سے حضرت ام سلمہ ساتھہ تھین۔ ابوعتبہ کے کنوئین پر پہونچکے ڈیرے پڑے۔ سات سو مہاجرتین سو گھوڑون کے ساتھہ۔ چار ہزار انصار پانسو گھوڑون کے ہمراہ قبیلہ مزنیہ کے ہزار آدمی جن مین سو زرہ پوش اور سو گھوڑے تھے۔ قبیلہ اسلم کے چار سو آدمی اور بیس گھوڑے۔ اور بنی عمر ابن کعب کے پانسو آدمی ہمراہ تھے غرضکہ ۶ ہزار ۶ سو آدمی مکہ فتح کرنے چلے۔ جب منزل صلصل پر پہونچے تو زبیر بن العوام کو دو سو آدمی کے ساتھہ بطور طلیعہ آگے روانہ کیا۔ منزل قدید پر جب ڈیرے خیمے پڑے ہوے تھے تو مہاجر و انصار اور جمیع قبائل کو جھنڈے بنا بنا کے دئیے گئے وہین بنو سلیم کے ہزار آدمی لشکر اسلام مین آن ملے اب لشکر کی پوری تعداد ۷ ہزار ۶ سو ہو گئی۔ اکثر لوگ جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جارہے تھے وہ بھی اثناے راہ مین ساتھہ ہو لئے۔ منزل ذی الحلیفہ پر حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰے عنہ معہ اپنے اہل و عیال کے مدینہ جاتے ہوے ملے آنحضرت نے اون سے کہا کہ اپنے بال بچے اور اسباب تو مدینہ بھیجدو اور خود ہمارے ساتھہ رہو۔ ابوسفیان ابن الحارث ابن عبد المطلب اور عبد اللہ ابن ابی امیہ ابن المغیرہ مخزومی عاتکہ بنت عبد المطلب کے بیٹے یعنی آنحضرت کے چچازاد اور پھوپی زاد بھائی بھی انہین لوگون کے ہمراہ تھے ابوسفیان ابن الحارث بن عبد المطلب آنحضرت کے رضاعی بھائی بھی تھے کیونکہ حلیمہ سعدیہ نے اونہین بھی دودھ پلایا تھا۔ پہلے تو رسول اللہ نے ان دونون صاحبون کی طرف کچھہ توجہ نکی کیونکہ انھون نے آپکو بڑی بڑی ایذائین پہونچائی تھین اور بکمال بیعزتی آپکی کی تھی مگر حضرت ام سلمہ نے سفارش کر کے اونہین دربارین باریاب کیا اور وہ بھی مشرف باسلام ہو کر ساتھہ رہے۔ آنحضرت

نے مدینہ سے چلتے وقت منادی کرادی تھی کہ جسکا جی چاہے وہ روزہ رکھے اور جسکا دل نچاہے نہ رکھے۔ موضع کدید تک تو اسی حکم کی تعمیل ہوئی مگر وہان سے سب نے روزون کو سلام کیا ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے منزل عنیان پر ایک کٹورہ پانی کا بھر کے اتنا اونچا کیا کہ سب نے دیکھا پھر اوسے پی گئے اور دوسرے مہینے تک روزہ نرکھا۔ جابرؓ فرماتے ہین کہ جب آنحضرتؐ نے روزہ افطار کر لیا تو بعض لوگون نے حضور سے آکے یہ عرض کی کہ اکثر آدمی اب بھی روزہ سے ہین حضور نے فرمایا اولئك العصاة اولئك العصاة یعنی ایسے لوگ گنہگار ہین۔ غرضکہ منزل مر الظہران پر پہونچتے پہونچتے جہان سے مکہ چار فرسنگ ہے دس ہزار غازی لشکر اسلام مین ہو گئے۔ ابھی تک قریش کو مطلق اس بات کی خبر نہ تھی لیکن اتنا ضرور جانتے تھے کہ ہمسے بڑی بد عہدی اور شرارت سرزد ہوئی ہے غالباً آنحضرت مکہ پر چڑھائی کرینگے یہ سوچکے سب ابو سفیان کے پاس آے اور کہا کہ تم جا کر محمد کا حال دریافت کرو اور اگر بار یابی ہو جاے تو ہمارے لئے امان مانگنا۔

ابو سفیان قریش کے کہنے سے حکیم ابن حزام اور بدیل ابن ورقاء کو ساتھ لیکر روانہ ہوا۔ جب مر الظہران کے پشتہ پر پہونچا تو دیکھتا کیا ہے کہ ساری وادی مین ایک آگ لگ رہی ہے۔ ابو سفیان کہنے لگا "ہین یہ آگ کیسی یہ تو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسی کہ شب عرفہ کو حاجی لوگ اپنے اپنے پڑاؤن پر روشن کر دیتے ہین" بدیل نے جواب دیا کہ شاید خزاعی یہان آپڑے ہین۔ ابو سفیان بولا "نہین صاحب اونکا مجمع اتنا بڑا کہان جو وہ اتنی آگ جلاتے"۔ اسی حیرت مین کچھ آگے بڑھے تھے کہ خیمے نظر آنے لگے اور گھوڑون کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی تو اور بھی زیادہ ڈرے اور خیال کیا کہ بنی کعب قوم خزاعیہ کو چارون طرف سے اکھٹا کر کے یہان آگئے ہین۔ اتنے مین ایک اور آدمی بول اوٹھا کہ نہین اون دونون کا ملکے بھی اتنا ہجوم نہین ہو سکتا۔

الحاصل یہ لوگ اسی طرح کی باتین کرتے ہوے چلے جاتے تھے اور کچھہ سمجھہ مین نہین آتا تھا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مرالظہران پر پہونچکر مجھے ترس آیا کہ اگر رسول خدا اسی لشکر اور اسی ساز و سامان سے مکہ جا پہونچے اور قریش کو خبر نہ ہوئی تو بیچارونکو رونے کے لیئے مزدور بہی نہ ملینگے اور سخت مصیبت مین گرفتار ہو جائینگے لاؤ تمہین کوئی ایسی تدبیر کرو کہ اب گہر کے دروازے سے تو کمبختون کو اطلاع ہو جاوے۔ پہلے تو مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی پہر موضع اراک تک گہوڑا ہانکے چلا گیا۔ میری غرض یہ تھی کہ کوئی ایسا آدمی ملجاوے جس سے مین قریش کے پاس لشکر اسلام کے آجانیکی اطلاع بہیجدون تاکہ وہ اپنی کچھہ فکر کرلین۔ ناگاہ موضع اراک کے پاس چند آدمیون کی آوازین مین نے سنین اور غور سے سنکر پہچانا کہ ابوسفیان اور بدیل ہین مین نے پکار کر کہا "یا اباحنظلہ" ابوسفیان نے بہی میری آواز پہچان لی اور اپنے ساتھیون سے کہا کہ یہ تو ابوفضل ہے۔ پہر میری طرف منہ کر کے دریافت کیا کہ اے شخص کیا تو ابوفضل ہے۔ مین نے جوابدیا کہ ہان۔ اب ابوسفیان بالکل میرے پاس آکہڑا ہوا اور پوچہا کہ یہ کون لوگ ہین اور کیون اس کثرت کے ساتھہ جنگل مین پڑے ہوے ہین۔ مین نے جوابدیا کہ اے ابوسفیان افسوس ہے تیرے حال پر تجھے ابہی تک خبر نہین کہ قریش پر آسمان ٹوٹ پڑا۔ ارے کمبخت یہ رسول اللہ کا لشکر ظفر پیکر ہے یہ سنکر ابوسفیان سٹ پٹا گیا اور گڑگڑا کے کہنے لگا کہ اے عباس اب مین کیا کرون تم ہی مجھے کوئی تدبیر بتاؤ۔ مجھے اوسکی بیکسی اور بڑہاپے پر رحم آگیا اور اوس سے کہا چل مین تجھکو دربار فیض آثار نبوی مین لیچلون اور تیری سفارش بہی کردون الپس بدیل وحکم تو مکہ واپس گئے اور مین ابوسفیان کو اپنے ساتھہ لیئے ہوے لشکر مین چلا آیا۔ اثناے راہ مین جس قوم کے پڑاؤ سے میرا گذر ہوتا تھا وہین سے آواز آتی تھی کہ اسوقت کون باہر نکلا ہے اور یہ کہتے ہی

لوگ مستعد ہو کے سامنے اکھٹرے ہوتے تھے - مین جسکو اپنا نام بتا دیتا وہی خاموش ہو کے
راستہ چھوڑ الگ کھڑا ہو جاتا تھا - یہان تک کہ ہم دونون حضرت عمر فاروق کے خیمہ تک
پہونچ گئے - وہان بہت سی آگ جل رہی تھی اور عمر خطاب دست بقبضہ تیار و مستعد بیٹھے تھے
پہلے تو میری صورت دیکھکے کچھہ نبولے جب مین خیمہ سے آگے بڑھا تو میرے پیچھے ابوسفیان کو
سوار دیکھکے پکار رہے - لوگو ہوشیار رہنا ابوسفیان دشمن خدا و رسول عباس کے ساتھہ لشکر
مین آگیا ہے - اتنا کہا اور ہم سے پہلے رسول اللہ کی خدمت مین پہونچ جانے کی کوشش کی
پہلے تو ابوسفیان اونکی للکار سنکے لرز گیا پھر مجھے خیال ہوا کہ اگر وہ مجھسے پہلے پہونچ گئے تو بیچارے
ابوسفیان کی خیر نہین اس لیئے مین نے اپنے اونٹ کو تیز کر دیا اور اون سے پہلے حضور نبوی
مین پہونچ گیا - مگر اونکے تلوؤن سے بھی لگی ہوئی تھی ہم دونون وہان پہونچکے سانس بھی نہین
لینے پائی تھی کہ فاروق اعظم بھی آن پہونچے اور اس قسم کی باتین کین جن سے مترشح ہوتا تھا
کہ ابوسفیان کو ہرگز امان نہ ملنی چاہیئے - مین نے التماس کی کہ یا رسول اللہ مین امان دیکے
اسے اپنی حمایت مین لایا ہون - آپ نے کسی کی بات کا بھی جواب نہ دیا اور ابوسفیان سے
مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے ابوسفیان تو کفر و شرک سے توبہ کر اور خدائے واحد کی پرستش اختیار
کر لے اس سے تیری نجات ہو گی - ابوسفیان کمبخت وہی اپنا جنگلا بولا کہ اگر مین ایسا کرون تو
لات و عزی کے ساتھہ میری کیسے بنیگی - حضرت عمر یہ بات سنتے ہی تھرا گئے اور کہنے لگے - کیا
کرون تو رسول خدا کے خیمہ مین ہے اگر باہر ہوتا تو تجھے زمین کا پیوند کر دیتا - حضرت عباس
فرماتے ہین کہ مجھے اوسوقت حضرت عمر کی باتین زہر معلوم ہوتی تھین آخر مجھسے نہ رہا گیا اور کہدیا
کہ آپ خاموش رہین آپکو اس سے کیا مطلب - ابوسفیان عبد مناف مین سے ہے اگر بنی عبد سے
ہوتا تو تمہین اس غریب سے اتنی کاوش نہوتی - حضرت عمر میرا یہ طعنہ سنکے فرمانے لگے - عباس

تم ایسی بات اپنے منہ سے نہ نکالو-جسدن تم مسلمان ہوے ہو مجھے ایسی خوشی ہوئی تہی کہ
اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے بہی نہوتی مین تمکو اپنے باپ سے زیادہ عزیز رکھتاہون مجھے
تو اسلام پیارا ہے مین قوم قبیلہ اور خویش واقارب کو کچھہ نہین سمجھتا آپ کا یہ خیال میری نسبت
غلط ہی-اسوقت آنحضرت نے عباس وابوسفیان دونون کو تسکین دیدی اور فرمایا-عباس تم
اسے لیجا کے رات بہر تو اپنے خیمہ مین رکھو صبح میرے پاس لے آنا-حضرت عباس اپنے خیمہ مین
گئے اور بآسائش تمام ابوسفیان کو وہان سلا رکہا-صبح ہوتے ہی پہر ابوسفیان کو حضور مین لے
پہونچے-حضور نے پہر اوسے نصیحت کی اور بہت نرمی اور مہربانی سے سمجھایا-اسوقت ابوسفیان
کا دل جو پتھر سے بھی زیادہ سخت تہا آپ کے کلام معجز نظام کی تاثیر سے موم ہو گیا اور حضور سے
عرض کرنے لگا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون آپ بڑے کریم وحلیم ہین کہ باوجود میری عداوتون
اور اون ظلمون کے جو مین نے آپ کے اور آپ کے اصحاب کے حق مین کئے ہین آپ کی
میرے اوپر شفقت ہی رہی اب مین سمجھہ گیا کہ آپ خدا کے سچے نبی ہین اور آپ کی یہ ساری
کوشش خدا کے لئے ہے-آپکو کسی سے کوئی دشمنی نہین-آپ کسی عداوت کے باعث
لوگون کو نہین مارتے-آپ کے سارے کام خدا کے لئے ہین-پس اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہین
اگر ہوتا تو تم ایسے رحیم وکریم وحلیم نہوتے اور بیشک میری پچھلی عداوتون کے باعث آج مجھے قتل کرادیتے
اب تک مجھے آپکی نبوت مین شک تہا-ابوسفیان باتین تو بنا رہا تہا مگر کفر کی محبت اوسکے دل
سے نجاتی تہی اس لئے حضرت عباس نے تنگ ہو کے کہا کہ ابوسفیان اتنی باتین کیون
بناتا ہے خدا ورسول پر ایمان لا اور شرک وکفر سے توبہ کر-ابوسفیان نے شاید حضرت عباس
کی خاطر سے طوعًا وکرہًا کلمہ شہادت پڑہلیا-اب تو حضرت عباس کو زیادہ سعی وسفارش کا موقع
ہاتھہ آگیا اور آنحضرت سے عرض کی کہ حضور یہ شخص اپنی قوم کا سردار ہے اسے آپ کے دربار سے بہی

امتیاز ملنا چاہئے یعنی جسکو یہ امن دے اوسے آپ بہی منظور فرماوین۔ آنحضرت نے اسکے جواب مین فرمایا من دخل دار ابی سفیان فھو امن و من القی السلاح فھو امن و من اغلق بابہ فھو امن و من دخل مسجد الحرام فھو امن یعنی جو شخص ابوسفیان کے گہر مین داخل ہوجائیگا وہ امان مین ہے اور جو اپنے ہتیار ڈالدے وہ بہی امن مین ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرے وہ بہی امان پائیگا۔ اور جو مسجد الحرام مین داخل ہوجای وہ بہی امان مین رہیگا۔ آنحضرت نے چار صورتین امن کی بتادین جنمین ایک صورت ایسی تہی جس سے ابوسفیان کی بہی عزت بڑہ گئی۔ حضرت صبحی پاشا فرماتی ہین کہ ابوسفیان اور بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزامہ تینون ایک ساتہہ اسی وقت مسلمان ہوگئے اب ابوسفیان آنحضرت سے رخصت ہوکر مکہ روانہ ہوا۔ حضرت عباس کے دل مین کہٹکا پیدا ہوا کہ قریش کی صحبت مین بہر مل ملا کے کہین خراب نہو جاے بہتر یہ ہے کہ لشکر اسلام کا جلال اسے دکہادو تاکہ اسکے دل مین ہیبت سما جاے اور یہ وہان پہونچکے مسلمانون سے دشمنی نہ کرے۔ یہ سوچکے حضرت عباس نے اوسے آواز دی۔ اوسکے دل مین تو چور تہا ہی ڈرا کہ اگر مین واپس گیا تو کہین ایسا نہو کہ یہ لوگ مجہے قید کر رکہین اس لئے دور ہی سے پکار کے کہا کہ اے بنی ہاشمیو کیا تم مجہہ سے فریب کیا چاہتے ہو۔ حضرت عباس نے فرمایا اے شخص ایسی باتین نہ کر اہل نبوت کبھی فریب نہین کرتے۔ مین صرف لشکر کی سیر تجہے کرانا چاہتا ہون ابوسفیان چلا آیا۔ حضرت عباس اوسے ایسی جگہہ لے کے کہڑے ہوگئے کہ جو لشکر کی گذر گاہ تھی۔ اب جوق جوق لشکر اودہر سے نکلنا شروع ہوا۔ جو گروہ اودہر سے نکلتا ابوسفیان اوسکا حال پوچہتا اور حضرت عباس بتاتے جاتے تہے۔ یہانتک کہ سعد بن عبادہ انصار کا علم لئے ہوے ہزار آدمیون کے ساتہہ ابوسفیان کے آگے سے نکلے اور اوسے سنا کے یہ بات کہی۔ آج وہ دن ہے کہ خون کے دریا بہ جائینگے۔ منافق و معاند اپنے اعمال کی سزا بہگتینگے

اور قریش ذلیل وخوار ہونگے - اب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ابوسفیان کے قریب آئی - حضور ناقہ قصویٰ پر سوار - ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق - دوسری طرف اسید بن حضیر باہم باتین کرتے چلے آتے تھے - ابوسفیان راستہ روک کے کھڑا ہو گیا اور دست بستہ عرض کی کہ حضور فریاد ہے - سعد بن عبادہ مجھے بری بری باتین طنز اُسناتے ہوے چلے گئے ہین - حضور سعد پر بہت خفا ہوے اور حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ تم آگے بڑھکر سعد سے علم لیلو اور بکمال فروتنی اور نرمی سے مکہ مین قدم رکھنا - پھر ابوسفیان کی طرف بہت مہربانی سے مخاطب ہوے اور فرمایا کہ ابوسفیان سعد کو معاف کرو وادن سے قصور ہوا - آج تو مرحمت وعاطفت کا دن ہے خداوند کریم قریش کا بول بالا کریگا -

غرضکہ جب پورا لشکر ابوسفیان کے سامنے سے گذر لیا تو جناب عباس رضی اللہ عنہ نے اوسے مکہ جانیکی اجازت دی اور کہا کہ اب جلدی سے پہونچ کے قریش کو خبر کردے کہ سوتے کیا ہو اپنی فکر کرو - ابوسفیان تو بھاگا بھاگ مکہ پہونچا اور لشکر اسلام ظفر انجام نے ذی طویٰ مین قیام کیا اور آنحضرت کی رونق افروزی کے انتظار مین بیٹھے - چونکہ اوسدن خدا کی قدرت سے ایک تاریک غبار زمین سے اوٹھکے پہاڑیون کی چوٹیون تک پہونچ گیا تھا اس لئے مکہ کے لوگ ہر چند اونچے اونچے مکانون پر چڑھ چڑھکے لشکر اسلام کو دیکھتے تھے مگر کچھہ نظر نہ آتا تھا اور آنحضرت کے آنے کی خبر ابھی تک کسی کو نہ ہوئی تھی -

جب ابوسفیان مکہ مین داخل ہوا تو لوگون نے پوچھا کہ کیا خبرین ہین - ابوسفیان نے جواب دیا کہ افسوس صد ہزار افسوس محمد کا لشکر تمھارے سرون پر آپہونچا اور فوج بھی ایسی ہے کہ تم اوسکا مقابلہ ہرگز نہین کرسکتے مگر محمد کا حکم ہے کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین آجائیگا اوسکے لئے امان ہے جو ہتیار ڈالدیگا اوسکو بھی امان ہے - جو اپنا دروازہ بند کرکے گھر مین بیٹھہ رہیگا یا مسجد الحرام مین

داخل ہوجائیگا اوس سے بھی کوئی مزاحم نہوگا- قریش بولے اے ابوسفیان خدا تیرا برا کرے تو بڑی وحشتناک خبر لایا ہے- اتنے مین ابوسفیان کی بیوی جو اپنے شوہر کے آنیکی خبر سنکے اوسکے استقبال کو نکلی تھی یہان آپہونچی اور ابوسفیان کی باتین سنکے ایسی خفا ہوئی کہ بڈھے کی ڈاڑھی پکڑکے وہ پاپوشین جمائین کہ حجامت بنگئی اور قریش سے کہنے لگی کہ اس مردود کو جان سے مارڈالو تاکہ پھر کبھی ایسی بیہودہ باتین اسکے گندے منہ سے نہ سننی پڑین- ابوسفیان نے اس ذلت وخواری کے بعد بھی یہی کہا کہ تم لوگ جو چاہو کرو مگر حقیقت یہی ہے جو مینے تمکو سنادی

جب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلواۃ ذی طوی مین پہونچے اور لشکر اسلام کی شان وشوکت اور آراستگی دیکھی تو آپنے اوسدن کو یاد کیا جسدن کہ مصیبت و بلا مین پڑکے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی اور اپنے وطن مالوف کو چھوڑا تھا- پس آج کے دن اسلام کی عظمت اور جلال دیکھکے سربسجود ہوے اور خدا کا شکر ادا کیا- پھر زبیر کو حکم ہوا کہ مہاجرین کو ساتھ لئے ہوے اعلاے مکہ کی راہ سے شہر مین داخل ہو- اور علم خاص کو مقام حجون پر لیجا کر ہمارے انتظار مین ٹھیرے رہو- سعد بن عبادہ کو ارشاد ہوا کہ اپنی جماعت کو لیکر ثنیہ مدنین مین چلے جاؤ- خالد ابن الولید سے فرمایا کہ تم اسلم وغفار وجہنیہ ومزنیہ وغیرہ کے ہمراہ اسفل مکہ سے اندر گھسو- اور اپنا جھنڈا انتھی بیوت پر کھڑا کرنا- ابوعبیدہ ابن الجراح کو غیر مسلح جماعت کے ساتھ بطن وادی کی طرف سے روانہ کیا- اور خود اذاخر کی راہ سے تشریف لیچلے- پھر سب سے تاکید اً کہدیا گیا کہ کبھی اپنے دل کے کہنے سے مقاتلہ ومجادلہ نکرنا جب تک کہ تمھارے سرون پر نہ آبنے- اور موضع حجون مین ہمارا خیمہ برپا کردینا- چنانچہ آپکا خیمہ سرخ ادیم کا وہان کھڑا کردیا گیا اور وہ زمین آسمان پر فخر کرنے لگی-

جب سارا لشکر اسلام آبادی مکہ مین داخل ہوگیا- تو قریش سے رہا نہ گیا آنکھون مین خون

اوتر آیا۔ عداوت دلی اور قساوت قلبی جو ہمیشہ سے چلی آتی تھی ضبط نہو سکی۔ ارادہ کر لیا کہ اب تو جو چاہے ہو مگر اپنا اور مسلمانون کا خون ایک کر دینگے۔ جی کھول کر جنگ کے لیے تل گئے خالد ابن ولید اپنی جماعت کے ساتھہ موضع خندمہ ہی تک پہونچنے پائے تھے کہ قریش نے اونہین قتل کرنیکا ارادہ کیا اور ہاتھی سے گانڈے کھانا چاہے۔ عکرمہ بن ابو جہل۔ صفوان بن امیہ۔ سہل ابن عمرو نے بنی بکر اور بنی الحارث ابن عبد مناف اور ہذیل اور احابیش کی جماعتون کے ساتھہ حضرت خالد ابن ولید کا راستہ آروکا۔ خالد بن الولید نے بہتیر اٹالا مگر سر پر آئی ہوئی کب ٹلنے والی تھی قریش مچل گئے نہ مانے۔ اب حضرت خالد کو اپنی تلوار سنبھالنی پڑی اور جنگ عظیم واقع ہوئی۔ یہان تک نوبت پہونچی کہ لڑتے لڑتے مسجد الحرام کے پاس مقام حزورہ تک پہونچ گئے۔ بنی بکر کے ۲۰ آدمی اور ہذیل مین سے بھی ۴ مارے گئے۔ مسلمانون مین سے دو آدمی جیس ابن الاشعر اور کرز ابن جابر شہید ہوے۔

رسول خدا نے دور سے نیزے اور تلوارین چمکتی دیکھکے پوچھا کہ ہین۔ یہ کیا معاملہ ہے ہمنے تو جدال و قتال سے منع کر دیا تھا یہ کیا ہوا۔ لوگون نے التماس کی کہ یا رسول اللہ کفار قریش نے خواہ مخواہ خالد پر ہاتھہ صاف کرنے شروع کر دئیے تھے وہ غریب کیا کرتے آخر لڑنا پڑا۔ آپ نے ایک صحابی کو حضرت خالد کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ خالد سے جاکر یہ کہدو ارفع یا ضع عنهم السیف یعنی ان لوگون سے تلوار اوٹھا لے۔ وہ صحابی جھٹ خالد کو منع کرنے کے لیے دوڑے راستہ مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک بڑی ہیبت ناک شکل راہ روکے کھڑی ہے۔ پانون تو اوسکے زمین پر ہین اور سر آسمان سے باتین کرتا ہے۔ ہاتھہ مین ایک بہت بڑا حربہ ہے۔ دیکھتے ہی انکی روح فنا ہو گئی اور گر کے ایک ٹھنی کھائی اوس شکل عجیب نے اپنا حربہ صحابی صاحب کے سینہ پر رکھکے اونہین ہشیار کیا اور بولی کہ مین جو کہون وہ کرو رنہ

ابھی تو مارا جاتا ہے۔ جا اور خالد سے یہ کہدے ضع فیھم ما علیھم السیف۔ جان کا خوف
بری بلا ہے اونہون نے حضرت خالد سے جا کے یہی کہدیا کہ آنحضرت نے تمہین حکم دیا ہے
کہ ان سب کو تہ تیغ کرڈالو اب کیا تھا ایک تو کڑوا کریلا اور دوسرے نیم چڑھا۔ خالد اور خالد والون
کے ہاتھہ پیر سب کھلگئے اور وہ آڑے ہاتھون لیا کہ یارون کو چھٹی کے دوودہ یاد آ گئے ستر
آدمی قریش کے قتل ہوچکے جب یہ لڑائی تھی۔ جب خالد اور آنحضرت کا سامنا ہوا۔ تو حضور نے
اون سے دریافت فرمایا کہ خالد تم لڑے کیون۔

خالد بن ولید۔ حضور وہی میرے سر پر آن چڑھے تھے مین نے جب دیکھا کہ اب نہین بنتی
ناچار تلوار سے کام لیا۔

آنحضرت۔ یہ سب کچھہ سہی مگر ہم نے تو تمکو ممانعت کہلا بھیجی تھی۔

خالد۔ حضور نے منع کرایا تھا یا یہ کہلوا بھیجا تھا کہ خوب سر پھوڑ کے لڑو۔ اپنے ایلچی سے
تو پوچھئے۔

اب وہ صحابی بلائے گئے۔ اونہون نے آکے سارا کچا حال بیان کردیا کہ حضرت اوس
وحشت ناک شکل نے میرے گلے سے اوسوقت تک خنجر نہین اوٹھایا جب تک کہ مین نے
خالد سے یہ نہین کہدیا کہ ضع فیھم السیف اب چاہین آپ مجھے مارڈالین یا چھوڑدین
حکم عدولی تو ہوئی مگر میری زندگی تو تعمیل مین ہی جاتی تھی۔ آنحضرت نے یہ گفتگو سنکے فرمایا
صدق اللہ وصدق رسولہ اے خالد سنو جسدن میرے چچا امیر حمزہ شہید ہوئے تھے
مین نے خدا سے دعا کی تھی کہ یا الہ العالمین جسدن مجھے قریش پر قابو ملجائے اوسدن مین بھی
حمزہ کے عوض مین ستر آدمی اونکے قتل کرون۔ پس آج خدا نے اپنا فرشتہ بھیجکے تجھسے ایسا
کہلوادیا اور میری تمنا پوری کی۔ پھر بنی خزاعہ کو اجازت دی گئی کہ نماز ظہر تک اپنے دشمنون یعنی

بنی بکر سے بدلا لینے کا تمھین اختیار ہے۔

جب عکرمہ اور صفوان وغیرہ نے حضرت خالد کے ہاتھون کی صفائی اور شجاعت دیکھی تو بدحواس ہو کے بھاگے اور پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا۔ حماش ابن قیس مکہ مین ایک بڑا دلاور اور اکفر تھا اوس نے عکرمہ کی آواز سنی کہ لوگون کو لڑائی کے لئے بلاتا پھرتا ہے تو ہتیار سنبھالے اور چاہتا تھا۔ مسلح ہو کر میدان جنگ مین جاوے کہ اوسکی بیوی بولی وو کیون ناحق مصیبت مین پھنستے ہو آرام سے گھر مین بیٹھے رہو۔ حماش نے جوابدیا وو تم بیٹھی دیکھا تو کرو کہ محمد کے اصحاب کو شکست فاش دیکر ابھی ابھی منظفر و منصور تمھارے پاس آیا جاتا ہون تمھارے لئے لڑائی سے ایک بردہ بھی لیتا آؤنگا۔ اسپر بھی بیوی ہر چند منع کرتی رہی مگر وہ نمانا اور چلدیا۔ جب اپنی قوم کو باہر جا کے ذلت وخواری کے ساتھہ بھاگتے دیکھا تو اسکے بھی پیر اوکھڑ گئے۔ بھاگ کے اپنے گھر آیا اور جلدی سے گھر مین گھس کے جورو سے کہا کہ گھر کا دروازہ بند کرلو۔ آنحضرت کا حکم ہے کہ جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے گھر مین بیٹھہ رہیگا امان مین ہے۔ جورو بولی میان مین تو خادم کے انتظار مین بیٹھی تھی کہ تم لڑائی فتح کر کے میرے لئے غلام لاتے ہو گے تم تو آپ ہی غلام بنے ہوے گھر مین قید ہونیکو چلے آے۔ حماش نے اپنی قوم کی خرابی پر چند اشعار پڑھے اور بولا بیوی مجھے کیون ملامت کرتی ہو جب قریش کی مت ایسی ماری گئی ہے تو پھر مین اکیلا چنا بھاڑ کیسے پھوڑ سکتا تھا اب تو مجھی کو اپنا غلام سمجھو۔

جب صاحب لولاک موضع حجون مین پہونچکر اپنے خیمہ مین داخل ہو گئے اور گرد وغبار راہ چہرہ انور سے صاف کر کے غسل کا ارادہ کیا تو جناب شیر خدا علی مرتضی کی بہن ام ہانی حضور مین حاضر ہوئین اور عرض کی کہ یا رسول اللہ علی چاہتے ہین کہ ابن ہبیرہ یا میرے شوہر کے فلان فلان رشتہ دارون کو مار ڈالین حالانکہ مین نے اون دونون کو پناہ دی ہے۔ آنحضرت صلعم

نے اون سے فرمایا کہ اے ام ہانی - جسے تم نے امان دی اوسے کوئی آنکھہ نہین دکھا سکتا جاؤ
خاطر جمع رکھو وہ لوگ میری امان مین ہین - پھر غسل کے بعد حضور ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے
اور پوچھا اے ام ہانی کچھہ کھانے کو بھی ہے - وہ بولین اور تو کچھہ نہین ہے صرف سوکھی روٹی اور
سرکہ موجود ہے - آپ نے فرمایا - سرکہ سے عمدہ اور سالن کونسا ہوسکتا ہے یعنی جس گھر مین
سرکہ ہوا وسمین فقر راہ نہین پا سکتا لاؤ ہم اوسی کو خوشی سے کھائینگے -

پھر آپ وہان سے سوار ہوکر موضع خندمہ کی طرف تشریف لیچلے - دائین ہاتھہ کو صدیق
اکبر - بائین طرف اسید بن حضیر اور بلال ابن رباح اور عثمان ابن حنظلہ جحنی پیچھے پیچھے تھے
آنحضرت صلعم سورۂ انا فتحنا پڑھتے ہوے بے احرام باندھے حرم مین داخل ہوے اور مسجد
الحرام مین ویسے ہی اونٹ پر سوار تشریف لے گئے - محمد بن مسلمہ مہار شتر تھامے تھے - حجر
اسود کو بوسہ دیکر تکبیر کہی - سب مسلمانون نے تکبیر کہنے مین آپ کی موافقت کی - پھر تو نعرہ ہاے
تکبیر ایسے بلند ہوے کہ زمین مکہ ہلگئی - مشرکین مکہ پہاڑون پر چڑھے ہوے یہ حال دیکھہ رہے
تھے - تکبیر کے نعرے سن سنکر اونکی آنکھون مین خون اوتر رہا تھا - طواف کرکے آنحضرت اونٹ سے
نیچے تشریف لائے - خانہ کعبہ مین تین سو ساٹھہ بت برابر برابر چُنے ہوے تھے جنکے
پانوءن زمین مین ہشت دھات سے محکم کردئے گئے تھے - کلہاڑی اور کدال سے بھی اونکا اوکھڑنا
مشکل تھا - آنحضرت کے ہاتھہ مین اوسوقت ایک چھڑی تھی اوسے ہر بت سے لگا دیتے
اور فرماتے تھے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ الخ وہ بت اوندھے منہ زمین پر آجاتا تھا - لوگ
تعجب کرتے تھے کہ ہشت دھات سے جمی ہوئی مورتین چھڑی کی اطاعت کرنے پر مستعد ہین -
حیف اون آدمیون پر جو انسان ہوکر نہین سمجھتے - ہبل - عزیٰ - لات - منات - ود - نائلہ اور چند
اور بڑے بڑے بت اونچے اونچے مقامات پر دھرے ہوے تھے وہان تک آدمی کا ہاتھہ

نہین پہونچ سکتا تہا - وہ بہی ہشت وہات سے خوب بجے ہوے تہے - جناب علی مرتضی
نے عرض کیا کہ یہ اوتارے جایئن - یارسول اللہ آپ اپنا پاے مبارک میرے شانہ پر رکہکے
کہڑے ہوجایئے اور انکو بہی نیچے گرا دیجیے - ارشاد ہوا کہ یا علی نبوت کا بوجہہ نہ اوٹہا سکو گے
تم میرے کندہے پر چڑہکے ان بتون کو گرا دو - غرضکہ علی مرتضی حضور کے شانہ مبارک پر چڑہ گئے -
آنحضرت نے اون سے دریافت کیا کہ یا علی تم اسوقت کس حال مین ہو حضرت علی بولے
اسوقت میرا سر عرش پر پہونچ گیا ہے اور سب حجاب میری آنکھون کے سامنے سے اوٹہ گئے
ہین - اور جس چیز پر ہاتہہ ڈالتا ہون خود بخود میرے ہاتہہ مین آجاتی ہے - آنحضرت نے فرمایا
اے علی یہ وقت تمہارا بہت خوب ہے کہ حق کام کر رہے ہو اور زہے حال میرا کہ بار حق اوٹہا
رہا ہون - پہر حضرت نے دریافت کیا کہ یا علی تم جس درجہ تک پہونچنا چاہتے تہے پہونچ گئے
یا نہین - علی مرتضی نے جوابدیا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے آپ کو بہیجا ہے آج میرا دلی مطلب
حاصل ہوا - الغرض جتنے بت اونچے اونچے مقامون پر رکہے ہوے تہے اون سب کو جناب
شیر خدا نے زمین پر پٹک کے پاش پاش کر ڈالا - اور میزاب کعبہ کے پاس پہونچکے دوش
مبارک رسول صلعم سے نیچے کود پڑے اور تبسم فرمایا - آنحضرت نے پوچہا کہ علی - ہنسے کیون - آپ
بولے کہ حضور مجہے اس لئے ہنسی آئی کہ اتنی بلندی سے کود پڑا اور میرے ذرا بہی چوٹ نہ آئی -
آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ محمد تمکو سنبہالے ہوے تہا اور جبرئیل نے تمہین اوتار کے زمین پر
رکہدیا چوٹ کیسے لگ سکتی تہی - حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کو اس
روایت پر پورا یقین نہین ہے جو چاہے اونکی کتاب تحفہ اثنا عشریہ مین دیکہہ لے -

زبیر ابن العوام نے ابوسفیان سے کہا کہ دیکہو وہ بت ہبل جسپر تم احد کے دن بڑا فخر کرتے
تہے آج ریزہ ریزہ ہوگیا - ابوسفیان نے جوابدیا کہ اے زبیر مجہے ملامت نہ کر - مین خوب جانتا ہون

کہ اگر محمد کے خدا کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو یہ نوبت نہ پہونچتی۔ بیشک اور بالیقین سچا خدا وہی ہے جسکی طرف محمد بلاتے ہین۔

پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام کے ایک گوشہ مین بیٹہہ گئے اور بلال سے فرمایا کہ عثمان ابن طلحہ حجبی سے جاکے کہدو کہ خانہ کعبہ کی کنجی میرے پاس لے کے آجایئن۔ مگر کنجی عثمان کی والدہ سلاقہ بنت سعد کے پاس تہی۔ اور اوپر ذکر ہوچکا ہے کہ حضرت عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ جناب خالد بن ولید کے ساتہہ مسلمان ہوے تہے اور اونکے آبا و اجداد سے یہ عہدہ اونہین کے خاندان مین چلا آتا تہا۔ عثمان حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ حکم سنکر اپنی مان کے پاس گئے اور وہان اونکی مان نے کنجی دینے مین حجت کی جب عثمان کے آنے مین دیر ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ بڑی دیر ہوئی عثمان نہین آے۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما وہان جایئن اور دریافت کرین کہ ہمکو تالی سپرد کرنے مین کیا حجت ہے۔ دونون صاحب حسب حکم نبوی عثمان کے دروازہ پر جاکر پکارے کہ کلید خانہ کعبہ جلدی لیچلو۔ رسول خدا منتظر ہین سلاقہ نے ان دونون صاحبون کی آوازین سن کے کنجی جہٹ عثمان کو دیدی۔ وہ لیکر حضور مین حاضر ہوے۔ جسوقت آنحضرت نے عثمان سے کنجی لینی چاہی حضرت عباس نے آگے بڑہکے عرض کی کہ حضور زمزم کے سقایہ کے ساتہہ یہ کنجی بہی مجہے مرحمت ہو۔ عثمان نے حضرت عباس کی یہ بات سنکر ہاتہہ کہینچ لیا۔ اور آنحضرت کو کنجی ندی۔ رسول خدا نے فرمایا کہ عثمان کنجی میرے حوالہ کر۔ عثمان نے ہاتہہ دینے کو بڑہایا تہا کہ حضرت عباس نے پہروہی درخواست کی عثمان نے دیتے دیتے پہر ہاتہہ کہینچ لیا آنحضرت نے پہر فرمایا کہ یہ کیا کرتے ہو کنجی ادہر لاؤ تو عثمان نے دیدی۔ آنحضرت جب در کعبہ پر کہڑے ہوے تہے تو علی مرتضی نے بہی یہی درخواست کی تہی کہ کلید خانہ کعبہ اہل بیت کے پاس رہنی چاہیے۔ آنحضرت نے اسکا کچہہ جواب ندیا اور کنجی چپکے سے عثمان کو واپس کردی۔

اور حضرت علی کو یہ جوابدیا کہ یا علی مین ایسی خدمت تمھین سپرد کرونگا جس سے لوگون کو تم فائدہ پہونچاسکو یہ کام تو ایسا ہے جسکی نسبت لوگ یہ گمان کرینگے کہ تم لوگون سے کچھہ لیتے دیتے ہوگے عثمان نے کنجی لیکے اپنے بہائی شیبہ کو دیدی اور خود آنحضرت کی ملازمت مین رہنا اختیار کیا۔ اوسوقت سے ابتک وہ کنجی اوسی قوم اور نسل مین چلی آتی ہے۔

جب یہ سب معاملے طے ہوچکے تو آنحضرت نے جناب عمر فاروق اور حضرت عثمان ابن طلحہ رضی اللہ عنہما کو بہیجا کہ تم جاکر انبیاء وغیرہ کی تصویرین جو کعبہ کی دیوارون پر کفار نے بنا رکھی ہین مٹاڈالو۔ حضرت عمر اندر تشریف لے گئے اور سب تصویرین مٹادین مگر حضرات ابراہیم واسمعیل کی تصویرین بنی رہنے دین۔ اب آنحضرت بلال اور اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ کو اپنے ساتھہ لیکر اندر گئے اور ابراہیم واسمعیل کی تصویرون کو قایم دیکھکے حضرت عمر سے پوچہا کہ یہ کیون باقی ہین۔ آپ نے عرض کی کہ پاس ادب سے مجھے انکے مٹانیکی جرات نہوئی۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ نہین انکو بہی مٹادو لعنت اوس قوم پر جو اوس چیز کی تصویر بناتے ہین جسے پیدا نہین کرسکتے۔ پہر زعفران پانی مین پیسکے اون دونون تصویرون کو دہوڈالا۔ اور تہوڑی دیر خانہ کعبہ مین توقف فرماکے نماز پڑہی۔

ابن عمر فرماتے ہین کہ جب جناب سرور کائنات کعبہ سے باہر تشریف لائے تو مین نے بلال سے اندر کی کیفیت دریافت کی۔ حضرت بلال نے جوابدیا کہ دوستون کو دست راست پر اور ایک کو دست چپ پر اور تین ستونون کو پیچھے چھوڑ کر نماز پڑہی تہی یہان سے معلوم ہوا کہ اوس زمانہ مین سارے خانہ کعبہ مین صرف چھہ ستون تھے۔ ابن عمر فرماتے ہین کہ مین بلال سے یہ پوچہنا بہول گیا کہ حضور نے کے رکعتین پڑہین۔ مگر اور راویان معتبر نے لکھا ہے کہ دو رکعت آپنے پڑہی تہین۔ اسی باعث علماے اسلام نے یہ مذہب اختیار کیا ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر

نماز نفل پڑہنا جائز ہے - مگر فرضون مین اختلاف ہے بعض جائز بتاتے ہین - اور بعض ناجائز کہتے ہین -

جسوقت آنحضرت خانہ کعبہ کے دونون بازوؤن پر ہاتہہ رکہکے کہڑے ہوے - آپکی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری تہے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ مکہ کے لوگ آپ کے اردگرد اس لئے مجتمع تہے کہ دیکہین اب ہمارے لئے کیا حکم ہوتا ہے - اسی حیص بیص مین حضور نے اونکی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ تم لوگ میری نسبت کیا گمان کرتے ہو سب نے بالاتفاق یہ جوابدیا نقول خیراً ونظن خیراً ہ یعنی ہم تمکو اچہا کہتے ہین اور اچہا جانتے ہین - آپ ہمارے برادر کریم ہین اور برادر کریم کے بیٹے ہین - یہ سنکے آنحضرت نے فرمایا اذھبوا فانتم الطلقا اسکے بعد آنحضرت نے خطبہ پڑہا لوگون کو نصیحت کی اور جاہلیت کی عادات ورسوم خصوصاً سودخوری کو بالکل ناجائز کردیا قصاص ودیت مغلظہ ومخففہ اور شبہ عمد وخطا کے احکام بیان فرماے - وہ دعاوی جو قبل از اسلام جاری وشایع تہے اونہین باطل قرار دیا - اور فرمایا اے قریش تم جاہلیت کے باعث جو اپنے آبا واجداد کی بزرگی پر ناز کرتی تہے اور تکبر وتعظیم کے سبب لوگون پر فخر کرتے تہے خدا نے آج وہ سارا غرور تمہارا مٹادیا - اب تم اپنے تکبر کو چہوڑو اور سمجہلو کہ آدم خاک سے بنا تہا اور تم بہی خاک ہو آئندہ سب آدمیون کو اپنا بہائی تصور کرنا کیونکہ سب بنی آدم یکسان ہین - کسی کو دوسرے پر ترجیح نہین - البتہ تقویٰ کے باعث آدمی کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہوسکتی ہے ! اسکے بعد یہ آیت پڑہی یا یھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثی وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر سبحان اللہ بحمدہ یہان سے آنحضرت کا عجز وانکسار دیکہنا چاہئے کہ آپ بہی قریش تہے مگر وعظ کے وقت قومیت کا بالکل پاس نہ کیا

اور کھلم کھلا کہدیا کہ قوم ونسل سے کوئی فوقیت نہین حاصل ہوسکتی آدمی سب یکسان ہین جسمین اتقا ہو وہی سب سے زیادہ بزرگ ہے حالانکہ قریش پہلے سے تمام قبائل عرب مین معزز وممتاز تھے اونکی فضیلت جب مانی ہوئی تھی تو آپکو اپنی اور اپنی قوم کی عزت قایم کر لینے مین کوئی دقت نہوتی اور دو کلمون مین مطلب حاصل تھا مگر آپ نے اس بات کا کچھہ خیال نہ کیا اور کہا وہی کہ جو حق تھا۔ آپ کو تو ریاست و بزرگی کا دعوی تھا ہی نہین۔ مخالفین محض جھوٹی باتین بنا بنا کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہین۔ آپ سوا سے دشمنان دین کے کبھی کسی پر خفا تک نہین ہوے۔ ادنی ادنی سے دینداروں کی خدمت آپ خادمون کی طرح کیا کرتے تھے اخلاق کے باعث تمام اہل مدینہ آپ کے عاشق زار تھے۔ ان کے علاوہ کرورون باتین آپ مین ایسی تھین جو سوا سے سچے نبی کے اور کسی مین ہو ہی نہین سکتین جنکے دیکھنے کو چشم بصیرت اور ماننے کو قلب سلیم درکار ہے۔

جب آنحضرت صلعم نے مسلمانون کو اہل مکہ کے قتل سے منع کیا اور مکہ والون کو رحم کی نظر سے دیکھا تو انصار کو خیال ہوا کہ آپ نے ہموطنون کی پاسداری کی اور قومیت کے باعث رعایت کر گئے۔ چنانچہ مدینہ والون مین سرگوشیان ہونے لگین کہ اب آنحضرت کو اپنا نہ سمجھو۔ یہ لو تو ہین رہے۔ اودہر وحی نے اس خیال خام کو حضور کے دل پر منکشف کر دیا۔ آپ نے نام بنام اون لوگون کو بلا بھیجا جو ایسا سوچ رہے تھے اور فرمایا تم لوگ ایسا گمان نہ کرو مین نے تم مین ہجرت کی اور تم نے برے وقت مین میرا ساتھہ دیا مین تمہارے احسانات ہرگز نہ بھولونگا جس زمانہ مین مکہ نے میرے ساتھہ بدسلوکی کی تم نے میرے آنسو پونچھے۔ جب تک زندہ ہون تم مین رہونگا اور بعد مرنے کے بھی تمھین مین رہونگا میری تو موت و زندگی تمہارے ہی ساتھہ ہے جب انصار نے آپ کی یہ باتین سنین تو خوب ہی روے۔ اپنے خیالات سے توبہ کی اور قصور

معاف کرایا۔ انہین باتون مین ظہر کا وقت آگیا۔ بلال کو حکم ہوا کہ کعبہ کی چھت پر چڑہکے اذان دو
اذان کی آواز بعض کفار نے تو پہاڑون کے اوپر سے سنی اور بعض جو مسجد الحرام مین موجود تہے
اونہون نے وہین سن لی۔ اوسے سنکر پہاڑ والون نے بہت بُرا بہلا کہا۔ حضرت جبریل امین نے
اونکی ایک ایک بات مصلحتاً آپ سے آکر بیان کردی۔ آپ نے اون لوگون کو اپنے پاس طلب
فرمایا اور ہر آدمی سے الگ الگ جو کچہہ اوس نے کہا تہا کہہ سنایا۔ سب شرمندہ ہوے
حالانکہ سخت مخالف تہے مگر اس معجزے نے اونکے پتھر سے دل موم کردئے اور جتنے
بلاے گئے تہے سب صدق دل سے ایمان لاے۔ غرضکہ ایک جماعت کثیر جس مین حارث
ابن ہشام اور عتاد ابن اسید شامل تہے مسلمان ہوگئی۔

فتح کے دوسرے دن جندب ابن الارقع ہزلی مکہ مین آیا۔ حراس ابن امیہ کعبی نے ایک
تلوار اوسکے پیٹ مین ایسی ماری کہ اوسکی آنتین نکل پڑین۔ جندب دیوار سے پیٹھہ لگاے
بیٹھا تہا اور یہ کہتا تہا کہ اے قوم خزاعیہ تم ایسا فعل میرے ساتھہ کیسے کر سکے۔ یہی کہتے کہتے
مرگیا جب آنحضرت کو اسکی خبر ہوئی تو آپ نے ایک مجمع عام مین یہ خطبہ پڑہا کہ اللہ تعالے
نے مکہ کو محترم کیا ہے اور قیامت تک وہ محترم ہی رہیگا کسی بندۂ مومن کو مکہ مین خونریزی
نہ کرنا چاہیئے نہ کوئی مسلمان وہان کے درخت کاٹے نہ گہاس اوکہاڑے۔ اور اگر کوئی یہ کہی
کہ رسول خدا نے حرم مین قتال کیا تو اوسے یہ جواب دو کہ رسول خدا سے قبل کسی پر حلال نہ تہا اور
اونکے لئے بہی صرف ایک ساعت حلال ہوا اور پہر حرمت اپنے محل پر آگئی۔ پس اے قوم
خزاعیہ تم قتل سے اپنا ہاتھہ روکو اور جسے تم نے قتل کیا ہے اوسکا خونبہا دو۔ اگر آئندہ تم سے
ایسی حرکت سرزد ہوگی تو مقتول کے ورثا کو اختیار ہوگا چاہے تمسے قصاص لین یا خونبہا۔
سعد ابن مسیب سے روایت ہے کہ آنحضرت نے سو اونٹ اوس مرد مقتول کی خونبہا مین دئے

آنحضرت نے مکہ مین داخل ہونے سے قبل حکم دیا تھا کہ گیارہ مرد اور چھہ عورتون کو جہان پاؤ قتل کرڈالنا۔ چاہے وہ تمکو حل مین ملین یا حرم مین۔ اون گیارہ مردون مین سے پہلا عبد العزیٰ ابن خطل تھا جو فتح مکہ سے پہلے مدینہ مین آکر مسلمان ہوگیا تھا۔ آنحضرت نے اوسکا نام عبد اللہ رکھا اور ایک شخص خزاعی یا رومی کے ساتھہ اوسکو کسی قبیلہ مین تحصیل زکوٰۃ کے لئے بھیجا۔ وہ خزاعی راستہ مین عبد العزیٰ کی خوب خدمت کرتا ہوا گیا۔ ایک دن اوس نے خزاعی سے کہا کہ مین تو سوتا ہون تم میرے لئے کہانا تیار کر رکھنا اوٹھتے ہی کہاؤنگا۔ اتفاق کی بات ہے ادہر تو عبد العزیٰ سویا اور ادہر خزاعی کو بھی نیند نے آگھیرا اب دونون سو گئے کہانا نہ پک سکا پہلے عبد العزیٰ کی آنکھہ کہلی دیکھتا کیا ہے کہ کہانا تو ندارد ہے مگر خزاعی گھری نیند مین غرق ہے۔ غصہ مین آگ بگولا ہوگیا اور اوس رومی یا خزاعی کو بیگناہ قتل کرڈالا۔ پھر دل مین سوچا کہ اگر مدینہ جاتا ہون تو آنحضرت صلعم ضرور مجھہ سے قصاص لینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ مرتد ہوجاؤ اور یہ مال زکوٰۃ اور بھیڑ بکریان جو جمع کرکے لیچلے ہو گھر کی طرف ہانکدو۔ غرضکہ مکہ پہونچا۔ لوگون نے اوس سے پوچھا کہ اب تو کیون ہماری طرف رجوع ہوا ہے۔ اوس نے جوابدیا مین نے تمھارے دین سے اسلام کو بہتر نہ پایا۔ اسلئے پھر یہین آگیا۔ المختصر وہ فتح مکہ تک یہین رہا جب مسلمان داخل ہو گئے تو خانہ کعبہ مین ایک پردے کے پیچھے جا چھپا۔ طواف مین ایک صحابی نے حضور سے عرض کی کہ ابن خطل پردہ سے چمٹا کھڑا ہے۔ آپ نے اوسے وہین قتل کرادیا۔

دوسرا عبد اللہ ابن سعد ابن ابی السرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا ایمان لاتے ہی چندروز کاتب وحی رہا۔ کتابت کے وقت اوسکا یہ حال تھا کہ جب "عزیز حکیم" لکھوایا جاتا تو "علیم حکیم" لکھدیتا۔ اسی قماش کی اور خیانتین بھی کیا کرتا تھا۔ جب وہ خیانتین کہلجاتین اور اوسے تنبیہ کی جاتی تو برا مانتا تھا۔ آخر ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی کہ بے ایمانی اور

نفاق سے ایک دن کہنے لگا کہ میرے دل مین جو آتا ہے بطور وحی کے لکھہ لیتا ہون اور محمد کو
خبر بھی نہین ہوتی۔ جب آنحضرت کو اس بات کا بخوبی پتا لگ گیا تو وہ مدینہ سے بھاگ کے مکہ
چلا گیا اور اب فتح کے زمانہ مین حضرت عثمان کے پاس آ کے پناہ لی اور بہت کچھہ رویا پیٹا حضرت
عثمان نے چند روز اوسکو بایں امید چھپا رکھا کہ آنحضرت سے منت وزاری کر کے اسکی خطا
معاف کرا لونگا۔ جب مکہ مین بالکل امن چین ہو گیا اور حضرت عثمان کو بھروسا تھا ہی کہ حضور کی
مجھپر بڑی عنایتین ہین میری خاطر سے معافی ہو جائیگی اس لئے اوسکو اپنے ساتھہ دربار پر انوار
مین لے گئے اور سامنے کھڑا کر کے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کے ضمیر پر تنویر پر روشن ہے
کہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے اسکی مان کا دودہ مجھے یاد آتا ہے۔ وہ مجھے پیار سے اپنی گود مین لئے
پھرتی اور مجھے اپنے کندھے پر رکھتی تھی اور اسے پیدل چلاتی تھی۔ وہ نیکبخت میرے دودہ
پلانے کے لئے اسے بھوکھا رکھتی تھی جسوقت اوس ضعیفہ کا حق مجھے یاد آتا ہے اسکے لئے
میرا دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ حضور کے کرم عام سے امید ہے کہ اسکی جان بخشی فرمائی جائے
آنحضرت نے اور تو کچھہ نہ کہا مگر امان دینے سے انکار کیا۔ حضرت عثمان نے دوبارہ سفارش کی
مگر پھر بھی انکار رہا۔ غرضکہ کئی بار ایسا ہوا اور ہر بار جواب نفی مین ملا۔ آخرش حضرت عثمان نے
آنحضرت کے قریب جا کر سر مبارک کو بوسہ دیکے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ نے اسکو امان
دیدی۔ آنحضرت کو ابن عفان رضی اللہ عنہ سے از حد محبت تھی اس حالت مین حضور کے
منہ سے ہان کے سوا اور کچھہ نہ نکلا جب حضرت عثمان نے زبان صدق ترجمان سے ہان سنلی
تو مطمئن ہو کر عبد اللہ کو ساتھہ لئے ہوے چلے گئے۔ اونکے جانے کے بعد آنحضرت نے
حاضرین سے کہا۔ افسوس تم لوگون نے یہ بھی نہ کیا کہ عثمان کی سفارش کرنے سے پہلے اوس
سگ ناپاک کو مار ڈالتے۔ عباد بن البشر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم تو حضور کے اشارہ کے

منتظر تھے اگر ذرا بھی سہارا پاتے تو زندہ نچھوڑتے - خیر حضرت اوسے امان دے ہی چکے تھے
پھر کچھہ اوسکی نسبت نہ فرمایا - لیکن اتنی بات ضرور ہوئی کہ اسکے بعد عبداللہ ابن سعد صدق دل سے
پکا مسلمان بھی ہو گیا - مگر شرمندگی ہمیشہ غالب رہی جب آنحضرت کو دیکھتا تو سامنے سے ہٹ جاتا
تھا ایک دن حضرت عثمان نے حضور سے پھر گذارش کی کہ میرا رضاعی بھائی آپ سے بہت
نادم ہے جہان آپکو دیکھتا ہے بھاگ جاتا ہے - حضرت یہ بات سن کے ہنسے اور فرمایا -
گیا مین نے اوس سے بیعت نہین لے لی اور تمہاری خاطر سے امان دیدی اب وہ شرماتا
کیون ہے سامنے آیا کرے - حضرت عثمان نے اوس سے اس بات کا تذکرہ کردیا - پھر
اوس نے بھاگجانا تو چھوڑدیا مگر اتنا حجاب ضرور رہا کہ جب آنحضرت کو دیکھتا تو لوگون کی آڑ مین
ہوجاتا تھا اور سلام کرلیتا تھا - حضرت عثمان کی خلافت مین ملک افریقہ کو عبداللہ بن سعد بن
ابی سرح نے ہی فتح کیا - حاکم مصر بھی رہے - بعد شہادت خلیفہ سوم کے مسلمانون کے
خون سے الگ رہنے کے لئے اونہون نے کسی کا ساتھہ ندیا -

تیسرا آدمی عکرمہ بن ابوجہل تھا - اوسنے آنحضرت کو اور دیگر مسلمانون کو بیحد ایذائین پہونچائی
تھین - بعد فتح مکہ وہ بھاگ کر ساحل سمندر پر چلا گیا اور اصحاب مین سے بھی ایک آدمی کو قتل کر گیا جب
یہ خبر حضور کو ملی تو آپ نے تبسم فرمایا - لوگون سے نہ رہا گیا آخر دریافت کیا کہ حضور یہ موقع رنج کا
تھا آپ نے تبسم کیون کیا - آنحضرت نے فرمایا کہ میرے ہنسنے کا باعث یہ ہے کہ جسوقت
قتل کی خبر مین نے سنی اوسی وقت عالم غیب سے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ شخص مقتول اور
اوسکا قاتل عکرمہ دونون ایک دوسرے کا ہاتھہ پکڑے ہوے بہشت مین داخل ہونگے
یہ سنکر اصحاب کو اور بھی زیادہ وحشت ہوئی کہ مقتول تو بیشک بہت بڑا کامل دیندار اور خداپرست
تھا اور وہ شہید بھی ہوا بہشت مین اوسکا جانا کچھہ تعجب کی بات نہین مگر یہ اشد کافر عکرمہ کیسے اوسکا

ہاتھہ پکڑ کے جنتی ہوجائیگا۔ مگر سب یہ سوچ کر خاموش ہورہے کہ خدا کی باتین خدا ہی جانے۔ اس لئے کسی نے آنحضرت سے کوئی سوال نہ کیا۔

عکرمہ مکہ سے نکل کے بھاگا اور ساحل سمندر پر پہونچکر کشتی پر سوار ہو یمن جانیکا ارادہ کیا مگر خوبیٔ قسمت سے ایسا سخت طوفان آیا کہ کشتی خطرہ مین پڑگئی۔ اوسوقت کشتی کے سب آدمی بتضرع وزاری اور بخضوع وخشوع درگاہ باری مین التجا کرنے لگے مگر عکرمہ جیسے کا تیسا چپ چاپ بت بنا بیٹھا رہا۔ ناخدا نے اوسکے پاس آکے کہا "اے شخص تو بھی خدائے وحدہ لاشریک کو یاد کر اور دعا مانگ کہ یہ مصیبت ٹلے"۔ عکرمہ نے کہا "کیسے یاد کرون اور کیا کہون مجھے تو نہین آتا تم ہی بتلا دو"۔ ناخدا بولا "لا الہ الا اللہ" کہکے اوسے یاد کر اور دعا مانگ کہ اے زمین وآسمان کے مالک ہم پر رحم کر۔ یاد رکھہ۔ یہ ایسا وقت ہے کہ سوائے اوسکے اور کوئی حامی ومددگار نہین اب عکرمہ چونک کر بولا کہ اوس خدا سے تو مین کبھی دعا نہ مانگونگا جسکی طرف محمدؐ ہمین بلاتا ہے اگر مجھے یہی کرنا ہوتا تو مکہ سے کیون بھاگتا اور اپنے خویش واقربا اور وطن کو کیون چھوڑتا۔ ناخدا عکرمہ کی یہ باتین سنکر بہت ناخوش ہوا اور خاموش ہوکر اپنی جگہہ جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد عکرمہ کی نظر کشتی کے ایک تختہ پر پڑی۔ اوسپر لکھا دیکھا "وکذب بہ قومک وھو الحق" یعنی تیری قوم نے اوسکی تکذیب کی حالانکہ وہ سچا ہے۔ عکرمہ نے چاقو نکالکے ان کلمات کو چھیلڈالنا چاہا۔ ہرچند لکڑی کو چاقو سے چھیلتا تھا مگر وہ الفاظ نہ مٹتے تھے۔ عکرمہ کو نہایت تعجب ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اسی پس وپیش مین ایک تبدیلی اوسکے اندر پیدا ہوئی اور اپنے کفر کا حال اوسپر منکشف ہونے لگا لیکن شیطان ایسا مسلط ہورہا تھا کہ کیفیت اسلام اوسپر اچھی طرح واضح نہوئی اور خدا اور رسول کا دشمن بنا رہا۔ اب ادہر کا حال سنئے کہ عکرمہ کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام برادر ابوجہل بڑی مومنہ تھی۔ ہاتھہ جوڑے ہوے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور

رو رو کے اپنے شوہر کے لئے امان چاہی - آنحضرت کو رحم آگیا اور عورت کے کہنے سے اپنے دشمن جانی اور عدوی خدا و کافر اکفر کو امان دیدی - عورت خوش و خورم ہو کے اپنے خاوند کی تلاش مین دوڑی کہ کہین ملجاے تو پہیر لاؤن ایسا نہو کہ وہ خود کشی کرلے - ادہر اودہر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساحل کی طرف گیا ہے - اوس نے وہان پہونچکے تفتیش کی - لوگون نے کہا کہ وہ تو کشتی پر سوار ہوگیا - عورت مایوس ہوگی کنارہ کنارہ چلی جاتی تہی کہ کشتی بہی طوفان مین پہنسکر کنارہ کی طرف مائل ہوگئی - عورت نے دور سے کشتی کو جو دیکہا تو ایک لکڑی مین اپنا دوپٹہ باندہکے خوب ہلانا شروع کیا - ناخدا بیچارہ اپنی مصیبت مین رقیق القلب تو ہو ہی گیا تہا اوسے رحم آگیا اور سمجہا کہ یہ کوئی عورت اس جنگل بیابان مین بے والی و وارث ہے جو ہم سے مدد مانگتی ہے پس ایک چہوٹی کشتی اوسکے لینے کو بہیجدی - عورت نے کشتی والون سے عکرمہ کا حال دریافت کیا - اونمین سے ایک آدمی اوسے جانتا تہا اوس نے کہا کہ ہان عکرمہ بن ابوجہل اسی جہاز مین ہے - عورت فوراً اوس کشتی مین سوار ہو کے اپنے خاوند کے پاس پہونچی - اور جاتے ہی کہا کہ افسوس تو کس مصیبت مین آپ سے آپ پڑگیا ہے دیکہہ مین نے تیری لئے کیا کیا دُکہہ جہیلے - ٹہوکرین کہاتی ہوئی یہان تک پہونچی ہون - اور نیکوکار ترین مردم یعنی رسول خدا سے تیرے لئے امان لے آئی ہون - عکرمہ امان کا نام سنتے ہی تعجب مین آگیا اور بولا جہوٹ کہتی ہے - محمد مجہے کبہی امان نہ دیگا مین نے اوسکے ساتہہ ایسے سلوک نہین کئے ہین جو معاف ہوسکین آج تک مین نے اوسکی بیعزتی اور عداوت قلبی مین کوئی کمی نہین کی - مسلمانون کو ہمیشہ ستاتا رہا ہون - بہلا مجہے امان کیسے ملیگی - عورت بولی - کمبخت تو محض بیوقوف ہے جو رسول خدا کی نسبت ایسا بدگمان رکہتا ہے اونکی ذات والا صفات حد سے زیادہ کریم و رحیم ہے - میرا منہ نہین جو اونکی تعریف کرسکون اب تو ہلاکت مین نہ پڑ اور میرا

سچ جھوٹ میرے ساتھہ چلکے اپنی آنکھوں سے دیکھلے - پس عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھہ کشتی مین بیٹھکے کنارہ دریا پر آگیا اور دونون میان بیوی مکہ کو چلے - ادہر وحی نے آنحضرت کو مطلع کیا کہ عکرمہ آتا ہے - آپ نے اصحاب سے کہا کہ مومن و مہاجر عکرمہ آتا ہے خبردار کوئی اوسکے باپ کی برائی نہ کرے کیونکہ میت کو برا کہنے سے میت کو کچھہ نقصان نہین ہوتا البتہ کہنے والا اپنی عاقبت خراب کرتا ہے - الغرض عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھہ در خیمہ نبوی پر آن کھڑا ہوا - اوسکی بیوی منہ پر نقاب ڈالکے حضور مین حاضر ہوئی اور التماس کی کہ آپکا گنہگار عکرمہ حاضر ہے - آپنے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہان بلالو - اوسکی عورت اوسے اندر لیگئی - آنحضرت نے دیکھتے ہی فرمایا "مرحبا یا راکب المہاجر" عکرمہ نے سامنے آکے دریافت کیا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ تمنے مجھے امان دی ہے کیا اسکا قول سچ ہے - حضور نے فرمایا بالکل صحیح ہے - اسوقت تک اپنی بیوی کا کہنا اوسکے سمجھہ مین نہین آیا تھا اور یہ خیال دل ہی دل مین کرتا تھا کہ اگر آنحضرت نے ایسا کہہ بھی دیا ہے تو دہوکے سے مجھے بلاکے قتل کرنا چاہتے ہین مگر اپنی ریاست اور سرداری کا غرور عکرمہ کے دماغ مین ایسا سمایا ہوا تھا کہ اوسکے زعم مین یہان تک چلا آیا اور ارادہ تھا کہ اگر آنحضرت کے تیور سے کچھہ بھی شبہہ پایا گیا تو ایسا بہادر بھی ہون کہ پھر بھاگ آؤنگا - جسوقت حضور کی زبان سے اوسنے امان کا لفظ سنا تو دل کی کیفیت ہی عجیب و غریب ہوگئی - رونگٹا رونگٹا خود بخود یہ کہنے لگا کہ محمد کی رسالت مین کچھہ شک و شبہہ نہین اگر یہ شخص سچا نبی نہوتا تو مجھہ سے دشمن کو ہرگز نہ معاف کرتا - نبی ہوے آدمی مین یہ شان سما ہی نہین سکتی - پس عکرمہ نے اپنے کفر و شرک سے اوسی وقت توبہ کرکے صدق دل سے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد انک عبد اللہ ورسولہ کلمہ پڑھتے ہی کچھہ ایسی شرم و حیا عکرمہ کے دل مین سمائی کہ ابھی تک تو تنا ہوا کھڑا تھا کلمہ شہادت زبان پر جاری ہوتے ہی سر نیچا ہوگیا - آنکھین پشت پا سے جالگین اور کہنے لگا - یا رسول اللہ تحقیق

تم بڑے نیک اور سب سے زیادہ سچے ہو ایسی وفا کی قابلیت دوسرے مین نہین سماسکتی۔
اب مین حضور کی ذات خجستہ صفات سے امیدر کہتا ہون کہ ایک چیز مجھے اور مرحمت ہو۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ عکرمہ مانگ کیا مانگتا ہے جو مانگیگا وہی پائیگا۔ اوس نے بصد تعظیم عرض کی کہ آپ میرے حق مین دعا کرین کہ جتنے قدم مین نے کفر و شرک کو قوت دینے کی لئے رکھے ہین۔ جو ایذا دیان آپکی خدمت مین کی ہین۔ جو مذمتین آپکی لوگون سے مین نے آپ کے پیٹھہ پیچھے بیان کی ہین اور مسلمانون کو ستایا ہے اللہ سب بخشدے اور ان باتون کا قیامت کے دن مجھہ سے کچھہ مواخذہ نہو۔ آنحضرت نے اوسی وقت عکرمہ کے واسطے دعا کی۔ جب آپ دعا کر چکے تو وہ بولا کہ یارسول اللہ اب میری یہ نیت ہے کہ آج تک اپنا جتنا مال مین نے کفر و شرک کی امداد مین صرف کیا ہے اوس سے دوچند خدا کی راہ مین خرچ کرون اور جسقدر کفار کی طرف سے لڑا ہون اوتنا ہی مین اسلام کی جانب سے لڑون۔ چنانچہ اوس مرد خدا اور مومن و باوفا عکرمہ نے جیسا کہا تہا ویسا ہی کر دکہایا۔ اپنی ساری دولت جہاد مین لگا دیتا تہا۔ اسکے سوا جس جہاد پر جاتا سر ہتیلی پر رکہکے جاتا تہا۔ اپنی جان کو اوس نے کبھی جان نہین سمجہا آخر کار حضرت صدیق اکبر کے عہد خلافت مین جنگ اجنادین مین شہادت پائی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بڑے مقبولین مین سے ہین آپکو قرآن شریف دیکھنے سے وجد ہو جاتا تہا اور فرمایا کرتے تہے۔ ھذا کتاب ربی ھذا کتاب ربیؔ

چوتہا آدمی حویرث ابن نفیل یا نقیذ بڑا شریر و مشرک تہا۔ ابتدائے رسالت مین ہر وقت اور ہر جگہہ آنحضرت کی ہجو کرتا پہرتا تہا۔ صرف اسی پر اکتفا نہ تہی بلکہ دوسرون کو اوکساتا تہا کہ تم بہی ایسا ہی کرو اور جہان تک اوس سے ہو سکتا تہا مسلمانون کی ایذا دہی مین کمی نہ کرتا۔ اب فتح مکہ کے بعد جب اوس نے اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکہی تو گہر کا دروازہ بند کر کے بیٹھہ رہا۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اوسکے دروازہ پر جا کر پکارے۔ لوگون نے کہدیا کہ حضرت وہ باہر چلا گیا ہے۔

حضرت علی واپس چلے آے۔ اوس نے گہر مین آواز پہچانی اور سمجہ گیا کہ اب لوگ میری تلاش مین ہین جان کی خیر نہین بہتر ہے کہ کسی طرف منہ کالا کر جاوٴن۔ اس خیال کے بعد تہوڑی دیر اور گہر مین اس لئے ٹہیرا کہ علی مرتضی دور نکل جائین تو چلدون جب حضرت علی دور پہونچے تو یہ بہی گہر سے چلا مگر موت سر پر سوار تہی ایک گلی کے پہیر پہار مین جناب شیر خدا سے دوچار ہوگیا۔ آپ نے اوسے قتل کر ڈالا۔

پانچوان آدمی مقیس ابن حبابہ تہا جسکا بہائی ہشام ابن حبابہ مدینہ آکر مسلمان ہوا اور غزوہ مریسیع مین آنحضرت کے ساتہہ گیا۔ بنی عمرو بن عوف مین سے ایک انصاری کو ہشام کے مسلمان ہونیکی خبر نہ تہی۔ ایک دن کسی بات پر دونون مین تکرار ہوگئی۔ انصاری نے ہشام کو مشرک سمجہکے مار ڈالا۔ مقیس کہ ابتک مشرک و کافر تہا مدینہ مین چلا آیا اور اپنے بہائی کے خونبہا کا دعوے کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون انصاری قاتل ہشام سے خونبہا اوسکو دلوادیا۔ اور مقیس مسلمان ہوگیا خونبہا لینے کے بعد بہی مقیس نے دغا دیکے انصاری کو شہید کیا۔ اور مرتد ہوکے مکہ چلا گیا۔ فتح مکہ کے بعد ایک دن مشرکون کی جماعت مین بیٹہا ہوا شراب پی رہا تہا کہ نمیلہ ابن عبد اللہ لیثی نے اوسکی خبر پائی اور وہان پہونچکے سر اوسکا تن سے جدا کردیا۔

چہٹا ہبار ابن الاسود تہا۔ اس نے سب سے بڑہکے آنحضرت کو ایذائین دی تہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ جب زینب بنت رسول اللہ کو اونکے شوہر نے مدینہ روانہ کیا تو ہبار کو اس امر کی خبر ہوئی۔ اوس نے فوراً چند بدمعاشون کو ساتہہ لیکر راستہ جا گہیرا اور زینب کے ساتہیون سے جنگ وجدال اور لوٹ مار کرکے زینب کے ایک نیزہ مارا۔ وہ حاملہ تہین نیزہ کہا کے اونٹ سے نیچے آرہین۔ اسقاط حمل ہوگیا اور اوسی حالت مین وفات پائی۔ ایکدفعہ ایک سریہ اطراف مکہ پر قبل فتح مکہ اور بہی بہیجا گیا تہا اوسوقت بہی آنحضرت نے اہل سریہ سے

کہدیا تہا کہ اگر ہبار کہین ملجاے تو اوسے مار ڈالنا - مگر وہ کسی کے ہاتہہ نہ آیا - جب مکہ فتح ہوگیا تو بہی اوسے بہت تلاش کیا مگر پتہ نہ چلا - لشکر اسلام اس فتح سے واپس ہوکے مدینہ جاتا تہا کہ اثناے راہ مین ہبار آنحضرت کی طرف یہ کہتا ہوا چلا آیا کہ اے محمد مین اسلام کا معتقد و مقر ہوکے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون اور سچ عرض کرتا ہون کہ پہلے مین گمراہ تہا اب خدا نے مجہے سیدہی راہ دکہلائی مین صدق دل سے اقرار کرتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد اوسکا بندہ اور رسول ہے مجہے اپنے گناہون سے بڑی ندامت و خجالت ہے - ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعالمین تہے اوسکے عذر سنکر سر نیچا کر لیا اور آپکو شرم آگئی - نظر عتاب جاتی رہی اور اوسکا اسلام قبول ہوگیا - الغرض آپ نے فرمایا کہ اے ہبار مین نے تیری تقصیر معاف کی کیونکہ اسلام پہلے گناہون کو دہو ڈالتا ہے - ہبار سچا مسلمان ہوکر آنحضرت کی خدمت مین رہنے لگا - اوسکی پچہلی باتون اور گناہون پر اکثر اصحاب اوسے اب بہی لعنت و ملامت کرتے رہتے تہے - حالانکہ وہ پیدائشی مغلوب الغضب تہا غصہ اور اشتعال اوسکی سرشت مین داخل تہا مگر تحمل سے سب کی سنتا ندامت سے سر نیچا کر لیتا اور کچہہ جواب ندیتا تہا - تاثیر اسلام نے اوسے نہایت سلیم الطبع اور نرم مزاج بنا دیا تہا - ایک دن صرف اتنا تو ہوا کہ چارون طرف کے طعنون سے تنگ آکر حضور نبوی مین گذارش کی کہ یا حضرت مین ایسا کمبخت ہون کہ سب میری سیہ کاریون کے باعث مجہے گودے ڈالتے ہین - آنحضرت نے حکم دیا کہ آیندہ جو تمہین برا کہے تم بہی برابر سے اوسکو گالیان سناؤ اور کسی کا ملاحظہ نہ کرو - یہ سنکر پہر کسی نے اوس سے کان نہ ہلایا -

ساتوان آدمی صفوان جمحی بن امیہ تہا - اوس نے جب سنا کہ آنحضرت نے میرے قتل کا حکم دیدیا ہے تو اپنے غلام لیسار کو ساتہہ لیکر بہاگ گیا - چاہتا تہا کہ کشتی مین بیٹہکر کسی طرف چلدے کہ عمیر بن وہب جمحی حضور کے پاس آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہماری

قوم کا سردار صفوان بھاگ کے ساحل پر پہونچا ہے اور پانی مین ڈوب مرنیکا ارادہ رکھتا ہے آپ
اوسے امان دیدین تو اچھا ہو۔ حضور کو رحم آگیا اور فرمایا کہ دو مہینے کے لئے اوسے امان دی جاتی
ہے۔ یہ سنتے ہی عمیر اوسکی تلاش مین روانہ ہوا اور راہ مین اوسے امان کی خوشخبری سنائی۔
صفوان متحیر رہگیا اور بولا کہ اے عمیر مجھے تیری بات کا یقین نہین آتا جب تک تو میرے پاس
کوئی نشانی نہ لائیگا مین تیری خبر کو سچ نہ جانونگا۔ عمیر پھر وہان سے واپس آے اور حضرت سے
صفوان کی باتین بیان کین حضور نے اپنی ردائے مبارک مرحمت فرمائی۔ عمیر نے جا کے صفوان کو ردا دکھلائی
آپ فتح مکہ کے دن اوسے اوڑھے ہوے تھے اسلئے صفوان اوسے پہچان گیا اور عمیر کے ساتھہ مکہ چلا آیا صفوان
نے آنحضرت کیخدمت مین حاضر ہو کے اطمینان مزید کیلئے دریافت کیا کہ ای محمد کیا تمنے دو مہینے کی امان
مجھے دی ہے۔ آپنے فرمایا کہ سچ ہے۔ دو ماہ کی امان تجھے دی گئی تھی مگر اسلئے کہ تو ہمارے کرم کے بھروسہ پر
ہمارے پاس چلا آیا اور خود ہم سے آ کے دریافت کیا اوسکی مدت المضاعف کی جاتی ہے اب تو
چار مہینے تک امان مین ہے۔ صفوان باطمینان تمام مکہ مین رہنے لگا۔ اتفاقاً حضور کو غزوہ ہوازن
کے لئے مکہ معظمہ سے باہر جانا پڑا۔ اوسوقت ایک سو زرہ صفوان نے آنحضرت کو عاریتاً دین اور
جب رسول اللہ وہان سے مظفر و منصور ہو کر معہ مال غنیمت کے واپس آے اور موضع جعرانہ
مین پہونچکے قیام فرمایا تو صفوان نے غنیمت کے اونٹ اور بکریون پر ٹکٹکی لگا دی۔ حضرت نے
اوسکی رال ٹپکتی دیکھکے دریافت فرمایا کہ اے ابا وہب کیا تو شتر و گوسپند کو پسند کرتا ہے۔
اوس نے جوابدیا کہ ہان۔ حکم ہوا کہ جا یہ سب تجھی کو بخشے۔ صفوان نے سب کو اپنے قبضہ مین
کرلیا اور اوسی طرح لشکر کے ساتھہ رہا آخرش اوسی سفر مین حضرت کے اخلاق عام اور معجزات
دیکھہ دیکھکے صفوان کا دل کفر و شرک سے پھر گیا اور بلا جبر و اکراہ صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔
صفوان بعد مسلمان ہونیکے مکہ مین رہے پھر مدینہ چلے آے۔ بیوی اونکی اون سے ایکماہ پہلے

مسلمان ہوچکی تہین۔ جب وہ اسلام لائے تو آنحضرت نے اونکا پہلا نکاح جائز رکہا۔ آپ شرفائے قریش مین سے تہے۔ فصیح اور غلیق تہے بہت سے لوگون نے اون سے روایت کی ہے۔ سنہ ۴۲ھ مین وفات پائی۔

آٹہوان شخص بڑا بدذات و موذی حارث ابن طلاطلہ تہا۔ یہ ہمیشہ رسول خدا کی ایذا رسانی کے لئے مستعد اور شب و روز آپ کے قتل کے درپے رہا کرتا تہا۔ فتح مکہ کے دن وہ روباہ صفت کہین حضرت علی کو ملگیا۔ آپ نے اوسے قتل کر ڈالا۔

نوان کعب ابن زہیر ہمیشہ آنحضرت کی ہجو مین مشغول رہتا تہا۔ فتح مکہ کے بعد کہین بہاگ گیا مگر اوسکا بہائی بجیر ابن زہیر اوسے ڈہونڈہ ڈہانڈ کے حضور کی خدمت مین لے آیا۔ کعب نے سنہ ۹ھ مین سامنے آکر وحدانیت خدا اور حضور کی رسالت کا اقرار کیا۔ آپ نے اوسکے سارے قصور صفحۂ دل سے محو کردئے۔ اسلام اوسکا مقبول ہوا۔ رسول خدا اوسوقت مسجد مین تشریف رکہتے تہے کہ کعب نے ایک قصیدہ نعت مین کہہ سنایا۔ حضور نے اوسکے صلہ مین ایک بیش قیمت ردا مرحمت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی سلطنت کے زمانہ مین اوس ردا کے دس ہزار دینار کعب کو دیتے تہے مگر اونہون نے اوس تبرک کو اپنے کلیجہ سے ہرگز دور نہ کیا جب اونکا انتقال ہوگیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار دینار مین اونکی اولاد سے اوسکو خرید لیا۔

دسوان وحشی قاتل حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تہا۔ سب مسلمان اوسکی تلاش مین تہے۔ وہ بہاگ کے نواح طائف مین جا چہپا اور چند روز اوسی طرف رہا پہر وہان کے لوگون کے ساتہہ آکر مسلمان ہوگیا۔ بعد کلمہ پڑہ لینے کے آنحضرت نے اوس سے پوچہا کہ تیرا ہی نام وحشی ہے اور تونے ہی میرے چچا امیر حمزہ کو شہید کیا ہے۔ اوس نے نادم ہوکر جواب دیا کہ ہان۔ آپ نے

اوس سے فرمایا چا اسلام نے تجھے پاک کردیا۔ اب بیٹھکے صحیح صحیح بیان کردے کہ تونے میرے بچچا کو کس طرح قتل کیا۔ اوس نے سچ سچ سارا حال بیان کردیا۔ آپ نے سب قصہ سنکر فرمایا کہ اسلام تو تیرا قبول ہوگیا مگر خبردار تو میرے سامنے نہ آیا کر۔ وحشی کہتا ہے کہ آپکی اس بات کی تاثیر میرے دل پر ایسی ہوئی کہ پھر کبھی مین حضور کے سامنے نہ جاسکا اگر اچانا گبھی سامنا بھی ہوجاتا تو مجھہ سے ٹھیرا نہ جاتا بے اختیار بھاگ کے ایک طرف ہوجاتا تھا۔ ابو بکر صدیق کے زمانہ مین جب فوج مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کیواسطے گئی تو وحشی بھی اوس فوج مین شامل تھا اور وہی حربہ جس سے اوس نے جناب سید الشہدا امیر حمزہ کو شہید کیا تھا اوسکے ہاتھہ مین تھا۔ اتفاقاً مسیلمہ کذاب اوسکے سامنے آگیا۔ وحشی نے دوڑ کے حملہ کیا اور وہی حربہ مسیلمہ کے سینہ سے پار کردیا ایک انصاری نے جو یہ حال دیکھا تو دوڑ کے اوسکا سر اوتار لیا۔ وحشی اکثر کہا کرتا تھا قتلت شر الناس فی الاسلام وقتلت خیر الناس فی الکفر یعنی مین نے مسلمان ہونیکے بعد ایک بدترین مردم کو مارا اور کفر کی حالت مین ایک بہترین مردم کو قتل کیا۔

گیارہوان آدمی عبداللہ ابن الزبعری عرب کا ایک نامور شاعر تھا۔ اوس نے آنحضرت اور اصحاب کی ہجو مین بہت کچھہ لکھا تھا اور مشرکون کو ترغیب دیتا تھا کہ مسلمانون کو مارو۔ لوٹو۔ اون سے لڑو۔ فتح مکہ کے دن جب اوس نے سنا کہ میرے قتل کا حکم صادر ہوگیا ہے تو نجران کی طرف بھاگ گیا وہان بھی جاکر لوگون کو لڑائی پر آمادہ کیا اور بہت سے آدمی اوس سے متفق بھی ہوگئے۔ مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ باوجود اتنی سخت دلی اور حمایتیون کی جمعیت کے اوسکا دل خود بخود اسلام کی طرف مائل ہوگیا۔ اپنی حماقت اور افعال بد سے شرمندہ ہوکر حضور نبوی مین حاضر ہونیکا ارادہ کیا اسلام کی محبت ایسی غالب ہوئی کہ جان کا بھی خوف نہ ہوا اور مکہ کو چلدیا۔ حضور نے دور ہی سے دیکھکے فرمایا کہ دیکھو وہ ابن الزبعری چلا آتا ہے نور اسلام اوسکی پیشانی سے درخشان ہو رہا ہے

ابن الزبعری نے پاس پہونچکے شوق عقیدت سے باواز بلند "السلام علیک یا رسول اللہ" کہا اور بولا "مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور تم اوسکے رسول برحق ہو۔ خدا کا شکر کرتا ہون کہ اوس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی ۔ اے رسول مقبول مین نے حضور کی خدمت مین بڑی بڑی گستاخیان کی ہین اب اپنے کئے سے نہایت پشیمان ہون ۔ آپ کو اختیار ہے میرے حق مین جو چاہئے حکم دیجئے"۔ آنحضرت نے اوسکے جواب مین فرمایا الحمد للہ الذی ھداک الی الاسلام ۔ اے ابن الزبعری اسلام تیرے سب گناہونکا کفارہ ہوگیا اور تیرے سب گناہ گذشتہ معاف ہوے۔

اب گیارہ مردان واجب السزا کا ذکر ہوچکا جنکے لئے بعد فتح مکہ قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ اون مین سے چند تو بمقتضاے مشیت ایزدی قتل ہوے اور بہت سے مشرف باسلام ہوکر بچ رہے ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ چھہ عورتون کے مارڈالنے کا بھی حکم صادر ہوا تھا اون کا حال بھی سنلو۔

اول ہندبن عتبہ ابوسفیان کی بیوی تھی ۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال عداوت وعناد رکھتی تھی ۔ اوس نے غزوہ احد مین سیدالشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مثلہ کرایا۔ اور جگر اونکا چابگئی ۔ فتح مکہ کے بعد عورتین آنحضرت سے بیعت کررہی تھین ۔ ہندہ بھی منہ پر نقاب ڈالکے اونہین مین آملی ۔ اور مشرف باسلام ہوکے بیعت کرلی ۔ جب بیعت کرچکی تو اپنی آواز ظاہر کرکے بولی کہ یا رسول اللہ مین سچ سچ عرض کرتی ہون کہ پہلے کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جسکی ذلت وخواری کو مین دل سے چاہتی ہون سواے آپ کے خیمہ کے جو اندر کے دل سے مجھے برا معلوم ہوتا تھا ۔ اب حضور کے خیمہ سے زیادہ مجھے کوئی اور خیمہ خوش نہین آتا ۔ حضرت نے فرمایا کہ ابھی تو یہ بات اور زیادہ ترقی پکڑی گی ۔ عورتین اوسی کپڑے کے وسیلہ سے جو آپ نے دست حق پرست پر ڈال لیا تھا حضور کے ہاتھہ کو مسح کرتی تھین ۔ بیعت کے وقت ہر عورت کو آپ یہی

ہدایت فرماتے تھے کہ خدا کے ساتھہ تم کسی کو شریک نہ کرنا - اپنے بچونکو قتل نکرنا - اور چوری
وزنا کی مرتکب نہونا جب ہندہ اپنے گھر پہونچی تو جتنے بت اوسکے ہان رکھے ہوے تھے سبکو توڑ ڈالا اور
کہنے لگی اے بتو تم سے مین نے بڑا فریب کھایا - مین تو جانتی تہی کہ تم کچھہ قدرت رکھتے ہوگے
مگر تم کچھہ نہ نکلے - قادر و توانا وہی خدا ہے جسکی طرف محمد رسول اللہ لوگون کو بلاتے ہین - غرضکہ
سب بتون کو توڑ پہوڑ کے بڑی ذلت و خواری سے گھر کے باہر پہینکدیا - اور آنحضرت کے لئے
دو حلوان بہیجے اور کہلوا بہیجا کہ میرے پاس تہوڑی سی بکریان ہین اگر زیادہ ہوتین تو اتنے
حلوان بہیجتی کہ سب اصحاب کے لئے کافی ہوتے - سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے
حق مین دعاء برکت کی جسکے اثر سے چند روز مین ہندہ کے گھر صدہا بکریان ہوگئین - ہمسایون کو
اوسپر رشک ہونے لگا - جو کوئی ہندہ سے پوچہتا کہ تیرے پاس اس قلیل عرصہ مین اتنی بکریان
کیسے ہوگئین تو وہ جوابدیتی "ہذا من برکت رسول اللہ" حضرت عمر فاروق کی خلافت مین ابو قحافہ
والد صدیق اکبر اور ہندہ نے ایک ہی دن وفات پائی - حضرت عایشہ نے ہندہ سے روایت کی ہے
دوسری اور تیسری عورتین مغنیہ کی دو لونڈیان قریبہ اور قرتنا تہین - ابن حنظل رسول خدا
کی ہجو کہہ کہکے اون سے گوایا کرتا تہا - گاتے گاتے اونہین ایسا ملکہ پیدا ہوگیا کہ خود بہی ہجو مین
اشعار نظم کرکے گانے لگین - قریبہ تو قتل کر ڈالی گئی - اور قرتنا پہلے تو بہاگی بہاگی پہری - پہر
لوگون نے کہہ سن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اوسکو معاف کرا دیا - امان پاکے وہ حضور
مین حاضر ہوئی اور صدق دل سے ایمان لائی -

چوتہی عورت ابن حنظل کی لونڈی ارنب یا ازوین تہی جو فتح مکہ کے دن مقتول ہوئی -

پانچوین عورت بنی المطلب کی لونڈی سارہ تہی جو فتح مکہ سے پہلے حاطب کا خط قریش کے
پاس لیچلی تہی ذکر اوسکا پہلے ہوچکا ہے لوگون نے اوسکے لئے امان لیلی اور وہ آکے مسلمان ہوگئی

چھٹی ام سعد تھی - فتح کے دن لوگون نے اوسکا سر تن سے جدا کر دیا - معلوم نہین کہ وہ کون تھی - قصور اوسکا کیا تھا اور کس نے اوسے مارا -

رمضان کی تیرہوین یا بیسوین تاریخ کو مکہ فتح ہوا - بعد فتح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شوال کی چھٹی تاریخ تک وہین رہے - اوس دن تک نماز قصر ہی پڑہی گئی - اس عرصہ مین جو معاملات پیش آے اونمین سے ایک یہ ہے کہ ایک عورت فاطمہ نام دختر اسود ابن عبدالاسد برادر زادہ ابو سلمہ ابن عبدالاسد مخزومی جو شرفاے قبیلہ بنی مخزوم مین سے تھی چوری کے جرم مین پکڑی ہوئی آئی - جب جرم بخوبی ثابت ہوگیا تو آنحضرت نے اوسکے ہاتھہ کاٹے جانے کا حکم دیا - فاطمہ کی ساری قوم بہت متردد ہوئی - اور سوچے کہ کوئی شفیع تلاش کر کے اسکا قصور معاف کرانا چاہیے - لوگ بولے کہ جرم ثابت ہو چکا ہے ابتو کسی کی طاقت نہین جو معاف کراے - آنحضرت معاف تو ہرگز نہ کرینگے مگر ہان دل کا ارمان نکلجائیگا - اس لیے کوئی ایسا آدمی تجویز کرو کہ جسکی آنحضرت نہایت ہی خاطر کرتے ہون اول تو لوگون کا خیال ابوبکر صدیق کی طرف گیا کہ وہی بڑے یار غار ہین اونہین کے پاس چلو - لیکن اکثر اشخاص کی یہ راے ہوئی کہ ایسے معاملات مین اسامہ بن زید نے بارہا دخل دیا ہے اور کئی دفعہ اونکی بات مانی بھی گئی ہے اسوقت بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اونہین سے سفارش کرائی جاے - آخر یہ صلاح کر کے بنی مخزوم اسامہ کے پاس آے - اونکی بہت منت وسماجت کی اور کہا کہ جا کے فاطمہ کا قصور معاف کرادو - پہلے تو اسامہ نے بہت سے عذر کیے پہر لوگون کے اصرار سے مجبور اجانا پڑا اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کے فاطمہ کے قصور کی معافی چاہی - آپ نے متغیر ہو کے فرمایا کہ اسامہ - اب تو تو خداوند تعالے کی باندہی ہوئی حدون مین دست اندازی کرنے لگا - اسامہ نے شرمندہ ہو کر سر نیچا کر لیا اور آہستہ اتنا کہا کہ حضور معاف کر دیجیے

اب الیسا نکرونگا۔ آپ نے اسکا کچھ جواب ندیا۔ اور اوسی مجمع مین بعد حمد وثنا ے الٰہی اس مضمون کا خطبہ پڑہا کہ اے لوگو خبردار رہو اگلی امتین ایسی ہی باتون سے برباد ہو چکی ہین۔ اونمین سے جب کوئی شریف و رئیس کوئی گناہ کرتا تو اوسکی خاطر سے اوسے سزا نہین دیتے تھے اور جہان کسی رذیل وادنیٰ سے ذرا سا بھی گناہ سرزد ہو گیا جھٹ اوسے سزا دیدی۔ چونکہ ادنیٰ لوگون کی کثرت ہر قوم و مذہب و ملک مین زیادہ ہوتی ہے اس لئے ایک جماعت کثیر کی آنکھون مین اونکی کچھ عزت نہ رہی اور اونکے ملک و مذہب نے تنزل پکڑنا شروع کیا۔ لہٰذا شریعت اسلام مین جرم و گناہ کے لحاظ سے ادنیٰ و اعلیٰ سب برابر ہین۔ شریف ہو یا رئیس۔ جو براکریگا سزا پائیگا۔ اور حد شرعی اوسپر جاری ہوگی۔ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کریگی تو مین اوسکے ہاتھ بھی کاٹ ڈالونگا۔ اسکے بعد فاطمہ مخزومیہ کے ہاتھ فوراً کاٹ ڈالے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ فاطمہ بنت اسود کو ہاتھ کٹجانے کے بعد جب کوئی ضرورت لاحق ہوتی تو وہ میرے پاس چلی آتی تھی اور مین اوسکی درخواست کو حضور نبوی مین پہونچا دیتی آنحضرت اوسکی خاطر کرتے اور اوسپر رحم فرماتے تھے اور اکثر انعام و اکرام دیا کرتے تھے۔ ہاتھ کٹنے کے بعد ایک دن اوس نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میری توبہ درگاہ ایزدی مین مقبول ہوئی یا نہین۔ حضور نے جوابدیا کہ اے فاطمہ تیری توبہ بیشک مقبول ہوگئی اور تو اپنے گناہون سے ایسی پاک ہوگئی ہے۔ گویا کہ آج ہی اپنے مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہے

انہین ایام تو قفت مکہ مین قیمت شراب [1] و خنزیر [2] و میتہ [3] و حلوان [4] و اجرت [5] کہانت حرام ہوئی۔ آنحضرت نے عام منادی کرادی کہ اشیاے مذکورہ کی قیمت کوئی نہ لے۔ مرے ہوے جانور کی چربی بیچنے کی بھی ممانعت کردی۔

ایک آدمی نے حضور کی خدمت اقدس مین حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول خدا مین نے

منت مانی تہی کہ اگر مکہ فتح ہوجائیگا تو شکرانہ کی نماز بیت المقدس مین جاکے پڑہونگا - آنحضرت نے جوابدیا کہ وہان جانے کی کیا ضرورت ہے یہین کعبہ مین کیون نہین پڑہ لیتے ہو - اوس نے کہا کہ مجہے تو وہین جانے کی اجازت ہوجاے اور کئی بار دریافت کیا مگر آپ نے منع کیا اور فرمایا

والذی نفسی بیدہ الصلوٰۃ ھٰھنا افضل من الف الصلوٰۃ فیما سواہ من البلدان ٥

یعنی قسم ہے اوس خدا کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ یہان کی ایک نماز اور جگہون کی ہزار نمازون سے بہتر و افضل ہے -

پہر حضرت خالد ابن الولید کے ساتہہ تیس سوار کرکے بتخانہ عزیٰ کو برباد کرنیکے لئے موضع نخلہ بہیجا - جناب خالد حکم کی تعمیل کرکے واپس آے تو حضور نے دریافت فرمایا کہ خالد - تم اپنا کام کر آے - اوتہون نے عرض کی کہ حضور مین نے سارا بت خانہ تباہ کردیا - آنحضرت نے فرمایا - کہ عزیٰ ابہی خراب نہین ہوا ہے - پہر جاؤ اور تلاش کرو - حضرت خالد رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لئے ہوے پہر وہان پہونچے اور سب کونون کہترون مین تفحص کیا - دیکہتے کیا ہین کہ ایک کالی بہجنگی عورت ننگی مادرزاد بال بکہیرے ہوے بت خانہ کے ایک گوشہ مین بیٹہی ہے - حضرت سیف اللہ نے جہپٹ کے ایک ہی تلوار مین اوسکے دو ٹکڑے کردئے اور خدمت نبوی مین حاضر ہوکر سارا ماجرا بیان کیا - آنحضرت نے فرمایا کہ وہی دیو نی تو اصل عزیٰ تہی جو بت مین حلول کرکے لوگون کو عزیٰ کی طرف مائل کرتی تہی اب تم نے اوسے مار ڈالا آیندہ کوئی اس ملک مین اوسکی پوجا نہ کریگا - کفار قریش اور بنی کنانہ عزیٰ کو اپنا معبود اور سب بتون مین بزرگترین سمجہتے تہے - اور بنو شیبان جو قبیلہ بنی سلیم مین سے تہے اوسکی مجاوری کرتے تہے -

بت خانہ سواع کے تباہ کرنیکو حضرت عمرو عاص رضی اللہ عنہ بہیجے گئے - وہ فرماتے ہین کہ جب مین وہان پہونچا تو بتخانہ کے لوگون نے مجہہ سے پوچہا کہ کہو کیا ارادہ ہے - مین نے

جوابدیا کہ ہمارے نام یہ حکم چڑھا ہے کہ اس بتخانہ کی اینٹ سے اینٹ بجادو۔ لوگون نے کہا کہ یہ تو بڑا مشکل کام ہے تم سے نہین ہو سکتا۔ مین نے کہا کہ جسوقت ہم کدال لگا دینگے پہر کیا وقت واقع ہوگی۔ وہ کہنے لگے کہ سواع جسکا بتخانہ ہے تمہارے ہاتہہ ہی نہ چلنے دیگا۔ یہ سنکر مین بولا اے لوگو۔ افسوس ہے تمہارے حال پر۔ تم ابہی تک اپنے اوسی کفر وضلالت مین پڑے ہوئے یہ بت جو نہ سُن سکتا ہے نہ دیکھہ سکتا ہے کیسے میرے ہاتہہ پکڑ لیگا۔ یہ کہکر مین نے جاتے ہی بت کو پاش پاش کرڈالا اور پہر اپنے آدمیون سے کہا کہ اس مکان کو منہدم کردو۔ چنانچہ ذراسی دیر مین بت و بتخانہ دونون ٹوٹ پہوٹ کے ڈہیر ہو گئے۔ پوجاری بیٹھے تماشا دیکتے رہے اور منتظر تہے کہ ہمارے بت نے اب اپنا کرشمہ دکہایا۔ اب دکہایا۔ اب ان توڑنے والون کی گردنین مڑوڑین مگر وہان کچہہ بہی نہوا۔ مین نے تودۂ خاک بنا کے اون سے کہا تم نے دیکھہ لیا کہ یہ کیا ہوگیا۔ پہر تو سب کے سب کہنے لگے کہ بیشک تیرا ہی خدا زبردست ہے اوسکے سوا جتنے معبود ہین سب جہوٹے ہین۔ پہر سارے پوجاری مسلمان ہوگئے۔

موضع مُشلل مین مناۃ کا بتخانہ تہا۔ قبیلہ اوس وخزرج وغسان اوس کی پوجا کرتے تہے۔ سعد ابن زید اشہلی بیس سوارون کے ساتہہ اوسکی بربادی کو بہیجے گئے۔ آپنے بتخانہ والون سے جاکے کہا کہ مین اسے مسمار کرنے آیا ہون۔ تم یہان سے باہر نکلجاؤ اور مکان کو خالی کردو۔ پوجاریون کے ہوش اوڑ گئے اور کہنے لگے کہ ہم کچہہ نہین جانتے تم جانو اور مناۃ جانے۔ پہلے خوب سوچ سمجہلو۔ سعد نے اونکی ایک نہ سنی اور دراّے ہوے اندر گہسے چلے گئے۔ دیکتے کیا ہین کہ ایک دیو کریہ المنظر خوفناک صورت وہان بیٹہا ہے۔ سعد نے اوس بدہیئت کو ٹہکانے لگا مکان کو برابر کردیا۔ اور دربار نبوی مین آکے ساری کیفیت وہان کی بیان کردی۔

تمام عرب کے لوگ ہمہ تن انتظار مین رہے تہے اور تاک مین بیٹہے تہے کہ اگر آنحضرت

معہ اپنی قوم کے مکہ مین واپس آجائینگے اور اس شہر معظم اور بیت مکرم کو اپنے قبضہ مین لے آوینگے تو ہمارا بہی تردد جاتا رہیگا - جب یہ فتح مبین حاصل ہو گئی تو گروہ کے گروہ مسلمان ہوے جیسا کہ خداوند کریم اپنی کتاب پاک مین فرماتا ہے -

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورائت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک و استغفرہ انہ کان توابا یعنی جب اللہ کی مدد آویگی اور مکہ فتح ہو جائیگا تو تم عرب کے گروہ کے گروہ خدا کے دین مین داخل ہوتے ہوے دیکھو گے - چونکہ اب تمہاری اجل کا زمانہ قریب ہے اس لئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھہ پاکی بیان کرو اور اوس سے گناہ بخشوالو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے -

مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لشکر ظفر پیکر اسلام دکھانیکے لئے ایک تنگ رستہ پر لیجا کے ابوسفیان کو کھڑا کر دیا - وہان سے لشکر اسلام شان و شوکت اور عزت کے ساتھہ گذرنے لگا - حضرت عباس ابوسفیان سے ہر حصہ فوج کی تعریف کرتے جاتے تھے اور اوسکے دل کو آتش حسد و غیرت سے جلاتے تھے - سب کے پہلے سپاہ شوکت پناہ حضرت خالد بن ولید کی گذری - ہزار مرد جرار بنی سلیم کے اوس مین شامل تھے اوسکے دو نشان ابوسفیان نے دیکھکے پوچھا کہ اے ابا فضل یہ کون ہین - حضرت عباس نے جواب دیا کہ یہ خالد بن ولید کی سپاہ ہے - حضرت خالد نے ابوسفیان کے برابر آ کے تین بار تکبیر کہی - اونکے ساری فوج نے باواز بلند اونکا ساتھہ دیا - تکبیر سنکر ابوسفیان کا دل رعب سے دہل گیا - اوسکے بعد حضرت زبیر بن العوام حواری رسول اللہ علم سیاہ ہاتھہ مین لئے ہوے پانسو بہادران شیر شکار اور دلیران جرار کے ساتھہ تکبیر کہتے ہوے گذرے - ابوسفیان نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہین - حضرت عباس نے فرمایا یہ زبیر بن العوام میرا بہانجا ہے - پہر بنی غفار آے

اونکا علم حضرت ابوذر غفاری کے پاس تھا اور سب کی زبان پر تکبیر کے نعرے تھے - ابوسفیان
نے اونکا حال عباس سے سنکر کہا کہ مجھے ان سے کچھہ کام نہین - اب بنو کعب بن عمرو کے
پانسو دلاوران نامدار معہ اپنے علمبردار بشیر بن سفیان کے سامنے سے گذرے - حضرت عباس
نے فرمایا کہ اے ابوسفیان یہ لوگ آنحضرت کے حلفاء ہین - پھر ہزار آدمی قبیلہ مزینہ کے نظر آئے
اونمین تین نشان تھے - ابوسفیان نے اون سے بھی اپنی بے غرضی ظاہر کی - پھر آٹھہ سو شجاع
قوم جہنیہ کے آئے اونکے ساتھہ چار نشان تھے - پھر تین سو شیران میدان وغا قوم اشجع کے
برآمد ہوئے - جوش شجاعت ہر ایک کے چہرے سے نمایان تھا - ابوسفیان نے اونکی تعریف
حضرت عباس سے سن کے کہا کہ خدا کی قدرت ہے اس قبیلہ سے بڑھ کے کوئی دشمن آنحضرت
کا نہ تھا آج وہی لوگ اونکے حمایتی بنکے آئے ہین - حضرت عباس فرمانے لگے یہ اسلام کی
تاثیر ہے جس نے دشمنی کو محبت سے بدلدیا - اسی طرح سب گذرتے گئے کہ فوج ہدایت موج
حضرت محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم کی نوبت آئی - رکاب فیض انتساب مین پانچ ہزار مرد
مسلح وجرار اشراف مہاجرین وانصار مین سے آراستہ وپیراستہ تکبیرین کہتے ہوے چلے
آتے تھے - ابوسفیان کی عقل یہ شان وشوکت دیکھکر اوڑگئی اور ہیبت غالب ہوئی - حضرت عباس
سے کہنے لگا کہ ابتو تمہارا بھتیجہ بڑا بادشاہ ہوگیا ہے - حضرت عباس بولے اے ابوسفیان
افسوس ہے تیری بھدی عقل پر تو ابھی تک اونہین بادشاہ ہی سمجھا ہے - اے کور چشم یہ رسالت
ونبوت کا زور ہے نہ کہ ملک وسلطنت کا -

منقول ہے کہ اوسدن حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھہ ہزار انصار نصرت
شعار تھے - جسوقت وہ ابوسفیان کے برابر پہونچے تو علم ہاتھہ مین تھا اور یہ کہتے جاتے تھے
یا ابا سفیان الیوم یوم الملحمۃ الیوم استحل الحرمۃ الیوم اذل اللہ قریشا ه

یعنی اے ابوسفیان آج ہم لوگ کٹ کٹ کے لڑینگے - یہ وہ دن ہے کہ حرمت حرم کی حلال کی جاوے گی اور اللہ قریش کو ذلیل و خوار کریگا - اتنا فرما کے سعد اپنے ہمراہیون کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے گروہ اوس و خزرج آج احد کے دن کا بدلا دل کھول کے لیلینا - یہ سنتے ہی ابوسفیان کانپ گیا - اسکی شکایت آنحضرت سے کی اور کہا کہ آپ تو اپنی قوم کے قتل کا حکم چڑھا چکے - ارشاد ہوا ہرگز نہین ہمنے قتل کا حکم نہین دیا - یہ سعد بن عبادہ کا قصور ہے - تم خاطر جمع رکھو اور ایمان لاؤ - ابوسفیان بولا آپ بہترین اور رحیم ترین ہین مین اللہ کو اور قرابت قریش کو آپکے سامنے شفیع لاتا ہون آپ قریش کے خون سے درگذرین اور اپنے اقربا پر رحم کرین - حضرت عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف کو بھی اوسکی زاری پر ترس آگیا اور سفارش کی اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ ہم سعد بن عبادہ سے بےخوف نہین ہین وہ دانت پیستے ہوے گئے ہین ایسا معلوم ہوتا تہا کہ جاتے ہی قریش کو چبا جائینگے - ارشاد ہوا کہ اچھا قیس سے کہدو کہ اپنے باپ سے ابھی جا کے نشان لیلین - ایک روایت یون ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کو حکم ہوا تہا کہ سعد سے نشان لے لو اور نرمی و انکسار سے مکہ مین داخل ہونا - صاحب روضۃ الاحباب تحریر فرماتے ہین کہ آنحضرت خود اپنے ہاتھہ سے علم لیکر قیس کو دیدیا - اور بعض اہل سیر نے یون فرمایا ہے کہ سعد سے علم لیکے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو دیا گیا - خاص آنحضرت کا علم بھی زبیر کے پاس تہا اس لئے اوسوقت سے حضرت زبیر کا لقب صاحب اللوائین ہوا - بعض روایات صحیحہ سے یہ مختلف بیان اسطور سے جمع ہو جاتے ہین کہ ابوسفیان کی شکایت اور حضرت عثمان بن عفان و عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی تائید سے جناب علی کو نشان سعد سے لیلینے کا حکم ہوا - پھر آنحضرت سوچے کہ کہین میرے اس حکم سے سعد خفا نہ ہو جائین اس لئے قیس کسے کہا گیا کہ تم اپنے باپ سے علم لیلو کیونکہ اسمین سعد کو شکایت نہین ہوسکتی تہی - جب قیس کو

حکم ہوا تو سعد نے سمجھا کہ کہین میری طرح میرے بیٹے سے بھی کوئی امر خلاف مرضی حضور نہ سرزد ہو جاوے اس لئے عرض کی کہ حضور یہ عہدہ تو کسی اور ہی کو مرحمت ہو۔ بڑا نازک کام ہے۔ پس یون علم حضرت سعد سے زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچگیا۔

روایت ہے کہ جب سرور کائنات علیہ الف الف صلوٰۃ و تسلیمات مکہ مین داخل ہوے تو لوگون نے عرض کی کہ مکہ کے اوباش اور فرومایہ لوگ ہم سے گستاخی و مقابلہ سے پیش آئے ہین۔ آنحضرت نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ انصار کو بلاؤ۔ سب آکے مجتمع ہوے آپ نے اپنا ایک ہاتھہ دوسرے ہاتھہ پر رکھکے اون سے فرمایا "احصدوہم حصدا" یعنی اونکو جی کہولکے خوب ہی قتل کرو۔ انصار نے اپنی تلوارین نیام سے باہر نکالین اور اون شامت رسیدون کو باڑہ پر رکھلیا۔ ابوسفیان گرتا پڑتا آیا اور عرض کی کہ جہان پناہ ابتو ایک قریش نہ بچیگا۔ للّٰلہ رحم فرمائے حکم ہوا کہ اچھا اب قریش سے ہاتھہ اوٹھاؤ اور تلوارین میان مین کرلو۔ مگر بنو خزاعہ کو نماز عصر تک کی اجازت دی گئی کہ جہان بنو بکر کو پاؤ مارڈالو۔

جب عکرمہ اور صفوان و دیگر اوباشان قریش ضرب خالدی کا لوہامان گئے تو ایسی بری طرح بدحواس ہوکر بھاگے کہ پیچھے مڑکے بھی نہ دیکھا۔ پہاڑون غارون اور جنگلون مین جا چھپے۔ بعض اپنے اپنے گہرون مین دروازہ بند کرکے بیٹھہ رہے۔

جماس بن قیس نے اپنی جورو سے آکر یہ اشعار رکھے تہے کہ اے بیوی تو غلام نہ لانیکا طعنہ مجھے دیتی ہے اور چھیڑتی ہے مگر۔ وہان کا یہ حال ہے۔

وانت لو شہدتنا بالخندمہ	اذ فر صفوان و فر عکرمہ

یعنی اگر تو خندمہ مین ہوتی اور دیکھتی جبکہ صفوان اور عکرمہ نو کدم بھاگے ہین۔

وابویزید قائم کالمؤتمہ	واستقبلتنا بالسیوف المسلمہ

اور ابو زید سہل بن عمرو مانند شیر کے کھڑا تھا اور سلمانون کی تلوارین قتال کے لیے ہم سے ملین

یقطعن کل ساعد و جمجمہ	ضربا ولا تسمع الا غمغمہ

وہ تلوارین کلائی اور کھوپری کاٹتی تہین اونکی ضرب کی آواز تو سنائی دیتی تھی بس اور کچھ نہین

لھم نھیب خلفنا وھمھمہ	لم تنطقی فی اللوم ادنی کلمہ

ہمارے پیچھے ایک خوف اور اونکا زناٹا تہا اگر تو اوسے دیکھتی تو کچھ نہ کہتی نہ ملامت کرتی۔

روایت ہے کہ تبان کعبہ مین سے جسکے سامنے آنحضرت اشارہ کرتے تہے وہ پیٹھ کے بل چت گر پڑتا اور جسکے پیچھے اشارہ فرماتے تہے وہ اوندہے منہ زمین پر آن رہتا تہا اور ایک روایت مین ہے کہ تبون اور بت پرستون کی تحقیر کے لئے آنحضرت اپنی کمان کا ایک گوشہ ہر بت کی آنکھ مین چبہا دیتے تہے۔ اور بت ہبل واساف ونائلہ کو توتوڑ پھوڑ کے برابر کردیا۔

مواہب لدنیہ اور زرقانی مین ہے کہ کعبہ کے اوپر قوم خزاعہ کا بت پیتل سے بنا ہوا باقی رہگیا۔ حضرت علی فرماتے ہین کہ وہ لوہے کی میخون سے جما ہوا تہا اور میخین زمین تک تہین۔ آنحضرت نے علی کو اپنے اوپر چڑہا کے اوسے گروایا۔ اہل مکہ کو اوسکے گرنے سے بڑا تعجب ہوا۔ کہتے ہین کہ ایک دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ جناب بتول اوسوقت تنور مین روٹیان لگا رہی تہین۔ ہاتہہ ہماری شہزادی کے جلے جاتے تہے اور تمام جسم اطہر گرم ہوگیا تہا۔ اوسوقت آنحضرت نے چند روٹیان اپنے دست مبارک سے تنور مین لگادین وہ جیسی کی تیسی کچی رہگئین۔ اونمین سے ایک بہی نہین پکی۔ جناب فاطمہ کو اس بات سے بڑا تعجب ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ تعجب کی کیا بات ہے جس چیز مین میرا ہاتہہ لگجائیگا اوسمین آگ کا اثر ہی نہین ہوسکتا۔ اسی طرح ابو دردار رضی اللہ عنہ کے ایک دسترخوان مین حضور کا ہاتہہ لگ گیا تہا جب وہ دسترخوان میلا ہوجاتا تو

اوسے آگ مین ڈالدیا کرتے تہے۔ میل تو جل جلا کے دور ہو جاتا مگر دسترخوان صاف و اوجلا نکل آتا تہا۔ اس لئے آپ نے مکہ کے کسی بت کو ہاتہہ نہین لگایا کہ کہین وہ بت برکت دست مبارک سے عذاب نار سے محفوظ نہ رہین۔

منقول ہے کہ جب بنی اسرائیل دریا سے گذرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے اور جناب ہارون علیہ السلام اونکے پیچہے تہے۔ ان دونون صاحبون کی برکت سے ساری قوم دریا سے باآسانی گذر گئی کسی پر آنچ بہی نہ آئی پس قیامت کے دن حضرت رب العزت کا ارشاد ہوگا کہ اے میرے حبیب کیا "انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ" تمہارا قول نہین۔ ہمارے حضور جوابدینگے کہ ہان کہا تو مین نے بہی تہا۔ ارشاد ہوگا کہ پہر کہڑے دیکہتے کیا ہو آگے تم ہوجاؤ تمہارے پیچہے امت اور امت کے پیچہے علی دوزخ سے گذر جاؤگے کوئی کچہہ نہین کر سکتا۔ خوشا حال مسلمانون کے جنکے ایسے ایسے حمایتی اور بہی خواہ موجود ہین۔

روایت ہے کہ اساف بت کو صفا پر کہڑا کردیا تہا اور نائلہ مروہ پر تہا۔ یہ نام ہین قبیلہ جرہم کے ایک مرد اور ایک عورت کے۔ دونون خانہ کعبہ مین زنا کے مرتکب ہوے خدائے تعالےٰ نے اونہین پتہر کردیا۔ قریش اپنی جہالت سے اونکو پوجنے لگے۔

نماز سے فارغ ہو کر کعبہ سے آنحضرت قیامگاہ کی طرف متوجہ ہوے۔ اثنائے راہ مین وہ سب مقامات حضور کو نظر آے کہ جہان جہان آپ نے صعوبتین اوٹہائی تہین۔ شعب ابی طالب کو دیکہکے یاد کیا کہ یہان مین نے کفار کے ہاتہون سے بڑی بڑی تکلیفین سہی ہین۔ سب بنی ہاشم میرے طفیل یہان گہرے پڑے تہے۔ خرید و فروخت ہمارے ساتہہ بند تہی۔ مناکحت موقوف چہوٹے چہوٹے بچون نے بہوک پیاس کی ایذائین برداشت کین۔ قریش کا حکم تہا کہ جب تک بنی ہاشم محمدؐ کو ہمارے سپرد نہ کرین کوئی اون سے میل جول نہ رکہے۔ یہ سب تکلیفین یاد کر کے

جب فتح مکہ کی نعمت کو دیکھا تو شکر حق ادا کیا۔ ظہر کے وقت حکم ہوا کہ بلال خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کے اذان دین۔ جب مشرکین بیدین نے اذان سنی تو خالد بن اسید عتاب کے بھائی اور ابوجہل کے بھائی حارث بن ہشام اور حکم بن العاص وغیرہ نے بہت کچھ ناسزا کہا۔ غیب سے ان سب باتون کی خبر آنحضرت کو ہو گئی آپ نے اون سب کو بلا کے جو جس نے کہا تھا وہی اوسکے سامنے بیان کر دیا۔ اون مین سے بہت لوگ مسلمان ہو گئے۔ کہتے ہین کہ ابوسفیان بن حرب بھی اوسی جماعت مین تھا۔ ساتھیون کی مزخرفات سن کے اوس نے کہا کہ مین کچھ نہین کہتا ہون کیونکہ پتھر کے سنگریزے بھی محمد سے سب خبرین کہدیتے ہین۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مسلمانان فتح مکہ مین سے ہین اور اکثرون کا یہ قول ہے کہ وہ اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ پھر آنحضرت کوہ صفا پر تشریف لے گئے جہان سے کعبہ نظر آتا تھا۔ آپ نے وہان دعا مانگی اور شکر نعمت ادا کر کے وہین بیٹھہ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پاس کھڑے تھے۔ ایک ایک آدمی قریش کا آتا اور بیعت سے مشرف ہوتا تھا۔ ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان نے بھی عورتون کے ساتھہ آکے بیعت کر لی اور کہا کہ آپ فرماتے ہین۔ ہم لوگ چوری نکرین مگر ابوسفیان میرا خاوند بڑا بخیل ہے اور مین اوسکے مال مین سے کبھی کبھی کچھہ چرا لیا کرتی تھی۔ معلوم نہین کہ وہ مال اب مجھپر حلال ہے یا حرام۔ ابوسفیان بھی اوسوقت وہین موجود تھا ہندہ کی یہ باتین سنکر بول اوٹھا کہ تو نے اب تک جو کچھہ چرایا اور آیندہ میرے مال مین سے جو چورائے وہ سب تجھکو حلال ہے۔ آنحضرت اون دونون کی یہ باتین سن کے ہنس پڑے اور اوسکو پہچان لیا اور فرمایا آہا تو عتبہ کی بیٹی ہندہ ہے۔ اوس نے کہا ہان للّٰہ مجھے معاف فرمائیے۔

روایت ہے کہ عبدالعزیٰ ابن خطل کو کعبہ کے پردے کے پیچھے قتل کرنے کو سعید بن حریث

اور عمار بن یاسر دوڑے تھے۔ چونکہ سعید نوجوان تھے اور عمار عمر رسیدہ اس لئے سعید پہلے پہونچے اور اوسے مار ڈالا۔ اکثرون کا قول ہے کہ اوسے ابو برزہ نے مارا۔ سیرۃ ابن ہشام مین لکھا ہے کہ اوسکے قتل مین ابو برزہ اور سعید دونون شریک تھے۔

ابو برزہ کا نام نضلہ بن عبید ہے یہ اسلمی تھے اور قدیم الاسلام۔ سب غزوات مین آنحضرت کے ساتھ رہے کبھی کسی لڑائی مین حضور کا ساتھ نچھوڑا۔ آپ کی وفات کے بعد بصرہ مین جا رہے خراسان کے شہر مرو پر جب سنہ ۶۰ھ مین لڑائی ہوئی تو ابو برزہ فوج مین شامل تھے۔

سعید بن حریث قریشی مخزومی ہین۔ فتح مکہ مین آنحضرت کے ساتھ تھے اوسوقت عمر اونکی پندرہ برس کی تھی۔ پھر کوفہ مین جا رہے اور وہین مرے۔ اوسی جگہہ اونکا مزار ہے۔ ابن عبدالبر نے اونکی قبر جزیرہ مین بتائی ہے۔ اونکی نسل سے کوئی باقی نرہا۔ اونکے بھائی عمرو نے اون سے روایت کی ہے۔ خذیمہ تک اونکا نسب یون پہونچتا ہے۔ سعید بن حریث بن عمرو بن عثمان بن عبداللہ بن عمرو بن مخذوم۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع مین روایت کی ہے کہ ایک بار آنحضرت نے جنت کو خواب مین دیکھا۔ وہان کسی نے حضور کے دست مبارک مین ایک خوشہ انگور یا خرمہ دیا اور کہا لیجیے یہ خوشہ ابو جہل کی ملک سے ہے اسکے بعد ہی حضور کی آنکھہ کھل گئی مگر مدتون تک یہ خلجان رہا کہ ابوجہل کو جنت سے کیا نسبت۔ جب فتح مکہ کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوے تو آپ پر اپنے خواب کی تعبیر کھلی۔ ایک دفعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ مین نے ابو جہل کے لئے جنت مین بہت سی پانی کی نہرین دیکھی ہین حضرت عکرمہ کے اسلام لانے کے بعد جناب ام سلمہ نے کہا کہ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے اسماء رجال المشکوٰۃ مین مذکور ہے کہ حضرت عکرمہ سنہ ۱۳ھ مین یرموک کی لڑائی مین شہید ہوے۔

عمر اونکی باسٹھہ برس کی تہی - بدایتہ النہایہ والے نے لکہا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اونکو عمان کا عامل کردیا تہا جب وہان کے لوگ مرتد ہو گئے تو حضرت عکرمہ نے اون پر فتح پائی - پہر ملک شام کی طرف اکثر لشکرون کے امیر رہے - بعد مسلمان ہونیکے اون سے کوئی گناہ سرزد نہین ہوا - واقدی نے لکہا ہے کہ وہ جنگ حمص مین شہید ہوے - کچہہ اوپر ستر زخم نیزے اور تلوار کے اونکے لگے تہے - آپ اوسدن لڑائی مین بڑی کوشش کر رہے تہے - طرفین کے آدمی متحیر و ششدر کہڑے ہوے اونکا تماشا دیکہتے تہے - آخر کسی نے پوچہا کہ صاحب یہ اتنا جد و جہد کسواسطے ہے کیا آج ایک دشمن کو بہی صفحہ ہستی پر نچہوڑو گے - اپنی جان کو تو خطرہ مین نہ ڈالو - عکرمہ نے جواب دیا کہ حالت کفر مین کافرون کی طرف سے بہت لڑا ہون جب تو مین مرنے سے ڈرا ہی نہین اب تمہین انصاف کرو کہ اعداے دین کے مقابلہ مین اگر اپنی جان کو دوست رکہون تو کتنا بڑا گناہ ہے - یقین جانو کہ دو حوران بہشتی بناو سنگار کئے میرے سامنے کہڑی ہین - ایک حور کے ہاتہہ مین سبز سندس کی مندیل ہے - اور دوسری مرصع پیالہ مین شراب طہور لئے کہڑی ہے - دونون مجہے بلاتی ہین حسین اس درجہ ہین کہ اگر دنیا کے لوگ ایک جہلک بہی اونکی دیکہہ لین تو دیوانہ ہو کے کپڑے پہاڑ ڈالین - اتنا فرمایا اور گہوڑے کو ایڑ لگا کے فوج اعدا کے بادلون مین غایب ہو گئے - جسپر اونکی تلوار پڑتی تہی موم کی طرح پگہل کے رہجاتا تہا جب دشمنون کے بہت سے سوارون کا ستیاناس کردیا تو ایک جم غفیر اور جماعت کثیر نے چارون طرف سے نرغہ کر لیا اور ہمارے شیر کی پہر لاش ہی پائی گئی قوم اور دین کے بول بالے کیواسطے جان سے بہی دریغ نہ کیا - ابو جہل کا بیٹا اور یہ حال عہ - گلے از خار و ابراہیم از آذر - کے یہی معنی ہین - کیا قدرت ہے خدا کی کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر اور ابو جہل کا فرزند دلبند مسلمان - صاحب تقریب نے نے بہی اونکی شہادت عہد خلافت صدیق اکبر مین شام کے ملک کی طرف لکہی ہے -

آنحضرت نے بعد فتح مکہ بنی مطلب کی کنیز سارہ کے قتل کا حکم دیا جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین۔ سارہ کی نسبت کامل التواریخ مین لکھا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت علی نے اوسے مار ڈالا۔ مگر ابن ہشام اور صاحب عیون الاثر لکھتے ہین کہ اوسکو امان دی گیئی اور زمانہ خلافت فاروق اعظم مین ایک سوار کے گھوڑے کے تلے دب کر مر گیئی۔ اکثرون کا یہ قول ہے کہ وہ مولاۃ ابن ہشام تہی۔

واضح ہو کہ اکثر ارباب سیر نے لکھا ہے کہ مکہ مین داخل ہونیکے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خود تہا اور بعض صاحب فرماتے ہین کہ حضور سیاہ عمامہ زیب سر کئے ہوے تہے دونون فریق سچے ہین جیسا جس نے دیکہا بیان کر دیا۔ یعنی اول وقت مین آپ کے سر پر خود تہا پہر اوسے اوتار کے عمامہ باندہ لیا تہا۔

حضرت واقدی فرماتے ہین کہ جناب حاطب بن ابی بلتعہ جنہون نے بنی ہاشم کی آزاد کنیز سارہ کے ہاتہ قریش مکہ کو اطلاعی خط روانہ کیا تہا آل عوام بن خویلد کے حلیف تہے سارہ حاطب کے پاس کچہ مانگنے آئی تہی اونہون نے کچہ دیکر خط بہی اوسیکے سر منڈہا۔ حق تعالے نے اسی باب مین یہ آیت نازل فرمائی تاکہ آیندہ حاطب کی طرح کوئی ایسے فعل قبیح کا مرتکب نہو یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل۔ ترجمہ۔ اے اہل ایمان میرے اور اپنے دشمنون کو دوست سمجہکے اونکو دوستی کا پیام نہ بہیجو کیونکہ وہ ایسے لوگ ہین کہ جو امر حق تمہارے پاس آیا اوس سے انکار کیا رسول کو اور تمہین گہر سے نکالا صرف اسلئے کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لائے تم تو میری راہ مین جہاد کرنے نکلے ہو اور میری رضامندی چاہتے ہو پہر تم

اونکو دوستی سے خفیہ پیام کیون بہیجتے ہو حالانکہ مین تمہارے دل کی خفیہ بات کو خوب جانتا ہون اور جو تم ظاہر کرتے ہو اوسے بہی جانتا ہون اور جو تم مین سے ایسا کریگا وہ راہ راست سے گمراہ ہوجائیگا الغرض جب سب لوگ سامان سفر مکہ درست کر چکے تو عازم مکہ ہوے مجحفہ مین جو اہل مدینہ کا میقات احرام ہے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ملے۔

ابو سفیان لشکر اسلام کی خبر دریافت کرنے آیا تہا کہ کس طرف کو جاتا ہے مگر اوسے کوئی بات معلوم نہو سکی اس لئے مکہ کو واپس چلا گیا اور وہان جا کر بیان کیا کہ بخدا مجھے معلوم نہین کہ وہ سامان جنگ ہے یا سامان صلح۔ یہ سنکر اوسکی بیوی بولی کہ خدا تیرا برا کرے تو کیون گیا تہا اور کیون چلا آیا لوگ اپنے ایلچی سے امید نفع کرتے ہین اور تو فضول چکر لگا کے چلا آیا۔ سب تجہپر ہنسینگے۔ پہر جا کیا عجب ہے کہ تو ہی قوم کی طرف سے محمد کو قتل کر کے آجاے ابو سفیان بیچارا جورو کا مارا پہر گہر سے نکلا۔ ادہر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھہ تیر انداز قبیلہ مزینہ کے آگے روانہ کردئے تہے اور اون سے فرما دیا تہا کہ شاید تم کسی مشرک کو بیرون مکہ مار وگے۔ اونہین ابو سفیان بے ہتیار و بے سامان مکہ کے قریب نالون مین ملگیا۔ تیر اندازون نے اوسے مارنیکا قصد کیا۔ ناگاہ حضرت عباس نے جہپٹ کے تیر اندازون سے کہا کہ اسے نہ مارو مین اسکا ضامن ہون۔ پس وہ بال بال بچگیا۔ پہر عباس نے ابو سفیان سے کہا "لا الہ الا اللہ" کہلے نہین تو یہ لوگ تجہے مار ڈالینگے۔ ابو سفیان نے جان کے خوف سے کہہ تو لیا مگر بتون کی محبت اوسکے خمیر مین سمائی ہوئی تہی اس لئے اچہی طرح کلمہ منہ سے نہ نکلا زبان لڑکہڑاتی رہی۔ اس حالت پر بہی حضرت عباس تیر اندازون سے چہوڑا کے اوسے دربار نبوی مین لے پہونچے تو آنحضرت نے دور سے دیکہتے ہی فرمایا کہ یہ شخص مستسلم ہے نہ کہ مسلم یعنی طیب خاطر سے مسلمان نہین ہوا ہے دنیا سازی کے لئے اس نے کلمہ پڑہلیا ہے جب حضرت عباس پاس پہونچے تو عرض کی کہ حضور ابو سفیان مسلمان ہو کے خدمت اقدس مین

حاضر ہوا ہے اسے پناہ دیجے اور اسکے حق کو پہچانئے۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ خیر اسوقت تو اسکو اپنے ڈیرے مین لیجاؤ۔ پہر دیکہا جائیگا۔ حضرت عباس اوسے آنحضرت کے سفید خچر پر سوار کر کے اسلئے لیچلے تا کہ تمام لشکر مین اعلان ہو جاے کہ ابو سفیان مسلمان ہو گیا ہے۔ اثنائے راہ مین لشکر اسلام کی کثرت دیکہکے وہ بہت ہی برہم ہوا۔ خیر جیسے تیسے وہ شب اوس نے عباس کے خیمہ مین بسر کی علی الصباح اذان کی آواز اور لوگون کی آمد و رفت سنکر بہت گہبرایا اور خوف زدہ ہو کر عباس سے پوچہنے لگا کہ یہ آواز کیسی ہے اور لوگ اتنے چل پہر کیون رہے ہین۔ عباس نے جوابدیا کہ موذن نے اذان دیکے مسلمانون کو نماز کے لئے بلایا ہے پس لوگ جلدی جلدی نماز کو جا رہے ہین۔ اس جواب سے ابو سفیان کو تشفی ہوئی ورنہ یہی سمجہا تہا کہ میرے مارنے کو لوگ جمع ہو رہے ہین۔ حضرت عباس اوسکو پہر خدمت نبوی مین لے پہونچے اور عرض کی یا رسول اللہ ابو سفیان حضور مین کچہہ التماس کرنا چاہتا ہے اسکی سن لیجیئے۔ اوسوقت سب اصحاب وہان موجود تہے۔ آنحضرت نے ابو سفیان سے دریافت کیا کہو کیا کہتے ہو۔ وہ بولا اے محمد کیا تمنے ان عوام الناس اور ذلیل آدمیون کو اپنی قوم قریش سے افضل سمجہا ہے اور ارادہ کرتے ہو کہ کل کے دن اپنی عورتون کو انکے لئے مباح کر دو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مین ان لوگون سے بہت راضی ہون یہ میرے اوپر ایمان لائے میرے برے وقت مین میری مدد کی مجہے اپنے گہر رکہا اپنے بال بچون کا پیٹ کاٹکے مجہے اور مہاجرین کو کہلایا پلایا برخلاف اسکے میری قوم قریش نے مجہے جہٹلایا اور بیکس و بے بس بے یار و یاور گہر سے نکالا۔ میرے قتل پر سب نے اتفاق کر لیا اور عورتون کا جو ذکر تم کرتے ہو اونکے لئے مین اپنے منہ سے کیا کہون تیری قوم کے کرتوت ایسے ہین کہ وہ انکے لئے حلال اور مباح ہو گئی ہین۔ اسوقت جناب عباس پہر بول اوٹہے کہ ابو سفیان جلدی کلمہ پڑہکے مسلمان ہو جا۔ ابتو ابو سفیان بہی کہل کہیلا اور کہنے لگا کہ پہر عزی کو جا کر کیا منہ دکہاؤنگا

یہ سنتے ہی جناب فاروق اعظم برافروختہ ہوگئے اور فرمایا کہ اے مردود اگر یہ رسول خدا کا خیمہ نہوتا تو تجھے یہین خاک مین ملا دیتا - ابوسفیان بولا اے ابن خطاب مین تجھسے باتین نہین کرتا ہون اور نہ مجھے تجھسے کوئی کام ہے مین تو اپنے چچا کے بیٹے بھائی سے گفتگو کر رہا ہون تو خواہ مخواہ کیون دخل دیتا ہے - یہ باتین کہتے تو کہہ گیا لیکن حضرت عمر کے تیور دیکھکے کانپ اوٹھا اور پکارا یا محمد اشهد ان لا اله غیرہ وانك عبده ورسوله وانی قد کفرت باللات والعزیٰ یعنی اے محمد مین گواہی دیتا ہون کہ سوائے اوسکے کوئی معبود نہین اور تو بیشک اوسکا بندہ اور رسول ہے اور تحقیق مین نے انکار کیا لات وعزیٰ سے - چونکہ حضرت عباس اوسکے قریبی رشتہ دار اور اوس سے یگانگت رکھتے تھے اور ایام جہالت مین اوس سے دانت کاٹی روٹی تھی اس لئے فرط خوشی سے چلا اوٹھے اور باواز بلند تکبیر کہی - اس عرصہ مین اقامت کی آواز آئی - آنحضرت نے عباس سے کہا کہ تم ابوسفیان کو اسوقت صبح کی نماز مین اپنے برابر کھڑا کرو اور الحمد اور اللہ اکبر اور سبحان اللہ اسی کی زبان سے کہلواؤ - چنانچہ جناب عباس نے ایسا ہی کیا - جب نماز ہوچکی تو ابوسفیان نے عباس سے پوچھا کہ اے عباس کیا وجہ ہے کہ یہ سب لوگ جنہون نے نماز پڑھی ہے آنحضرت کے ایسے تابع ہین کہ سرمو کوئی حرکت ان سے اونکے خلاف نہین ہوئی - رکوع کے ساتھہ رکوع اور سجدہ کے ساتھہ سجدہ اور سلام کے ساتھہ سلام پھیرا - حضرت عباس بولے ارے دیوانہ خبطی یہ تو نماز ہے اگر آنحضرت ان لوگون سے کہدین کہ کھانا ترک کردو تو مرجاینگے مگر تا زیست روٹی کی طرف آنکھہ اوٹھا کے ندیکھینگے - پھر تو ابوسفیان نے عباس سے کہا کہ اسی واسطے مجھے ان لوگون سے ڈر معلوم ہوتا ہے یہ ضرور میری قوم کو ہلاک کرینگے - حضرت عباس بولے کہ اس باب مین کوئی رائے زنی مین نہین کرسکتا ہون شاید ایسا نہو اور آنحضرت خون کے جوش سے رحم کھا کر معاف کردین -

اوسوقت حکم نبوی سے ایک ندا ہوئی اور سب اپنے اپنے علم لیکے صف بصف آن بیٹھے۔

حضرت عباس بھی ابوسفیان کو ساتھہ لئے حضور مین جا حاضر ہوے اور عرض کی کہ حضور ابوسفیان بڈھا اور آپکی قوم کا سردار ہے اسکے مرتبہ۔ اسکے حسب نسب اور اسکے مسلمان ہونیکا پاس کیجے۔ ارشاد ہوا کہ اے صاحب تم جو قریش کی غمخواری کے مارے گھلے جاتے ہو تو خود اسکے ساتھہ مکہ چلے جاؤ اور دونون جاکے وہان اپنے خاطر خواہ اشتہار دیدو کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین داخل ہو جائیگا وہ امن سے رہیگا۔ ابوسفیان بول اوٹھا کہ حضور میرا گھر ہی کیا چار آدمی بھی آبیٹھینگے تو مجھے اور میری بیوی کو رہنے کی جگہہ نہ رہیگی۔ آنحضرت نے فرمایا تو جو کوئی اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھہ رہیگا وہ بھی ایمن ہے۔ اور جو کوئی خانہ کعبہ مین جاکے پناہ لیگا اوس سے بھی ہم مزاحم نہونگے۔ اور جو شخص ہتیار ڈالدیگا وہ بھی بری ہے۔ البتہ ابن سعد بن ابی سرج جو بنی عامر بن لوی مین ہے اور مقیس الکنانی برادر بنی لیث اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابن اخطل اور بنی ہاشم کی آزاد لونڈی سارہ وغیرہ کے لئے یہ حکم نہین ہے اگر یہ لوگ کعبہ محترم کے پردہ سے بھی لپٹے ہوے پاے جائینگے تو بھی قتل ہونگے۔ پس عباس اور ابوسفیان دونون حضور کے سفید خچر پر سوار ہو کے مکہ روانہ ہوے جب بہت دور نکلگئے تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ کہین قریش عباس سے اوسی طرح نہ پیش آئین جیسا کہ بنی ثقیف نے عروہ بن مسعود الثقفی سے کیا۔ قسم ہے خدا کی جسکے ہاتھہ مین محمد کی جان ہے اگر قریش نے ایسا کیا تو مین اونکا ایک آدمی بھی زندہ نچھوڑونگا۔

غرضکہ عباس اور ابوسفیان دونون مکہ پہونچے اور آنحضرت کے حکم کا اعلان کردیا۔ عکرمہ اور مقیس الکنانی اور ہندہ زوجہ ابوسفیان نے ابوسفیان کو بڑے بھوگ سناے۔ ابوسفیان پکار پکار کے کہہ رہا تہا کہ اے آل غالب مسلمان ہو جاؤ تو سلامت رہوگے۔

بنی خزاعہ قریش اور حلفاے قریش سے بدلہ لینے کے لئے آنحضرت کے لشکر مین جا ملے۔

آنحضرت اور جبیر بن مطعم ایک ہی سواری پر سوار مکہ پہونچے اور حضرت عباس سے پوچھا کہ کہو کیا خبر ہے۔ اونہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ سب اہل مکہ ایمان لے آئے ہین البتہ بعض بے پرواہ اور لاابالی لوگ نہین سنتے سو وہ بھی رفتہ رفتہ روبراہ ہوجائینگے آپ تہوڑی دیر لڑائی کو روکے رہین

اسکے بعد ابوسفیان ابن الحارث بن عبدالمطلب اپنے بیٹے جعفر اور ام المومنین ام سلمہ کے بہائی عبداللہ ابن امیہ بن المغیرہ کو ساتھہ لیکر پہر حاضر ہوا۔ تینون نے آکر سلام کیا مگر آنحضرت نے منہ پہیر لیا اور اونکی طرف سے عہد و امان کو قبول نہین کیا۔ پہر تو ابوسفیان نے عرض کی کیا آپ میرے اسلام کو قبول نہین کرتے اب مین مشرکین کی طرف کبھی نہ جاؤنگا اور مع اپنے لڑکے کے اسی صحرا مین پڑکے مر رہونگا۔

عبداللہ بن امیہ آنحضرت کا انکار سنکے بنی امیہ کے پاس لشکر کے کنارہ پر چلا گیا اور وہان سے ایک آدمی اپنی بہن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بہیجا تاکہ وہ سعی سفارش کر کے امان دلوادین ام سلمہ نے آنحضرت کے پاس حاضر ہو کے عرض کی یا رسول اللہ ماجعل اللہ اخی و ابن عمك اشقی من خرج الیك من اہل مکۃ یعنی اے رسول اللہ اور لوگ جو آپکے پاس مکہ سے آئے ہین کیا اون سے بھی زیادہ میرا بہائی جو آپ کے چچا کا بیٹا ہے شقی ہے حضور نے جواب دیا میرے چچا کے بیٹے نے تو میری حد سے زیادہ ہجو کی ہے اگر وہ تمہارا بہائی سمجھا جائے تو اوس نے مجھپر ایمان نلانیکی قسم کہائی ہے اور یہ کہدیا ہے کہ اگر مین اوسکے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤن اور خدا کے پاس سے ایک کتاب اوسکے نام لے آؤن تو بھی مسلمان نہونگا۔ اس لئے مین اوسے امان دینا نہین چاہتا مگر پہر بعد بہت سے اصرار کے آنحضرت نے اوسے بلوا بہیجا اور امان دی۔ جعفر و عبداللہ نے آکے آپ سے بیعت کی۔

اب آنحضرت کو یہ تحقیق ہوگیا کہ تمام اہل مکہ مسلمان ہوگئے ہین مگر چند لوگ مقیس کیساتھہ

والے اپنی ضد پر قائم ہین - آپ نے بنی خزاعہ کو بلا کے حکم دیدیا کہ اون پر حملہ کرو اور جو تم سے لڑے اوسے قتل کرو - باقی کسی سے نہ بولو اور چند آدمیون کے نام بتا کے یہ کہدیا گیا کہ ان سے بہی مزاحم نہونا - چنانچہ خزاعہ نے حملہ کیا اور اونکے ساتھہ اور بہی بہت سے لوگ ہو گئے - آخرش مقیس الکنانی اور اوسکے ساتہی جو قریش تہے اور حویرث بن نفیل اس معرکہ مین ہلاک ہوے -

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بنی جذیمہ کے پاس بہیجے گئے

جب خالد بن ولید بت عزیٰ کو منہدم کر کے واپس آ گئے تو اونہین ساڑہے تین سو مہاجر و انصار و بنی سلیم کے ساتہہ یلملم کی طرف قبیلہ بنی جذیمہ پر روانہ کیا اور حکم ہوا کہ جب وہان پہونچو تو نہایت نرمی اور ملائمت سے دعوت اسلام کرنا - قواعد صوم و صلواۃ اچہی طرح اونہین سکہانا - اور جہانتک بنے محاربہ و مقاتلہ سے پرہیز رکہنا -

واضح ہو کہ اس قبیلہ کے لوگون نے ایام جاہلیت مین عبدالرحمن بن عوف کے والد عوف کو اور خالد بن ولید کے چچا فاکہ کو مار ڈالا تہا - جب خالد وہان پہونچے تو وہ اونہین دشمن سمجہکے ڈرے اور احتیاطاً مسلح ہو کے باہر نکلے - حضرت خالد نے دریافت کیا کہ تم کون ہو جواب ملا کہ ہم مسلمان ہین - نبوت محمدی کی تصدیق کرتے ہین - نماز پنجگانہ بجالاتے ہین اور اپنے اپنے مکانون مین ہم نے مسجدین بہی بنا رکہی ہین - اسکے بعد حضرت خالد نے سوال کیا کہ جب تم مسلمان ہو اور مین فرستادہ رسول خدا ٹہیرا تو تم مسلح ہو کے بارادہ جنگ میرے سامنے کیسے آے - بنی جذیمہ نے جوابدیا کہ ہمارے اور قوم عرب کے درمیان عداوت چلی آتی ہے اس لئے تمہارے آنے سے ہم ڈرے کہ شاید عرب لڑنے کے ارادہ سے ہماری زمین پر آ گئے ہین اس لئے ہم مسلح ہو کے آے ہین -

حضرت خالد نے اونکا عذر قبول نہ کیا اور حکم دیا کہ اچہا اپنے ہتیار ہمین دیدو - اونہون نے

چپکے سے بغیر کان ہلاے ہتیار بہی ڈالدئے۔ خالد نے حکم دیا کہ ان سب کی مشکین باندہ لو۔ اور ایک ایک اسیر اونمین کا اپنے ایک ایک آدمی کے سپرد کردیا۔ اوسکے بعد ایک دن صبح کو حکم دیا کہ سب اپنے اپنے پاس کے قیدی کو مار ڈالین۔ بنی سلیم نے تو حکم پاتے ہی اپنے اسیرون کو قتل کرڈالا۔ مگر مہاجر وانصار نے خالد کے حکم کو نامناسب سمجہکے اوسکی تعمیل نہ کی۔ اور اپنے اپنے اسیرون کو چہوڑ دیا۔ اونہین اسیرون مین سے ایک آدمی آنحضرت کی خدمت مین پہونچا اور خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کرکے سارا حال بیان کردیا۔ حضرت کو سنتے ہی بڑا رنج ہوا اور جناب علی مرتضی کو بہت سا مال واسباب دیکر بنی جذیمہ کے پاس بہیجا اور کہدیا کہ وہان پہونچکے اونکی بڑی خاطر داری اور دلجوئی کرنا۔ مقتولونکا خونبہا دینا اور جسکا مال ضایع ہوگیا ہو اوسکو معاوضہ دینا۔ غرضکہ ایسے آنسو پونچہنا کہ ساری قوم خوش ہوجاے اور کسی کے دل مین شکایت کا داغ نہ رہے۔ جناب شیر خدا بنی جذیمہ مین پہونچے اور خوب ہی استمالت اونکی کردی۔ مقتولون کے ورثاء کو پیٹ بہر کے خونبہا دیا۔ جسکا کچہہ بہی مال گیا تہا اوسکے تنکے تنکے کا معاوضہ ادا کیا۔ جب کوئی نقصان کا دعویدار ڈہونڈہے بہی نہ ملا تو جو مال جناب اسد اللہ الغالب کے پاس باقی رہا اوسے یون ہی اوس قوم کے حاجتمندون کو دیکر مالا مال کردیا پہر چارون طرف منادی کرادی کہ جسکا کوئی اور مطالبہ ہمارے ذمہ باقی رہا ہو وہ کوڑی کوڑی آکے ہم سے لے لے۔ جب کوئی مدعی نہ رہا تو جناب علی حضور مین واپس آگئے اور سارا حال سنادیا۔ آنحضرت اس قصور پر مدتون خالد بن ولید سے ناراض رہے پہر بعض اصحاب کی سفارش سے اونکا قصور معاف ہوا اور آیندہ کے لئے ہدایت ہوئی کہ خبردار کبھی ایسا نہ کرنا۔

عبد الرحمن کے والد عوف اور خالد بن ولید کے چچا فاکہ دونون ملکے یمن تجارت کو گئے تہے وہان سے مال واسباب بیچکے اور بہت سا روپیہ کما کے گہر لاتے تہے کہ اثناے راہ مین بنی جذیمہ نے

مال و دولت دنیا کے لالچ سے دونون کو مار ڈالا اور اونکا مال وزرا پنے قبضہ مین کیا۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ اہل سیر نے بنی جذیمہ کا حال اسی طرح بیان کیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ کتب احادیث مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت خالد رض نے جا کے بنی جذیمہ کو دعوت اسلام کی۔ اونہون نے صاف اور واضح طور سے نہ کہا کہ ہم تو مسلمان ہو چکے ہین بلکہ "صبانا صبانا" کہتے تہے۔ پس حضرت خالد کھڑے ہو کے اونہین قتل اور قید کرنے لگے۔ ظاہر ہے کہ خالد نے یہ سمجہا کہ جب صاف اسلام کا لفظ زبان پر نہین لاتے ہین تو انکے دلمین چور ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ یہ نتیجہ بنی جذیمہ کے افعال کا ہے ورنہ خالد سے ایسا ہونا محض اونکی شان سے خلاف تہا۔

دوسرے یہ بات بہی یاد رکہنی چاہیئے کہ جو شخص ایک دین کو چہوڑ کے دوسرے دین کی طرف مایل ہو جاے اوسے صابی کہتے ہین اسی لئے کفار قریش آنحضرت کو صابی اور مسلمانون کو صباۃ کہتے تہے اور اپنے خیال مین اسے برا سمجہتے تہے پس جب بنی جذیمہ نے "اسلمنا اسلمنا" تو نہ کہا جو ایک صاف اور کہلا ہوا محاورہ تہا بلکہ "صبانا صبانا" کہنا شروع کیا تو یہ الفاظ حضرت خالد کو ناگوار ہوے اور آپ سے غلطی ہو گئی اسمین اونکا کیا قصور ہے۔

(۴۹) غزوہ حنین واوطاس وطائف

معتبر اور صحیح روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ جب صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو اکثر قبائل عرب نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کر کے خدا پرستی اختیار کی۔ صرف دو قبیلہ ہوازن و ثقیف مطیع اسلام نہوے۔ یہ لوگ بڑے فسادی اور گردن کش تہے۔ قبائل مذکورہ کی سردار باہم ملے اور یہ صلاح کی کہ مسلمانونکی فتوحات لائق تعریف اور قابل اعتبار نہین ہین انہین ابہی تک کوئی زبردست۔ تجربہ کار۔ ماہر علم جنگ و حرب نہین ملا ورنہ ناک چنے چبوا دیتا۔ وہی جنگلی۔ وحشی۔ بزدل

ناتجربہ کار ملتے رہے جنہین مارپیٹ کے اینٹھتے پھرتے ہین - اگر کوئی مارتے خان ملگیا تو یہ سب شیخیان نکلجائینگی اب معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ ہمپر بہی چڑہائی کرین اس سے بہتر ہے کہ ہم خود ہی بڑہکے اونکی مزاج پرسی کرلین -

قبیلہ ہوازن کا امیر مالک ابن عوف نضری تہا اور قبیلہ ثقیف کا پیشوا کنانہ ابن عبداللہ - اس مشورہ مین عازب ابن الاسود بہی شامل ہوگیا - پس ان تینون نے جماعت کثیر بہم پہونچا کے مسلمانون سے لڑنیکا ارادہ کیا اور جنگ کے لئے باہر نکلے - بعض قبیلے مثل نصر و جشم و سعد بن بکر اور کچہہ لوگ بنی ہلال کے جو ہوازن و ثقیف کے ساتہہ راہ و رسم اور موافقت رکہتے تہے اون سے آملے اور کعب و کلاب نے قبیلہ ہوازن کے ساتہہ عہد و پیمان کرلئے - پس ایک لشکر عظیم ہوگیا اور بڑے ساز و سامان کے ساتہہ مال و خزانہ - بہیڑ و بکریان - لڑکے بچے اور بہت سے مویشی لیکر چلے - اون مین چار ہزار تو دلاوران جنگی اور کار آزمودہ تہے - قبیلہ جشم مین ایک آدمی درید ایسا تہا جسکی ساری عمر لڑائی ہی مین صرف ہوئی تہی - گرگ باران دیدہ اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ تہا - جنگ کے سب نشیب و فراز بخوبی جانتا تہا - عمر بہی اوسکی سو برس سے تجاوز کرگئی تہی - امیران لشکر نے تبرکاً و تیمناً اوسے ساتہہ لیلیا - جب لشکر کفار منزل اوطاس پر پہونچا اور درید نے بچون کے رونے - عورتون کی دہما چوکڑی اور مویشی کی جو آواز سنی تو اوسکے کان کہڑے ہوگئے اور بولا کہ - ہین - یہ کیسی آوازین آتی ہین - لوگون نے کہا کہ مالک ابن عوف نضری قبیلہ ہوازن کے زن و اطفال اور مویشی اپنے ساتہہ لے آیا ہے - یہ سنتے ہی اوس پیر جہاندیدہ نے مالک کو اپنے پاس بلا کے سمجہایا کہ ان کا لڑائی مین ساتہہ رکہنا زیبا نہین یہ سامان تمہاری شکست کا ہے انہین گہر واپس کردو اور خود لڑنے کو چلو - مالک ابن عوف بولا کہ ان کے ساتہہ رکہنے مین مصلحت یہ ہے کہ لشکر کے آدمیون کا دل اپنے بال بچون اور مال و اسباب سے متعلق نہ رہے خوب

اطمینان سے لڑین بلکہ اپنے بال بچون اور مال و متاع کی حفاظت کی خاطر دشمن کے قتل کرنے اور دفع کرنے مین اور بھی زیادہ کوشش کرینگے ۔ اونکو چھوڑ کے بھاگینگے نہین کٹ کٹ کے لڑینگے اور مسلمانون کو کھا کھا جائینگے ۔ درید نے جواب دیا کہ اس امر مین تیری راے ٹھیک نہین ہے کیونکہ جب انسان کو اپنی جان کے لالے پڑ جاتے ہین تو پھر اوسکے بچانیکی کوشش کرتا ہے اور بھاگنے سے اوسے کوئی چیز نہین روک سکتی جورو بچون سب کو چھوڑ کے لنبا بنتا ہی اس لئے ایسی بیہودہ بات کے لئے لشکر کو گھوڑا اور بھیڑ و بنگاہ بنانا عقلمند کا کام نہین ۔ ان جھگڑون بکھیڑون سے لشکر اس قابل نرہیگا کہ چستی و چالاکی جدہر چاہے جا سکے ۔ سواے نیزہ بازون اور شمشیر زنون کے کسی کو اپنے ساتھہ نرکھو اگر تم نے اتنا کھٹراگ اپنے ساتھہ رکھا تو بہت پچھتاؤگے پھر درید نے کعب و کلاب کو پوچھا کہ وہ کہان ہین معلوم ہوا کہ ابھی تک آے نہین ۔ اسکا بھی درید کو بہت رنج ہوا اور کہا اونکا بھی تمھارے ساتھہ نہونا بڑی تشویش کی بات ہے ۔ اب مین تمکو مکرر سمجھاتا ہون کہ اپنے بال بچون اور مال و مویشی کو کسی مضبوط جگہہ بحفاظت رکھدو اور خود ہلکے پھلکے سونٹے لنگوٹے سے لڑنے جاؤ اگر فتح قسمت مین ہے تو ہو رہیگی ۔ مالک کو درید کی یہ صلاح پسند نہ آئی اور ناراض ہو کے بولا کہ بڑھاپے مین تیری تو عقل جاتی رہی ہے ۔ ناحق بک بک کرتا ہے تیرے حواس بجا نہین رہے تو کیا جانے کہ تیرے منہ سے کیا نکل رہا ہے ہم تیری بات ہرگز نہ مانینگے میری تدبیر بہت کامل اور مفید مطلب ہے ۔ جب درید نے دیکھا کہ مالک نہین مانتا تو اوس نے قبیلہ ہوازن کو سمجھایا کہ خبردار تم لوگ مالک کی راے پر عمل نہ کرنا اوسکی عقل خراب ہو گئی ہے اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمکو دشمنون کے پھندے مین پھنسا کے خود بھاگ جائیگا اور تم اپنے عیال و اطفال کے ساتھہ دشمنون کے پنجہ مین گرفتار ہو کے ہلاک ہو جاؤگے ۔

قوم ہوازن درید کی باتین سنکر مالک سے برگشتہ اور بدعقیدہ ہو گئی ۔ مالک نے جو یہ

رنگ دیکھا تو تلوار کا پیپلا اپنی چھاتی پر رکھکے ہوازن سے کہا کہ اے لوگو اگر تم میرا کہا نہ مانو گے تو ابھی خودکشی کیے لیتا ہون چشم زدن مین میری لاش تمہارے سامنے پڑی ہوگی۔ ہوازن نے جب مالک کو جان دینے پر مستعد دیکھا تو سمجھے کہ اسکے بعد ہمارا کوئی پیشوا نر ہیگا اور ہم سب لوگ تباہ و برباد ہوجائینگے اس لیئے سب نے بالاتفاق کہدیا کہ اے مالک تو ہمارا سردار اور ہم سب تیرے مطیع و فرمانبردار ہین۔ تو خودکشی سے باز آجو کچھ تو کہیگا ہم وہی کرینگے۔ یہ بات رفت و گذشت ہوگئی اور سارا لشکر حنین کو چلا۔

جب اس گڑبڑ کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے عبداللہ ابن ابی حدرد سلمی کو ان لوگون کا حال دریافت کرنیکے لیئے روانہ کیا۔ مسلمانون کو حکم ہوا کہ اس مفسدہ کے دور کرنیکی تدبیر کرو۔ مکہ مین قیاب ابن اسد کو حاکم اور معاذ ابن جبل کو مسائل شرعیہ کی تعلیم و تلقین کیواسطے مقرر کر کے سولہ ہزار غازیان جرار کے ساتھہ آنحضرت مکہ سے باہر نکلے۔ ایک سو زرہ اور اونکا سامان صفوان نے عاریتاً دیا جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے۔ اور صفوان ابن امیہ ہی سے یہ بھی کہا گیا کہ باربرداری سفر کا انتظام بھی تمہین کردو۔ صفوان اسباب لشکر اپنے اونٹون پر لاد کے ساتھہ ہولیا۔ عبداللہ ابن ابی حدرد غنیم کے لشکر کا حال معلوم کر کے واپس آئے اور من و عن آنحضرت سے بیان کردیا اور کہا کہ وہ اس ارادہ سے آتے ہین کہ مسلمانون کا بیج تک دنیا سے کھو دین۔ انبوہ کثیر اور مال و دولت اور مویشی حد سے زیادہ اونکے ساتھہ ہین۔ آنحضرت نے عبداللہ کی باتین سنکر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ مسلمانون کی قسمت چیتی ہے وہ اونکا مال اونہین دینے کے لیئے خود چلے آتے ہین اودہر سے مالک بن عوف نضری نے بھی تین جاسوس لشکر اسلام کی ٹوہ لگانے کو بھیجے تھے تینون لشکر اسلام کا رنگ و ڈہنگ دیکھکے خائف و لرزان واپس گئے اور جا کے کہا کہ ہم نے لشکر مسلمانان مین عجیب و غریب آدمی دیکھے واللہ ہمارے لشکر کا ایک بھی آدمی اونکے مقابلہ مین نہ آسکیگا

اے مالک اگر تیری خیر ہے تو یہین سے گھر کو پھر چل اور اپنی قوم کو تباہی مین نہ ڈال اگر لشکر کے لوگ وہ کیفیت دیکھتے جو ہمنے دیکھی ہے تو اونکا بھی یہی حال ہوجاتا جو تو ہمارا دیکھتا ہے۔ مالک یہ باتین سنکر خفا ہوگیا اور بولا۔ بیوقوفو۔ خاموش تم کیا جانو کہ لشکر کیسے ہوتے ہین۔ پھر اون تینون جاسوسون کو قید کرلیا تاکہ اوسکے لشکر کو ایسی باتین کرکے کچّا نہ بنادین۔

اسکے بعد مالک کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ شاید میرے لشکر کے سردار ہی لڑائی سے جی چراتے ہون اور ان جاسوسون کو ایسی بودی باتین سکھا کے میرے کچا بنانے کے لیۓ بھیجا ہو۔ اسواسطے اوس نے اپنے ایک معتمد آدمی کو جو شجاعت اور دلیری مین مشہور تھا مسلمانون کا حال معلوم کرنے کے لیۓ بھیجا۔ وہ بھی گیا اور اوسی حالت مین جیسے کہ وہ تینون جاسوس آۓ تھے لرزتا۔ کانپتا اور بدحواس آیا اور بعینہ وہی حال آکے بیان کیا۔ مگر اسلام کی دشمنی مین مالک کی عقل ایسی مخبوط ہوگئی تھی کہ کسی کی نہین سنتا تھا۔

عبداللہ بن ابی حدرد نے بھی دشمن کی فوج کا حال دیکھکے ابوبکر صدیق سے بڑے غرور اور فخر سے آکے بیان کیا اور کہا کہ ہمارا لشکر اتنا ہے کہ دشمن ہرگز ہم پر فتح نپائینگے۔ جب اسکی اطلاع آنحضرت کو ہوئی تو آپ نے بہت غصہ کیا اور خدا کو بھی عبداللہ کا یہ غرور پسند نہ آیا۔ چنانچہ اس جنگ کے شروع ہی مین جو ہزیمت مسلمانون کو ہوئی وہ اسی غرور کی سزا تھی تاکہ لوگ متنبہ ہوجائین کہ فتح ونصرت کثرت لشکر پر موقوف نہین ہے لشکر کم ہو یا زیادہ افضال ایزدی چاہیئے۔

واقدی لیثی فرماتے ہین کہ غزوۂ حنین مین آنحضرت کے ہمراہ مین بھی تھا۔ اثناء راہ مین ایک بڑا درخت سرسبز اور تروتازہ ملا جسے ذات الانواط کہتے تھے۔ ایام جاہلیت مین ہرسال اہل عرب اسکے نیچے جمع ہوتے تھے۔ اپنے اپنے ہتیار اوس درخت مین لٹکاکے قربانیان کرتے اور ایک رات وہین بسر کرتے تھے۔ جب لشکر اوس درخت کے قریب پہونچا تو ہم لوگون نے آنحضرت سے التماس کی

کہ حضور ہمارے لئے بھی کوئی ایسا ہی درخت مقرر کردیجیے۔ آپ نے جوابدیا۔ اللہ اکبر تم نے اسوقت ایسی بات کہی جیسی موسیٰ کی امت نے موسیٰ سے کہی تہی کہ اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ موسیٰ نے جوابدیا اے لوگو تم بڑے نادان ہو۔ جب ہم لوگون نے آنحضرت کی یہ بات سنی تو کمال نادم وخجل ہوے اور اپنی اس حرکت سے توبہ کی۔

قصہ مختصر جب حنین کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ مالک بن عوف نضری نے اپنا لشکر پہلے سے وہان لاڈالا ہی۔ اوس نے اپنے لوگون سے کہہ رکھا تہا کہ پہلے تمہین لڑائی شروع کردینا۔ وہ سب سر راہ کمین گاہون مین چھپکے ہو بیٹھے تہے۔ اور ارادہ تہا کہ لشکر اسلام کے آتے ہی ناگہان اوسپر حملہ کردین۔

ادہر آنحضرت نے جماعت مہاجرین کا ایک علم حضرت عمر فاروق کو اور دوسرا علی کو دیا اور قبیلہ اوس کا علم اسید بن حضیر کو اور خزرج کا ایک نشان تو حباب ابن المنذر کو اور دوسرا اسعد بن عبادہ کو دیا۔ دیگر قبائل عرب جو ہمراہ تہے اونکے ساتہہ بہی ایک ایک علم تہا۔

جب صبح ہونے لگی تو لشکر اسلام نے وادی حنین کے ایک تنگ اور ناہموار رہ سے گذرنے کا ارادہ کیا تنگی راہ سب لوگون کے اکٹھا گذرنے کی مانع ہوئی اس لیے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیان بنکے مختلف رستون سے گذرنے لگین۔ مگر خالد بن ولید قبیلہ بنی سلیم کے پیشوا سمٹ سمٹا کے اپنے ساری جماعت کے ساتہہ ایک ہی راہ سے گذرے قبیلہ ہوازن کے لوگ تو گہات مین بیٹھے ہی ہوے تہے اور مسلمان تہے بے خبر۔ دشمن اونکو ڈہب پر چڑہا دیکھکے یکایک کود پڑے اور تیرون کا مینہ برسادیا بنی سلیم کے پاس ہتیار بہی کم تہے۔ دوسرے ٹہیرے بے خبر درہم وبرہم ہوگئے۔ اسی ہلچل مین وہ کفار قریش جو ہم عہدی کے باعث مسلمانون کے ساتہہ چلے آے تہے بدحواس ہو کے بہاگے۔ پہر تو مسلمانون نے بہی راہ فرار اختیار کی۔

اوسدن سرورکائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ اوس سفید اونٹ پر سوار تھے جو فروہ جذامی نے بطور ہدیہ کے بھیجا تھا۔ آپ بھی غازیان اسلام کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ ہر چند آپ پکار پکار کے کہتے تھے کہ اے اللہ اور رسول کے انصار و مین خدا کا بندہ اور اوسکا رسول ہون مگر کوئی نہین سنتا تھا۔ اون کفار قریش کے ساتھہ بہاگنے مین مسلمان ایسے بدحواس ہو گئے تھے کہ پیچھے مڑ کے بھی نہین دیکھتے تھے۔ مگر وہ کفار قریش اس ہزیمت سے اپنے دل مین بہت خوش تھے اور ہنس ہنس کے کہتے جاتے تھے کہ مسلمان تو ایسے بہاگے ہین کہ شاید سمندر کے ساحل پر بھی جا کے نہ ٹھیرین۔

صفوان کے سوتیلے بہائی کلدہ ابن حنبل نے صفوان سے کہا۔ آج ایسا دن ہے کہ سارا سحر باطل ہو جائیگا۔ مبارک ہو تجھے کہ محمد اور اونکے اصحاب بہاگے۔

اب آنحضرت کے ساتھہ صرف چار آدمی باقی رہگئے۔ تین بنی ہاشم اور ایک غیر بنی ہاشم۔ جو دشمن آنحضرت کیطرف آکے ایذا رسانی کا قصد کرتا تھا۔ علی مرتضیٰ اور عباس رضی اللہ عنہما اوسے دفع کرتے اور جو محاربہ پر آمادہ ہوتا اوسے جناب شیر خدا زمین کا پیوند کر دیتے تھے۔ آنحضرت دمبدم یہی چاہتے تھے کہ تن تنہا کفار پر حملہ آور ہون مگر ابوسفیان ابن حارث اونٹ کی مہار روک لیتے اور عباس بن عبدالمطلب رکاب پکڑ کے مانع ہوتے اور حضور کو آگے نہ بڑھنے دیتے تھے۔

کفار نے جب دیکھا کہ مسلمان بہاگے تو اونمین سے بہت سے لوگ آنحضرت کو تلاش کرنے لگے تاکہ اس ہنگامہ مین آپکو اکیلا پا کے مار ڈالین۔ مگر آنحضرت کو اپنے اللہ پر کامل بھروسا تھا۔ الہام الٰہی سے انجام کار کو خوب جانتے تھے کہ اسلام غالب ہو کے رہیگا اور باواز بلند یون فرماتے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب خداوند کریم نے اپنے نبی کی یہ شجاعت و دلیری دیکھکے اپنے کلام پاک مین یون فرمایا ہے ثم انزل اللہ سکینتہ علیٰ رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا

یعنی ہمنے اپنے رسول اور مومنین کی سکونت وقرار کے لیئے ایسا لشکر اوتارا جسے کوئی نہین دیکھ سکتا تھا
آنحضرت نے جب دیکھا کہ مسلمان کسی طرح سنبھلتے ہی نہین تو حضرت عباس کو حکم دیا کہ باآواز بلند یا معشر الانصار یا اصحاب السمرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ کہکے پکارو - جناب عباس رضی اللہ عنہ بہت ہی بلند آواز تھے اونہون نے خوب ہی چلا چلا کے پکارا - لوگون نے عباس کی آواز جو سنی تو لبیک لبیک کہتے ہوے دوڑے اور سو آدمیون کے قریب جمع ہو گئے - اب کفار کے ساتھہ پھر لڑائی ہونے لگی - رسول خدا نے اونٹ سے اوتر کے ایک مٹھی ریت دشمنون کی طرف پھینکی اور پھر سوار ہو گئے - روایت صحیحہ سے ثابت ہے کہ قبیلہ ہوازن کا کوئی آدمی باقی نہ تھا جسکی آنکھہ مین وہ خاک نہ پہونچی ہو - اوسکے گرنے سے ایسی آواز ہوتی تھی جیسے کہ تانبے کے طشت مین بہت اونچے سے کنکر گرتے ہون -

جب آنحضرت کے پاس سو آدمی آ گئے اور لڑائی ہونے لگی تو ہوازن کے لشکر نے بھی بہت دلیری اور مستعدی سے مقابلہ کیا - جانفشانی اور کوشش مین کچھہ اوٹھا نہ رکھا - کیفیت یہ تھی کہ ادہر صرف سو مسلمان اور وہ بھی بے سر و سامان - کیونکہ غریب ایک انقلاب عظیم اور ہزیمت کے بعد جمع ہوے تھے - اودہر کفار کی جانب انبوہ کثیر اور بڑے بڑے بہادر اور جنگجو تھے اونہین سے ابوجرول نامی ایک صف شکن نے دیکھا کہ آنحضرت اب بہت قلیل جماعت کے ساتھہ ہین دل مین کہنے لگا کہ اے دل جو کچھہ کرنا ہو کر لے ایسا وقت پھر نہ ملیگا - اسوقت چاند کے گرد بہت ہی کم ستارے ہین - یہ کہہ علم لیکر جھٹ میدان جنگ مین آ جما - آدمی تو کیا کوہ آہنی معلوم ہوتا تھا جس سے رزمگاہ فولاد کی کان بنگئی تھی - آتے ہی علم کو میدان رزم مین گاڑ دیا اور شیر غران کی طرح اوسکے نیچے کھڑا ہو کے دہاڑا کہ مرحب کش خیبر کشا کدہر ہے جسے محمد نے شیر خدا کا خطاب دے رکھا ہے اگر کچھہ دعوے رکھتا ہے تو آج میرے سامنے آوے مین بھی تو دیکھون

کہ کتنا دم خم ہے۔حضرت اسداللہ الغالب علی ابن ابی طالب نے اوس بیہودہ گو کی گفتار سے عزم نبرد کیا اور دلدل کو تیز کر کے اس شان سے میدان مین آے کہ زمین کانپنی اور آسمان تھرانے لگا۔آپنے ابوجردل کے سامنے کھڑے ہوکر رجز کے کلمات زبان مبارک سے نکالے ہی تھے کہ وہ اپنی بہادری کے غرور سے درہم و برہم ہوگیا اور کہنے لگا۔ہین۔میرے سامنے اور یہ گفتگو۔اچھا ابھی ابھی اسکا مزہ چکھاے دیتا ہون۔یہ کہکر شمشیر کین نیام سے باہر کر کے پیل مست کی طرح ہزبر غران پر جھپٹا اور حضور کے مغفر آہنین پر تول کے ایک ہاتھ تلوار کا دیا۔تلوار چھنا کا بھر کے دو ٹکڑے ہوگئی مگر فضل خدا سے یہان ذرا سا بھی زخم نہ آیا۔اب نوبت اسداللّٰہی آئی۔آپ ذوالفقار کھینچے ہوے اوسکے سر پر جا پہونچے اور فرمایا کہ خبردار ہوجا اب ایسی آئی ہے جو ٹل نہین سکتی۔یہ کہکے ایک ہاتھ آہستہ سے جو رسید کر دیا تو آدھا ادہر تھا اور آدھا اودہر۔یہ عالم مشاہدہ کرتے ہی "روحی فداک" ہر فرشتہ کی زبان پر تھا۔

جب ابوجردل مارا گیا تو فوج اعداے دین مین ایک کھلبلی پڑگئی اور مالک نے سب سرداران لشکر اور بہادران نامور کو بلا کے کہا کہ ابوجردل کا مارا جانا ایک امر اتفاقی ہے اس سے تمکو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ مسلمان ہم پر غالب آگئے۔وہ تو ہم سے پہلے ہی شکست کھا چکے ہین اب کیا خاک غالب ہونگے علی الخصوص اس حالت مین جب کہ اونکی ساری فوج بھاگ گئی ہے اور معدودے چند باقی ہین۔تم ہزارون مرد جنگی ہو۔دل مضبوط رکھو اور ہمت نہ ہارو۔ایکبارگی حملہ کر دوگے تو ان مٹھی بھر آدمیون کو پیس ڈالوگے۔کیا ابوجردل ہی مرد تھا تم مرد نہین ہو۔وہ مارا گیا تو مر جانے دو۔بڑھکے ہاتھ لگاؤ فتح تمہارے ہی نام ہے مالک کی ایسی باتون سے لشکر کے بہادرون کو غیرت آئی اور بڑے جوش و خروش سے ایک بارگی حملہ کر دیا مگر خدا نے آڑے وقت مین اسلام کی ایسی مدد کی جو وہم و گمان مین بھی نہین آسکتی۔

جبیر ابن مطعم کہتے ہین کہ جسوقت کفار کا ٹیڑی دل ایکایک مسلمانون پر اومنڈ آیا تو ہم سب کی نظر آسمان کی طرف تھی اور سمجھگئے تھے کہ آج ہم لوگون کی ہڈیان تک ڈھونڈھے نہ ملینگی - ناگاہ ایک ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا اور سیاہ چینٹیان لشکر کفار پر گرنے لگین - ذراسی دیر مین سارا جنگل اور تمام گھاٹی اون سے بھر گئی اسکے بعد ہوازن سے ایکدم ہی مسلمانون کے سامنے نہ کھڑا رہا گیا سب کے سب میدان چھوڑ کے بھاگے - اکثر کفار ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ یارو یہ تو بتاؤ کہ جو لوگ سفید پوشاک پہنے ابلق گھوڑون پر سوار ہمارے لشکر کو قتل کررہے تھے وہ کون لوگ تھے اور کہان سے آے تھے - مسلمانون کے مجمع مین تو کبھی نظر نہ آے تھے -

شیبہ ابن عثمان حجبی نے کہا ہے کہ جب قریش آنحضرت کے ساتھہ حنین کو روانہ ہوے تو مین بھی اونکے ساتھہ ہولیا تھا - میرا قصد یہ تھا کہ اب حنین پر لڑائی ہوگی اگر اس ہلچل مین آنحضرت مجھے تنہا ملگئے تو مار ہی ڈالونگا - میرے باپ اور بھائی اور ایک جماعت قریش جو جنگ اُحد مین مقتول ہوے ہین اونکا بدلا ملجائیگا - مجھے ایسی ضد ہوگئی تھی کہ چاہے عرب و عجم سب آنحضرت کے مطیع ہوجائین تو بلا سے مگر مین ہرگز اطاعت نہ قبول کرونگا - اوس سفر مین ہر وقت مجھے یہی آرزو رہی اور روز بروز بڑھتی چلی گئی - لیکن جب لڑائی کا موقع آیا اور مسلمان زیر و زبر اور درہم و برہم ہوگئے تو مین نے اپنے دل مین کہا کہ اب وقت ہے اگر قابو چل جاے تو محمد کا کام تمام کردون اس لیئے داہنی طرف تلوار میان سے نکال کے چلا تو دیکھا کہ اوس طرف عباس شفاف زرہ چاندی کی طرح چمکتی ہوئی پہنے کھڑے ہین - اودہر اپنا مطلب بنتا نہ دیکھکے بائین جانب ہولیا تو دیکھا کہ ابو سفیان ابن الحارث مسلح و مستعد موجود تھا - مین نے اپنے مین عباس اور ابو سفیان کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی - تو پیچھے کی تاک لگائی اور بہت ہی قریب پہونچگیا چاہتا تھا - ایک ہاتھہ تلوار کا دون کہ ناگاہ ایک شعلہ آگ کا برق کی طرح چمک کے میری طرف لپکا

نزدیک تہا کہ مین جلکے خاک سیاہ ہوجاؤن - ڈر کے پیچہے ہٹا اور چکا چوندہ سے ہاتہہ آنکھون پر رکہکر چاہا کہ بہاگون لیکن آنحضرت نے میری طرف دیکہکے فرمایا وے شیبہ یہان آ - ہر چند اسلام کے نام سے مجہے نفرت تہی اور رسول اللہ کا دشمن جانی تہا لیکن "یہان آ" سنکر بے اختیار پاس چلا گیا - وہ عداوت دیرینہ ایک چشم زدن مین میرے دل سے باہر نکل گئی - حضور نے اپنا ہاتہہ میرے سینہ پر پہیرا - محبت اسلام سے مالا مال کر دیا اور میرے دل کو اپنی طرف ایسا کہینچا کہ مین حضور کا عاشق زار ہوگیا - پہر مجہے حکم ہوا کہ جا اور میرے اور خدا کے لئے جہاد کر - یہ سنتے ہی مین خوشی خوشی انبوہ کفار مین گہس پڑا اور کافرون سے مقابلہ کرنے لگا - جب آنحضرت نے اپنے خیمہ کی طرف معاودت کی تو مین بہی حضور کے ساتہہ خیمہ کے اندر چلا گیا تاکہ جمال جہان آرا کو خوب سیر ہو کے دیکہلون اسوقت تک اقرار باللسان مجہسے سرزد نہوا تہا خیمہ مین آنحضرت نے مجہسے ارشاد کیا کہ اے شیبہ حق سبحانہ تعالےٰ نے تیرے حق مین جو چاہا ہے وہ بہتر ہی اگرچہ تو اپنے لئے کانٹے بونا چاہتا تہا - پہر وہ باتین جو میرے دل مین مخفی تہین اور ابتک مین نے کسی سے نہ کہی تہین سب مجہسے بیان کردین - اب مجہے یقین کامل ہوگیا کہ آپ سچے نبی ہین اور صدق دل سے اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ - کہلیا اور مسلمان ہوگیا -

جب کافرون نے شکست کہائی تو تین گروہ ہو کے بہاگے - کچہہ تو طائف کی طرف گئے مالک بن عوف لشکر کفار کا سردار بہی اونہین کے ساتہہ تہا - ایک گروہ نے اوطاس کی راہ لی - اور تیسری جماعت نے بطن نخلہ کا رخ کیا - اور میدان جنگ کو خالی کر گئے -

ابو قتادہ انصاری کا بیان ہے کہ جنگ حنین کے دن مین نے ایک مشرک کو ایک مسلمان کے سینہ پر بیٹہا دیکہا - پیچہے سے جا کے اوس مردود کی گردن پر مین نے تلوار ماری - زخم کہا کے اوس نے مسلمان کو تو چہوڑ دیا اور مجہسے آچپٹا - کہیچ مین لیکر مجہے ایسا بہینچا کہ قریب مرگ کے

پہونچا دیا۔ پھر مجھے چھوڑ کے ایک پچھاڑ کھائی اور مر گیا۔

جب لڑائی سے فرصت ہو گئی تو آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ جس مسلمان نے جس کافر کو مارا ہی اوسکا فر کا مال واسباب اوسی مسلمان کا حق ہے۔ یہ حکم سنکر مین سامنے گیا اور کہا کہ اے مسلمانو۔ تم مین کوئی ایسا بھی ہے جو یہ گواہی دے کہ مین نے ایک مشرک کو مارا ہے جو ایک مسلمان کے سینہ پر چڑھا ہوا اوسکے قتل کے درپے تہا مین نے اوس مسلمان کو اوس کافر سے بال بال بچا لیا مگر کسی نے میرے حق مین گواہی ندی۔ لاچار مین خاموش ہو بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مین نے کھڑے ہو کے پھر آواز دی۔ اسوقت البتہ ایک شخص بول اوٹھا کہ یا رسول اللہ یہ آدمی سچ کہتا ہے اور اوس کافر کا مال میرے پاس ہے مین اوسے دینا نہین چاہتا آپ میری طرف سے ابو قتادہ کو سمجھا دین تاکہ وہ مال کے دعوے سے باز رہین۔ ابو بکر صدیق بول اوٹھے ایسا کیونکر ہو سکتا ہی کہ مستحق محروم کر دیا جاے۔ آنحضرتؐ نے ابو بکر کے قول کی تائید کی اور وہ مال مجھے ملگیا۔ اوس مال مین سے مین نے ایک زرہ جو فروخت کی تو اتنی قیمت حاصل ہوئی جس سے مین نے ایک باغ خرید لیا۔ زمانہ اسلام مین پہلی ہی دفعہ یہ مال مجھے ملا تہا۔

ابو طلحہ نے اس جنگ مین بیس کافرون کو مارا تہا اون بیسون کا مال اونکے قبضہ مین آیا۔

اختتام جنگ کے بعد آنحضرت صلعم ایک جانب سے گذرے تو بہت سے لوگ ایک مقام پر مجتمع پاے۔ دریافت کیا کہ یہ لوگ کیون بھیڑ لگاے ہوے ہین۔ لوگون نے عرض کی کہ قوم کفار کی ایک عورت کو خالد بن ولید نے قتل کر ڈالا ہے اوسکی لاش پر یہ مجمع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خالد سے جا کر اسی وقت کہدو کہ آیندہ کسی عورت یا لڑکے یا قاصد یا ایلچی پر ہاتھ نہ اوٹھانا

طرفین کے مقتولون کا جو حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مسلمانون مین سے چار آدمی شہید ہوے ہین اور ستر آدمی کفار کے مارے گئے ہین۔

ان تمام امورات کے بعد یہ خبر لگی کہ جو کفار یہان سے بہاگ کے موضع اوطاس پہونچے ہین اونکا ارادہ ہے کہ سازوسامان درست کرکے پہر مسلمانون پر حملہ کرین - اس لیئے آنحضرت نے ابوعامر اشعری کو علم عطا فرمایا اور ابوموسیٰ اشعری اور سلمہ بن الاکوع وغیرہ کو معہ ایک جماعت اصحاب کے اونکے ہمراہ کیا - اور حکم ہوا کہ اوطاس پہونچکے اونہین اتنی مہلت ندو کہ پر پرزے درست کرکے پہر فساد برپا کرین - جب یہ لوگ وہان پہونچے تو بیشک اونہین فراریون نے مقابلہ کا قصد کیا - زید ابن الصمہ اونکا سردار تہا - جب دونون فریق مقابل ہوے تو زید ابن الصمہ عین معرکہ کارزار مین حضرت زبیر بن العوام کے ہاتہہ سے مارا گیا -

ابوموسیٰ اشعری جو ابوعامر کے بہتیجہ تہے کہتے ہین کہ اوطاس مین بنی جیشم کے ایک آدمی نے کفار مین سے ایک تیر میرے چچا کے زانو پر مارا - زخم بڑا کاری لگا تہا مین نے اونکے پاس جاکر دریافت کیا کہ اے چچا جان جس نے آپکو یہ زخم لگایا ہے اوسکا نام مجہے بتا دیجیئے - اونہون نے نام بتا دیا مین اوسکی تلاش مین چلا - وہ مجہے دور سے دیکہکے بہاگا اور مین بہی اوسکے تعاقب مین چلا - آگے آگے وہ تہا اور پیچہے پیچہے مین یہ پکارتا ہوا بہاگ رہا تہا کہ اے شخص - بہاگنا بڑی بے شرمی کی بات ہے ذرا توقف کرتا کہ میرا تیرا مقابلہ ہوجاے - یہ سنکر اوسے غیرت آئی اور تلوار کہینچکر میرے سامنے آگیا - مین نے بہی تلوار سے اوسپر حملہ کیا اور اس صفائی سے تلوار لگائی کہ ایک ہی وار مین اوسکا خاتمہ ہوگیا -

پہر مین نے چچا سے جاکر یہ حال بیان کیا - اونہون نے فرمایا کہ اچہا اب میرے زانو سے تیر نکالو - تیر کو جو نکالا تو شدت سے خون جاری ہوگیا - چچا صاحب یہ حالت دیکہکے اپنی زندگی سے مایوس ہوگئے اور مجہہ سے فرمایا کہ بیٹا میرا اسلام جاکے آنحضرت سے کہدینا اور درخواست کرنا کہ حضور میرے چچا کے لیئے حق تعالےٰ سے دعاے مغفرت فرمائیے - یہ فرماکے لشکر کی

سرداری مجھے سپرد کی اور تھوڑی دیر کے بعد انتقال فرما گئے۔ اب لڑائی میرے ہاتھ سے فتح ہو گئی۔ جب مراجعت کر کے مین دربار نبوی مین حاضر ہوا تو حضور ایک تخت پر تشریف رکھتے تھے جو درخت خرما کی چھال سے بُنا ہوا تھا۔ بناوٹ کے نشان جسم مبارک پر عیان تھے۔ مین نے لشکر کا سارا قصہ۔۔ فتح کا حال۔۔ چچا صاحب کی وفات کی کیفیت اور اونکا پیغام حضور سے عرض کیا۔ آپ نے ہاتھ اوٹھا کے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اغفر لعبدك ابی عامر واللّٰھُمَّ اجعلہ یوم القیمۃ فوق کثیر من خلقك جب آپ یہ دعا مانگ چکے تو مین نے بھی ہاتھ جوڑ کے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا کیجئے آپ نے میرے لئے یہ دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ اغفر لعبد اللہ بن قیس وادخلہ یوم القیمۃ مدخلاً کریماً

پھر حکم ہوا کہ غنیمت حنین کو موضع جعرانہ مین جمع کرو تاکہ فرصت کے وقت تقسیم کر دی جائے یہ حکم سنکر جس نے جو مال لیا تھا واپس کر دیا۔ یہان تک کہ عقیل نے مال غنیمت مین سے ایک سوئی اپنی بیوی فاطمہ بنت الولید ابن عتبہ ابن ربیعہ کو نہایت ضرورت کے وقت کپڑے سینے کے لئے دیدی تھی جب یہ خبر سُنی تو فوراً وہ سوئی بیوی سے چھین کے مال غنیمت مین داخل کر دی۔ آنحضرت نے عباد بن بشیر انصاری کو غنائم حنین کا امین کر دیا۔ ایک دن ایک برہنہ آدمی عباد کے پاس آیا اور ایک چادر مال غنیمت سے مانگی۔ عباد نے جواب دیا کہ اے یار عزیز یہ مال مسلمانون کا ہے مجھے یہ منصب نہین کہ ایک تار بھی اس مین سے کسی کو دیدون۔ اسید بن الحضیر نے کہا بھی کہ عباد یہ شخص بالکل ننگا ہے اسے تو ایک چادر دے دو اگر تم سے باز پرس ہوئی تو اپنے حصہ مین سے مین مجرا دونگا۔ اور رسول خدا کو اسی وقت اسکی خبر کئے دیتا ہون اس لئے اسید کے کہنے سے ایک چادر دے تو دی۔ مگر فوراً اوسکی اطلاع جناب نبوی مین بھی کر دی۔ آپ نے اسید کو بلا کے دریافت فرمایا اور اونہون نے اقرار کیا کہ ہان مین نے اپنے حصہ مین

سے دلوائی ہے - غرضکہ مال غنیمت کی جو سب مسلمانون کا ہوتا تھا بڑی حفاظت کی جاتی تھی -
عوام تو درکنار اصحاب واہلبیت بہی اوسمین سے ایک تنکا نہین لے سکتے تھے یہانتک کہ خود
آنحضرت بہی اوسپر تصرف نہین کرسکتے تھے - بلکہ تقسیم کے بعد بہی جو کچہہ حضور کے حصہ اور خمس
مین آتا تھا اوسے مومنین ومساکین اور اصحاب کو بخش دیتے تھے - کمال سخاوت اور ہمت خدادا د
سے خود بہوک پیاس اور بے سروسامانی کی تکلیف سہتے مگر مومنین کی حاجات کو اپنے حوائج
پر مقدم سمجھتے تھے - بارہا ایسا ہوا ہے کہ حضور نے اپنا کہانا بہوکے کو دیدیا اور خود فاقہ سے
بسر کی - اپنا روپیہ پیسہ غریب مسکین کو دیکے آپ مفلس بنگئے - اپنے نئے کپڑے اور پوشاک
اورون کو پہنا کے خود پرانے چیتھڑے اور پیوند لگے ہوے کپڑے پہنے - اگر پوچھو تو بادشاہ
یہ تھے اور سب ڈاکو قزاق بدمعاش اور دنیا کے کتے ہین - سکندر اعظم سے ایک قزاق نے خوب
کہا تہا کہ بڑا ڈاکو تو تو ہے جو ساری دنیا کو چہین لینے کا ارادہ رکھتا ہے اور مین تو ایک چھوٹا سا قزاق
ہون کہ ایک ذراسے ضلع مین لوٹ مار کرلیتا ہون - آفرین ہے سکندر کی حمیت کو کہ یہ سنکر چپکے
سے اوسے چھوڑ دیا اور کان بہی نہ ہلاے - کلجگ کے سے بادشاہ ہوتے تو بیچارے کو کہا جاتی
مال غنیمت کے ساتہہ نوجوان شوہردار لڑکیان اور عورتین بہی تہین - اونپر بغیر حکم نبوی کوئی
تصرف نہین کرسکتا تہا کیونکہ بیاہی عورتین جب تک لونڈیان نہو جائین اونپر تصرف کرنا حرام ہے -
اتفاقاً اونہین لڑکیون اور عورتون مین شیما بنت الحرث ابن عبدالعزی بہی تہی - اوسکی موجودگی کا
حال اس طرح معلوم ہوا کہ لوگ لڑکیون کو گہیرے ہوے جنگل مین لئے چلے جاتے تہے کہ کسی نے
شیما کو کُہرکا - وہ بولی مجھسے گستاخی نہ کرو مین تمہارے نبی کی رضاعی بہن ہون - لوگ ڈرے اور
اوسے حضور کے سامنے لے آے - آپ نے بہی اوسے نہ پہچانا اور دریافت کیا کہ کوئی ایسی
بات بتاؤ جس سے مین تمہین پہچان لون - اوس نے جوابدیا - آپکو یاد ہوگا کہ مین نے ایکدن

تمھین اپنے زانو پر بٹھا لیا تھا اور آپکا ایک دانت میری انگلی مین اتفاق سے لگ گیا تھا اوسکا نشان ابتک میری اونگلی مین موجود ہے آنحضرت کو وہ وقت یاد آگیا اور اوس نشان کو پہچانا۔ فوراً اپنی جگہہ سے اوٹھے اور اپنی ردا اوسپر ڈالدی۔ نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور آبدیدہ ہوکر اوسکی مان حلیمہ کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ اونکا انتقال ہوگیا پھر آپ نے پوچھا کہ تم یہان رہنا پسند کرو تو یہ تمہارا گھر ہے بڑی عزت سے رہوگی اگر گھر جانا چاہتی ہو تو وہان بھیجدون۔ اونھون نے وطن جانا چاہا۔ آپ نے کئی لونڈی غلام اور اونٹ بکریان اور بہت ساز و مال دیکر اعزاز کیساتھہ رخصت کردیا اور فرمایا کہ تمہارا لقب تو شیما ہے اور نام ہمنے حذافہ رکھدیا۔

اہل سیر فرماتے ہین کہ گروہ ہوازن و ثقیف حنین سے بھاگ کے حصار طائف مین جا رہے وہان اپنا سامان اور آلات حرب و ضرب با درست کرنے مین مشغول تھے تا کہ مسلمانون سے پھر مقابلہ کرین۔ آنحضرت کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو ماہ شوال ۸ ہجری مین اودھر کا قصد کیا۔ خالد رضؓ بن الولید کو ہزار آدمی کے ساتھہ لشکر کے مقدمہ مین رکھا۔ جب مقام لیہ مین پہونچے جہان مالک ابن عوف کا مکان تھا تو سنا کہ مالک اپنے گھر کو خالی کرکے طائف کے حصار مین چلا گیا ہے وہان مفسدون کا شریک ہوکے اونکا سردار بنا ہے۔ آنحضرت نے حکم دیا کہ اوسکا مکان ویران کردو اس لیئے جو کچھہ تھا سب جلا دیا گیا۔

طائف مین پہونچنے سے پہلے طفیل ابن عمرو دوسی کو بتخانہ ذی الکفین کے منہدم کرنے کے لیئے بھیجا۔ طفیل نے جلدی سے بتخانہ برباد کردیا اور ذی الکفین مین آگ لگادی۔ پھر اپنی قوم مین گئے۔ اونمین سے چار سو آدمیون نے اطاعت قبول کی۔ طفیل اونہین ساتھہ لیکر آنحضرت سے طائف مین جا ملے۔ آلات قلعہ شکنی مین سے منجنیق اور دبابہ بھی اپنے ساتھہ لیتے گئے تھے۔ مسلمانون کے پہونچنے سے پہلے قلعہ والون نے قلعہ کو خوب مستحکم کرلیا تھا۔ مردان جنگی

خوب آراستہ ہو گئے تھے - تیر اندازی اور منجنیق وغیرہ کا سب سامان مہیا کر لیا تھا - اور ایک سال کا کھانا قلعہ مین جمع کر کے مخجنت ہو بیٹھے تھے - جب لشکر اسلام حصار کے قریب پہونچا تو اہل حصار نے اتنے تیر مارے کہ اکثر مسلمان شہید ہوے اور بہت سے زخمی ہو گئے - آنحضرت نے وہان سے لشکر کو ہٹا کے ایک بلند مقام پر قیام فرمایا - جہان کہ اب مسجد طائف واقع ہے اٹھارہ دن تک حصار کا محاصرہ رہا - اس عرصہ مین بہت سے محاربہ اور سخت لڑائیان پیش آئین اصحاب کی ایک جماعت کثیر نے مہلک زخم کھاے اور بعض شہید بھی ہوے - زخمیو نمین ایک تو عبد اللہ - ابن ابو بکر تھے جن کے بہت بڑا زخم لگا تھا جو اچھا ہونے کے بعد پھر ہرا ہو جاتا تھا - تھوڑے دنون مین ایسا بگڑا کہ پھر اچھا نہوا - غرضکہ جب تک عبد اللہ زندہ رہے اوس زخم سے اذیت بُھگتی اور بعد وفات آنحضرت اوسی زخم سے مرے - اٹھارہ دن کے بعد حکم ہوا کہ محاصرہ اوٹھا دو کیونکہ وحی کہتی ہے کہ اس سال مین حصار طائف فتح نہوگا - دینداران اسلام کو طائف سے بے نیل مرام پھرنا شاق گذرا - سب کے سب ملول ہو کے کہنے لگے کہ ہمکو تو یہ خوشی تھی کہ طائف کو فتح کر کے گھر چلینگے اور یہ تکلیف جو اس محاصرہ مین بھگتی ہے اوسکا صلہ ملجائیگا - ہمارا دل تو گھر جانا قبول نہین کرتا - جب یہ خبر آنحضرت کو پہونچی تو آپ نے اصحاب کی تنبیہ کے لئے فرمایا کہ اگر تم واپس چلنے سے رنجیدہ ہو تو لڑو اور تم سے ہو سکے تو فتح کرو - اس حکم سے بہت سے لوگ خوش ہو گئے اور دوسرے دن جنگ مین بڑی کوشش کرنے لگے مگر کچھ بھی نہوا اور حصار والون نے ایسی مار ماری کہ ونکو تارے نظر آنے لگے اور بہت سے زخمی ہوے - آنحضرت نے یہ حالت دیکھکر فرمایا انا قافلون غداً انشاء اللہ یعنی کل ہم انشاء اللہ کوچ کرینگے - یہ سنکر سب لوگ خوش ہو گئے - کیا شان الٰہی ہے یا تو لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم بغیر فتح کئے گھر نہین جاوینگے یا اب چلدینے سے خوش ہین - بعض نے بجاے وحی کے

خواب دیکھنا لکھا ہے۔

الحاصل دوسرے دن کوچ ہوا۔ آنحضرت صلعم لوگون کو عزم سفر مین سرگرم دیکھکے ہنسے کیونکہ لوگ آپ سے آآ کے شکایت کرتے تھے کہ یا رسول اللہ ثقیف کے تیرون نے ہمارے جسمون مین آگ لگا دی ہے ہم جلے جاتے ہین۔ آنحضرت نے دعا کی۔ اونکے جسمون کی جلن جاتی رہی۔ طائف سے پھر کے جعرانہ پہونچے۔ وہان حنین کی غنیمت تقسیم ہوئی۔

مال واسباب کی تفصیل یہ ہے۔ بردے چھ ہزار۔ چاندی ۲۴ ہزار اوقیہ۔ بکریان ۴۰ ہزار سے زیادہ اور اونٹ بھی بکثرت تھے۔ زید ابن ثابت کو حکم نبوی ہوا کہ آدمیون کا شمار کرو۔ اور اونٹ اور بکریان پہلے تقسیم کرو۔ جب آدمی گنے جا چکے تو ہر سوار کے حصہ مین بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریان اور ہر پیادہ کے حصہ مین چار اونٹ اور چالیس بکریان آئین ابوسفیان بن حرب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج آپ قریش مین سب سے زیادہ مالدار ہین۔ آنحضرت نے تبسم کیا۔ ابوسفیان بولا کہ اس مال مین سے مجھے بھی کچھ مرحمت ہو۔ آپنے بلال کو حکم دیا کہ چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ ابوسفیان کو اوسیوقت دیدو۔ بلال نے فوراً حکم کی تعمیل کردی۔ پھر ابوسفیان نے عرض کی کہ میرے بیٹے یزید کا حصہ ملے۔ آپنے اوسکے حصہ مین بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دلوائے پھر اوس نے کہا کہ میرے دوسرے بیٹے معویہ کا حصہ کہان ہے آپنے اوسے بھی اوتنا ہی دیا۔ پھر تو ابوسفیان چلا اوٹھا کہ میرے مان باپ حضور پر فدا آپ بڑے سخی و کریم ہین۔ لڑائی مین بھی آپ کرم کو ہاتھ سے نہین جانے دیتے اور صلح مین بھی آپ سے زیادہ سخی اور کریم کوئی نہین ہوتا۔ پھر آپ نے حکم بن خرام کو سو اونٹ عطا فرمائے۔ اوس نے سو اور مانگے وہ بھی دئیے۔ پھر نضیر ابن الحارث اسید ابن الحارث ثقفی۔ حارث ابن ہشام برادر ابوجہل۔ صفوان ابن امیہ۔ قیس ابن عدی سہیل ابن عمرو۔ خویطب ابن عبدالعزی۔ اقرع ابن حابس تمیمی۔ عینیہ ابن حصن فرازی کو سو سو اونٹ

انعام دئے - اور علاء ابن حارث ثقفی - مخرمہ ابن نوفل - سعید ابن یربوع - عثمان بن نوفل ہشام ابن عمرو - اور سامری کو پچاس پچاس اونٹ مرحمت ہوے - اور یہ سارا انعام اور داد و دہش مال خمس مین سے تہی -

جسوقت اس سخاوت کا دریا موجین مار رہا تہا اور دوست دشمن بہی محروم نہین جاتے تہے تو اوسوقت عباس بن مرداس اسلمی بہی حاضر ہوا - اوسکو بہی انعام مین اونٹ ملے - مگر وہ سو سے کم تہے - اوس نے چند شعر فی البدیہہ عرض کئے جن مین کمی انعام کی طرف بہی اشارہ تہا - آنحضرت نے اوسکا مطلب سمجہکے اصحاب کی طرف دیکہا اور فرمایا کہ "اقطعوا عنی لسانہ" ابوبکر صدیق اوسکا ہاتہ پکڑکے اونٹون کے اصطبل مین گسیٹ لے گئے اور جو اونٹ اوسے پہلے مل چکے تہے اونکے علاوہ سو اونٹ اور دئے - وہ خوش خوش حضور نبوی مین حاضر ہوا - آنحضرت نے مسکرا کے پوچہا کہ اے عباس اسلمی کیا آج تو نے میری شان مین شعر کہنا روا کرلیا ہے - اوس نے پہلے تو بہت سی معذرت کی اور پہر عرض کیا کہ حضور جب شعر میرے دل مین پیدا ہو جاتا ہے تو زبان پر آکے مثل چیونٹی کے کاٹنے لگتا ہے - سو مین جبٹ اوسے کہہ ڈالتا ہون تاکہ زبان سے دور ہو جاے - حضور مجہے معاف کرین مین اس معاملہ مین بالکل مجبور و لاچار ہون آنحضرت نے تبسم فرمایا اور بولے سچ کہتا ہے جیسے اونٹنی اپنے بچے کو نہین چہوڑ سکتی اوسی طرح عرب سے شعر و شاعری ترک ہونا محال ہے -

واضح ہو کہ آنحضرت جیسی سخاوت قریش کے ساتہ کرتے تہے ویسی انصار کے ساتہ نہین کرتے تہے - وجہ اسکی یہ ہے کہ قریش نے حد سے زیادہ برائیان آپ کے ساتہ کی تہین ہمیشہ مسلمانون کے خون کے پیاسے رہے اور اسلام کی جڑ کاٹنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا - شب و روز اسی فکر مین رہتے تہے کہ کسی ڈہب سے رسول اللہ کو مار ڈالین - چنانچہ یہ اوس

بدی کا بدلا نیکی سے دیا جاتا تھا کہ وہ شرم سے سر اونچا نہ کرین - انصار کو بھی خیال پیدا ہوگیا تھا کہ گھٹنے پیٹ کی طرف جھک رہے ہین اور اپنون کی پرورش کی جاتی ہے - جب اسکی خبر آنحضرت کو ہوئی تو آپ نے انصار کو جمع کر کے فرمایا کہ اے میرے پیارے انصار کیا تم اس بات کو پسند نہین کرتے کہ یہ لوگ ان اونٹ اور بکریون کو لیکر اپنے گھر جائین اور وہان جاکر کہین کہ یہ ہمین ان لوگون نے دئے ہین جنکے ہم جانی دشمن تھے اور تم اپنے نبی کو لیکر اپنے گھر پہونچو - دیکھو وہ چیز جسے تم اپنے گھر لئے جاتے ہو اوس چیز سے بہتر ہے جسے وہ خوش خوش اپنے گھر لیچلے ہین - تم میرے ایسے مقرب ہو جیسے نیچے کا کرتہ جو ہر دم جسم سے لگا رہتا ہے - اور اور لوگ مثل بیرونی لباس کے ہین انصار نے جب آنحضرت کی ایسی شفقت اپنے اوپر دیکھی تو جامے مین پھولے نہ سمائے - اپنے خیال خام سے کمال شرمندہ ہوئے اور معذرت کی کہ حضور ہمارے رئیسون مین سے کسی نے ایسا خیال نہین کیا تھا البتہ چند عام لوگ ایسا کلمہ زبان سے نکال بیٹھے تھے معاف فرمائے - از خوردان خطا واز بزرگان عطا -

روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ منزل جعرانہ مین قبیلہ ہوازن کے چوبیس آدمی آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکے التماس کی کہ ہماری ساری قوم مسلمان ہوگئی ہے - اون چوبیس مین نو آدمی تو رئیس تھے اور باقی عوام - اون نو رئیسون مین ابو برقان آنحضرت کا عم رضاعی بھی تھا - پہلے ابو صرد زہیر ابن سعدی دربار نبوی مین حاضر ہوا اور آپکے یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہ ہمین آپ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ ہمارا مال اور عیال و اطفال ہمین واپس ملجائین کیونکہ عورتون مین آپ کی رضاعی خالہ اور پھوپھی بھی شامل ہین - اور ہم نے حارث ابن ابی شمر غسانی - اور نعمان ابن المنذر کی بھی کفالت اور حضانت کی ہے اگر یہ معاملہ اونکے ساتھ پڑا ہوتا تو بیشک وہ ہماری رعایت کرتے - آپ ہمارے بہترین مربیون مین ہین ہمارے اوپر کرم فرمائے -

ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارا بہت انتظار کیا اور تقسیم غنیمت مین بھی دیر لگائی - ہمین تہ دل سے منظور
تھا کہ تم آکے اپنے امور مین گفتگو کرلو مگر تمنے بہت دیر کردی اب صرف یہ ہوسکتا ہے کہ یا تو
مال واپس کرلو یا اہل وعیال کو لیلو - اونھون نے کہا حضور ہمارے زن وفرزند ہمارے حوالہ
کردین - آنحضرت نے فرمایا جو لوگ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب اور میرے حصہ مین آے ہین
وہ تو تم اپنے سمجھو رہے باقی آدمی جو اور لوگون کے حصہ مین آگئے ہین اونکے لئے تمہاری خاطر
سے مین درخواست کرونگا کہ مسلمان اپنے اپنے حصہ تمہین بخشدین - پس تم ظہر کی نماز کے
بعد مجمع مومنین مین کھڑے ہوکے باآواز بلند کہنا کہ ہم رسول خدا کو وسیلہ اور شفیع کرکے سب
مسلمانون سے درخواست کرتے ہین کہ ہمارے عیال واطفال جو قید ہوکے تقسیم ہوگئے ہین
وہ ہمین پھیر دئے جائین - اوسکے بعد مین تمہاری سفارش کرونگا - خدا نے چاہا تو تمہارے
زن وفرزند تمہین ملجائینگے - اون لوگون نے ایسا ہی کیا - پھر آنحضرت مجمع اصحاب مین
کھڑے ہوگئے - خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ یہ مسلمانو - دیکھو تمہارے بھائی میرے پاس
آے ہین اور اپنے عیال واطفال مانگتے ہین - میری راے بھی یہی ہے کہ اونکے بال بچے
اونکے حوالہ کردئے جائین - پس تم مین سے جو کوئی خوشی بخوشی میرے کہنے پر عمل کرنا چاہے
وہ انہین اپنا حصہ بخشدے اور جسے مفت دینا منظور نہو وہ مجھسے اونکی قیمت لیلے - سب نے
دست بستہ عرض کی کہ استغفر اللہ ہم آپ سے عوض کیا لینگے یہ جو کچھ ہے آپ ہی کی جوتیون
کا طفیل ہے ہم خوشی سے دیتے ہین - آپ نے اوس قوم کے شرفا ورؤسا کو بلایا اور
سب کے سامنے اونکے اہل وعیال اونہین سپرد کردئے - اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بنو تمیم اور فزارہ اور بنو سلیم سے فرمایا کہ تمنے جو آدمی اپنے حصہ مین سے پھیرے ہین اونمین
سے ہر آدمی کے بدلے تمہین چھ اونٹ ملینگے - چنانچہ تھوڑے ہی دن کے بعد اس وعدہ کو

وفا کر دیا - ہر لڑکی اور عورت کو ایک ایک کتان کی چادر اوڑہا کے ہوازن والون کے ساتھہ روانہ کیا
مالک بن عوف اگرچہ آپ سے جانی دشمنی رکھتا تہا لیکن اوسکے زن و فرزند بہی آپ نے پہیر
دئیے - مالک نے آپ کے یہ کرم جو دیکھے تو صدق دل سے مسلمان ہو گیا اور حضور کی تعریف
مین شعر کہے - جنمین سے چند یہ ہین -

ما ان رایت ولا سمعت بمثله	فی الناس کلهم بمثل محمد
اوفی واعطی للجزیل اذا اهتدی	ومتی یشأ یخبرك عما فی غد

یعنی مین نے محمد کی مانند سارے جہان مین نہ کوئی دیکہا نہ سنا اوس نے وفا کی اور بڑی
بڑی نعمتین عطا کین اور جو چیز محمد نے مجہے دی اوسکی خبر مین صبح تک دونگا -
جب مالک بن عوف اپنے کفر و ضلالت سے توبہ کر کے اور سچے دل سے اسلام کا
معتقد ہو کے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا - تو آنحضرت نے اوسے علاوہ اوسکی قوم کے
اور بہی کئی قومونکا سردار کر دیا جو حال مین مسلمان ہوئی تہین - جب لوگون نے اوسکے ساتھہ آپکا
یہ سلوک دیکہا تو دیگر اقوام بہی جوق جوق مسلمان ہونے لگین -
قصہ مختصر آپ نے ان سب امور سے فرصت حاصل کر کے ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۸ھ کو موضع
جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندہا اور مکہ معظمہ مین تشریف لا کر طواف خانہ کعبہ اور ارکان عمرہ بجا لائے
عتاب بن اسید کو حاکم مکہ مقرر کیا - اور ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو قرآن اور احکام شرع
کی تعلیم و تلقین کے لئے عتاب کے ساتھہ چہوڑا - پہر مکہ سے کوچ کر کے مر الظہران پہونچے - وہان
مال غنیمت مین سے جو کچہہ باقی تہا اوسے تقسیم کر دیا - اور اخیر ذیقعدہ مین مدینہ منورہ کی طرف
روانہ ہوئے - عتاب بن اسید کے لئے بیت المال سے ایک درہم روز مقرر کر دیا گیا تہا گویا
یہی اونکی تنخواہ تہی - عمر اونکی بیس ۲۰ برس سے کم تہی زہد و ورع و فہم و فراست مین بے مثل تہے اور اوسی

سال کے حج مین پہلے پہل امیر الحاج ہوے۔

سال ہشتم ہجری کے چند مشہور واقعات یہ ہین

۱۔ اسی سال مین لوگون نے حج اوسی آزادی اور اطمینان سے ادا کیا جیسے کہ ایام جاہلیت مین ادا کیا کرتے تہے اور سب مسلمانون کے ساتھ عتاب بن اسید نے بہی حج کیا۔

۲۔ ماریہ قبطیہ کے بطن مطہر سے حضرت ابراہیم تولد ہوے۔

۳۔ فاطمہ بنت ضحاک کلابیہ وملیکیہ لیلیہ کا عقد آنحضرت سے ہوا۔

۴۔ زینب بنت رسول خدا جو ابو العاص بن ربیعہ کے عقد مین تہین انتقال کر گئین۔

۵۔ کہانے پینے کی چیزین بہت مہنگی ہوگیئن۔ لوگون نے آپ سے آکے شکایت کی۔ حضور نے دعا فرمائی اور وہ گرانی رفع ہوئی۔

۶۔ منبر بنایا گیا جسکا بیان ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔

۷۔ جعرانہ سے روانگی کے وقت اعلاء ابن الحضرمی کو منذر ابن ساوی حاکم بحرین کے پاس بہیجا گیا۔ اسکا ذکر بہی ہو چکا ہے۔

۸۔ سورج گہن واقع ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑہی۔

۹۔ وفد عبد القیس آنحضرت کے پاس آیا۔ یہ سب بیس آدمی تہے جنکا سردار عبد اللہ ابن عوف اشجع عرب کے بڑے شجاع اور نامور آدمیون مین تہا۔ اور منذر عامر بہی ایک بڑا دلیر اور مشہور آدمی اونکے ہمراہ تہا۔ ان لوگون کے آنے سے پہلے آنحضرت نے اصحاب کو خبر دی تہی کہ چند سوار میرے پاس مشرق سے آنیوالے ہین۔ وہ یہان آکر خوشی بخوشی مسلمان ہوجاینگے اور اون کے پیشوا کی ایک خاص علامت ہے۔ پہر ارشاد ہوا "اَللّٰھُمَّ اغفر لعبد القیس" جب وہ لوگ حاضر دربار ہوے تو بعینہ اونکی وہی صورت اور حالت تہی جو آنحضرت نے

اصحاب سے بیان کی تہی مگر اونکا پیشوا عبداللہ اشجع اونکے ساتھہ نہ تھا کیونکہ وہ اپنے کپڑے بدلنے اور نہانے دہونے کو منزل ہی پر رہگیا تھا۔ اپنے اونٹ اور اسباب کو درست کرکے اور نفیس کپڑے پہنکے حضور مین آیا۔

آنحضرتؐ۔ تم کس قبیلہ کے ہو۔

آئے ہوئے لوگ۔ بنی ربیعہ کے۔

آنحضرت۔ تم مین عبداللہ اشجع کس کا نام ہے۔

عبداللہ اشجع۔ اس کمترین کو لوگ اشجع کہتے ہین۔

واضح ہو کہ یہ شخص نہایت بدصورت اور کریہ المنظر تھا۔ آنحضرت اوسکی طرف متحیر ہو کے دیکھنے لگے۔

عبداللہ۔ مردون کے لئے اچھے پوست کی کیا ضرورت ہے اونہین تو دل اور زبان کی شایستگی چاہئے

آنحضرت نے یہ معقول بات سنکر سر جہکالیا اور اوسکی خوش بیانی پر فریفتہ ہو کے کمال خاطرداری کے ساتھہ ہاتھہ پکڑکے اپنے پاس بٹھاکر فرمایا تبایعون علی انفسکم و قومکم یعنی اچھا تم اور تمہاری قوم اور ساتھہ والے ہم سے بیعت کرلو۔

ساتھہ والے۔ حضور ہم بیعت کے لئے مستعد ہین۔

عبداللہ اشجع۔ یہ لوگ تو بیعت کرلینگے مگر میرے لئے آپ نے بڑا مشکل کام بتایا مین کسی آدمی کو اوسکے دین سے کیسے پہیرون۔ قوم کے پاس آپ اپنا کوئی آدمی بہیجکر دعوت اسلام کیجئے۔ جسکو ہماری پیروی کرنی منظور ہوگی وہ ہم مین ملجائیگا اور جو انکار کریگا اوسکی تدبیر کی جائیگی۔ لو مین تو بیعت کئے لیتا ہون۔

آنحضرت۔ تم نے سچ کہا۔ مین دیکھتا ہون کہ تم مین دو ایسی خصلتین ہین جنکو اللہ تعالی بہت دوست رکھتا ہے۔ ایک تو حلم۔ دوسری تانّی۔

M·D

عبداللہ اشجع - یارسول اللہ یہ تو فرمائے کہ دونون خصلتین مجھہ مین جبلی ہین - یا عارضی -
آنحضرت - جبلی -
عبداللہ اشجع - مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ اوس نے ایسی دو خصلتین مجھے عطا فرمائین -
اسکے بعد آنحضرت نے اصحاب کو حکم کیا کہ ان لوگون کو رملہ بنت حارث کے مکان مین جاکر اوتارو - دعوت کا سامان آپ نے اونکے لئے خود بہیجا - وہ لوگ دس دن تک مدینہ مین رہے - قرآن اور مسائل شرعیہ کی تعلیم وتلقین اونہین ہوتی رہی - اونکے ہر آدمی کو آنحضرت نے انعام مین پانچ پانچ سو درہم دئے اور عبداللہ اشجع کو سب سے زیادہ ملا - یہ لوگ آنحضرت سے رخصت ہوکے اپنے وطن پہونچے - بہت سے لوگون نے تو اون سے موافقت کرکے اسلام قبول کیا - اور بہت سے مشرک ایسے شجاع اور شریف لوگون کے مسلمان ہوجانے پر افسوس کرنے لگے -
حنین ایک پانی کا چشمہ مکہ سے تین منزل طائف کے پاس ہے - جب مسلمانون مے شکست کہائی تو حضرت علی - حضرت عباس - ابوسفیان بن الحارث - عبداللہ بن مسعود کے سوا آنحضرت کے پاس کوئی باقی نہین رہا تہا -
اسی سال ہشتم ہجری کا ایک واقعہ یہ بہی ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ جو ازواج مطہرات مین سے تہین ایسی عمر رسیدہ ہوگئی تہین کہ مرد کی صحبت کی ضرورت آپکو نہین رہی تہی - مگر آنحضرت کے عدل کا مقتضا یہ تہا کہ انکی باری کے دن انکے پاس ہی شب باش ہون - آپ نے سودہ کو طلاق دینا چاہا - سودہ نے التماس کی کہ حضور مین اپنی باری کا دن عائشہ کو دیتی ہون آپ مجہے طلاق نہ دین میری آرزو ہے کہ مین قیامت کے دن ازواج مطہرات کے ساتہہ رہون آپ نے اونکی درخواست منظور کرلی اور طلاق نہ دی -
خداوندکریم قرآن مجید مین فرماتا ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ یعنی مدد کی تمہاری

اللہ تعالے نے جبکہ تمہاری کثرت نے تمہین مغرور کردیا تھا۔

قلعہ طائف کے محاصرہ کے زمانہ مین آنحضرت نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بڑا پیالہ دودہ کا میرے سامنے ہے ایک مرغ نے آکے اوسمین چونچ ماری۔ دودہ گر پڑا۔ آپ نے حضرت صدیق اکبر سے اس خواب کو بیان کیا۔ اونہون نے تعبیر دی کہ یہ قلعہ ابہی فتح نہوگا آپکو بہی صدیق اکبر کی بات پسند آئی اور محاصرہ اوٹھالیا۔ مالک بن عوف کے مسلمان ہونے سے قلعہ طائف خودبخود فتح ہوگیا۔ اور سب ہوازن مسلمان ہوگئے اور اونہون نے قبیلہ ثقیف کو بہی مسلمان کرلیا۔

عرب کے دل مین خانہ کعبہ کی عظمت بہت تہی۔ اور قصہ اصحاب فیل کو بہی تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا لہذا عرب کا یہ اعتقاد تہا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہین آسکتے۔ مسلمانون نے جب مکہ فتح کرلیا تو تمام عرب کو اسطرف میلان ہوا کہ اسلام حق ہے۔ اور گروہ کے گروہ عرب کے اور قریات اور قبائل مسلمان ہوگئے۔ دور دور کے لوگ اپنے کچہہ آدمی مسائل شرعی سیکہنے کے لئے حضور اقدس مین بہیجدیتے تہے۔ اور وہ لوگ جو اسطرح حضور نبوی مین حاضر ہوتے وفد کہلاتے تہے۔ وفد کی جمع وفود ہے۔ ۹ھ جسمین کثرت سے وفد آے عام الوفود کہلاتا ہے۔ آنحضرت وفود کی بہت خاطر کرتے تہے اونہین تواضع اور توقیر سے ٹہیراتے اور انعام دیکر رخصت کرتے تہے

جب آنحضرت مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لاے تہے تو قبیلہ ہوازن کو حقیقت حال تو معلوم نہوئی اپنے قیاس وگمان سے یہ بات پیدا کی کہ مسلمانون کا ہم پر دانت ہے اس لئے اپنے ہواداروں اور بہی خواہون کو مثل مالک بن عوف اور بنی نصر و بنی جشم و بنی سعد و بنی ہلال اور قبائل احلاف و بنی مالک بن ثقیف کے جمع کرلیا۔ اسکے بعد تہوڑے ہی عرصہ مین اونہین یہ خبر لگی کہ آنحضرت نے مکہ کو فتح بہی کرلیا۔ اب یہ ٹہانی کہ اس اپنے لشکر سے مسلمانون کا مقابلہ کرکے مکہ اون سے چہین لین۔ جب آنحضرت نے اونکے یہ ارادے معلوم کئے تو لشکر لیکر اونکے دیار پر حملہ کرنیکا

قصد کر دیا۔ مگر درۂ حنین مین جماعت ہوازن نے کمین گاہ سے ایسا حملہ کیا کہ مسلمانون کے پانون اوکھڑ گئے۔ حضرت صبحی پاشا اپنی کتاب مین رقم فرماتے ہین کہ سوائے ابوبکر وعلی وعمر وعباس وابوسفیان بن الحرث اور چند اور اصحاب کے آنحضرت کے ساتھہ کوئی نرہا۔ آنحضرت پکارتے تھے اور کوئی نہین سنتا تہا۔ آخر حضرت عباس نے آواز دی تو لوگون نے مراجعت کا قصد کیا۔ ازدحام عام سے گھوڑونکا واپس ہونا دشوار ہوگیا صرف سو آدمی جون تون حضور کے پاس تک پہونچے اور ہوازن کو شکست فاش دی۔ چھہ ہزار آدمی اونکے گرفتار ہوے۔ بہت سی غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ آئی اور بہت سے آدمی دشمنون کے تلف ہوے چنانچہ تنہا بنی مالک کے ستر آدمی اور اونکا سردار ذوالخمار اور اوسکا بہائی عثمان قتل ہوا۔

دولتمآب صبحی پاشا فرماتے ہین کہ محاربۂ حنین مین بنی ثقیف نے اور سب قبائل کیساتھہ شکست کہائی اور طائف کے قلعہ مین جا کے دروازہ بند کر لیے۔ مسلمانون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور منجنیقون سے مارنا شروع کیا۔ اثنائے محاربہ مین طائف کے گرد ونواح سے گروہ کے گروہ آ آکے اور مسلمان ہوتے تہے۔ پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ فتح ہوگیا۔ ہزبران اسلام نے اندر پہونچکے خون کے دریا بہا دئے اس جنگ مین اشراف عرب سے سعید بن العاص وعبداللہ بن امیہ بن المغیرہ یعنی حضرت ام المومنین ام سلمہ کے بہائی اور عبداللہ ابن عامر بن ربیعہ اور آٹھہ آدمی اور سب بارہ آدمی جنمین چار انصار تہے شہید ہوے۔

عمرو بن العاص عمان بہیجے گئے۔ قبائل ازویان سے جیفر اور بنی الجلندی سے عبد داخل اسلام ہوے۔ کعب بن زہیر بہی اپنے افعال سابقہ سے نادم وتائب ہو کے پناہ رسول خدا مین آیا اور ایک فصیح وبلیغ قصیدہ آنحضرت کی مدح مین کہا جو قصیدۂ بردہ کے نام سے آج تک مشہور ومعروف ہے۔

ایک روایت ایسی بہی ہماری نظر سے گذری ہے کہ حنین کے بہاگے ہوے طائف کے قلعہ مین آکے بند ہوگئے اور کئی دن تک لڑائی رہی - اسمین ماہ ذلقعدہ آگیا چونکہ یہ مہینہ اون محترم مہینون مین ہے جنمین لڑنا حرام ہے اس لئے مسلمان محاصرہ اوٹہا کے چلے آے - اور اہل طائف خود حاضر ہو کے مطیع ہو گئے -

غزوہ حنین کو غزوہ ہوازن بہی کہتے ہین - ہوازن کا امیر مالک بن عوف نضری - اور ثقیف کا پیشوا کنانہ بن یالیل ثقفی تہا اور بعض قارب بن الاسود کو قبیلہ ثقیف کا سردار بتاتے ہین - ایک اندہا بڈہا ایک سو بیس یا ایک سو ساٹھ برس کا درید بن صمہ نام اونکے ساتہ تہا - بنی کعب اور کلاب نے ہوازن کی مخالفت کی تہی اور وہ لڑنے نہین آے تہے -

عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمی غزوہ خیبر اور صلح حدیبیہ مین شامل تہے - اور اونکے بعد کی سب جنگون مین حاضر رہے - یہ مدنی تہے اور اکیاشی برس کی عمر مین ۷۱ھ مین وفات پائی - ابن القعقاع وغیرہ نے اون سے روایت کی ہے -

آنحضرت ۶ شوال سنیچر کے دن بارہ یا سولہ ہزار آدمیون کے ساتہ مکہ سے روانہ ہوے اسّی مشرک بہی ہمراہ تہے - مخالفین کے لشکر مین کل چار ہزار آدمی تہے - صدیق اکبر نے سلمہ بن سلامہ اور قیس سے یہ بات کہی کہ دشمنون کی قلت ہے اس لئے ہمین غالب رہینگے - اور ایک روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ بات اپنے منہ سے نکالی تہی - اکثرونکا یہ قول ہے کہ سلمہ نے آنحضرت صلعم سے ایسا کہا تہا - آپکو اسمین عجب و تکبر کی بو آئی اس لئے اس بات کو پسند نہ کیا ایک روایت سے قائل ان الفاظ کے سب مسلمان معلوم ہوتے ہین -

وادی حنین سے جب مسلمان بہاگے تو آنحضرت جہان تہے وہین کہڑے رہگئے - اور چند اور لوگون نے بہی آپ کے ساتہ ثابت قدمی اختیار کی - یہ لوگ سو سے کم تہے - ایک روایت

سے ستر-ایک روایت سے بارہ-ایک سے دس-اور ایک روایت سے کوئی بھی نہین تھا مگر چار آدمی-لیکن ایک روایت سے یہ چار بھی بھاگ گے تھے-علاوہ اون چار آدمیون کے جنکے نام اوپر بتاے گئے ہین آنحضرت کے ساتھہ یہ لوگ باقی رہگئے تھے-فضل اور قثم حضرت عباس کے بیٹے-جعفر بن ابوسفیان بن حارث-ابوسفیان کے بھائی ربیعہ بن الحارث اسامہ بن زید اور اونکے برادر مادری ایمن بن ام ایمن-عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب عقیل ابن ابی طالب-

صحیح بخاری مین ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا تم جنگ حنین مین بھاگ گے تھے-اونھون نے جواب دیا ہان ہان ہم بھاگ گے تھے مگر جناب سید ابرار رسول پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہہ سے نہین ہٹے-وجہہ مسلمانون کے بھاگ کھڑے ہونے کی یہ ہوئی کہ جب ہم لوگون نے ہوازن کو شکست دی تو مسلمان لوٹ پر جھک پڑے اور منتشر ہو گئے کفار نے جو یہ کیفیت دیکھی تو مجتمع ہوکر ہم پر لوٹ پڑے اور آ اڑے ہاتھون آیا پس مسلمان بھاگے یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ہی قصور سے اُحد کی سی کیفیت ہوئی-

اوطاس مین ابوعامر اشعری بھیجے گئے تھے-وہان کا سردار درید بن الصمہ قتل ہوا-بعض کہتے ہین کہ ابن الدغنہ نے اوسے مارا اور بعض کا قول ہے کہ زبیر بن العوام نے قتل کیا-

محمد بن اسحاق وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جنگ اوطاس مین ابوعامر نے دس آدمیون سے مقابلہ کیا اور وہ دسون باہم بھائی بھائی تھے-اور ہر ایک کو دعوت اسلام کے بعد قتل کیا-قتل سے پہلے کہتے تھے اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ عَلَیْہِ یعنی اے اللہ میری دعوت اسلام کا گواہ رہیو-جب دسوین کا وار آیا تو اوسے بھی دعوت اسلام کی اور اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ عَلَیْہِ کہکے چاہتے تھے حملہ کرین کہ وہ شخص بول اوٹھا اَللّٰھُمَّ لَاتَشْھَدْ عَلَیَّ یعنی اے اللہ مجھپر گواہ نہ ہیو-عامر

یہ بات سنکر سمجھے کہ یہ شخص مسلمان ہے اور اپنا ہاتھہ اوسکے مارنے سے روک لیا۔ اوس نے فرصت جو پائی تو عامر کو مار لیا۔ اور اونکی شہادت کے بعد صدق دل سے مسلمان ہوگیا۔ جب آنحضرت اوسے دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ یہ عامر کا شہید کرنے والا ہے۔

جعرانہ ایک مکان قریب اوطاس اور حنین کے ایک عورت کے نام سے مشہور ہے۔ طائف حجاز کا ایک شہر مکہ سے دو یا تین منزل ہے۔ اگر عرفاۃ اور وادی النعمان ہوکر جائین جو پہاڑی راستہ ہے تو بیچ مین ایک ہی رات بس کر پہونچ جاتے ہین۔ طائف مین انگور اور میوے بہت ہوتے ہین اور آب وہوا بھی بہت اچھی ہے۔ اس غزوہ مین امہات مومنین سے حضرت زینب اور ام سلمہ ساتھہ تھین۔ آنحضرت نے اونکے لئے دو خیمے الگ الگ کھڑے کرادئے تھے اور دونون کے بیچ مین نماز پڑہا کرتے تھے۔ اٹھارہ دن رات یا تیس دن یا چالیس دن قلعہ طائف کا محاصرہ رہا۔

اسی محاصرہ مین ابو سفیان صخر بن حرب کی آنکھہ صدمہ زخم سے باہر نکل پڑی تھی وہ اوس آنکھہ کو اپنے ہاتھہ مین لئے ہوے آنحضرت کے پاس آے۔ آپ نے اون سے دریافت کیا کہ اے ابو سفیان بتاؤ کہ تمھین کونسی بات پسند ہے یہ آنکھہ تمھین جنت مین ملے یا دنیا مین۔ حضرت ابو سفیان نے عرض کی حضور مین آخرت کے عوض کو بہتر سمجھتا ہون۔ یہ کہکر اونھون نے آنکھہ اپنے ہاتھہ سے دور پھینکدی۔ دوسری آنکھہ اونکی عہد خلافت فاروقی مین بمقام جنگ یرموک پتھر کی چوٹ سے پھوٹگئی اور انکا انتقال مدینہ مین ۳۴ھ مین ہوا اور بقیع مین مدفون ہوے۔ عبد اللہ بن عباس نے اون سے روایت کی ہے۔

آنحضرت نے اس جنگ مین درخت کھجور اور انگورون کے کاٹ ڈالنے کا حکم دیدیا تھا تاکہ کافرون کو اونکے اوجڑنے سے ایذا ہو۔ قلعہ والون کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو نہایت عاجزی سے

رعایت اور رحم کی درخواست کی - آپ نے اِنی ادعھا اللہ والرّحیم کہکے اپنے پہلے حکم کو منسوخ کردیا -

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ایام محاصرہ طائف مین ایکدن آنحضرت میرے خیمہ مین تشریف فرما ہوے اوسوقت میرا بہائی عبداللہ بن امیہ اور ایک مخنث ماطع یا ہیت نام میرے پاس بیٹھے ہوے تہے - ماطع میرے بہائی سے کہہ رہا تہاکہ اے عبداللہ اگر طائف تمہارے ہاتھہ سے فتح ہوجاے تو مین تمکو بادیہ بنت غیلان کو بتادونگا تم اوسے اپنے قبضہ مین کرلینا - جب وہ سامنے آتی ہے تو اوسکے شکم مین چار چار بل پڑتے ہین اور جب پیٹھہ پہیرتی ہے تو آٹھہ شکنین پڑتی ہین یعنی چار چار ہر پہلو مین - یہ اوس نے بادیہ کے موٹاپے کی تعریف کی -- عرب موٹی عورت کو پسند کرتے ہین - آنحضرت ان باتون سے بہت منغص ہوے اور فرمایا کہ تم ایسے آدمیون کو اپنے پاس نہ آنے دیا کرو - پہر حکم دیا کہ اس مخنث کو مدینہ سے بدر کرکے حمی بہیجدو - جب حضرت عمر خلیفہ ہوے تو لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ اب وہ مخنث بہت بڈہا ضعیف اور محتاج ہوگیا ہے حضور اوسپر رحم فرمائین - جناب فاروق اعظم نے فرمایا خیر اوس سے کہدو کہ جمعہ کے دن مدینہ چلا آیا کرے اور یہان سے مانگ جانچ کے جو کچھہ اوسکی قسمت کا ہو کہانے کو لیجاے مگر رہے وہین جہان آنحضرت نے اوسے رکھا ہے مین اونکے حکم کے خلاف مدینہ مین اوسے رہنے کی اجازت نہین دے سکتا -

ایام محاصرہ مین ایک دن منادی کو حکم ہوا کہ مشتہر کردو - اگر کوئی غلام قلعہ مین سے مسلمانون کے پاس آجائیگا اوسی وقت سے آزاد سمجہا جائیگا - یہ سنکر بیس غلام ادہر آگئے - اونہین مین نفیع ابن حارث بہی تہے وہ ایک لکڑی جسے بکرہ کہتے ہین اور جسپر کنوئین کی چرخی گہومتی ہے اپنے ہاتھہ مین لئے ہوے قلعہ سے اوترے تہے اسی باعث اونکا لقب ابوبکرہ ہوا - حضور نے

اون سب غلامون کو آزاد کر کے خبر گیری کے لیئے ایک ایک اصحاب کے سپرد کر دیا۔ تہوڑے دنون کے بعد جب اہل طائف مسلمان ہو گئے تو اونہون نے درخواست کی کہ ہمارے غلام ہمین واپس کر دئیے جائین۔ ارشاد ہوا کہ انکو اللہ نے آزاد کر دیا ہے اب یہ غلام نہین بن سکتے۔

نفیع کا نسب یون ہے۔ نفیع بن الحارث بن کلدہ ثقفی۔ اور بعض نے یون لکہا ہے نفیع بن مسروح بن کلدہ۔ نفیع حارث بن کلدہ یا مسروح بن کلدہ کے غلام تہے اوس نے اونکو اپنا متبنی کیا تہا وہ آخر زمانہ مین بصرہ جا رہے تہے اور وہین سنہ ۴۹ھ مین وفات پائی۔ اون سے بہت سے لوگون نے روایت کی ہے۔

اثنائے محاصرۂ طائف مین آنحضرت نے جناب علی مرتضٰی کو جنگ کے لیئے بہیجا اونہون نے جا کر خوب ہی شجاعت دکہلائی۔ اطراف ہوازن و ثقیف کے بتون کو توڑ ڈالا اور دیار مشرکین کے سب آثار تباہ و خراب کر دئیے اور پہر حضور نبوی مین حاضر ہوے۔ آپ نے جناب شیر خدا کی صورت دیکہتے ہی تکبیر کہی۔ اور خلوت مین خفیہ اون سے بڑی دیر تک کچھہ باتین کین۔ جب بہت دیر ہو گئی تو صحابہ رضوان اللہ علیہم آپس مین کہنے لگے کہ آج تو دونون بہائیون مین خوب راز و نیاز کی باتین ہوئین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ یعنی مین خود اپنی طرف سے کوئی راز کی بات اون سے نہین کہتا بلکہ اللہ کے حکم سے ایسا کرتا ہون۔

روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے باب مین نوفل بن معاویہ دیلمی سے مشورہ کیا اونہون نے کہا کہ یہ لوگ لومڑی کے مانند ہین اسی لیئے اپنے بہٹے مین گہس رہے ہین اگر آپ انکو چہوڑ دینگے تو یہ آپ کو کچھہ نقصان نہین پہونچا سکتے انکی بہادری تو ظاہر ہو چکی کہ برس دن کا کہانا بل مین رکہکے چہپ رہے یون ہی ٹٹی کی اوٹ شکار کہیلینگے اور ادہر سے قیمتی جانونکا نقصان ہوگا۔ پس میری رائے تو یہ ہے کہ ایسے بزدلون سے

نہ اٹکنا چاہئے - یہ خود بخود سید ہے ہوجائینگے - چونکہ صلاح نوفل کی معقول تھی اس لئے حضور نے کوچ کی طرف میل کیا -

قلعہ والون مین سے ابومحجن بن جبیب ثقفی نے قلعہ کی فصیل پر چڑھکے آواز دی کہ اے محمد کے بندو تمہین آج تک کوئی ایسا نہ ملا تہا جو خم ٹھونک کے تم سے مقابلہ کرتا اب حقیقت معلوم ہوجائیگی تم یہان کتنا ہی سر ٹپکو کچھ فائدہ نہوگا - حضرت عمر فاروق سے نہ رہا گیا فرمایا اے ابو محجن خدا کی قسم ہے ہم تیری معاش کے ذریعہ تجھپر تنگ کردینگے اور تجھکو خواہ مخواہ اپنے لومڑی کے بل سے باہر نکلنا پڑیگا - اوس نے جوابدیا کہ اگر تم لوگ ہمارے کہجور اور انگور کے درخت بہی اوجاڑ دوگے تو بہی ہم باہر نہ نکلینگے کیونکہ ہمارے ہان کی زمین ایسی زرخیز ہے کہ وہ پہر اوگ آئینگے - حضرت عمر نے فرمایا کہ ہم اوسوقت تک یہان سے نہ ٹلینگے جب تک کہ تو اپنے بِٹھے مین بہوک سے مرنہ جاے تیرا اندر سے نکلنا اور درختون کو پہر اوگانا تو دوسری بات ہے - حضرت فاروق اعظم کی باتین سنکر جناب صدیق اکبر نے اون سے کہا کہ - عمر - ایسی باتین نہ کرو آنحضرت کا ارادہ یہان سے کوچ کردینے کا ہے -

روایت ہے کہ خولہ زوجہ عثمان ابن مظعون نے عرض کی کہ یارسول اللہ جب قلعہ طائف فتح ہوجاے تو بنت غیلان یا رفاعہ بنت عقیل کا زیور مجھے عنایت ہو - یہ دونون عورتین زیادتی مال اور افزونی حسن وجمال سے زبان زد خاص وعام تہین - حضور نے جوابدیا کہ اوس قلعہ کے فتح ہونیکا حکم ہی نہین ہے مین اونکا زیور تمہین کیسے دے سکونگا - خولہ نے یہ بات جناب فاروق اعظم سے جاکے بیان کی - حضرت عمر نے آکے آنحضرت سے دریافت کیا - آپ نے فرمایا کہ ہمین فتح میسر نہین ہوسکتی - جناب عمر نے عرض کی اگر حکم ہو تو کوچ کی تیاریان کردی جائین - حکم ہوا کہ اچھا تیار ہو جون ہی حضرت عمر نے ندا کی کہ مسلمانو یہان سے چلنے کا سامان کرو - سب مسلمان رنجیدہ ہوکر مچل گئے اور کہا کہ ہم تو بغیر فتح کئے گہر نہ جائینگے - آنحضرت نے جو یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ اچھا اگر

گھر نہین چلتے ہو تو لڑو۔ سب صحابہ ہتیار سنبھال سنبھال کے قلعہ کے تلے پہونچ گئے اور اوسی وقت سے لڑائی شروع کردی۔ کچھہ بہی نہوا کثرت سے لوگ زخمی ہوکر واپس آے۔ ابتو آنحضرت نے خود اپنے منہ سے فرمایا کہ اچھا ہم کل انشاءاللہ یہان سے کوچ کردینگے۔ پہر تو لوگ خود بخود سامان سفر کرنے لگے۔ جسوقت لوگ لادپہاند مین مشغول تہے آنحضرت مسکراتے تہے۔ لوگون نے التماس کی کہ حضور ثقیف کے تیرون نے ہمارے جسمون مین آگ لگادی ہے آپ اونکے حق مین بددعا کرین اوسکے برخلاف آپ نے دعا کی کہ خدایا ان لوگون کو ہدایت کر اور اسلام پر لا۔

مروی ہے کہ جب آنحضرت نے حنین مین بڑی بڑی دادودہشین کین تو ایک صحابی بول اوٹہے کہ یا حضرت آپ نے عیینہ بن حصین اور اقرع بن حابس کو تو سو سو اونٹ مرحمت فرماے اور جعیل بن سراقہ ضمیری کو کچھہ بہی نہین دیا۔ حضور نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے۔ جعیل بن سراقہ تمام روے زمین سے بہتر ہے جو عیینہ اور اقرع سے بہری ہو۔ اصل یہ ہے کہ مین نے مال دنیا سے اونکے دلون مین اسلام کی محبت پیدا کی ہے اور جعیل کے اسلام پر مجھے اعتماد ہے اس لئے اوسکو مین نے اوسکے اسلام پر چہوڑ دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب حنین کا مال تقسیم ہوچکا تو انصار مین ایک آدمی معتیب بن قشیر جو منافق تہا۔ اوس نے مجھہ سے کہا کہ اس تقسیم سے یہ ارادہ نہین کیا گیا کہ خداے عزوجل کی خوشنودی اور رضامندی حاصل ہو۔ مین یہ سنکر ملول ہوا اور آنحضرت صلعم سے جاکر کہدیا سنتے ہی آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ مین اپنے کہنے سے نادم ہوا۔ آپ نے فرمایا رحم اللہ موسی لقد اوذی باکثر من ھذا فصبر یعنی خدا رحم کرے بیشک موسیٰؑ کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی تہی پس اونہون نے صبر کیا۔

ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہین کہ جعرانہ مین ہم لوگ خدمت نبوی مین حاضر تہے کہ ایک اعرابی

آیا اور اوس نے عرض کی آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ غنیمت مین سے ہم تجھے کچھ دینگے اب اوس وعدہ کو وفا کیجئے"۔ آپ نے اسکے جواب مین اوس سے فرمایا "ابشرہ" اوس نے حقارت سے کہا کہ آپ یہی لفظ ہر بار مجھ سے کہدیتے ہین اور دیتے لیتے خاک نہین۔ آنحضرت نے غصہ ہوکر ہماری طرف منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اس شخص نے بشارت کو رد کیا تم اوسکو لے لو۔ ہم لوگون نے عرض کی کہ ہم نے قبول کیا۔ آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگایا۔ ہاتھہ منہ دہوے اور اپنا لب اوسمین ڈالا۔ پھر فرمایا کہ اسے پیؤ اور اپنے سینہ اور منہ پر ڈالو خوشخبری ہو تمہین۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ ام المومنین ام سلمہ نے پردہ مین سے آواز دی کہ اس پانی مین سے اپنی مان کے لیئے بھی رکھہ چھوڑنا۔ ہم نے اونکے لیئے بھی تھوڑا سا پانی رکھہ چھوڑا۔ آپ کے پاس تو اوسوقت کچھہ تھا نہین مگر اصحاب نے اوسے اتنا دیا کہ وہ مالا مال ہوگیا۔

جب آنحضرت نے جعرانہ سے مدینہ کا قصد کیا تو عتاب بن اسید اموی ابن ابی العیص بن امیہ بن عبد الشمس کو جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوے تھے اور سادات قریش مین سے تھے حاکم مکہ مقرر کیا۔ اور بعض کا یہ قول ہے کہ حنین روانہ ہونے کیوقت کیا تھا۔ پھر وہ حضرت کی وفات تک عامل رہے۔ حضرت صدیق اکبر نے بھی اونکو اپنی خلافت مین اوسی عہدہ پر قائم رکھا۔ ۲۵ برس کی عمر مین اونہون نے اوسی دن وفات پائی جس دن حضرت صدیق اکبر نے انتقال فرمایا۔ اونکے لیئے آنحضرت نے بیت المال مین سے ایک درہم روز مقرر کردیا تھا وہ اکثر خطبہ مین فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالے بہوکا رکھے جگر اوس شخص کا جو ایک دن ایک درہم پر قناعت نہ کرسکے۔ آنحضرت نے ایک درہم روز میرا مقرر کردیا ہے مین اوسی مین خوش رہتا ہون۔ اون مین وہ زہد و قناعت تھی جو بنی امیہ مین کمتر پائی گئی ہے۔ دانائی اور بزرگی بھی اون مین زیادہ پائی جاتی تھی۔

پھر آنحضرت نے مر الظہران مین آکے قیام کیا اور غنائم کا بقیہ وہان تقسیم کردیا۔ ذیلقعدہ کے

آخر یا ذیحجہ کے شروع مین مدینہ مین داخل ہوے - یہ سفر باظفر دو مہینے اور سولہہ دن مین طے ہوا - مدینہ مین آکے ابوسفیان بن حرب کو تالیف قلوب کے لیئے بلادیمن مین نجران کا حاکم کر دیا -

وفد عبد القیس کے لوگون نے آنحضرت سے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم آپ کی خدمت مین ماہ ہاے حرام کے سوا اور کسی زمانہ مین حاضر نہین ہو سکتے کیونکہ اون مہینون مین عرب باہم جنگ وجدل نہین کرتے - اور وہ مہینے یہ ہین - ذلیقعدہ - ذیحجہ - محرم - رجب - اور ہمارے اور تمہارے شہر کے درمیان کافرون کا ایک قبیلہ آباد ہے جو مضر بن نزار برادر ربیعہ بن نزار کی اولاد مین سے ہے - اوس قبیلہ سے اور ہم سے دشمنی ہے - چونکہ مضر آنحضرت کے اجداد مین سے تھے اور دین ابراہیمی رکھتے تھے اس لیئے آپ نے اون لوگون سے کہا کہ مضر کو گالی نہ دو - پھر اون لوگون نے التماس کی کہ یا حضرت ہمین حق وباطل کی تمیز بتائیے اور کچھہ تعلیم فرمائیے تاکہ ہم اپنی قوم کو جا کے وہی باتین سکھا دین - آپ نے اونکو حکم کیا کہ اپنا ایمان درست رکھو نماز روزہ زکواۃ کے پابند رہو اور مال غنیمت مین سے خمس بیت المال مین داخل کرتے رہو جن برتنون مین شراب اور نبیذ بناتے ہین اور تونبے اور قیر اندود برتنون مین پانی نہ پینا - ان حکمون کو یاد کر لو اور اپنی قوم کو بھی جا کر انکی تعلیم دینا -

روایت ہے کہ جب وہ گروہ حق پژوہ آنحضرت کی خدمت مین پہونچا تو آپکا جمال باکمال دیکھتے ہی سب کے سب جلدی جلدی اپنی اپنی سواریون سے نیچے کود پڑے - حضور کے دست وپا کو بوسہ دیا اور اظہار عشق ومحبت کیا اونکا سردار عبد القیس بہت ادب اور تعظیم سے مسجد نبوی مین حاضر ہوا اور دو رکعت نماز پڑہکے دعا مانگی - آنحضرت نے اوسکی اس وضع کو بہت پسند کیا اور تحسین وآفرین کی -



حضرت واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ماہ رمضان مین مکہ سے روانہ ہو کے لشکر اسلام قدید پہونچا اور وہان ایک پیالہ دودھ یا پانی آپ نے سبکو دکھا کے پی لیا اور فرمایا من صام فلا اثم علیہ ومن افطر فلا اثم علیہ٭ جب قبیلہ ہوازن کو اسکی خبر پہونچی تو اونہون نے قاصدون کو بہیجکے گرد و نواح مین اطلاع کرادی۔ پس بہت سے لوگ حنین مین جمع ہوے۔ بنی ثقیف بہی اوسی جگہہ آپہونچے۔

جب لشکر اسلام مشرکون پر آگرا تو وہ لوگ بہاگے اور اپنے اہل و عیال کو وہین چہوڑ گئے اوسی وقت مسلمان اونکے زن و فرزند پر قابض ہو گئے۔ تہوڑی دیر بعد مخالفین مین غل مچا کہ افسوس تم لوگون کو شرم بہی نہین آتی کہ خود اپنی اپنی جانین لیکے بہاگے اور جورو بچون کو مخالفون کے پنجہ مین گرفتار چہوڑا۔ یہ سنکر مشرکین لیکا یک پہر پڑے اور ایسے زور شور سے حملہ کیا کہ مسلمانون کے پانوٴن اوکہڑ گئے۔ اور ایسے بہاگے کہ بعضون نے تو مکہ مین جا کے دم لیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رہ گئے۔ اوسوقت ایک آدمی جماعت بنی ثقیف کو ساتہہ لیکر اس ارادہ سے آگے بڑہا کہ آنحضرت کو قتل کرے۔ ابن ام ایمن غلام آزاد کردہ آنحضرت نے اپنی جان پر کہیل کے آپ کی حمایت کی اور اوس آدمی کو مار ڈالا مگر اوس نے گرتے گرتے ایمن کے ایسی تلوار ماری کہ وہ بہی شہید ہو گئے۔ اس حال مین عباس بن عبد المطلب نے باواز بلند پکارا کہ اے گروہ انصار جنہون نے اپنے نبی کو جگہہ دی اور اونکی مدد کی۔ اور اے مہاجرین جنہون نے زیر شجرا اپنے نبی سے بیعت کی آگاہ ہو کہ محمد زندہ اور سلامت ہین سب مجتمع ہو کے آجاوٴ اور دشمنان خدا کا مقابلہ کرو۔ حضرت عباس کی آواز پہچانکے بہت سے مسلمان آنحضرت کے گرد جمع ہو گئے اور پہر سخت لڑائی ہونے لگی اب حق تعالےٰ نے مشرکین کے دلون مین اسلام کا رعب ڈالدیا اور وہ بہاگ نکلے۔ اونکا رئیس و سردار مالک بن عوف نضری اوسدن اپنے

گھوڑے سے یون کہتا تہا اوے گھوڑے آگے بڑہ تحقیق آج وہ دن ہے کہ مجہسا بہادر حملہ پر حملہ کرے اور تجہہ سے زور شور کرنے والے گھوڑے پر سوار ہوکے نیزون پر نیزے مارے" اور آخرین یہی مالک بن عوف اپنے ساتہیون سمیت تو کدم بہاگا مسلمانون نے اونکا پیچہا کیا اور اونہین تعاقب کنندون مین سات سو بنی سلیم بہی شامل تہے جنہون نے بنی جذیمہ کو قتل کیا تہا۔ پس مشرکین نے بنی سلیم کو آواز دی کہ اے بنی تکمہ ہم تمہارے بہائی ہین ہمارے خون سے باز آؤ۔ یہ سنکے اونہون نے تعاقب مشرکین مین تامل کیا اور نیزے نیچے ڈال لئے۔ جب آنحضرت کو اسکی خبر ہوئی تو فرمایا اوے پروردگار مین بنی تکمہ کا معاملہ تیرے سپرد کرتا ہون وہ لوگ میری قوم پر حملہ کرتے ہین اور اپنی قوم سے مقابلہ کرنے مین تساہل سے کام لیتے ہین" جب آنحضرت کا یہ قول بنی سلیم کے کانون تک پہونچا تو پہر قتل مشرکین مین کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ ایک شخص اون مین کا بنی جبیب درید بن الصمۃ الجشمی کے سامنے پڑگیا۔ درید اوسوقت ہودج مین سوار تہا۔ بنی جبیب اوسے تبرکا و تیمنًا اپنے ساتہہ لے آے تہے۔ پس اوس مرد اسلمی نے ناقہ کی مہار پکڑ کے اوسے بٹہالیا۔ دیکہا کہ ایک بڈہا اوس مین بیٹہا ہے یہ درید کو پہچانتا نہ تہا بولا کہ اے شیخ مین تجہے قتل کرونگا۔ درید نے جوابدیا کہ اے شخص نہ مین اس قوم سے باہر ہون نہ انکے فعلون مین شریک ہون مجہے تو کالعدم سمجہہ۔ اگر تو مجہے قتل کرے تو میرے مرنیکی خبر اپنے گہر جا کے کر دیجو۔ اوس جوان نے درید کو قتل کیا اور اپنے گہر آکے بیان کر دیا۔ اوس مرد اسلمی کی مان بول اوٹہی کہ اے کم بخت خدا تیرے ہاتہون کو توڑے خدا کی قسم درید نے ایک ہی دن مجہے اور میری مان اور تیری دادی کو آزاد کیا تہا اور اسی احسان کو تجہپر منکشف کرنیکے لئے اوس نے یہ ترکیب نکالی کہ تو اپنے گہر جا کے میرے مرنے کی خبر کر دیجو ورنہ اور کوئی مطلب اس سے نہ تہا۔ پہر تو اوس جوان نے اپنی مان سے کہا۔

"اے مادر مہربان جو خدا اور رسول کی تکذیب کرتا ہے اسلام نے اوسکے احسانات کو قطع کر دیا ہے۔"

بعد ازان آنحضرت نے کچھہ لوگ ساتھہ کر کے ابو عامر اشعری کو مفرورون کے تعاقب مین بہیجا۔ چنانچہ ان لوگون سے اور ہوازن سے اوطاس مین جا کر پہر لڑائی ہوئی۔ ابو عامر شہید ہوے۔ اور مشرکین بہاگے۔ مسلمان اونکے زن و فرزند کو قید کر لاے۔ آنحضرت نے خمس کو تو چہوڑ دیا اور باقی ماندہ مہاجرین اور انصار پر تقسیم کر دیا۔

آپ نے مال غنیمت مین سے بطور تالیف قلوب کے ابو سفیان بن حرب۔ سہیل بن عمرو۔ اقرع بن حابس الحنظلی عینیہ بن حصین الفرازی کو سو سو اونٹ مرحمت فرماے۔ حکیم بن خزام بن خویلد القرسی کو صرف ستر اونٹ عنایت ہوے۔ حکیم ناخوش ہوگئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ کوئی ان لوگون مین مجہہ سے زیادہ مستحق نہین ہے۔ یہ سنکر آپ نے دس اونٹ اور اونہین عطا کئے۔ حکیم نے اون سے بہی انکار کیا۔ حضور نے دس اور اضافہ کر دئے۔ حکیم نے اونہین بہی قبول نہ کیا۔ تب آپ نے پورے سو کر دئے۔ اوسوقت حکیم نے دست بستہ ہو کر گذارش کی کہ حضور یہ عطیہ آپکا میرے حق مین بہتر ہے یا وہ پہلا جس مین آپ نے کمترین کو ستر اونٹ بخشے تہے۔ ارشاد ہوا کہ وہ ستر والا بہتر تہا۔ حکیم نے عرض کی خدا کی قسم مین تو وہی ستر اونٹ لونگا۔ یہ سو میرے کسی کام کے نہین۔ آپ دعا کرین کہ مجہہ مین استغنا ہو جاے تاکہ پہر مین کسی سے سوال نہ کرون۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تیرے لئے انہین ستر اونٹون مین برکت دے۔ کہتے ہین کہ اس دعا کی برکت سے مرتے دم تک حکیم تمام قریش سے زیادہ مالدار رہے۔

حنین سے شکست کہا کے بنی ثقیف طائف کے قلعہ مین جا گہسے۔ آنحضرت نے اودہر ہی چلنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اوس قوم کے کچہہ لوگ جری و دلیر مسلمانون سے لڑنے کو نکلے۔ اونہین سے

ابو بکرہ مارا گیا اور باقی بھاگ کے قلعہ مین روپوش ہوے - پھر کوئی باہر نہ آیا - آنحضرت نے حکم دیا کہ ہر مسلمان انگور کے پانچ پانچ ایسے درخت کاٹ ڈالے جو پھلے ہوے یا قابل پھلنے کے ہون بنی ثقیف مین سے ایک شخص جسے ابو مروام کہتے تھے آنحضرت کے ساتھہ تھا وہ بھی اپنا تبر لیکے درخت کاٹنے چلا - راستہ مین عینیہ بن حصین اوسے ملا اور پوچھا اے مروام تو کہان جاتا ہے مروام نے جواب دیا کہ آنحضرت نے کہا ہے کہ ہر مسلمان انگور کے پانچ پانچ درخت کاٹ ڈالے عینیہ بولا تو مین بھی اپنے حصہ کے درخت کاٹنے چلون - ابو مروام نے کہا بہتر ہے تجھے بھی مزدوری ملیگی مزدوری کی خبر سن کے عینیہ آنحضرت کی خدمت مین چلا آیا - آپ کے پیچھے ام سلمہ کو بیٹھا دیکھکے پوچھا کہ یا حضرت آپ کے پیچھے کون ہے - ارشاد ہوا کہ ام سلمہ ہین - ابھی تک پردہ کا حکم نازل نہین ہوا تھا - عینیہ نے عرض کی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت کسی غزوہ مین آپ کے ہاتھہ آئی ہے - اگر آپ کی خوشی ہو تو مین زنان قبیلہ مضر مین سے کوئی نہایت حسین طرحدار عورت نوجوان سی تجویز کر کے آپ کے لیئے وہان سے اوتار لاؤن جو حسب و نسب مین بھی اس عورت سے اچھی ہو - پھر آپ اس عورت کو اپنے پاس سے دور کر دین - یہ سنکر آنحضرت ہنس پڑے اور عینیہ چلدیا - حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ یا حضرت یہ مسخرہ سا آدمی کون ہے ارشاد ہوا کہ یہ احمق - مالدار اور اپنی قوم کا رئیس ہے - اسکی ساری قوم اوسکا کہنا مانتی ہے -

الغرض آنحضرت نے ایک مہینہ تک طائف کا محاصرہ قایم رکھا یہان تک کہ ذیقعدہ کا چاند دکھائی دیا - تو آپ عمرہ کرنیکے لیئے مکہ تشریف لے گئے اور چند شب وہان مقیم رہے - معاذ بن جبل الانصاری برادر بنی سلمہ کو مکہ مین تعلیم کے لیئے اپنا خلیفہ کیا -

اسکے بعد حضور مدینہ چلے آے - اور وہان آکے بیان کیا کہ جب ماہ ہاے حرام یعنی ذیقعدہ و ذی الحجہ و محرم گذر جائینگے تو پھر طائف پر چڑھائی ہوگی - مالک بن کعب الانصاری اپنے

اشعار مین بنی ثقیف کو ڈراتے اور دہمکاتے تہے - جب اہل طائف کو خبر پہونچی کہ مسلمان پہر حملہ کرینگے تو اپنے ایلچیون کو صلح کی درخواست کے ساتہہ دربار نبوی مین بہیجا - آپ نے بہی صلح قبول کی اور بندگان خدا کی ناحق خون ریزی کو مکروہ جانا - ارشاد ہوا کہ اچہا شرائط صلح پیش کرو اونہون نے یہ شرطین پیش کین - ہم لوگ جہاد کیواسطے نہ بلاے جائین - ہم عشر نہ دینگے - نماز کے مقید نہونگے - اور سال بہر تک لات ہی کی پرستش کرتے رہینگے - آنحضرت نے یہ شرطین سنکر فرمایا کہ ہم ایسے لوگون سے صلح نہین کرسکتے جو رکوع وسجود سے انکار کرین - ایلچیون نے پہر کہا کہ اچہا ہم نماز بہی ادا کرینگے - ارشاد ہوا کہ ہمین یہ منظور ہے کہ تم قتال کے لئے نہ بلاے جاؤ گے نہ تم سے عشر لیا جائیگا - پہر ایلچی بولے کہ اب رہی یہ بات کہ سال بہر تک ہم لات کی پوجا کرتے رہین اسکے لئے ہم یہ کہتے ہین کہ ایک سال تک ہم مسلمان نہونگے یہ اوس سے اچہا ہے کہ لوگ آپکو دہوکا دینے کے لئے ظاہر مین مسلمان ہوجاتے ہین اور باطن مین وہی اپنے عقائد بت پرستی رکہتے ہین ہم نے صاف کہدیا اور منافقت کو روا نرکہا - آنحضرت نے اونکی اس بات کو بہی نمانا - اونہون نے پہر پوچہا کہ آپ لات مین کیا برائی دیکہتے ہین آنحضرت نے تو اسکے جواب سے منہ پہیر لیا مگر ایک صحابی شاید کہ اونکا نام حارثہ بن النعمان تہا اوٹہہ کہڑے ہوے اور ایلچیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ تم لوگون نے لات کا ذکر کرکے ہمارے دلون کو ہیجان اور التہاب مین ڈالا - خدا تمہارے کلیجون کو آگ سے جلاے - رسول خدا ہرگز منظور نہ کرینگے کہ اسلام کی زمین پر بتون کی پرستش کی جاے - اور وہ مسلمان نہین جو اپنے درمیان لات کے رکہنے پر راضی ہوجاے - پس خدا سے ڈرو اور اپنے اسلام کو خالص کرو - آخرکار وہ لوگ بول اوٹہے کہ اچہا ہم لات کو اپنے ہاتہہ سے نہ توڑینگے تم مین سے جس کا جی چاہے توڑ ڈالے - مورخین گمان کرتے ہین کہ حضور نے لات کے توڑنیکے لئے مغیرہ بن سفیہ کو متعین کیا -

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کیا یہ لوگ جہاد مین نہ بلائے جائینگے نہ ان سے عشر لیا جائیگا۔ حضور نے جوابدیا کہ مین انکے صلحنامہ کے اخیر مین لکھہ چکا ہون کہ جو امر مسلمانون کے لئے روا ہے وہی انکے لئے بھی ہوگا۔ اور جس بات کی ممانعت مسلمانون کے لئے ہے وہی انکو بھی ممنوع ہے۔ اونھون نے یہ بھی لکھوالیا ہے کہ شہر اونکا مامون ہے اونکے شہر مین شکار کرنا اور بڑے بڑے درخت سایہ دار کاٹنا حرام ہے اور یہ شرط بھی لکھی گئی ہے کہ اونکے شہر مین جو کوئی ایسا کرے اوسکے کپڑے اوتار کے کوڑے مارے جائین۔ یہ عہدنامہ خالد بن سعد بن العاص بن امیہ نے لکھا ہے۔

واقعات سال نہم ہجری حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

عمّال زکوٰۃ وصدقات کی تقرری

ارباب سیر فرماتے ہین کہ نوین سال ہجری مین آنحضرت نے زکوٰۃ وصدقات کے محصل مقرر فرمائے تاکہ جو لوگ اور قبیلے مسلمان ہوئے ہین اونکے پاس جائین اور مال زکوٰۃ تحصیل کرین پس بریدہ کو اور ایک روایت سے کعب ابن مالک کو قبیلہ غفار اور اسلم پر عباد بن بشر کو بنی سلیم اور مزنیہ پر رافع بن مکیث کو قبیلہ جہنیہ پر عمرو بن عاص کو قبیلہ فزارہ پر ضحاک بن سفیان کو بنی کلاب پر بشر بن سفیان کعبی کو بنی کعب پر اور عبد اللہ بن اللبتیہ کو بنی ذبیان پر متعین کیا۔

مشکوٰۃ شریف مین ابی حمید ساعدی سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ابن لبتیہ کو قوم ازد مین سے عامل کیا۔ جب ابن لبتیہ مدینہ مین مال لیکر آئے اور اوس کے دو حصہ کر کے کہا کہ اتنا مال تو زکوٰۃ کا ہے اور اتنا اون لوگون نے مجھے بطور ہدیہ کے دیا ہے تو آنحضرت نے اوسکا کلام سنکر پہلے تامل کیا پھر منبر پر گئے اور اللہ جل شانہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا " مین نے لوگون کو قبائل

مین زکوٰۃ لینے کے لئے بہیجا تہا اونمین سے ایک نے آکر کہا ہے کہ اتنا مال تو زکوٰۃ کا ہے اور
یہ مجھے ہدیہ مین ملا ہے - ایسے آدمی کو چاہئے کہ اپنے گھر مین بیٹھا رہے پھر ہم دیکھینگے کہ اوسکے
پاس کوئی ہدیہ لاتا ہے یا نہین - اے لوگو یہ زکوٰۃ کا مال جو لیا جاتا ہے سب خدا پرستون اور
مومنون کا حق ہے اسے راہ خدا مین صرف کرنا چاہئے - کوئی اس مال مین خیانت نہ کرے اور
حیلہ سے اسے نہ لے اور جو لیگا اوسے قیامت کے دن یہ مال اپنے سر پر اعلانیہ رکھکے لانا پڑیگا "
اتنا کہکے آنحضرت نے اپنے دونون ہاتہہ یہانتک اوٹھائے کہ سفیدی بغلون کی نظر آنے لگی
اور فرمایا اے اللہ تحقیق مین نے تیرا حکم ان لوگون کو پہونچا دیا - یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت
کو ۹ سنہ ہجری کے شروع ہی مین بادشاہ عرب کے پورے پورے اختیارات حاصل ہو گئے تہے
اور ہر متمول مسلمان سے مال کا چالیسوان حصہ بطور زکوٰۃ کے اور غیر مذاہب سے ایک خفیف رقم
جزیہ مین لی جاتی تہی اور یہی آپکا خراج تہا -

(۵۰) سریۂ عینیہ بن حصین

اسی سال مین حضرت عینیہ بن حصین فزاری بنی تمیم کے پاس بہیجے گئے - حالات اس
قصہ کے یہ ہین کہ محرم ۹ سنہ ھ مین بشر بن سفیان کعبی کو زکوٰۃ لینے کے لئے بنی کعب کے پاس
بہیجا - انہون نے بنو کعب اور بنو تمیم کو ذات الاشطاط چشمہ کے کنارہ پر مجتمع پایا - بشر بن سفیان
نے بنی کعب سے کہا کہ اپنے مویشی جمع کرو اور زکوٰۃ دو - اونہون نے فوراً بغیر کان ہلائے زکوٰۃ
دیدی - بنی تمیم نے جب مال زکوٰۃ دیکھا تو آنکھین کہُل گئین - لیئمی اور بخیل کے باعث بنی کعب سے
کہنے لگے کہ ہے - ہے - تم تو اپنا اتنا مال ناحق دئے دیتے ہو - ہمین افسوس ہوتا ہے کہ تمہارا
اسقدر مال مفت ہاتہہ سے گیا - صرف اسی پر اکتفا نکی بلکہ تیر و کمان سنبہالکے اور تلوارین ننگی کرکے
مرنے مارنے پر مستعد ہو گئے - اور کہا کہ ہمتو اس مال وافر کو اپنی آنکھون کے سامنے نہ اوٹھنے دینگے

بنو کعب بولے کہ بہائیو تمہین اس سے کیا مطلب ہم مسلمان ہین زکواۃ دینا ہمارا فرض ٹھیرا۔ ہمنے تو بخوشی خاطر یہ مال دیا ہے تم کیون روکتے ہو۔ ایسی دل سوزی اچھی نہین۔ ہم اس دوستی کو دشمنی سے بہی زیادہ برا سمجھتے ہین۔ بنو تمیم کے دل تو حسد و عناد سے پُر تھے کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم تو اپنی آنکھون کے سامنے اس مال کو نہ اوٹھنے دینگے۔ اور ایک اونٹ بہی یہان سے نجانے پائیگا۔ ادہر بنو خزاعہ اور بنو العیر اونکی مدد کو مستعد ہوگئے۔ محصل زکواۃ نے جو یہ گڑبڑ دیکہی تو مال وہین چہوڑا اور مدینہ آکر آنحضرت سے سب کیفیت بیان کردی۔ آنحضرت نے اصحاب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ۔ ہے۔ کوئی تم مین ایسا جو بنی تمیم کی گوشمالی کردے۔ عینیہ بن حصین فزاری اوٹھہ کہڑے ہوے اور عرض کی کہ یا حضرت مین جاؤنگا اور انشاءاللہ بغیر کام کئے آپکو منہ نہ دکہلاؤنگا۔ آنحضرت صلعم نے پچاس سوار عرب اونکے ساتھہ کردئے۔ جو نہ مہاجرین مین سے تھے نہ انصار مین سے۔ یہ لوگ رات کو راستہ چلتے اور دن مین کسی حفاظت کے مقام پر آرام کرنے کو ٹہیر جاتے تھے۔ جب بنو تمیم کے دیار مین پہونچے تو اونکے بہت سے مردون اور لڑکون کو گرفتار کرکے مدینہ لے آئے۔ حکم نبوی صادر ہوا کہ ان اسیرون کو اچھی طرح آرام سے کسی مکان مین رکھو۔ پہر تو بنی تمیم کی ایک جماعت جسمین عطارد بن حاجب۔ زبرقان ابن بدر۔ قیس ابن عاصم۔ نعیم ابن سعد۔ عمرو ابن الاہم۔ اقرع ابن حابس۔ اور خطیب و شاعر بہی شامل تھے اپنے اسیرون کے لینے کو مدینہ آئی۔ تاکہ دلائل اور سخن سازی کے زور سے اپنی بیجرمی ثابت کرکے اسیرون کو چہوڑا لیجائین۔

بنی تمیم کی اس جماعت نے مدینہ مین داخل ہوتے ہی اول تو یہ بات دریافت کی کہ ہمارے قیدی کہان ہین۔ اونکو جاکر جو دیکہا تو سب کو نہایت آرام کے ساتھہ بہت خوش و خورم پایا اور اسیری کی سی کوئی تکلیف اونپر نہ دیکہی۔ البتہ قیدیون نے جب اپنے قبیلہ کے لوگون کو دیکہا۔ تو اس خیال سے

کہ یہ لوگ ہماری رہائی کی جلدی فکر کرین اور ہمین چھوڑا کے وطن لیچلین اونکے آگے بہت گریہ وزاری کی - بنی تمیم نے مسجد نبوی مین حاضر ہو کے اپنے آنے کی اطلاع کرائی کیونکہ آنحضرت اوسوقت آرام فرمارہے تھے - اونکے آنے کی خبر پاتے ہی آپ باہر تشریف لائے اور نماز ظہر مسجد مین آکے پڑہی بعدازان حجرۂ شریفہ کی طرف جانیکا ارادہ کیا - بنوتمیم بہی حضور کے ساتھہ ہولئے اور راستہ مین اپنے مطلب کی باتین کرنا شروع کین - آنحضرت اون سبکی طرف دیکھتے تھے مگر زبان سے کچھہ نہ فرماتے تہے - جب بنوتمیم نے ہر قسم کی باتین کر کے مسلمانون کی طرف سے جواب شافی پالیا اور اونکے شعرا اور فصحا کی لسانی پیش نہ گئی تو اپنے دل مین قائل ہوے اور باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کہین - اقرع بن حابس بول اوٹھا کہ اے میری قوم کے لوگو محمد کو غیب سے مدد پہونچتی ہے ہماری بناوٹین اسکے سامنے سرسبز نہونگی - یہان کے لوگ ہر بات مین ہم سے بہتر ہین - پہر وہ نرمی سے گفتگو کرنے لگے اور عرض کی کہ ہمارے اسیر ہمین دیدو - آنحضرت نے فوراً اونکے آدمی اونکے حوالے کرادئے - اور کچھہ انعام و بخشش بہی اون پر کی گئی -

اب وہ لوگ باوجود ایسی دشمنی اور مخالفت کے بر سر انصاف آکر کہنے لگے کہ بہائیو اسلام بہت اچھا مذہب ہے اور محمد خدا کا سچا نبی ہے - اسمین کذب کو دخل نہین - یہ سنکر سب کے سب اسلام کے پیرو ہو کر اپنے ملک کو واپس گئے -

لکھا ہے کہ جب عینیہ بن حصین فزاری بنوتمیم کے ملک مین پہونچے ہین تو بہت سے لوگ اوس قوم کے اپنے اپنے گہرون مین نہ تہے - عینیہ رضی اللہ عنہ نے فرصت کو غنیمت جانکے اونکی بستی پر حملہ کیا اور گیارہ مرد پندرہ عورتین اور تیس لڑکے اونکے گرفتار کر کے مدینہ لے آئے -

بنوتمیم کے آدمی جب مدینہ مین آئے تو آنحضرت کی تلاش مین مسجد نبوی مین داخل ہوے حضور اوسوقت حضرت عائشہ کے حجرہ مین رونق افروز تہے - بنی تمیم ہر حجرہ کے دروازہ پر غل مچاتے

پھرتے تھے کہ اے محمد باہر آؤ- تمنے ہمارے آدمی بلاقصور کیون قید کر رکھے ہین ہم لوگون نے تو تمہارا کچھ بگاڑا بھی نہین ہے - اسی طرح کی باتین کرکے اپنی فریاد وفغان سے تمام مسجد کو سر پر اوٹھالیا اور مسجد کے ہر کونے کھترے مین یہی کہتے پھرتے تھے - کیونکہ اونکو حضرت صدیقہ کا حجرہ معلوم نہ تھا - ہرچند حضرت بلال اور اہل مسجد اونہین تسکین دیتے اور کبھی یہ فرماتے تھے کہ دیکھو مسجد مین ادب سے رہو اور شور وغل نہ کرو مگر وہ کسی کی نہین سنتے تھے - آخر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تنگ ہوکر کہا کہ اے بیوقوفو ایک لحظہ خاموش ہوجاؤ - حضور ابھی ابھی نماز ظہر کے لئے باہر تشریف لانے والے ہین - آخر آپ ہاتھون سے آنکھون کو ملتے ہوے باہر آے اور پوچھا - کہ اِن لوگون نے مجھے کیون جگایا - پھر آپ نے نماز ظہر جماعت سے پڑھی اور فرض پڑھنے کے بعد حجرہ کی طرف تشریف لیچلے - راہ مین وہ لوگ اپنی عرض معروض پھر کرنے لگے - آنحضرت اونکی طرف دیکھتے تھے مگر جواب نہین دیتے تھے - یہان تک کہ آپ نے حجرہ مبارک مین جاکے ظہر کی سنتین پڑھین اور باہر تشریف لاکے صحن مسجد مین بیٹھے - اون لوگون مین سے اقرع بن حابس نے گفتگو کرنے کی اجازت آنحضرت سے حاصل کی -

اقرع بن حابس - ہم وہ لوگ ہین کہ ہمارے تعریف کرنے سے آدمی کی شہرت اور ناموری دنیا مین ہوجاتی ہے اور ہماری مذمت سے لوگ بدنام ہوجاتے ہین -

آنحضرت - جھوٹ کہتے ہو تعریف کرنا خدا کا کام ہے جسکی خدا تعریف کرے وہ اچھا ہے اور جسکی خدا مذمت کرے وہ برا ہے - مطلب پرستون کی کیا تعریف اور کیا مذمت -

اقرع - ہم اپنے شاعر اور خطیب بھی اس لئے ساتھہ لیتے آے ہین تاکہ تمہارے سامنے مفاخرت کرین -

آنحضرت - "ما بالشعر بعثت ولا بالفخر امرت" یعنی نہ مین شعر کے ساتھہ مبعوث ہوا نہ مجھے

مفاخرت کا حکم دیا گیا۔ خیر اگر یے آے ہو تو پیش کرو۔

زبرقان بن البدر اور عطارد بن الحاجب پیش ہوے۔ دونون نے بڑی بڑی شیخیان اور ڈینگین مارین اور اپنے قبیلہ کو اوٹھا کے آسمان پر رکھدیا۔

ادہر سے ثابت بن قیس انصاری سے نرہا گیا۔ ایک فصیح و بلیغ خطبہ مین دندان شکن جواب فی البدیہ ایسا دیا کہ بنو تمیم ہونٹ چاٹتے رہگئے۔ حسان بن ثابت نے اونکے اشعار کے جواب مین بڑے گرما گرم شعرون سے اونکے شاعر کے ہوش اوڑا دئے۔ اوسوقت اقرع بن حابس بول اوٹھا کہ قسم ہے خدا کی تحقیق محمد کی مدد پر خدا ہے اور اوس سے کسی بات مین دریغ نہین کیا جاتا۔ اوسکا خطیب ہمارے خطیب سے اور اوسکا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے۔

آخرش وہ لوگ اپنے دل مین قائل ہو کے سچے مسلمان ہو گئے اور آنحضرت نے اونکی قیدی رہا کر دئے کہتے ہین کہ اسی قصہ کی طرف اس آیت مین اشارہ ہے ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیر لھم واللہ غفور رحیم یعنی بیشک وہ لوگ تمہین حجرون کے باہر سے پکارتے تہے اونمین سے اکثر بیوقوف تہے تحقیق اگر وہ صبر کرتے کہ تم خود باہر نکلکے اونکے پاس آجاتے تو اونکے لئے بہتر تہا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

واضح ہو کہ آیت مذکورۂ بالا سے پہلے وہ آیت نازل ہو چکی تہی کہ جسمین آنحضرت کے سامنے بلند آواز سے بولنے اور آپ کے سامنے آپکا نام لینے کی ممانعت تہی۔ صحیح بخاری مین اوسکا شان نزول یون مرقوم ہے کہ ایک دفعہ بنی تمیم کے چند آدمی خدمت اقدس نبوی مین حاضر ہوے اور درخواست کی کہ ہمارا کوئی سردار مقرر فرما دیجیے۔ حضرت صدیق اکبر نے التماس کی کہ انہین کے

قبیلہ مین قعقاع بن معدبن زرارہ ہے اوسکو اِن پر سردار کردیجیے۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہین اقرع بن حابس کو انکا سردار بنائیے۔ حضرت ابو بکر کو جناب عمر کا دخل دینا ناگوار معلوم ہوا۔ بولے اے عمر مقصود تمہارا مجھہ سے مخالفت کرنا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ نہین مین تمہاری مخالفت نہین کرتا ہون بلکہ مین نے اپنے گمان مین مصلحت وقت سمجھکے یہ بات کہی ہے۔ اسی مین دونون صاحب باہم جھگڑنے لگے اور آوازین اونکی بلند ہوگئین مگر یاد رہے کہ یہ تنازعہ اونکا بغرض اظہار حق تھا نہ کہ از راہ نفسانیت اور حصول ترفع کے کیونکہ ان جلیل القدر لوگون سے فضول وانتا کلکل ہونا بالکل ناممکن تھی۔ چونکہ دونون صاحبونکی آوازین دربار نبوی مین بلند ہوگئی تہین اس لئے خداوند عز اسمہ نے تادیباً یون فرمایا یا یھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم۔ یعنی اے ایمان والو خدا اور اوسکے رسول کے حکم دینے سے پہلے جھگڑا نہ کربیٹھا کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک وہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے۔ اسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ یعنی اے ایمان والو نبی کی آواز کے اوپر اپنی آوازین نہ بلند کیا کرو اور اوس سے زور سے نہ بولا کرو جیسے تم مین سے بعض باہم بولا کرتی ہین ورنہ تمہارے اعمال حبط ہوجائینگے تم شعور نہین رکہتے ہو۔ ان آیتون کو سنکر جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قسم کہائی کہ مین آنحضرت کے سامنے کبھی چلا کے نہ بولونگا بلکہ اتنے ہولے سے بات کیا کرونگا جیسے کوئی یار اپنے یار سے راز کی باتین کرتا ہو۔ اور جناب صدیق اکبر نے بھی ایسا ہی عہد کیا۔ ایک روایت مین ہے کہ ابو بکر منہ مین پتھر ڈالکے آنحضرت کے پاس بیٹھا کرتے تھے تاکہ بات بھی مشکل سے کی جاے۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ واجر عظیم

یعنی جو لوگ اپنی آوازون کو رسول اللہ کے پاس آکر پست کر لیتے ہین وہ وہی لوگ ہین جنکے دل اللہ نے تقوی کے لئے جانچے ہین اون کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

روایت ہے کہ جب یہ آیتین نازل ہو چکین تو ثابت بن قیس بن شماس جو نہایت ہی بلند آواز تھے اپنے گھر مین ڈر کے بیٹھہ رہے اور آنحضرت کی مجلس مین آنا چھوڑ دیا۔ آپ نے لوگون سے پوچھا کہ ثابت بن قیس بہت دن سے نظر نہین آتے ہین اسکا کیا باعث ہے۔ وہ یہ بات سنکر حاضر ہوے اور عرض کی کہ حضور اپنے دل مین کچھہ خیال نہ کرین مین صرف اس لئے نہین حاضر ہوتا ہون کہ بلند آواز ہون کہین میرے منہ سے کوئی بات زور سے آپ کے سامنے نہ نکلجاے۔ اور مصداق اون آیات کا ٹھیرون۔ اور اعمال میرے حبط ہو جائین۔ حضور نے فرمایا کہ تم خیر کے ساتھہ جیتے رہو اور بہشت مین داخل ہو تم اپنے جی مین ایسا خیال نہ کرو

ولید بن عقبہ زکوۃ لینے بنی مصطلق کے پاس گئے

ولید بن عقبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مادری بھائی اور آنحضرت کی پھوپی کے پوتے تھے۔ انکے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ قبیلہ بنی المصطلق مین سے حارث ابن ضرار ابن ابی ضرار مدینہ مین آنحضرت کے پاس حاضر ہو کے مسلمان ہوے اور احکام شریعت اور روزہ نماز سے خوب آگاہ ہو کر کہا کہ حضور اب مین اپنی قوم مین جاتا ہون اونکو مسلمان کر کے نماز و روزہ اور زکوۃ کے ارکان سکھاؤنگا۔ جو مسلمان ہوگا اوس سے زکوۃ لیکے جمع کرتا رہونگا۔ آپ اتنے دن بعد میرے پاس کسی کو بھیجدیجیگا جتنا مال میرے پاس جمع ہوگا مین اوسے دیدونگا۔ یہ کہکر حارث اپنی قوم بنی مصطلق کے پاس پہونچے اور دعوت اسلام کی جو مسلمان ہوا اوس سے زکوۃ لیکے جمع کرتے گئے مگر میعاد مقررہ کے اندر کوئی آدمی مال لینے نہ پہونچا جب میعاد گذر گئی تو حارث یہ سمجھے کہ شاید آنحضرت مجھہ سے خفا ہو گئے ہین اس لئے سب شرفاے قوم کو جمع کر کے بیان کیا۔ یہ تو ممکن نہین کہ

آنحضرت سے سہویا وعدہ خلافی ہو ضرور ہماری ہی طرف سے کوئی امر خلاف ادب ہوا ہے
جس سے حضور خفا ہین - بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ خود اس مال کو لیکر وہان چلین - اودہر تو یہ مشورہ ہوا
اور ادہر آنحضرت نے ولید بن عقبہ کو روانہ کیا - قدرت خدا دیکہئے کہ ولید چلے تو گئے مگر راستہ مین
یہ خیال پیدا ہوا کہ ایام جاہلیت مین مجہہ سے اور بنی المصطلق سے جانی دشمنی تہی کہین ایسا نہو
کہ وہ مجہے مار ڈالین یہ شبہہ ہوتے ہی اونکے دل مین خوف سما گیا مگر حکم حاکم مرگ مفاجات ہوا کرتا
ہے اس لئے آگے بڑہے لیکن تساہل کے ساتہہ - جب بنی المصطلق کے قریب پہونچے تو
وہ مدینہ کی طرف روانہ ہو چکے تہے اونہون نے اپنے شہر سے نکلتے ہی ولید کی آمد آمد سنی خوش ہو کے
بہت سے لوگ ولید کے استقبال کو چلے - انکے دل مین تو اور ہی چور بیٹہا ہوا تہا سمجہے کہ میرے
قتل کو آتے ہین - اولٹے ہی پیرون بہاگے اور مدینہ مین آکے دم لیا - عرض کی کہ یا رسول اللہ
وہ تو سب کے سب مرتد ہو گئے ہین اور ایک بڑا لشکر لئے ہوے آپ سے لڑنے آتے ہین
آنحضرت کو تعجب ہوا اور خالد بن ولید کو انکشاف حال کے لئے بہیجا - اور سمجہا دیا کہ خبردار جلدی
نہ کرنا - پہلے خوب سوچ سمجہہ لینا - ایسا نہو کہ تم سے کوئی غلطی ہو جاے - حضرت خالد بن ولید رضی اللہ
عنہ جب بنی المصطلق کے قریب پہونچے تو خالد کے ساتہیون نے اونہین اذان کی آواز سن کے
حضرت خالد کو اطلاع دی کہ جناب یہ لوگ تو سچے پکے مسلمان ہین سنلیجیے کہ اونمین اذان ہو رہی ہی
حضرت خالد نے جب اونمین شعار اسلام دیکہے تو فوراً مراجعت کر کے آنحضرت کو مطلع کیا کہ وہ لوگ
پکے مسلمان ہین - تہوڑے عرصہ مین حضرت حارث معہ شرفاے بنی مصطلق کے خدمت
نبوی مین حاضر ہوے - آنحضرت نے اونہین دیکہتے ہی فرمایا التانی من اللہ والعجلة من الشیطان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم پر حد سے زیادہ نوازش فرمائی اور کہا کہ آئندہ کے لئے
ہمارے اصحاب مین جسکو چاہو تعلیم قرآن و احکام شرعیہ کیواسطے اپنے ساتہہ لیجاؤ - اونہون نے

عباد بن بشر انصاری کو مانگا۔ آنحضرت نے خوشی بخوشی اونکو ہمراہ کردیا۔
اسی معاملہ مین یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ یاایھاالذین آمنوا ان جاءکم فاسق نبباءٍ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین یعنی اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لیکے آوے تو خوب تحقیق کرلیا کرو ایسا نہو کہ کسی قوم پر نادانی سے جا پڑو اور پھر اپنے کیے پر تمہین پچھتانا پڑے۔
ایک روایت مین ہے کہ ولید بن عقبہ کے دل مین جسوقت بنو مصطلق کی طرف سے خوف پیدا ہوا اوسی وقت یہ اوسلٹے پانوٗن لوٹے اور جناب سرور کونین شفیع دارین صلی اللہ علیہ وسلم سے آکے کہدیا کہ حارث نے مجھے زکوٰۃ نہین دی بلکہ میرے مارڈالنے کا قصد کیا تھا۔ حضور کو یہ سنکر غصہ آیا اور وہان لشکر بھیجنا چاہا۔ حضرت خالد بن ولید کو لشکر دیکر بھیجا بھی اور تاکید کردی کہ احتیاط سے کام کرنا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے رات کو ایک آدمی تحقیق کے لیے اونمین بھیجا اوس نے وہان اذان سنی اور مسجدین دیکھین۔ چارون طرف سے اقامت کی آوازین سنین۔ اور شعار اسلام ملاحظہ کیے تو آکر حضرت خالد کو اطلاع دی کہ جناب یہان کے تو رنگ ہی نرالے ہین آپ لڑینگے کس سے بس تلوار نیام مین کیجیے اور گھر تشریف لیچلیے۔ خالد نے چپکے سے آکے سب کیفیت حضور مین گذارش کردی۔

(۵۱) سریہ قطبہ بن عامر

اسی سال مین بنی خثعم نے مفسدہ پردازی کی اور مسلمانون پر حملہ کرنے کی تیاریان کرنے لگے۔ مدینہ سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بیس آدمیون کے ساتھہ رفع فساد کے لیے بھیجے گئے وہان پہونچ کے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین سے لوگ مجروح ہوے۔ آخر ش بڑے جد و جہد سے مسلمان غالب آے اور بنی خثعم بھاگے۔ مسلمان اول تو تھے تھوڑے اور اوسپر خستہ و مجروح

مفسدون کو گرفتار نہ کر سکے مگر اونکے جتنے اونٹ اور بکریان ہاتھہ لگین لیکر مدینہ واپس آگئے جب اون مین سے خمس نکالکے غازیون پر تقسیم کی تو ہر غازی کے حصہ مین چار اونٹ اور دس بکریان آئین

(۵۲) سریہ ضحاک بن سفیان

مدارج النبوۃ مین ہے کہ اسکے بعد آنحضرت نے ماہ ربیع الاول مین ضحاک بن سفیان بن عوف کلابی عامری کو بنی کلاب کے اون لوگون کے پاس بہیجا جو مسلمان ہو گئے تہے مگر زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تہے۔ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے جاکر تجدید دعوت کی پہر بہی اونہون نے زکوٰۃ دینا قبول نہ کیا اس لئے مقاتلہ ہوا اور وہ بہاگے۔ اونکا مال واسباب غنیمت مین آیا۔ کہتے ہین کہ حضرت ضحاک بڑے بہادر تہے لوگ اونہین سو سوارون کے برابر جانتے تہے۔ وہ ہر وقت ننگی تلوار ہاتہہ مین لئے ہوئے آنحضرت کے پاس محافظت کیواسطے کہڑے رہتے تہے

(۵۳) سریہ علقمہ بن مجزز مدلجی

اسی سال مین آنحضرت نے علقمہ بن مجزز مدلجی کو تین سو آدمیون پر امیر کرکے حبشہ کی ایک جماعت پر بہیجا۔ تحقیق ہوا تہا کہ نواح جدہ مین ان لوگون نے آبادی کو ویران کرنا۔ مسلمانون کو ستانا اور مسافرون کو لوٹنا مارنا شروع کردیا ہے۔ حبشیون نے جب مسلمانون کی آمد آمد سنی تو ڈر کے اپنے ملک کو بہاگ گئے۔ اب حضرت علقمہ مدینہ چلے۔ واپسی کے وقت بعض قوم کے آدمیون نے بہت جلدی کی۔ اس ہڑ بڑ مین کوئی آگے بڑہ گیا اور کوئی پیچہے رہ گیا۔ جماعت مین جو کرامت ہوتی ہے جاتی رہی اتفاق کی قوت نے بہی یہ ہما ہمی دیکہکے اون مین سے اپنے ڈیرے ڈنڈے اوکہاڑ دئے اور اوسکا نتیجہ لوگون نے بہگتا یعنی عقل جاتی رہی اور مورد عتاب نبوی ہوئے شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن حذافہ سہمی نے جنکے مزاج مین ظرافت بہت تہی اون مستعجلون سے کہا کہ تم جلتی ہوئی آگ مین تو کود پڑو جو راہ مین ایک مقام پر بہت سی جلائی گئی تہی

ہوئے بہائے مسلمان اوسمین کودپڑنے کو تیار ہو گئے - مگر عبداللہ نے خود پکڑلیا اور کہا کہ مین تو تم سے ہنسی کرتا تہا - جب مدینہ مین آکر اس بات کا ذکر آنحضرت کے سامنے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اوس آگ مین کود پڑتے تو قیامت تک اوسی مین جلا کرتے - اے لوگو یاد رکہو من امرکم بمعصیۃ فلا تطیعوہ انما الطاعۃ فی المعروف یعنی جو کوئی بری بات کرنیکا تمہین حکم دے اوسکی بات کبہی نہ مانو بجز امر معروف یا نہی معروف کے اور کسی بات مین کسی کی تابعداری نہ کرو -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ سریہ آنحضرت نے بہیجا - ایک انصاری کو اوس پر امیر کر دیا اور حکم دیا کہ سب لوگ اونکی اطاعت کرین - راستہ مین سردار سریہ اپنے لوگون سے ناخوش ہو گیا اس لئے بہت سی لکڑیان جمع کر کے آگ جلوائی اور لوگون سے کہا کہ اسمین کود پڑو بعض تو ایسا کرنے کو تیار ہو گئے مگر بعضون نے اونہین منع کیا کہ ہم آتش دوزخ سے بچنے کو تو مسلمان ہوے ہین یہ جیتے جی آگ مین جلنا کیسا - یہ لوگ اسی گفتگو مین تہے کہ آگ بجھگئی اور سردار کا غصہ بہی فرو ہو گیا -

(۵۴) سریہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اسی سال نہم ہجری مین حیدر صفدر کو آنحضرت نے سو شتر سوار اور پچاس اسپ سوار کے ساتہہ بتخانہ فلس کے منہدم کرنیکے لئے روانہ کیا یہ بنی طے کے قبیلہ کا معبد گاہ تہا - حکم ہوا کہ اے علی بت پرستون کو تعلیم و ہدایت کر کے شرک سے باز رکہو اور خدائے واحد حقیقی کی عبادت کیلئے تیار کرو

حضرت علی صبح کے وقت بتخانہ کے قریب پہونچے اور فوراً اوسے کہود کے جلا دیا - بنی طے اور عدی بن حاتم اور تحس وغیرہ بہاگ کے شام پہونچے - کچہہ آدمی اور اونٹ ہاتہہ آئے - عورتون مین حاتم کی بیٹی بہی تہی - بتخانہ مین سے تین زرہین اور تین تلوارین بہی ملین - تلوارون کا نام رسوب مخذم اور یمانی تہا - حضرت علی نے رسوب ومخذم تلوارون کو تحفہ کے طور پر آنحضرت کے لئے رکہہ چہوڑا

اور خمس جدا کر کے باقی مال غازیون پر تقسیم کر دیا۔ آل حاتم اور دختر حاتم کو اوسی طرح باعزاز تمام ساتھہ لئے ہوے مدینہ چلے آے۔ مسجد نبوی کے قریب پردہ کے مکان مین اسیر عورتین رکھی جاتی تھین۔ اوسی مین آل حاتم کو اوتارا۔

ایک دن آنحضرت کا مکان مذکورہ کے دروازہ پر اتفاقاً گذر ہوگیا۔ حاتم کی بیٹی جو بہت جمیلہ وحسینہ وفصیحہ تھی باادب تمام ہاتھہ باندہے ہوے باہر نکل آئی اور کہنے لگی "یارسول اللہ باپ میرا مر گیا اور بھائی جو سرپرست تھا بھاگ کے کہین جا چھپا اب سواے آپ کے کوئی میرا پناہ دینے والا نہین" جناب رسالت پناہ نے فرمایا تیرے بھائی کا کیا نام ہے۔ وہ بولی کہ عدی بن حاتم۔ ارشاد ہوا کہ وہ عدی جو خدا اور رسول سے بھاگتا ہے۔ یہ کہتے ہوے حضور چلے گئے اور کچھہ نہ فرمایا۔

دختر حاتم سے روایت ہے کہ دوسرے دن آنحضرت پھر اوسی طرف سے گذرے مین نے وہی گفتگو کی۔ آپ نے کچھہ اوسی طرح کا جواب دیا۔ تیسرے دن پھر آے مگر مین ناامیدی کی حالت مین چاہتی تھی کہ آج کچھہ نہ کہون مگر ایک آدمی نے جو حضور کے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا میری طرف اشارہ کیا۔ اوسکے کہنے سے مجھے ہمت ہوئی اور کہا "یارسول اللہ مین اپنی قوم کے بزرگ اور رئیس کی بیٹی ہون میرا باپ تو مر گیا ہے اور بھائی بھاگ کے ملک شام پہونچا مجھہ پر احسان کر کے آزاد کر دیجئے خدا آپکو اسکا بدلا دیگا" حضرت نے فرمایا کہ اچھا مین نے منظور کیا اور یہ کہتے ہوے چلے گئے چند روز کے بعد حضور کو اطلاع ہوئی کہ قبیلہ بنی طے کے کچھہ آدمی سوداگری کے لئے مدینہ آے ہین۔ آپ نے حاتم کی بیٹی کو پوشاک اور جامہ اور زاد راہ اور سواری دیکے عزت سے اوسکے گھر بھیجدیا اوس نے ملک شام مین پہونچکے اپنے بھائی سے ساری کیفیت بیان کی۔

عدی ابن حاتم نے بہن سے دریافت کیا کہ محمدؐ کے باب مین تیری کیا راے ہے۔

وہ لوگون سے کیسے پیش آتے ہین - مین اونکے پاس جاؤن یا نہین - اور اگر نہ جاؤن تو اونکے ساتھہ کیا معاملہ کرون -

بہن نے کہا کہ بہیا تم ضرور جاکے اونکی ملازمت حاصل کرو - اگر وہ سچے نبی ہین تو سبحان اللہ دولت دین سے مالامال ہوجاؤ گے - اور اونکی بدولت تقرب خدا حاصل ہوگا - اور جو وہ صرف دنیوی بادشاہ ہین تو بہی تمہارا کیا بگڑتا ہے بادشاہ کی ملاقات سے تمہاری عزت بڑہیگی اور اپنی ساری قوم اور قبیلہ طے مین مقرب شاہ مشہور ہو کے معزز و محترم ٹہیرو گے -

بہائی کو بہن کی معقول باتین نہایت پسند آئین اور وہ وڑا ہوا شام سے مدینہ چلا آیا - عدی بن حاتم نے بیان کیا ہے کہ جب مین دربار نبوی مین حاضر ہوا تو آپ نے پوچہا تم کون ہو - مین نے عرض کی کہ مین عدی بن حاتم ہون - یہ سنکر آپ اوٹہے اور دولتخانہ نبوت کاشانہ کی طرف چلے مین بہی ساتھہ ہولیا - راستہ مین ایک نحیف و ضعیف بڑہیا ملی اوس نے اپنی حاجت آپ سے بیان کی آپ نے کہڑے ہو کر اوسکا حال اچہی طرح سنا اور اوسکی حاجت روائی کی وہ دعائین دیتی ہوئی چلی گئی - مین نے یہ معاملہ دیکھکر اپنے دل مین کہا آج تک تو کوئی ایسا بادشاہ دنیا کے پردہ پر ہوا نہین جس نے ایک لوٹی سی بڑہیا کا درد و غم اس توجہ کے ساتھہ سر راہ کہڑے ہو کر سنا ہو اور بغیر کان ہلائے اوسکی تسلی کردی ہو بیشک سوائے پیغمبر برحق کے کسی مین ایسا خلق نہین ہو سکتا جب مین دولتخانہ پر پہونچا تو آپ نے لیف خرما بہری ہوئی ایک گدی اپنے ہاتھہ سے بچہا کے مجہہ سے فرمایا کہ بیٹہو - اب تو میرے ہوش اوڑے کہ مہمان کی اتنی خاطر اور یہ نوازش تو میرے باوا مین بہی نہ تہی ضرور اس مین کچہہ بہید ہے - مین نے بصد تعظیم عرض کی کہ میری کیا مجال جو حضور کے سامنے بیٹہون آپکو بیٹہنا چاہیئے - مین خدمت مین کہڑا ہی رہونگا لیکن آپ نے بہت مبالغہ کیا اور نہ مانے - مجھے تو اوس بچہونے پر بٹہایا اور آپ میرے سامنے ہی فرش خاک پر

بٹھگئے۔ (روحی فداک یارسول اللہ) عدی کہتا ہے کہ یہ حال دیکھکر مجھے یقین کلی ہوگیا کہ یہ سچے نبی ہین۔ بادشاہ کے طرز وانداز اور انکی وضع مین زمین وآسمان کا فرق ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے عدی تیرا مذہب کیا ہے اور تو کیا کام کیا کرتا تھا۔ مین خوب جانتا ہون کہ جو کام تو کرتا تھا وہ تیرے مذہب مین جائز نہین۔ یہ بات سنکر میرے دل کا رہا سہا شبہہ اور بھی جاتا رہا۔ آپ فرمانے لگے کہ اے عدی اب تک جو تو دین اسلام کی طرف متوجہ نہین ہوا شاید اسکا سبب یہ ہوگا کہ مسلمان مفلس تھے۔ سو انشاءاللہ وہ وقت بہت جلدی آنے والا ہے کہ مسلمانون کے چھونے سے مٹی سونا ہوگی اور کوئی اونمین سونے چاندی کو قبول نہ کریگا۔ یا شاید کثرت اعدا اور قلت اصحاب دین دیکھکر تو رک رہا ہو۔ قسم خدا کی اگر تیری عمر دراز ہوئی تو تو اپنی آنکھون سے دیکھ لیگا کہ مسلمانون کی کثرت ہوجائیگی۔ وہ بڑی بڑی ترقیان کرینگے اور دشمنان دین کی کمی ہوگی یہانتک کہ تنہا ایک عورت قادسیہ سے اونٹ پر سوار ہو کے خانہ کعبہ کی زیارت کو چلی آیا کریگی۔ راہ مین بجز خدائے تعالےٰ کے اور کسی کا خوف اوسے نہوگا اور شاید تیرے ابھی تک نہ مسلمان ہونیکا یہی باعث ہو کہ حکومت وسلطنت دشمنان دین کے ہاتھون مین ہے سو اب خدا کے فضل سے بہت جلدی تو سنیگا کہ زمین بابل کے کوشک سفید مسلمانون کے ہاتھ سے فتح ہوگئے۔ عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اوسی وقت صدق دل سے مسلمان ہوگیا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک عبدہ ورسولہ پھر اسکے بعد آپ کی دو پیشین گوئیان تو مین نے اپنی آنکھون سے پوری ہوتی ہوئی دیکھین کہ اونمین ذرہ سا بھی فرق نہ نکلا یعنی ایک تو فتح کوشک سفید میرے دیکھتے ہوگئی دوسرے ایک عورت کو تن تنہا مین نے قادسیہ سے کعبہ آتے اپنی آنکھون سے دیکھا تیسرا امر جو باقی رہا ہے وہ بھی پورا ہو کے رہیگا۔

پھر نبی طے کے گیارہ آدمی اور آئے جنکے پیشوا زید الخیل ابن مہلہل ابن نبی مہان تھے۔ آ تے ہی

سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ مسلمان ہونیکے بعد زید نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم اوس خدا کا شکر کرتے ہین جس نے آپ کے جود باجود سے ہماری تائید وتقویت کی۔ ہمین ایک معصوم دین عطا فرمایا اور جس اخلاق کی آپ ہمین ہدایت وتعلیم فرماتے ہین اس سے بہتر اخلاق ہمنے نہین دیکھا۔ مجھے اپنی پہلی عقل اور اپنے آبا واجداد اور اپنے تابعین کی عقل پر تعجب آتا ہے کہ تپھرون کو کیسے پوجا کرتے تھے اور اوسی کی خواہش مین اپنی زندگی کا زمانہ مفت برباد کردیتے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ حالت جو تم پر اب طاری ہوئی ہے آئندہ اور بھی زیادہ ہوگی اور اپنی نافہمی اور اپنے ابا واجداد اور تابعین کی کم عقلی پر روز بروز تعجب بڑھتا چلا جائیگا۔ الحاصل جب وہ لوگ کامل الایمان ہو گئے اور اونہون نے اپنے وطن جانیکی اجازت مانگی تو آنحضرت نے وقت رخصت اونمین سے ہر ایک کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی اور زید ابن الخیل کو ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی عطا فرمائی اور بلا دطے کے کچھہ اراضی کی سند بطور جاگیر اونکے نام لکھدی۔ زید ابن الخیل کا نام زید ابن الخیر رکھکے اونہین رخصت کردیا۔

مدارج النبوۃ مین سفانہ بنت حاتم سے منقول ہے کہ مین آنحضرت سے رخصت ہوکر شام پہونچی اور اپنے بھائی سے وہی الفاظ کہے جو آنحضرت نے فرمائے تھے کہ وہ خدا ورسول سے بھاگنے والا ہے۔ اس بات کا میرے بھائی پر بہت اثر ہوا اور کہنے لگا کہ بھلا مین غریب خدا ورسول سے بھاگ کے کدہر جاؤنگا اون سے بھاگنے والے کو دنیا مین کہین جگھہ نہین مل سکتی اسکے بعد وہ مدینہ روانہ ہوگیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا تو میرے گلے مین سونیکی صلیب تھی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس بت کو اپنے گلے سے نکالکے پھینکدے مینے پھینکدیا۔ آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم

یعنی بنی اسرائیل نے اپنے عالمون اور عابدون اور مسیح ابن مریم کو خدا کے سوا اپنا رب بنالیا۔مین نے التماس کی کہ ہمنے تو ایسا نہین کیا نہ کبھی احبار و رہبان کو اپنا رب سمجھا۔ارشاد ہوا کیا وہ خدا کی حلال ٹھیرائی ہوئی چیزون کو حرام اور اللہ جلشانہ کی حرام بتائی ہوئی چیزون کو حلال نہین کر لیتے تہے۔مین نے عرض کی ہان ایسا تو البتہ ہوا ہے۔ہم بنی اسرائیل لوگ بلا تحقیق احبار و رہبان کے کہنے پر عمل کرتے رہے ہین۔آنحضرت بولے بس یہی اونکی عبادت تھی۔

آنحضرت نے جناب زید ابن الخیر رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف کی ہے یعنی فرمایا کہ اہل عرب مین سے جسکی بزرگی اور فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی مین نے ممدوح کو اوس سے کمتر پایا مگر زید ابن الخیر کی جتنی تعریف سنی گئی تھی اوس سے اونکو برتر و اعلیٰ دیکھا۔

کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

اگرچہ فتح مکہ کے حال مین ضمناً اُن کا بیان ہو چکا ہے لیکن اصل مین یہ واقعہ ۹ سنہ ہجری کا ہے اس لئے زاید حالات کی تفصیل ہم اوسکی جگہہ پر لکھتے ہین۔فتح مکہ کے ذکر مین آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کے بعد حکم دیدیا تھا کہ گیارہ آدمیون کو جہان پانا مار ڈالنا اونمین ایک حضرت کعب بھی تھے چونکہ خدا کے ہان سے نہین آئی تھی اسلئے رسول اللہ کا حکم نہین چلا۔یہ صاحب حکم قتل سنتے ہی بھاگ گئے تھے جب واپس آئے تو چاہا کہ اپنے بھائی بجیر ابن زہیر کے ساتھہ دربار نبوی مین حاضر ہون اور بجیر اونکی خطا معاف کرادین بجیر پہلے خود خدمت عالی مین حضور کا عندیہ دریافت کرنیکے لئے حاضر ہوے اور آپکا کلام محبت التیام سنکے شوق دل سے مسلمان ہوے۔زہیر اونکے باپ اہل کتاب کی صحبت رکھتے ہوے تھے اور سنتے چلے آتے تھے کہ نبی آخر الزمان کے ظہور کا زمانہ نزدیک ہے۔اور زہیر نے خواب مین بھی دیکھا تھا کہ ایک رسی آسمان سے لٹکتی ہے جب اپنا ہاتھہ اوسکے پکڑنے کو بڑھایا تو رسی تک نہ پہونچا۔اپنے

بیٹون کو وصیت کی کہ اگر تمکو پیمبر آخر الزمان کا زمانہ نصیب ہو تو اوس پر ایمان لانا۔ جب آنحضرت طائف سے مدینہ تشریف لے آئے تو بجیر نے کعب کو لکھا کہ بھائی۔ عہ۔ توبہ بڑی سپر ہے گنہگار کے لئے۔ اگر تمہارا جی چاہتا ہو تو ندامت کے آنسو بہاتے ہوے قدمون پر آن پڑو۔ عجب خطا پوش عطا پاش سرکار ہے گنہگارون کے قصور تو چٹکی بجاتے مین یون رفع دفع ہو جاتے ہین۔ جیسے کوّے کے پر سے سفیدی۔ اسکے جواب مین کعب نے اپنے حسب حال چند اشعار لکھہ بھیجے۔ وہ حضور مین پیش ہوے ارشاد ہوا کہ وہ جھوٹا ہے جہان پاؤ اوسے مار ہی ڈالنا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اوسکی تنبیہ منظور تھی کہ وہ جلدی سے آکے اپنی خطا معاف کرائے اور اوسکے دل مین زیادہ خوف سماوے۔ بجیر نے بھی نظم مین یہ سب کیفیت بھائی کو لکھہ بھیجی۔ اس تحریر کے پہونچتے ہی زمین باوجود اتنی وسعت کے اوسکے لئے تنگ ہو گئی اور کعب کے دشمن بغلین بجانے لگے کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین۔ جب اونہین کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہ آئی تو ایک قصیدہ نعت مین لکھا اور اپنے خوف ورجا اور دشمنون کی خوشی اور سخن چینی کا حال بھی اوسمین درج کیا۔ اور اوسے لئے ہوے مدینہ مین آکر ایک اپنے دوست کے گھر اوترا جو قبیلہ جہنیہ مین تھا ان دوست نے لیجا کے دور سے آنحضرت کو دکھا دیا کہ وہ تشریف رکھتے ہین اب تو جان اور وہ جانین میری قدرت نہین کہ ایسے تبہ کار کی سفارش کرون۔ آنحضرت کعب کو پہچانتے نہ تھے یہ آپ کے پاس ڈرایا ہوا چلا گیا اور جاتے ہی ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکے کہنے لگا کہ حضور کعب بن زہیر نادم و خجل ہو کے آیا ہے اور برے حال سے ہے اگر آپ اوسکا اسلام قبول کر لین تو مین اوسے لا کے حضور مین حاضر کرون۔ آپنے فرمایا کہ لے بھی آؤ اوس کمبخت کی شومئی قسمت کا مجھے بڑا رنج رہتا ہی کعب نے جب یہ کلام سنا تو مان باپ کی شفقت آنکھون سے گر گئی۔ ڈاڑہ مار کے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ وہ بدنصیب مین ہی تو ہون۔ آپ چونک پڑے اور فرمایا کہ۔ ہین۔ کیا تو ہی کعب ہے۔

آنحضرت کے دہن مبارک سے کعب کا نام سنکے ایک انصاری نے میان سے تلوار کہینچ لی اور کعب کی طرف لپکے ۔ آپ نے ارشاد کیا خبردار اس پر آنچ نہ آے ۔ یہ تائب ہو کر آیا ہے ۔ انصاری اوسکی طرف گھراتے رہگئے اور مہاجرین مین سے تو کسی نے اوس سے کان بہی نہ ہلایا ۔ پہر حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے اپنا نعتیہ قصیدہ حضور کے سامنے پڑہا جسکا مطلع یہ ہے

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول +		متیم اثرها لم یفد مکبول +	

حضرت نے سنکے اصحاب کی طرف دیکہا اور فرمایا تمنے اسکا کلام سنا یہ کہہ کیا رہا ہے اگرچہ آپ خود شاعر نہ تہے مگر نقد سخن کی پرکھ شعراء سے زیادہ رکھتے تہے اور اچہے شعر سنکر خوش ہو جاتے تہے ۔ جہوٹی اور خوشامدانہ مدح سننا پسند نہین کرتے تہے ۔ جب کعب قصیدہ سنا چکے تو آپ نے اپنی چادر اونکی طرف ڈالدی جسے کعب نے عمر بہر اپنی جان کے برابر رکہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار درہم مین بہی ندی مگر کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اونکی اولاد نے بیس ہزار درہم لیکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیدی ۔ مصر سے خاندان عباسیہ کی بربادی کے بعد وہ جاتی رہی ۔ پہر کعب نے مہاجرین و انصار کی شان مین بہی قصیدے لکہے یہ عرب کے نامی شاعرون مین سے تہے ۔ اونکے والد زہیر اور بہائی بجیر اور بیٹا عقبہ بن کعب اور پوتہ عوام بن عقبہ سب اچہے شاعر تہے ۔ اس خاندان کو شعر گوئی پہلی بہی یعنی اپنی نظم سے ان لوگون نے خدا و رسول کی خوشنودی حاصل کی اور اوسی کے باعث مقبول بارگاہ ہو گئے ۔

خانگی ناچاقی یعنی ایلاء

اسی سال مین آنحضرت صلعم کو ازواج مطہرات سے کچہہ شکر رنجی ہو گئی ۔ اوسکا باعث یہ تہا کہ اکثر ازواج آپ سے ایسی چیزین مانگ بیٹہتی تہین جنکا بہم پہونچانا آپ کے لئے بہت دشوار ہوتا تہا ۔ آپ کی ساری عمر عسرت و تنگی مین بسر ہوئی کوئی زمانہ ایسا نہین ہوا جسمین کہانے پینے اور

کپڑے اور مایحتاج کی افراط ہوتی کجا وہ چیزین جو عورات کے مرغوب طبع ہوتی ہین آرائش خانگی اور زیورات کے خریدنے کا کبھی مقدور نہین ہوا۔ آپ کا گھر ہمیشہ خالی اور بے سروسامان رہا۔ ساری عمر آپ نے خستہ حالی اور فقر وفاقہ ہی مین گذاری۔ غزوات کی غنیمت مین سے جو کچھہ آتا تھا اوسکا خمس لیکر آپ اوسی وقت مساکین کو دیدیتے تھے۔ غرضکہ اسباب دنیا اور خور وپوش کی تنگی جیسی کہ خاندان محمدی مین رہی آدم سے لیکر اسوقت تک کسی نبی کے گھر مین نہین ہوئی۔ آپکی بیویان بہی سب طرح سے قانع اور صابر اور آپکی پیرو تہین اون سے کوئی امر آپکی خلاف مرضی سرزد نہوتا تہا۔ مگر اکثر بمقتضاے بشریت کسی ایسی چیز کی خواہش اونہین ہوتی تہی جسکا بہم پہونچانا آنحضرت کے لئے مشکل ہوتا تہا۔ چنانچہ اسوقت بہی بعض ازواج کی جانب سے چند ایسی ہی خواہشین پیش کی گئین اور آنحضرت اپنی ناداری کے باعث اونکا سرانجام نکر سکے اس لئے رنجیدہ ہوکر چند روز تک آپ کسی بیوی کے پاس نہ گئے اور ارادہ کیا کہ ایک مہینہ تک نجاؤنگا۔ جب اصحاب کو اس امر کی خبر ہوئی تو سب بیچین ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم فرماتے ہین کہ جب مجھے اس حال سے آگاہی ہوئی تو مین بہاگا ہوا مسجد نبوی مین آیا۔ وہان چند اصحاب منبر معلی کے پاس بیٹھے تہے مگر آنحضرت تشریف نہ رکہتے تہے۔ مین بہی اونکے پاس بیٹھہ گیا تہوڑی دیر مین میرا دل گہبرانے لگا اور بیٹھے بیٹھے مجھکو بہی حزن وملال نے آگہیرا۔ مضطرب ہوکر غرفہ کی جانب گیا اور رباح سے کہا کہ حضور کو میرے آنے کی خبر کردو اور حاضر ہونیکی اجازت لے آؤ۔ وہ اندر گئے اور فوراً آکے کہا کہ آنحضرت سنکے خاموش ہو رہے کچھہ جواب نہین دیا۔ میرا دل اندر سے اور بہی زیادہ دہڑکنے لگا اور اونہین پہر اندر بہیجا۔ اسمرتبہ بہی اونہون نے آکر وہی سوکہی سنائی۔ اب مین اپنے آپے سے باہر ہونے لگا۔ اسی طرح تین بار وہ بےنیل مرام پہرے۔ جب چوتہی بار مین نے اونہین لوٹایا ہے تو اونہون نے آکے یہ کہا کہ چلو سرکار تمہین بلاتے ہین۔

حضرت عمر نے حجرہ مین جاکر دیکھا کہ آپ لنگی باندہے ہوے ایک بورئے پر بیٹھے ہین اور اوسکے نشان آپ کے تمام جسم پر پڑ گئے ہین - فاروق اعظم آداب بجالاے اور کھڑے ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ مسجد مین سب لوگ غمگین اور سر جھکاے بیٹھے ہین کسی نے یہ خبر اوڑادی ہے کہ آپ نے اپنی سب بیویون کو طلاق دیدی ہے - کیا یہ صحیح امر ہے - آپ نے فرمایا - بالکل غلط مین نے ہرگز ایسا نہین کیا - البتہ میرے دل مین ازواج کی طرف سے کچھہ رنج آگیا ہے - حضرت عمر نے التماس کی اگر اجازت ہو تو مین باہر جاکر سبکو خبر کردون کہ تم لوگون نے جو سنا ہے وہ محض غلط ہے تم سب لوگ رنج کو اپنے اپنے دلون سے دور کردو - آنحضرت بولے بہتر ہے - حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ اسکے بعد بڑی دیر تک مین حضور کے پاس بیٹھا ہوا آپ کا دل بہلاتا رہا - مین نے عرض کی کہ حضور جب تک ہم لوگ مکہ مین رہے ہماری عورتین ہم سے دبی دبائی رہین - مدینہ مین آکے تو وہ ہم پر شیر ہوگئی ہین یہان کی عورتون کی صحبت مین رہکر اونہین کی سی خو بو اختیار کرلی ہے - اور مدینہ کی عورتین اپنے خاوندون پر بہت غالب ہین اور اونہین کاٹے کہانے کو دوڑتی ہین - آنحضرت یا تو کبیدہ خاطر بیٹھے ہوے تہے یا میری بات سنکر تبسم فرمانے لگے - لبہاے نازک پر تبسم دیکھکر میرے دل کو بھی تسلی ہوئی اور کہنے لگا کہ حضور مین سچ عرض کرتا ہون کہ ایک دن مین اپنی بیوی سے جھنجھلا کے بولا - اونہون نے بھی جواب ترکی بترکی دیا - مجھے اوس سے کمال رنج ہوا - میری تیوری چڑہی دیکھکے وہ بولین کہ تم میری بات سے کیون خفا ہوتے ہو رسول خدا کی بیویان اونکو ٹکڑا سا جواب دیدیتی ہین - دور کیون جاو تمہاری بیٹی حفصہ کا بھی یہی حال ہے اگر آنحضرت کی بیویان کبھی خفا ہوتی ہین تو آنحضرت اونکی برداشت کرتے ہین - یا رسول اللہ مین یہ بات سنکر سیدھا حفصہ کے پاس پہونچا اور دریافت کیا کہ آیا یہ بات سچ ہے - اوس نے اسکا اقرار کیا تو مین نے حفصہ کو بہت سخت و سُست کہا کہ معلوم ہوتا ہے تجھے خوف خدا نہین رہا اور تو یہ بات نہین جانتی کہ جس سے

رسول اللہ ناراض ہوتے ہین اوس سے خدا پہر جاتا ہے - دیکہہ اگر تو ایسا کریگی تو ہلاکت مین پڑ جائیگی - خبردار اون سے کسی معاملہ مین زیادہ طلبی اور بہاری فرمائش نہ کیجو نہ اولٹ کر کبھی جواب دیجو - نہ روٹھنا - اگر تجہے کسی چیز کی ضرورت ہو تو مین موجود ہون مجہہ سے مانگ لیا کر اور عائشہ کے ساتہہ آنحضرت کو زیادہ ملتفت دیکھکر ہرگز نہ جلنا اور کبھی عائشہ کی برابری نہ کرنا - جناب فاروق کی یہ باتین سنکر آنحضرت پھر متبسم ہوے - واقع مین حضرت عمر نے باتین ہی اسوقت کے مناسب اچھی کین کہ آنحضرت کا رنج دور ہو چلا -

پہر حضرت عمر کہنے لگے کہ حضور مین حفصہ کو نصیحت اور فہمائش کر کے ام سلمہ کے پاس پہونچا اور بسبب رشتہ داری کے مین نے اوسے بہی نصیحت کی - ام سلمہ نے کہا کہ عمر تم آنحضرت کی سب باتون مین تو دخیل ہوتے ہی تہے اب اونکے معاملات خانہ داری مین بہی دخل دینے لگے - اس پر تو آپ کھل کھلا کے ہنس پڑے - یہان تک کہ اسی طرح کی باتون سے آپ کا رنج دور ہو گیا اور حضور ہر بات پر تبسم فرمانے لگے -

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب آپکا ملال دور ہو گیا تو مین ادہر اودہر دیکہنے لگا ہرچند مین نے بغور گہر مین چارون طرف دیکھا کچہہ نہ پایا - ایک گوشہ مین صرف صاع جو اور اسی قدر قرظ رکھے دیکہے اور کئی چمڑے بے کمائے ہوے ایک جگہہ لٹکتے تھے - یہ حال دیکھکر مجہے رونا آیا - آنحضرت نے مجہے روتا دیکھکر پوچہا - ابن عمر اب تم کیون رونے لگے - مین نے عرض کی یارسول اللہ آپکی ناداری سے میرا دل بہر آیا - جسم پر تو بورئے کے نشان ہین اور گہر مین یہ سامان مجہہ سے تو دیکھا نہین جاتا - روؤن نہین تو کیا کرون - اہل فارس اور روم والے تو عیش و عشرت مین بسر کرین اور آپکو یہ تکلیف ہو - دعا کیجئے کہ اللہ تعالے آپکو اور آپکی امت کو فراخی اور کشائش دے - جسوقت حضرت عمر نے یہ بات کہی تہی آنحضرت تکیہ لگائے بیٹھے تہے یہ سنتے ہی سیدہے ہو گئے اور

فرمایا کہ اے عمر- تم ابھی تک اسی خیال مین ہو اللہ تعالے نے فارس اور روم والون کے لئے اسی جہان مین عیش مقرر کیا ہے اور ہمین آخرت کا عیش مرحمت ہوا ہے- کیا تم اس بات پر راضی نہین کہ دنیا ان لوگون کے لئے ہو اور دین تمہارے لئے- باوجودیکہ دونون جہان آپ ہی کے لئے مخلوق ہوے تھے مگر اس صبر و شکر اور تسلیم و رضا کو دیکھنا چاہئے کہ مفلسی و فقر و فاقہ ہی سے راضی تھے — ناز و نعم دنیا کی وقعت حضور کے سامنے کچھہ بھی نہ تھی-

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب آنحضرت نے مجھہ سے ایسی باتین کین تو مین معذرت کرنے لگا اور عرض کی کہ حضور میری خطا معاف ہو اور میری بخشائش کے لئے خدا سے دعا فرمائے- پھر بے اختیار یہ کلمات میری زبان پر جاری ہو گئے رضینا باللہ ربًا و بالاسلام دینًا و بمحمد رسولًا اسکے بعد حضرت عمر نے حجرہ سے باہر نکلکے باآواز بلند اون سب اصحاب کو جو مسجد مین جمع تھے خبر کردی کہ اے لوگو آنحضرت نے اپنی ازواج سے صرف ایک مہینہ تک علیحدہ رہنے کا قصد کیا ہے-

جب ایک مہینہ تمام ہوچکا اور وہ بھی اونتیس دن کا- تو رسول خدا حجرہ سے نکلکے پہلے حضرت عائشہ کے گھر تشریف لے گئے- اونہون نے بہت تعظیم و تکریم سے استقبال کیا اور پوچھا کیا آپ نے ایک مہینہ تک ہم لوگون سے جدا رہنے کا عہد کیا تھا- ارشاد ہوا کہ- ہان چنانچہ وہ مہینہ آج ختم ہو گیا- پھر فرمایا اے عائشہ مین تم سے ایک بات کہتا ہون اور تمہین اجازت ہے کہ خواہ اسکا جواب از خود دیدو یا مشورہ کر کے اور اپنے والدین سے پوچھکے دینا- جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بولین کہ حضور فرمائے تو وہ کیا بات ہے- آپ نے یہ آیہ کریمہ جسے آیہ تخییر کہتے ہین اونہین سنائی جو اوسی زمانہ مین نازل ہوئی تھی-

یایها النبی قل لازواجك ان کنتن تردن الحیوٰة الدنیا و زینتها فتعالین امتعکن و اسرحکن

سراحاجمیلا وان کنتن تردن اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ فان اللہ اعد للمحسنات منکن اجراً عظیماہ یعنی اے نبی اپنی بیویون سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور یہان کی رونق چاہتی ہو تو آو مین تمکو کچھہ فائدہ دون اور تمکو اچھی طرح سے رخصت کر دون اور اگر تم اللہ اور اوسکے رسول اور آخری گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے اونکے لئے جو تم مین نیکی کرتی ہین اجر عظیم رکھہ چھوڑا ہے - حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین نے یہ آیت سنتے ہی فوراً جواب دیا کہ یارسول اللہ اسمین مجھے اپنے مان باپ یا کسی اور سے صلاح ومشورہ کی کچھہ ضرورت نہین میرا ایمان میرے ساتھہ ہے - مجھے تو نہ اس دنیا کے مال ومنال سے کچھہ کام ہے نہ اس جہان کی زیب وزینت سے مطلب ہے مین نے تو خدا اور رسول کو اختیار کر لیا ہے - مگر اتنی التماس میری بہی منظور ہو کہ حضور اپنی کسی اور بیوی سے میرے اس جواب کا ذکر نہ فرمایئن - ارشاد ہوا کہ کبھی نہین دوسرے کوئی اور بیوی میری اس بات کو دریافت بہی نہ کریگی -

روایت ہے - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک دن جناب ابو بکر صدیق آنحضرت کے در دولت پر حاضر ہوے اور اندر آنیکی اجازت طلب کی اگرچہ وہان اور لوگ بہی اسی اجازت کی خواہش مین بیٹھے ہوے تھے لیکن سواے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے اور کسی کو اندر آنیکا حکم نہوا دونون صاحبون نے اندر جاکے جو دیکہا تو آنحضرت نہایت اندوہناک بیٹھے تھے اور آپ کے منہ سے بات بہی نہین نکلتی تہی - جناب عمر فرماتے ہین کہ مین نے اپنے دل مین سوچا کہ اسوقت کوئی ایسی بات کہنا چاہیئے جو آنحضرت کے دل کا غم جاتا رہے اور خوش ہو جایئن - اور تو کچھہ سوجہا نہین - کہنے لگا کہ حضور نے تو دیکہا نہین مگر حال یہ ہے کہ میری بیوی جو خارجہ کی بیٹی ہے اوس نے مجھہ سے نفقہ مانگا اور جہگڑنے لگی مجھے جو غصہ آیا تو اوسکو بہت کچھہ سخت وسست کہا آنحضرت میری یہ بات سنکر تبسم فرمانے لگے اور کہا کہ یہ جو میرے گرد بیٹھی ہوئی ہین مجھہ سے

نفقہ مانگتی ہین اور وہ چیزین طلب کرتی ہین جو مین وے نہین سکتا - اتنا سننا تہا کہ حضرت صدیق اکبر کو طیش آگیا اور مناسب حال حضرت عائشہ کو فہمائش کردی - اسیطرح سے فاروق اعظم نے بہی حفصہ کو تاکید کی - دونون شہزادیان آنکھون مین آنسو بہر لائین اور فرمایا کہ ہماری توبہ ہے - اب ہم کوئی بہاری فرمایش حضور سے نہ کرینگے -

دوسرا باعث اس جہگڑے کا یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس کسی نے شہد ہدیتاً بہیجا - اونہون نے آنحضرت کے لئے رکہہ چہوڑا کیونکہ آپکو شہد نہایت مرغوب تہا - جب حضور اونکے پاس جاتے تو وہ اوسکا شربت کرکے آپکو پلادیا کرتی تہین - چونکہ شہد کے گہلنے مین ذرا دیر لگتی ہے اس لئے اوسکے گہلنے تک آپ حضرت زینب ہی کے پاس بیٹہے رہتے اور وقت معہودہ سے زیادہ اونکے پاس گذر جاتا - یہ دیکہکر عائشہ اور حفصہ نے باہم صلاح کرلی کہ جب آنحضرت ہم مین سے کسی کے پاس تشریف لائین تو وہ آپ سے یہی کہے کہ حضور کے جسم سے مغافیر کی بو آتی ہے - مغافیر جمع ہے مغفور کی - اور مغفور درخت عرفطہ کا گوند ہوتا ہے جسکا مزہ شیرین ہے مگر بدبو اوس مین ہوتی ہے - حالانکہ حضرت کو بدبو سے کمال ہی نفرت تہی اس لئے کہ آپ ملائکہ سے ہمکلام ہوتے تہے اور فرشتون کو بدبو سے تکلیف ہوتی ہے - قصہ مختصر کہ حضور ان دونون مین سے کسی کے پاس گئے اوس نے کہدیا کہ کیا - آپنے مغافیر کہایا ہے آپ کے جسم سے اوسکی بدبو آرہی ہے - ارشاد ہوا کہ نہین - مین تو اوسکے پاس تک نہین گیا البتہ زینب بنت جحش نے شہد کا شربت پلادیا ہے یہ سنکر وہ بولین تو ٹہیک ہے - اس شہد کی مکہی نے درخت عرفطہ کا رس چوسا ہوگا - آنحضرت نے کہا خیر اب مین اوس شہد کو نہ پیونگا تم کسی سے اس بات کو کہنا نہین - اونہون نے کہا بہت اچہا مگر اس اقرار کو پورا نہین کیا اور اپنی دوسری ہم مشورہ سے کہدیا - حضرت جبرئیل علیہ السلام

یہ آیت لیکر حاضر ہوے - یاایها النبی لم تحرم ما احل الله لك تبتغی مرضات ازواجك و
الله غفور رحیم قد فرض الله لکم تحلة ایمانکم والله مولکم وهو العلیم الحکیم یعنی اے نبی تم کیون اپنے
اوپر اوس چیز کو حرام کیئے لیتے ہو جو اللہ نے تمہارے اوپر حلال کی ہے - تم اپنی بیویون کی
رضامندی چاہتے ہو حالانکہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے اللہ نے فرض کردیا تمپر کہ تم اپنی عہد کو
کھول ڈالو وہی تمہارا دوست ہے اور سب کچھ جانتا ہے اور حکمت والا ہے -

تیسرا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلعم جناب حفصہ کے گھر تشریف
لے گئے تھے اونہون نے آپ سے اجازت لی اور اپنے میکے گیئن - اونکے جانے کے بعد
حضور نے وہین ماریہ قبطیہ کو بلالیا - اتنے مین حفصہ بھی آپہونچین اور گھر کا دروازہ بند پایا تھوڑی
دیر ٹھیری تھین کہ آنحضرت باہر نکل آے - حفصہ رونے لگین اور کہا کہ آپکو یہ بات زیبا نہ تھی آپنے
حفصہ سے کہا کہ اگر تمہاری مرضی یون ہی ہے تو ماریہ کو مین اپنے اوپر حرام کیئے لیتا ہون مگر
تم اس بات کو اپنے ہی تک رکھنا - حفصہ نے آنحضرت سے تو کہہ دیا کہ مین کسی سے نہ کہونگی
مگر جب آنحضرت چلے گئے تو اوس دیوار کو جو اونکے اور عائشہ کے گھر کے درمیان تھی ہاتھ سے
تھپ تھپایا اور عائشہ سے سارا قصہ کہدیا -

پھر جب آنحضرت عائشہ کے پاس گئے تو اونہون نے مذاق کی راہ سے کہا کہ آپ میری
باری کے دن ماریہ سے صحبت رکھیئے تاکہ آپکی اور بیویون کی باریون مین فرق نہ آے - پس
یہ آیت سورۂ تحریم کی نازل ہوئی -

واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا فلما نبات به واظهره الله علیه عرف بعضه واعرض
عن بعض فلما نباها به قالت من انباك هذا قال نبانی العلیم الخبیر ان تتوبا الی الله فقد صغت
قلوبکما وان تظاهرا علیه فان الله هو مولىه وجبرئیل وصالح المومنین والملئکة بعد ذلك ظهیر

یعنی جب نبی نے چہپاکر اپنی ایک بیوی سے کوئی بات کہی اور اوس نے اوسکی خبر کردی تو اللہ نے نبی کو اطلاع دیدی اور نبی نے حفصہ سے کہا کہ مین نے اتنی باتین تم سے کہی تہین تم نے اون مین سے اتنی دوسرون سے کہدین پہر جب نبی نے عورت کو جتایا تو وہ بولی تمنے یہ کس سے سنا ہے تو نبی نے کہا کہ مجہکو اوس واقفکار خبردار نے بتایا اگر توبہ کرو تم دونون اور اللہ کی طرف رجوع ہو پس تحقیق تمہارے دل راہ صواب سے پہر گئے ہین جو رسول اللہ کے بہیدونکی حفاظت نہین کرتی ہو اگر تم دونون رسول پر چڑہائی کروگی تو اللہ اونکا رفیق ہے اور اوسکے بعد جبریل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اوسکے مددگار ہین۔ روایت ہے کہ آنحضرت نے جب حفصہ کو بہت رنجیدہ دیکہا تہا تو تحریم ماریہ کا حال اور یہ بات کہدی تہی کہ میرے بعد عائشہ کا باپ اور اوسکے بعد تیرا باپ خلیفہ ہوگا۔ حفصہ نے تحریم ماریہ کی خبر تو عائشہ کو کردی مگر خلافت کا ذکر اوڑا گئین یہ بات حضور کو اور بہی زیادہ ناگوار گذری۔

چوتہا سبب اس رنجش کا یہ سنا گیا ہے کہ آنحضرت کے لئے کچہہ ہدیہ آیا تہا اور ایک روایت مین ہے کہ حضور نے ہی ایک دنبہ ذبح کیا تہا اوسمین سے ہر بیوی کو آپنے حصہ بہیجا زینب بنت حجش نے اپنا حصہ پہیردیا۔ آپنے اوسپر کچہہ اور زیادہ کرکے اونکے پاس بہیجا۔ اونہون نے پہر بہی واپس کیا۔ حضرت عائشہ بول اوٹہین کہ آپ نے خود اپنے آپ کو ذلیل کیا ہے ارشاد ہوا کہ قسم ہے اللہ کی تم اس سے زیادہ ذلیل ہوگی۔ پہر آپ نے عہد کیا کہ ایک مہینہ تک کسی بیوی کے پاس نجاؤنگا۔

واضح ہو کہ اہل سیر نے اس خانگی شکررنجی کے مختلف اسباب لکہے ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوچکا اگر بغور دیکہا جاوے تو انمین کوئی مخالفت نہین ہے یہ چارون اسباب ملکے اس جہگڑے کا باعث ہوے ہین کیونکہ حلم اور خلق محمدی کے مناسب یہی بات ہے کہ بار بار کی

خطاؤن سے تنگ آکر آپنے یہ سزا اونکو دی - پھر جس راوی کو جتنا پہونچ گیا اوس نے اوتنا ہی بیان کر دیا اور یون الگ الگ روایتین معلوم ہونے لگین -

روایت ہے کہ جب آیہ تخییر نازل ہوئی تو آپکی ازواج مین ایک عورت تہی فاطمہ اوس نے دنیا کو اختیار کیا اور آپ کے عقد سے خارج ہو گئی - اوسکے بعد کسی نے اوسکو راہ مین چھوہارونکی گٹھلیان چنتے دیکھا تاکہ اون سے اپنا پیٹ بھرے - دیکھنے والے نے پوچھا تو کون ہے جو اس خواری سے اپنی زندگی بسر کرتی ہے - فاطمہ بولی انا الشقیۃ التی اخترت الدنیا یعنی مین وہ بدبخت ہون جس نے دنیا کو اختیار کیا -

یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ازواج مطہرات کا صبر نہ کرنا موجب اس تمام جھگڑے کا ہوا اور لوگون مین مشہور ہو گیا کہ آنحضرت نے اپنی بیویون کو طلاق دیدی - اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ بیبیان اعلیٰ درجہ کی بیبیون مین نہ تہین - استغفر اللہ اونکی تعظیم و تکریم اور شان و شوکت مین اس بیہودہ جھگڑے سے کیا فرق آسکتا ہے یہ دنیا کے مکروہات ہین جو کبھی نہ کبھی اور کسی نہ کسی وقت اور خواہ مخواہ خود بخود پیش ہی آجاتے ہین - یہ تو بیچاری عائشہ و حفصہ اور زینب تہین ان سے تو کوئی نبی ولی نہین بچ سکتا - خانہ داری کے کوچہ مین قدم رکھا نہین کہ اس دانتا کلکل نے گلا دبوچا - شاباش ہے ان عورتون کو کہ ایسے جلیل القدر خاوند کے ساتھہ کیسی نباہی اور پھر عسرت اور فاقہ کشی مین اور اوسپر طرہ یہ کہ میان شاہ عرب جنکی باندہی بندہتی ہو اور چھوڑی چھوٹتی ہو اس حالت مین فرشتہ خصال عورتین ہی ہوتین تو ٹوٹو نے ٹوٹکی اور جھونٹم جھانٹا سے باز نہ رہتین - سوتیا ڈاہ ایسی زبردست چیز ہے کہ کوئی اس پر غالب نہین آسکتا - ہم عوام الناس کیا جانین جنہین حشرات الارض کی طرح - ~

لائی حیات آئے قضا لیچلی چلے		اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے	

اسکی ماہیت بیان کرنیکو تو افلاطون وارسطو وسقراط وبقراط ہوتے - مرحبا ہی - اے عائشہ صدیقہ اور آفرین ہے - اے حفصہ اور شاباش ہے - اے زینب تمکو کہ تم نے ایسی متضاد اور متبائین حالتون مین خوب ہی نباہی اور تمام عمر مین صرف ایکدفعہ ذراسی تنبیہ تمکو ہوئی یہ تمہارا ہی جگر تھا - ہم مردون مین سے اگر دو افلاطون کسی دنیوی بادشاہ کے وزیر ہو جاتے ہین تو اونمین عمر بھر چھری کٹاری رہتی ہے - بڑی بڑی مہذب اور تعلیم یافتہ سلطنتین ناحق کی ناموری اور ہمچو من دیگرے نیست کی شرم سے اتنے خزانہ خاک مین ملادیتی ہین جنکے آگے قارون کا خزانہ ایک پائی کے برابر بھی نہین ہے - لاکھون انسانی گلے یون کٹوادیتے ہین جیسے کہ ہمنے مچھر کو پیس دیا اگر پوچھو کہ کیون ایسا کیا گیا تو سوا اسکے اور کوئی جواب نہین کہ سلطنت کی عزت قائم رکھنے کو خیر یہی سہی تو پھر عائشہ پر کیا اعتراض ہے کہ اونکی سلطنت آج تو اونکی بغل مین تھی اور کل زینب کو حاصل ہو گئی اور پرسون سودہ کو ملگئی - یہ آنحضرت کا فیض صحبت تھا جس نے ان عورتونکو اس عالی درجہ پر پہونچادیا تھا ورنہ کیسا ہی مرد ہو اوس سے بھی ضبط نہین ہوسکتا - اب رہین انسانی کمزوریان اور اقتضاے بشریت وہ عوام الناس سے لگا کے ولی اور نبی تک کے لئے قابل معافی ہین اون سے ان عورتون کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ مین ذرہ کے برابر بھی فرق نہین آسکتا کجا کہ اونکی تعظیم وعظمت ہماری نظر سے گر جاے - پس مرد کے زبان وقلم سے ایسے اعتراض نکلنا نازیبا ہین - اگر نکلین بھی تو اوسکی جہالت ہے اور اونکے جواب مین ایاز قدر خود بشناس کہکے خاموش ہو رہنا چاہئے -

تاریخ لکھتے لکھتے گرہستی جھگڑون مین ہم پڑ گئے ہین اس لئے موقع کے مناسب ایک اور اعتراض مہیب صورت مین ہماری آنکھون کے سامنے آکھڑا ہوا ہے - عائشہ پر اعتراض کرنیوالے اوسے سنین اور گریبان مین منہ ڈالین یعنی ہمارے گھریلو جھگڑون پر بحث کرنے کو

دیکھئے معترضون کو یہ سوجھی ہے کہ وہ آنحضرت شہوت پرست تھے ورنہ اونکو بیویون کے ایک لشکر کی کیا ضرورت تھی جو یہ دقتین پیش آئین ایک بیوی ہوتی تو کچھ بھی نہوتا" لو اب فرمائیے کہ گئے تھے روزون کے بخشوانے کو نماز گلے پڑی - شہوت پرست ہونیکے لئے تو اتنا کہدینا کافی ہے کہ نعوذ باللہ منہا ہمنے اوس ذات پاک اور والاصفات کو زنا سے متہم ہوتے ہوے کبھی نہین سنا جو شہوت پرستی کا ضروری لازمہ ہے اور علاوہ اوسکے جب آدمی کی جوانی مین آکے دیکھتے ہین تو یہ پاتے ہین کہ حضور نے اپنے عین شباب کو اوس طرح کاٹا جیسے سو برس کے بوڑھے ہی عورت سے الگ تھلگ رہکر بسر کرتے ہین - ۲۵ - برس کے سن تک آپ نے کسی عورت کی طرف آنکھہ اوٹھا کے نہین دیکھا جو عیاشی کے لچھن سے بالکل بعید ہے پھر چالیس برس کی ایک بیوہ کی درخواست سے اسلام کے فائدہ کے لئے آپ نے شادی قبول کی کسی کنواری کی طرف رجحان بھی نہین ہوا اور جب تک جناب خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا زندہ رہین آپ نے عورت کا نام نہین لیا اور اب حضور کی عمر ۵۴ برس کی ہو گئی جسکی نسبت عقلا کا یہ قول ہے

نشاط عمر باشد تا بسی سال	چہل آمد فرو ریزد پر و بال

ان خیالات سے شہوت پرستی کا الزام تو قائم نہین رہ سکتا یہ سوچنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین کوئی اور بھید تہا - جیسی آپکی ذات مظہر عجایب و غرایب تھی ویسے ہی آپ کے افعال بھی ہر کس و ناکس کے سمجھہ مین آنا مشکل ورنہ ایسا آدمی فقر و فاقہ مین جو کی روٹیان کھانے اور چٹائی پر پڑے رہنے کے لئے اتنی بیویون کا لشکر دوسری کیواسطے اپنے پیچھے نہ باندہ لیتا اور پھر اوس زمانہ مین جسکا مقولہ یہ ہے کہ ع - زن بیوہ مکن اگرچہ حور است - عیاش تو باکرہ تلاش کرتا ہے نہ کہ بیواؤن کا لشکر - اسمین ذراسی حکمت تو ہمارے لئے یہ تھی کہ تم لوگ عقل سے خارج بیوہ عورت سے بدسلوکی جو کرتے ہو اوسے ذلیل اور منحوس اور بُری سمجھتے ہو تو لو ہمنے

اونہین تمہارے ہی منہ سے ام المومنین یعنی تمہاری مائین کہلا دیا گیا اب بہی بیواؤن کو حقارت کی نظر سے دیکھو گے اور بیوہ کا نکاح کر دینا بے عزتی سمجھو گے اگر ایسا سمجھتے ہو تو اپنے نبی کے تمام خاندان سے باغی ہو اور مسلمان نہین۔ کسی کی ایک بیوہ مان نکاح کر گئی ہوگی تمہاری بہت سی ماؤن نے ایسا کیا ہے پہر لا رھبانیۃ فی الاسلام ؎ یہود و نصاریٰ کے دین مین مجرد رہنا اور مہنت وجوگیون کی طرح زندگی بسر کرنا اعلیٰ درجہ کا تقدس تہا جو علاوہ قانون قدرت اور منشاے فطرت اور مرضی الٓہی کے خلاف ہونے کے سخت سے سخت گناہون اور بدترین ظلمون کا ماخذ بہی تہا۔ باواجی دکہانیکو تو مجرد رہتے تہے مگر باطن مین معصوم دوشیزہ لڑکیون کا پردۂ عصمت اون سے چاک ہوتا تہا کہ جسکا بیان تاریخ کی کتابون مین پڑہ پڑہ کے آنکہون سے پانی کے آنسو نہین بلکہ خون کے فوارے بہتے ہین۔ دور کیون جاؤ اب گو بہت سے فلسفیان دوران تجرد کے تو خلاف ہین مگر اپنی جہالت سے عمر بہر مین ایک سے زیادہ نکاح کو روا نہین رکہتے اون سے ہماری یہ عرض ہے کہ حضرات اس آپکی تقلیل نے بہی زن وشوہین زنا کے رواج کو بند نہین کیا اب بہی وہ زور شور سے جاری ہے جسکا وبال یا تو آپ کے مذہب کے سر رہیگا یا آپ کے قانون کی گردن پر۔ ہمارے مذہب نے تو آئینۂ جمال مصطفوی ہمارے سامنے رکہکے ہمین یہ دکہا دیا کہ نکاح سنت نبوی ہے جس نے اس سے منہ پہیرا وہ ہم مین سے نہین۔ پہر تم انسان ہو۔ کل جدید لذیذ کی علت بہی تمہارے پیچہے لگی ہوئی ہے ایک چیز بہی تمکو اجیرن ہو جاتی ہے اس لیے تم ایک نہین کئی نکاح بہی کر لیا کرو مگر زنا کے مرتکب ہو کے بداخلاق اور نطفہ بے تحقیق نہ بنو۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

پہر قانون ربانی آنحضرت کے ذریعہ سے جاری ہوا۔ اوس قانون کی اصل ہین قرآن وحدیث

اور انہین دونون اصول کی تطبیق سے فقہ پیدا ہوئی - فقہ کی لاکھون باتین جو عورتون سے متعلق
ہین اونہین نہ آپ غیر عورتون کو بتا سکتے تہے نہ غیر عورتین سوائے آپکی ازواج مطہرات کے
آپ سے پوچھہ سکتی تہین اور مردون کے سامنے بھی اونکا بیان کرنا یا پوچہنا بیحیائی تہا اور مسلمانون
کے مذہب مین ایک راوی کی روایت پر عملدرآمد ہو نہین سکتا اس لیئے آپ کے متعدد نکاح
کرائے گئے جسکی بدولت آج حیض ونفاس اور طہارت وغیرہ کے لاکھون مسائل اور مفید
باتین ازواج مطہرات سے اور مسلمان عورتون کو معلوم ہوئین اور پہر اونکے وسیلہ سے عام مسلمانون
مین پہیلین -

پہر اس تعدد ازدواج مین ایک ملکی مصلحت بھی شامل تھی یعنی مختلف قبیلون مین شادی
کرنے سے آپنے اسلام کے جان نثارون کا بہت بڑا گروہ بنالیا تہا اور اوسوقت کے دستور
کے موافق یہ ایک بہت بڑی ملکی حکمت تہی جسکا مسلمانون کو شکریہ ادا کرنا چاہیئے -

اخیر پر ہماری یہ التماس ہے کہ آنحضرت نے ایک سے نہین پندرہ عورتون سے نکاح
کرلیا اسمین ہمارا اور تمہارا کیا اجارہ ہے مثل مشہور ہے کہ جب دونون کی راضی تو کیا کریگا قاضی
عورتین تہین - اونہون نے زید سے نہین تو بکر سے نکاح کرلیا - ہماری تمہاری دست اندازی
کا موقع تو جب ہوتا جبکہ آپ شہوت پرستون اور عیاشون کیطرح عورتون کو گہر مین ڈالتے اور پہر خبر نہوتے
جیساکہ بہت سے ظالم کیا کرتے ہین - جسکا بار ثبوت ایسے معترضون کے ذمہ نہایت ضروری
ہے ورنہ اونکے اعتراض کی بنیاد قایم نہین رہتی - اور وہ جڑ سے اوکہڑ جاتا ہے - پس جب
آپ عدل قائم رکہتے تہے اور سب بیویون کے ساتہہ ایک سا برتاؤ کرتے تہے اور آپکا قول یہ تہا -
خیرکم خیرکم لاھلہ وشرکم شرکم لاھلہ ٭ یعنی اپنے گہروالون کے ساتہہ جو اچہا ہے
وہ سب سے اچہا ہے اور جو اپنے گہروالون کے ساتہہ برا ہے وہ سب سے برا ہی - اور آپ پورے

طور سے اس قول پر چلتے تھے - بیویون - بچون - عزیزون اور اصحابون سب کے ساتھہ آپکا برتاؤ ایسا عمدہ تھا جسکی نظیر دنیا مین نہین مل سکتی تو پھر ہم اعتراض کرنے والے کون -

ایک مرد اور ایک عورت کا سنگسار کیا جانا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہن کہ اسی نوین سال ہجری مین ماعز بن مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ تم مجھے سزا ے شرعی دیکے گناہ سے پاک کرو - حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھپر اے ماعز یہان سے چلا جا - خدا کے آگے توبہ کر اور اپنے دلکو اوسکی طرف رجوع کر - ماعز چلا گیا لیکن تھوڑی دور سے پھر واپس آکر کہا اُے رسول اللہ مجھے گناہ سے پاک کردو " پھر وہی ارشاد ہوا کہ واے تیرے حال پر تو میرے سامنے سے چلا جا - غرضکہ چار دفعہ ایسا ہی ہوا اور تین مرتبہ اوسے پھیر پھیر دیا - جب چوتھی بار اوس نے آکر کہا اُے رسول اللہ مجھے گناہ سی پاک کردو " تو حضور نے تنگ ہو کے فرمایا کہ ای شخص تجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہی اوس نے عرض کی کہ حضور مین نے زنا کیا ہے - آپ اوسکی سزا مجھے دیدیجیے تاکہ قیامت کو ذنکا عذاب مجھپر سے ٹل جاے - حضور نے صحابہ سے فرمایا کیا یہ آدمی مجنون ہے " - صحابہ نے عرض کی کہ نہین صاحب اسکو جنون تو نہین ہے - پھر آپ نے پوچھا دیکھہ تو لو کہ اس نے کہین شراب تو نہین پی ہے - صحابہ مین سے ایک نے کھڑے ہو کے اوسکا منہ سونگھا تو معلوم ہوا کہ وہ مدہوش بھی نہین ہے - آنحضرت نے ماعز سے پھر دریافت کیا کہ کیا تو نے زنا کیا ہے وہ مقر ہوا تو آنحضرت نے اوسے سنگسار کرا دیا - اوسکے سنگسار ہونیکے بعد تین دن تک لوگون نے اوسکا کچھہ ذکر نہ کیا - پھر رسول خدا آے اور لوگون سے فرمایا کہ تم ماعز کے لئے استغفار کرو اور اوسکے ترقی درجات کے واسطے دعا مانگو - تحقیق ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اوسکا ثواب میری ساری امت پر تقسیم کیا جاے تو سبکی نجات ہو جاے -

اسی طرح قبیلہ ازد کی شاخ غامدیہ کی ایک عورت سبیعہ نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کے کہنے لگی کہ حضور مین نے زنا کیا ہے اور امیدوار ہون کہ آپ حد شرعی جاری کر کے مجھکو گناہ سے پاک کر دین۔ ارشاد ہوا کہ میرے سامنے سے دور ہو۔ ارحم الراحمین سے معافی مانگ اور آہ وزاری و توبہ کر۔ اوس نے التماس کی کہ آپ ماعز بن مالک کی طرح مجھہ سے بھی فرماتے ہین حالانکہ مین سچی ہون اور مجھے حرام کا حمل بھی رہگیا ہے۔ اوسوقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو حاملہ ہے تو جب تک کہ بچہ نہ جن لیگی حد نہین جاری ہو سکتی۔ لہذا ایک انصار سے کہدیا گیا کہ تا وضع حمل اسکے کہانے پینے کی نگرانی رکھو۔ جب وہ بچہ جن چکی تو انصاری نے حضور مین اطلاع کی۔ ارشاد ہوا کہ ابھی وہ سنگسار نہین کی جا سکتی کیونکہ بچہ کو دودہ کون پلائیگا اوس سے کہدو کہ ابھی بچہ کی پرورش مین مشغول رہے۔ پس جب اوسکا بچہ اچھی طرح روٹی کہانے لگا تو وہ اوسے گود مین لیکے حضور مین حاضر ہوئی۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بچہ کے ہاتہہ مین روٹی کا ٹکڑہ ہے اور وہ اوسے اچھی طرح کہا رہا ہے۔ آپ نے اوس بچہ کو ایک مسلمان کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اسے اچھی طرح رکھنا اور خوب کہلانا پلانا۔ پھر سینہ تک ایک گڑہا زمین پر کہودوا کے اوس عورت کو اوسمین کھڑا کیا اور سنگسار کرا دیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی پتھر مارنے مین شریک تہے کہین اوسکے خون کی چھینٹ اوچٹ کے اون پر پڑ گئی۔ حضرت خالد نے ناخوش ہو کر اوسے برا بہلا کہا۔ آنحضرت نے خالد کو روکا کہ خبردار اس عورت کو نہ جہڑکو اس نے توبہ کی ہے اور گناہ سے پاک ہو جانے کے لئے خود شرعی سزا کی خواہان ہوئی ہے اب یہ پاک ہو گئی اور بالتحقیق بخشی جائیگی۔ پھر اوس عورت کی لاش گڑہے سے نکلوا کے آنحضرت نے خود اوسکے جنازہ کی نماز پڑہی اور اچھی طرح دفن کیا۔



(۵۵) غزوۂ تبوک

آنحضرت کا یہ آخری غزوہ بھی سنہ ۹ ہجری مین واقع ہوا - وجہ اسکی یہ ہوئی کہ ملک شام سے ایک قافلہ روغن زیت اور اُرد سفید ساتھہ لیکر سوداگری کرنے مدینہ مین آیا - اور بیان کیا کہ ہرقل شاہ فرنگستان نے مسلمانون کے تباہ کرنیکے لئے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے - قبائل لخم وخرام وعاملہ وغسان وغیرہ سب اوسکی مدد کو آمادہ ہین اور بہت سے عرب بہی اوسکا ساتھہ دینے کو مستعد ہو گئے ہین قریب ہے کہ یہ سب جمع ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہون بلکہ مقدمہ اوس لشکر کا بلقاء تک آن بہی پہونچا - اوس لشکر مین یہ بہی مشہور ہے کہ عرب کے کسی رئیس نے ہرقل کو لکھہ بہیجا ہی کہ جس شخص نے نبوت کا دعوی کیا تہا وہ تو مرگیا اب اوسکے اصحاب مین بڑی گڑبڑ مچی ہوئی ہے اور سب مسلمان بڑی بے سروسامانی اور خرابی مین ہین مدینہ مین سخت قحط اور بڑی تنگی ہے اس صورت مین مدینہ پر چڑہائی کردوگے تو بآسانی فتح کرلوگے اس لئے ہرقل نے اپنے ایک نامی سردار قباد کو چالیس ہزار آدمی کے ساتھہ معہ بہت سے قبائل کے مسلمانون کی تخریب اور مدینہ کی فتح کو بہیجا ہے -

قافلہ والون کا بیان سارے مدینہ مین مشہور ہو گیا اور آنحضرت کو بہی اوسکی خبر ہوئی - منافق لوگ اپنی خیرخواہی اور دوستی جتانے کے لئے آنحضرت کو طرح طرح کی صلاحین دیتے تہے چنانچہ یہودیون نے کہا کہ اے ابوالقاسم اگر تمہارا دعوی نبوت سچ ہے تو تم مدینہ چہوڑ کر ملک شام کو چلے جاؤ کیونکہ وہ سرزمین انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے اور سب نبی وہین رہے ہین - آنحضرت نے اصحاب سے کہا کہ ہرقل نے مسلمانون کے تباہ کرنیکا بڑا سامان کرلیا ہے - رومی لشکر کے ساتھہ اکثر قبائل بہی متفق ہو گئے ہین اب تمہین مسلمانون کے جان و مال کی حفاظت کرنا مناسب ہے پس تم سامان سفر درست کرلو اور دشمنون کو راستہ ہی مین آڑے ہاتہون لو اونکو اتنی فرصت نہ ملی

کہ وہ مدینہ مین اگر دست درازی کرین۔ اسمین شک نہین کہ وہ ایک شاہنشاہ کا لشکر ہے اور اکثر اقوام و قبائل اوس سے متفق ہین اور سب مسلمانون کے دشمن بنگئے ہین مگر یاد رکھو کہ تمہارے ساتھہ بھی خدا ہے تم کثرت اعداے دین کا کچھہ خیال نہ کرو۔

جب یہ مشورہ قرار پاگیا تو اون قبائل کے پاس آدمی بھیجے گئے جو مسلمان ہو چکے تھے تاکہ وہ بھی سامان درست کرکے لڑنے آوین۔ آنحضرت نے ہر ایک دوست۔ دشمن اور موافق و مخالف سے باعلان کہدیا تہا کہ شاہ فرنگستان نے مسلمانون کے برباد کرنیکا ارادہ کیا ہے اوسکی گوشمالی کے لیئے ہم جاتے ہین گرمی کی شدت۔ دشمنون کی کثرت۔ زادراہ کی قلت اور قحط و تنگی کے باعث آنحضرت کو بھی منظور تہا کہ اس سفر کی ماہیت اور مسافت بعیدہ کی اصلیت کما حقہ لوگون پر واضح اور آشکارا کردی جاے تاکہ ہر شخص سفر کی درازی کے موافق اپنے کہانے پینے اور پہننے کا سامان کرکے چلے۔ پس جب مسلمانون کے سفر کا سامان ہوچکا اور لوگ چلنے کے لیئے مجتمع ہوگئے تو اوس لشکر کا نام جیش العسرۃ رکہا گیا۔ اہل تفاسیر اور ارباب تواریخ لکھتے ہین کہ اس دفعہ لشکر اسلام مین ایسی تنگی تہی کہ دس آدمی پیچھے ایک اونٹ تہا۔ سب باری باری اوترتے چڑہتے چلے جاتے تہے اور اکثر اہل لشکر کو گنے ہوے چھوارون۔ کڑ کہاے جو اور بدبودار چربی کے سوا کہانے کو اور کچھہ نہ ملتا تہا۔ اور بعض کو تو یہ بھی میسر نہ تہا۔ راہ مین پانی کی ایسی قلت تہی کہ باوجود سواری کی کمی کے اونٹون کو ذبح کرکے اونکی رطوبات سے حلق تر کرتے تہے۔

مدینہ سے چلنے کیوقت آنحضرت نے اصحاب کو جمع کیا اور صدقہ۔ خیرات۔ باہمی مدد۔ درستی لشکر اور خدا کی راہ مین کوشش کرنیکی نصیحت کی۔ اوسکو سنکر اصحاب مین سے ہر ایک نے اپنی اپنی ہمت اور قدرت کے موافق لشکر کی مدد کے لیئے اپنا مال دیا۔ چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اوس زمانہ مین ارادہ تہا کہ اپنا مال تجارت کے لیئے شام بھیجین جب یہ

غزوہ پیش آگیا تو مال بھیجنا موقوف کردیا اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کے گذارش کی کہ یہ تین سو اونٹ اور ہزار اوقیہ چاندی مین سوداگری کے لیئے شام بھیجتا تھا اسے آپ لشکر کے سامان مین صرف کر دیجیے۔ آنحضرت نے عثمان کی ہمت پر آفرین کی اور فرمایا اللھم رض عن عثمان فانی عنہ راض یعنی بارخدایا مین عثمان سے بہت راضی ہوا تو بھی اون سے خوش اور راضی ہوجا۔ جناب عمر فاروق نے دل مین ٹھانی کہ آج مین صدیق اکبر کو مات دونگا اور اون سے بڑھکے کام کرونگا۔ آپ ان دنون بڑے مالدار ہو رہے تھے۔ دوڑے دوڑے گئے۔ جھٹ گھر سے اپنا نصف مال سمیٹ لاے اور حضور کے سامنے رکھدیا کہ اسے اس غزوہ مین صرف کر دیجیے۔ آپ نے پوچھا کہ عمر۔ تم اپنے بال بچون کے لیئے بھی کچھہ چھوڑ آے ہو یا نہین۔ فاروق اعظم نے التماس کی کہ نصف مال اونہین دیدیا ہے استنے مین صدیق اکبر بھی آن موجود ہوے اور اپنا سارا مال آپنے آنحضرت کے قدمون پر رکھدیا۔ آپنے اونسے بھی دریافت کیا کہ ابوبکر تم نے اپنے عیال واطفال کیواسطے گھر پر کیا چھوڑا۔ صدیق اکبر نے عرض کی اللہ ورسول اونکے لیئے کافی ہین مال سے کیا ہوسکتا تھا۔ مجھے کچھہ حاجت نہ تھی کہ گھر والون کو مال دیتا۔" حضرت عمر بولے کہ ابوبکر مین کسی کام مین تم سے سبقت نہین لے جا سکتا تمہین مجھہ سے فائق رہے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے چالیس اوقیہ سونا رسول اللہ کے سامنے رکھکے عرض کی کہ حضور میری گرہ مین آٹھہ ہزار درم تھے۔ نصف تو مین یہ خدا کی راہ مین دیتا ہون اور نصف گھر والون کو دیدئے ہین۔ آنحضرت نے دعا دی کہ خدا تمہارے دونون حصون مین برکت دے آنحضرت کی یہ دعا اونہین ایسی پھلی کہ باقی چار ہزار درم کے جو اونہون نے گھر چھوڑے تھے تین لاکھہ بیس ہزار درم ہوگئے اور لشکر کو بھی اونکے مال سے بہت فائدہ پہونچا۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب۔ طلحہ بن عبداللہ سعد ابن عبادہ اور محمد بن مسلمہ نے بھی اپنے اپنے مال مین سے صدقہ دیا۔ حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ نے سو وسق چھوہارے دئے۔

ابو عقیل انصاری رضی اللہ عنہ سے صرف نصف صاع چھوہارے بن پڑے اونہون نے وہی لاکے حضور کے روبرو رکھدئے اور عرض کی یا رسول اللہ مین نے آج رات بھر کنوئین سے پانی کھینچا تھا اوسکی مزدوری مین مجھے ایک صاع چھوہارے ملے اون مین سے نصف تو گھر والون کو دے آیا ہون اور آدھے یہ حاضر ہین۔ یہ کلام سماعت فرماکے حکم نبوی یون صادر ہوا اون چھوہارون کو سب مال کا جو اسوقت جمع ہوا ہے گل سرسبد بناؤ اور سب کے اوپر رکھدو۔ بہت سی عورتون نے اپنے زیور اوتار اوتار کے رسول خدا کے قدمون پر لار رکھے۔ حضور نے یہ سب مال اوسی وقت ارباب حاجات اور مستحقون کو دیدیا اور فرمایا کہ اسے تیاری سفر و درستی سامان جنگ مین صرف کرو۔ دشمنان اسلام سے مقابلہ کرو اور نعلین خرید خرید کے ضرور اپنے پاس رکھنا کیونکہ جب مرد کے پانؤن مین جوتا ہوتا ہے تو وہ بمنزلہ سوار کے ہوجاتا ہے۔

اب چند صلحاے اصحاب آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے۔ جنکے نام نامی اور اسماے گرامی یہ ہین۔ سالم ابن عمر۔ عتبہ ابن زید۔ ابولیلی۔ عبدالرحمن ابن کعب مازنی۔ عمرو ابن عنیمہ۔ سلمہ ابن صخر۔ عریاض ابن سایرہ۔ اور عبداللہ ابن مغفل اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم پیدل نہین چل سکتے سواری مرحمت ہو تو ہم بھی غزوہ مین چلین۔ ارشاد ہوا کہ صاحبو مین مجبور ہون مجھے سواری میسر نہین ورنہ ضرور تمھین دیتا۔ یہ لوگ روتے ہوے مجلس نبوی سے باہر نکلے۔ ابن یامین ابن عمیر ابن کعب نضری نے اونکی رقت دیکھکے ابولیلی اور ابن مغفل کو شرکت مین ایک اونٹ دیا اور دو دو صاع خرما دونون کو بطور زاد راہ کے دیئے۔ بعض کو حضرت عباس بن عبدالمطلب نے دو اوقیہ چاندی دی۔ حضرت عثمان بن عفان نے تین اشخاص کو سواری دی اور اونکا احتیاج اپنے ذمہ لیا۔ غرضکہ اس طرح یہ آٹھون صاحب بھی چلنے کے قابل ہوگئے۔

اس عین ہنگامہ اور چلاچلی کے وقت منافقون کی ایک جماعت یکایک آن موجود ہوئی۔

نہ کوئی عذر بیان کیا نہ حیلہ لگا سایہ جوابدیا کہ ہم تو آپ کا ساتھہ نہین دیتے نہ ہم چلینگے۔ اس لٹھہ سے جواب پر بہی اکتفا نہ کی بلکہ خفیہ اور در پردہ لوگون کو بہکانے لگے کہ تم بڑے بیوقوف ہو جو اس گرمی۔ دہوپ اور لُوہ مین مرنے کے لیئے ایک شاہنشاہ کے مقابلہ مین جاتے ہو۔ اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک مین اونکے اسی فساد کی خبر دی ہے فرح المخلفون بمقعدھم خلاف رسول اللہ وکرھوا ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ وقالوا لاتنفروا فی الحر قل نار جھنم اشد حرا لوکانوا یفقھون یعنی اے نبی تمہارے مخالف خوش ہو رہے ہین اور تم سے خلاف ہو کے بیٹھہ رہے ہین اونہون نے اپنے مال اور نفس سے راہ خدا مین جہاد کرنا مکروہ جانا اور لوگون سے کہتے ہین کہ گرمی مین باہر نہ جاؤ پس اے محمد اون سے کہدو کہ اگر تمہین کچہہ خبر ہے تو دوزخ کی آگ بہت گرم ہے۔

پہر آنحضرت نے قبیلہ نبی سلمہ کے لوگون سے دریافت کیا کہ تمہارے سردار کا کیا نام ہے اونہون نے جوابدیا کہ ہمارا سردار جد ابن قیس بڑا ہی بخیل ہے۔ آپکو اوسکے بخل کا حال جب اور لوگون سے تحقیق ہو گیا تو فرمایا کہ بخیل آدمی سیادت کے لائق نہین ہوتا آج کے دن سے تمہارا سردار وہ سفید بالون والا جوان ہے جسے بشیر ابن البراء ابن معرور کہتے ہین۔

منافقین مدینہ کا ایک گروہ سویلم یہودی کے گہر مین جمع ہوا اور ادہر اودہر کے لوگون کو بہی بلا کے گہر کا دروازہ بند کر لیا۔ اور چُہپے چُہپے لوگون کو روکنے اور بہکانے لگے۔ اون سے جیسے ہو سکتا تہا لوگون کو اس غزوہ مین جانے سے نفرت دلاتے اور کہتے تہے کہ ہم دوستانہ سمجہاتے ہین۔ تم ہرگز نہ جانا ورنہ پچہتاؤ گے۔ اگرچہ اونکی یہ ساری کارسازیان بہت چہپ کے ہوتی تہین مگر الہام نے آنحضرت کو اوس سے مطلع کر دیا تو آپ نے طلحہ بن عبداللہ کو معہ چند اصحاب کے وہان بہیجا اور حکم دیا کہ سویلم یہودی کے گہر جا کے اوس مجمع ناجائز کو درہم وبرہم کردو

چنانچہ فوراً اوسکی تعمیل ہوئی - اوسی دن کا ذکر ہے کہ جلاس ابن سوید ابن صامت اپنی جورو کے بیٹے مصعب کے ساتھہ خچر پر سوار کہین جارہا تہا راستہ مین کچہہ لوگ اوسسے ملے - اوس نے اون لوگون کو لڑائی مین جانے سے منع کیا اور نشیب و فراز سمجہا کے کہا کہ اگر محمد کا کہنا سچ ہو تو مین اس خچر سے بھی بدتر ہون - مصعب نے سنکر جوابدیا اے دشمن خدا مین تیری یہ بات ضرور رسول اللہ سے جا کے کہونگا - اے جلاس آج تک تو میرا مربی اور بڑا دوست اور عزیز تہا اسوقت تجہہ سے میرا جی ہٹ گیا اب مین تجہکو سخت فضیحت اور رسوا کرونگا اگر مین تیری یہ بات چھپاؤنگا تو کافر بن جاؤنگا - یہ کہکر وہ سیدہا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور جلاس کی ساری گفتگو بیان کردی - آپ نے جلاس کو بلوا کے دریافت کیا تو وہ مُکر گیا اور کہنے لگا کہ مین نے ہرگز ایسا نہین کہا مصعب جہوٹ بولتا ہے - اب مصعب بیچارہ کیا کرے آنحضرت کے سامنے سخت نادم ہوا اور دعا کی کہ بارالہا میری شرم تیرے ہی ہاتہہ ہے اگر تو مجہے سچا کریگا تو ہو سکتا ہون ورنہ میری عزت تو تیرے حبیب کے سامنے گئی - خدا راست گو اور مظلوم کی مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے - اوسی وقت وحی نے آکر آنحضرت کو مطلع کیا ویحلفون باللہ ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم وہموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغناہم اللہ ورسولہ من فضلہ وان یتوبوا یک خیرا لہم جلاس یہ آیت سنتے ہی کانپ گیا اور اپنے کذب سے ڈر کے بولا کہ حضور مین توبہ کرتا ہون اور اپنے انکار سے پشیمان ہون واقع مین مصعب سچا ہے مین نے ایسا کہا تہا - پہر جلاس نے سچے دل سے توبہ کی اور مصعب پر وہی شفقت ہمیشہ رکھی جو پہلے سے چلی آتی تہی - کسی طرح کے سلوک مین کوئی کمی نہ کی - لوگون کا بیان ہے کہ مصعب کے ساتھہ اوسکا حسن سلوک اور صفائی طبیعت اوسکی توبہ قبول ہو جانیکی دلیل تہی -

اسکے بعد جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مدینہ سے باہر میدان ثنیۃ الوداع

مین لشکر جمع ہو جناب ابوبکر صدیق کو امیر اور امام مقرر کیا چنانچہ صدیق اکبر کل لشکر مومنین کے امام رہے۔ عبداللہ ابن ابی سلول منافق اپنے ہمراہیون سمیت مدینہ سے باہر نکلا اور جناب کے مقابل پہونچکے اوتر پڑا۔ روانگی کے وقت آنحضرت نے علی مرتضی کو اپنے اہل وازواج پر خلیفہ کیا۔ شیر خدا نے التماس کی کہ حضور مین ہر جنگ مین آپ کے ساتھہ رہا ہون اب کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کو چھوڑ کے گھر بیٹھا رہجاؤن۔ ارشاد ہوا۔ ماترضی ان یکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی یعنی ای علی کیا تم راضی نہین ہو کہ تم میری طرف سے ویسے ہی بنا دئے جاؤ جیسے کہ ہارون موسیٰ کی طرف سے تھے صرف فرق یہ ہے کہ ہارون تو موسیٰ کے بعد نبی ہوے اور میرے بعد کوئی نبی نہوگا۔ پھر ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ جو کچھہ علی مرتضی فرمائین اوسے بجالانا اور میرے بعد بجان و دل اونکی اطاعت کرنا۔ آنحضرت کے روانہ ہوتے ہی منافقین مدینہ مین طرح طرح کی چہ میگوئیان ہونے لگین۔ کوئی تو کہتا تہا کہ علی کا ساتھہ رکھنا آنحضرت کو ناگوار ہے اس لیے یہان چھوڑ گئے۔ کسی کا بیان تہا کہ لڑائی مین بہادرون کا کام ہے جوان سے نہین ہوسکتا اس لئے انصرام خانہ داری کے لیے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت علی ان اوٹکر لیس باتون سے گھبرا گئے اور اپنے جسم مبارک پر اسلحہ سج کے مقام جرف پر آنحضرت سے جا ملے اور عرض کی کہ اہالیان مدینہ ایسی ایسی باتین کر کے میرے دل کو پاش پاش کئے دیتے ہین مجھے تو اپنے ہی ہمراہ لے چلیئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ علی تم ایسی باتون کا مطلق خیال نہ کرو لوگ بکتے ہین تمہارا مرتبہ ہارون سے کسی طرح کم نہین تمہارا رہنا مدینہ ہی مین مصلحت ہے۔

ثنیۃ الوداع مین آنحضرت صلعم نے یہ انتظام کیا کہ علم اعظم ابوبکر صدیق کے سپرد ہوا۔ لوائے بنی اوس اسید بن حضیر کو اور لوائے خزرج ابودجانہ کو عطا ہوا۔ انصار کے باقی گروہون کو حکم ہوا کہ تم سب اپنے اپنے علم بنا کے تیار کرو چنانچہ سب نے اسکی تعمیل کی۔ بنی مالک

ابن النجار کا جھنڈا پہلے تو عمارہ ابن خرم کو ملا پھر اون سے لیکر زید ابن ثابت کو دیا گیا - عمارہ بولے کہ یارسول اللہ مین نے کیا تقصیر کی تھی جو مجھہ سے علم چھین لیا گیا - ارشاد ہوا کہ عمارہ تم نے یہ کیا کی تقصیر کیسی - مگر اہل قرآن کا حق مقدم ہے اس لئے مین نے زید کو علم دیدیا کیونکہ اونکو بہ نسبت تمہارے قرآن زیادہ یاد ہے اور جسے قرآن سے زیادہ مناسبت ہو وہی افضل ہے اگرچہ گوش بریدہ حبشی ہی غلام کیون نہو - یہان پر آنحضرت نے قبل وقوع واقعہ ایک پیشین گوئی کی جو زمان خلافت صحابہ مین پوری ہوئی یعنی قرآن کے جمع ہونیکے وقت زید نے بہ نسبت اور لوگون کے اپنے حفظ سے زیادہ آیات لکھین اور اونکی تلاش و تحقیق مین بھی بہ نسبت اورون کے زیادہ سعی و کوشش کی - ورنہ آنحضرت کی زندگی مین تو اور لوگ بھی ایسے تھے جنکو زید کے برابر قرآن یاد تھا -

اب لشکر اسلام کا شمار کیا گیا تو تیس ۳۰ ہزار آدمی تھے جنمین دس ہزار اسپ سوار باقی پیادے شامل تھے - سب لشکر مین بارہ ہزار اونٹ اونمین بعض پر سواری بھی کی جاتی تھی - انتظام اسطرح کیا گیا کہ خالد بن ولید کو مقدمہ پر - طلحہ ابن عبداللہ کو میمنہ پر اور عبدالرحمن بن عوف کو میسرہ پر مامور کیا - جسوقت موضع جرف سے کوچ ہوا تو عبداللہ بن ابی سلول اپنے ہمراہیون سمیت مخالفت کر کے گھر لوٹ گیا - اور کہا کہ مجھے بنو اصفر کی لڑائی سے کچھہ مطلب نہین تم سب ناواقف اور جاہل ہو شاہنشاہ فرنگ اور اہل روم سے لڑنے کو کیا تم نے ہنسی کھیل سمجھا ہے تم سب مسلمان جو ہتیار باندہ باندہ کے حرب کرنے چلے ہو مغلوب ہو گے اور طوق و زنجیر پہنکے مختلف ولایت مین جاؤ گے - جب آنحضرت کو اس بات کی خبر ہوئی تو فرمایا بہت اچھا ہوا خدا نے ہمارے لشکر کو شریرون کے شر سے نجات بخشی -

ایک جماعت منافقون کی مال غنیمت کے لالچ سے مسلمانون کیساتھہ رہی اونسے اور مسلمانو نسے

کبھی ہنستی نہ تھی وہ لوگ غازیون کو لڑائی سے ڈراتے اور غزوہ سے نفرت دلاتے تھے اور ہر شخص کو سخت وسست سنایا کرتے تھے چنانچہ سارے راستہ بھی بکھیڑا رہا۔

ودیعہ ابن ثابت منافقون کی ایک جماعت کے ساتھہ آنحضرت صلعم کے آگے آگے چلا جاتا تھا یہ منافقین باہم یہ بک رہے تھے کہ دیکھو تو محمد کو ہوا کیا ہے کہ اہل شام کے بڑے بڑے قلعے اور عالی شان محل فتح کیا چاہتا ہے ضرور اسکا مزہ وہ چکھیگا۔ قبیلہ اشجع کا ایک آدمی بنی سلمہ کا خلیفہ محسن ابن حمیر نام بھی اونکے ساتھہ تھا کہنے لگا کہ واللہ یہ باتین جو تم نے ابھی کی ہین اگر مین نہین نہ سنتا اور اونکے عوض مین سو کوڑے تم مجھے مار لیتے تو بہت اچھا تھا کہین ہماری یہ گفتگو غیب سے آنحضرت پر منکشف نہو جاے۔ یہان تو یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ ناگاہ عمار بن یاسر پیچھے سے دوڑتے ہوے آے اور کہا تم سب لوگ دوزخی ہو۔ جہنم کی آگ مین جلوگے تم نے ایسی ایسی باتین حضور کی شان مین کہی ہین۔ سب کے سب کانپ اوٹھے اور گرتے پڑتے آنحضرت کے پاس حاضر ہوے۔ ودیعہ ابن ثابت نے یہ عذر کیا کہ مین تو ہنسی کر رہا تھا مگر وحی نے نازل ہو کے ثابت کر دیا کہ ان لوگون کی یہ سب باتین جہوٹی ہین۔ اور مسلمان ہونے کے بعد یہ لوگ کافر ہو گئے ہین۔ محسن ابن حمیر کا گناہ البتہ خداوند کریم نے معاف کر دیا لیکن اونہون نے یہ دعا کی کہ مین راہ خدا مین شہید ہون اور میری قبر کا کسی کو پتہ نہ لگے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگ یمامہ مین شہید ہوے مگر نہ اونکی لاش ملی نہ مدفن معلوم ہوا۔

جب لشکر اسلام دیار حجر مین پہونچا تو آنحضرت نے پہلے سے وہان کی آئندہ آفات لوگون سے بیان کر دین اور فرمایا کہ یہان کا پانی ہرگز نہ پینا اور نہ اس پانی سے وضو کرنا نہ آٹا گوندھنا البتہ اونٹونکو پلا سکتے ہو۔ رات کو اونٹون کے زانو مضبوط باندھ دینا اور اندھیرے مین کوئی آدمی اکیلا خیمہ سے باہر نہ جاے اگر سخت ضرورت ہو تو دو ملکے باہر نکلین۔ سب نے حضور کی اس ہدایت پر عمل کیا

لیکن قبیلہ بنی ساعدہ مین سے دو آدمی الگ الگ قضاے حاجت کے لئے باہر گئے اونمین سے ایک کو تو خناق ہوگیا۔ اور دوسرا اپنے اونٹ کی جستجو مین دور نکل گیا اوسے ہوا اوڑا لیگئی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو فرمایا مین نے تمکو پہلے ہی منع کیا تہا تمنے میری بات کیون نہ مانی۔ اوس خناق والے کو لا کے حضور مین حاضر کیا۔ آپ نے اوسکے لئے دعا کی وہ فوراً اچہا ہوگیا۔ دوسرے کو ہوا نے اوڑا کے بنی طی کے پہاڑون پر جا ڈالا تہا جب آنحضرت اس غزوہ سے معاودت فرماکے مدینہ آے تو قبیلہ بنی طے نے تحفہ کے طور پر اوسے حضور مین بہیجدیا۔

دیار حجر مین پہونچکے حضور نے رداے مبارک سے اپنا سر اور منہ ڈہانک لیا تہا اور اپنے اونٹ کو بہت تیز ہانکنے لگے اور اہل لشکر سے فرمایا کہ اس ظالم قوم مین سے کسی کے گھر نہ جانا اسی طرح صبح ہوگئی لشکر مین پانی بالکل نہ رہا لوگون نے آپ سے آکے بی آبی کی شکایت کی سبکو پیاسا دیکھکے آپ نے جناب باری مین دعا کی۔ کہین ابر کا نام نہ تہا۔ دفعتاً ایک پارۂ ابر آکے ایسا برسا کہ جل تہل بہر دئے۔ سب نے پانی پیا اور بہر لیا۔ جب سب سیراب ہوچکے تو ابر پہٹا اور سورج نکل آیا۔ لوگون نے ایک مشہور اور نامی منافق سے کہا کہ اے شخص دیکہہ اب تو تجہے کچہہ شک وشبہہ نہین ہے چل مسلمان ہو۔ وہ کہنے لگا اسمین کون سی بڑی بات ہوئی ابر آنیوالا تہا۔ آیا۔ اور پانی برس گیا۔ ہر چند اوس شقی کو سمجہایا کہ عادت اسے نہین کہتے کہ بیوقت اور بے موسم ابر آے اور اتنا برسے مگر وہ مسلمان نہوا۔

ایک منزل پر پہونچکے آنحضرت کا اونٹ کہو گیا۔ اصحاب ادہر اودہر ڈہونڈہنے گئے۔ عمار ابن خرم جو اہل عقبہ اور اہل بدر مین سے تہے اوسوقت مجلس نبوی مین بیٹہے ہوے تہے۔ یہودیان بنی قینقاع مین سے زید ابن الصیب منافق عمار کے انتظار مین عمار کے خیمہ مین بیٹہا تہا۔ اوس

یہودی منافق نے عمار کے ڈیرے پر جب سنا کہ آنحضرت کا اونٹ گم ہوگیا ہے تو بطریق طعن
کہنے لگا کہ تم لوگ تو محمد کو پیمبر کہتے ہو اور وہ تمہین آسمان کی خبرین دیا کرتے ہین تعجب کی بات ہے
کہ اونہین اپنے اونٹ کی خبر نہین اور لوگ اونکی خاطر سے چارون طرف ڈہونڈہتے اور پریشان
ہوتے پہرتے ہین - آپ کو غیب سے اسکی خبر ہوگئی اوسی وقت عمار سے فرمایا کہ تیرے ڈیرے
پر ایک شخص بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا ہے - اور میرا یہ حال ہے کہ جب تک خدا مجھے نہ بتائے کچھہ
نہین معلوم ہوتا مین بالذات عالم الغیب نہین ہون - اب خدا نے مجھے اونٹ کی خبر دی ہے
فلان وادی مین اوسکی مہار ایک درخت سے اٹک رہی ہے - لوگ اوس وادی کی طرف دوڑے
اور جہان حضور نے فرمایا تہا ٹہیک اوسی مقام پر اونٹ کو پایا - جب اونٹ آگیا تو عمار آنحضرت سے
رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا اور لوگون سے یہ سارا قصہ بیان کیا - ایک آدمی بول اوٹھا کہ ابہی
ابہی تمہارے آنے سے پہلے زید ابن الصیب یہان بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تہا - عمار کو سنتے ہی
غصہ آگیا اور ایک دوہتڑ اوسکی گردن پر مار کے کہا کہ تو بڑا مفسد ہے میرے پاس نہ آیا کر عمار نے
پھر اوس سے بات بہی نہ کی اور ملاقات ترک کردی - بعض لوگون نے زید کی نسبت لکھا ہے
کہ اوس نے توبہ کی اور مسلمان ہوگیا مگر نفاق کی تہمت لوگ اوسے عمر بہر لگاتے رہے -
اثنائے راہ مین ایک عقبہ ملا - آنحضرت نے سارے لشکر مین منادی کرادی کہ ہم سے
پہلے کوئی اس عقبہ پر نہ جائے - آنحضرت صلعم حذیفہ ابن الیمان اور عمار ابن یاسر کو ساتھہ لیکر
اوس پر چڑہے حذیفہ آپکے اونٹ کی مہار کہینچتے تھے اور عمار پیچھے پیچھے جاتے تہے - حضرت
حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ناگاہ بارہ سوار نمودار ہوے اور اونہون نے ہمپر حملہ کرنیکا قصد کیا
آنحضرت نے اونکو للکارا - آپ کی للکار سے وہ بہاگے - حضرت نے ہمسے دریافت کیا کہ تمنے ان
لوگون کو پہچانا - عمار و حذیفہ نے نفی مین جواب دیا - آپ نے ارشاد کیا کہ یہ وہ لوگ تہے جو

قیامت تک منافق رہینگے۔ انکا ارادہ تہا کہ مجہہ سے مزاحم ہون اور میرے اونٹ کو ڈرا کے بھگا دین تاکہ مین نیچے گر پڑون اور وہ مجہے مار لین۔ عمار و حذیفہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب یہ ایسے لوگ ہین تو آپ انکو قتل کیون نہین کرا دیتے۔ ارشاد ہوا کہ مین ذاتی دشمنی کے لئے ایسا نہین کر سکتا جب تک کوئی آدمی دین خدا کے ساتہہ دشمنی نہ کرے اور مسلمانون کو نہ ستا دے مجہے اوسکے قتل کا حکم دینے کی ممانعت ہے۔ البتہ خدا انکو دبیلہ کے آزار مین مبتلا کر کے مار ڈالیگا۔ دبیلہ ایک آگ ہے جو اونکے دلون مین پیدا ہو جائیگی اور وہ خود بخود ہلاک ہونگے۔ پہر حضور نے حذیفہ و عمار کو اونکے اور اونکے باپ دادون کے نام بتا دئے اور تاکید کی کہ اس راز کو پوشیدہ رکہنا اور کسی سے کہنا نہین تاکہ اونکا پردہ فاش نہوا اور وہ رسوا ہو جائین۔ مسلم نے ابو طفیل سے روایت کی ہے کہ کسی مجلس مین ایک اہل عقبہ نے حذیفہ کو خدا کی قسم دلا کے پوچہا کہ اہل عقبہ کتنے آدمی تہے اور اہل مجلس نے بھی حذیفہ سے اصرار کیا کہ جب یہ شخص تمکو قسم دلاتا ہے تو بتلا کیون نہین دیتے۔ اوسوقت حذیفہ نے کہا کہ وہ چودہ آدمی ہین اور تو بہی اونہین مین شامل ہے اور قسم ہے خدا کی کہ اونہین سے بارہ آدمی خدا و رسول کے دشمن ہین۔

سہیل ابن مضا نے کہا ہے کہ غزوہ تبوک مین ایک دن آنحضرت نے مجہے اپنے ساتہہ اونٹ پر بٹہا لیا۔ راہ مین آپ نے باواز بلند مجہے پکارا "یا سہیل یا سہیل" اور اسی طرح تین بار آپ نے مجہے آواز دی۔ اور مین نے بہی تینون دفعہ چلا چلا کے لبیک لبیک کہا۔ لوگ سمجہے کہ آنحضرت ہمین پکارتے ہین ادہر اودہر سے بہت آدمی جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا من شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد اعبدہ ورسولہ حرمہ اللہ علی النار اوسوقت ایک بڑا سانپ راستہ مین آکے کہڑا ہو گیا۔ لوگ اوسکے ڈر سے ادہر اودہر بہاگے اور سب نے راستہ چہوڑ دیا وہ سانپ آیا اور حضور کے سامنے بڑی دیر تک کہڑا رہا۔ لوگ

دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے۔ کچھہ عرصہ کے بعد وہ سانپون کی طرح لہراتا ہوا راہ سے ہٹ کے دور جا کھڑا ہوا۔ اب لوگ آنحضرت کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اون جنون مین سے ہے کہ جنہون نے مکہ مین آ کے مجھہ سے قرآن سنا تھا اور بہت خوش ہوئے تھے۔ یہ میرے آنیکی خبر پا کے یہان آیا تھا اور کہتا تھا کہ اگر کوئی کام میرے لایق ہو تو مین اوسے بجا لاؤن۔ مین نے اوسے جواب دیدیا اور وہ چلا گیا اب وہان کھڑا ہوا تم سبکو سلام کہتا ہے اصحاب نے یہ سنکر کہا "وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" سانپ اس آواز سے جھومتا ہوا چلا گیا پھر آنحضرت نے اصحاب سے فرمایا حیوا عباد اللہ من کانوا۔ یعنی تم سے جیسے ہو سکے خدا کے بندہ کی عزت کرو۔

جب تبوک کے قریب پہونچے تو ارشاد ہوا کہ انشاء اللہ کل ہم لوگ تبوک پہونچینگے سب کو خبر کردو کہ جو آدمی وہان پہلے داخل ہو وہ اوسوقت تک چشمہ مین ہاتھہ نہ ڈالے جب تک کہ مین وہان نہ پہونچ لون۔ معاذ ابن جبل کہتے ہین کہ اتفاقاً حضور سے پہلے وہان دو آدمی پہونچے اوسوقت تھوڑا تھوڑا پانی اوس چشمہ سے جاری تھا۔ اونہون نے اپنے ہاتھہ اوسمین ڈالدئے اور دیکھا تو صرف پتلی سی دہار باقی تھی برتن بھر لینا تو درکنار پیاس بھی بجھنا غیر ممکن تھا جب آنحضرت صلعم پہونچے تو اون دونون پر بہت خفا ہوئے کہ تمنے میرے حکم کے خلاف چشمہ مین ہاتھہ کیون ڈالے۔ دونون اپنی خطا کا اعتراف کر کے معذرت کرنے لگے۔ حکم ہوا کہ اس چشمہ کا تھوڑا سا پانی ہمارے پاس لاؤ۔ لوگ دوڑے گئے اور بمشکل بڑی دیر مین ایک ظرف پانی سے بھر لائے۔ حضرت نے اوس مین اپنے ہاتھہ منہ دہوئے اور باقی پانی اوسی چشمہ مین ڈلوا دیا۔ اوسکا پڑنا تھا کہ چشمہ مین پانی جوش مار کے اوبل کھڑا ہوا۔ سارے لشکر اور کل جانورون نے خوب سیر ہو کے پیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے معاذ اب تھوڑی دیر مین تم دیکھو گے

کہ وادی کے دونون طرف پانی ہی پانی نظر آویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لشکر اسلام بیس دن تک وہان رہا اور برابر پانی کی ریل پیل رہی۔ علاوہ انکے اور بھی بہت سے معجزات اس سفر مین آپ سے ظاہر ہوے۔۔۔

واضح ہو کہ پانچ آدمی اس غزوہ مین لشکر سے الگ رہگئے تھے مگر اخیر مین جا کر سب کے شریک حال ہو گئے اونکے نام یہ ہین۔ ابوذر غفاری۔ ابوخثیمہ سالمی۔ کعب ابن مالک۔ مرارۃ ابن الربیع عمروی۔ ہلال ابن امیہ واقفی۔ آخر کے تینون صاحبونکا ذکر خدا نے چاہا تو آگے آویگا۔ ابوذر اور ابوخثیمہ کا ذکر یہان سُنلو۔

ابوذر غفاری کا اونٹ راستہ مین تھک گیا اس لئے وہ سب سے پیچھے رہگئے۔ اونٹ جب کسی طرح آگے نہ بڑھا تو اونہون نے اسباب اپنے اوپر لادا اور چلدئے۔ اونہین دور سے دیکھکے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کوئی پیادہ پا لشکر کی طرف چلا آتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ابوذر غفاری ہین۔ پاس آنے سے معلوم ہوا کہ وہی ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرحبا رحمھم اللہ اباذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ ویبعث وحدہ یعنی اے اباذر مرحبا خدا تمپر رحم کرے تم اکیلے چلوگے اکیلے مروگے اور اکیلے ہی قیامت کے دن اوٹھائے جاؤگے۔ پھر آنحضرت نے دریافت کیا کہ تم پیچھے کیسے رہگئے اونہون نے اپنے اونٹ کا تمام قصہ بیان کیا۔ آنحضرت نے اوسے سنکر فرمایا کہ اے ابوذر تم میرے اون سب عزیزون مین جو پیچھے رہگئے ہین عزیز تر ہو اس پیادہ پائی مین جتنے قدم تمنے ہماری طرف رکھے ہین مین دعا کرتا ہون کہ خداے تعالے ہر قدم کے لئے تمہین اجر عظیم دے اور تمہارے گناہ معاف کرے۔ ابوذر غفاری زمان خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ تک زندہ رہے۔ کسی کام کے لئے اونکو کسی شہر مین بھیجا وہان انتقال فرمایا

اوسوقت سوائے ایک غلام اور ایک عورت کے اونکے پاس کوئی نہ تہا۔ اس لئے وصیت کی کہ جب مین مرجاؤن تو غسل دیکے اور کفنا کے میرا جنازہ سر راہ رکھدینا۔ شتر سوارون کی ایک جماعت ادہر سے گذریگی اون سے کہدینا کہ یہ ابوذر غفاری صحابی رسول اللہ کا جنازہ ہے وہ مجھے دفن کردینگے۔ ابوذر کا یہ کشف بھی آنحضرت ہی کی صحبت کا طفیل تہا کہ اونہون نے اپنے دفن کا حال اپنے مرنے سے پہلے بتادیا۔ غرضکہ جب وہ انتقال فرما چکے تو دونون اوصیا نے بموجب اونکی وصیت کے جنازہ کو غسل دیکے اور کفنا کے سر راہ رکھدیا۔ اتفاقاً عبداللہ بن مسعود اہل عراق کی ایک جماعت کے ساتہہ اونٹون پر سوار حج کرنے جاتے تھے ادہر سے گذر جو ہوا تو دریافت کیا کہ یہ کسکا جنازہ ہے۔ غلام بولا ابوذر غفاری صحابی رسول اللہ نے رحلت فرمائی ہے۔ عبداللہ بن مسعود ڈاڑہ مارکے اونٹ سے نیچے گر پڑے اور فرمایا اے میرے غریب الوطن آنحضرت نے تمہارے حق مین سچ فرمایا تہا تمشی وحدک وتموت وحدک وتبعث وحدک پس عبداللہ اور اونکے ہمراہیون نے جنازہ کی نماز پڑہی اور دفن کردیا۔ اور آنحضرت کی ایک پیشین گوئی ابوذر غفاری کے حق مین پوری ہوئی یعنی وہ تن تنہا مرے اگرچہ غلام اور ایک عورت اونکے ساتہہ تہی۔ مگر جب دفن نہ کرسکے تو اونکا عدم وجود برابر ہے۔ اور دوسری پیشین گوئی "یبعث وحدہٗ" حشر کے دن پوری ہوگی جسکی شرم خدا کے ہاتہہ ہے۔

ابوخیثمہ بھی پیچھے رہگئے تھے۔ ادہر ادہر بھٹک کے گم کردہ راہ اپنے گھر پہونچے۔ اوس دن گرمی شدت سے تھی۔ اونکی دونون بیویون نے گھر کو خوب صاف کرکے چھڑکاؤ کیا تہا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے کوزے پانی سے بھرے رکھے تھے اور عمدہ عمدہ لطیف کھانے تیار تھے۔ ابوخیثمہ نے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوکے اپنے بیویون کے سامان اور گھر کے تکلف اور مکان کی ٹھنڈ پر غور کرکے خیال کیا کہ۔ اے دل رسول اللہ تو بیابان کی سخت گرمی سے تکلیف اوٹھائین اور گرم

پانی نوش فرمائین اور توسرد مکان مین بیٹھکر نفیس کھانے کھاے اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیئے۔ زوف ہے تیری زندگی پر یہ تیری بڑی بے انصافی ہے۔ واللہ مین تو ان دونون عریشون مین سے کسی مین نہ جاؤنگا۔ پس تھوڑا سا کھانا ساتھہ لیکر اونٹ پر سوار ہوکر چلدئے۔ بیویان ہاے تو بہ ہی مچاتی رہین کہ کھانا ساتھہ تولیا ہے مگر کھاتے بھی جاؤ۔ انہون نے ایک نہ سنی اور منزل پر آنحضرت سے جاکے سارا حال بیان کردیا۔ آپ بہت خوش ہوے اور خثیمہ کے حق مین دعاے خیر کی۔

قبیلہ مزینہ مین ایک صاحب عبد اللہ ذو النجادین تھے۔ اونکا حال یہ ہے کہ وہ بچپن مین یتیم وبیکس ہوگئے۔ باپ نے اتنا مال بھی نہ چھوڑا جس سے اونکی پرورش ہوتی۔ اونکا چچا اونکی خبرگیری کرتا تھا۔ جب عبد اللہ بڑے ہوکر سن تمیز کو پہونچے تو اونٹ بکریان اور کئی غلام اونکے پاس ہوگئے تھے۔ لوگ اونکو عبد العزی کہا کرتے تھے۔ مگر کمال شوق سے اسلام کی طرف مائل اور دل سے مسلمان ہوجانا چاہتے تھے لیکن چچا کے خوف سے کچھہ نہین کرسکتے تھے۔ جب مکہ فتح ہوگیا تو عبد اللہ نے اپنے چچا سے کہا کہ اے چچا مین بہت دن سے اس بات کا منتظر تھا کہ تم مسلمان ہوکے اسلام قبول کروگے مگر تمہاری قساوت قلبی نے تمہین ملت بیضا کی طرف رجوع نہونے دیا یہ تمہاری شومی بخت ہے جس پر مین نہایت افسوس کرتا ہون۔ زندگی کا کیا بھروسا نہ معلوم کسوقت طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرجاے تو اسی بت پرستی اور کفر مین میری عاقبت خراب ہوجائیگی۔ مجھسے تو اب نہین رہا جاتا۔ اور مسلمان ہوا جاتا ہون۔ بھتیجہ کی یہ گستاخی دیکھکر چچا آگ بگولا ہی تو ہوگیا اور کہنے لگا اے مردود۔ میرے احسانون کا یہی بدلا ہے۔ یاد رکھیو اگر تو مسلمان ہوا تو میرا جو کچھہ تیرے پاس ہے سب چھین لونگا اور ننگا مادر زاد کرکے گھر سے نکالدونگا۔ عبد اللہ بولے۔ چچا صاحب مجھے یہ سب کچھہ منظور ہے مگر قیامت کے دن دوزخ کی

اگ مین جلنا نہین چاہتا مین تو آنحضرت کے پاس جاتا ہون - جب چچا نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین مانتا تو سب جو کچھ اوسکے پاس تہا چہین لیا یہانتک کہ پائجامہ بھی اوتروالیا اب بیچارہ کے بدن پر ایک تار بہی باقی نہ رہا - مگر اوس ظالم چچا کو اب بہی صبر نہ آیا اور غریب کو سٹپوا کے اپنے گھر سے نکالدیا - حضرت عبداللہ اسلام کے عشق مین برہنہ تنی کا خلعت پا کے مان کے پاس پہونچے - مان نے جو اپنے لخت جگر اور نور نظر کا یہ حال دیکھا تو گویا پہاڑ کے دوڑی اور پوچھا بیٹا یہ کس بیرحم سنگدل ظالم اظلم نے تیرا حال بنایا - ہاے اوس کمبخت کو مجہہ عجوزہ کوزہ پشت کی ضعیفی پر بھی رحم نہ آیا - عبداللہ نے جوابدیا کہ اے مان ؎

تن عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدہا اولٹا

پہر رو رو کے چچا کی بیداد بیان کی - مان کی مامتا تو دنیا مین بڑی زبردست ہوتی ہے بیٹے کی خستہ حالی پر آنسو بہر لائی مگر بیچاری رانڈ دکھیا تھی کیا کر سکتی تھی - ایک مخطط کملی اوسکے پاس تھی وہ بیٹے پر ڈہانکدی - عبداللہ نے اوسکے دو ٹکڑے کر ڈالے - آدہی کو کمر سے لپٹیا اور نصف شانون پر ڈالکے یہ پڑہتے ہوے ؎

علی الصباح چو مردم لکار و بار روند	بلاکشان محبت بکوے یار روند

دربار نبوی مین حاضر ہوے - صبح کا وقت تہا کہ مسجد نبوی مین جا کے قیام کیا - نماز فجر کے بعد دستور کے موافق آنحضرت لوگون سے حال دریافت کرنے لگے - ان سے بھی پوچھا کہ تم کون ہو - انہون نے عرض کی کہ حضور مجہے عبدالعزیٰ کہتے ہین اور حسب ونسب میرا یہ ہے ارشاد ہوا کہ اب سے تمہارا نام ہمنے عبداللہ ذوالنجادین رکہا تم ہمارے پاس رہا کرو - ہمارے مہمان ہو - عبداللہ قرآن یاد کیا کرتے تھے ... ان دنون مین سب مومنین لشکر کے ساز و سامان کی درستی اور غزوہ تبوک کی تیاری مین مصروف رہتے تھے - اونکی عادت تھی کہ بآواز بلند قرآن پڑہا تے

حضرت عمر فاروق نے ایک دن عرض کی کہ یارسول اللہ یہ اعرابی بہت چیخ چیخ کے قرآن پڑہتا ہے اور نماز کی قراءت مین ہرج اور اشتباہ ڈلوا دیتا ہے حضور نے فرمایا دع یا عمر فانہ خرج مھاجرا الی اللہ والی رسولہ یعنی اے عمر اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو وہ اپنا ملک و وطن چھوڑ کے خدا و رسول کیواسطے نکلا ہے جب غزوہ تبوک کے لئے لشکر تیار ہو کے مدینہ سے باہر نکلا تو عبد اللہ ذوالنجادین نے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے لئے دعا کیجیے کہ مجھے اس غزوہ مین شہادت نصیب ہو - ارشاد ہوا کہ تم کسی درخت کی چھال لے آؤ - عبد اللہ بموجب حکم لے آئے حضور نے وہ چھال اونکے بازو پر باندھکے دعا کی "بار خدایا مین نے عبد اللہ ذوالنجادین کا خون کفار پر حرام کیا" عبد اللہ یہ سنکر بولے حضور آپ نے تو میرے مطلب کے خلاف دعا کی - ارشاد ہوا کہ عبد اللہ تم کو اسی سفر مین تپ چڑہیگی - تم اوسی مین انتقال کر جاؤ گے اور وہ موت تمہارے لئے شہادت گنی جائیگی - تم ہرگز شہادت سے محروم نہ رہو گے گھبراتے کیون ہو - آخر یہی ہوا کہ جب لشکر تبوک مین پہونچا تو عبد اللہ بخار مین مبتلا ہو گئے اور وفات پائی - بلال ابن حارث مزنی فرماتے ہین کہ عبد اللہ ذوالنجادین رات کو دفن کئے گئے تھے - مین بھی وہان موجود تھا - بلال موذن کے ہاتھ مین مشعل تھی - سید عالم خود اونکی قبر مین اوترے - اور صدیق اکبر و فاروق اعظم نے ملکے جنازہ کو قبر مین اوتارا - اوپر سے انہین تینون صاحبون نے قبر پر اینٹین چنین - جب قبر درست ہو چکی تو آنحضرت نے دعا مانگی کہ یا الہ العالمین مین عبد اللہ ذوالنجادین سے بہت راضی تھا تو بھی اوس سے خوش رہیو - ابن مسعود فرماتے ہین کہ اوسوقت مجھے بڑا رشک آیا - نہ رہا گیا اور پکار اوٹھا یالیتنی کنت صاحب اللحد - یعنی عبد اللہ کی جگہہ اس قبر مین مین کیون نہوا -

ایک دن تبوک مین آنحضرت معہ اپنے چھہ اصحاب کے بیٹھے ہوے تھے - ناگاہ بنی سعد ابن ہذیم کا ایک آدمی حاضر ہوا اور کہنے لگا اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ

ارشاد ہوا۔ افلح وجھک اے شخص بیٹھہ جا اور بلال کو حکم ہوا کہ ہمارے لیے کچھہ کہانیکو لاؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تہوڑے سے چھوہارے روغن اور قروط لیے ہوے لے آے حضور نے سب حاضرین سے فرمایا کہ کہاؤ۔ سب کہانے لگے اور یہانتک کہاے کہ سب سیر ہو گیے۔ اوس نئے آدمی کو بڑا تعجب ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے تو ہوش اوڑ گئے یہ سب چھوہارے اتنے تھے جنمین میرا بھی پیٹ نہین بھر سکتا تہا آپ نے کیا کمال کیا کہ سب کا پیٹ بھر گیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کی قدرت۔ اسمین کیا تعجب کی بات ہے۔ اوسکی برکت بے انتہا ہے اور وہ مومنین کے مال مین برکت دیتا ہے۔ پہر ایک دفعہ وہی آدمی بنی سعد ابن ہذیم کا چاشت کے کہانیکا حال دیکہنے آیا۔ اوسوقت دس آدمی آپکے پاس تھے حضرت اس نئے آدمی کے چہرہ سے اوسکے دل کا حال جان گئے۔ فرمایا کہ بلال کہانا لاؤ۔ بلال نے جوادہر اودہر دیکھا تو کچھہ نہ ملا اوسدن فاقہ کے آثار نظر آے۔ بہت تلاش سے ایک ذراسی پوٹلی چھوہارون کی ملی وہی سامنے لاکے رکھدی۔ آنحضرت نے اوس نئے آدمی سے فرمایا کہ اسمین سے چھوہارے نکالو۔ اوس نے ایک مٹھی نکالے اور سمجھا کہ انمین کیا ہونا ہے۔ حکم ہوا کہ نہین ساری پوٹلی سب کے آگے بکہیر دو اوس نے ویسا ہی کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کلوا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب کہانے لگے اور وہ آدمی بھی کہانے مین شریک ہو گیا۔ اوسی کا قول ہے کہ مین چھوہارون کا بڑا کہانیوالا تہا اور اونکی طرف مجھے بڑی رغبت تھی جان بوجھکے خوب ہی کہاے اور ناک تک بھر لئے۔ باقی سب لوگ بھی سیر ہو گئے مگر وہ چھوہارے جون کے تون باقی تھے۔ بلال نے بعد کہانیکے اوتنی ہی بڑی پوٹلی بھر باندہلی۔ وہ کہتا ہے کہ مین نے کئی دن تک متواتر آنحضرت کا یہی حال دیکہا۔

ایک رات کو تبوک مین بڑی تیز آندہی آئی۔ ارشاد ہوا کہ یہ آندہی ایک منافق کے مارڈالنے کو آئی ہے۔ جب لشکر اسلام مدینہ مین آگیا تو معلوم ہوا کہ اوسی رات کو ہوا کے صدمہ سے ایک بڑا

مشہور اور نامور منافق مر گیا۔

تبوک مین آنحضرت نے گھوڑیکا توبڑا اپنے ہاتھہ سے چڑہایا۔ گھوڑے کی خدمت آپ خود کرتے دانہ اپنے آپ کہلاتے اور اوسکی پیٹھہ اور پٹھے اپنی ردا سے صاف کرتے تھے۔ نام اوس گھوڑے کا طرب تہا۔ لوگون نے متحیر ہو کے پوچھا کہ حضور آپ کی ردا اور گھوڑے کا جسم یہ تو بڑی تحقیر کی بات ہے۔ ارشاد ہوا کہ۔ لوگو۔ جبریل نے آکے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے پس سب مسلمانون کو اپنے گھوڑون کی خدمت کرنا چاہیئے۔ مجھپر گھوڑے کی طرف سے غافل رہنے پر عتاب ہوا ہے اس لئے اوسکی تلافی کرتا ہون۔ حکم ہے کہ جہاد کے وقت تو گھوڑے سے کبھی غافل رہنا نہ چاہیئے۔ پہر لوگون نے دریافت کیا کہ حضور کون سی قسم کا گھوڑا اچھا ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ بہترین اسپ وہ ہے جو نہایت سیاہ ہو اور پیشانی پر تہوڑی سی سفیدی ہو۔ اوپر کا ہونٹ بہی سفید ہو اور اگر ایسا گھوڑا نہ مل سکے تو اسی رنگ و شکل کا کمیت بہتر ہے۔

ہمارے سردار رسول کردگار صلی اللہ علیہ وسلم معہ لشکر ظفر پیکر تبوک ہی مین رونق افروز تہے کہ ہرقل شاہ فرنگستان نے بنی عنان مین سے ایک آدمی کو لشکر مجاہدین مین احوال دریافت کرنے کے لئے بہیجا۔ اوس جاسوس نے یہان آکر پوشیدہ پوشیدہ لشکر کا رنگ ڈہنگ اور آنحضرت کے سارے حالات معلوم کئے۔ چند روز یہان رہکر ہرقل کے پاس واپس گیا اور بیان کیا کہ آپ صدقہ کے مال کو قبول نہین کرتے۔ ہدیہ لیلیتے ہین۔ اہالیان لشکر بڑے رعب وداب کے آدمی ہین۔ ہر شخص اونمین کا متدین اور جان نثار اسلام ہے یہ سمجھہ رکھنا کہ جان دیدینگے مگر میدان سے قدم پیچھے نہ ہٹائینگے۔ یہ سنتے ہی ہرقل کے ہوش وحواس فقر وا ہو گئے اور اپنے زوال کا یقین کلی ہوا کیونکہ وہ بھی حالات بعینہ خواب مین دیکھہ چکا تہا۔ دوسرے اوسکا ارادہ بہی مدینہ پر حملہ کرنیکا نہ تہا بلکہ یہ سوچی تھی کہ دور سے گیدڑ بہبکیان دو شاید مسلمان ڈر کے کچھہ دین۔

مگر یہان ایسے مرزا پھوئیا آدمی نہ تھے جنہین کوئی غٹ سے نگل جاے خدا کے فضل سے ہر تنفس سر ہتیلی پر لیئے ہوے جان دینے کو ایک کہیل سمجہتا تہا آپسمین اتفاق اسدرجہ کا تہا کہ ایک دوسرے کو اپنے جگر کا پارہ اور آنکھون کا تارا جانتا تہا۔ آنحضرت کا حکم اونکے سر دینے کے لیئے کافی تہا جب ایسے جلیل القدر مربی و سرپرست سردار اور ایسے ذی ہوش عالی رتبہ جان نثار ہون پھر کسکی کمبختی تھی جو ایسے جان سے ہاتہہ دہوے ہوؤن کے مزاج پوچہتا۔ وہان تو دل سے نکلتی تھی اور دل مین بیٹھتی تھی۔ سایہ خدا سر پر اور رسول کبریا پشت پر۔ اعلاے کلمۃ الحق مرکوز خاطر۔ نہ دولت دنیا کی ہوس نہ بادشاہی کی پرواہ چشم فلک نے بیشمار گردشون کے بعد وہی آدمی دیکہے تھے باقی بس۔ ہرقل تو کیا اگر پتھر کا کلیجہ بھی ہوتا تو پانی ہوکے بہجاتا آخر جھجک کے رہگیا۔ ادہر حق کے شیرون میدان جنگ کے خالص دلیرون کو بھی خبر ہو گئی کہ ہرقل مدینہ کے نام سے کنّی کہاتا ہے اوسکا کیا منہ جو بہادرون کے اس بن کی طرف رخ بھی کرے۔ اس لیئے رسول اکبر شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے خاص پیارون یعنی اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ بہائیو کہو تبوک سے آگے چلوگے یا یہین سے گہر پہروگے عالی جناب حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ دست بستہ ہو کر بولے کہ حضور آپ کا مشیر تو خالق ارض وسما حق جل وعلا ہے اگر دربار کبریا کا حکم ہو تو بسم اللہ آگے چلیئے اژدہے کا منہ بھی ہوگا تو آپ کے شیدائی عذر نکرینگے ارشاد ہوا کہ عمر۔ اگر اس باب مین کوئی خاص حکم ہوتا تو مین تم لوگون سے صلاح نہ لیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور میرے خیال مین رومیون کا لشکر بیشمار اور اونکی شان وشوکت سردست نہایت استوار ہے۔ اہل اسلام اس ملک مین تازہ وارد ہین خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ پہلی ہی دفعہ مسلمانون کا رعب کفار کے دلون مین بیٹھہ گیا میری راے

مین اتنا بہت ہے۔ ابکی بار اسی پر اکتفا کر کے ہمین گھر واپس ہو جانا چاہیئے۔

چونکہ یہ اوس شخص کی رائے تھی جسکے دل و دماغ مین ازل سے بادشاہی کا مادہ ودیعت رکھا گیا تھا اس لیئے آنحضرت صلعم پر اثر کر گیئی اور حکم نبوی صادر ہوا کہ سارا لشکر مدینہ چلنے کا سامان درست کرے۔

منزل تبوک مین آیلہ کا بادشاہ یحنہ ابن رویہ خدمت اقدس نبوی مین مشرف ہو کر دائرہ اسلام مین داخل ہوا اور جزیہ دینا بھی قبول کیا۔ اور باہم عہد نامہ ہو کر صلح ہو گیئی۔

پھر اہل جربا اور اذرح نے آکے صلح کر لی اور عہد نامہ لکھکے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ وہ صلحنامہ ابتک موجود ہے۔

بعدہٗ لشکر نے مدینہ کا رخ کیا۔ چلتے وقت جناب سیف اللہ حضرت خالد بن ولید کو آنحضرت نے چار سو بیس سوارون کا سردار کر کے اکیدر بن عبد الملک نصرانی حاکم دومۃ الجندل کے پاس بھیجا کیونکہ کوئی مسلمان اوسکی سرحد مین جا کے زندہ نہ آتا تھا اوس نے سر سے اونچا مفسدہ برپا کر رکھا تھا۔ جناب خالد نے عرض کی کہ حضور مجھے جماعت قلیل کے ساتھہ بڑے لوگون مین آپ روانہ کرتے ہین۔ ارشاد ہوا کہ خالد تم جراءت و شجاعت کی مجسم تصویر ہو کے ناحق ڈری جاتے ہو خدا کی مدد چاہیئے جماعت کی قلت و کثرت کوئی چیز نہین ہوتی۔ جاؤ اکیدر تمہین تن تنہا ملجائیگا اوسے گرفتار کر لینا۔ یہ سنتے ہی خالد رضی اللہ عنہ کی ایک ہمت سی بندھ گیئی۔ اور آنحضرت کی پیشین گوئی سن کے خوشی بخوشی روانہ ہوے۔ جب اکیدر کا حصار نظر آنے لگا تو خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے کہ اکیدر اپنی بیوی رباب بنت انیف کندیہ کے ساتھہ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا۔ ناگاہ ایک پہاڑی گاے آکے حصار کے دروازہ پر ٹکرین مارنے لگی۔ عورت نے اپنے شوہر کو دکھایا۔ رات کا وقت تھا چاندنی پھیلی ہوئی تھی اکیدر کو شراب خانہ خراب کے نشہ مین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو لگی

تو کہنے لگا کہ آہا کیا اچھا شکار ڈھیب پر چڑھا ہے اسے ابھی لاتا ہون - اور یون بھی اکیدر کو پہاڑی گاے کے شکار کا بہت شوق تہا - اصطبل مین آ کے حکم دیا کہ میرے لئے جلد گھوڑا تیار کرو حسان اوسکا بہائی اور دو غلام اور کئی خدمتگار بھی اپنے اپنے گھوڑون پر سوار ہو کے اوسکے ساتھ ہوے قلعہ سے باہر نکلتے ہی خالد رضی اللہ عنہ کی نظر اکیدر پر پڑی - گاے سیدھی اونہین کی طرف بہاگی - اکیدر نے اوسکا تعاقب کیا - جون ہی کہ سیف اللہ کے پاس پہونچا آپ نے بڑہکے اوسکی مشکین کس لین - حسان اور دیگر ہمراہیون نے لڑنے کا ارادہ کیا - آخر حسان تو مارا گیا اور باقی بہاگ گے - حضرت خالد اکیدر کو بموجب حکم نبوی زندہ خدمت انور مین پکڑ لاے اور عرض کی کہ حضور ہماری تو کیا مجال تھی یہ آپکی پیشین گوئی آپکے مجرم کو کشان کشان یہان لے آئی ہے آنحضرت نے اوسکے حال پر رحم کر کے اوسے امان دی اور اوسکی ریاست وحکومت پر بہر برقرار رکہا اور عہد نامہ لکھا جا کے جزیہ مقرر ہو گیا - مگر اکیدر کے اسلام مین اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ وہ مسلمان نہین ہوا -

حضرت سیف اللہ سے روانگی کے وقت آنحضرت صلعم نے فرمایا تہا کہ اگر اکیدر تمہارے ساتھ یہان آنے سے انکار کرے تو تمکو اختیار ہے کہ جو چاہنا اوسکا کرنا - اس لئے جناب خالد رضی اللہ عنہ نے جب اوسے گرفتار کر لیا تو پوچھا کہ تو کیا چاہتا ہے اگر کہے تو تجھکو اپنی امان مین لیکر حضور نبوی مین لیچلون اور جو تو نہین چلیگا تو تجھے یہین مار ڈالون گا - اکیدر نے جوابدیا کہ مین چلنے پر رضامند ہون - حضرت خالد نے فرمایا کہ مین اس شرط پر تجھے امان دیتا ہون کہ تو حصار کا دروازہ کہلوادے تا کہ مین اندر چلون اوسکے بعد تجھے رسول کریم کی خدمت مین حاضر کرونگا - اکیدر راضی ہو گیا اور اپنے دوسرے بہائی مضاد سے جو حصار کے اندر تہا کہلا بہیجا کہ دروازہ کہولدو - پہلے تو مضاد نے انکار کیا مگر جب اوسکو خوب معلوم ہو گیا کہ خالد رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو امان

دی ہے توحکومت قائم رہنے کی امید سے دروازہ کھولدیا۔ خالد نے اندرجاکے حصار کو خوب دیکھا بھالا مگر اوسکے مال ومتاع سے ہاتھ بھی نہ لگایا پھر مضاد واکیدر دونون حضرت خالد کے ساتھ ہوے اور خدمت نبوی مین حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔

اثنا ے راہ سے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عمرو بن امیہ ضمیری کو آنحضرت کی خدمت اقدس مین عرض حال کے لئے روانہ کیا۔ عمرو بن امیہ دربار مین پہونچے اور ساری کیفیت بیان کرنا چاہی کہ حضور نے اونکے بیان کرنے سے پہلے ہی وہان کا حال بیان کردیا۔ آپکو الہام سے اوسکی خبر پہلے ہی مل چکی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت خالد اکیدر اور مضاد کو لئے ہوے پہونچے آپ نے دونون بھائیون پر بہت مہربانی فرمائی۔

مسجد ضرار کا حال

ابو عامر راہب قبیلہ خزرج کے نامی رئیسون مین تھا۔ اوس نے نصرانی دین اختیار کرکے توریت وانجیل سے پوری پوری واقفیت حاصل کرلی تھی عابدون اور زاہدون کے ڈھنگ سے رہتا اور ریاست کا دعویٰ بھی رکھتا تھا۔ آنحضرت کی تعریف اہل مدینہ سے کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نے اونکی مدح انسانون اور جنون سے سنی ہے۔ مگر جب آنحضرت صلعم مکہ سے مدینہ ہجرت کرکے آگئے تو مسلمانان مدینہ کچھ ایسے والہ وشیدا حضور کے ہوے کہ ابو عامر کے پاس جانا چھوڑدیا ابو عامر کا بازار ایسا ٹھنڈا ہوگیا کہ کوئی اوسکی بات تک نہین پوچھتا تھا۔ اب تو راہب صاحب آنحضرت کی تعریف کرتے کرتے جلنے ٹھہرے۔ رفتہ رفتہ آتش حسد سینہ پرکینہ مین ایسی بھڑکی کہ حضور کی ہجو کرنے لگا۔ اسلام کی اہانت کرتا اور لوگون کو مسلمان ہونے سے روکتا جب لوگ اوس سے دریافت کرتے کہ اے ابو عامر پہلے تو تو آنحضرت کی تعریف کیا کرتا تھا اب تجھے کیا ہوا کہ ہجو کرنے لگا تو اونکو یہ جواب دیتا کہ یہ شخص وہ نہین ہے جسکی مین تعریف کرتا ہون وہ اب پیدا ہوگا اس نے تو

اوسکا بھیس بھرا ہے - آخر آنحضرت نے ایک دفعہ اوسے اپنے پاس بُلا کے فہمائش کی
اور فرمایا تو مسلمان ہوجا مگر اوس نے سرکشی اختیار کی اور نہ مانا پھر تو روز بروز اوسکا دل سخت اور
سیاہ ہوتا چلا گیا - جب مسلمانون نے جنگ بدر مین کفار سے میدان جیتا اور اسلام کو کچھہ
قوت حاصل ہوئی تو ابو عامر مدینہ سے مکہ بھاگ گیا - وہان جاکر کفار قریش کی ہمت بندہائی اور
ایسا بھکایا کہ لشکر عظیم لے کے وہ میدان احد مین دہم سے آکودے - پہلے پہل اوسی نے مسلمانون
پر تیر چلائے لشکر اسلام کی طرف سے اوسی کو فاسق کا خطاب ملا - پھر احد سے بھاگ کر روم پہونچا
اور ہرقل شاہ فرنگستان کو ترغیب دی کہ تہوڑا سا لشکر میرے ساتھہ کردو تاکہ مدینہ جاکے مسلمانون
کو برباد اور محمد کو قتل کرون - جب اسکے بندوبست مین بھی کچھہ دیر لگی تو اپنی قوم کے منافقین کو
مدینہ مین لکھا کہ تم مسجد قبا کے مقابلہ مین ایک مسجد میرے لئے تیار کرو جو تمہارے محلہ مین ہو -
مین اوسمین بیٹھکر تعلیم دیا کرونگا اور وہ ہماری کمت کے لوگون کے لئے ایک نشست گاہ ہوجائیگی
اوسمین ہم لوگ باہم صلاح و مشورہ کیا کرینگے اور ٹٹی کی اوٹ مین شکار کھیلینگے - پس اوسکے تمام
ہوا خواہون نی اوسکے کہنے کے موافق جھٹ پٹ مسجد بنالی - اور اوسکے استحکام مین بڑی سعی
وکوشش کی - غزوہ تبوک سے پہلے وہ مسجد بن بنا کے تمام ہوگئی - جب آنحضرت صلعم تبوک
کو روانہ ہونے لگے تو بہت سے منافق خدمت شریف مین مل ملا کے حاضر ہوے اور عرض کی
کہ یارسول اللہ ہم نے اپنے محلہ مین ایک مسجد بنائی ہے - یہ فائدہ بہی اوس سے سوچا گیا ہے
کہ ضعیف و مسکین و بیمار و محتاج جاڑے اور برسات کے موسم مین وہان آرام پائینگے - آپ وہان
چلکے ایک دفعہ نماز پڑہا دین تاکہ وہ آپ کے قدمون کی برکت سے مشرف ہوجاے - اس سے
منافقین کا یہ مقصد تہا کہ آنحضرت اگر ایک بار اوسمین نماز پڑہ لینگے تو اوسکی بہت عزت ہوگی اور
اعتبار بڑہ جائیگا - اس پردہ مین ہمکو بہت سے مکر و فن کرنیکا قابو ملیگا - آنحضرت نے اون لوگون کو

جوابدیا کہ ابتو مجھے تبوک کا سفر درپیش ہے وہان سے آکے دیکھا جائیگا۔

جب آنحضرت تبوک سے واپس ہوکر مقام ذی اوان مین پہونچے جو مدینہ کے متصل ایک گھنٹہ کی راہ ہے۔ تو وہان وہی منافق جو مسجد ضرار کے بانی اور سرگروہ مفسدین تھے حاضر دربار گھر بار ہوے اور عرض کی کہ اب اپنا وعدہ وفا کیجیے۔ ہم شب و روز آپکا انتظار کرتے تھے اور آپکے خیر سے تشریف لانیکی دعائین مانگتے تھے۔ حضور نے ابھی تک کچھ جواب ندیا تھا کہ جبریل امین نازل ہوے اور یہ آیہ کریمہ لاے وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا۔ یعنی جن لوگون نے مسجد ضرار کفر کی نیت اور مومنین مین نفاق ڈالنے اور خدا اور رسول سے لڑنے والون کے انتظار کے لئے بنائی ہے اور قسم کہاتے ہین کہ ہم اور کچھہ نہین چاہتے مگر نیکی حالانکہ خدا گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہین اے محمد تم اوس مسجد مین ہرگز نہ کھڑے ہونا۔

جب آنحضرت کو بذریعہ وحی اوس مسجد اور منافقون کا حال معلوم ہوگیا تو مالک ابن الدخشم اور معن ابن عدین کو اوسکے جلانے اور منہدم کرنیکے لئے بھیجا۔ یہ دونون صاحب حکم کے ساتھہ روانہ ہوے۔ راستہ مین بنی سالم ابن عوف کے محلہ مین جہان مالک ابن الدخشم کا گھر تھا پہونچے مالک نے اپنے ہان سے خرما کی ایک لکڑی جلالی اور دونون مسجد ضرار کی طرف چلے۔ دیکھا کہ مسجد کے سب بانی اس وقت موجود ہین اونکے سامنے مسجد مین آگ دیدی اور سبکو کھود کے ڈھیر کردیا۔ رفتہ رفتہ وہ مقام اہل مدینہ کا مزبلہ ہوگیا۔

کعب ابن مالک نے غزوہ تبوک مین کوئی امر خلاف مرضی خدا اور رسول کیا تھا۔ مگر وہ مخالفت ازراہ کفر و نفاق نہ تھی بلکہ ایک امر اتفاقی تھا جو سہواً بلا قصد سرزد ہوگیا۔ آخرش کعب نے اپنے

قصور سے توبہ کی۔ رب العالمین کے حضور مین اونکی توبہ قبول ہوئی اور آنحضرت کو اوسکی خبر دی گئی حضور کے دل سے اوسکا رنج جاتا رہا۔ ورنہ آپ اون سے ایسے رنجیدہ تھے کہ بات تک کرنا چھوڑ دی تھی نہ اونکی طرف کبھی دیکھتے تھے۔ مگر شکر ہے خدا کا کہ وہ رنجش جلدی دور ہو گئی۔

تبوک ایک مقام اطراف شام مین ہے۔ اسکے غزوہ کو عسرہ بھی کہتے ہین کیونکہ بہت بڑی تکلیف کے زمانہ مین آنحضرت کا یہ آخری جہاد واقع ہوا تھا۔ تبوک مین لشکر اسلام دو مہینہ تک رہا۔ اس غزوہ مین تیس[۳۰] ہزار مسلمان آنحضرت کے ساتھ تھے اونمین سے بیس[۲۰] ہزار کا سامان تنہا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے خرچ سے مہیا کر دیا تھا۔ آنحضرت ﷺ جناب عثمان سے ایسے خوش ہوے کہ فرمایا اے عثمان تحقیق تم نے جنت حاصل کر لی اور دعا کی کہ یا اللہ مین عثمان سے راضی ہون تو بہی اون سے راضی ہو۔ پھر ارشاد ہوا کہ آج کے بعد سے کوئی عمل عثمان کے حق مین مضر نہوگا۔ حضرت عمر فاروق نے اپنا نصف مال جہاد کے صرف کے لئے دیا اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سارا مال دیدیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مَا بَیْنَکُمَا مَا بَیْنَ کَلِمَتَیْکُمْ یعنی تم دونون کے درجون مین بہی اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ تم دونون کی باتون مین ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جنکا ذکر شروع غزوہ ہذا مین ہو چکا ہے۔ عہد عثمان بن عفان مین مدینہ کے قریب ربذہ گانوں مین تنہا انتقال فرمایا کوفہ سے ایک جماعت مسلمین نے آکے اونہین دفن کیا۔

مسجد ضرار کے منہدم ہو جانے کے بعد اللہ جل جلالہ نے مسجد قبا اور اوسکے نمازیون کی تعریف نازل فرمائی ”اوس مین ایسے لوگ ہین جو پاکیزہ رہنے کو دوست رکھتے ہین اور خدائے تعالےٰ پاکیزہ رہنے والون کو دوست رکھتا ہے“۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اگرچہ بدری نہ تھے لیکن بیعت عقبہ مین شامل تھے۔
یون تو فضیلت بدر کی زبان زد خاص وعام ہے لیکن بیت عقبہ بھی کسی طرح اوس سے کم نہین
حضرت کعب کی نسبت ایک روایت صحیح بخاری مین مذکور ہے کعب نے اوس مین کہا ہے کہ
فضیلت بدر کی بہت مشہور ہے مگر مجھے اوسمین شامل نہونے کا کچھہ رنج نہین کیونکہ بیعت عقبہ
مین میری حاضری اوسی کے برابر ہے۔

کعب بن مالک اور دو صحابی بدری ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع بغیر کسی عذر کے مدینہ مین
رہگئے تھے غزوہ تبوک مین شامل نہین ہوے۔ ان تینون صاحبون نے آنحضرت کے واپس
آنے کے بعد صاف صاف عرض کر دیا کہ حضور ہمین کوئی عذر نہ تھا یون ہی شامت اعمال کے
باعث رہگئے تھے۔

حضرت کعب بن مالک صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ جس زمانہ مین لشکر اسلام تبوک جا رہا تھا
مین ہٹا کٹا اور فراغت مالی بھی بخوبی رکھتا تھا اور رسول اللہ صلعم نے صاف طور سے فرما بھی دیا تھا
کہ ہم تبوک جانے والے ہین لیکن مین اسی خیال مین رہا کہ اب سامان کرونگا اب کرونگا اسی
حیص بیص مین سامان تو نہوا اگر لشکر کوچ کر گیا۔ پھر ہر روز سوچتا رہا کہ اب جلدی سے جا کے سب
سے ملجاؤنگا یہانتک کہ لشکر دور نکل گیا اور سوائے ضعیف لوگون اور منافقین کے مدینہ مین
کوئی نظر نہ آتا تھا۔ اب تو میرے ہاتھہ کے طوطے اوڑ گئے اور گھبرانے لگا۔ آپ نے ایک دن
اہالیان لشکر سے میرا حال دریافت کیا۔ ایک شخص بول اوٹھا کہ حضور وہ تو چھیلا ہین اپنے
کپڑون کی وضعداری دیکھتے ہوے رہگئے ہونگے۔ مگر معاذ بن جبل نے میری تعریف کی اور
کہا کہ نہین حضور وہ ایسا آدمی نہین ہے۔ مین ایک دن اپنے گھر آیا میری بیبیون نے میرے
آرام کرنے کے لیئے دوپہر کو انگور کی ٹٹیون مین چھڑکاؤ کر رکھا تھا جون ہی مین اوس جگہہ سونے گیا

اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آئی معاً یہ خیال دل مین پیدا ہوا کہ ہاے آنحضرت تو ہمارے لئے اس گرمی اور لوہ مین جنگل جنگل مارے پھرین اور ہم یون عیش اوڑاوین تف ہے ہماری زندگی پر۔ اس خیال کا دل مین سمانا تہا کہ دنیا آنکھون مین سیاہ ہوگئی۔ زندگی وبال معلوم ہونے لگی۔ دن کاٹے نہین کٹتے تھے۔ اللہ اللہ یہ اصحاب تھے یا لیلی کے مجنون۔ یا الہ العالمین۔ کیا تو نے آدمیون کی روحین اوسی زمانہ مین ختم کردین۔ زوف ہے ہم پر جنہون نے آدمی کی جون کو بھی شرمایا ہے۔ سواے اپنی تن پروری کے نہ دین کا پاس نہ اسلام کی محبت۔ جانور ہم سے اچھے ہوتے ہین۔ جناب کعب فرماتے ہین کہ جب مین نے آنحضرت صلعم کی معاودت کی خبر سُنی تو گھبرایا۔ حیرانی دامن گیر ہوئی کہ کیا منہ لیکے دربار نبوی مین حاضر ہون۔ دل مین طرح طرح کے منصوبے گانٹھے مگر بیچینی کے ہاتھون بہت تکلیف اوٹھائی اور یہی سوجھی کہ چلکے سچ سچ کہدو پھر یا قسمت و یا نصیب۔ جب مین نظر انور کے سامنے ہوا تو مجھہ سے پوچھا گیا کہ تو کہان تہا مین نے جو بات اصل تھی بیان کردی کہ حضور کوئی عذر میرا سد راہ نہ تہا بیمار نہین۔ بیمقدور نہین۔ صرف شامت اعمال تھی جو ہمرکابی کے شرف سے محروم رہگیا۔ آپ نے فرمایا اچھا صبر کرو جیسا حکم خدا ہوگا ویسا کیا جایگا۔ دیگر منافقین نے جھوٹے حیلے حوالے آپ کے سامنے کردئے اون سے آپ نے کچھہ نہ کہا۔ جب مین وہان سے چلا آیا تو لوگون نے مجھے اولٹا بیوقوف بنایا اور کہنے لگے کہ تو بھی اگر کوئی حیلہ بنا دیتا تو مورد عتاب نہوتا جیسا کہ اور لوگ جھوٹی باتین بنا کے چھوٹ گئے ہین۔ اونہون نے مجھے بہت کچا بنایا تاکہ مین حضور مین حاضر ہوکر اپنی پہلی بات کو بدلون اور کوئی جھوٹا بہانہ بنا دون مگر میرے دل نے منافقون کی صلاح سے رسول اللہ کے سامنے دروغ گوئی پسند نہ کی۔ پھر مین نے دریافت کیا کہ اور کسی کا حال بھی میرا سا ہوا ہے تو لوگون نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع بھی تیرے ہی ساتھی ہین۔ چونکہ یہ دونون صاحب

بدری تھے مجھے اونکے نام سنتے ہی کچھہ ڈہارس سی بند ہگئی اور بولا کہ وہ دونون بہت نیک آدمی ہین۔ مین تو اونہین کا ساتھی رہونگا جو اونکا حال ہے وہی میرا ہوگا مین منافقت برتنا نہین چاہتا جو ہونا ہو وہ ہو مین تو ایسے مقدس دربار مین جہوٹ نہ بولونگا۔ حکم ہوا کہ ان تینون آدمیون سے کوئی مسلمان بات نہ کرے۔ افسوس ہے کہ سب بہائیون نے ہم سے کلام کرنا چھوڑ دیا۔ میرے دونون ساتھی تو بڈہے تھے شرم کے مارے گھر بیٹھہ رہے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ مین تہا نوجوان گھر مین جی نہین لگتا تہا اور تنہائی مین رنج وغم اور زیادہ ستاتے تھے۔ گھبرا کے باہر نکل جاتا۔ بغیر دیدار جمال پر انوار کے چین نہین آتا تہا مسجد مین جا کے حضور ہی کے پیچھے نماز پڑہتا۔ اور سلام کرتا تو آپ چلا کے تو جواب نہین دیتے تھے مگر معلوم نہین کہ چپکے سے بہی دے لیتے تھے یا نہین۔ جہان تک ممکن ہوتا تہا مین آپ کے قریب ہی کھڑا ہو کے نماز پڑہتا اور نیچی نظرون سے حضور کی طرف دیکھتا رہتا۔ جب مین نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ کبھی کبھی مجھے دیکھہ لیتے تھے مگر جب مین آپ کی طرف دیکھتا تو منہ پہیر لیتے تھے۔

ایک روز مین اسی رنج وملال مین بازار جاتا تہا۔ ناگاہ ایک آدمی نے ایک خط میرے ہاتھہ مین دیا۔ دیکھتا ہون تو بادشاہ غسان کا خط ہے۔ لکھا تہا۔ سنا گیا ہے کہ تیرے سردار نے تجھے خفا ہو کے نکالدیا ہے یہ اونکی بڑی غلطی ہے کہ تجھسے نوجوان۔ بہادر۔ دلیر اور خیر خواہ کو ایک ادنی سی بات پر ناراض کر دیا تو بیدہڑک ہمارے پاس چلا آ۔ ہم تیری بڑی عزت کرینگے۔ یہ خط پڑہکر بے اختیار ایک آہ دلدوز میرے سینہ بریان سے نکل پڑی اور آنسوؤن کی جھڑی لگ گئی۔ مینے اپنے نفس کی طرف خطاب کیا کہ اے پاجی۔ سرکش۔ دیکھہ تیری نالایقی سے حالت یہان تک پہونچی ہے کہ ایک کافر مجھے بلاتا ہے اور میرا ایمان کھویا چاہتا ہے۔ یہ باتین اپنے دل سے کر کے مین نے معاً خط کو اوسی قاصد کے سامنے چلا کے خاک سیاہ کر دیا اور

اوس خط کا جواب کچھہ نہ لکھا۔

سبحان اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کیسے کامل الایمان تھے کہ رنج سہتے۔ تکلیفین اوٹھاتے عتاب برداشت کرتے۔ مگر اطاعت خدا اور رسول کے دائرہ سے قدم باہر نہ رکھتے تھے۔ ایک ہم ہین کہ ظاہر مین مسلمان مگر باطن مین اچھے خاصے چیلے چہلاے اور گڑھے گڑھاے بے ایمان۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے	دیگر	امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے
بدلدے اور دل اس دل کے بدمے		آلہی تو تو رب العالمین ہے

جناب کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اسکے بعد ہم تینون کے پاس حکم نبوی پہونچا کہ کوئی اپنی بیوی کو اپنے پاس نہ رکھے۔ مین نے تو اسکے جواب مین کہلا بہیجا کہ اگر ارشاد ہو تو مین بیویون کو اسی وقت طلاق دیدون۔ حکم ہوا کہ نہین طلاق کی اجازت نہین دی جاتی صرف علیحدگی منظور ہے۔ مین نے اوسیوقت بیویون کو اونکے میکے بہجوا دیا۔ ہلال بن امیہ کی بیوی آنحضرت کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئی اور گذارش کی کہ حضور میرے اوپر رحم کیا جاے۔ مین بڈہی ہون میرے میکے مین بھی کوئی نہین۔ اگر خاوند میرے پاس نہوگا تو دو کوڑی کے نمک کو بھی محتاج بیٹھی رہونگی۔ طرہ یہ کہ اکثر بیمار رہتی ہون میری تیمارداری کون کریگا۔ اوسکا حال سنکر رحمۃ للعالمینی کی شان جوش مین آئی اور فرمایا کہ اچھا ساتھہ تو رہو مگر مباشرت نہ کرنا۔ مجہہ سے پھر لوگون نے کہا کہ تم بھی کوئی عذر جاکے پیش کردو اور بیوی کے پاس رہنے کی اجازت لیلو مین نے جوابدیا کہ ہرگز ایسا نہین ہوسکتا۔ مین جوان ہون۔ شاید پھر کوئی بے اعتدالی ہوگئی تو دوسرے عتاب مین گرفتار ہوجاؤنگا۔ دو مہینے کے قریب اسی حالت مین گذر گئے اور میری وہ حالت ہوگئی جیسا کہ خداوندکریم نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ --- یعنی سب فراخیون کے ساتھہ زمین اونکے لئے تنگ ہوگئی

اسی ضیق مین صبح کے وقت پہاڑ پر سے کسی نے پکار کے یون کہا "اے کعب بن مالک تجھے بشارت ہو کہ تیری توبہ درگاہ خدا مین قبول ہوگئی"۔ مین نے اوسی وقت سجدۂ شکر کیا اور دربار نبوی مین حاضر ہوا۔ میرے جاتے ہی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اوٹھکے مجھے مبارکباد دی اور مصافحہ کیا۔ مجھے طلحہ کا وہ احسان کسی وقت نہین بھولتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چاندسے مکھڑے کو جو دیکھتا ہون تو وہ درخشان تھا۔ حضور میری طرف دیکھکے خوشی سے مسکرائے اور فرمایا کہ اے کعب۔ تمھین بشارت ہو ایسے دن کی جو نہایت ہی بہتر ہے اون سب دنون سے جب سے کہ تمہاری مان نے تمھین جنا ہے۔ مین نے عرض کی "حضور آج مجھے ایسی خوشی ہوئی ہے کہ دل بے اختیار یہی چاہتا ہے کہ اپنا سارا مال اور تن کے کپڑے تک آپ کے فرق اقدس پر قربان کر کے خیرات کر دون"۔ حکم ہوا "خبردار ایسا نہ کرنا کچھ تو اپنے پاس بھی رہنا چاہیئے" پھر حیلہ بنانے والے منافقین کو خدا نے بدنام کیا۔ اونکی مذمت اور جہنمی ہونے کے باب مین آیتین سورۂ براءت مین نازل ہوئین۔ اور ہمارے لئے قبول توبہ کے ذکر کے بعد یون فرمایا گیا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو تم سچونکے ساتھ ہو حضرت کعب فرماتے ہین کہ دیکھو ہم سچ بولنے کے باعث صادقین مین شامل کئے گئے اور جھوٹے بدنام ہو کے جہنمی ٹھیرے۔ غرضکہ سچ نے مجھے بال بال بچایا۔ اوسوقت سے میرے دل مین سچ کی خوبی ایسی سمائی ہے کہ کبھی نکلتی ہی نہین اور ہر وقت سچ ہی کا خیال رہتا ہے۔

آنحضرت صلعم ماہ ذی الحجہ مین مکہ سے معاودت فرما کے رجب ۹ھ ہجری تک مدینہ مین رہے اور پھر غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے۔ شہسوار جود و احسان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس غزوہ کی تیاری کے لئے سو گھوڑے۔ نوسو اونٹ اور ہزار دینار نقد

بذل وایثار کئے۔ آپ کے برابر کوئی نہ دے سکا۔

ماہ رجب مین جمعرات کے دن لشکر اسلام تبوک روانہ ہوا۔ چشمہ تبوک مدینہ سے چودہ منزل ہے بعض اہل سیر لوین فرماتے ہین کہ پہلے پہل دو آدمی اوس چشمہ پر پہونچ گئے تھے اور باوجود ممانعت کے پانی کو ہاتھہ سے یا پیالہ سے چہیڑ رہے تھے۔ آنحضرت نے جو دیکھا کہ انہون نے میرے کہنے کو نہین مانا تو فرمایا ما زلتما تبوکان منذ الیوم یعنی تم آج کے دن سے پانی کے لئے ہمیشہ زمین ہی کہودتے رہوگے۔ اس لئے اوس چشمہ کا نام تبوک ہوگیا۔ اس غزوہ کو غزوہ فاضحہ بھی کہتے ہین کیونکہ اسمین منافق لوگون کی فضیحت ہوئی۔ اکثر لوگ اوس سرزمین ہی کا نام تبوک بتاتے ہین۔ تکلیف۔ تنگی۔ قحط اور کمی زادراہ اور شدت گرمی کے باعث اہل اسلام نے اسکا نام غزوہ عسرۃ اور جیش العسرۃ بھی رکھا ہے کیونکہ دس دس صحابی کے درمیان سواری کو صرف ایک ایک اونٹ تہا۔ گہنے چھوہارے اور جوا اور بودار چربی کہاتے تہے۔ پانی کی قلت بھی حد سے زیادہ تھی۔

اغنیاے صحابہ بھی بحکم طبیعت بشری اس سفر سے جی چراتے تھے کیونکہ وہ میوہ آنے اور سایہ دار درختون مین بیٹھکر آرام کرنے کا وقت تہا نہ کہ صحرانوردی و بادیہ پیمائی کا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ یعنی اے ایمان والو تمکو کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے کام کے لئے چلو تو زمین پر لیٹے جاتے ہو کیا آخرت چھوڑ کے دنیا کی زندگی پر ریجھہ گئے سو آخرت کے حساب مین دنیا کا برتنا محض ناچیز اور تھوڑا ہے۔ یہ آیت آرام طلبون اور فراغت خواہون کے لئے تازیانہ ہوگئی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ ایک دفعہ چاندنی رات کو آنحضرت صلعم میرے پاس بیٹھے تھے - مین نے پوچھا کہ یا حضرت کسی کی نیکیان گنتی مین آسمان کے ستارون کی برابر بھی ہونگی - ارشاد ہوا کہ ہان - عمر فاروق ایسا ہی آدمی ہے - یہ سنکر میرے کان کھڑے ہوے اور عرض کی کہ حضور میرے باپ کی نسبت کیا فرماتے ہین - آپ نے جواب دیا کہ عمر کی سب نیکیان ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہین - ایک دوسری حدیث مین ہے کہ ابوبکر کو کثرت صوم وصلواۃ سے فضیلت نہین حاصل ہوئی ہے بلکہ خدا نے صدق - اخلاص اور معرفت اوسکے دل مین زیادہ رکھا ہے اور یہی باعث اوسکی فضیلت کا ہے -

حضرت عثمان بن عفان کو اس غزوہ مین خطاب **مجہز جیش العسرۃ** حاصل ہوا - شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ جب آپ نے تین حصون مین سے دو حصہ لشکر کا سامان درست کر دیا تو آنحضرت نے فرمایا من جہز جیش العسرۃ فلہ الجنۃ * یعنی عثمان نے لشکر عسرۃ کی درستی کر دی اوسکے لئے جنت ہے -

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جسوقت عثمان بن عفان ایک ہزار دینار اپنی آستین مین بھر کے لے آئے اور آنحضرت کے سامنے اونڈیل کے عرض کی کہ حضور انہین بھی غزوہ کی تیاری مین صرف کیجئے تو حضور بہت ہی مسرور ہوے - اون دینارون کو اپنے دست مبارک سے اولٹے پلٹنے لگے اور فرمایا غفر اللہ لک یا عثمان ما اسررت وما اعلنت یعنی اے عثمان خدا تمہارے ظاہر وباطن سب گناہ بخشدے -

ابوعقیل انصاری نے ایک صاع چھوہارے اور عبدالرحمن بن عوف اور عاصم بن عدی نے بہت سا مال دیا - اس پر منافقون نے باہم سرگوشیان شروع کین اور کہنے لگے کہ عبدالرحمن اور عاصم نے ریا سے ناموری کے لئے اتنا مال دیا ہے اور خدا ورسول کو ابوعقیل کے ایک

صاع چھوہارون کی کچھہ پرواہ نہین تو یہ آیت سورۂ برات کی نازل ہوئی۔
اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ
اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝
یعنی وہ لوگ جو صدقون مین دل کھول کے دینے والے مسلمانون پراوراون پرجو سوائے محبت کے
گانٹھہ گرہ مین کچھہ نہین رکھتے طعن کرتے ہین اوراون پر ہنستے ہین خدا اون طاعنون سے ٹھٹھا
کرتا ہے اوراونکے لئے دکھہ کی مار ہے۔
روایت ہے کہ ایک صحابی علیہ بن زید نام حضور مین حاضر ہوے اور عرض کی "یارسول اللہ
میرے پاس کچھہ نہین ہے جو تیاری لشکر کے لئے پیشکش کرون۔ ہان۔ عزت وآبرو رکھتا ہون
اسے جو چاہے لیلے اور مجھے کچھہ دیدے تاکہ مین بھی اوسے دیکر ثواب حاصل کرون مین اوس
دینے والے سے قیامت مین بالکل مواخذہ نہ کرونگا۔ وہ چاہے جیسی مجھہ سے خدمت
کرالے یا میری اہانت کرے مین سب بخشے دیتا ہون"۔ ارشاد ہوا "جاؤ تحقیق حق سبحانہ تعالی
نے تمہارا صدقہ قبول کرلیا اور تم سے بہت خوش ہوا" اللہ اللہ کیسے خیر خواہ لوگ تھے جنہین
اسلام کی بات بننے کی خاطر اپنی عزت وآبرو کا بھی پاس نہ تہا۔ جان ومال تو اور چیز ہے۔
سالم بن عمرو۔ علیہ بن زید۔ ابو لیلے۔ عبدالرحمن بن کعب مازنی۔ عمرو بن غنمہ۔ سلمہ بن صخر۔
عرباض بن ساریہ۔ عبداللہ بن مغفل۔ اور ایک روایت سے معقل بن لیسار۔ ایک سے مہدی
بن عبدالرحمن ایک سے عمرو بن حمام بن جموح۔ اور ایک روایت سے صخر بن خنسا۔ اور مواہب
لدنیہ مین ان پر ہرم بن عبداللہ۔ عبداللہ بن عمرو مزنی۔ حضرمی بن لیسار۔ نعمان بن سوید۔ معقل۔
سنان۔ ہند بن مقرن کو بھی زیادہ کیا ہے۔ اصحاب مذکورہ بالا نے خدمت نبوی مین آکے
گذارش کی کہ سرکار سے سواری ہمین مرحمت ہو تو ہم جہاد کی سعادت حاصل کرین۔ حضور نے

اپنی مجبوری ظاہر کی - یہ نیک و پاک لوگ مایوس ہوکر روتے ہوئے چلے گئے - آخر اونکے بنانیوالے کو اون پر رحم آیا - اپنے سچے اور پاک کلام مین یون فرمایا -

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ۝ یعنی اے محمد اب ان لوگون پر کوئی الزام عائد نہین ہوسکتا کیونکہ وہ تمہارے پاس آے اور تم اونہین سواری ندیسکے وہ اس غم سے روتے ہوئے واپس گئے - اونکے پاس خرچ ہی نہین ہے - اس آیت کو سنکر بنیامین بن عمرو نے اونمین دو کو سواری کے لئے ایک اونٹ اور دو دو صاع چھوہارے دئے - دو آدمیون کو حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اور تین آدمیون کو جناب عثمان نے زادراہ اور سواری دی -

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ میرے اشعری رفیقون نے مجھے حضور صلعم کی خدمت مین سواری کی درخواست کے ساتھہ بھیجا - آپ اوسوقت کچھہ خفا سے تھے مجھہ سے فرمایا واللہ لا احملکم علی شیٔ یعنی خدا کی قسم مین تم لوگون کو کوئی چیز سواری کی ندونگا مجھے اس سے رنج ہوا اور ڈرا کہ شاید حضور مجھہ سے بھی ناراض ہو گئے - اوداس اور دلگیر واپس چلا آیا - تھوڑی دیر کے بعد سنا کہ حضرت بلال مجھے پکار رہے ہین کہ عبد اللہ بن قیس کدہر ہین چلو آنحضرت نے یاد فرمایا ہے - مین حاضر دربار فیض آثار ہوا - تو حضور سے چھہ اونٹ مرحمت ہوئے کہ ان پر جاکے اپنے یارون کو سوار کرو - یہ اونٹ آپ نے سعد رضی اللہ عنہ سے ہمین خرید دئے تھے - اونہین تو مین نے لاکے اپنے یارون کو دیدیا - اور خود کئی آدمیون کو ساتھہ لیکر حضور کے پاس گیا اور التماس کی - آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ مین تجھے سواری ندونگا - پھر آپ نے قسم توڑ کے اونٹ مجھے کیسے دئے - ارشاد ہوا کہ خدا کے حکم سے یہ اونٹ تمہین

ملے ہین اور مجھے حکم ہوا ہے کہ اگر کسی بات مین مصلحت معلوم ہو تو قسم توڑ ڈالا کرون - اور کفارہ اوسکا دیدیا جاوے - ابو موسیٰ کہتے ہین کہ آپکا یہ کلام سنکر مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کہ حضور کو میرے باعث قسم توڑنی پڑی اور یہ تکلیف ہوئی -

روایت ہے کہ اسّی آدمی اور ایک روایت سے اونتالیس ۳۹ آدمی منافق خدمت شریف مین آئے اور بہت سے بیہودہ عذر کرکے درخواست کی کہ حضور ہمین ساتھ چلنے سے معاف رکھین - ہم کثیر العیال اور قلیل المعاش ہین - یہ لوگ بنی اسد اور غطفان کے تھے - عامر بن الطفیل کے چند لوگون نے کہا کہ اگر ہم غزا کو چلے جائینگے تو قبیلہ طے کے بدّو آکے ہمارے گھرون اور مویشی کو لوٹ لے جائینگے - آپ نے اونکو جواب دیا کہ اللہ تعالےٰ مجھے جلدی تم سے بے پرواہ کردیگا - اونکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی - وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنی گنوار لوگ بہانہ کرتے ہوے آئے تاکہ اونکو گھر بیٹھ رہنے کی اجازت ملجاوے اور جو خدا ورسول سے جھوٹ بولین اون منکرون کو خدا کی مار ہے - ایک جماعت منافقین بیدین کی بغیر عذر بیٹھ رہی اور دوسرون کو بھی اپنا ساتھی بنانے مین کوشش کی اونکے حال مین یہ آیتین نازل ہوئین -

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ○ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ○

یعنی رسول اللہ سے جدا ہوکر پچھاڑی بیٹھہ رہنے والے خوش ہوے - اونکو اللہ کی راہ مین
جان و مال سے لڑنا برا لگا - وہ لوگون سے کہتے ہین کہ گرمی مین کیون جاتے ہو - اے پیغمبر تم
اون سے کہدو کہ اگر اونہین سمجھہ ہوتی تو دوزخ کی آگ اس سے زیادہ سخت ہے - وہ ابتو تھوڑا
سا ہنس لین مگر اونکو اپنے کرتوتون کے بدلے رونا بہت سا پڑیگا - اگر اللہ اونمین سے کسی فرقہ
کی طرف تمہین پھر لیجاے اور وہ تمہارے ساتھہ چلنا چاہین تو اون سے کہدینا کہ تم ہرگز میرے
ساتھہ نہ چلوگے اور میرے دشمن سے نہ لڑوگے جب تم کو پہلی بار بیٹھہ رہنا پسند آیا تو اب بھی بیٹھہ رہو
روایت ہے کہ آنحضرت نے جد بن قیس منافق سے فرمایا کہ اگر تجھے بنی الاصفر یعنی
نصارا ے روم سے لڑنے کی خواہش ہو تو ہمارے ساتھہ چل - اوس نے جوابدیا کہ حضرت
مجھے تو مدینہ ہی مین رہنے دیجیے کیونکہ مین زنا کا عاشق ہون اس لیئے ڈرتا ہون کہ وہان کی
خوبصورت عورتون کو دیکھکے کسی مصیبت مین نہ گرفتار ہوجاؤن - اوسکے لیئے یہ آیت نازل
ہوئی - وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُولُ ائْذَنْ لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ
جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ یعنی اور بعض اونمین سے یون کہتے ہین کہ ہمکو تو گھر ہی
مین بیٹھے رہنے کی اجازت دیدیجیے ہمین گمراہی مین نہ ڈالو سنلو وہ تو گمراہی مین پڑے ہی ہوے
ہین اور دوزخ منکرون کو گھیرے ہوے ہے - یہ شخص جد بن قیس قبیلہ بنی سلمہ مین سے تھا -
مدینہ مین آکے آنحضرت نے بنی سلمہ سے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے - اونہون نے
جوابدیا کہ ایک بخیل آدمی جد بن قیس ہے - ارشاد ہوا وای داء ادوء من البخل
یعنی کوئی بیماری بخل سے بڑھکر نہین ہوسکتی - آج سے ہم نے عمرو بن جموح کو تمہارا سردار کیا - ایک
روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا - تمہارا سردار جوان خوبرو گھونگروالے بالون کا بشر بن البراء
بن معرور ہے -

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہر بطن یعنی اوس جماعت کو جو یک جدی ہو لواء بنانی کا حکم دیا تھا۔ لواء بنی النجار کا پہلے تو عمارہ بن حزم انصاری کو دیا پھر اون سے لیکر زید بن ثابت کو دیدیا کیونکہ وہ حضرت عمارہ سے علم قرآن زیادہ رکھتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ گیارہ برس کی عمر مین مسلمان ہوے اور کاتبان رسول اللہ مین علم فرائض کے بڑے عالم اور جلیل القدر اور فقیہ تھے۔ خلافت صدیق اکبر مین قرآن جمع کر کے لکھا اور خلافت عثمانی مین اوسکی دوسری نقل کی۔ بہت سے لوگون نے اون سے روایت کی ہے۔ چھپن برس کے ہوکر مدینہ مین ۵۶ھ مین انتقال کر گئے۔

اس غزوہ مین لشکر اسلام کا شمار کوئی تو تیس ۳۰ ہزار بتاتا ہے۔ کوئی چالیس ۴۰ ہزار۔ کوئی ستر ہزار اور کوئی ایک لاکھ کہتا ہے۔ دس ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اونٹ ساتھ تھے۔

روایت ہے کہ لشکر اسلام سعادت انجام تبوک مین دو مہینے رہا ایک روایت سے مسلمانون کا وہان رہنا بارہ دن معلوم ہوتا ہے اور ایک روایت مین مدت قیام تبوک بیس دن لکھی ہے۔

جب بنی غسان کا آدمی لشکر اسلام مین آکے پوشیدہ پوشیدہ آنحضرت صلعم کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ دریافت کر گیا اور ہرقل سے جا کے بیان کئے تو ہرقل نے اپنے سب اشراف اور اعیان کو جمع کر کے ترک نصرانیت اور قبول اسلام کے لئے کہا۔ وہ سب برہم ہو گئے اور بگڑ بیٹھے۔ شاہ روم نے زوال سلطنت کے خوف سے اسلام کو قبول نہ کیا۔ صحیح ابن حبان مین ہے کہ تبوک سے بھی آنحضرت صلعم نے ایک فرمان عالی شان قبول اسلام کے لئے ہرقل کو لکھا تھا مگر شومی قسمت سے اوس نے قبول نہ کیا۔ امام احمد کی مسند مین لکھا ہے کہ شاہ روم نے آنحضرت کو لکھا کہ مین مسلمان ہو گیا ہون آپ نے فرمایا کہ وہ جھونٹ بولتا ہے۔

✢

تبوک مین یحنہ بن رویہ شاہ ایلہ نے آکے جزیہ دینا قبول کیا اور صلح ہوکر عہدنامہ لکھدیا گیا۔ اہل جربا اور اذرح نے بھی حاضر ہوکے ایسا ہی کیا چنانچہ اوس زمانہ کا لکھا ہوا صلحنامہ اوس قوم مین ابتک موجود ہے۔ اذرح ایک شہر جربا کی طرف شام مین ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اکیدر کو گرفتار کیا اور لیکر مدینہ کو چلے تو اثناے راہ سے عمرو بن امیہ ضمیری کو اطلاع کے لئے دربار نبوی مین پہلے سے روانہ کردیا۔ اکیدر کے برادر مقتول حسان کی قباے زربفت بطور نشانی کے عمرو بن امیہ کو دیدی تھی جو کوئی اوسکی نرمی اور نزاکت کو دیکھتا تھا تعجب کرتا تھا۔ اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جنت مین جو مندیل اور رومال سعد بن معاذ کے پاس ہین وہ اس سے نرم تر اور خوب تر ہین۔ مروی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شاہ عجم نے ایک چادر آنحضرت کو بطور ہدیہ کے بھیجی جو کوئی اوسے دیکھتا متحیر رہجاتا تھا۔ سب کہتے تھے کہ یہ چادر آسمان سے خدانے آپ کے لئے بھیجی ہے۔ ارشاد ہوا کہ سعد بن معاذ کی مندیل جنت مین اس سے زیادہ نرم اور نفیس ہے۔

آنحضرت نے یہ نامۂ امن اکیدر کو لکھدیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ھذا کتاب من محمد رسول اللہ لاکیدر حین اجاب الی الاسلام وخلع الانداد والاصنام یقیمون الصلوۃ لوقتھا ویؤتون الزکوۃ بحقھا ○ ترجمہ۔ یہ نامہ ہے محمد رسول اللہ کا اکیدر کے نام جبکہ اوس نے اسلام قبول کیا اور اپنے معبودان باطل اور بتون کو چھوڑدیا وہ نماز پڑہین وقت پر اور پوری زکوٰۃ دین۔

جب آنحضرت نے اس سفر سے مراجعت فرمائی تو راہ مین آپ نے ہر منزل پر مسجدین بنوادین جیسے کہ مکہ سے مدینہ تک بنی ہوئی ہین۔ جہان جہان حضور اوترے ہین۔ یا لوگون نے

نماز پڑھی ہے وہان مسجدین بنی ہوئی ہین۔

تبوک جاتے ہوے ودیعہ بن ثابت نے کہا تہا کہ دیکھو اس شخص محمد کو یہ شام کے محل اور قلعے فتح کیا چاہتا ہے اب اسکا دماغ چلگیا ہے۔ اوسکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ یعنی اے پیغمبر جب تم اون سے پوچہتے ہو تو کہتے ہین کہ ہم تو باہم دل لگی کرتے تہے اور کہیلتے تہے اون سے کہدو۔ کیا تم اللہ اور اوسکے رسول اور خدا کے کلام سے ٹہٹہا کرتے تہے بہانے نہ بناؤ تم ایمان لاکے کافر ہو گئے ہو اگر ہم تم مین سے بعضون کو توبہ کرنے کے باعث معاف کردین تو البتہ بعضون کو مار بہی دینگے۔

جب آنحضرت صلعم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتہہ وادی القریٰ مین ایک عورت کے باغ کے پاس پہونچے تو ارشاد ہوا کہ سب لوگ اپنی اپنی راے سے موافق بتائین کہ اس باغ مین کتنی پیداوار ہوگی۔ سبہون نے اپنی اٹکل کے موافق بتایا پہر ہمارے حضور نے اپنی راے بیضا ضیا سے ظاہر فرمائی۔ باغ کی مالکہ کو حکم ہوا کہ سب کی رائین نام بنام یاد رکہنا۔ واپسی غزوہ کے وقت جب اوس باغ کے قریب سے گذر ہوا تو مالکہ کو بلوا کر استفسار فرمایا۔ حضور کا تخمینہ ٹہیک نکلا۔

منزل وادی القریٰ مین قوم بنو عریض نے بطریق مہمانی حضور کے لئے ہریسہ بہیجا۔ آپ نے اوسے اولش فرما کے اونکے محصول مین سے چالیس وسق خرمے ہمیشہ کے لئے معاف کردئے۔ اسپر ایک عورت وادی القریٰ کی اور عورتون سے کہنے لگی کہ آنحضرت کا یہ

انعام ہمارے باپ دادا کی میراث سے بہتر ہے کیونکہ قیامت تک جاری رہیگا۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک مین ہر وقت حضور کے ہمراہ رہے۔ اکثر صحابہ نے جناب حذیفہ کی شان مین فرمایا ہے کہ وہ آنحضرت کے ایسے بہید جانتے ہین کہ جسے دوسرا نہین جان سکتا۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مناقب صحابہ بیان فرماتے تو کہتے اعلمهم بشان المنافقين حذيفة۔ یعنی صحابہ مین حذیفہ منافقین کا حال خوب جانتا ہے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد جو جنازہ آتا اور حضرت حذیفہ اوسکے ساتھ ہوتے تو جناب فاروق اعظم اوسکی نماز پڑہتے تھے اور اگر اونکو ہمراہ نہ دیکھتے تو ہرگز نماز نہ پڑہتے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اس غزوہ مین پیچہے سے پہونچے تھے جیساکہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ اونکو ابوذر جندب ابن جنادہ بھی کہتے ہین۔ وہ مسلمانان قدیم مین سے تہے مکہ مین اسلام لاے یہ پانچوین شخص ہین یعنی ان سے پہلے چار صاحب اسلام لاچکے تہے جب یہ مسلمان ہوے پھر اپنی قوم مین چلے گئے اور وہین بود و باش اختیار کی۔ غزوہ خندق کے بعد آنحضرت کے پاس چلے آے۔ بعثت کے پہلے بھی زہد و عبادت مین مشہور تھے۔ اون سے بہت سے صحابہ اور تابعین نے روایت کی ہے۔ آنحضرت نے کئی حدیثون مین اونکی تعریف کی ہے۔ فرماتے تھے کہ ابوذر بہت سچے آدمیون مین ہے۔ ایک روایت مین آنحضرت یون فرماتے ہین کہ ابوذر سے زیادہ سچا آدمی زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی نہین ہوا پہلے ابوذر نے ہی تحیۃ السلام آنحضرت کو کیا تہا۔ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اونکے حق مین فرمایا کہ ابوذر علم کی گٹھری ہے بندہی ہوئی پس نہ نکلا اوس مین سے کچھہ یہانتک کہ وفات پائی۔

بنی سعد بن ہذیم مین سے ایک آدمی تبوک مین آنحضرت کے پاس حاضر ہوا ہمارے

حضور اور چند صحابہ ایک جگہہ تشریف فرماتے تہے - اوس نے آتے ہی کہا اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله - آنحضرت نے فرمایا "افلح وجہک" یعنی تو سرخرو ہوا - اسکے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کہانا حاضر کرو - جناب بلال نے چمڑے کا دسترخوان اوس دربار مسجود سلاطین مین بچہا دیا اور تہوڑا سا ملیدہ کہجورون کا اور روغن زیتون اور پنیر لاکے رکہدیا - سب اوس سے شکم سیر ہو گئے - مہمان نے دست بستہ ہو کے عرض کی کہ حضور مین اکیلا اس کہانے کو کہا جاتا اور پہر بہی پیٹ نہ بہرتا اسوقت کیا ہوا کہ ہم آٹھہ نو آدمی اس سے سیر ہو گئے - ارشاد ہوا الکافر یاکل فی سبعة امعاء والمؤمن یاکل فی امعا واحد - یعنی مسلمان کو کہانیکی حرص کم ہوتی ہے اور کافر زیادہ حریص ہوتا ہے - مذکور ہے کہ ایک فقیر جناب عمر فاروق کے پاس آیا اور اوس نے بہت سا کہایا - فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پہر کبہی اسکو میرے سامنے نہ لانا -

روایت ہے کہ بارہ منافقون نے ملکے مسجد ضرار کو بنایا تہا - ۱ - خدام بن خالد جو بنی عبید بن زید سے تہا اوسی کے گہر مین وہ مسجد تعمیر ہوئی تہی - ۲ - ثعلبہ بن حاطب جو بنی امیہ بن زید مین تہا - ۳ - معتب بن قشیر - ۴ - ابو حبیبہ بن الازعر - ۵ - جاریۃ بن عامر اور اوسکے دونون بیٹے - ۶ - مجمع - ۷ - زید - ۸ - نبتل بن الحرث - ۹ - بخرج - ۱۰ - بجاد بن عثمان - یہ آٹھون آدمی بنی ضبیعہ بن زید مین سے تہے - ۱۱ - عباد بن حنیف جو بنی عمرو بن عوف مین تہا - ۱۲ - ودیعہ بن ثابت جو بنی امیہ مین سے تہا -

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ قبول ہونے کا حال اوپر لکہا جاچکا ہے اونکو کوہ سلع سے پکار کے حضرت صدیق اکبر نے قبول توبہ کی خوشخبری سنائی اور عمرو بن حمزہ اسلمی یہ مژدہ لیکر اونکے پاس پہونچے - حضرت کعب کے پاس اوسوقت صرف دو چادرین تہین خوش ہوکے

عمرو بن حمزہ اسلمی کو انعام مین دیدین اور خود کپڑے مانگ کے پہنے - ایک روایت یون ہے کہ زبیر بن العوام گھوڑے پر سوار ہو کے دوڑے اور کعب کو یہ خوشخبری دی - سلکان بن سلامہ بن سلامہ بن سلامہ نے مرارہ بن الربیع کو مژدۂ معافی جا سنایا - اور سعید بن زید نے ہلال بن امیہ کو قبول توبہ کی خبر دی - حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب مین نے بنی واقف مین پہونچکے ہلال بن امیہ کو بشارت دی تو وہ سُنتے ہی سجدے مین گر پڑے اور اسقدر روے کہ مجھے خوف ہوا کہین شادی مرگ نہ ہو جائین کیونکہ اونہون نے اوس زمانہ مین کھانا پینا چھوڑ دیا تھا روزون پر روزے بغیر افطار کے رکھے چلے جاتے تھے - بہت نحیف و لاغر ہو گئے تھے اور اوٹھتے بیٹھتے سوائے آہ کے اور کچھہ کام نہ تھا - ہائے کیا محبت تھی جسکا شمہ بھی اگر ہم لوگون کو حاصل ہو تو خاک سے پاک ہو جائین -

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایکدن آنحضرت مجمع صحابہ مین بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک لڑکا سامنے سے نمودار ہوا اور اوس نے آکے گذارش کی کہ حضور میری مان بہت تنگ حال ہے اور آپ سے ایک کرتہ پہننے کو مانگا ہے - ارشاد ہوا کہ اچھا گھنٹہ بھر کے بعد آنا - وہ لڑکا چلا گیا مگر اولٹے ہی پانٔون آ کے عرض کی کہ حضور امان جان کہتی ہین کہ یہ کرتہ جو اسوقت آپ پہنے بیٹھے ہین یہی مجھے اوتار دیجے - آپ اوسی دم اوٹھکے گھر مین چلے گئے اور کرتہ اوتار کے اوس لڑکے کو بھجوا دیا - ننگے بیٹھے تھے کہ حضرت بلال نے اذان دیدی - لوگ انتظار مین بیٹھے رہے اور آپ باہر تشریف نہ لائے - یہ آیت نازل ہوئی -

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا یعنی بیشک تمہارا رب جسکے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کرتا ہے اور جسکا رزق چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ اپنے بندون کے حال سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے - اس سے خداوند کریم نے اپنے

پیغمبر کو یہ جتایا کہ اے میرے حبیب دینا یا ندینا تو میرے اختیار مین ہے تمنے کیون تکلیف اوٹھائی اور میانہ روی کیون نہ اختیار کی - اسی لیئے آپ نے حضرت کعب کو قبول توبہ کی خوشی مین سارا مال خیرات کردینے سے روکا تہا اور فرمایا کہ ہان تہائی مال صدقہ کے لئے کافی ہے -

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم اس غزوہ سے واپس تشریف لے آئے تو حجرہ شریفہ مین داخل ہو کے یہ دعا فرمائی الحمد للہ ما رزقنا فی سفرنا ھذا من اجرو حسنة ومن بعدنا وشرکاؤنا یعنی تمام حمد اللہ کے لئے ہے جس نے اس سفر مین ہمکو اجرو نیکی دی اور جو لوگ ہمارے پیچھے رہگئے تہے اور جو ہمارے شریک ہین اون پر بھی عنایت رکھی - آپکی یہ مناجات سنکر حضرت عائشہ صدیقہ نے التماس کی کہ یا حضرت آپ نے تو صعوبت سفر برداشت کی اور رات رات بھر بیدار رہے لیکن جو لوگ مزے سے اپنے اپنے گھرون مین بیٹھے رہے اونکو بھی آپ نے ثواب مین داخل کرلیا - ارشاد ہوا کہ عائشہ - وہ ہرگز ہم سے جدا نہ تہے ہر کوچ ومقام مین اونکی نیت ہمارے ساتھ تھی وہ لوگ تو بسبب عذر شرعی کے مدینہ مین رہگئے تہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما کان المؤمنون لینفروا کافة یعنی سب کے سب مومنون کو نہ چاہئیے کہ جہاد کے لئے نکل جائین - پس ہم سب اونکے غازی تھے اور وہ ہمارے قاعد اے عائشہ قسم ہے خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے ہمارے ہتیارون کی بہ نسبت اونکی دعاؤن کا تیر دشمنون کے دلون کو زیادہ چھیدتا ہے -

یارب توکریمی ورسولِ توکریم		صد شکر کہ ہستیم میانِ دوکریم	

روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے بعد مسلمان اپنے اپنے ہتیار بیچنے لگے اور کہتے تہے کہ اب جہاد منقطع ہوگئے - جناب سرور انبیا صلعم کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو منادی کرادی لاینقطع الجھاد حتی ینزل عیسے ابن مریم یعنی حضرت مسیح کے نازل

ہونے تک جہاد ختم نہون گے - پہر فرمایا لا یزال عصابة من امتی یجاھدون علی الحق حتی یخرج الدجال - یعنی ایک جماعت ملک شام اور روم کے لوگون مین ہمیشہ ایسی قائم رہیگی جو دجال کے نکلنے تک حق پر جہاد کریگی - اسکی تائید اس حدیث سے بہی ہوتی ہے - لا یزال اهل الغرب ظاهرین علی الحق حتی یقوم الساعة یعنی ملک غربی کے لوگ قیامت تک حق پر قائم رہینگے - پس ظاہر ہے کہ اسمین خلیفہ رسول اللہ حضرت امیر المومنین سلطان روم خلد اللہ ملکہ کی طرف صاف وصریح اشارہ ہے -

حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلواۃ کے تمام غزوات اور سرایا کی نسبت ارباب سیر رحمتہ اللہ علیہم اجمعین یون فرماتے ہین کہ نو مقامات پر جنگ ہوئی - ۱ - بدر - ۲ - اُحد - ۳ - بنی النضیر - ۴ - خندق - ۵ - بنو قریظہ - ۶ - خیبر - ۷ - فتح مکہ - ۸ - حُنین - ۹ - طائف حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ العزیز نے خیبر و فتح مکہ و طائف کو بباعث قرب زمانی و مناسبت کے ایک جگہہ بیان کرکے سات ہی مقام رکہے ہین -

پہر وہ غزوات جنمین لڑائی نہین ہوئی یہ ہین - ۱ - غزوہ بواط - ۲ - غزوہ عشیرہ - ۳ - غزوہ ابوا - ۴ - غزوہ بدر اولی - یہ چارون غزوہ بدر سے پہلے واقع ہوے - ۵ - بنو قینقاع - ۶ - غزوہ سویق - یہ دونون بعد جنگ بدر کے ۲ھ مین ہوے - بخاری کی روایت کے موافق غزوہ ابوا سب غزوات سے پہلے ہوا - ۷ - غزوہ قرقرہ - ۸ - غزوہ غطفان جسکو غزوہ امر بروزن قمر اور غزوہ انمار بھی کہتے ہین - یہ دونون اُحد سے پہلے ہوے - ۹ - غزوہ حمراء الاسد بعد جنگ اُحد کے ۳ھ مین ہوا - ۱۰ - غزوہ بدر موعود جسکو بدر صغری بھی کہتے ہین ۴ھ مین غزوہ بنی النضیر کے اور تولد امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد واقع ہوا - ۱۱ - غزوہ ذات الرقاع ۵ھ کے شروع مین ہوا - اوسکے بعد - ۱۲ - غزوہ دومتہ الجندل اوسی سال مین غزوہ خندق سے پہلے ہوا

۱۳- غزوۂ بنو لحیان سنہ ۶ھ مین قبل غزوۂ غابہ ہوا۔ ۱۴- فتح فدک سنہ ۷ھ مین خیبر کی فتح کے بعد ہوئی۔ ۱۵- غزوۂ تبوک کہ آخرین غزوات آنحضرت صلعم سے ہے سنہ ۹ھ مین واقع ہوا۔

صاحب قرۃ العیون فرماتے ہین کہ غزوات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ستائیس ہین جنکے نام باترتیب یہ ہین۔

بواط۔ عشیرہ۔ ابوا۔ بدر اولیٰ۔ بدر کبریٰ۔ بنی قینقاع۔ سویق۔ قرقرہ۔ غطفان۔ احد۔ حمراء الاسد بنی النضیر۔ بدر موعود۔ ذات الرقاع۔ دومۃ الجندل۔ خندق۔ بنو قریظہ۔ بنی المصطلق۔ بنو لحیان غابہ۔ خیبر۔ فدک۔ وادی القریٰ۔ فتح مکہ۔ حنین۔ طائف۔ تبوک۔

سرایا قریب پچاس کے ہین جنمین سے ستائیس بقید سال کے یہ ہین

۱- سریہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ۔ ۲- سریہ عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب۔	سنہ ۱ھ مین
۳- سریہ سعد بن ابی وقاص۔ ۴- سریہ عبد اللہ بن جحش۔ ۵- سریہ عمرو بن عدی۔	سنہ ۲ھ مین
۶- سریہ قردہ۔ ۷- سریہ محمد بن مسلمہ	سنہ ۳ھ مین
۸- سریہ بیر معونہ۔ ۹- سریہ رجیع۔	سنہ ۴ھ مین
۱۰- سریہ ابوبکر۔ ۱۱- سریہ ابوبصیر۔	سنہ ۶ھ مین

۱۲- سریہ موتہ۔
۱۳- سریہ ابو عبیدہ۔
۱۴- سریہ ابو قتادہ انصاری۔
۱۵- سریہ خالد بن ولید۔
۱۶- سریہ سعد بن زید۔ } سنہ ۸ ھ مین
۱۷- سریہ خالد بن ولید ثانیاً۔
۱۸- سریہ ابو عامر۔
۱۹- سریہ طفیل بن عمر ودوسی۔
۲۰- سریہ علی۔

۲۱- سریہ عینیہ بن حصین۔
۲۲- سریہ خالد بن ولید ثالثاً۔
۲۳- سریہ قطیبہ بن عامر۔
۲۴- سریہ ضحاک بن سفیان } سنہ ۹ ھ مین
۲۵- سریہ علقمہ۔
۲۶- سریہ علی۔
۲۷- سریہ خالد بن ولید رابعاً۔

عباد بن بشر انصاری جو محمد بن مسلمہ کے ساتھ ابن اشرف یہودی شاعر کے قتل کو گئے تھے سعد بن معاذ سے پہلے مسلمان ہوے - بدر و اُحد وغیرہ مین شامل تھے - آپ فضلائے صحابہ مین سے ہین - مالک بن انس اور عبدالرحمن بن ثابت نے اون سے روایت کی ہے

۸۱۰۵

۴۵ برس کی عمر مین جنگ یمامہ مین شہید ہوے -

محمد بن مسلمہ انصاری حارثی اَوسی تہے - سوا ے تبوک کے اور سب جنگون مین حاضر رہے اونہون نے حضرت عمر فاروق وغیرہ صحابہ سے روایت کی ہے - یہ فضلاے صحابہ مین داخل تھے - مدینہ مین مصعب بن عمیر کے ہاتھہ پر ایمان لاے آپ ابو نائلہ کے رضاعی بہائی تہے -

۷۷ برس کی عمر مین سنہ ۴۳ھ مین وفات پائی -

باقی سرایا بقید سال یہ ہین -

۲۸ - سریہ عبداللہ بن عتیک سنہ ۶ھ مین -

۲۹ - سریہ عبداللہ مخزومی } سنہ ۳ھ مین

۳۰ - سریہ عبداللہ بن اُنیس }

۳۱ - سریہ محمد بن مسلمہ ثانیاً -

۳۲ - سریہ عکاشہ بن محصن اسدی -

۳۳ - سریہ محمد بن مسلم بنی ثعلبہ پر -

۳۴ - سریہ ابو عبیدہ بن الجراح -

۳۵ - سریہ زید بن حارثہ جموم کیطرف -

۳۶ - سریہ زید بن حارثہ موضع عیص پر -

۳۷ - سریہ عبدالرحمن بن عوف -

۳۸ - سریہ علی مرتضیٰ -

۳۹ - سریہ زید بن حارثہ وادی القریٰ پر -

۴۰ - سریہ زید بن حارثہ چشمہ طرف پر -

۴۱- سریہ زید بن حارثہ موضع حسمی پر۔

۴۲- سریہ زید بن حارثہ وادی القریٰ ثانیاً۔

۴۳- سریہ محمد بن مسلمہ نجد پر۔

۴۴- سریہ یسار رضی اللہ عنہ۔

۴۵- سریہ کرز بن جابر۔

۴۶- سریہ عبداللہ بن رواحہ۔

۴۷- سریہ عمرو بن امیہ ضمیری۔

یہ سب سریہ نمبر ۳۱ سے ۴۷ تک سنہ ۶ھ مین واقع ہوے۔

۴۸- سریہ ابوبکر صدیق۔
۴۹- سریہ بشر بن سعید انصاری۔ } سنہ ۷ھ مین
۵۰- سریہ غالب بن عبداللہ لیثی۔

۵۱- سریہ غالب بن عبداللہ لیثی ثانیاً

۵۲- سریہ غالب بن عبداللہ لیثی ثالثاً

۵۳- سریہ ذات السلاسل۔

۵۴- سریہ عمرو بن عاص۔

اوپر کے چار سرایا سنہ ۸ھ مین ہوے۔

واضح ہو کہ تبوک مین یحنہ بن رویہ حاکم ایلہ اور اہل جربا و اذرح آنحضرت کی خدمت مین آئے اون سے جزیہ قرار پاکر صلح ہو گئی۔ آپ نے ہر ایک کو صلحنامہ لکھدیا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے مگر تلاش کرنے سے صرف ایک صلحنامہ یحنہ والی ایلہ کے نام کا تاریخ کی کتابون مین ملتا ہے

غالباً یہی مضمون اورون کے صلحنامون کا بھی ہوگا - والی ایلہ کے نام کا صلحنامہ یہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھذا امنۃ من اللہ و محمد النبی لیحینہ بن رویہ واھل ایلہ سفنھم وسیارتھم فی البروا لبحر لھم ذمۃ اللہ و محمد النبی ومن کان معھم من اھل الشام واھل الیمن واھل البحر فمن احدث منھم حدثاً فانہ لایحول مالہ دون نفسہ وانہ لمن اخذہ من الناس وانہ لایحل ان یمنعوا مایردونہ ولا طریقا یردونہ من بحر و بر

ابن سعید نے لکھا ہے کہ اکیدر والی دومۃ الجندل نے دو ہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہین اور چار سو نیزے صلح کے بعد آنحضرت کے نذر کئے تھے -

غزوۂ تبوک مین تیس آدمی کے قریب بغیر کسی عذر و حیلہ کے لشکر اسلام کے ساتھ نہین گئے تھے - اون منافقین کے حق مین بکثرت آیات سورۂ برات یعنی توبہ مین نازل ہوئین -

حالات وفود

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے فرصت پاکر مدینہ مین تشریف لائے اور عروہ بن مسعود سردار طائف اور ثقیف مسلمان ہوگئے تو اطراف و جوانب عرب سے بکثرت وفود آنے لگے اسی لئے مورخین نے ۹ھ کا نام سنۃ الوفود رکھا ہے - ابن اسحاق کا قول ہے کہ عرب حقیقت مین اپنے سب سے بڑے قبیلہ قریش کا منہ تاک رہا تھا کہ دیکھین آنحضرت اور قریش مین کیا فیصلہ ہوتا ہے کیونکہ قریش تمام عرب کے سردار اور اونکے ہادی و رہنما اور اونکے معبد بیت اللہ کے مجاور اور حضرت اسمعیلؑ کی اولاد سے تھے - جب وہی آپ کے رشتہ دار ہوکر آپ سے لڑنے کو کمر بستہ تیار رہتے تھے تو سارا عرب آپ کی طرف سے مشکوک تھا

مگر جب مکہ فتح ہوگیا اور قریش مسلمان ہوے تو ملک عرب کو معلوم ہوگیا کہ اب کوئی آنحضرت کے سامنے کان نہین ہلا سکتا نہ آپکی مخالفت مین سرسبز ہو سکتا ہے پس گروہ کے گروہ چارون طرف سے آکر مسلمان ہونے لگے اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ ط اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ○ کے معنی بخوبی واضح ولائح ہوگئے چنانچہ وفود کا یہ بیان اسی سورۂ شریفہ کی تفسیر ہے۔

جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کہین سے کوئی وکیل یا وفد آتا تو آپ لباس فاخرہ پہنتے اور صحابہ کو بھی ارشاد ہوتا کہ تم بھی زیب وزینت اور آرائش کے ساتھہ بن ٹھن جاؤ۔ اون وکلاء اور وفود کو اچھے مکانون مین اوتارتے اور بخوبی اونکی مہمانداری کرتے اور رخصت کے وقت ہر ایک کو اوسکی لیاقت کے موافق خلعت اور انعام مرحمت فرماتے۔

(۱) قبیلہ بنی اسد ابن خذیمہ کے وفد مین دس آدمی آکر اسلام لاے اور آنحضرت سے کہنے لگے کہ ہم ایام قحط مین راہ دور و دراز طے کرکے یہان تک پہونچے ہین۔ راتون کو چلے ہین اور برضا و رغبت بدون اسکے کہ ہمپر کوئی لشکر گیا ہو از خود اسلام لاے ہین۔ اللہ تعالے نے سورہ حجرات کے دوسرے رکوع کی یہ آیت نازل فرمائی۔ یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا ط قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ یعنی اپنے مسلمان ہونیکا احسان تم پر رکھتے ہین سواے پیغمبر تم ان سے کہدو کہ اپنے مسلمان ہونیکا احسان مجھپر کیون رکھتے ہو بلکہ یہ احسان اللہ کا تمپر ہے کہ اوس نے تمکو ایمان کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو۔

۲- قوم فزارہ کے وفد مین بیس آدمی آئے تھے وہ لوگ حاضر دربار دربار ہوکر خود بخود مسلمان ہوگئے - اونمین خارجہ بن حصن اور حر بن قیس بن حصن عینیہ بن حصن کی قوم سے تھے عینیہ مولفت القلوب مین سے ہے - آنحضرت نے ان لوگون کے اونٹون کو دُبلا دیکھکے حال دریافت کیا - اونہون نے عرض کی کہ حضور ہمارے ملک مین سخت قحط ہے ہمارے مویشی اور بال بچے تباہ ہوے جاتے ہین دعا کیجئے کہ یہ آفت ہمارے سرون سے ٹلے آپ نے دعا کی اور مینہ برسا-

۳- بنی مرہ کے وفد مین تیرہ آدمی آے تھے - حارث بن عوف اونکے سردار تھے - یہ سب بلا جبر واکراہ لطیب خاطر دائرہ اسلام مین داخل ہوے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم لوئی بن غالب کی اولاد مین آپ کے ہم قوم اور ہم قبیلہ ہین - حضور نے یہ سنکر تبسم فرمایا اور اون پر بڑی عنایت کی - اونہون نے بہی خشکسالی کی شکایت کر کے آپ سے دعا چاہی - آپ نے فرمایا اللھم اسقھم الغیث - یعنی اے خداوندکریم انکو مینہ کا پانی پلا - بلال رضی اللہ عنہ کے نام حکم ہوا کہ ان مین سے ہر آدمی کو دس دس اوقیہ چاندی اور چار چار سو درہم انعام دو - اور حارث کو بارہ اوقیہ چاندی دلوائی - جب وہ اپنے ملک کو پہونچے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جسدن حضور نے دعا کی ہے اوسی روز سے لگاتار بارش ہورہی ہے - القصہ اونکا قحط اور تنگی رفع دفع ہوگئی -

۴- بنی البکاء کے وفد مین معاویہ بن ثور بن عبادہ بن البکاء اور اوسکا بیٹا بشر یا بشیر اور فجیع بن عبداللہ بن جندح بن البکاء اور عبد عمر واصم بہی شامل تھے - یہ لوگ آکے خوشی بخوشی مسلمان ہوگئے - روایت ہے کہ معاویہ بن ثور کی عمر سو برس کی تہی - اونہون نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کی کہ حضور میرے بیٹے بشیر نے اس بڈہی عمر مین میری بڑی خدمت

کی ہے۔آپ شفقت سے اسکے سر پر اپنا مبارک ہاتھہ پہیر دین۔مین حضور کا بڑا ممنون احسان ہونگا۔آپ نے خوش ہوکے بشیر کو اپنے پاس بلایا اور اپنا ہاتھہ اوسکے سر و رو پر پہیر کے ارشاد کیا کہ ہم تمہاری خدمتِ والدین سے بہت راضی ہوئے جاؤ یہ چند ونبے اوسکے انعام مین تمہین دیئے جاتے ہین۔تم مان باپ کی خدمت نہین کرتے اپنی عاقبت سنوارتے ہو۔روایت ہے کہ تمام عرب مین تو قحط ہوتا تہا مگر بشیر کی قوم مین اسکے بعد سے کبھی تکلیف و تنگی نہین ہوئی۔فجیع کو آپ نے ایک امان نامہ لکہدیا۔اور عبدعمر کا نام عبدالرحمٰن رکہا اور اوسی کے ملک مین کچھہ اوسے جاگیر بہی دیدی اور اصحاب صُفہ مین اونکو داخل کرلیا۔

۵۔بنی کنانہ کے وفد مین واثلہ بن الاشفع لیثی سرگروہ تہا۔یہ وفد اوس زمانہ مین آیا جبکہ آنحضرت غزوۂ تبوک کی تیاری مین مصروف تہے۔حضور نے واثلہ سے پوچھا کہ تم کون ہو اور میرے پاس کیون آئے ہو۔واثلہ نے التماس کی کہ خدا اور اوسکے رسول پر ایمان لانے کو آیا ہون۔حضرت نے واثلہ سے بیعت لی اور وہ اسکے بعد اپنے ملک کو چلے گئے اور اپنی قوم سے جاکے کہا کہ مین مسلمان ہوکے آیا ہون۔یہ سنکے اونکے باپ نے تو اون سے کلام کرنا چہوڑ دیا البتہ اونکی بہن نے بہت خاطر کی اور خود بہائی کے ہاتھہ پر مسلمان ہوگئی۔اس لئے واثلہ پریشان ہوکے پہر مدینہ چلے گئے۔لیکن آنحضرت تبوک جاچکے تہے اور بہت سے آدمی ابہی آگے پیچہے چلے جارہے تہے۔واثلہ اپنی بے سرو سامانی سے سٹ پٹا گئے اور کہا کہ جو کوئی مجہے اپنے ساتہہ سوار کرکے حضور نبوی مین پہونچادیگا مین اوسے وہ سب مال دیدونگا جو میرے حصہ مین اس غزوہ کی غنیمت سے آئیگا۔کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو اونکی بیکسی پر رحم آگیا اور اپنی سواری پر بٹہا کے آنحضرت کے سامنے جا کہڑا کیا۔حضور نے واثلہ کو جناب خالد بن ولید کے ہمراہ اکیدر کی گرفتاری کے لئے دومتہ الجندل بہیجدیا۔وہان کے مال سے

چھہ اونٹ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ کو ملے - آپ نے سبکو کعب کے سامنے پیش کردیا مگر کعب نے اونہین ہاتھہ بہی نہ لگایا اور کہا مین اوس کام کی اجرت نہین لیتا جسے مین نے خاص خدا کیواسطے کیا ہے - روایت ہے کہ جناب واثلہ نے تین برس تک اصحاب صفہ مین رہکے ہر وقت آنحضرت کی خدمت کی پہر جا کے بصرہ مین رہے وہان سے شام چلے گئے اور ۹۸ برس کی عمر مین ۸۵ یا ۸۶ھ مین بمقام دمشق وفات پائی - اور یہ آخری ہین اون صحابہ مین جنہون نے دمشق مین انتقال فرمایا -

۶ - وفد بنی ہلال بن عامر مین زیاد بن عبداللہ بن مالک اور عبد عوف بن اخرم اور قبیصہ بن مخارق شامل تھے - حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا خالہ تہین زیاد کی - زیاد بیدھڑک اپنی خالہ صاحبہ کی خدمت مین چلے آے - آنحضرت کو اونکی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی اور آپ بہت خفا ہوے - جب حضرت میمونہ نے عرض کی کہ حضور یہ میرا بہانجہ ہے تو آپ کا غصہ فرو ہوا - بعد ازان زیاد کو ساتھہ لئے ہوے مسجد مین تشریف لاے اور نماز ظہر پڑہکے زیاد کو پیار سے اپنے پاس بٹھایا - اونکے لئے حد سے زیادہ دعا کی اور اپنا دست مبارک بہانجہ کے سر اور منہ پر پہیرا - بنو ہلال سے روایت ہے کہ بعد ازان ہم ہمیشہ زیاد کے چہرہ مین اثر برکت اور نور کا دیکہتے رہے - ایک شاعر نے اس مضمون کو علی بن زیاد کے حق مین نظم بہی کیا ہے -

یا ابن الذی مسح النبی براسہ	ودعا لہ بالخیر عند المسجد
ما زال ذاک النور فی عرنینہ	حتی بتوء بیتہ فی اللحد

یعنی اے صاحبزادے تمہارے والد بزرگوار کے سر کو نبی صلعم نے مسح کیا تہا اور مسجد مین اونکی بہتری کے لئے دعا فرمائی تہی - یہ نور اونکے دونون ابروؤن کے درمیان ہمیشہ رہیگا - یہان تک کہ وہ اپنی قبر مین بہی اوسے ساتھہ لیجائینگے - عبد عوف کا نام آنحضرت نے عبداللہ

رکھدیا۔ پھر قبیصہ بن مخارق نے گذارش کی کہ یا رسول اللہ مین نہایت زیر بار ہون میری قوم مین سے ایک شخص نے ایک آدمی مارڈالا تھا اوسے خون بہا دینا لازم ہوا۔ مین نے فساد مٹانی کے لئے قرض لیکر وہ روپیہ ادا کر دیا۔ مین حضور سے سوال کرتا ہون کہ آپ اس امر مین میری مدد کرین۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم یہان قیام کرو کہین سے زکوۃ یا عشر آجاے تو تمہارا قرضہ ادا کر دیا جائیگا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے۔ مگر تین شخص سوال کر سکتے ہین

۱۔ وہ شخص سوال کر سکتا ہے جو اصلاح اور رفع فساد کے لئے قرض لیکر دوسرے کا قرضہ ادا کرے۔

۲۔ جس شخص کا مال کسی حادثہ سے تلف ہو جاوے اوسے اپنے حال پر آجانے اور ضروریات رفع کرنے اور گذر اوقات کے لئے مانگنا جائز ہے۔

۳۔ جو محتاجی سے فاقہ کرتا ہو اور تین آدمی اوسی کی قوم کے عاقل اور ہوشیار گواہی دین کہ ہان یہ شخص فاقہ سے ہے۔ اوسے سوال کرنا حلال ہے۔

اے قبیصہ سواے ان تین صورتون کے اگر کوئی سوال کرے تو حرام ہے اور جو اوس سے کما کے کھاے تو اوس نے حرام کا لقمہ کھایا۔ پھر فرمایا اے قبیصہ مایزال الرجل یسئال الناس حتے یأتی یوم القیامۃ لیس فی وجہہ مزغۃ۔ یعنی جس آدمی نے ہمیشہ کے لئے سوال کرنیکا پیشہ اختیار کر لیا ہے قیامت کے دن جب وہ سب کے سامنے لایا جائیگا تو اوسکے چہرہ پر گوشت نہو گا۔

۷۔ عامر بن صعصعہ کے وفود مین عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب اور اربد بن ربیعہ اور ایک روایت مین ہے کہ اربد بن قیس اور خالد بن جعفر اور حسان بن اسلم بن مالک آے تھے یہ شیاطین شرارت آگین سرداران قوم مین سے تھے۔ اور یہ وہی عامر بن الطفیل ہے جس نے

بیر معونہ مین ستر قاریون کو شہید کیا تہا اور سوا ے اسکے بہت سی شرارتین اور سفاکیتین اور بہی
اوس سے ظہور مین آچکی تہین - اب بہی وہ غدر ہی کرنے آیا تہا یعنی اربد کو گہر سے سکہلا کے
لایا تہا کہ مین تو محمد کو باتون مین لگاونگا تو اونہین غافل پا کے پیچہے سے تلوار ماریو تا کہ جہگڑا ہی
چکے اور ہم اونکے اندیشون سے بالکل فارغ ہوجائین - غرضکہ جب یہ لوگ محفل فیض منزل نبوی
مین داخل ہوے تو عامر بن الطفیل نے آنحضرت سے التماس کی کہ حضرت اگر مین مسلمان
ہو جاؤن تو مجہے کیا فائدہ ہوگا - ارشاد ہوا کہ وہی فائدہ ہوگا جو اور مسلمانون کو ہوتا ہے یعنی خدا تعالیٰ
تجہہ سے خوش ہو جائیگا اور نجات اخروی حاصل ہوگی - اوس نے کہا کہ مجہے تو آپ اپنا خلیفہ
کردین - آپ نے فرمایا کہ میری خلافت تو تجہے اور تیری قوم کو نہین حاصل ہو سکتی یہ حق اورونکا
ہے جنکو تو نہین جانتا - عامر بولا کہ اچہا اگر یہ نہین کرتے تو مجہے جنگل کے رہنے والے بدویون
ہی کا سردار کردو - اور تم شہر و بستی کے حاکم رہو - آپ نے فرمایا کہ یہ بہی ممکن نہین البتہ مین تجہے
ایک جماعت کا سردار کر سکتا ہون تا کہ تو اونہین ساتہہ لیکے خدا کی راہ مین جہاد کرے اور تجہے
سعادت دارین حاصل ہو - اوس نے کہا کہ یہ تو تحصیل حاصل ہے کیونکہ مین یون بہی اپنی
قوم کا سردار ہون - واللہ مین آپ پر ایک لشکر جرار پیادہ و سوار کا چڑہا ے لاتا ہون جس مین
ایک ہزار گہوڑے اور ایک ہزار سرخ اونٹ ہونگے پہر تمکو ساری حقیقت معلوم ہو جائیگی -
یہ کہکر اربد کے ساتہہ چلدیا - اثنا ے راہ مین اربد سے کہنے لگا کہ تو نے میرا کہا کیون نہ مانا -
اوس نے جواب دیا کہ واللہ جب مین اونکے مارنے کا قصد کرتا تہا تو مجہے اپنے اور محمد کے بیچ مین
تو نظر آتا تہا - اس لئے مین نے قتل نہین کیا - یہ دونون تو اسطرح کی باتین کرتے ہوے چلے
جاتے تہے - ادہر آنحضرت نے یہ دعا کی اللھم اکفنی عامرا واھد بنی
عامر واغز الاسلام عن عامر یعنی بار خدایا مجہے عامر کے شر سے بچائیو اور بنی عامر کو ہدایت کر

اور اسلام کو عامر بن الطفیل سے بے پرواہ کر۔ راہ مین اربد پر بجلی گری اور وہ جل بہن کے خاک سیاہ ہوگیا۔ عامر کے گلے مین ایک غدود اونٹ کے گلے کے غدود کے برابر نکل آیا وہ اوسکی تکلیف سے قبیلہ سلول کی ایک عورت کے گہر مین جا اوترا اور کہتا تہا۔

غدۃ کغدۃ البعیر و الموت فی بیت سلولیۃ۔ اب اوسکا یہ قول ملک عرب مین ضرب المثل ہوگیا ہے۔ جب کسی پر ایک ساتھہ دو مصیبتین پڑتی ہین تو وہ یہی کلام زبان پر لاتا ہے۔ پہر وہ سلولیہ کے گہر سے بہی سوار ہو کے چلا اور رراستہ مین مرگیا۔

واضح ہو کہ علماے سیر وفد عامر کو وفد بنی عامر لکہتے ہین مگر صاحب روضۃ الاحباب نے اسے وفد عامر بن صعصعہ کہا ہے۔ یہ کسی نے نہین بیان کیا کہ ان آنے والون مین سے کتنے مسلمان ہوے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سواے عامر بن الطفیل اور اربد کے سب اسلام لاے۔

۸۔ بنی سعد بن بکر نے ضمامہ بن ثعلبہ کو اپنا ایلچی کر کے آنحضرت کی خدمت مین بہیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم بہت سے آدمی آنحضرت کے پاس بیٹہے تہے کہ ایک شتر سوار آیا اور آکے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر باندہ دیا اور پوچہا کہ لوگو محمد تم مین سے کسکا نام ہے۔ ہمنے کہا کہ یہ صاحب سپید رنگ جو تکیہ لگاے بیٹہے ہین محمد ہین کیونکہ اتفاقاً آنحضرت اوسوقت خلاف معمول اسی طرح بیٹہے ہوے تہے ہمکو اوسکی ناشناسائی پر تعجب آیا کہ باوجود اس سطوت اور ہیبت اور امتیاز و نورانیت کے بہی اس شخص نے آپکو بغیر پوچہے نہ پہچانا مگر غور سے دیکہا تو معلوم ہوا کہ اوسکی بینائی مین فرق ہے اور اوسکا یہ دریافت کرنا کچہہ اوسکی سادہ دلی سے بہی تہا جو بدویون مین ہوا کرتی ہے۔ اوس نے عرض کی کہ اے ابن عبد المطلب مین آپ سے کچہہ پوچہا چاہتا ہون اگر اثناے کلام مین کچہہ درشتی کرون

تو معاف فرمائیگا - ارشاد ہوا کہ کچھ فکر نہ کرو جو دریافت کرنا ہے پوچھو -
یہ شخص بھی سجیلا جوان دو کاکل والا اور سرخ و سپید تھا - بولا -
اے محمد تم کو قسم ہے اپنے پروردگار کی اور اونکے پروردگار کی جو تم سے پہلے گذرے ہین سچ بتانا کیا تمکو خدا نے ہماری ہدایت کے لئے بہیجا ہے -
آنحضرت - بیشک خدا نے مجھے اسی کام کے لئے متعین فرمایا ہے -
ضمامہ - اے محمد تمہین قسم ہے خدا کی کیا تمہین خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم سے اوسکی پرستش کراؤ اور توحید کی تعلیم دو اور اون بتون کی پوجا جنکو سالہا سال سے ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آے ہین ہم سے چھوڑوا دو -
آنحضرت - ہان ہان مجھے خدا نے یہی حکم دیا ہے -
اسکے بعد ضمامہ یا ضمضام نے نماز و روزہ و زکوٰۃ و صبر و قناعت و حلال و حرام کی سب باتین اسی طرح قسم دلا دلا کے آپ سے دریافت کین اور سب کا جواب معقول پایا - پھر بولا کہ اے خدا کے رسول برحق مین بھی ان سب باتون پر ایمان لایا ہون - میرا نام ضمامہ ابن ثعلبہ ہے اور بہائی ہون بنی سعد بن بکر کا - اونہون نے مجھکو یہان بہیجا ہے تاکہ تمہارے دین کا حال دریافت کرون - اتنا کہکے اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور چلدیا - اپنی قوم مین پہونچکے لات و منات و عزیٰ و ہبل کی اہانت کرنا شروع کی - قوم کے لوگ بولے اے ضمامہ خاموش تو بڑی بے ادبی کرتا ہے ہمارے بت ناراض ہو کے کہین تجھے برص جذام یا جنون مین مبتلا نہ کردین - ضمامہ نے جوابدیا کہ تم بڑے بیوقوف ہو یہ بت کسی کو نفع یا نقصان نہین پہونچا سکتے - اللہ تعالےٰ نے اپنا ایک رسول بہیجا ہے اور ایک کتاب اپنی اوسے دی ہے وہ رسول اور خدا کی کتاب ہم کو تعلیم دیتے ہدایت کرتے اور گمراہی سے نکالتے ہین - اے میری قوم

مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اوسکا رسول برحق ہے - مین آنحضرت کیطرف
سے تمھارے پاس مامورات اور منہیات لایا ہون - راوی کہتا ہے کہ واللہ ایک رات
بھی نہین گذری کہ ساری قوم مسلمان ہوگئی - اونہون نے مسجدین بنائین - اون مین اذانین
دینے لگے اور سب نے نماز پڑہنا شروع کردیا - زکوٰۃ بھی دیتے تھے اور اگر کسی بات مین
اونکو شبہ ناشی ہوتا تو حضرت ضمامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے آکے دریافت کرتے اور جواب
شافی پاتے -

۹ - حضرت رویفع بن ثابت بلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ربیع الاول ۹ھ
مین میری قوم کا وفد آیا مین اونکے استقبال کو گیا - راہ مین اون سے ملکے اونہین مرحبا کہا
اور اپنے گھر مین لاکر اوتارا - اون لوگون نے اپنی پوشاکین بدلین اور میرے ساتھہ آنحضرت
کی خدمت مین حاضر ہوے - حضور نے مجھہ سے پوچھا کہ اے رویفع یہ کون لوگ ہین اور
میرے پاس کیون آے ہین - مین نے بصد تعظیم گذارش کی کہ حضور یہ میری قوم کے لوگ
ہین اور آپ کے حضور مین مسلمان ہونیکو آے ہین اور ذمہ کرتے ہین کہ ہماری ساری قوم
مسلمان ہوجائیگی - آنحضرت نے فرمایا مرحبا بك وبقومك من يرد الله به خيرا يهده
للاسلام ○ ترجمہ - اے رویفع مرحبا تجھے اور تیری قوم کو خدا
جسکے ساتھہ نیکی کرنا چاہتا ہے اوسے اسلام کی طرف ہدایت کرتا ہے - مین نے عرض کی کہ
یا حضرت یہ سب لوگ میرے گھر پر فروکش ہین - ارشاد ہوا رویفع تم نے بہت اچھا کیا ہم تم سے
نہایت خوش ہوے -

اون لوگون مین ایک بڈہا آدمی تہا جسے ابو الضبیف کہتے تہے اوس نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ ہم خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی تصدیق کرنے آے ہین اور گواہی

دیتے ہین کہ جو کچھ آپ خدا کے پاس سے لائے ہین وہ حق ہے - اور جنکو ہمارے بزرگ لوگ پوجتے تھے ہم اون سے بالکل ناراض ہوگئے - آنحضرت نے فرمایا کہ شکر اور احسان ہے اوس خدا کا جس نے تمکو اسلام کی طرف رہنما کیا - جانو اور آگاہ ہو تم کہ جو کوئی سوائے اسلام کے اور کسی دین کی طرف گیا اور اوسی مین مرا وہ دوزخ مین ہے - پھر ابوالضیف بولا کہ یا رسول اللہ مجھے مہانداری کا شوق بہت ہے کیا اس کا مجھے اجر اور ثواب ملیگا - ارشاد ہوا کہ بیشک ملیگا - پھر اوس نے یہ دریافت کیا کہ اے رسول خدا مہمانی کے لئے کتنے دن مقرر ہین - فرمایا کہ تین دن اور تین روز کے بعد اگر مہمان میزبان کے یہان کھاتا ہے تو صدقہ کا مال کھاتا ہے - ہان اگر زبردستی میزبان ہی رکھلے اور مہمان کو نہ جانے دے تو یہ اور بات ہے - پھر آنحضرت فرمانے لگے کہ اے ابوالضیف اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کا نیک کام کردے تو یہ بھی صدقہ ہے چاہے وہ مسلمان جسکا کام نکلا ہے امیر ہو یا فقیر - کسی کے ساتھہ نیکی کرنا صدقہ ہے - اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ پیشانی اور خوشی کے ساتھہ ملنا صدقہ ہی اپنے ڈول سے بھائی مسلمان کا برتن بھر دینا صدقہ ہے - تیرا تبسم کرنا بھائی مسلمان کے سامنے صدقہ ہے - نیک کام کرنے کے لئے کہنا صدقہ ہے - کسی کو بُرے کام سے روکنا صدقہ ہے - بھولے ہوئے کو راہ بتا دینا صدقہ ہے - اندھے دھندے کو پکڑ کے لیجانا اور جہان وہ جاتا ہو اوسے بحفاظت اور بآرام پہونچا دینا صدقہ ہے - تکلیف دینے والی چیز کو راہ سے دور کردینا صدقہ ہے - مسلمان کے سوا اور کسی کا نیک کام کردینا بھی صدقہ ہے - اور افضل الصدقة ان تشبع کبدا جائعا - بہترین صدقہ یہ ہے کہ تو کسی بھوکے کا پیٹ بھر دے - پھر اوس پیر جہاندیدہ نے دریافت کیا کہ یا رسول کریم - کھوئی ہوئی بھیڑ بکری کی نسبت حضور کیا حکم دیتے ہین - ارشاد ہوا کہ اونہین تو پکڑ لیگا یا تیرا بھائی یا بھیڑیا یہی تین

صورتین ہین - اگر کوئی کسی کی کھوئی ہوئی بھیڑ یا بکری پا دے تو اوسے اپنے پاس رکھے جب اوسکا
مالک آوے اور ثابت کر دے کہ یہ میری ملک ہے تو اوسے دیدے نہین تو آپ اوسکو چارہ
پانی دے اور اوس سے فائدہ اوٹھاوے اسکے بعد اوس نے التماس کی کہ حضور کھوے
ہوے اونٹ کی نسبت آپ کیا ارشاد فرماتے ہین - حکم ہوا کہ تمھین اوس سے کیا کام ہے
تم اوسکو ہاتھہ نہ لگاؤ جو اوسکا مالک ہوگا آپ ڈہونڈہ ڈہانڈہ کے لیجائیگا - آخر مین اوس بزرگ
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ زمانہ جاہلیت مین ہم لوٹ مار کیا کرتے تھے - اوس مال مین سے
اب بھی ہمارے پاس بہت کچھہ موجود ہے چونکہ اب ہم مسلمان ہو گئے ہین - اس لئے
اب اوس مال کے حق مین حضور کیا فرماتے ہین - ارشاد ہوا کہ جو شخص توبہ کر کے کفر و شرک سے
پاک ہو گیا تو جو مال اوسکے پاس ہے اوسی کا ہے مگر اب غارتگری نہ کرنا -

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اسکے بعد وفد کے لوگ آنحضرت سے رخصت
ہو کر پھر میرے یہان آ گئے - جب تک وہ میرے گھر رہے آنحضرت اونکی ضیافت اور
مہمانداری مین میری بہت سی مدد فرماتے تھے اور بلا ناغہ روز اونکے لئے چھوہارے بھیجتے
تھے - بعد چند روز کے آپ نے اونہین انعام دیکر رخصت کر دیا اور وہ اپنے اپنے گھر چلے گئے -

۱۰ - پھر تیرہ آدمی وفد تجیب کے آے - اور اپنے مال و مویشی کی زکوٰۃ لاے - آنحضرت
نے اونکے آنے سے اظہار خوشی کیا - اونکو مرحبا کہا اور خاطر و تواضع کے ساتھہ بہت اچھی جگہہ
اوتارا - اون لوگون نے عرض کی کہ حضور ہم زکوٰۃ لاے ہین اوسے بیت المال مین داخل کریجے
ارشاد ہوا کہ تم بہت اچھے لوگ ہوا سے اپنے ہی ساتھہ لیتے جانا اور اپنی قوم کے فقرا و مساکین
مین صرف کرنا - اونھون نے جوابدیا کہ حضور ہم اپنے فقرا و مساکین کو پہلے ہی سے دیکر مستغنی
کر آے ہین اوسکے بعد جو بچا ہے اوسے یہان لاے ہین یہ تو بیت المال کا ہی حق ہے یہین رہیگا

اسے ہم ہرگز پھیر کے نہین لیجائینگے - آنحضرت نے اونکی خاطر سے اوسے داخل کرلیا - اور فرمایا کہ بیشک کنجی ہدایت کی ید قدرت مین ہے جسکے سینہ مین چاہتا ہے خزانہ ایمان کا کھولدیتا ہے - جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ملک عرب سے ہمارے یہان کوئی وفد تجیب کے مانند نہین آیا -

پھران لوگون نے مسائل نماز و روزہ آنحضرت سے دریافت کیئے اور تعلیم قرآن مجید حاصل کی - آپ اسکے باعث اون سے اور بھی زیادہ خوش ہوے اور محبت کرنے لگے - بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ انکی خاطر اور مہمانداری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو - رخصت کے وقت بہ نسبت اور وفود کے اونہین انعام بھی زیادہ ملا - جب سب انعام واکرام سے بہرہ یاب ہو چکے تو اون سے دریافت کیا گیا کہ اب تو کوئی آدمی تم مین انعام سے باقی نہین رہگیا ہے اونہون نے عرض کی کہ نہین سب لیچکے - آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی ایک آدمی باقی ہے اوسے بھی حاضر کرو - پہلے تو وہ لوگ دریاے حیرت مین مستغرق ہوے پھر کہنے لگے کہ حضور وہ تو ایک ناچیز سا آدمی ہمارا خدمتگار ہے جسے ہم اپنے اسباب کی حفاظت کے لئے فرودگاہ پر چھوڑ آے ہین - اوسکے لیئے آپ کیون تکلیف گوارا کرتے ہین رہنے بھی دیجیئے - ارشاد ہوا کہ نہین ایسا نہین ہوسکتا اوسے بھی ہمارے پاس بھیجو - چنانچہ الامر فوق الادب - یہ لوگ اپنی جگہہ پر گئے اور اوسے حضور مین بھیجدیا - جب اوس نے خدمت بابرکت مین حاضر ہو کے عرض کی کہ حضور مین اون لوگون مین ہون جو ابھی دربار فلک آثار سے مرخص ہوے ہین اور جنکی حاجتین آپ نے روا کی ہین اور چونکہ حضور حاجت رواے خلق ہین اس لئے میری بھی حاجت روائی فرمائیے تو ارشاد ہوا کہ تم بھی کہدالودل کی دل مین نہ رکھو - اوس نے عرض کی کہ مین اپنے وطن مالوفہ سے اس لئے نہین آیا ہون کہ مال دنیا کو لیجاؤن - مین تو سب سے

بڑی چیز حضور سے مانگونگا اگر ملے تو عرض کرون - اوسوقت آنحضرت نے خاص توجہ اوسکی
طرف فرمائی وہ بولا - یا رسول اللہ میرے لئے درگاہ باری مین دعا کیجئے کہ اللہ جل شانہ مجھے
بخشدے - مجھپر رحمت کرے - میرے دل کو مال دنیا سے بے پرواہ کردے اور غنا ے
قلبی مجھے مرحمت فرمائے - آنحضرت کو جب علو ہمتی اوسکی معلوم ہوئی تو اوسکے حق مین یہ دعا کی
اللھم اغفر لہ وارحمہ واجعل غناءہ فی قلبہ یعنی بار خدایا تو اوسکو بخشدے - اوسپر
رحم کر اور غنا اوسکے دل مین ڈالدے - پھر عنایت بیغایت سے اوسکو سب سے زیادہ
انعام دیا - روایت ہے کہ وہ اپنی قوم کے سب لوگون سے اچھا ہوگیا - اوس سے بہتر قاری
اوس قوم مین کوئی نہ تھا - آپ نے اوسے اوس قوم کا امیر کردیا - چنانچہ اون سبکو وہی نماز
پڑہایا کرتا تہا - پھر وہ سب لوگ اپنے وطن کو چلے گئے - دوسرے سال اوس قوم کے
چند آدمی آنحضرت سے حجۃ الوداع مین ملے - آپ نے اوس جوان کا حال پوچھا - اونھون نے
بیان کیا کہ یا رسول اللہ ابتو اوسکا نظیر ہمین کہین نظر نہین آتا بڑا ہی قانع اور صابر ہوگیا ہے -
اوسکی عالی ہمتی کا یہ حال ہے کہ اگر تمام دنیا اوسے دیدیجئے تو وہ لات تک نہین مارتا - فقیری
اور مسکنت مین مست ہو رہا ہے - ہر وقت یاد آلہی مین مستغرق اور عبادت و ریاضت مین
مصروف رہتا ہے - جمیع بندگان خدا کے ساتھ خوش اخلاقی اور تواضع سے پیش آتا ہے -
۱۱ - اسی سال نہم مین کندہ کا وفد آیا - یہ لفظ کندہ بروزن زندہ قبائل یمن مین سے ایک
قبیلہ کا نام ہے اور لقب ہے ثور بن غفیر اکا جو اس قبیلہ کا باپ ہے - کندہ مشتق ہے کنود
سے جس مین کاف کو ضمہ ہے اور کنود کے معنی ہین ناشکری کرنا - ثور بن غفیر اکا لقب کندہ اسلئے
ہوا کہ وہ اپنے باپ سے کفران نعمت کرکے اپنے مامون سے جا ملا تہا - اس وفد مین ۶۰
یا ۸۰ سوار تھے - سب کے سب بالون مین کنگھی کیئے بانکے ترچھے بنے ہوے اور ہتیار

لگاے تھے - اور بردیمانی کے جبے پہنے ہوے تھے جنہین ریشمی حاشیے لگے تھے -
جب آنحضرت نے اونہین دیکھا تو دریافت کیا کہ کیا تم مسلمان نہین ہو - اونہون نے عرض کی کہ
ہان ہم اسلام لاے ہین - ارشاد ہوا - پہر تم نے کیون حریر اپنے گردنون مین ڈال رکھا ہے -
یہ سنتے ہی اونہون نے اپنے کپڑے پہاڑ کے پہینکدئے -

۱۲ - دارم قبیلہ لخم کا وفد آیا - یہ دس آدمی تھے - سردار انکا ہانی ابن حبیب تہا - سبہون
نے لبشوق تمام اسلام قبول کیا - یہ لوگ آنحضرت صلعم کے لئے ایک گھوڑا اور چند قباے
زربفت اور ایک مشک شراب لبطور تحفہ لاے تھے - حضور نے ہانی سے فرمایا کہ شراب
اللہ نے حرام کی ہے اسے کیون لاے ہو - ہانی بولا اگر یہ حرام ہے تو اسے فروخت کردونگا -
آنحضرت نے فرمایا کہ جو چیز حرام ہے اوسکا بیچنا بہی جائز نہین اسے تو پہینکدو - ہانی نے
تمام شراب زمین پر بہادی - گھوڑا اور قبائین حضور نے البتہ قبول کین اور اونمین سے ایک قبا
حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو مرحمت ہوئی - حضرت عباس نے گذارش کی -
یانبی اللہ مین اسکا کیا کرون یہ تو مردون پر حرام ہے - ارشاد ہوا کہ اسکا سونا چاندی الگ کرکے
عورتون کا زیور بناؤ اور اپنے صرف مین لاؤ اور کپڑے کو بہی بیچو - حضرت عباس نے اوس قبا کو
ایک یہودی کے ہاتہہ آٹھہ ہزار درہم مین فروخت کردیا - یہ وفد حضور کی وفات تک مدینہ ہی مین رہا -

ذکر موت عبد اللہ ابن ابی ابن سلول منافق

یہ شخص کل بیس دن بیمار رہکے ماہ ذیقعدہ ۹ھ مین مرگیا - اسکے صرف ایک بیٹا تہا اور
اوسکا نام بھی عبد اللہ ہی تہا جو بڑا پکا مسلمان اور آنحضرت کا سچا جان نثار تہا - جب اوسکا باپ
بیمار پڑا تو وہ اوسکی عیادت کو جایا کرتا تہا - جس دن وہ مرنے کو تہا تو ہمارے حضور بہی اوسے
دیکھنے کو تشریف لے گئے - اوسکی حالت نزع تہی - آپ بالین پر جاکے بیٹھے اور فرمایا - اے

عبداللہ مین تجھے یہود کی دوستی سے منع کرتا تھا۔ تو نے نہ مانا۔ وہ بولا کہ اسعد ابن زرارہ جو یہود کا دشمن قلبی تھا اوسے کیا فائدہ ہوا جو مجھے ہوتا۔ وہ بھی مرگیا اور مین بھی مرونگا۔ پھر کہنے لگا کہ یا رسول اللہ اب تو مین اس جہان سے جاتا ہون ایک عرض میری قبول ہو کہ میرے مرنے کے بعد آپ میرے جنازہ پر ضرور آئین اور اپنا پیراہن میرے کفن کے لئے مرحمت فرمائین آنحضرت اوسدن دو پیراہن پہنے ہوے تھے آپ نے اوسی وقت اوپر کا پیراہن اوتار کے اوسے دیدیا۔ وہ بولا کہ اوپر کا پیراہن تو مین نہ لونگا مجھے تو نیچے کا دیجئے جو آپ کے جسم مبارک سے ملصق ہے۔ حضور نے نیچے ہی کا پیراہن اوسے اوتار دیا۔ پھر ابن ابی نے کہا کہ میرے جنازہ کی نماز بھی آپ ہی پڑہائین۔ اور حق سبحانہ تعالے سے میری آمرزش ومغفرت کی دعا مانگین۔ آنحضرت نے اوسکی یہ استدعا بھی قبول فرمالی۔ جب اوس کا انتقال ہو گیا تو جناب رسول خدا اپنے وعدہ کے بموجب تجہیز کے وقت پھر تشریف فرما ہوے اور اوسکے بیٹے سے تعزیت کی۔ جب نماز پڑہانے کا وقت آیا تو جناب عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ ہم ایسے منافق کے جنازہ کی نماز آپ کو نہین پڑہنے دینگے حضور مسکراے اور فرمایا۔ عمر میرا دامن چھوڑ دو مین نے اس منافق کے لئے استغفار اختیار کر لیا ہے۔ آخر حضرت فاروق اعظم نے حضور کو چھوڑ دیا اور آپنے ابن ابی کے جنازہ کی نماز پڑہی۔ اب ملاحظہ ہو کہ جب منافقین مدینہ نے دیکھا کہ ہمارا سردار مرا اور اوسے بھی مسلمانون کے پیغمبر کی نماز ودعا کی ضرورت ہوئی تو اونمین کے بہت لوگ صدق دل سے ایمان لے آے۔ آنحضرت کی اس ادا نے بھی بہتون کو اپنا مفتون کر لیا۔

خوبرویون کی خموشی مین بھی سو گھاتین ہین	یہ جو ہے کم سخنی اسمین بہت باتین ہین

ارباب سیر فرماتے ہین کہ جنگ بدر کے دن جب مسلمانون نے حضرت عباس کو گرفتار

کرلیا تو اونکے پاس پیراہن نہ تہا۔ بہت سے لوگون نے اپنے کپڑے اونہین پہنائے مگر کسی کے ٹہیک نہ آئے۔ تو عبداللہ بن ابی دوڑ کے اپنا پیراہن لے آیا وہ جناب عباس رضی اللہ عنہ کے آگیا۔ اوس نے وہ اونہین کو دیدیا۔ پہر حدیبیہ کے دن مشرکون نے اوس سے کہا کہ ہم محمدؐ کو تو مکہ مین قدم نہ رکہنے دینگے اگر تو چاہے تو عمرہ ادا کرلے۔ عبداللہ بن ابی سلول نے اسکا یہ جواب دیا کہ محمدؐ ہمارے پیشوا اور مقتدا ہین جب وہ اندر نہ جائینگے تو مین بہی پیش قدمی نہ کرونگا۔ اوسکے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور بہت سے عزیز واقربا آنحضرت کے مخلصون مین تہے۔ اون پہلے دو احسانون کے بدلے مین جو اوس نے محض آپکی عزت وحرمت رکہنے کے لئے کئے تہے اور اوسکے عزیزون کی دلجوئی کی خاطر آپنے اپنا پیراہن مبارک اوسکے کفن کیواسطے دیا۔ اوسکے جنازہ کی نماز پڑہی۔ اوسکے حق مین استغفار کی اور اوسکے بیٹے سے ماتم پرسی کے کلمات فرمائے تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے کہ پیمبر لوگ تنکے اوتارنے کے احسان کو بہی بہت بڑا سمجہتے ہین۔ باپون کی صلاحیت بیٹون کے حق مین موثر ہے اور فرزندون کی سعادت مندی باپون کے لئے مثمر ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ ابن ابی کے دفن کے بعد ایک ہزار منافق آنحضرت کا یہ خلق دیکہکے تہ دل سے مسلمان ہوگئے۔ ایک روایت یون ہے کہ آنحضرت دفن کے بعد اوسکی قبر پر پہونچے تہے۔ اوسی وقت قبر کو کہلوا کے اوسکے سر کو اپنی گود مین لیا اور اپنے منہ کا لعاب اوسکے منہ مین ڈالا۔

وفات حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ شاہ حبشہ

اسی سال نہم ہجری مین یہ حادثہ جانکاہ ہوا۔ جابر ابن عبداللہ انصاری سے ثابت ہے کہ جسدن حبشہ مین حضرت نجاشی کا انتقال ہوا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مدینہ مین اصحاب سے فرمایا کہ آج ایک مرد صالح نے دنیا سے کوچ کیا ہے اوٹھو اور اوسکی نماز پڑہو۔ اصحاب فوراً تیار ہو گئے۔ آنحضرت نے مصلی مدینہ کے دروازہ پر نماز پڑہی۔ جب جبشہ سے خطوط آے تو معلوم ہوا کہ حضرت نجاشی کا انتقال اوسی دن ہوا تہا جس دن آنحضرت نے اونکے جنازہ کی نماز پڑہی تھی۔ حضرت نجاشی کا نام اصحمہ تہا۔ عیدگاہ مدینہ مین اونکے جنازہ کی نماز پڑہی گئی تہی۔ اور جسطرح تبوک مین حضرت معاویہ ابن معویہ لیثی رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آنحضرت کے سامنے کردیا تہا اوسی طرح حضرت نجاشی کا جنازہ بہی حضور کے پیش نظر آگیا تہا۔ حضرت معاویہ لیثی نے مدینہ مین وفات پائی

انتقال پرملال حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

اسی سال مین حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا دختر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

بعض اور وفود

قبائل یمن سے قبیلہ ہمدان۔ قبائل بنی تمیم سے قبیلہ مزینہ۔ قبیلہ دوس۔ شام کی ایک بستی عذرہ۔ قبیلہ محارب۔ یمن سے قبیلہ صداء اور قبیلہ غسان۔ قبیلہ بنی عبس۔ قبیلہ ازد۔ قبیلہ منتفق۔ یمن سے قبیلہ نخع۔ قبیلہ خولان۔ قبیلہ زہاد۔ بجیلہ۔ اور حنیفہ کے وفود آے اور سب مسلمان ہو گئے۔

واضح ہو کہ حضرت محمد بن سعد رحمتہ اللہ علیہ شاگرد و کاتب حضرت واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کتاب عربی زبان مین لکہی ہے اور وہ ملک جرمنی مین چہپی ہے۔ اوس مین حضرت مصنف جنہین علماے اسلام اونکے اوستاد سے زیادہ معتبر سمجہتے ہین لکہتے ہین کہ ۵۷ بادشاہون اور سرداروں کو آنحضرت نے نامہ تحریر فرماے اور ا۷ مقامات سے وفود آے۔ ان لوگون

مین سے لاکھون آدمی بطیب خاطر بلا خوف شمشیر خوشی بخوشی مسلمان ہوگئے - اور جیسا کہ ہم غزوات وسرایا کا حال جو آنحضرت کے زمانہ مین ہوے لکھہ چکے ہین اوس سے بہی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کے جہاد واسطے دفع مضرت مسلمانان کے تہے نہ کہ واسطے ملک گیری اور اشاعت اسلام کے - پس اسلام پر بزور شمشیر پہیلنے کا الزام موضوعات اجاب ہے اور بس - اور بفرض محال اگر اسلام کو تلوار کے زور سے پہیلا ہوا مان بہی لین تو مسلمانون کا کیا ہرج ہے یہ ایک اور معجزہ دیگر معجزات پر مستزاد ہو جایگا - شرح اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک آدمی تو دست بقبضہ ایک طرف تہا اور تمام دنیا کی تلوارین ایک طرف - اوس ایک آدمی کی تلوار کے آگے ساری دنیا کی تلوارین کاٹہہ کی ہوگئین اور اوس اکیلے ایک نے روے زمین پر پچاس ساٹھہ کرور آدمی اپنے مقلد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے پیدا کر لئے جو سر کٹنے پر بہی اپنے دین وایمان سے نہین ٹلتے اگر یہ معجزہ نہین ہے تو اور کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ موید من اللہ تہا اور وہ زور شمشیر بہی کوئی حکمت خدا ہی تہی - اگر کسی فلاسفر یا حکیم یا عقلمند کی راے مین اس استحکام کیساتہہ کوئی جہوٹا دین بزور شمشیر پہیل سکتا ہو تو ہم اوسکی پیروی کرنے کو موجود ہین - بسم اللہ وہ شروع کرین بلکہ ہم تلوار کے ساتہہ اپنے پنجون سے بہی نوچینگے - دانتون سے بہی کاٹینگے اور لاتین بھی چلائینگے پہر دیکہینگے کہ وہ اپنے دین کو تمام دنیا کے خلاف کیسے جاری کئے لیتے ہین -

ذکر حاتم طائی

ہم اوپر وفد بنی طے اور حاتم طائی کے بیٹے اور بیٹی کے مسلمان ہونے کا حال لکھہ چکے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیک مرد حاتم جو "سخی حبیب اللہ" مین داخل ہے کوئی بنایا ہوا اور خیالی آدمی نہین ہے جیسا کہ بعض لوگون کا خیال ہے بلکہ واقع مین اس کا وجود ملک

عرب مین تہا اور حاتم طائی اور حضرت عبد المطلب آنحضرت کے دادا صاحب اور نوشیروان عادل نے ایک ہی سال مین انتقال فرمایا ہے۔ البتہ حاتم طائی کے قصہ کہانیان جو آرائش محفل وغیرہ مین ہین خلاف واقع ہین۔ چونکہ حاتم بڑا نیک اور سخی فیاض وہمدرد بنی آدم تہا اسلئے ہم اوسکا حال معتبر ذرایع سے لکھتے ہین۔

حاتم عرب کے قبیلہ طے مین تہا اسی لئے اوسے حاتم طائی کہتے ہین سلسلہ نسب اوسکا یون ہے کہ حاتم بن عبد اللہ بن سعد بن حشرج۔

اوسکی مان عتبہ نے ایام حمل مین خواب دیکہا کہ ایک متبرک سفید پوش پیر مرد مجہہ سے یہ کہتا ہے کہ اے عتبہ تو ایک لڑکا فیاض وسخی لینا پسند کرتی ہے یا یہ چاہتی ہے کہ تیرے دس لڑکے شیر نر کی طرح بہادر ہون جو جنگ مین بہی نام حاصل کرین۔ عتبہ نے جواب دیا کہ مین تو فیاض وسخی بچہ چاہتی ہون۔ پس اسی حمل سے حاتم پیدا ہوا۔

حاتم کی مان عتبہ بہی فیاضی وسخاوت مین بے نظیر اور ضرب المثل تہی جہان تک اوس سے ہوسکتا کبہی سائل کے سوال کو رد نہین کرتی تہی۔ جو کچہہ اوسکے پاس ہوتا اوسی دن خرچ کر دیتی تہی دوسرے دن کے لئے روٹی کا ایک سوکہا ٹکڑا اوٹہا کے نہین رکہتی تہی مگر عتبہ کے بہائی کنجوس اور تنگدل تہے۔ اونہون نے جب دیکہا کہ ہماری بہن اس داد ودہش سے سارے گہر کو لٹا دیگی تو اوسپر بہت غصہ کیا اور ایسی سخاوت سے روکا پہر بہی وہ نہ مانی تو اونہون نے عتبہ کو اپنے گہر سے نکال باہر کیا۔ چند روز تو اوس فیاض بی بی نے بڑی عسرت سے بسر کئے۔ آخر بہائیون کو رحم آیا اور سوچے کہ اب عتبہ کی عقل اس تکلیف سے ٹہکانے آگئی ہوگی اس لئے اوسے چند اونٹ دیدئے تاکہ اونکے دودہ سے گذران کرے۔ قبیلہ ہوازن کی ایک عورت ہر سال اوس سے سوال کرنے آیا کرتی تہی چنانچہ اس دفعہ بہی وہ آئی

عتبہ نے وہ اونٹ سب کے سب اوسے دیدئے اور کہا کہ بہن اندنون بہوک سے مین نے ایسی مصیبت اوٹہائی ہے کہ اب کسیکا سوال رد نہ کرونگی کیونکہ ناداری مین جیسی تکلیف مجھے ہوئی ہے ایسی ہی اورون کو بہی ہوتی ہوگی۔

حاتم ابہی آغوش مادر ہی مین تہا کہ باپ اوسکا انتقال کرگیا۔ دادا نے حاتم کی پرورش اختیار کی۔ جب حاتم نے ہوش سنبہالا تو اوسکی یہ عادت تہی کہ گہر سے کہانا لیکے نکل جاتا اور جو کوئی اوسے باہر ملتا اوسکے ساتہہ ملکے کہاتا اور جسدن اتفاقا کوئی نہ ملتا تو شام کو کہانا جنگل مین پہینک کے سیدہا گہر آجاتا تہا۔ دادا کو اوسکی یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی اور کہنے لگا کہ حاتم تو بہت آوارہ پہرتا ہے اب تو میرے اونٹ جنگل مین لیجاکے چرایا کرتا کہ تجہہ سے کوئی کام بہی نکلے۔ دوسرے دن سے حاتم اونٹون کو لیجاتا اور اپنی سخاوت کی فکر مین رہتا۔ ایک دن دیکہتا کیا ہے کہ عرب کے مشہور شاعر عبید بن ابرص۔ بشیر بن ابی حازم۔ اور نابغہ ذبیانی سامنے سے چلے آتے ہین۔ یہ لوگ قصیدے کہہ کہکے انعام کی امید مین نعمان بن منذر کے پاس جاتے تہے۔ جب تینون حاتم کے پاس پہونچے تو کہنے لگے ہم بہوکے ہین کیا تم ہمارے میزبان بن سکتے ہو۔ حاتم نے جوابدیا واللہ تم بہی عجیب لوگ ہو کہ اتنے اونٹ میرے ساتہہ دیکہتے ہو اور پہر پوچہتے ہو کہ تیرے پاس کچہہ ہے۔ سواریون سے اوترو مین تمہاری مہمانی کرونگا تینون شاعر اوتر پڑے اور حاتم نے جہٹ تین اونٹ ذبح کرڈالے۔ وہ چلائے کہ یہ کیا کرتے ہو ہم تو انکے دودہ ہی پر بسر کرلیتے تم نے ناحق تین آدمیون کے لئے اپنے تین اونٹ ضائع کئے اتنا گوشت کیا ہوگا۔ حاتم نے جوابدیا میرے تین عزیز مہمان ہین ہین سب کی خاطر برابر کرونگا مین دیکہتا ہون کہ تمہارے رنگ وخط وخال جدا جدا ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے وطن بہی الگ الگ ہونگے یہی وجہہ ہے کہ مین نے تمہاری دعوت مین ذرا زیادہ تکلف کیا

تاکہ تم اپنے اپنے وطن جاکر اس ضیافت کا ذکر کرو۔ شاعرون نے کہا پس کے حاتم کی مدح مین اشعار کہے۔ اونہین سنکر حاتم بولا کہ مین تو تم کو اپنا زیر بار احسان کیا چاہتا تھا مگر تمنے یہ اشعار سنا کے مجھے اولٹا اپنا ممنون کرلیا اب یہ اونٹ جو تمہارے سامنے کہڑے ہین انہین تم تینون آپسمین بانٹ لو۔ شاعرون نے ہرچند انکار کیا مگر حاتم نہ مانا بلکہ یہ کہنے لگا کہ اگر تم انہین قبول نہ کروگے تو مین ان سبکو ابہی تمہارے سامنے ذبح کرڈالونگا۔ اونہون نے مجبور ہوکے باہم تقسیم کرلئے۔ ہر شاعر کے حصہ مین ننیانوے ننیانوے اونٹ آے۔

حاتم کے دادا نے جب یہ حال سنا تو اوسکے ہوش وحواس جاتے رہے نہایت ہی خفا ہوا اور پوچہا کہ حاتم وہ اونٹ کیا ہوے۔ حاتم نے کہا کہ دادا جان مین نے وہ اونٹ اپنے تین مہمانون کو دیدئے جو شاعر تہے۔ وہ آپکا نام اپنی نظم مین داخل کرینگے جس سے آپکی سخاوت قیامت تک یادگار رہیگی۔ حضرت۔ ایک شعر جس سے ہمارے خاندان کا اور ہمارا نام زندہ رہے اون سب اونٹون سے لاکہہ درجہ بہتر ہے۔ یہ سنکر دادا نے پہر نظر تعجب سے حاتم کی طرف دیکہا اور کہا کہ حاتم کیا تم نے واقع مین سب اونٹ دیڈالے۔ حاتم بولا دادا۔ فی الحقیقت یہ بات سچ ہے اون مین سے ایک بہی باقی نہین۔ دادا نے غصہ سے جل بہن کے کہا کہ اب مین تجہے ہرگز اپنے پاس نہین رکہنے کا جا میرے گہر سے نکل اور اپنا منہ کالا کرکے جدہر تیرے سینگ سمائین چلدے۔ میرے پاس تیری قسمت کے وہی تین سو اونٹ تہے سو مین تجہے دیچکا اب اپنا راستہ لے۔ یہ کہکر حاتم کو دہکے دلوا کے گہر سے باہر کردیا۔ اب حاتم کے پاس مال دنیا مین سے ایک لونڈی اور ایک گہوڑی اور ایک اوسکا بچہیرا رہگیا۔ حاتم نے اس موقع پر جو اشعار کہے اونکا ماحصل یہ ہے۔

"مجہے مفلسی سے محبت ہے اگر مجہکو ثروت حاصل ہوجاتی ہے تو چاہتا ہون کہ سب اپنے

پرائیون کو اوسمین شامل کرون مین اون کو پسند نہین کرتا جنکی طبیعت میری سی نہین ہے مگر خدا اونہین لوگون کو میری سی طبیعت عطا فرماتا ہے جو دریادل ہوتے ہین - مین دولت کو اپنی عزت کی سپر سمجھتا ہون اور فیاضی کے سوا اپنے واسطے کسی صفت کو بہتر نہین جانتا - مجھے اسکی کچھہ پرواہ نہین کہ سعد نے مجھے اپنے گھر سے نکالدیا ہے - مین نے اوسکے لئے ناموری کی ایسی عالی شان عمارت تیار کی ہے - جو بخوبی اون اونٹون کا معاوضہ ہوسکتی ہے جنکو مین نے شاعرون کے حوالہ کیا - مین نرا فیاض ہی نہین بلکہ دلیر بھی ہون جسکے اظہار کا موقع میدان کارزار ہے

واضح ہو کہ مان باپ کی خصلتین اولاد کو ورثہ مین ملتی ہین اور اولاد کو اون عادتون کا روکنا محال ہوجاتا ہے چنانچہ حاتم کو فیاضی مان کی طرف سے ملی تھی - سفانہ دختر حاتم بھی فیاضی مین اپنے باپ سے کچھہ کم نہ تھی - باپ اوسکو جو اونٹ دیتا تھا وہ سائل کو دیڈالتی تھی - یہ دیکھکر حاتم نے ایک دن اوس سے کہا کہ بیٹی اگر مین اور تو دونون اس طرح کی سخاوت کرینگے تو گھر جلدی سے تباہ ہوجائیگا اس لئے مناسب ہے کہ یا تو مین اپنا ہاتھہ روک کر گھر مین چھپ رہون یا تو اپنی فیاضی بند کر - مگر سفانہ مین باپ کی جو عادت آگئی تھی وہ کب جاسکتی تھی اوس نے باپ کی ایک نہ سنی اور برابر اپنے جود و عطا کو جاری رکھا -

اسکے بعد ایک دن قبائل قیس و اسد کے چند آدمی اوسکے پاس آئے جو نعمان کے دربار مین جاتے تھے اور آکر حاتم سے کہا کہ ہم اپنی قوم کو تمہاری تعریف کرتے چھوڑ آئے ہین - اونہون نے ایک پیغام بھی تمہارے پاس بھیجا ہے - حاتم نے دریافت کیا کہ بتاؤ کیا کہا ہے پہلے تو اونہون نے نابغہ کے چند شعر جو حاتم کی تعریف مین تھے پڑھے اور پھر بولے کہ ہم نے یہان آکے تمہارا حال جو سنا ہے اوسکے باعث تم سے سوال کرنے مین شرم آتی ہے - حاتم بولا - کچھہ اسکی پرواہ نہ کرو تم اپنا مطلب کہو - اونہون نے جوابدیا کہ ہمارے ایک ساتھی کا

جانور گم ہوگیا ہے - وہ اور کچھہ کہنے کو تہے کہ حاتم بول اوٹہا بس اتنی سی بات ہے اچھا میری گھوڑی لیجاؤ اور اپنے رفیق کو جا کے اوسپر سوار کرو - وہ گھوڑی لیکر چلے - بچھیڑا بہی اوسکے ساتھہ جانے لگا - لونڈی نے اپنی چادر اوسکے گلے مین ڈالدی اور ہر چند چاہتی تہی کہ اوسی نہ جانے دے مگر بچھیڑا اوچھل کود مچانے لگا اور لونڈی کو بہی اپنے ساتھہ گھسیٹ لیگیا - حاتم نے کہا کہ جو چیز خود بخود تمہارے پیچھے چلی آتی ہے وہ بہی تمہاری ہی ہے خبردار اس بچھیڑی اور لونڈی کو اب میرے پاس نہ آنے دینا انہین بھی لیتے جاؤ -

ایام جاہلیت مین ایک عربی مہینہ کا نام اصم تہا اوسکو قریش بہت متبرک جانتے تھے - اس مہینہ کا چاند دیکھتے ہی حاتم ہر روز دس اونٹ ذبح کر کے بہت سے مہمانون کی دعوت کیا کرتا تہا - اور مہینہ بہر برابر یہی حال رکھتا تہا - اوسکے مہمانون مین خطیہ اور بشیر بن ابی حازم مشہور شعرا بہی ہوتے تہے -

اپنی پہلی بیوی کے انتقال کے بعد حاتم نے مادیہ بنت عفزر سے نکاح کر لیا تہا اسکا حال مورخین نے یون لکھا ہے کہ مادیہ ملک عرب کے ایک امیر کی بیٹی تہی - اوس نے اپنے غلامون سے کہہ رکھا تہا کہ حیرہ مین جو مرد سب سے زیادہ حسین اور سب سے بڑا شاعر ہوگا مین اوس سے شادی کرونگی جہان کہین تم ایسے شخص کو دیکھنا میرے پاس لے آنا - غلام حاتم کو مادیہ کے پاس لے گئے - دیکھتے کیا ہین کہ نابغہ اور قبیلہ بنی نبیت کا ایک آدمی پہلے سے وہان موجود ہین - مادیہ نے تینون اپنے طلبگارون سے کہدیا کہ اچھا اسوقت تو سب اپنے اپنے خیمون کو لوٹ جاؤ - کل تم لوگ اشعار کہہ کہکے میرے پاس لانا جنمین تمہارے نمود کے کامون کا ذکر ہو - تم مین سے جو عمدہ شاعر اور بڑا سخی ہوگا اوس سے مین شادی کرونگی جب وہ لوگ اپنے خیمون مین واپس آگئے تو ہر ایک نے اونٹ ذبح کئے اور لوگون کو

دعوت مین بُلایا - اودہر ماویہ نے سوانگ بہرا اور فقیرنی کا بہیس کر کے قبیلہ بنی نبیت کے شاعر کے خیمہ پر جا گئے سوال کیا تو اوس نے اونٹ کے پنجہ کی ایک ہڈی اوسکے ہاتہہ مین دیدی - ماویہ اوسے لیکر نالبغہ کے پاس گئی اور اوس سے بہی کہا کہ مین بہت بہوکی ہون کچہہ کہانے کو دلواؤ - اوس نے اونٹ کی دم اوٹہا کے اوسے دی - اس نے اوسے بہی لیلیا پہر حاتم کے پاس آئی - اوس نے خاطر سے بٹہایا اور اونٹ کی ران اور کوہان کا عمدہ گوشت اوسے کہانے کو دیا - وہان سے ماویہ اپنے گہر آکے سو رہی - صبح تینون اوسکے پاس آے اور ماویہ نے کہا کہ اچہا اپنے اپنے شعر سناؤ - نبیتی اور نالبغہ نے اپنے اپنے اشعار نہایت جوش وخروش سے جہوم جہوم کے سناے - جب حاتم کی باری آئی تو اوس نے جو شعر پڑہے اونکا مضمون یہ تہا -

اُے ماویہ دولت ایک آنی جانی شے ہے صرف اوسکا ذکر لوگون کی زبان پر باقی رہجاتا ہے - اے ماویہ جب کوئی مانگنے والا میرے پاس آتا ہے تو مین یہ نہین کہتا کہ میرے پاس کچہہ نہین ہے - اے ماویہ بخیل لوگ بڑے ذلیل ہوتے ہین اور داد و دہش کرنے والون کو سخاوت کرنے سے کوئی چیز نہین روک سکتی - اے ماویہ نزع کے وقت جب آدمی کی سانس گلے مین آکے اٹکتی ہے تو اوسکا مال اوسکے کام نہین آتا - اے ماویہ اگر مین کسی صحراے لق ودق مین جا کے مرجاؤن جہان مجہے کہانے پینے کو کچہہ نہ ملے تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ مین نے جو مال فیاضی مین لٹایا اوس سے مجہے کچہہ بہی مضرت نہین پہونچی ساری دنیا واقف ہے کہ اگر حاتم مال جمع کرنا چاہتا تو آج اوسکے پاس قارون سے بڑا خزانہ ہوتا جب حاتم اپنی نظم سنا چکا تو ماویہ نے کہانا طلب کیا - اوس نے اپنی لونڈیون کو پہلے سے سکہا دیا تہا کہ نبیتی کے سامنے وہی اونٹ کے پنجہ کی ہڈی اور نالبغہ کے آگے اونٹ

کی دم رکھی جاے جو اونہون نے مجھے دی تھین - اور حاتم کے روبرو اونٹ کے کوہان اور ران کا گوشت لگا نا چنانچہ اونہون نے ایسا ہی کیا - نبیتی اور نابغہ نے یہ کیفیت دیکھکے اپنے اپنے سر نیچے کر لئے - حاتم نے جب اپنے ساتھیون کا شرم سے یہ حال دیکھا تو اپنا حصہ اونکے آگے سرکا دیا - مادیہ پکار اوٹھی کہ اب مجھے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حاتم سب سے زیادہ سخی اور فیاض ہے اور شعر بہی اوسکے تم سے کسی طرح کم نہ تھے - یہ سنکر نبیتی اور نابغہ چلتے بنے اور حاتم بیٹھا رہا - مادیہ نے حاتم سے کہا کہ اگر تم اپنی پہلی بیوی کو طلاق دیدو تو مین تم سے نکاح کر لون مگر حاتم نے اس بات سے انکار کیا - مادیہ نے اوسے زادراہ دیکر رخصت کر دیا - لیکن اسکے بعد ہی چند روز مین پہلی بیوی مر گئی اور حاتم نے مادیہ سے شادی کر لی اور اوس سے عدی حاتم کا مشہور بیٹا اور عرب کا نامی شاعر پیدا ہوا جو آنحضرت صلعم کی خدمت مین آکے مسلمان ہو گیا -

مادیہ تہوڑے دن تک تو حاتم کے پاس رہی - مگر پہر حاتم کے چچازاد بہائی مالک نے اوسے بہکانا شروع کیا کہ تم خواہ مخواہ حاتم کے پنجہ مین گرفتار ہو گئین وہ جو کچھہ پاتا ہے لٹا دیتا ہے اور جب اوسے کچھہ نہین ملتا تو تمکو ستاتا ہے اگر مر گیا تو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے ایک حبہ بہی نہین چھوڑیگا - یہ بات مادیہ کے دل پر کچھہ اثر کر گئی اور کہا تم سچ کہتے ہو حاتم کی واقع مین یہی حالت ہے - ابتو مالک کہنے لگا کہ تم چاہو تو میرے ساتھہ شادی کر لو مین ہر کام مین تمہاری رضا کو مقدم رکھونگا اور دل سے تمہاری خدمت کرونگا - تم حاتم سے فوراً علیحدہ ہو جاؤ - پس مادیہ نے اسکا مصمم ارادہ کر لیا -

ایام جاہلیت مین دستور تہا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے قطع تعلق کیا چاہتی تو خیمہ کے دروازہ کو دوسری طرف پہیر لیتی تہی - شوہر دروازہ کی طرف آتا تو اودہر خیمہ کی پشت

دیکھکے سمجھہ جاتا تہاکہ اب یہ عورت میرے پاس نرہیگی - مادیہ نے بہی ایساہی کیا - جب حاتم نے یہ صورت دیکھی تو اپنے بیٹے عدی رضی اللہ عنہ کو آواز دیکر اپنے پاس بلالیا - اور اوسکا ہاتھہ پکڑکے دوسری جگہہ جاٹہیرا - جس خیمہ مین مادیہ تہی وہ حاتم کا مسکن تو مشہور ہی تہا اور ان دونون کی جدائی کا یہ پہلاہی دن تہا - ابہی اس خبر نے زیادہ شہرت نہ پائی تہی کہ اتفاقاً اوسی دن پچاس مہمان آکے اوسی خیمہ کے دروازہ پر اوتر پڑے - مادیہ کو جب خبر ہوئی تو اوس نے مالک سے کہلا بہیجا کہ اتنے مہمانون کے کہانیکا سامان میرے پاس بہیجو - وہ فوراً کانون پر ہاتھہ رکھہ گیا کہ میرے بوتے کا روگ نہین - پہر مادیہ نے اپنی لونڈی کو حاتم کے پاس بہیجا - اوس نے فوراً دو اونٹ لاکر ذبح کئے اور مہمانون کی خوب خاطر کی ابتو مادیہ نے حاتم سے صاف کہدیا کہ مین تجہہ سے اسیواسطے جدا ہوئی ہون کہ تو اپنی ان فضول خرچیون سے اپنے بال بچون کو مفلس چہوڑیگا - حاتم نے اوسی وقت چند شعر موزون کئے جنکا مطلب یہ تہا -

"زمانہ کیا ہے - بس آج کا دن یا کل کا دن جو گذر گیا یا کل کا دن جو آئیگا زمانہ ہے - یون ہی ایک دن آتا ہے اور ایک دن جاتا ہے - ہمیشہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ہوتا رہیگا اور زمانہ کبہی ختم نہوگا - مگر موت ہمکو ضرور فنا کردیگی - ہماری زندگی محدود ہے جسکی رفتار آگے کو جاری رہتی ہے اور ہم اوسی کے نقش قدم پر چلے جاتے ہین - مال دولت پرستون کا معبود ہے مگر شکر ہے خدا کا کہ وہ میرا معبود نہین - بخیل اپنی آگ بجہا دیتا ہے مگر مین اپنے غلامون سے کہدیتا ہون کہ خوب تیز آگ روشن کرو -"

اندہیری راتون مین حاتم اپنے غلامون سے کہدیتا تہا کہ اونچے اونچے ٹیلون پر جاکے خوب آگ روشن کردو تاکہ مسافر دور دور سے اوسے دیکھکر یہان آئین اور

میرے مہمان ہون۔جب آگ تیزی کے ساتھہ بھڑکتی تواپنے غلامون کواس مضمون کے شعر سناتا۔

"آگ روشن کرو۔آگ روشن کرو۔کیونکہ یہ اندہیری رات بہت سرد ہے۔شاید اوسکے شعلون پر کسی مسافر کی نظر پڑ جاے اگر اوس سے تم نے کسی مسافر کو یہان کہینچ لیا توتم آزاد ہو"۔

ایک دفعہ حاتم سفر مین تہا۔اتفاقاً قبیلہ عنزہ کی بستی سے اوسکا گذر ہوا۔وہان ایک قیدی نے بلند آواز سے اوسکو پکارا کہ اے سفانہ کے باپ مین قید کی سختی سے جان بلب ہون۔ للہ مجہے یہان سے مخلصی دلوا۔یہ سنکر حاتم کا دل بہر آیا۔قبیلہ عنزہ کے سردارون کے پاس گیا اور کہا کہ مین حاتم طائی ہون تم اسکی جگہہ مجہے قید کرلو اور اسے چہوڑدو اگر مین فدیہ دیدون تو مجہے بہی رہا کردینا۔غرضکہ اوس کو چہوڑوا کے خود قید رہا اور فدیہ دیکے چہوٹا۔

ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ایکدفعہ وہ اپنے قبیلہ کو ساتہہ لیکر قبیلہ بکر بن وائل پر چڑہ گیا تہا بنی طے کے بہت سے آدمی مارے گئے اور کچہہ قید ہوے اونہین مین حاتم بہی تہا قبیلہ عنزہ کا ایک آدمی قیدیون پر پہرہ دیتا تہا۔علامہ ابوالفرح اصفہانی نے لکہا ہے کہ وہان سے ایک عورت نے اوسے رہائی دلوائی۔

ملحان ماویہ کے بہتیجہ نے ایک دن ماویہ سے پوچہا کہ پہوپہی جان حاتم کی کوئی عجیب بات اسوقت مجہہ سے بیان کرو۔ماویہ بولی کہ برخوردار اوسکی توہر بات عجیب وغریب ہی تہی سنو ایک سال ہمارے ملک مین بڑا قحط پڑا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ چارہ کے نہ بہم پہونچنے سے مویشی تلف ہونے لگے۔ایسا اتفاق ہوا کہ ایک رات ہم لوگ بہوکہے تہے حاتم نے اودہر اودہر کی غپ شپ سناکے عدی کو سلادیا۔مین نے حاتم کی یہ ترکیب دیکہکے سفانہ سے کہانیان کہنا شروع کین وہ بہی سورہی۔جب دونون بچے بہلگئے تو حاتم نے

مجھکو باتوں مین لگایا - مین اوسکے مطلب کو سمجھکے خود بخود جاگتی ہوئی سو گئی - اتنے مین خیمہ کے دروازہ پر کھٹکا ہوا - حاتم نے پردہ اوٹھا کے پوچھا کہ کون ہے - کسی نے آگے بڑھکے جوابدیا کہ مین ایک فلک کی ستائی مصیبت زدہ عورت ہون اور ننھے ننھے سے بچون کو بھوک سے ایڑیان رگڑتے ہوئے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپتا اور بلکتا چھوڑ کے تمہارے پاس آئی ہون - للہ معصومون پر رحم کرو - اتنے مین ہڑبڑا کے اوٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کانون سے سنا کہ حاتم نے اوس عورت سے کہا - اُے نیکبخت بی بی گھبراؤ نہین خدا مدد کریگا تم جاکے اپنے پیارے بچون کو میرے پاس لے آؤ - مین اونکو اچھی طرح کھلا پلا دونگا " اوسوقت تو مجھ سے نرہا گیا اور باہر نکلکے حاتم سے کہا کہ جب خود تمہارے بچے بھوکے ہین تو اونکو کیا کھلاؤ گے - حاتم نے کہا کہ ماویہ تم خاطر جمع رکھو مین اس غریب محتاج کے بچون کے طفیل مین تمہارے بچون کو بھی بھوکا نہ رکھونگا - جب وہ عورت اپنے بچون کو لیکر آگئی تو حاتم خیمہ سے باہر نکلا اور صرف ایک گھوڑا جو باقی رہگیا تھا اوسے بیدریغ ذبح کر ڈالا اور بھون کے اوس عورت کے بچون کو اور عورت کو خوب کھلایا - پھر میرے بچون کو جگا کے سیر کر دیا اور بولا کہ اے حاتم اب تو ایسا سنگدل ہوگیا ہے کہ آپ کھاے اور قبیلہ کے لوگ بھوک سے جان کنی کی حالت مین ہون تف ہے تیری زندگی پر کمبخت تجھے موت بھی نہین آتی - اتنا کہکے اوٹھ کھڑا ہوا - اور دیوانے باولون کی طرح بھاگا اور ساری بستی مین گھر گھر جگاتا پھرا - تھوڑی سی دیر مین بہت سے آدمی جمع ہوگئے اور گوشت کھانے لگے - حاتم اپنی چادر اوڑھے ہے کھڑا دیکھتا رہا - گوشت سب ختم ہوگیا اور اوس نے ایک ریشہ بھی نہین چکھا یون ہی منہ لپیٹ کے پڑ رہا -

روایت ہے کہ ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربار مین حاتم کی فیاضیون

اور مہمان نوازیون کا بیان بڑے شد و مد سے ہونے لگا - ایک آدمی بول اوٹھا کہ حاتم آج تک کے سب زندون اور مردون سے زیادہ سخی تہا اوسکے برابر فیاض اور مہمان پرست خدا نے دوسرا پیدا ہی نہین کیا - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات ناگوار گذری اور فرمانے لگے کہ آج کے دن قریش کا ایک آدمی ایک دفعہ مین جتنا مال لٹا دیتا ہے اوتنا حاتم کو کبھی نصیب بہی نہین ہوا اوسکے سارے قبیلہ کو بہی اتنی دولت میسر نہ تہی - خواہ مخواہ لوگون نے حاتم حاتم کی رٹ لگا رکھی ہے نہ سمجھتے ہین نہ بوجھتے ہین محض ایک پاگلون کی سی زرٹ ہے - یہ سنکر وہی شخص کہنے لگا کہ حضرت - ایک دن قبیلہ بنی اسد کے لوگ حاتم کی قبر پر جا نکلے اور آپسمین کہنے لگے کہ آؤ ہم حاتم کو آج بخیل ٹہیرائین اور عرب مین مشہور کردین کہ ہم حاتم کے پاس بھوکے پیاسے گئے اور اوس نے ہماری بات بھی نہ پوچھی یہ کہکر سب کے سب وہان اوتر پڑے اور پکارے - حاتم - حاتم - حاتم - کیا تم ہماری دعوت نہ کروگے - اپنے مہمانون کو بھوکا ہی سُلا رکھوگے - اونکے سردار ابو البختری نے ہنسکے کہا کہ واہ تم نے حاتم کے بخیل مشہور کرنے کی خوب حکمت نکالی اوسکے قبیلہ کے تو سب آدمی آج تک یہی کہے جاتے ہین کہ کوئی شخص اوسکے دروازہ پر آکے محروم نہین پہرا - رات کا وقت تہا - سب آدمی اسی طرح ہنسی مذاق کرکے سو رہے صبح ابو البختری جاگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اوسکی اونٹنی ذبح کی ہوئی پڑی ہے - سر پیٹنے اور رونے چلانے لگا کہ ہائے مین تو لٹ گیا میری سواری کا جانور مارا گیا - لوگ بہی اوسکی گریہ و زاری سے جاگ اوٹھے اور کہنے لگے کہ ہین یہ کیا ہوا - ابو البختری بولا - صاحبو مین نے اپنی آنکھہ سے دیکھا کہ حاتم ننگی تلوار لئے ہوے اپنی قبر سے نکلا اور میری اونٹنی کو ذبح کرکے پہر اوسی مین سما گیا - لوگ یہ سنکر قہقہے لگانے لگے اور بولے اچہی گڑہی خیر کسی طرح ہوئی ہو ہماری تو دعوت حاتم کی قبر پر ہو ہی گئی - اب اسے بہونینگے اور خوب کہائینگے - ابو البختری یہ سنکر کہسیانا سا

رہگیا اور خفا ہو کے بولا۔ تم عجیب بیوقوف لوگ ہو اتنا نہین سمجھتے کہ سفر کا موقع اور سواری کے لیئے میرے پاس ایک ہی جانور جسے مین اپنے ہاتھہ سے مار کے اپنے اوپر مصیبت لیتا اب یا تو پیادہ پا چلون یا تم مین سے کسیکا احسان اپنے سر پر لون کہ مجھے اور میرے اسباب کو اپنے ساتھہ بار کر کے لیچلے اور اپنے جانور کو میری خاطر بوجھون مارے۔ افسوس ہے کہ تم اپنے سردار کے کلام کو جھوٹ سمجھتے ہو۔ اسپر بھی لوگون کو باور نہوا مگر سردار کے ادب سے سب خاموش ہو رہے اور ہنس ہنس کے کہنے لگے کہ ہان صاحب سچ فرماتے ہو آخر حاتم حاتم ہی ٹھیرا وہ ہمین اپنے پاس سے بھوکا کیسے جانے دیتا لہذا اوس نے ہماری یہ ضیافت کی ہے پھر اونٹنی کے گوشت کو سبھون نے کباب لگا لگا کے خوب کہایا اور ابوالبختری کو ایک شخص کے ساتھہ اونٹ پر سوار کر کے کوچ کر دیا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک آدمی ایک اونٹ پر سوار اور دوسرے کی نکیل پکڑے ہوے بے تحاشا بھاگا چلا آتا ہے۔ جب پاس پہونچا تو معلوم ہوا کہ عدی بن حاتم سیاہ اونٹ پر سوار چلا آتا ہے۔ اوسنے آتے ہی پوچھا کہ تم مین ابوالبختری کسکا نام ہے۔ لوگون نے اپنے سردار کی طرف اشارہ کر دیا۔ عدی نے ابوالبختری سے مخاطب ہو کے کہا کہ رات کو والد بزرگوار نے خواب مین مجھہ سے بیان کیا کہ آج ابوالبختری نے مجھے طعنون کے مارے چھید چھید ڈالا ہی اس لیئے مین نے اوسکی اونٹنی کو ذبح کر کے اوسکے قافلہ کے لیئے تو دعوت کا سامان کر دیا مگر اب تو جا کے صبح خاص اپنی سواری کا اونٹ اوسے دے آنا۔ اسکے بعد چند اشعار جناب والد ماجد نے بار بار میرے سامنے پڑھے جو مجھے ازبر ہو گئے ہین۔ عدی نے سب قافلہ کے سامنے وہ شعر سنائے جنکا مطلب یہ ہے۔

اُوے ابوالبختری تم قبیلہ بنی اسد مین بڑے ظالم اور بدزبان آدمی ہو تمہین ایک مٹی کے

ڈہیر سے کیا توقع رکہنی تہی اوسکے تلے تو میری ہڈیان بہی بوسیدہ ہوگئی ہین افسوس تمہین کچہہ بہی رحم نہ آیا کہ ایک مٹی مین ملے ہوے کو میزبان بننے کی تکلیف دی - مین اسوقت مین محض بیکس و بے بس ہون حالانکہ تمکو آج خدا نے مقدور دیا تہا اور تمہارے گرد بہت سے جانور دعوت کے لئے موجود تہے - لاچار ہوکے مین نے اپنے مہمانون کی خاطر سے اپنی چمکدار تلوار نیام سے نکالی اور تمہاری ہی اونٹنی کو ذبح کر ڈالا "

اسکے بعد عدی نے سیاہ اونٹ کی نکیل ابوالبختری کے ہاتہہ مین دی اور پہر کے پیچہے بہی نہ دیکہا - چلدیا - سارا قافلہ تہوڑی دیر تک تو انگشت بدندان متحیر کہڑا رہا جب ہوش ہوا تو ابوالبختری کو اوس سیاہ اونٹ پر سوار کر کے آگے روانہ ہوے -

گو حاتم سخاوت کے باعث تمام دنیا مین مشہور ہے مگر اوسکی شاعری بہی عرب مین کسی سی ہیٹی نہ تہی - ان دو باتون کے علاوہ اوسمین اور بہی بہت سی اعلیٰ درجہ کی صفات پائی جاتی تہین - فیاضی کے باب مین اس نے ایک دفعہ اس مضمون کے اشعار لکہے تہے "اے فیاضی پر ملامت کرنے والے تیری سمجہہ مین کیا یہ بات نہین سماتی کہ دولت ناپائدار ہے اور دولتمندی مستعار ہے - اگر ممکن ہو تو تو بہی اپنے ساتہہ آیندہ زندگی کے سفر کے لئے کچہہ زاد راہ اپنے ساتہہ لیچل - بہت سے لوگ ایسے بہی ہین جو سخاوت کرنیکے بعد پشیمان ہوتے ہین اور افلاس کا خیال اونکے ہاتہہ کو روکدیتا ہے - تم جانتے ہو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے - یہ ہوتا ہے کہ اونکا کیا کرایا اور نیک نامی مٹی مین ملجاتی ہے میرے باپ دادا کو سخاوت کرنے پر لوگون نے بہت ملامت کی مگر اونکی فیاضی ذرا بہی نہ گہٹی کیا میرے ہاتہہ اونہین بزرگون کے ہاتہون سے نہین پیدا ہوے "

ابن اعرابی لکہتا ہے - "وہ حاتم عرب کے نامور شاعرون مین ہے جیسی اوسکی سخاوت

تھی اوسی پایہ کی شاعری خدا نے اوسکو عطا فرمائی تھی - بڑی بات یہ ہے کہ اوسکے قول و فعل دونون مطابق ہوتے تھے - ممکن نہ تھا کہ وہ کوئی وعدہ کرے اور اوسکو پورا نہ کرے سب لوگ اوسکی تعظیم کرتے تھے اور جہان کہین وہ جاتا اوسکی قدر و منزلت ہوتی تھی - وہ بہادر اور دلیر بھی تھا اکثر لڑائیون مین اپنے دشمنون پر غالب آتا اور مال غنیمت مین سے اپنے لئے کچھہ نہ رکھتا - لڑائی مین اگر کسی دشمن کو قید کر لیتا تو لڑائی ختم ہونیکے بعد اوسے بڑی خاطر کے ساتھہ چھوڑ دیتا تھا فدیہ کا روپیہ اوس نے کبھی نہین لیا - حاتم نے قسم کھائی تھی کہ جو شخص اپنی مان کا اکلوتا ہوگا اوسے لڑائی مین کبھی قتل نہ کرونگا - راست بازی اور راست گوئی اوسکا شیوہ تھا - بڑا شہسوار رحمدل اور بیکس نواز تھا"

ادب اور تاریخ کی کتابین اوسکے اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ سے پُر ہین اونکی گنجائش اس مختصر مین نہین - دوسرے یہ بات ہے کہ ہمین حاتم کی سوانح عمری لکھنی بھی منظور نہین - برسبیل تذکرہ اتنا بہت ہے -

جناب ابوبکر صدیق امیر حجاج مقرر ہوے

اسی سال نہم ہجری مین آنحضرت نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے یار و اصحاب اور مومنین کے قافلہ کا امیر کرکے حج کو بھیجا - خود تشریف نہ لے گئے وجہ اسکی یہ تھی کہ اواخر ذیقعدہ ۹ھ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا - اوسی وقت آپنے یہ سنا کہ مشرکین عرب وہی اپنے پُرانے طریق سے ننگے مادرزاد ہوکے طواف خانہ کعبہ کرتے ہین - حضور کو یہ بات نہایت ناگوار معلوم ہوئی - اس لئے آپ نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا اور جناب صدیق اکبر کو تین سو اصحاب اور مومنین کا سردار مقرر فرماکے مکہ روانہ کیا تاکہ وہان پہونچکے حج ادا کرین اور ناواقفون کو مناسک حج کی تعلیم دین - اور سورۂ برات

یعنی سورۂ توبہ کی تیس یا چالیس آیتین پڑہکے لوگون کو سناوین۔ اصحاب ناموربن سے حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہ ہمراہ تھے۔

آنحضرت نے ہدی کے بیس اونٹ اپنے دست مبارک سے تقلید و شعار کر کے جناب صدیق اکبر کے ساتھہ کیئے۔ راستہ کی حفاظت و خدمت و خبر گیری کے لئے گزاری ناجیہ ابن جندب اسلمی کو اونٹون کے ہمراہ کر دیا۔ حضور صدیق اکبر نے پانچ بدنہ یعنی اونٹ ہدی کیواسطے اپنی طرف سے لے لئے تھے۔ مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندہا اور چل نکلے۔

کوچ کے بعد تہوڑا ہی عرصہ گذرا تہا کہ جناب جبریل علیہ السلام نازل ہوے اور یہ پیغام خدا لاے کہ تم پیغمبر ہو۔ اداے رسالت و پیام تمہارا کام ہے یا تمہاری نسل کا۔ تم نے احکام آلہی سنانے کے لئے ابوبکر کو کیسے بہیجا۔ ہم نے مانا کہ وہ تمہارا یار غار و رفیق و جان نثار ہے مگر تمہارے خاندان مین سے نہین۔ جناب رسول خدا نے اوسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ اور ابوبکر سے سورۂ برات لے کے مکہ والون کو سناآؤ۔ علاوہ برین یہ چار باتین اور بہی اونہین پہونچا دینا۔ ۱۔ بہشت صرف ایماندارون کے لئے ہے۔ ۲۔ کوئی برہنہ آدمی طواف خانہ کعبہ نہ کرنے پاے۔ ۳۔ آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ ۴۔ کافرون مین سے جس جس نے رسول خدا کے ساتھہ عہد کیا ہے وہ اپنے عہد پر قایم رہے اور جس نے عہد نہین کیا ہے اوسے چار مہینے تک امان ہے اوسکے بعد اگر ایمان نہ لائیگا۔ اور مخالفت و عداوت و تخریب مسلمین پر قایم رہیگا تو سزا پائیگا اور اوسکے جان و مال

معرض خطر مین رہینگے ۔

ایک مورخ چوتہے حکم کو یون تحریر فرماتے ہین ۔ ہم ۔ جن کافرون سے آج تک کوئی عہد نہین ہوا آیندہ اون سے کوئی عہد مسلمانون کی جانب سے نہوگا مگر اشہر حرام مین کافرون کا خون بہانا بہی روا نہوگا ۔

آنحضرت صلعم نے خاص اپنا ناقہ عضباء نام جناب علی کو سواری کے لئے دیا اور رخصت کیا ۔ منزل ضجنان یا عرج پر جناب صدیق اکبر اور حضرت علی سے ملاقات ہوئی ۔ صدیق اکبر اونہین دیکہکر باغ باغ ہوگئے اور پوچہا "امیرٌ او مامورٌ" یعنی آپ کو آنحضرت نے امیر کرکے بہیجا ہے یا میرا ماتحت بنا کے ۔ جناب علی مرتضی نے فرمایا کہ حضرت آپکا ماتحت ہوکے آیا ہون صرف بات یہ ہے کہ جبریل آمین آسے اور یہ پیام خداوندی لاے کہ تبلیغ احکام رسول کا کام ہوا کرتا ہے تم نے دوسرے کے سر کیسے ڈالدیا اب اپنے خاندان اور نسل کے کسی آدمی کو بہیجئے ۔ اسپر آنحضرت کو بہی خیال ہوا کہ عرب کے لوگ ایسے امور مین عزیز و اقارب اور بہت قریب کے رشتہ دار ہی کی بات قبول کیا کرتے ہین اسلئے مجہے بہیجا ہے ۔ براۃ کے شروع کی چالیس آیتین مجہے دیدیجئے اونہین مجمع عام مین سنادونگا اور چار احکام اور مجہے مرحمت ہوسے ہین وہ بہی لوگون کو پہونچادونگا باقی سب امور تعلیم و تلقین و اداے حج و قربانی کے آپ کرین مجہے اون سے کوئی علاقہ نہین آپ بدستور جیسے امیر تہے ویسے ہین خدا مبارک کرے مین تو آپ کے ساتہہ فقط منادی کرنے والا بناکے بہیجا گیا ہون ۔ حضرت صدیق اکبر نے فوراً خوشی بخوشی آیات متبرکات جناب شیر خدا کو دیدین ۔

جب مکہ مین پہونچے تو جناب صدیق نے صرف وہ خطبے جو ایام حج کیلئے معین ہین

پڑہے اور مناسک حج کی تعلیم دی۔حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورہ توبہ مجمع عام مین سنائی اور چارون حکم رسول اللہ کے تہے وہ لوگون کو پہونچا دئے اسکے بعد جناب علی ہر خیمہ پر اور ہر مجمع مین تشریف لیجاتے تہے اور سورۂ برآءۃ اور چارون احکام سبکو سنادیتے تہے۔حضرت ابوبکر نے اس کام کے لئے جناب ابوہریرہ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ عنہم کو بہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتہہ متعین کردیا تہا کہ جہان علی مرتضیٰ جائین وہان تم بہی اونکے ساتہہ مثل سایہ کے رہنا اور اونکی امداد و اعانت بخوبی کرنا۔

جب ان سب لوگون نے اچہی طرح حج سے فارغ ہوکر مدینہ مین قدم رکہا تو جناب صدیق اکبر نے حضور نبوی مین حاضر ہوکر دریافت کیا کہ یارسول خدا مجہہ سے کوئی قصور تو سرزد نہین ہوا تہا جو سورۂ برآءۃ مجہہ سے لے لی گئی۔آنحضرت نے فرمایا استغفر اللہ تم کبہی ایسا خیال نہ کرنا۔تم میرے یار غار ہو ہمیشہ سایہ کی طرح دنیا مین میرے ساتہہ رہے اور قیامت مین بہی حوض کوثر پر تمہین میرے مصاحب ہوگے۔وہ تو جبریل کی معرفت حکم خدا میرے نام ایسا ہی صادر ہوا تہا جسکی تعمیل کی گئی۔اور رسم عرب بہی یون ہی تہی جیسے مین پہلے بہو لگیا تہا۔

صاحب قرۃ العیون فرماتے ہین کہ ماہ ذیقعدہ یا ذی الحجہ مین اور ایک روایت سے سلخ ذیقعدہ کو ابوبکر حج کرنے کے لئے روانہ کئے گئے تہے۔جمہور کے نزدیک حج سنہ ۶ھ مین فرض ہوا ہے مگر بعض علما کی یہ راے ہے کہ وہ نوین سال ہجری مین فرض ہوا جبکہ سورۂ آل عمران کے دسوین رکوع کی یہ آیت نازل ہوئی وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنی اللہ کا یہ حق لوگون پر ہے کہ جو شخص وہان تک راہ پاوے وہ بیت اللہ کا حج کرے۔محققین فرضیت حج ۹ھ مین سمجہتے ہین

بسبب شغل امر جہاد اور تعلیم وفود اور اشاعت احکام دین کے آنحضرت حج کو نہ جاسکے اور حضرت ابو بکر کو بہیجدیا۔

ضبحنان ایک پہاڑ مکہ کے پاس ہے وہان فجر کی نماز کے وقت حضرت علی جناب ابو بکر سے ملے۔ بعض معتبر مورخون کا یہ قول ہے کہ سورۂ براۃ کے نزول سے پہلے صدیق اکبر حج کو بہیجدئے گئے تہے۔ جب سورہ مذکور نازل ہوئی تو حضرت علی معہ چارون احکام مذکورہ بالا کے اوسے سنانے کے لئے مکہ روانہ ہوے۔ محدثین کے مذہب مین یہی پچہلی روایت راجح وقوی ہے۔ جذب القلوب مین حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔

اگر وہی پہلی روایت مانی جاسے تو بہی خیال کرنیکا مقام ہے کہ جہان چہ لاکہہ آدمیون کا مجمع ہو وہان کوئی ضروری اور اہم حکم ہر ایک کان مین پہونچادینا ایک آدمی کے بوتے کا روگ نہین ہے۔ ایسر الحاج اس لئے ہوتا ہے کہ لوگون کا نگران رہے اور باہم فساد نہونے دے احرام وجنایات حج کے فاسد ہونے کی نگہبانی رکہے پس یہ باتین بجاے خود ایسی مشکل ہین کہ دوسرے کام کے لئے لامحالہ اور آدمی ہونا ضروری تہا۔ پہر سورۂ براۃ کو سنانا اور چارون حکمون کا پہونچانا بہی اہم باتین تہین انکے لئے بہی آنحضرت نے ویسے ہی جلیل القدر آدمی کو مقرر کیا جو ہم رتبہ صدیق اکبر تہا تاکہ دونون ملکر سب کامون کو بخوبی انجام دے لین۔ اگر صرف ابو بکر کی منادی پر اکتفا کیا جاتا تو لوگ یہ گمان کرتے کہ عہد وپیمان کا معاملہ آنحضرت صلعم کے نزدیک چندان ضروری نہ تہا یون ہی حاجیون کی معرفت سرسری طور سے ایک بات کہلادی ہے لیکن یہ مقدمہ ٹہونک بجاکے فیصل کرنیکا تہا اس لئے ایک اور ایک گیارہ سے موثق کرکے جتایا گیا۔

اب ناظرین کی خدمت مین ایک گذارش ہماری یہ بہی ہے کہ امور مصلحت ملک خسروان دانند مسلم الثبوت مسئلہ ہے لہذا یہان پر ایک نکتہ باریک اور بہی آکے اٹک گیا کہ جب باری تعالٰے نے یہ دیکہا کہ میرا صدیق مظہر صفت رحمت الٰہیہ ہے جیسا کہ آنحضرت نے اونکے حق مین فرمایا ہے ارحم امتی بامتی ابو بکر یعنی میری امت مین سب سے زیادہ رحیم ابو بکر ہے۔ اس لئے خدمت مومنین اونکے سپرد ہوئی اور حضرت علی مظہر جلال وقہر الٰہی تہے اور کافر کُشی اونکا شیوہ تہا اس لئے سورۂ توبہ جس مین کفار پر عتاب کیا گیا تہا اونکے حوالہ کی گئی۔ اور جبریل کو بہیجکے اسکا اظہار آنحضرت پر کردیا۔ حدیبیہ مین جب صلح کی بحث وپرز طرفین سے ہوگئی اور آنحضرت نے ایک انصاری کو عہد نامہ لکہنے کے لئے بلایا تو سہیل بن عمرو نے جو قریش کی طرف سے مصالحت کرنے کو آیا تہا کہا کہ اے محمد ہم کسی کے ہاتہہ کے لکہے کو منظور نہ کرینگے البتہ اپنے چچا کے بیٹے اور داماد یعنی علی سے لکہوادو اس لئے نقض عہد کے لئے بہی علی ہی کی ضرورت ہوئی اور اسی بات سے خدا کی طرف سے جبریل نے آکر آنحضرت کو خبردار کردیا۔ اور یون تو جب صدیق اکبر ایک حکم قرآنی کے بجالانے کی لیاقت اور قابلیت نہ رکہتے تہے تو سب سے بڑے عہدہ امیر الحاجی پر اونکو مقرر کرکے قائم رکہنا اور حضرت علی کا اون سے یہ کہنا کہ مین تمہارا تابع ہون ایک بڑا گناہ ہے نعوذ باللہ منہا سورۂ توبہ کے شروع کی چالیس آیتین جو جناب علی نے مکہ مین سنائین اونکا ترجمہ یہ ہے۔

جن مشرکون کے ساتہہ تم مسلمانون نے صلح کا عہد وپیمان کر رکہا تہا اب اللہ اور اوسکے رسول کی طرف سے اونکو صاف جواب ہے۔ تو اے مشرکو امن عام کے چار مہینے ذیلقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب۔ ملک مین چلو پہرو اور جانے رہو کہ تم اللہ کو کسی طرح

بہی نہ ہرا سکوگے اور آخر کار اللہ کافرون کو رسوا کرنے والا ہے۔ اور حج اکبر کے دن اللہ اور اوسکے رسول کی طرف سے لوگون کو آگاہ کرنے کے لئے عام منادی کی جاتی ہے کہ اللہ اور اوسکا رسول مشرکین سے دست بردار ہین پس اے مشرکو اگر تم توبہ کرو تو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے اور اگر اب بہی خدا و رسول سے پہرے رہو تو جان رکہو کہ تم اللہ کو کسی طرح ہرا نہ سکوگے اور اے پیمبر کافرون کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنا ہان مشرکین مین سے جنکے ساتہہ تم نے صلح کا عہد و پیمان کر رکہا تہا پہر اونہون نے ایفائے عہد مین تمہارے ساتہہ کسی طرح کی کمی نہین کی اور نہ تمہارے مقابلہ مین کسی کی مدد کی وہ مستثنیٰ ہین۔ اونکے ساتہہ جو عہد و پیمان ہے اوسے اوس مدت تک جو اونکے ساتہہ ٹہیری تہی پورا کرو کیونکہ اللہ اون لوگون کو جو بدعہدی سے بچتے ہین دوست رکہتا ہے پہر جب امن و ادب کے مہینے نکل جائین تو مشرکین کو جہان پاؤ قتل کرو اور اونکو گرفتار کرو اور اونکا محاصرہ کرو۔ اور ہر گہات کی جگہہ اون کی تاک مین بیٹہو پہر اگر وہ لوگ توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین تو اون سے کسی طرح کا تعرض نہ کرو کیونکہ اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ اور اے پیمبر مشرکین مین سے اگر کوئی شخص تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اوسکو پناہ دو یہان تک کہ وہ اطمینان سے کلام خدا کو سن سمجہہ لے پہر اوسکو اوس کے امن کی جگہہ واپس پہونچا دو یہ رعایت اون لوگون کے حق مین اس وجہ سے کرنی ضرور ہے کہ یہ لوگ اسلام کی حقیقت سے واقف نہین۔ اللہ اور اوسکے رسول کے نزدیک مشرکین کا عہد و پیمان و صلح کیونکر معتبر ہو کہ اونہون نے عہد شکنی کر کے آپ اپنی بے اعتباری کر لی مگر جن لوگون کے ساتہہ تم نے مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کے قریب حدیبیہ مین صلح کا عہد و پیمان کیا تہا اور اونہون نے ابہی تک اوسے نہین توڑا تو جب تک وہ لوگ تم سے سیدہے رہین تم بہی

اون سے سیدھے رہو کیونکہ اللہ اون لوگون کو جو بدعہدی سے بچتے ہین دوست رکھتا ہی
مشرکین کا عہد کیسے معتبر ہو سکتا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ اگر یہ لوگ تم پر غلبہ پا جایئن تو
تمھارے بارے مین نہ قرابت کا پاس ملحوظ رکھین اور نہ عہد و پیمان کا اپنی زبانی باتون
سے تو تمکو رضامند کر دیتے ہین مگر اونکے دل ہین کہ اون باتون سے انکار رکھتے ہین اور
اکثر ایسے ہین کہ بات کہکر پہر اوس سے نکل بہاگتے ہین - یہ لوگ دنیا کے لالچی ہین اگر خدا کی آیتون
کے بدلہ مین تہوڑا سا فائدہ حاصل کر کے لگے خدا کے رستے سے لوگون کو روکنے - کیا ہی بری
حرکتین ہین جو یہ لوگ کر رہے ہین - کسی مسلمان کے بارے مین نہ تو قرابت کا پاس
ملحوظ رکھتے ہین اور نہ عہد و پیمان کا اور یہی بر سر زیادتی ہین - پہر اے مسلمانو - اگر یہ لوگ
کفر و شرک سے توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین تو تمھارے دینی بہائی ہین اور جو لوگ
سمجھدار ہین اونکے لئے ہم اپنی آیتون کو تفصیل کے ساتھہ بیان فرماتے ہین - اور اگر یہ
لوگ عہد کئے پیچھے اپنی قسمون کو توڑ ڈالین اور تمھارے دین مین طعنہ زنی کرین تو ان
کفر کے پیشواؤن کی قسمین کچھہ بہی اعتبار کے قابل نہین ان سے خوب لڑو تاکہ یہ لوگ
اپنی شرارتون سے باز آجایئن - مسلمانو - تم اون لوگون سے دل کہول کے کیون نہ لڑو
جنہون نے اپنی قسمون کو توڑ ڈالا اور رسول کے نکال دینے کا ارادہ کیا اور تم سے چھیڑ خانی
بہی اول اونہین لوگون نے شروع کی کیا تم اون سے ڈرتے ہو پس اگر تم ایمان رکھتے ہو
تو ان سے کہین بڑہکر خدا حق رکھتا ہے کہ تم اوس سے ڈرو - ان لوگون سے بے تامل
لڑو خدا تمھارے ہی ہاتھون انکو سزا دیگا اور انکو رسوا کریگا اور ان پر تمکو فتح دیگا اور مسلمانون
کے گروہ کی چھاتیون کو ٹھنڈا کریگا - اور اونکے دلون مین جو کافرونکی طرف سے غصہ بھرا ہوا
ہے اوسکی خلش کو بہی دور کر دیگا اور اللہ جسکی چاہے توبہ قبول کر لے اور اللہ سب کے

حال سے واقف اور حکمت والا ہے۔ مسلمانو۔ کیا تم نے ایسا سمجھ رکھا ہے کہ سستے
چھوٹ جاؤگے اور ابھی اللہ نے اون لوگون کو اچھی طرح ٹھونک بجا کر دیکھا تک نہین جو تم مین سے
جہاد کرتے اور اللہ اور اوسکے رسول اور مسلمانون کو چھوڑ کر کسی کو اپنا دوست نہین بناتے۔ اور
جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو اللہ کو اوسکی سب خبر ہے۔ مشرکون کو کوئی حق نہین کہ اپنے جیسے
کافرون سے اللہ کی مسجدین آباد رکھین اور افعال واقوال شرک سے اپنے اوپر کفر کی گواہی
بھی دیتے جائین یہی لوگ ہین جنکا کیا دہرا سب اکارت ہوا۔ اور یہی لوگ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ
مین رہنے والے ہین۔ حقیقت مین تو اللہ کی مسجدون کو وہی آباد رکھتا ہے جو اللہ اور روز
آخرت پر ایمان لایا اور نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہا اور خدا کے سوا کسیکا ڈر نہ مانا۔ ایسے لوگون
کی نسبت توقع کی جا سکتی ہے کہ آخرکار اون لوگون مین جا شامل ہونگے جو منزل مقصود
پر پہونچے۔ کیا تم لوگون نے حاجیون کے پانی پلانے اور ادب والی مسجد یعنی خانہ کعبہ
کے آباد رکھنے کو اوس شخص کی خدمتون جیسا سمجھ لیا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتا اور
اللہ کے راستے مین جہاد کرتا ہے۔ اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر
نہین اور اللہ ظالم لوگون کو راہ راست نہین دکھایا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور دین کے
لئے اونھون نے ہجرت کی اور اپنے جان ومال سے اللہ کی راہ مین جہاد کئے یہ لوگ اللہ
کے ہان درجہ مین کہین بڑھ کر ہین اور یہی ہین جو منزل مقصود کو پہونچنے والے ہین۔ انکا
پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغون مین رہنے کی خوشخبری دیتا ہے
جن مین انکو دائمی آسائش ملیگی۔ یہ لوگ اون باغون مین سدا کو اور ہمیشہ ہمیشہ رہینگے بیشک
اللہ کے ہان ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ مسلمانو۔ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی
کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز رکھین تو اونکو رفیق نہ بناؤ اور جو تم مین سے ایسے باپ

بھائیون کے ساتھہ دوستی کا برتاؤ رکھیگا تو یہی لوگ ہین جو خدا کے نزدیک نافرمان ہین -
اے پیمبر مسلمانون کو سمجھا دو کہ اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری
بیبیان اور کنبہ وار اور مال جو تمنے کمائے ہین اور سوداگری جسکے مندا پڑنیکا اندیشہ ہو اور مکانات
جن مین رہنے کو تمھارا جی چاہتا ہے اگر یہ چیزین اللہ اور اوسکے رسول اور اللہ کے راستے
مین جہاد کرنے سے تمکو زیادہ عزیز ہون تو ذرا صبر کرو یہانتک کہ جو کچھہ خدا کو کرنا ہے وہ تمھارے
سامنے لاموجود کرے اور اللہ اون لوگون کو جو اوسکے حکم سے سرتابی کرین ہدایت نہین
دیا کرتا - اللہ بہت سے مواقع پر تمھاری مدد کرچکا ہے اور خصوصاً حنین مین جبکہ تمھاری فوجی
کثرت نے تمکو مغرور کردیا تھا تو وہ کثرت تمھارے کچھہ بھی کام نہ آئی اور اتنی بڑی زمین باوجود
وسعت کے لگی تمپر تنگی کرنے پھر تم پیٹھہ پھیر کر بھاگ نکلے - پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور
نیز مسلمانون پر اپنی طرف سے تسلی نازل فرمائی اور تمھاری مدد کو فرشتون کے ایسے لشکر
بھیجے جو تم کو دکھائی نہین دیتے تھے اور آخر کار کافرون کو بڑی سخت مار دی اور کافرون کی
یہی سزا ہے - پھر اوسکے بعد خدا جسکو چاہے توبہ نصیب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان
ہے - مسلمانو مشرک تو نرے گندے ہین - اس برسکے بعد ادب وحرمت والی مسجد
یعنی خانہ کعبہ کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائین اور اگر اونکے ساتھہ لین دین بند ہوجانے سے
تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا پر بھروسہ رکھو وہ چاہیگا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کردیگا بیشک
خدا سبکی نیتون کو جانتا حکمت والا ہے - اہل کتاب جو نہ خدا کو مانتے ہین جیسا کہ ماننے کا حق ہے
اور نہ روز آخرت کو اور نہ اللہ اور اوسکے رسول کی حرام کی ہوئی چیزون کو حرام سمجھتے ہین اور نہ دین
حق کو تسلیم کرتے ہین مشرکون کے علاوہ ان لوگون سے بھی لڑو یہانتک کہ ذلیل ہوکر اپنے
ہاتھون سے جزیہ دین - اور یہود کہتے ہین کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہین اور نصاریٰ کہتے ہین کہ

مسیح اللہ کے بیٹے ہین یہ اونکے منہ کی کہن ہے۔ لگے اونہین کی سی باتین بنانے جوکافر
تہے اوراون سے پہلے ہوگذرے ہین خدا انکو غارت کرے دیکہو توکدہر کو شیطان کے
بہٹکاے ہوے بہٹکے چلے جارہے ہین ان لوگون نے اللہ کو چہوڑکر اپنے عالمون اوراپنے
مشائخون اور مسیح ابن مریم کو خدا ابنا کہڑا کیا حالانکہ ہمارے یہان سے انکو یہی حکم دیاگیا تہاکہ
ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہنا اوسکے سوا کوئی اور معبود نہین وہ اسکے شرک سے پاک
ہے۔ چاہتے ہین کہ خدا کے نور یعنی دین اسلام کو منہ سے پہونک مار کر بجہادین اور خدا کو
منظور ہے کہ ہرطرح پر اپنے نور کی روشنی کو پورا کرکے رہے اگرچہ کافرون کو بُراہی کیون نہ لگے
وہی ذات پاک ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اوردین حق دیکر بہیجا تاکہ اوسکو تمام دینون پر
غالب کرے گو مشرکون کو بُراہی کیون نہ لگے۔ مسلمانو۔ اہل کتاب کے اکثر عالم اور مشائخ
لوگون کے مال ناحق ناروا اڑہکوستے اور راہ خدا سے لوگون کو روکتے رہتے ہین اور جولوگ
سونا اورچاندی جمع کرتے رہتے اوراوسکو خدا کی راہ مین خرچ نہین کرتے۔ اے پیمبر اون کو
روز قیامت کے عذاب دردناک کی خوشخبری سنادو۔ جبکہ دوزخ کی آگ مین رکہکر اوسکو تایا جائیگا
پہراوس سے اونکے ماتہے اور اونکی کروٹین اوراونکی پیٹہین داغی جائینگی اوراون سے
کہا جائیگا کہ یہ ہے جوتم نے اپنے لئے دنیا مین جمع کیا تہا۔ آج اپنے جمع کئے کا مزہ چکہو
جس دن خدا نے آسمان وزمین پیدا کئے ہین جب ہی سے خدا کے یہان مہینون کی
گنتی کتاب اللہ یعنی لوح محفوظ مین بارہ مہینے لکہی چلی آتی ہے جن مین سے چار مہینے ادب
اور امن عام کے ہین۔ دین کا سیدہا راستہ تو یہ ہے۔ مسلمانو۔ امن وادب کے ان چار
مہینون مین کشت وخون سے ان مہینون کی بیحرمتی کرکے اپنی جانون پر ظلم نہ کرنا اور تم سب
مسلمان مشرکون سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہین اورجانے رہو کہ اللہ پرہیزگارونکا

ساتھی ہے۔ مہینون کا سرکا دنیا بھی ایک کفر مزید ہے جسکی وجہ سے کافرین کے راستے سے
گمراہ ہوتے رہتے ہین۔ایک برس ایک مہینہ کو حلال سمجھ لیتے ہین اور اوسیکو دوسرے برس حرام اور
اس سے اون کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اللہ نے جو چار مہینے حرام کئے ہین اپنی گنتی سے اوس
گنتی کو مطابق کرکے اللہ کے حرام کئے ہوے مہینون کو حلال کرلین ان کی بدکرداریان انکو بھلی
کرکے دکھائی گئی ہین اور اللہ اون لوگون کو جو کفر کرتے ہین توفیق ہدایت نہین دیا کرتا مسلمانو
تمکو کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ راہ خدا مین لڑنے کے لئے نکلو تو تم زمین پر
ڈہیر ہوے جاتے ہو کیا آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو اگر یہ بات ہے
تو یہ تمھاری سخت غلط فہمی ہے کیونکہ آخرت کے فائدون کے مقابلہ مین دنیا کی زندگی کے
فائدے محض بے حقیقت ہین۔اگر تم بلاے جانے پر بھی راہ خدا مین لڑنے کے لئے نہ نکلو گے
تو خدا تمکو بڑی دردناک مار دیگا اور تمھارے بدلے دوسرے لوگ رسول کی مدد کو لاموجود
کریگا اور تم اوسکا کچھہ بھی نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔اگر تم رسول کی مدد نہ بھی کروگے
تو کچھہ پرواہ کی بات نہین اللہ اوسکا مددگار ہے اور اوسی نے اپنے رسول کی مدد اوسوقت بھی
کی تھی جب کافرون نے اوسکو ایسا بے سروسامان گھر سے نکال باہر کیا کہ صرف دو آدمی اور دو مین
دوسرا پیمبر۔اوسوقت یہ دونون غار ثور مین تھے اور اوسوقت پیمبر اپنے ساتھی یعنی ابو بکر کو سمجھا
رہے تھے کہ کچھہ رنج و فکر نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔پھر اللہ نے اپنے پیمبر پر
اپنی طرف سے تسلی اوتاری اور اوسکو فرشتون کی ایسی فوجون سے مدد دی جنکو تم لوگ نہ دیکھہ
سکے اور کافرون کی بات کو ہیٹا کردیا اور سدا اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب اور صاحب
تدبیر ہے۔مسلمانو۔ہلکے یعنی بے ہتیار ہو تو اور بوجھل یعنی مسلح ہو تو خدا کی راہ مین لڑنے کیلئے
رسول کے بلانے پر نکل کھڑے ہوا کرو اور اپنی جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کرو اگر تم جہاد

کی مصلحتون کو جانتے ہو تو یہ تمہارے حق مین بہت بہتر ہے"۔

واضح ہو کہ سورۂ براءۃ یعنی توبہ دسوین پارہ وَاعْلَمُوا مین ہے اوسکے شروع سے ایک آیت کم چھ رکوع کا ترجمہ اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ تک لکھا گیا۔

وقائع سنہ ۱۰ھ

حضرت خالد ابن الولیدؓ کا بنی الحارث ابن کعب کے پاس جانا

ہجرت نبوی کے دسوین سال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیف اللہ کو ایک جماعت کے ساتھہ بنی الحارث ابن کعب کی طرف روانہ کیا کیونکہ اون لوگون کی شرارتین اور نفاق حد سے زیادہ ہو گئے تھے۔ خالد کو جناب نبوی کا یہ حکم ہوا تھا کہ تم وہان پہونچکے وعظ و نصیحت کے ساتھہ دعوت اسلام کرنا اور بہت نرمی اور آہستگی سے سمجھانا اگر تمہاری بات مان جائین تو فبہا ورنہ پھر مقابلہ و محاربہ سے کام لینا۔

جناب خالد نے وہان پہونچکے بالکل ارشاد نبوی پر عمل کیا۔ فضل خدا سے وہ لوگ راہ راست پر آگئے اور کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہوے۔ حضرت خالد نے چند روز وہان قیام کر کے قرآن اور احکام شرعیہ کی تعلیم دی۔ پھر اون لوگون کا سب حال ایک عریضہ مین لکھکے دربار نبوی مین ارسال کیا۔ جناب رسول خدا نے اوسکے جواب مین تحریر فرمایا کہ اے خالد اونکو بہشت کی خوشخبری اور دوزخ کے ڈر سے آگاہ کر کے اللہ تعالےٰ کے وعدہ اور وعید سے خوب متنبہ کر دو۔ اور جب یہان آؤ تو اون مین سے ایک گروہ کو اپنے ساتھہ لیتے آنا۔ حضرت خالد اس فرمان سعادت توامان کے بموجب اونکے ایک گروہ کو لیکر حاضر مدینہ ہوے۔ جسوقت بنی الحارث کے لوگ دربار گوہربار نبوی مین حاضر ہوے تو حضور کو باادب سلام کر کے

کہنے لگے۔ اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ آنحضرت نے اونکے سلام کا جواب دیکے فرمایا کہ مین بھی خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کے برحق ہونے پر گواہی دیتا ہون۔

چند روز کے بعد آنحضرت نے اونہین مین سے قیس ابن حصین کو اونکا سردار کر کے اونہین مراجعت وطن کی اجازت دی۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد عمرو ابن خرم کو اون سبکا امیر مقرر کیا اور اون سے کہدیا کہ وہان سے صدقات وزکوۃ جو حاصل ہون اونکا اہتمام کرنا اور اونکو مساکین مین صرف کرنیکا بخوبی بندوبست رکھنا۔ چنانچہ حضرت عمرو ابن خرم رضی اللہ عنہ حضور کے زمانہ وفات تک اسی عہدۂ جلیلہ پر اون ہی لوگون مین رہے۔

اس سال مین بھی اطراف وجوانب سے وفود حضور کی خدمت مین آئے اور دلی رغبت سے مسلمان ہوئے۔ از آنجملہ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا وفد اسی سال مین آیا تھا جسکا حال اوپر مسطور ہو چکا ہے۔

وفد خولان

یہ دس آدمی تھے۔ انہون نے حاضر ہوکے گذارش کی کہ یا رسول اللہ ہم خدا کے واحد ولاشریک ہونے اور آپ کی رسالت کی سچائی پر دل سے اعتقاد رکھتے ہین۔ اور دور ودراز وہولناک راہ طے کرا کے تمنائے اسلام اور شوق زیارت نے ہم کو کشان کشان یہان حاضر کیا ہے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اون سے بہت خوش ہوئے اور اونکو اسلام کی تعلیم کر کے سارے احکام وفرائض سکھائے۔ خداشناسی اور خداپرستی کی باتین بطریق وعظ اونکو سامنے بیان فرمائین اور ارشاد ہوا کہ وفائے عہد اور ادائے امانت کو فرض سمجھتے رہنا۔

پڑوسیون کے ساتھہ جہان تک نیکی کروگے اپنے حق مین اچھا کروگے - بدی کے عوض احسان و نیکی کرنے سے آدمی دین و دنیا مین سرخرو ہوتا ہے - خبردار سبکے ساتھہ محبت رکھنا اور ظلم سے اتنا ڈرنا جتنا کہ بکری چیتے سے ڈرتی ہے یہ ظالم آدمی کی ناؤ کو جلدی غرق کردیتا ہے یاد رکھو - ان الظلم ظلمات یوم القیامۃ -

جب یہ لوگ حضور کی خدمت اقدس مین چند روز تک رہے تو فیضان صحبت نبوی سے کامل الایمان ہوگئے - اسکے بعد حضور نے سبکو انعام واکرام دیکر رخصت کردیا -

وفد زمادیین بنی مدحج

یہ پندرہ آدمی رملہ بنت الحرث کے مکان پر آکے اوترے تھے - آنحضرت معہ جماعت اصحاب اونکے پاس گئے - اور بڑی دیر تک اون سے گفتگو کرتے رہے - اون لوگون نے اپنی زاد راہ مین سے کچھہ بطور ضیافت آنحضرت کے حضور مین حاضر کرکے بمنت التماس کی کہ آپ اسے اولش فرماوین - ارشاد ہوا - مین روزہ سے ہون نہین کہا سکتا البتہ میرے اصحاب بخوشی خاطر تمہارا کہنا کردینگے - وہ لوگ آنحضرت کے لئے تحائف بہی لائے تھے - اونمین ایک گھوڑا بہی تہا جسے مرواح کہتے تھے - آنحضرت نے ایک آدمی کو اوسپر سوار کرکے اوسکی چال دیکھی اور فرمایا مین تو سمجہا تہا کہ یہ گھوڑا تیز گام اور کشادہ قدم ہوگا - اوس قوم مین سے ایک آدمی بول اوٹہا کہ اے حضور یہ ریاضت اور اصلاح سے ٹھیک ہوجائیگا - لوگ اوسکی اصلاح مین محنت کرنے لگے اور ایک آدمی اوس وفد کا بہی مدینہ مین ٹھیرا رہا - گھوڑا جب درست ہوگیا تو حکم ہوا کہ اسے اور گھوڑون کے ساتھہ دوڑاؤ دیکھین اب اسکا کیا حال ہے - اوسوقت وہ آدمی جو اوسے بطور ہدیہ لایا تہا بولا کہ اگر اجازت ہو تو مین ہی اس پر سوار ہوکے دوڑاؤن - اوسے اجازت ہوئی اور وہی گھوڑا سب سے تیز نکلا - حضور نے

اوس گھوڑے کے عوض مین اوسکو بہت سا انعام دیا۔ وفد کے سب لوگون کو حسب لیاقت نقد وجنس عطا ہو ہی چکا تھا۔

وفد غامد

اس وفد مین دس آدمی تھے وہ آکے موضع بقیع غرقد مین فروکش ہوے اور ایک جوان کم عمر کو مکان پر اسباب کی حفاظت کے لئے چھوڑ کے خدمت نبوی مین حاضر ہوے۔ انکے ادہر آتے ہی وہ کم عمر محافظ سو گیا۔ چور نے آکے ایک شخص کی عبا لی اور چلتا بنا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہوکے عرض کی کہ حضور آپ کے ان مہمانون کی چوری ہو گئی۔ آپ نے اون لوگون کو اطلاع دی کہ تمہارا محافظ سو گیا تھا اس لئے تم مین سے کسی کی عبا چور اوٹھا لیگیا ہے۔ اونمین سے ایک آدمی بول اوٹھا کہ یا حضرت عبا تو سواے میرے اور کسی کے پاس نہین تھی میرا بڑا نقصان ہوا۔ افسوس صد افسوس۔ ارشاد ہوا کہ رنج نہ کرو تم ہمارے پاس آے ہو تمہارا رنج ہمارا رنج ہے اور تمہارا نقصان ہمارا نقصان ہے اسی لئے غیب سے حفاظت کی گئی ہے کہ محافظ تمہارا جاگا اور اوس نے دوڑ کے تمہاری عبا چور سے چھین لی۔ وہ سب لوگ جلدی سے اپنی فرودگاہ پر پہونچے اور اپنے محافظ مال سے حقیقت حال دریافت کی تو بعینہ وہی کیفیت معلوم ہوئی جو آنحضرت نے بیان فرمائی تھی۔ پھر تو سب آکے قدمون پر گر پڑے اور صدق دل سے ایمان لاکر مسلمان کامل ہو گئے۔ وہ جوان محافظ مال بھی مشرف باسلام ہوا۔ آنحضرت نے حکم دیا کہ جب تک یہ لوگ مدینہ مین رہین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اونہین قرآن اور مسائل دین کی تعلیم دین۔

جریر ابن عبداللہ بجلی کا معہ قبیلہ ایمان لانا اور انہدام بتخانہ ذو الخلصہ

جریر ابن عبداللہ اپنے قبیلہ کے ڈیڑھ سو آدمی لیکر حضرت رسول خدا کے حضور مین آے

جو بہت بڑا سرگروہ تہا اور ربیعہ ابوالحارث ابن علقمہ جو بڑا عالم اور دانشمند تہا اون ہی چودہ آدمیون مین منتخب کئے گئے - ان لوگون نے مدینہ مین داخل ہوکے لمبے لمبے دامنون کے ریشمی لباس پہنے اور طلائی انگوٹھیان ہاتھون مین پہن پہن کے بڑے زرق برق سے مسجد نبوی مین حاضر ہوکر آنحضرت کو سلام کیا - حضرت نے اونکی طرف ذرا بہی توجہ نہ کی - ان لوگون نے جب یہ کیفیت دیکھی تو پورب کی طرف منہ کرکے نماز پڑہنے لگے - اصحاب نے چاہا کہ اونہین اس حرکت سے روکین مگر آنحضرت نے منع کردیا - وہ نماز سے فارغ ہوکے پہر حضور مین حاضر ہوے - اب بہی آپ نے اون سے مطلق بات نہ کی - پہر تو وہ اپنا سامنہ لیکر مسجد کے باہر نکل گئے - حضرت عثمان بن عفان اور جناب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے اونکی پہلے سے ملاقات تہی - ان دونون صاحبون کو ڈہونڈہکے کہا کہ آنحضرت نے ہمین دعوت اسلام کی تہی اور نامہ بہیجا لیکن جب ہم آے تو ہم سے بات بہی نہ کی - آپ دونون صاحب ہمین صلاح دین کہ ہم یہان قیام کرین یا چلے جائین - یہ دونون بزرگوار تو اونکے سوال کا جواب ندے سکے - حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا گیا - جناب شیر خدا نے فرمایا کہ میری راے مین تو یہ بات آتی ہے کہ انکی بہڑکدار پوشاک سے حضور رکدر ہوگئے اور ان سے بات نہ کی اگر یہ لوگ سفری کپڑے رہبانون کے سے پہنکے حضور مین جائین تو آپ ضرور انکی طرف مخاطب ہونگے - وہ لوگ حضرت علی کی راے بیضا ضیاے پر عمل کرکے دربار عالی مین حاضر ہوے اور سلام کیا - آپ نے سلام کا جواب دیکے اون سے گفتگو کی - اور حاضرین کی طرف خطاب کرکے فرمایا - قسم ہے اوس خدا کی جس نے اپنا رسول برحق کرکے مجھے بہیجا ہے کہ کل جسوقت یہ لوگ میرے پاس آے تہے انکے ساتہہ شیطان تہا اور انکے دل غرور سے بہرے ہوے تہے - اون لوگون نے بہی حضور کا

یہ کلام سنکے سر نیچے کر لئے اور دل مین سمجھے کہ واقع مین کل ہمارے خیال اور تھے اور آج حالت ہی اور ہے۔

اسکے بعد حضور نے دعوت اسلام کی۔ اونہون نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ اونکی گفتگو سے عداوت وعناد ظاہر ہوتا تھا۔ بڑی پریشان اور بے تکی باتین کرنے لگے اور محاربہ ومجادلہ پر اوتر آئے۔

قصہ مختصر اونہون نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ مسیح کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین ارشاد ہوا کہ مین ابن مریم کے باب مین اپنی زبان سے کچھہ نہ کہونگا وحی کا انتظار کرتا ہون جو خدا کا حکم ہو اوسے تم بہی مانتا اور مین بہی اپنے سر اور آنکھون پر دہرونگا۔ چنانچہ اوسی وقت جناب روح الامین یہ وحی لیکر نازل ہوئے۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ

جب سید عالم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے یہ کلام خدا اونہین سنایا تو اونہون نے اوسے تسلیم کیا مگر اپنے عقیدہ باطل سے نہ پہرے۔ اوسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ اگر اب بہی نہین مانتے ہو تو آؤ ہم تم باہم مباہلہ کرلین یعنی دونون ملکر یہ کہین کہ جہوٹون پر خدا کی لعنت ہو اور یہ دعا کرین کہ ہم دونون مین سے جو باطل پر ہو اوسپر خدا اپنا غضب نازل کرے۔

وہ لوگ اس بات سے ہچکچائے اور کہنے لگے کہ اچہا اسکا جواب سوچ سمجھکے ہم کل دینگے آپنے اون لوگون کو ایک دن کی مہلت دی۔ وہ اپنی فرودگاہ پر آکے باہم مشورہ کرنے لگے اور عاقب سے اوسکی رائے دریافت کی۔ عاقب بولا کہ حضرات مجھے خوب یقین ہے

کہ آپ سب صاحب محمد کو نبی برحق جانتے ہین مگر آپ کے دل اقرار کرنا نہین چاہتے - محمد عیسیٰ کے شان مین بہی دلائل مدلل و معقول بیان کرتا ہے - پس مباہلہ کرنا میری راے مین ٹہیک نہین ہے - دیکہو جس قوم نے کسی پیمبر کے ساتہہ مباہلہ کیا ہے وہ بغیر ہلاک ہوے نہین رہی - پس اگر تم نے بہی محمد کے ساتہہ مباہلہ کیا تو اچہا نہوگا - اگر تم اپنے دین پر قائم رہنا چاہتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ محمد سے صلح کر کے جزیہ دینا قبول کر لو اور اپنے اپنے گہر ونکو پہر چلو الغرض سبہون نے عاقب کی راے پسند کی اور علی الصباح رسول خدا کے پاس گئے دیکہتے کیا ہین کہ حضرت حجرۂ شریف سے اسطرح باہر نکلے کہ جناب امام حسین آپ کی گود مین اور امام حسن کا ہاتہہ آپ کے ہاتہہ مین ہے - جناب فاطمہ اور حضرت علی مرتضیٰ پیچہے پیچہے چلے آتے ہین - اور آنحضرت اون سے کہتے جاتے ہین کہ اگر نصاریٰ مباہلہ کو آگئے تو مین دعا مانگونگا اور تم سب ملکے آمین کہنا -

جب نصاریٰ نے پنجتن پاک کو تشریف لاتے دیکہا اور آنحضرت کی یہ باتین سنین تو کانپ گئے - ابوالحارث نے اپنے ساتہیون سے کہا کہ یارو یہ ٹیڑہی کہیر ہے - بہلا اسی کیونکر نگلو گے مجہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ ملکے خدا سے دعا مانگین تو پہاڑ بہی اپنی جگہہ سے ٹلجاے - خبردار ان سے مباہلہ نہ کرنا -

غرضکہ اون سبہون نے ملکر آنحضرت سے یہ کہا کہ اے ابوالقاسم نہ تو ہم تم سے مباہلہ کرینگے نہ تمہارے دین کو پسند کرتے ہین نہ ہم عرب سے لڑنے کی قدرت رکہتے ہین البتہ اس طور سے صلح کرینگے کہ ماہ صفر مین ہزار حُلہ دیا کرینگے اور ماہ رجب مین ہزار حُلہ دینگے - ہر حُلہ کی قیمت چالیس درم ہوگے اور آپ کے جو آدمی ہمارے ملک مین جائینگے اونکی خاطر اور مہمانی کیا کرینگے - صرف ہمین ہمارے دین پر چہوڑدو اور اپنے ذمہ حمایت مین لیلو -

مسلمان ہمارے ساتھہ کبھی نہ لڑین تیس گھوڑے - تیس اونٹ - تیس زرہ اور تیس نیزہ بھی ہم ہر سال آپ کی نذر کیا کرینگے - آنحضرت نے یہ سب باتین قبول کرلین - اور فرمایا تم لوگ ایک کہنا ہمارا بھی ضرور مان لو یعنی سود لینا ترک کردو - یہ بات اونہون نے مان لی - صلحنامہ لکھا گیا - اصحاب کی گواہیان اوسپر ثبت ہوگئین اور وہ دستاویز نصاریٰ کو سپرد کردیگئی رخصت ہونے کے وقت اون لوگون نے حضور مین عرض کی کہ اے محمد اپنے اصحاب مین سے کسی کو ہمارے ساتھہ کردو تاکہ ہماری قوم مین جو باہمی اختلافات ہوا کرین اونہین انصاف اور راستی سے رفع کردیا کرین - حکم ہوا کہ ظہر کے وقت آنا - کوئی امانت دار شخص تمہارے ساتھہ کردیا جائیگا -

جناب عمر خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت کا یہ وعدہ سنکر مجھے یہ شرف حاصل کرنیکا شوق پیدا ہوا بے اختیار دل نے چاہا کہ اگر حضور اس کام کے لئے مجھے منتخب کرلین تو زہے نصیب - اس لئے ظہر کے وقت سب سے پہلے مسجد مین جا بیٹھا جب حضور نماز پڑھ چکے تو آپ نے دائین بائین دیکھا - میرا یہ حال تھا کہ سب سے آگے بڑھ بڑھ کے بیٹھتا تھا اور اپنے کو نمایان کرتا مگر حضور نے حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح کو اپنے پاس بلایا اور حکم دیا کہ تم نجران ان لوگون کے ساتھہ چلے جاؤ انصاف و حق پرستی سے فصل خصومات کرنا -

غرضکہ نصاریٰ جناب امین الامتہ رضی اللہ عنہ کو ساتھہ لیکر چلدئے - حضرت ابو عبیدہ امین قرار دئے جانے اور نصاریٰ ایسے شخص کی ہمراہی سے کمال خوش تھے -

چند روز کے بعد اونمین سے دو آدمی جنکا عرف سید اور عاقب تھا اور جو نصاریٰ مین بڑے عقلمند و نامور تھے مدینہ مین آکر مسلمان ہوگئے - اونکی قوم کو بڑا رنج ہوا - نصاریٰ نے

ہر چند چاہا کہ یہ دونون پہر عیسائی ہوجائین مگر کچھہ نہوا۔

وہ صلحنامہ جو آنحضرت نے نصارائے نجران کو لکھدیا تہا۔ جناب صدیق اکبر کی خلافت تک جون کا تون رہا اور اوسی طرح اوسپر عمل کیا گیا جیسا کہ آنحضرت کے سامنے ہوتا تہا۔ مگر خلافت فاروقی مین حسب ضرورت جانبین نے اوس مین کچھہ ترمیم کرلی۔ پہر آگے بڑہکے اور خلفا و حکام کے عہد مین بہت تغیرات اوسمین ہوئے۔

روایت ہے کہ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سر یر آرائے خلافت ہوتے ہی جناب خالد بن ولید کی جگہہ جو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو امیر لشکر کردیا تہا اوسکی بھی وجہ تھی کہ آنحضرت نے ابو عبیدہ کو امین تصور فرمایا تہا۔

منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اگر نصاریٰ اوسوقت مباہلہ کرتے تو سب بندر اور سوئر ہوجاتے۔ یہ جنگل اون سب پر آگ برساتا۔ ایک سال کے اندر اونکا نام و نشان روئے زمین پر قائم نرہتا اور سب تباہ و برباد ہوجاتے کیونکہ حکم خدا سے جو اوسی وقت تازہ بتازہ نازل ہوا تہا آپ کو مباہلہ کی سوجھی تھی چنانچہ وہ آیت تو اوپر گذر چکی اوسکا ترجمہ یہ ہے۔ "اللہ کے نزدیک عیسیٰ کا حال مثل آدم کے ہے کیونکہ اللہ نے اوسے مٹی سے بنایا اور کہا ہو۔ وہ ہوگئی حق تمہارے رب کی طرف سے ہے اسمین کچھہ شک نہ کرو اے محمد اگر اسبات مین کوئی تم سے جھگڑا کرے تو اوس سے کہدو کہ آؤ ہم اپنے بیٹون اور عورتون کو بلالین اور تم اپنے بیٹون اور عورتون کو بلالو اور ملکر جھوٹون پر لعنت کرین۔

حضرت عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ

جنہین آنحضرت صلعم نے بنی الحارث بن کعب پر عامل کرکے بہیجا تہا انصاری بخاری ہین کنیت اونکی ابو الضحاک یا ابو محمد ہے۔ پہلا مشاہد اونکا غزوہ خندق ہی۔ پندرہ برس کی

عمر تہی جب آنحضرت نے انکو عامل نجران کیا اور سترہ برس کے ہوے تو نامہ نبوی لیکر یمن تشریف لے گئے - اوس نامہ مین احکام میراث و دیت وغیرہ تہے -

نجران بروزن مرجان مین نون مفتوح اور جیم ساکن ہے - یمن کا ایک شہر اور نجران بن زید بن سبا کے نام سے مشہور ہے -

مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ نجران سے ساٹھہ سوار اور چوبیس اشراف آے تہے جنمین سے تین آدمیون کو سارے کاروبار اور سب امور کا اختیار تہا - ابوالحارث بن علقمہ جو نجرانیون کے ساتہہ آیا تہا اوسکی اسقدر وقعت و عظمت تہی کہ بادشاہ تک اوسکی تعظیم و تکریم کرتے تہے - وہ نصاری مین بہت مقبول تہا - عیسائیون کی کتابون اور آنحضرت کے حالات اور صفات محمودہ سے خوب واقف تہا - آپ کے حالات اوس نے کتب قدیمہ مین پڑہے تہے - مگر جب جاہ اور وجاہت دنیوی نے اوسے نصرانیت پر قائم رکہا ابوالحارث کا بہائی کرز بن علقمہ بہی اون لوگون کے ساتہہ تہا - اتفاقاً ابوالحارث کا خچر ٹہوکر کہا کے گر پڑا - کرز بول اوٹہا کہ محمد بہی یون ہی گریگا - ابوالحارث نے چین بجبین ہوکے کہا کہ کمبخت تو گریگا - کرز نے پوچہا بہائی جان تم نے محمد کی طرف سے بُرا مان کے اتنی بڑی بات مجہہ سے کیون کہی - حارث نے جوابدیا "قسم ہے خدا کی محمد خدا کا رسول ہے ہم اوسکے ظہور کا انتظار کر رہے تہے" کرز کہنے لگا کہ پہر تم مسلمان کیون نہین ہو جاتے - ابوالحارث بولا کہ اگر مین مسلمان ہو جاؤن تو ساری قوم میری دشمن ہو جائیگی اور میری یہ تعظیم و توقیر نہ رہیگی اور جو کچہہ دہن و دولت نصاری نے مجہے دیا ہے سب چہین لینگے - یہ سنکر کرز کے دل مین اسلام کی محبت پیدا ہو گئی اور اپنے اونٹ کو جلدی جلدی ہانک کے حضور نبوی مین حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا -

مدارج النبوۃ مین ہے کہ آنحضرت نے نجران کے اسقف یعنی پادری سے کہا کہ تو اپنے مقام پر جا کے اپنے اسباب کے آگے سوئیگا اور جب اوٹھیگا تو غلبہ خواب مین اونٹ پر اولٹا پالان رکھکے سوار ہو جائیگا۔ چنانچہ فرودگاہ پر جا کے اوس نے بہت کوشش کی کہ حضرت کی پیشین گوئی کا خلاف ہو مگر نہو سکا پس فوراً حضور کے پاس آکر مسلمان ہو گیا۔

باذان حاکم یمن کی وفات

باذان سال دہم ہجری مین مرا۔ جب آنحضرت نے اوسکے مرنے کی خبر پائی تو اوسکے بیٹون شہر ابن باذان - عامر ابن شہر ہمدانی - ابو موسیٰ اشعری - علی ابن امیہ - اور معاذ ابن جبل کو باذان کا ملک تقسیم کر دیا۔

یمن کے دو مخلاف یعنی اطراف ہین ایک جانب بلند عدن کے مضافات جنز کی طرف وہ سمت حضرت معاذ بن جبل کو سپرد ہوئی - اور وہان کے قاضی اور عامل وہی ہوے - وہان معاذ رضی اللہ عنہ کی مسجد ابتک مشہور ہے - حضرت نے اونکو ہدایت کردی تہی کہ تم اہل کتاب کے پاس جاتے ہو پہلے اونکو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف بلانا - اگر وہ تمہاری بات مان لین تو اونکو خبر دینا کہ خدا نے زکوٰۃ تمپر فرض کی ہے جو مالدارون سے لیکر اونہین کے محتاجون مین صرف کیجاویگی - مالون کے تحائف اور نفائس سے پرہیز کرنا اور اونکے ستہ تکلفات نہ اختیار کرنا - اور زکوٰۃ مین اچہے اچہے اونٹ اور بکریان چہانٹ کے نہ لیلینا یعنی ہرگز ایسا نہ کیا جائے کہ اچہا مال زکوٰۃ مین لیلو اور برا مال اونہین دیدو - اور خوب سمجہلو کہ مظلومون کی دعا اور جناب باری عز اسمہٗ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہین ہے اس لئے مظلومون کی بددعا سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

دوسرا مخلاف نشیب کی طرف ہے۔ وہان کا عامل ابوموسیٰ اشعری کو مقرر فرمایا۔ عدن اور زبید اوسی مین شامل ہین۔ اور ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ لوگون کے ساتھہ نرمی برتنا اور اون پر ایسی سختی نہ کرنا کہ وہ بہاگ جائین۔

سریہ یمن بامارت جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اسی سال مین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیر بیشہ لافتیٰ حضرت علی مرتضیٰ کے لئے ایک علم تیار کیا اور اپنے دست مبارک سے دستار جناب علی رضی اللہ عنہ کے سر اقدس پر باندہی۔ اور تین سو سوار حضرت حیدر کرار کے ہمراہ رکاب کر کے یمن جانیکا حکم دیا۔ کیونکہ وہان کے لوگ بہت خودسری اور فتنہ پردازی کرنے لگے تہے۔ غربا و مساکین خصوصاً مومنین وہانکے بدمعاشون کے ہاتھہ سے بہت نالان تہے۔

رخصت کے وقت حضرت نے فرمایا کہ اے علی جب تک وہ لوگ خود تمہارے سامنے آکے مستعد جنگ نہون تم کسی سے نہ لڑنا۔ یہ پہلا گروہ تہا جو اسلام کی طرف سے یمن بہیجا گیا۔

حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہین کہ روانگی کے وقت مین نے جناب نبوی مین گذارش کی کہ حضور مجہے اہل کتاب مین بہیجتے ہین۔ مین جوان آدمی ہون ابہی علم قضا کو کیا جانون۔ پس امور قضا کا انصرام مجہہ سے کیسے ہوگا۔ آنحضرت نے اوسی وقت میرے سینہ پر ہاتہہ رکہکے یہ دعا کی اللہم ثبت لسانہ وایّد قلبہ۔ پہر فرمایا کہ اے علی اب بہت جلدی خدا تمکو کامل کر دیگا اور تمہاری زبان احکام راست پر قائم ہو جائیگی۔ اے علی جب دو فریق فصل خصومت کے لئے تمہارے سامنے حاضر ہون تو جب تک دونون کا بیان اطمینان سے بخوبی نہ سن لینا اپنی کوئی راے نہ قائم کرنا اور مدعی مدعا علیہ دونون کی اچہی طرح سن کے مقدمہ فیصل کرنا۔ اسطرح مقدمہ کی کیفیت تم پر منکشف ہو جایا کریگی۔ شیر خدا فرماتے ہین کہ میرا عمل ہمیشہ آنحضرت کے اسی قول پر رہا

اور پہر مجھے کسی قضیہ مین ہرگز کوئی شبہ واقع نہوا - جو مقدمہ میرے سامنے پیش ہوتا اوسے اسی طریق سے بلازحمت فیصل کردیتا تہا اور حق و باطل کی تمیز من جانب اللہ میرے دل مین پیدا ہوجاتی تہی - آنحضرت کے دست مبارک کا یہ فیض تہا کہ علم قضا مین جناب علی مرتضی ایسے ماہر وکامل ہوے کہ آنحضرت خود اونکی تعریف مین اصحاب سے فرمایا کرتے تہے "اقضاکم علی" یعنی علی معاملات قضا مین تم سب سے افضل و بہتر ہے -

حضرت برای ابن غالب یا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین بہی جناب علی کے ساتہہ یمن گیا تہا - جب لشکر اسلام یمن کے متصل پہونچا تو علی مرتضی نے امامت کرکے نماز پڑہائی پہر لشکر کی صف آرائی کرکے آپ میدان مین آے - اہل یمن بہی سامنے آگئے - جناب علی نے آنحضرت کا فرمان واجب الاذعان سب کو پڑہکے سنایا اور اسلام کی طرف دعوت کی - قبیلہ ہمدان کے لوگ فوراً مسلمان ہوگئے - حضرت علی نے یہ حال آنحضرت کو لکہہ بہیجا - حضور بہت خوش ہوے اور سجدہ شکر کرکے فرمایا السلام علی ہمدان -

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت علی نے کچہہ سونا معدن سے نکلا ہوا جو ہنوز میل و مٹی سے صاف بہی نہوا تہا آنحضرت کے پاس بہیجا - رسول خدا نے اوسی وقت عینیہ ابن حصین فزاری - اقرع ابن حابس - زید الخیل ابن مہلہل طائی - علقمہ ابن علاثہ عامری کو تقسیم کردیا - ایک منافق ناراض ہوکر کہنے لگا کہ رسول خدا نے یہ کیسی تقسیم کی - کیا میرا حق اوس طلا مین کچہہ بہی نہ تہا - سچ پوچہو تو مین اون چارون سے زیادہ مستحق ہون - بعض لوگون نے اسکی خبر آنحضرت کو پہونچادی - حضرت خالد بن ولید کو بہت ناگوار ہوا - عرض کی کہ حضور یہ شخص سخت سزا کے قابل ہے اگر حکم ہو تو اوسکا سر اوڑا دون - ارشاد ہوا - خالد - ہرگز ایسا نہ کرنا - اکثر آدمیونکے دل اور زبان موافق نہین ہوتے - مجھے خدا کا حکم نہین ہے کہ لوگون کے دلون کا حال ظاہر کرون

اور اونکے اسرار باطنی کو بیان مین لاؤن - پہر آپ نے اوس آدمی کو دیکہکر فرمایا کہ اسکی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو نہایت خوش اسلوبی اور خوش الحانی سے پڑہیگی مگر کلام الٰہی صرف اونکی زبان پر ہوگا دل کو اوسکی ذرا بہی خبر نہوگی -

صاحب قرۃ العیون اسی سریہ کی نسبت فرماتے ہین کہ آنحضرت نے جناب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر کرکے قبل حج الوداع سال دہم ہجری کے ربیع الاول یا ربیع الثانی یا جمادی الاول یا جمادی الثانی مین عبد المدان کے پاس نجران مین بہیجا - عبد المدان یمن کا ایک قبیلہ ہے - وہ سب مسلمان ہوے - پہر حضرت خالد کی جگہہ جناب علی مرتضی کو امیر کرکے آنحضرت نے بہیجدیا - ایک روایت مین ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو اوس خمس غنائم کے لینے کے لئے بہیجا تہا جو جناب خالد نے وہان کے لوگون سے جمع کیا تہا - حضرت علی مرتضیٰ ماہ رمضان مین تین سو سوارون کے ساتہہ روانہ ہوے اون سے حضور نے یہ فرمادیا تہا کہ اے علی اگر تمہارے ہاتہہ پر ایک آدمی بہی ایمان لاے اور ہدایت پاکر مسلمان ہو تو وہ تمام دنیا سے بہتر ہے -

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین بہی یمن مین لشکر اسلام کے ساتہہ تہا - مال غنیمت مین لونڈیان بہی تہین - جب اونمین سے خمس جدا کیا گیا تو ایک نہایت حسین وضعدار لونڈی حضرت علی نے خود لیلی اور رات کو اوسکے ساتہہ رہے - صبح اوٹہتے ہی غسل فرمایا - اثر غسل کا اونکے بالون پر دیکہکے مجہے ناگوار ہوا اور اون سے بدظنی ہوگئی - خالد رضی اللہ عنہ سے بھی شکایت کی اور علی مرتضیٰ سے بھی کہا کہ اے ابو الحسن تمنے یہ کیا حرکت کی - حضرت علی نے جوابدیا کہ اے بریدہ تمنے نہین دیکہا کہ یہ لونڈی غنیمت کی خمس مین ہو اور آل محمد کے حصہ مین آکر میری پاس آئی اس لئے مین نے اوسکے ساتہہ صحبت کی - حضرت شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین - یہانسے

معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب علیؑ کو خمس مین ایسا تصرف کرنیکی اجازت دیدی تہی جب
حضرت بریدہ نے مدینہ مین آکر آنحضرت سے یہ ماجرا بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اے
بریدہ کیا تم نے علی کو دشمن جانا۔ اونہون نے جوابدیا "ہان" حضرت نے فرمایا۔ بریدہ۔ ہرگز ایسا
نہ کرنا بلکہ علی سے دوستی اور زیادہ کردو۔ اونکا حصہ خمس مین اوس لونڈی سے زیادہ تہا۔ بریدہ
کہتے ہین کہ میری شکایت کے باعث رسول خدا کے چہرۂ مبارک پر غصہ سے بہت سرخی آگئی
تہی اور ارشاد کیا کہ خبردار پہر علی کی شان مین بدگمانی نہ کرنا مین اون سے ہون اور وہ مجہ سے ہین
تمہارے مولا معظم و مکرم اور رفیق ہین جس کا مین مولیٰ ہون علی اوسکے مولا ہین۔ بریدہ کہتے
ہین کہ اسکے بعد صحابہ مین کوئی ایسا نہ تہا جو علی سے زیادہ مجہے عزیز ہو۔

روایت ہے کہ ذوالخویصرہ نے سونا بانٹنے کے وقت آنحضرت پر اعتراض کیا تہا۔
اوسکا حلیہ لوگون نے یون لکہا ہے کہ دونون رخسارون کی ہڈیان اوبہری ہوئین۔ پیشانی اونچی
آنکہین اندر گہسی ہوئین۔ ڈاڑہی گنجان۔ سر منڈا ہوا۔ تہبند باندہے کرتہ کا دامن کمر سے لپیٹے تہا
حضرت فاروق اعظم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر حکم ہو تو اوسکی گردن ماردون۔ ارشاد ہوا کہ عمر ہرگز
ایسا نہ کرنا لوگ ہمین بدنام کرینگے کہ اپنے اصحاب کو بہی مارڈالتے ہین۔

محمد بن سعد وغیرہ ارباب سیر کی راے ہے کہ آنحضرت نے علی مرتضیٰ کو دو دفعہ یمن بہیجا تہا
ایک تو سال دہم مین۔ دوسری دفعہ کی اونہین تاریخ نہین معلوم۔ ممکن ہے کہ اسی سال مین
دوبار بہیجا ہو یا پہلے کبہی ایسا اتفاق ہوا ہوگا۔

ایک روایت یہ بہی ہے کہ حضور نے عمرو بن حزام کو بحرین پر اور خالد بن سعید کو مواضعات مابین
زبید و بحرین پر مامور کیا۔ حکومت ہمدان عامر بن فہیرہ کو تفویض کی اور شہر بن باذان کو دارالملک
یمن کا حاکم کیا۔ ابو موسیٰ اشعری مارب کے عامل کئے گئے۔ زیاد بن ولید حضر موت پر معین ہوے

اور عکاشہ بن ثور و مہاجر بن امیہ و طاہر بن ابی ہالہ بہی اوسی اطراف مین بہیجے گئے۔ معاذ بن جبل کو تعلیم احکام شرعی کیواسطے نامزد کیا اور علی ابن امیہ کو کل لشکر کا سپہ سالار مقرر فرمایا تہا۔

جناب شیر خدا یمن ہی مین تشریف رکہتے تہے کہ آنحضرت نے حجۃ الوداع کا احرام باندہا اور علی مرتضی کو اوسکی اطلاع کی وہ اثنائے راہ مین آکر آنحضرت سے مل گئے۔

حجۃ الوداع

اسی سال مین آنحضرت نے اخیر حج کیا اسی واسطے اسکو حجۃ الوداع کہتے ہین۔ حضور کا انتقال بہی اسی سال مین ہوا۔ اسکے بعد آپکو حج کرنا نصیب نہوا۔ جو خطبہ کہ آپ نے اس حج مین پڑہا تہا اوسمین اپنے سب اصحاب کو وداع کرکے یہ فرمایا تہا خذوا عنی مناسککم فانی لا احج بعد عامی ھذا یعنی حج کے مناسک مجھہ سے سیکھہ لو اس سال کے بعد مجھے حج کرنا نصیب نہوگا۔ ہے ہے اے ظالم قلم تو نے یہ کیا ظلم کیا!!! سچ تو بتا یہ کیا لکھہ مارا!!! اے کمبخت اگر تو تلوار ہوتا تو اچہا تہا!!! ہاے او جفا کار تو نے اتنا تو سمجہا ہوتا کہ بیکسون کو بیکس نواز اور بے یارون کو سرپرست کے نرہنے کا یقین دلانا کیسی بیرحمی ہے!!! یتیمون کا وارث۔ بیواؤن کا والی۔ غریبون کا مولی۔ ہمارا سرپرست اب دنیا سے روانہ ہوتا ہے۔ اب کوئی بتاے کہ ہم لوگ کس کے ہوکے زندہ رہین۔ اے دل و جگر تم خون ہو کے آنکھون سے کیون نہین بہجاتے کیونکہ تمہاری خبر لینے والا تیرہ سو برس ہوے کہ دنیا سے چل بسا۔ ناظرین! جی بہر کے رو لو۔ حیف صد حیف۔ اب مومنون کے گہر اوجڑتے ہین۔ جسدن سے یہ تاریخ لکہنے بیٹہے تہے ہم سمجہتے تہے کہ سامنے بیٹہے ہین۔ آج خبر ہوئی کہ اس سانحہ جانگداز کا رنج تازہ کرنے کے لئے یہ کام ہم سے لیا گیا تہا۔ یا اللہ پتہر کا کلیجہ کیون نہ دیا۔ ہان سچ ہے۔

مین وہ بے آس ہون کہ میری یاس		یاس آتی ہے آسرا کرکے

بیکسی میرے لئے پیدا ہوئی	دیگر	مین بنا ہون بیکسی کے واسطے

اُس سال کے بعد مجھے حج نصیب نہوگا"۔ اس جملہ نے بجلی کے صدمہ کا کام دیا ہے یا زہر قاتل مین بجھا ہوا خنجر جگر کے پار ہوگیا ہے۔ ہم کچھہ نہین بتا سکتے البتہ اوسکا مزہ زبان پر ہے کہ ہونٹ چاٹتے ہین۔ اگر وہ ہمارے عاشق زار ہوتے تو دکھاتے کہ حضرت یہ جگر ہے یا چھلنی یہی آپ نے اپنا خون پانی کر کے پیدا کیا تھا۔ یہ تو ایک ہی ہے اور اچھی حالت مین۔ مگر کرورون آپکے منظور نظر تو اس سے بُری حالت مین ہین۔

آپکا لقب گرامی تو "رحمۃ للعالمین" ہے رحم فرما کے اب امت مرحومہ کو اپنے سایۂ عاطفت مین پالنے کیواسطے دنیا سے اوٹھوا کے اپنے پاس بلا لیجئے۔ یہ بدنام کنندۂ نکو نامے چند آپکا نام خراب کرتے ہین۔ نہ یہ اب کسی کام کے ہین اور نہ کچھہ انکے کئے ہو سکتا ہے۔ آپ ہین تو تو۔ مین مین کا ناحق غل مچا رکھا ہے۔

بوادئ جہل ہمہ فتادہ زمام فکرت زدست دادہ		نہ بخت یاور نہ عقل رہبر نہ تن توانا نہ دل شکیبا

یہ فرما کے "مجھے اب حج نصیب نہوگا" حضور نے اپنے وفات کی پیشین گوئی پہلے سے سنا دی۔ اس وداعی حج کی کیفیت اہل سیر نے یون لکھی ہے۔

جب موسم حج آیا تو حضور پرنور نے اطراف مدینہ کے سب اقوام و قبائل کو اطلاع دیدی کہ ہم نے حج کا مصمم قصد کر لیا ہے جس کسی کو چلنا ہو ہمارے ساتھہ چلے۔ اس خبر کے سنتے ہی ایک انبوہ کثیر مدینہ مین جمع ہوگیا۔ جن لوگون کی قسمت مین خداوند تعالے نے یہ شرف نہین لکھا تھا وہ امراض مین گرفتار ہو کے ہمراہی سے محروم رہے۔ ۲۵ ذیقعدہ شنبہ کے دن آنحضرت نے غسل کر کے سر مبارک مین شانہ کیا۔ بالون مین تیل ڈالا۔ خوشبو لگائی اور مخطط پوشاک او تار کے ازار و ردا زیب بر کی۔ دولتخانہ نبوت کاشانہ سے باہر تشریف لا کے ظہر کی نماز پڑہی

اور طریق وسط یعنی شجرہ کی راہ سے ذوالحلیفہ پہونچے - وہان دوسری نماز بقصر پڑہی - جناب فاطمۃ الزہرا و جمیع ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہم اجمعین ہودجون مین سوار آپ کے ساتھہ ہوئین -

ذوالحلیفہ سے نماز پڑہکے کوچ کیا اور بہ نیت مطلقہ احرام باندہا اور افراد کا داعیہ کیا - اثنائے راہ مین حضرت جبریل کے کہنے سے قارن ہوئے - ایک رات وادی عقیق مین اوترے ہوئے تہے - صبح اصحاب سے فرمایا کہ رات کو خداوند تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ اس وادی مین دو رکعت نماز پڑہو اور کہو "حجۃ فی عمرۃ"

لوگون سے آپ نے کہدیا کہ چاہے صرف حج کا احرام باندہو یا صرف عمرہ کا - اس سفر مین اتنی بہیڑ آپ کے ساتھہ تہی کہ شمار اوسکا خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہین ہوسکتا تہا - اسی سفر مین جناب ابوبکر صدیق کے صاحبزادے محمد ابن ابوبکر تولد ہوئے -

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق فرماتی ہین کہ مدینہ سے چلتے وقت والد بزرگوار نے آنحضرت کی خدمت اقدس مین التماس کی کہ وہ شتر جس پر زاد اور طعام لادتے ہین میرے پاس ہے - مین چاہتا ہون کہ حضور کا زاد راہ بہی اوسی پر بار کردیا جائے - حضور نے قبول کرلیا - آرد و سویق و تمر جو کچہہ تہا اوسی اونٹ پر لاد دیا - جناب والد ماجد نے اپنے غلام کو اوسپر سوار کردیا - ایک رات ایسا ہوا کہ غلام کو نیند آگئی - جاگا تو اونٹ ندارد تہا - چارون طرف تلاش کیا مگر نہ پایا - آنحضرت صلعم اوسوقت منزل عرج مین فروکش تہے کہ غلام پریشان حال خستہ و ماندہ وہان پہونچا - جناب صدیق اکبر نے اوسے گہبرایا ہوا اور تنہا دیکہکے پوچہا کہ اونٹ کدہر ہے - اوس نے رو کر عرض کی "حضور وہ تو گم ہوگیا" حضرت ابوبکر بہت ہی گہبرائے اور غلام پر خفا ہوکے فرمایا کہ اے کمبخت یہ تو بتا کہ رسول خدا اور اونکے اہل بیت

کی تکلیف مجھہ سے کیسے دیکھی جائیگی - سارا زاد راہ اوسی پر بار تھا - تجھہ سے ایک اونٹ کی بہی حفاظت نہو سکی - اگر مین اکیلا ہوتا تو کوئی مشکل نہ تھی - حضرت صدیق اکبر تو غلام پر خفا ہو رہے تھے اور آنحضرت تبسم فرماکے یہ کہتے جاتے تھے کہ ابوبکر بس ہو چکا - اب غلام بیچارہ کا پیچھا چھوڑو بہت عتاب کر چکے - جب یہ خبر آل فضلہ بنی اسلم کو پہونچی کہ حضور کے زاد راہ کا اونٹ کھو گیا ہے تو وہ چند پیالے خرما و قروط اور روغن کے آنحضرت کے پاس لائے اور عرض کیا کہ حضور اسے تناول فرمائین - آنحضرت نے ابوبکر کو طلب فرماکے کہا "لو یہ غذائے طیب خدا نے ہمارے لئے بہیجی ہے - غلام پر نہ خفا ہو - آج کے دن یہان سب برابر ہین - ہم تم اور غلام سب ایک ہین - اس بات مین غلام کا کچھہ گناہ نہین" پس حضرت رسول خدا اور اہلبیت اور صدیق اکبر اور اونکی اہل و عیال اور وہ اصحاب جو حضور کے ساتھہ کہانا کہاتے تھے سب نے خوب سیر ہو کے کہالیا -

جب صفوان ابن معطل سلمی رضی اللہ عنہ جو ساقہ لشکر پر معین تھے آئے تو حضرت صدیق اکبر کے اونٹ کو لاکے آنحضرت صلعم کے در خیمہ پر کہڑا کر دیا اور جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ یہ اونٹ آپکا موجود ہے اسکا مال و اسباب سنبہال لیجئے - کچھہ گیا آیا تو نہین - حضور صدیق بولے کہ اور تو سب کچھہ جون کا تون معلوم ہوتا ہے - صرف پانی پینے کا ایک پیالہ نہین دکہائی دیتا - یہ سنکر غلام بول اوٹھا حضور وہ میرے پاس موجود ہے گیا نہین -

یہان تو یہ باتین ہو رہی تہین کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جنکی کنیت ابوثابت ہے اور اونکی صاحبزادے بلند اقبال قیس رضی اللہ عنہ اپنا اونٹ جسپر اونکا زاد راہ لدا تہا ساتھہ لئے ہوئے آئے اور درگاہ رسالت مآب مین بصد تعظیم ملتمس ہوئے - "عالیجاہا - ہم نے سنا ہے کہ بندگان عالی کے زاد راہ کا اونٹ گم ہو گیا کچھہ پرواہ نہین [illegible] اوسکی جگہہ اسے اپنا تصور فرمائیے - ہم دونون باپ بیٹے حضور کے ممنون احسان ہونگے" - ارشاد ہوا کہ اے ابوثابت اللہ جلشانہ

تمہارے مال مین برکت دے ہمارا اونٹ تمہاری خوش نیتی سے ملگیا اپنا اونٹ لیجاؤ ہمین اسکی ضرورت نہین - جو مہمانداریان اور سخاوتین مدینہ سے روانہ ہو کے اب تک تم نے کی ہین وہی کافی سے درجہ سے بہی گذر گئی ہین جن سے ما بدولت نہایت محظوظ ہین یہ سنکے جناب سعد رضی اللہ عنہ نے شرمندگی سے سر جہکالیا اور عرض کی "حضور یہ سب خدا اور اوسکے رسول برحق کے احسان ہین ورنہ مین کس لایق ہون میری راے مین تو جو مال میرا آپ کے خرچ مین آجاے وہ میرا ہے ورنہ سکو مٹی اور کنکر پتہر جانتا ہون" ارشاد ہوا کہ سعد خدا تمہین فلاح و فیروزی مرحمت فرماے تمہاری باتین بڑی سعادتمندی کی ہوتی ہین - اللہ تعالےٰ نے مروت و کرم جو اعلیٰ درجہ کی نیک صفتین ہین تم مین کوٹ کوٹ کے بہر دی ہین جناب سعد بولے "مجہے اسکے لئے خداوند کریم کا شکر ادا کرنا چاہیئے" - اسمین حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ بول اوٹہے کہ یا رسول اللہ زمانہ جاہلیت مین قبیلہ سعد ہمارا پیشوا اور بڑا جوانمرد اور بہادر گنا جاتا تہا - آنحضرت نے اسکا جواب یہ دیا - الناس معادن کمعادن الذهب والفضة خيارهم في الجاهلية وخيارهم في الاسلام اذا فقهو -

آنحضرت نے اثناے راہ مین ہر منزل پر حجامت بنوائی تہی - منزل ابوا یا ودان مین صعب ابن جثامہ نے گورخر کا شکار کیا اوسمین سے کچہہ گوشت آنحضرت کی خدمت مین ہدیہ کے طور پر لاے - حضرت نے اوسکے لینے سے انکار کیا - صعب رنجیدہ ہوے - آنحضرت نے اونکے چہرہ پر آثار ملال معائنہ فرماکے ارشاد کیا کہ اے صعب مین نے تمہارے ہدیہ سے صرف اس لئے انکار کیا ہے کہ تم نے احرام کی حالت مین شکار کیا ورنہ اور کوئی باعث نہین تم غمگین کیون ہوتے ہو -

منزل روحا مین ایک قوم کے چند آدمی حضور نبوی مین حاضر ہوے - حضرت نے

پوچھا تم کون ہو - اونہون نے جوابدیا کہ مسلمان - مگر آپ فرمایئن کہ آپ کون ہین - آنحضرت نے فرمایا کہ مین خدا کا رسول ہون - اونمین سے ایک عورت نے اپنے چھوٹے سے لڑکے کو حضور مین پیش کر کے دریافت کیا کہ یا حضرت اس لڑکے کا بھی حج ہو جائیگا - ارشاد ہوا نعم ولك اجرہٗ

موضع شرف مین ہمارے حضور نے لوگون سے فرمایا کہ تم مین سے جسکے پاس ہدی نہو اور ارادہ رکھتا ہو کہ حج کی جگہہ عمرہ کرے تو وہ ایسا کر سکتا ہے - اور جسکے پاس ہدی ہو وہ اپنے حج پر ثابت قدم رہے - پس بموجب حکم نبوی جنکے پاس ہدی نہ تھا اونمین سے اکثر لوگون نے حج کی نیت توڑ کے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض حج کے احرام پر قائم رہے - اور جنکے پاس ہدی تھا اونہون نے تو حج کی نیت مضبوط کر ہی لی تھی -

جناب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن سے روانہ ہو کے بطحا مین آنحضرت سے آملے اور عرض کی کہ یا حضرت مین نے اپنی نیت حضور کی نیت سے متعلق کی ہے مگر میرے پاس قربانی نہین ہے - ارشاد ہوا کہ تم بھی وہی کرو جو اورون نے کیا ہے -

چوتھی ذی الحجہ اتوار کی رات کو ذی طویٰ مین نزول اجلال ہوا - اتوار کی فجر کو وہین نماز پڑھکے داخل مکہ ہوے - باب بنی شیبہ پر پہونچ کے خانہ کعبہ جو نظر آیا تو آپ نے یہ دعا پڑھی -

اللھم زد ھذا البیت تعظیما و تشریفا و تکریما و مھابۃ و زد من عظمہ ممن حجہ و اعتمرہ و تشریفا و تکریما

پھر مسجد الحرام مین تشریف لیجا کے حجر الاسود کو بوسہ دیا - طواف خانۂ کعبہ کے وقت حضور نے ردائے مبارک سیدھی بغل کے نیچے سے نکالکے اولٹے کندھے پر ڈال لی تھی - تین دفعہ تو جلدی جلدی دوڑ کے طواف کیا - اور اونکے بعد چار دفعہ طواف کرنے مین آپ آہستہ چلے اور ہر طواف مین حجر اسود کا استلام اور رکن یمانی کا مس کرتے جاتے تھے - اور دونون

رکن یمانی کے درمیان یہ فرماتے تھے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ
طواف کے بعد مقام ابراہیم کے پاس تشریف لاسے اور یہ آیت پڑہی واتخذوا من مقام
ابراہیم مصلے اور اپنے اور کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم کو لیکر دو رکعت نماز پڑہی۔ پہلی رکعت
مین فاتحہ کے بعد سورۂ قل یا ایہا الکافرون۔ اور دوسری رکعت مین فاتحہ کے بعد قل ہو اللہ احد
پڑہی۔ بعدہٗ پہر حجر الاسود کے پاس آسے اور استلام کر کے باب الصفا مین ہو کر مسجد سے
باہر نکلے۔ اور کوہ صفا کی طرف چلے۔ اور آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پڑہی
اور فرمایا مین اوس چیز کے ساتھہ ابتدا کرتا ہون جسکے ساتھہ خداوند تعالےٰ نے ابتدا کی۔ پہر
صفا و مروہ کے درمیان سات بار سعی کی۔ تین دفعہ تیزی سے چلے اور چار بار مشی کی۔ یعنی
آہستہ چلے۔ جب صفا پر جاتے تھے تو روبقبلہ ہو کے خانہ کعبہ کی طرف دیکھتے اور فرماتے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ
الخیر وھو علی کل شیٔ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ الخیر وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ
یہ کہکے آپ نے دیر تک دعا مانگی۔ پہر مروہ پر بہی حضور نے یہی عمل کیا۔

جب سعی سے فارغ ہو چکے تو حکم دیا کہ جسکے پاس ہدیٰ نہین ہے اوسکو چاہیے کہ احرام
سے باہر آجاسے۔ اور ترویہ کے دن منا مین جاتے وقت پہر احرام باندہلے۔ اور جسکے پاس
ہدیٰ ہے وہ اپنے احرام پر قربانی کے دن تک قائم رہے۔ پہر فرمایا اگر مین بہی اپنے ساتھہ
ہدیٰ نہ لاتا اور مکہ ہی مین آکر خریدتا تو آج مین بہی اپنا احرام عمرہ ہی پر ختم کر دیتا اور جیسے تم سب
حلال ہو گئے ہو مین بہی ہو جاتا۔ لیکن میرے پاس تو ہدیٰ ہے۔ اس لیے جب تک قربانی
نہ کرلون احرام سے باہر نہین آسکتا۔

اسوقت سراقہ ابن مالک ابن جعشم نے پوچھا یا رسول اللہ یہ طریقہ فسخ حج عمرہ باقران

یہان حج و عمرہ اسی سال کیواسطے ہے یا ہمیشہ کے لئے" - ارشاد ہوا کہ ہمیشہ یون ہی کرنا - پہر دونون ہاتہہ کی انگشتان مبارک کو باہم ملا کے فرمایا دخلۃ العمرۃ فی الحج الیٰ یوم القیامۃ اس سے آپکی یہ مراد تہی کہ وہ بات جو ایام جاہلیت مین رائج تہی کہ حج کے دنون مین عمرہ فجور مین شامل تہا باطل ہوگئی -

اس اثنا مین جناب علی مرتضیٰ بہی یمن سے تشریف لے آے اور چند اونٹ بہ نیت ہدیٰ پیغمبر کے اپنے ہمراہ لاے - آنحضرت نے پوچہا یا علی تم نے کیا نیت کی ہے - حضرت شیر خدا نے عرض کی کہ آپ نے اپنی نیت کا حال تو مجہے لکہا نہ تہا اس لئے مین نے اپنی نیت آپکی نیت سے متعلق کردی ہے - اور یہ قصد کیا ہے - اللھم اھلالا کاھلال بنبیک حضرت نے فرمایا کہ مین نے تو حج کا احرام باندہا ہے - اور ہدیٰ اپنے ساتہہ لایا ہون - پس تم اپنے احرام پر قائم رہو اور ہدیٰ مین میرے ساتہہ ہو جانا -

الغرض آنحضرت صلعم نے آتوار پیر منگل اور بدہ کے دن اور جمعرات کی شب کو وہین قیام فرمایا - اور پنجشنبہ کے دن آٹہوین ذی الحجہ کو لوگون کے ساتہہ باہر جا کے منا مین احرام حج باندہا - اوس دن چار نمازین ظہر - عصر - مغرب اور عشا کی منا ہی مین پڑہین اور شب کو بہی وہین قیام فرمایا - نماز فجر پڑہکے بعد طلوع آفتاب عرفہ کی طرف روانہ ہوے - اور حکم کیا کہ ہمارے لئے موضع نمرہ مین خیمہ تیار رہے - پس عرفہ مین پہونچکے اوسی خیمہ مین اوترے - جب دوپہر ڈہلگئی تو سوار ہو کے لطن وادی مین تشریف لے گئے اور اونٹ ہی پر سوار رہکے ایک بڑا خطبہ بلیغہ پڑہا جس مین اوس روز اور اوس مہینہ کی حرمت کا بیان فرما کے یہ ارشاد کیا" - اے لوگو - جانو اور آگاہ ہو کہ جاہلیت کے تمام امور باطل ہوے اور ایام جاہلیت مین جو خون لوگون سے واقع ہوے ہین اب اونکا انتقام نہ لینا چاہئے اور رباہاے جاہلیت باطل ہوے

لوگو۔ خداے تعالےٰ سے ڈرو۔ اون عورتون کو جنہین تم خدا کے حکم کے بموجب کلمہ توحید پڑہکے اپنے نکاح مین لاے ہو اور تمہارا حکم اون پر جاری ہے آرام سے رکہو۔ خدا سے ڈر کے اونکے ساتھہ نیک برتاؤ کرو۔ اگر وہ عورتین ایسا کام کرین جسے تم مکروہ سمجھتے ہو تو اونہین مارو مگر خبردار اونکے جسم پر ذراسا بہی نشان نہ پڑنے پاے۔ اور دیکہو۔ تمہاری عورتون کا روٹی کپڑا تم پر واجب ہے بموجب قرآن کے۔ اگر تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو وہ گمراہی اور ضلالت سے تمہین بچاے رہیگا" پہر آنحضرت نے لوگون سے مخاطب ہو کے پوچہا کہ یون تو خدا سب ظاہر و باطن کو جانتا ہے مگر قیامت کے دن جب تم سے سوال کریگا کہ محمد نے تم مین کیسے زندگانی بسر کی تو کیا جواب دوگے۔ سب بالاتفاق بول اوٹہے کہ یا رسول اللہ حضور نے شرط رسالت و امانت خوب ادا کی اور ہمین اچہی طرح ہدایت و نصیحت فرمائی۔ طریق ارشاد آپ کا سب پیغمبرون سے بڑہکر رہا۔ یہ سنتے ہی آنحضرت انگشت سبابہ آسمان کی طرف کر کے زمین کی طرف لاے اور فرمایا اللّٰھمّ اشھد اللّٰھمّ اشھد اللّٰھمّ اشھد پہر فرمایا اُے مسلمانو خوب یاد رکہو کہ تین چیزین سینہ کو کینہ سے پاک رکہتی ہین۔ ۱۔ اخلاص ۲۔ خلقِ خدا اور مسلمان بہائیون کی خیرخواہی۔ ۳۔ لزوم جماعت مسلمین اور تالیف قلوب مومنین مین سعی کرنا"

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خطبہ تمام فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ظہر کی اذان دو۔ اذان کے بعد نماز پڑہی۔ اور نماز عصر بہی اوسی ایک اذان اور دو اقامت سے ادا کی۔ پہر اونٹ پر سوار ہو کے موقف مین آے اور روبقبلہ کہڑے ہو کر بڑی دیر تک دعا بکمال منت و الحاح اور خضوع و خشوع سے مانگی اور فرمایا کہ اسی عرفہ کے دنکی دعا کو دعا کہتے ہین۔ اور بہترین دعا جو مین نے اور مجہہ سے پہلے پیغمبرون نے مانگی ہے

یہ ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر۔
اور روز عرفہ کے فضائل کی بابت فرمایا کہ سال بھر مین کوئی دن ایسا نہین ہے جس مین خدائے تعالےٰ نے روز عرفہ سے زیادہ اپنے بندون کو آتش دوزخ سے آزاد کیا ہو۔ آج ہی کے دن خداوندکریم کی رحمت و عاطفت اہل عرفات کے پاس آجاتی ہے۔ عرفات کے دن خدا تعالےٰ فرشتون سے کہتا ہے کہ آج کے دن اہل عرفات تم سے افضل و اعلیٰ ہین تم گواہ رہنا کہ جو کچھ اس جماعت کا مقصود ہے مین نے انکو مرحمت فرمایا۔ شیطان جیسا ذلیل وخوار وخشمناک عرفہ کے دن ہوا ہے ویسا کسی دن نہین ہوا۔ وجہ اوسکے ذلیل ہونے کی یہ ہے کہ اوسدن جب وہ بندگان خدا پر حد سے زیادہ رحمت نازل ہوتے دیکھتا ہے تو اپنے دل مین بہت خفیف ہوتا ہے۔ اور عرفہ ہی کی دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی۔ اور رسول خدا کو اسی آیت سے اپنی عمر تمام ہونیکی بو آگئی۔ افسوس۔ کیا غضب ہونے والا ہے!!!

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد		روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اور عرفہ پر اتنا کھڑے ہوے کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ پھر اسامہ ابن زید کو اپنا ردیف کر کے روانہ ہوے اور اونٹ کی مہار ایسی کھینچی کہ اوسکا سر کجاوہ کے کنارہ سے آلگا۔ جب بلندی پر چڑھنا ہوتا تھا تو مہار ڈھیلی کردیتے تھے تاکہ بلندی پر بآسانی چڑھ جاوے۔ جاتے جاتے ایک غار پر پہونچے۔ ناقہ سے اوتر کے وضو کیا۔ اور اسامہ سے فرمایا کہ نماز پڑھنے کا موقع آگے آئیگا۔ وہان سے سوار ہوکے مزدلفہ مین تشریف لاے۔ اور مغرب وعشا کی نمازین ایک اذان اور دو تکبیرون سے پڑھین۔ سنیچر کی رات کو مزدلفہ مین شب باش ہوے۔ پھر مشعر الحرام مین آکے روبقبلہ کھڑے ہوکر دعا مین مشغول ہوے اور تکبیر وتہلیل وتوحید ادا کی

اور اتنا ٹھیرے کہ روز روشن ہوگیا۔

عباس ابن مرداس ابن اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ رسول خدا نے آخر روز عرفہ اور شب عید کو اپنی امت کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ جناب باری عز اسمہ کی طرف سے خطاب ہوا "اے محمد ہم نے تمہاری شفاعت قبول کی اور سوائے ظالمون کے تمہاری سب امت کو بخشا۔ عدالت کے دن مظلوم کی داد رسی کرکے ظالم کو اوسکے ظلم کی سزا دونگا" یہ معلوم کرکے رسول خدا زار و قطار رونے لگے اور کہا "بار خدایا اگر تو چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ تو تیرے آگے ذرا سی بات ہے کہ تو مظلوم پر اپنی رحمت اتنی کرے اور ایسی ایسی نعمتین اوسے عطا فرمائے کہ وہ راضی اور خوش ہوکے داد خواہی سے درگذرے اور ظالم کو بخشدے"۔ اسکا جواب ندارد تھا۔ رات بھر خبرے نباشد۔ آپ نے ساری رات گریہ وزاری کی مگر یہ دعا مقبول نہین ہوتی تھی۔ صبح کیوقت آپ کا حال بالکل غیر ہوگیا۔ دن نکلتے ہی جناب روح الامین علیہ السلام نے مژدہ سنایا کہ لیجیے یہ دعا بھی قبول ہے۔ آپ بہت خوش ہوے اور تبسم فرمایا۔ جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم اوسوقت موجود تھے۔ پوچھا کہ حضور اس تبسم کا باعث کیا ہوا۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ اسوقت حق سبحانہ تعالےٰ نے جو میری شفاعت قبول فرماکے میری امت پر رحمت و بخشش کی تو ابلیس لعین نے رنجیدہ ہوکر سر پیٹنا اور بلکنا شروع کیا اور اپنے سر پر خاک ڈالکے جزع و فزع کرنے لگا مجھے اوسکے رونے پر ہنسی آگئی۔

آنحضرت صلعم طلوع آفتاب سے پہلے مشعر الحرام سے روانہ ہوے اور فضیل ابن عباس کو اپنا ردیف کیا۔ راہ مین قبیلہ بنی خثعم کی ایک عورت نے حضور سے پوچھا کہ میرا باپ بہت بڈھا ہوگیا ہے اور حج نہین کرسکتا اگر اوسکی طرف سے مین حج کرلون تو اوسکی گردن سے یہ فرض اوتر جائیگا یا نہین۔ ارشاد ہوا کہ بیشک اوتر جائیگا تم کرلو۔ فضیل ابن عباس اثنائے راہ مین اکثر عورتون کو

دیکھنے لگتے تھے۔آپ اپنے دست مبارک سے اونکا منہ دوسری طرف پھیر دیتے تھے۔جب شجرہ کے متصل حجرہ پر پہونچے تو وہان عمل رمی پر قیام کیا۔عبداللہ ابن عباس نے آپ کے لئے کنکر بین رکھے تھے آپ نے سات کنکر پھینکے۔اور ہر کنکر پر تکبیر کہی۔اوسوقت بلال واسامہ آپکے پاس تھے۔انہین سے ایک صاحب تو آپکے اونٹ کی مہار تھامے تھے اور دوسرے حضور پر سایہ کر رہے تھے۔

آنحضرت صلعم نے اوسدن منا مین بھی خطبہ پڑہا اور تحرم وغیرہ کے جو احکام عرفہ کے دن خطبہ مین بیان فرماے تھے اونہین کو پہلے سے بہی زیادہ بلیغ طور سے مکرر سنادیا اور ارشاد ہوا "اپنے بادشاہ کا حکم مانو اور اوسکی فرمانبرداری کرو۔مناسک حج کو مجھہ سے پوچھکے خوب یاد کرلو۔کیونکہ مین آیندہ سال حج نہ کرسکونگا" افسوس صد افسوس!!!۔پھر لوگون کو خروج دجال اور اوسکی کیفیت اور شکل وشمائل سے خوب آگاہ کرکے فرمایا۔"زمانہ اپنی اوسی ہیئت پر آگیا ہے جیسا زمین وآسمان کی خلقت کے دن تہا۔سال مین چار مہینے حرام ہین۔ذیقعدہ۔ذی الحجہ۔محرم۔رجب اے لوگو دیکھو۔تم کو بہت جلد اپنے پروردگار کے حضور مین جانا ہے۔وہان تمہارے اعمال کی پرسش ہوگی۔میرے بعد ایسا نہ کرنا کہ اوسی اپنی پہلی گمراہی پر آجاؤ۔اور باہم پہیل پہوٹ ڈالکے لڑائی جھگڑے کرنے لگو اور نوبت بمقاتلہ پہونچے"۔

پھر قربانی کرنیکو قربانگاہ مین تشریف لے گئے۔کچھہ اونٹ تو آنحضرت اپنے ساتھہ لاے تہے اور کچھہ جناب علی مرتضی کے ہمراہ یمن سے آے تہے یہ سب ملکر سو اونٹ تھے۔اونمین سے ترسٹھہ ۶۳ اونٹ تو آنحضرت نے اپنے ہاتھہ سے اپنی عمر کے برسون کی تعداد کے موافق قربان کئے۔اور باقی کے ذبح کرنیکو جناب علی رضی اللہ عنہ متعین ہوے۔سر مبارک کے بال ترشوا کے بانٹ دیئے۔نصف تو حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مرحمت ہوے۔اور نصف ازواج مطہرات او

جمیع صحابہ کو عنایت کیے۔ اونکو سب نے علیٰ قدر مراتب باہم تقسیم کر لیا یہانتک کہ کسی کے حصہ مین ایک بال آیا اور کسی کو دو ملے۔ سب نے اون بالونکو آنحضرت کی متبرک یادگار سمجھکے نہایت عزت سے رکھہ چھوڑا۔ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ حضور مجھے تو پیشانی مبارک کا بال مرحمت ہو۔ مین اوسکو تبرکاً اپنے پاس رکھونگا۔ اونکو پیشانی کا بال عنایت ہو گیا اونہون نے اوسے اپنے جُبّہ مین سی لیا اوسی کی برکت سے وہ ہمیشہ ہر دشمن پر مظفر و منصور رہے اور یہی حال ابو طلحہ انصاری کے پاس اون بالون کا ہوا۔

پھر ازواج مطہرات کیواسطے جدی جدی قربانیان کی گئین۔ اونمین دو دنبے بھی ذبح ہوے اوسدن بعض اصحاب نے تو حجامت بنوائی اور بعض نے بال کتروائے۔ حضرت نے حجامت بنوانے والون کے حق مین تین دفعہ دعاے مغفرت کی اور بال کتروانے والون کے لئے ایک بار جیسا کہ حدیبیہ کے دن ہوا تھا۔

بعدہٗ قربانی کے ہر اونٹ مین سے ایک ایک ٹکڑا گوشت کا آنحضرت نے الگ کرایا اور حکم دیا کہ انہین ایک ہی دیگ مین پکاؤ اور علی مرتضیٰ کے ساتھہ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھہ کے کھایا کیونکہ ہدی مین بھی وہ آپ کے شریک تھے۔ علی مرتضیٰ سے کہا کہ اب گوشت پوست انکا سب بانٹ دو۔ قصاب کو حق محنت اور نقد اجرت ملی۔ قربانی کے گوشت وغیرہ مین سے کچھہ نہین دیا گیا۔ ارشاد عام ہو گیا کہ عرفہ کے مقام مین جہان چاہو ٹھیرو مگر بطن عرفہ مین وقف نچاہیئے۔ اور مزدلفہ کے بھی سب مقامات ٹھیرنے کے قابل ہین۔ مگر بطن محسر مین ہرگز قیام نہ کرنا۔ اور منا و مکہ کے سب مقام و گلی کوچہ قربانگاہ ہین۔

اب حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا احرام سے باہر آئین۔ اور آنحضرت ویسے ہی ناقہ پر سوار مکہ مین تشریف فرما ہوے۔ اور ظہر سے پہلے اوسی سواری کی حالت مین طواف کیا۔

اسکو طواف افاضہ کہتے ہین - پھر چاہ زمزم پر تشریف لے گئے اور حکم دیا "اے بنی عبد المطلب پانی کھینچو - اگر کنوئین پر ہجوم ہوجانے کا خیال نہوتا تو مین بھی پانی کھینچتا" جب ڈول کھینچکے آنحضرت کے پاس لائے تو آپنے پانی پیا -

اسکے بعد لوگون نے حلق کو ذبح پر مقدم کرنے اور ذبح کو رمی پر اور رمی کو طواف افاضہ پر مقدم کرنے کا باعث دریافت کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ ان امور مین تقدیم وتاخیر کا کوئی سبب نہین جو پہلے ہوگیا وہ مقدم ہے اور جو پیچھے ہوا وہ موخر ہے -

بعد ازان یکشنبہ کے دن عید کے دوسرے روز جسے یوم الروس کہتے ہین آپ نے خطبہ پڑھا اور دوشنبہ کو عید کے تیسرے دن جسے یوم الازکاع کہتے ہین دوسرا خطبہ پڑھا اوسمین بخشش واحسان اور رعایت ذوی الارحام اور نکوکاری اور صبر وقناعت کی لوگون کو وصیت فرمائی - بدھ کی رات کو محصب مین رہے - اور لوگون کو حکم دیا کہ جب تک طواف نکرلین مکہ سے باہر نہون - صبح سے قبل خود مکہ مین رونق افروز ہوے اور طواف وداعی کرکے اسفل مکہ سے باہر نکلے -

حجۃ الوداع کے ایام مین آنحضرت صلعم دس دن مکہ مین رہے اور دسون دن نماز مین قصر کیا - اہل مکہ مین سے جس کسی کو قصر کرتے دیکھتے تو فرماتے اتموا صلوٰتکم یا اھل مکہ

جب مراجعت کرکے غدیر خم پر پہونچے تو ظہر کی نماز وہان اول وقت پڑھی اور اصحاب کیطرف متوجہ ہوکے فرمایا "الست اولیٰ بالمومنین من انفسھم کیا مسلمانون کے نزدیک مین اونکی جانون سے اولیٰ نہین ہون" سب نے آنحضرت کو اپنی جان پر ترجیح دیکر کہا "یارسول اللہ آپ ہماری جان سے ہزار درجہ بہتر اور افضل اور عزیز ہین" اسکے بعد آپ نے علی العموم سب حاضرین کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا "اے لوگو - مین تمہارے لئے دو چیزین بہت بڑی اور عزیز ومعظم چھوڑے جاتا ہون جو بجاے خود ایک دوسرے سے بزرگ و برتر ہین - ۱ - قرآن حمید

۲- اپنے اہل بیت - تم میرے بعد اِن دونون کی حد سے زیادہ حفاظت کرنا - اور دونون کے حقوق کی بخوبی رعایت رکھنا - یہ دونون چیزین حشر تک دست و گریبان رہینگی ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہونگی اور چاند اور سورج کی طرح جہان کو اپنے نور سے منور رکھینگی یہان تک کہ دونون میرے پاس حوض کوثر پر پہونچین" پھر حضور نے فرمایا خداوند تعالےٰ میرا مولا اور مین جمیع مومنین کا مولا ہون - یہ کہکر جناب علی کا ہاتھہ پکڑا - اور فرمایا جسکا مین مولا ہون علی بہی اوسکا مولا ہے - پھر حضور صلعم نے حضرت علی کے لیئے یہ دعا مانگی -

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وادر الحق معہ حیث کان

حجۃ الوداع سے واپسی مین ایک شب ذی الحلیفہ مین قیام ہوا - اور دوسرے دن معرس کی راہ سے مدینہ مین آئے - جب آنحضرت کی نظر مبارک سوادِ مدینہ پر پڑی تو فرمایا -

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

روایت ہے کہ اس حج مین ایک لاکھہ سے زیادہ آدمی آنحضرت کے ساتھہ مکہ گئے تہے خطبون مین حضور نے عورتون کو نہایت تاکید کی کہ اپنے شوہرون کی دل سے اطاعت کرین اور مرد بیگانہ کو گھر مین نہ آنے دین - جو لوگ کہ حاضر ہین وہ غائبون کو یہ سب احکام جو مین نے اس حج مین بیان فرمائے ہین پہونچادین -

اسمین اختلاف ہے کہ آنحضرت نے افراد کا احرام باندہا تہا یا قران کا یا تمتع کا - فقط حج یا فقط عمرے کے احرام باندہنے کو افراد کہتے ہین - حج اور عمرہ دونون کا احرام ایک ساتھہ باندہ لینا قران کہلاتا ہے - اور تمتع اوسے کہتے ہین کہ حج کے ایام مین پہلے عمرہ بجالائے اور پھر حج کرے اور حج یا عمرہ کی نیت باندہنے کو احرام کہتے ہین - احرام یون باندہتے ہین کہ کپڑے بدل کے

بغیر سلے ہوے کپڑے پہن لیتے ہین اور صرف حج کرنا ہو تو یون نیت کرتی ہین لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ بِحَجَّۃٍ اور نرا عمرہ بجالانا ہو تو یہ کہتے ہین لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ بِعُمْرَۃٍ اور قران کی حالت مین یہ کہا جاتا ہی لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ بِحَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک آنحضرت نے احرام قران باندہا تہا۔اسی لئے امام ابوحنیفہ افراد اور تمتع سے قران کو افضل سمجہتے ہین۔امام نووی اور محققین شافعیہ نے بہی بتر جیح یہی لکہا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قران کا احرام باندہا تہا۔

ایام حج مین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حیض آگیا۔جناب صدیقہ کو ایسا صدمہ ہوا کہ زاروقطار رونے لگین۔حضرت کو جب اطلاع ہوئی تو فرمایا۔یہ کیا بات ہے۔حیض خدا کا حکم ہی جو سب آدم کی بیٹیون کو لاحق ہوا کرتا ہے اسکے لئے کیا رونا دہونا۔کوئی ہرج کی بات نہین تم سوائے طواف کے اور سب ارکان حج بجالا سکتی ہو۔حیض سے طہارت حاصل ہونے کے بعد طواف بہی کر لینا۔چلو بس چہٹی ہوئی۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

عرفہ کو جمعہ کے دن آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الاٰخرہ نازل ہوئی۔مسلمانون کو اس آیت کے آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ایک یہودی نے جناب عمر فاروق سے کہا کہ اگر یہ آیت ہم مین نازل ہوتی تو ہم لوگ اسکے اوترنے کے دن کو عید قرار دیتے جناب فاروق اعظم نے فرمایا کہ ہمارے یہان اسکے نزول کے دن پہلے سے تین عیدین قرار پائی ہوئی ہین یعنی جمعہ کا دن مسلمانون کی عید ہے۔عرفہ دوسری عید ہے اور عید الضحیٰ تیسری عید ہے۔

غدیر بڑے تالاب کو کہتے ہین اور خم اوس تالاب کا نام ہے۔یمن سے اگر حضرت علی کی بہت سی بیجا شکایتین اپنی نافہمی کے باعث لوگون نے آنحضرت سے کین جنمین سے ایک کا

ذکر ہم بہی اوپر کر چکے ہین - چونکہ علی کی محبت ہر مسلمان کے لئے ضرور ہے اس لئے آنحضرت نے دفع شکایت اور علی کی محبت واجب کرنیکیواسطے یہ فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ - یعنی جسکا مولی مین ہون اوسکے علی بہی مولی ہین یا اللہ اوسکو دوست رکہہ جو علی سے دوستی رکہتا ہے اور دشمنی رکہہ اوس سے جو علی کا دشمن ہو یہ بات سنکے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوے اور حضرت اسد اللہ الغالب کو ہر مومن و مومنہ کا مولی بننے کی مبارکباد تہ دل سے دی -

دولتمآب جناب صبحی پاشا دام اقبالہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ کے عشرۂ اخیرہ مین مدینہ سے حجۃ الوداع کے لئے روانہ ہوکر چوتہی ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہونچے - نجران سے حضرت علی بہی آکر راہ مین آپ سے ملگئے - عرفہ مین آپ نے خطبہ پڑہا جسمین خدائے تعالے کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا "مین نے تم لوگون کے لئے ابتک حلال و حرام کے بیان مین بہت کوشش کی اے لوگو - تم مین سے جسکے پاس کوئی چیز امانتاً رکہی ہو وہ اوسے بجنسہ صاحب امانت کو سپرد کردے - خوب سمجہ لو کہ امانت مین خیانت کرنے سے بڑا کوئی گناہ نہین ہے - سود لینا تو البتہ برا ہے مگر اصل سرمایہ یعنی مول جسپر تمہارا آتا ہو وہ واپس کرلو - عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بہی سود لینا جائز نہین ہوسکتا - ایام جاہلیت کے خونون کے بدلا لینے کا دل مین خیال بہی نہ لانا - دیکہو مین اپنے ہی گہر سے اس رسم بد کو پہلے باہر نکالے دیتا ہون - اور خون ربیعہ بن الحرث بن عبد المطلب کا معاف کرتا ہون" چونکہ ان خطبون مین حضور نے بہت مایوسی کے کلمات اپنی زبان مبارک سے فرمائے تہے اس لئے اونہین سن سنکر اصحاب کرام زار زار روتے تہے اور اندوہگین ہوتے تہے اسی لئے اس حج کو حجۃ الوداع اور حجۃ البلاغ کہتے ہین - اور اس خیال سے کہ یہی ایک بارونق حج آنحضرت صلعم کی موجودگی مین ہوا اسی

حجۃ الاسلام ہی کہا ہے۔

عرفات مین جو خطبہ طویل آنحضرت نے پڑہا تہا حمد وثنا کے بعد اوسکے الفاظ یہ تہے۔

ایھا الناس اسمعوا قولی فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ھذا بھذا الموقف ابدا ایھا الناس ان دماءکم واموالکم علیکم حرام الی ان تلقوا ربکم کحرمۃ یومکم ھذا وحرمۃ شھرکم وستلقون ربکم فیسألکم من اعمالکم وقد بلغت فمن کان عندہ امانۃ فلیودھا الی من ائتمنہ علیھا وان کان ربا فھو موضوع ولکن لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون قضی اللہ انہ لا ربا وان ربا العباس بن عبد المطلب موضوع کلہ وان کل دم کان فی الجاھلیۃ موضوع کلہ وان اول دم یوضع دم ربیعۃ بن الحرث بن عبد المطلب وکان مسترضعا فی بنی لیث فقتلہ بنو ھذیل فھو اول ما ابدأ من دم الجاھلیۃ ایھا الناس ان الشیطان قد یئس من ان یعبد بارضکم ھذہ ابداً ولکنہ رضی ان یطاع فیما سوی ذلک مما تحقرون من اعمالکم فاحذروہ علی دینکم ایھا الناس انما النسئ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاماً ویحرمونہ عاماً لیواطؤا عدۃ ما حرم اللہ فیحلوا ما حرم اللہ ویحرموا ما احل اللہ الا وان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السموات والارض وان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً فی کتاب اللہ یوم خلق السموات والارض منھا اربعۃ حرم ثلاثۃ متوالیۃ ذو القعدۃ وذا الحجۃ والمحرم ورجب الفرد الذی بین جمادی وشعبان اما بعد ایھا الناس فان لکم علی نسائکم حقاً ولھن علیکم حقاً لکم علیھن ان لا یوطئن فرشکم احداً تکرھونہ وعلیھن ان لا یاتین بفاحشۃ مبینۃ فان فعلن فان اللہ قد اذن لکم ان تھجروھن فی المضاجع وتضربوھن ضرباً غیر مبرح فان انتھین فلھن

رزقهن وکسوتهن بالمعروف واستوصوا بالنساء خیرا فانهن عندکم عوان لا یملکن لانفسهن شیئاً وانکم انما اخذ تموهن بامانة الله واستحللتم فروجهن بکلمات الله فاعقلوا ایها الناس واسمعوا قولی فانی قد بلغت قولی وترکت فیکم ما ان استعصمتم به فلن تضلوا ابداً کتاب الله وسنة نبیه ایها الناس اسمعوا قولی واعلموا ان کل مسلم اخ للمسلم وان المسلمین اخوة فلا یحل لامرئ من مال اخیه الا ما اعطاه ایاه من طیب نفس فلا تظلموا انفسکم الاهل بلغت قالوا اللهم نعم فقال فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم اشهد۔

منجملہ اون نصایح کے جو آنحضرت نے حجۃ الوداع مین مسلمانون کو کئے ایک یہ بہی ہے کہ سب مسلمان آپسمین بہائی بہائی ہین پس تمکو نہ چاہیئے کہ اپنے بہائی کا مال لیلو مگر وہ جو تمہارا مسلمان بہائی اپنی خوشی سے تمہین دیدے۔ حجۃ الوداع سے پہلے آپ نے دو حج اور کئے تہے پس اس حساب سے معہ اسکے تین حج ہوے۔

روایت ہے کہ دو حج آپ نے قبل فرض ہونے حج کے کئے تہے اور حجۃ الوداع بعد فرض ہونے حج کے کیا۔ ابو الفضل کرمانی رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ ذو الحلیفہ مدینہ سے دو فرسنح یعنی سات کوس کے قریب اور مکہ سے دس منزل ہے۔ یہ میقات سب میقاتون سے دور ہے۔ عوام اوسکو ابار علی بہی کہتے ہین۔ مدینہ والون کا وہی میقات ہے یعنی وہ ذو الحلیفہ سے احرام باندہتے ہین۔ بعد نماز ظہر کے آپ نے احرام باندہا یعنی تہبند لپیٹا اور چادر اوڑہی مگر احرام کے لئے غسل نہین کیا۔ اور یہ بہی نہین معلوم ہوتا کہ حضور نے احرام کیلئے کوئی خاص نماز پڑہی ہو۔ احرام سے قبل قربانی کے اونٹون کے گلے مین نعل لٹکایا اور داہنی طرف کوہان کو چیر دیا اور اوسکے خون کو پاک کیا۔ بلندی مکہ کی طرف ایک پہاڑ کدا بروزن ادا ہے

اوسکی طرف سے آنحضرت دوشنبہ کے دن مکہ مین داخل ہوے اور طواف قدوم کیا۔ واضح ہو
کہ مکہ مین داخل ہوتے ہی جو طواف کیا جاتا ہے اوسے طواف قدوم کہتے ہین۔ اور طواف قدوم
مسافر کے واسطے ہے نہ کہ مکہ والون کے لئے۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ سات بار
طواف کیا جاتا ہے۔ اور سات ہی بار صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کو سعی کہتے ہین۔ آنحضرت
بلندی حجون کی طرف فروکش ہوے تھے۔ حجون بروزن غفور مین پہلے حاے حطی اور اوسکے بعد
جیم ہے۔ یہ ایک پہاڑ مکہ کا بلندی کی طرف ہے۔ اور وہین مکہ والون کا گورستان ہے۔ ذیحجہ
کی آٹھوین تاریخ یوم الترویہ کہلاتی ہے۔ اوسی دن آپ منا کی طرف روانہ ہوے۔ یہ مقام مکہ سے
تین کوس ہے۔ وہان ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی نماز پڑہی اور رات بھر وہین رہے اور نماز فجر
پڑہکے سورج نکلتے ہی عرفات کی طرف روانہ ہوے۔ یہ پہاڑ عرفات مکہ سے پورب کی طرف نو کوس
کے فاصلہ پر ہے۔ عرفات مین ایک جگہہ وادی نمرہ ہے وہان آنحضرت کے لئے خیمہ کھڑا
کیا گیا تہا دوپہر دن چڑہے تک آپ اوس خیمہ مین ٹھیرے رہے پھر خطبہ پڑہا اور ایک اذان
اور دو اقامت سے نماز ظہر اور عصر کی جمع کی۔ آداب الحرمین مین لکھا ہے کہ مسجد نمرہ مین ظہر اور
عصر کی نمازین ملا کے پڑہتے ہین۔ کوہ عرفات کی آخر حد مین وہ مسجد حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی ہے۔ اگر وہ دن جمعہ کا ہو تو وہان نماز جمعہ جائز نہین۔ نماز جمعہ شہر مین آکے پڑہتے ہین۔
اوسکے بعد آنحضرت جبل الرحمۃ کی طرف روانہ ہوے۔ یہ ایک میدان عرفات مین ہے۔ وہان
غروب آفتاب تک ذکر و دعا مین مشغول رہے۔ پھر وہان سے مزدلفہ مین آے۔ یہ ایک مقام
مکہ سے چھہ کوس منا اور عرفات کے درمیان دو کوس لمبا ہے۔ رات کو وہان ٹھیرے اور
نماز فجر کی پڑہی۔ پھر مشعر الحرام یعنی جبل قزح مین ٹھیرے یہانتک کہ اوجالا ہو گیا۔ وہان سے
طلوع آفتاب سے قبل منا روانہ ہوے۔ اور سات کنکریان جمرۃ العقبی مین مارین۔ اور ایام

تشریق مین ہر روز پیادہ پا ہو کر تینون جمرون کو سات سات کنکریان مارتے تہے۔ یہ تین منارے
ہین جنہین جمرہ کہتے ہین۔ عام جاہل لوگ اونہین شیطان بولتے ہین۔ آنحضرت اوس جمرہ سے
کنکریان مارنا شروع کرتے تہے جو خیف کے پاس ہے۔ دامن کوہ کے نشیب و فراز کو سیف
کے وزن پر خیف کہتے ہین۔ یہان خیف سے مراد مسجد منا ہے کیونکہ وہ پستی مین واقع ہے
پہر جمرہ ثانیہ کو پہر جمرہ ثالثہ کو جسے جمرۃ العقبیٰ کہتے ہین۔ پہلے اور دوسرے جمرہ کے پاس آپ
دیر تک دعا کرتے رہے۔ اور منا مین پہلے دن یعنی عید الاضحیٰ کو آنحضرت نے نحر کیا۔ نحر بروزن
بحر سینہ مین زخم مارکے اونٹ قربان کرنیکو کہتے ہین۔ وہان سے مکہ مین آے اور طواف
بیت اللہ کیا۔ خانہ کعبہ کے گرد سات بار پہرنے کو طواف کہتے ہین۔ پہر وہان سے سقائی پر
تشریف لاے جہان آب زمزم نکالا جاتا ہے اور آب زمزم پی کر منا کو روانہ ہو گئے۔ ایام تشریق
کے گذرنیکے بعد پہر مکہ مین آگئے اور محصب مین اوترے۔ محصب بروزن مقرب جسکو ابطح بروزن افصح بہی
کہتے ہین مکہ کی باہر ایک مقام ہے وہان سنگریزی بہت ہین اسیواسطے اوسی محصب بولتے ہین۔ اور جناب
عایشہ سی فرمایا کہ موضع تنعیم سی احرام باندہکر عمرہ ادا کرو۔ سفر السعادۃ مین ہی کہ حضرت عایشہ کو آپنے عمرہ
کرنیکی اجازت دیدی تہی اور اونکے بہائی عبدالرحمٰن کو اونکے ساتہہ کر دیا تہا۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا
تنعیم گئین اور وہان سے احرام باندہکے مکہ آئین اور عمرہ ادا کیا۔ تنعیم ایک جگہہ حرم سے باہر مکہ
سے تین یا چار میل ہے اہل مکہ عمرہ کا احرام اکثر وہین سے باندہتے ہین اور بعض جعرانہ سے
پہر حضور نے طواف وداع کر کے لشکر کو روانگی کا حکم دیا۔ اور مدینہ طیبہ کو چلے۔ آنحضرت نے چار
عمرہ کیئے اور وہ چارون ماہ ذیقعدہ مین ہوے۔ ۱۔ پہلا عمرہ حدیبیہ کا چہٹے سال ہجری مین
آنحضرت مدینہ سے روانہ ہو کے حدیبیہ پہونچے جو مکہ سے ایک مرحلہ ہے۔ تمام مشرکین مکہ جمع
ہو کر حضور سے لڑنے نکلے اور کہا کہ ہم محمد کو مکہ مین نہ گہسنے دینگے۔ چونکہ مکہ فتح ہونیکا وقت

ابہی نہین آیا تہا اس لئے آپنے بموجب حکم خدا اونسے صلح کرلی اور یہ بات قرار پائی کہ سال آیندہ مین آپ آکے عمرہ ادا کرلین - ۲- دوسرا عمرہ ۷ھ مین ہوا - اوسوقت موافق شرط مذکورۂ بالا کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لاے اور تین دن وہان رہکر عمرہ ادا کیا پہر مدینہ چلے آے - اسکو عمرۃ القضا کہتے ہین - ۳- تیسرا عمرہ ہجرت کے آٹہوین سال مین ہوا جبکہ مکہ فتح کیا تہا - ۴- چوتہا عمرہ دسوین سال حجۃ الوداع مین ہوا - واضح ہوکہ دو حج آنحضرت صلعم قبل ہجرت کے کرچکے تہے -

ایک روایت سے ایک لاکہہ چودہ[۱۴] ہزار اور ایک سے ایک لاکہہ چوبیس[۲۴] ہزار آدمی اس حج مین حضور کے ہمراہ تہے - اس زمانہ مین مرض چیچک نے لوگون کو بہت ستا رکہا تہا اس لئے بہت سے آدمی دولت معیت سے محروم رہے - اونکی تسکین کیواسطے حضور نے فرمایا ان عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ معی یعنی بیشک رمضان مین عمرہ بجالانا ثواب مین اوس حج کے برابر ہے جو میرے ساتہہ ادا کیا ہو - سفر کرنے سے ایک دن پہلے جمعہ تہا آپ نے اوس روز کے خطبہ مین ارکان وآداب حج بیان فرماے -

قربانی کے اونٹ ناجیہ بن جندب بن عمیر بن لیعمر اسلمی رضی اللہ عنہ کو سپرد ہوے - حضرت ناجیہ نے حضور سے پوچہا کہ اگر ان اونٹون مین سے کوئی چل نہ سکے تو کیا کیا جاے - ارشاد ہوا کہ اے ناجیہ اوسے ذبح کرڈالنا اور اوسکے قلادہ کو اوسی کے خون مین آلودہ کرکے اوسکے کوہان کے کنارہ پر چہاپا دینا مگر گوشت اوسکا نہ تم کہانا نہ کوئی تمہارا یار دوست اور رفیق کہاے - اور جناب ناجیہ کو یہ اجازت بہی دیدی گئی تہی کہ اگر تم تہک جاؤ تو ان پر سوار ہوسکتے ہو - خون کے چہاپا دلوانے مین حکمت یہ تہی کہ راہ گیر جان لین - یہ ہدی کا اونٹ ہے اور اغنیا اوسے نہ کہائین کیونکہ اونہین اوسکا کہانا حرام ہے مگر فقرا اوسے اپنے کام مین لائین - قربانی کے چوپایون کو

ہدی اس لئے کہتے ہین کہ بندہ اوسے جناب باری مین ہدیہ بہیجتا ہے تاکہ تقرب حاصل کرے۔

آپ راہ مین بموجب کہنے حضرت جبریل علیہ السلام کے قارن ہوے۔ روایت ہے کہ ایک رات کو سب حجاج وادی عقیق مین منزل گزین تہے۔ صبح آنحضرت نے فرمایا کہ آج رات کو میرے پروردگار کے پاس سے ایک شخص آیا اور مجہہ سے کہا کہ اس وادی مبارک مین دو رکعت نماز پڑہو اور کہو "حجۃ فی عمرۃ"، لیعنی حج ادا کرتا ہون بیچ عمرہ کے۔ جس سے قران کی نیت مراد ہے۔ ہدی کی گردن مین نعل یا جوتا یا تسمہ وغیرہ باندہنے یا لٹکانے کو تقلید کہتے ہین۔ اور دائین یا بائین طرف سے کوہان چیر دینا یا نیزہ مارنا شعار کہلاتا ہے۔ مگر جانب راست چیرنا مسنون ہے۔

آنحضرت نے ابتدا لبیک کہنے کی نماز ظہر کے بعد سے کی تہی اور یہی سنت ہے تلبیہ مین آپنے یہ الفاظ کہے لبیك اللّٰهم لبیك لبیك لاشریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لك لاشریك لك ایک روایت مین لبیك اله الحق بہی ہے اور کبہی کہتے لبیك بحجة وعمرة اور کبہی فرماتے لبیك بعمرة اور صحیحین مین روایت ان الفاظ کے ساتہہ ہے لبیك اللھم لبیك وسعدیك والخیر فی یدیك لبیك والرغباء الیك والعمل آنحضرت اتنی بلند آواز سے تلبیہ کہتے تہے کہ دور تک آواز جاتی تہی اور سب صحابہ سنتے تہے۔ دیگر اشخاص کو بہی یہی ہدایت تہی کہ زور سے لبیک کہو کیونکہ وہ شعائر حج سے ہے اور جب کوئی لبیک کہتا ہے تو اوسکے دائین بائین کی سب چیزین اور شجر و حجر لبیک کہتے ہین۔ اور بعد تلبیہ کے آنحضرت دعا مانگتے تہے اور اللہ سے اوسکی رضامندی اور جنت مین داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا چاہتے تہے۔ آپکے سوار ہونے کی صرف ایک اونٹنی تہی جسپر پرانا پالان چار درم کی قیمت کا پڑا تہا۔

مدت احرام مین آنحضرت نے اپنے سر کے بالون کو غسل سے جمالیا تھا تاکہ وہ پراگندہ اور گرد آلود نہون - غسل اوس لسدار چیز کو کہتے ہین جو خطمی اور گوند وغیرہ ملا کے بنا لیتے ہین -

منزل روحا مین جو مدینہ سے ۳۶ میل ہے ایک زخمی گورخر نظر آیا - فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو اسکا زخمی کرنیوالا خود ابھی ابھی آجائیگا - یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ قبیلہ بہز کے ایک آدمی نے خدمتین حاضر ہو کے عرض کی کہ یارسول اللہ یہ شکار مین نے حضور کے نذر کیا آپ اسکا جو چاہین کرین - آپ نے حضرت صدیق اکبر سے کہکے اوسکے گوشت کو تقسیم کرا دیا - جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منزل اثایہ مین پہونچے جو رویثہ اور عرج کے درمیان ہے (اثایہ کے پہلے الف پر تینون حرکتین جائز ہین - رویثہ بروزن حذیفہ اور عرج بروزن کتف ہے) تو آپ نے ایک ہرن درخت کے سایہ مین بیٹھا دیکھا - اوسکے تیر بھی لگا تھا - حضور نے اوسپر ایک آدمی متعین کر دیا تاکہ محرمون اور حاجیون مین سے کوئی اوسمین تصرف نہ کر سکے - جب منزل ابوا مین نزول موکب اجلال ہوا تو صعب بن جثامہ لیثی جو ودان اور ابوا مین رہتا تہا آیا اور ایک زندہ گورخر حضور کی نذر کیا مگر حضور نے اوسکی نذر قبول نہ فرمائی - جب آثار ناخوشی کے اوسکے چہرہ پر دیکھے تو ارشاد ہوا کہ ہم محرم ہین اس لئے تمہارا تحفہ نہین لے سکتے ناراضی کی کوئی بات نہین -

روایت ہے کہ آنحضرت نے کسی منزل مین سینگی بھی لگوائی تہی جب آنحضرت وادی عُسفان مین پہونچے تو آپ نے صدیق اکبر سے پوچھا کہ ابوبکر تم اس وادی کو جانتے ہو - حضرت صدیق نے عرض کی کہ ہان مین جانتا ہون - ارشاد ہوا کہ ہود اور صالح علیہما السلام سرخ اونٹون پر سوار اِس وادی مین جا رہے تہے مہار اونکی لیف خرما کی تہی پشمین تہ بند باندہے اور کملون کی عبا اور چادرین اوڑہے تہے اور تلبیہ کہتے چلے جاتے تہے -

روایت ہے کہ جب حضور وادی ازرق مین پہونچے جو مکہ سے ایک میل ہے تو حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنے دونون کانون مین انگلیان دئے ہوے پکار پکار کے تلبیہ کہتے جاتے ہین۔

جب آنحضرت صلعم سرف مین پہونچے جہان سے مکہ ایک منزل ہے اور مزار پر انوار حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا بھی وہین ہے تو حضرت عائشہ حائضہ ہو گئین۔ ذوالحلیفہ مین حضرت صدیق اکبر کے صاحبزادے محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس سے پیدا ہوے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول خدا سے دریافت کرایا کہ اب مین احرام کے باب مین کیا کرون ارشاد ہوا کہ غسل کر کے کپڑے کا لنگوٹ کسے رہو تا کہ تہبند احرام کا خون آلودہ نہو اور پھر احرام باندہو

جب آنحضرت مسجد الحرام مین داخل ہو گئے تو سیدھے بیت اللہ کی طرف گئے۔ تحیۃ المسجد نہ پڑہی مگر طواف بیت اللہ کیا کیونکہ مسجد بیت الحرام کی تحیت طواف ہی ہے۔ اور حجر اسود کے پاس پہونچکے استلام کیا یعنی اوسے بوسہ دیا۔ نہ رفع یدین کیا اور نہ ابتدا مین تکبیر کہی۔ ایک روایت مین ہے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آپنے یہ دعا پڑہی تہی اللّٰھم انی اسالك العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ آنحضرت نے فرمایا کہ رکن یمانی پر اللہ تعالے نے ستر فرشتے مقرر کر دئے ہین۔ جو کوئی یہ دعا پڑہتا ہے تو وہ فرشتے آمین کہتے ہین۔ اور آنحضرت جب حجر اسود کے برابر پہونچتے تہے تو اپنی لکڑی سے اوسکی طرف اشارہ کرتے تہے اور اوسی لکڑی کو بوسہ دے لیتے تہے۔ وہ چہوٹی سی ایک لکڑی تہی جسکا سر خمدار مانند چوگان کے تہا۔ ایسی لکڑی کو عصا کہتے ہین۔ اور یہ استلام عصا کے ساتھہ آپنے سواری کی حالت مین کیا تہا۔ بیت اللہ کے چارون کونون مین سے جو گوشہ یمن کی طرف ہے اوسے رکن یمانی کہتے ہین۔ یہ ثابت نہین ہوا کہ رکن یمانی کی طرف آپ کس چیز سے اشارہ کرتے تہے ہاتھہ سے یا لکڑی سے اور اوس ہاتھہ یا لکڑی کو بوسہ بہی دیتے تہے یا نہین یہ ثابت ہے کہ آپ حجر اسود

پر لب مبارک رکھکے بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے "بسم اللہ واللہ اکبر" اور کبھی اوسپر پیشانی رکھتے اور وہان سجدہ بھی کرتے تھے اور کبھی حضور اپنا دست مبارک اوسپر رکھکے اوس ہاتھہ کو چومتے تھے غرضکہ غار ثور اور حجر اسود دنیا مین دو ایسے مقام ہین کہ جہان عاشقون کو تسکین ہو سکتی ہے۔

خانہ کعبہ کے چار گوشے ہین جنکو رکن کہتے ہین۔ جس گوشہ مین حجر اسود لگا ہے اوسے رکن اسود کہتے ہین۔ حجر اسود اور دروازہ کعبہ مین ایک باغ کا فاصلہ ہے اس فاصلہ کے درمیان جو دیوار ہے مُلتزَم کہلاتی ہے اوس دیوار سے سینہ لگا کے دعا کرتے ہین۔ اوس سے آگے کا دوسرا کونا رکن عراقی کہلاتا ہے۔ تیسرا رکن کہ طواف مین رکن عراقی کے بعد اوس پر پہونچتے ہین رکن شامی ہے۔ اور اوسکے بعد چوتھا کونا رکن یمانی ہے۔ رکن یمانی و رکن اسود کو رکنین یمانیین بھی کہتے ہین۔ اور باقی دونون کونے رکنین شامیین بولے جاتے ہین۔ رکن اسود مین آنحضرت سے استلام اور تقبیل دونون منقول ہین۔ رکن یمانی مین صرف استلام ہاتھہ سے آیا ہے۔ اور دونون رکنون شامی مین نہ استلام ہے نہ تقبیل نہ استقبال نہ اشارہ۔

جب آنحضرت طواف سے فارغ ہوے تو مقام ابراہیم پر آے۔ مقام ابراہیم ایک پتھر کا نام ہے جسپر کھڑے ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو بنایا ہے اوسی پر کھڑے ہوکر بموجب حکم خدا حضرت ابراہیم لوگون کو حج کے لئے بلایا کرتے تھے اور ندا دیتے تھے پس اونکے قدم مبارک کے نقش اوس پتھر مین ہو گئے ہین اور ایڑیون تک پیر اوسمین سماے ہوے ہین۔ اور حجر اسود کو جناب آدم علیہ السلام جنت سے اپنے ساتھہ لاے تھے۔ حضور نے اپنے اور کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم کو لیکر دو رکعت نماز پڑھی۔ آنحضرت کے وقت مین مقام ابراہیم بیت اللہ کے پاس دروازہ کے سامنے رکھا تھا اور خلافت فاروق اعظم تک وہین رہا۔ ایک بار طوفان آیا تو اوسے

اوٹھا کے دوسری جگھہ کردیا - جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اوسے بیت اللہ کے دروازہ کے آگے جموادیا اب اوسپر سنگین چھت کا ایک حجرہ بنادیا گیا ہے اور اوسکے گرد آہنی کٹھرا لگا ہے اور سنگین حوض مین اوسے رکھدیا ہے -

کوہ صفا کی طرف مسجد الحرام کا جو درمیانی دروازہ ہے اوسے باب الصفا والمروہ کہتے ہین آپ اسی دروازہ سے باہر نکلے اور کوہ صفا پر چڑہے جو کوہ ابوقبیس کے نیچے ہے اور فرمایا - ابدا ء بما بدء اللہ یعنی مین صفا سے شروع کرتا ہون کیونکہ خدا نے بہی اوسی سے ابتدا کی ہے اور چڑہتے وقت تکبیر کہکے فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شیء قدیر لا اله الا الله وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده اور پہر اسکے بعد یہ دعا کی انا نسألك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنيمة من كل بر والسلامة من كل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا كربا الا كشفته ولا حاجة من حوائج الدنيا والاخرة الا قضيتها ،، کوہ صفا پر آنحضرت کا یہ دعا پڑہنا بہی ثابت ہے اللهم انك قلت ادعونی استجب لكم وانك لا تخلف الميعاد وانا اسألك كما هديتنی الاسلام ان لا تنزعه منی حتی تتوفانی وانا مسلم اور صفا و مروہ کے درمیان حضور نے یہ دعا کی رب اغفر وارحم انك انت الاعز الاكرم ،، صفا سے نیچے اوترکے تیز چلے اور بطن وادی یعنی اوس نشیب سے جو اوس وقت مین تہا گذر گئے پہر آہستہ چلے - دیوار حرم مین اب نشانی بنادی گئی ہے وہان سے دوڑکے چلتے ہین اور اخیر پر جو ایک نشانی ہے وہان دوڑنا ختم کردیتے ہین - اور اوس سے آگے ہولے ہولے اپنی چال سے کوہ مروہ تک جاتے ہین - اور وہ نشانیان جنکا اوپر مذکور ہوا سبز منارے ہین دو وابتدا مین اور دو انتہا مین - اونکے بیچ مین ہوکر دوڑتے ہین اونمین سے دو منارے دیوار حرم سے ملصق ہین

اصل اس دوڑنے کی یہ ہے کہ جب حضرت اسمعیل علیہ السلام طفل شیر خوار تھے اونکی والدہ ماجدہ جناب ہاجرہ علیہا السلام اونکو دروازہ پر چھوڑ کے پانی کی تلاش مین گئی تہین - جب نشیب مین اوترجاتین تو حضرت اسمعیل اونکی نظر سے چھپ جاتے تھے اور آپ اونکے دیکھنے کے لئے کوہ صفا پر چڑہ جاتین اور اونکو دیکھتین - پھر جب ہمارے حضرت صلعم نے اس فعل کو اونکی تقلید سے کیا تو یہ فعل ہمارے لئے بھی سنت ہو گیا -

محرم کو بیوی یا لونڈی سے صحبت کرنی اور سلے ہوے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانی حرام ہے جب احرام سے باہر آجاتے ہین تو یہ سب چیزین حلال ہو جاتی ہین اور اسی کو پورا حلال ہونا کہتے ہین - اور کبھی بعض چیزین حلال ہو جاتی ہین اور بعض حرام رہتی ہین یہ پورا حلال ہونا نہین ہے مثلاً روز نحر کہ قربانی کے بعد خوشبو لگانا اور سلے ہوے کپڑے وغیرہ پہننا مباح ہو جاتا ہے مگر وطی کرنا حلال نہین ہوتا - اور طواف زیارت کے بعد وطی کرنا بھی حلال ہو جاتا ہے -

اور وجہ تسمیہ منیٰ کی یہ ہے کہ وہان قربانیون کا خون بہایا جاتا ہے اور منی کے معنی لغت مین بہانے کے ہین - اور ابن عباس سے اوسکی وجہ تسمیہ یون مروی ہے کہ وہان پر حضرت جبریل جناب آدم علیہما السلام کے ساتھہ تھے جب جدا ہونے لگے تو حضرت آدم سے پوچھا کہ اگر آپ کی کوئی تمنا ہو تو مجھہ سے بیان فرمائیے حضرت آدم نے فرمایا کہ بہشت کی تمنا رکھتا ہون اس لئے اوسکو منیٰ کہتے ہین کیونکہ وہ تمنا سے مشتق ہے -

آنحضرت اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور طلحہ و زبیر وغیرہم ہدی اپنے ساتھہ لاے تھے - اور سب امہات مومنین اور جناب فاطمہ کے ساتھہ قربانی کے جانور نہ تھے اس لئے جناب بتول حلال ہو گئی تہین - جناب شیر خدا نے یمن سے آکر جو اونکو رنگین کپڑے پہنے اور آنکھون مین سرمہ لگاے دیکھا تو بہت خفا ہوے - فاطمہ رضی اللہ عنہا بولین

کہ میرے باپ نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔ حضرت علی نے آنحضرت سے آکر دریافت کیا۔ آپنے
فرمایا "صدقت صدقت" یعنی فاطمہ سچ کہتی ہین۔

جمعرات کو سب صحابہ نے جو احرام سے حلال ہوے تھے اپنے اپنے منزل و مقام سے
حج کا احرام باندہا اور منیٰ مین پہونچکے نماز ظہر و عصر پڑہی اور اوس شب کو کہ شب جمعہ تھی وہین رہے
اگلے روز سورج نکلتے ہی آنحضرت منا سے عرفات کو روانہ ہوے۔ اور بائین طرف یعنی ضب
کی راہ اختیار کی۔ واضح ہو کہ عرفہ مین مکان اور زمان دونون کے معنی شامل ہین۔ اور عرفات صیغہ
جمع ہے مگر وہ مکان کے لئے خاص ہوگیا ہے۔ جنت سے اوترنے کے بعد حضرت آدم
نے جناب حوا کو یہین پہچانا اس لئے یہ مقام عرفات کہلایا۔ یا یون کہو کہ حضرت جبریل نے حضرت
ابراہیم کو بیان مناسک حج کی تعلیم دیکے پوچھا "عرفت" کیا تم جان گئے۔ حضرت ابراہیم نے جوابدیا۔
"عرفت" مین مناسک حج جان گیا۔ یا عرفات کو معرفت سے مشتق سمجھو تو اوسکے معنی یہ ہونگے
کہ یہ مقام بزرگی و عظمت مین مشہور و معروف ہے بیان کی حاجت نہین۔ اور اکثر لوگون کی یہ رائے
ہے کہ عرفات مشتق ہے عرف سے۔ اور عرف بروزن ظرف ہے بمعنی خوشبو کے۔ چونکہ منیٰ
مین بہ سبب خون قربانی کے بدبو آنے لگتی ہے اس لئے منیٰ کے مقابلہ مین اسکا نام
عرفات ہوا۔

وہان سے آنحضرت نمرہ مین تشریف فرما ہوے۔ یہ مقام عرفات کے متصل زمین حرم کا انجام گویا
حل و حرم کا برزخ ہے۔ وہان پہلے سے آنحضرت کے لئے خیمہ برپا کردیا گیا تھا حضور اوسمین
اوترے۔ اور بعد دوپہر ناقہ قصویٰ کو کسوا کے اوسپر سوار ہوے اور بطن وادی مین آکے خطبہ پڑہا
خطبہ مین بیان فرمایا کہ مین نے خون ابن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا معاف کیا۔
ابن ربیعہ بنی سعد مین کسی دائی کا دودہ پیتے تھے قبیلہ ہذیل والون نے اونہین مارڈالا۔ اور

ربیعہ صحابی آنحضرت کے چچا حارث ابن عبد المطلب کے بیٹے حضور صلعم سے عمر مین بڑے تہے - حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے زمانہ خلافت فاروقی مین وفات پائی - اور وہ طفل شیرخوار جو حضرت ربیعہ کا بیٹا تہا اوسکا نام ایاس تہا - اتفاقاً بنی ہذیل اور قبیلہ بنی سعد مین لڑائی ہو پڑی اوسمین ایک پتہر ایاس کے بہی آلگا اور اونہون نے انتقال فرمایا - آپ اونٹنی پر سوار خطبہ پڑہ رہے تہے اوسی حالت مین ام الفضل بنت حارث نے جو عبد اللہ بن عباس کی مان ہین ایک پیالہ دودہ کا آنحضرت کے لئے بہیجا آپنے وہ سب دودہ پی لیا اور سبکو معلوم ہو گیا کہ آپ روزہ سے نہین ہین - جہان آنحضرت نے یہ خطبہ پڑہا تہا اب وہان ایک مسجد بنا دی گئی ہے اور اوسی مسجد مین اب خطبہ ہوتا ہے اور خطبہ کے بعد لوگ نماز پڑہتے ہین -

جب حضرت صلعم نماز سے فارغ ہوے تو سوار ہو کے دامن کوہ عرفات مین آے جسکو جبل الرحمۃ کہتے ہین اور اوسکے نزدیک بڑے بڑے سیاہ پتہر پڑے ہین اور اوسی کے پاس ایک عمارت قدیم ریتی مین دبی پڑی ہے اوسے مطبخ آدم کہتے ہین وہان قبلہ رو کہڑے ہو کر آپنے دعا اور الحاح وزاری کی یہان تک کہ آفتاب غروب ہو گیا مگر افسوس ہے کہ اس دامن کوہ مین آپکے کہڑے ہونے کا خاص مقام معلوم نہین - مگر اونہین پتہرون کے قریب کہین آپ کہڑے ہوے تہے - حضور نے فرمایا ہے کہ بڑا کمبخت ہے وہ شخص جو یہان کہڑا ہو اور گمان کرے کہ مین نہین بخشا گیا - اور ارشاد کیا - جس نے محفوظ رکہا اپنی زبان کو اور کانون کو اور آنکہون کو عرفہ کے دن اوسکے ایک عرفہ سے دوسرے عرفہ تک کے گناہ بخشے جاتے ہین اور جو کوئی ایک ساعت بہی عرفات مین کہڑا رہے تو حج فرض اوسکا ادا ہو گیا - حضرت غروب آفتاب تک وہان کہڑے رہے تہے پس چراغ جلے تک وہان کہڑا رہنا سنت ہے - روز عرفہ مین دعا کرنے کو حضور نے سب دعاؤن سے بہتر بتایا ہے -

عرفات مین سائل سکین کی طرح سینہ تک ہاتھہ اوٹھاے ہوے آنحضرت صلعم دعا کرتے تھے - اور منجملہ اون دعاؤن کے جو حضور نے عرفات مین اوسدن کین ایک یہ بہی ہے -

اللھم لك الحمد کالذی تقول وخیرا مما نقول اللھم لك صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی والیك مآبی ولك رب تراثی اللھم انی اعوذبك من عذاب القبر ووسوسة الصدر وشتات الامر اللھم انی اعوذبك من شر ما تجیئ به الریح اللھم انك تسمع کلامی وتری مکانی وتعلم سری وعلانیتی ولا یخفی علیك شئ من امری انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنوبه اسألك مسئلة المساکین وابتهل الیك ابتهال المذنب الذلیل وادعوك دعاء الخائف الضریر من خضعت لك رقبته وفاضت لك عیناه وذل لك جسده ورغم لك انفه اللھم لا تجعلنی بدعائك شقیا وکن بی رؤفا رحیما یا خیر المسئولین ویا خیر المعطین ترجمہ یا اله العالمین جیسی تعریف کیلئے تو حکم کرے ویسی ہی تعریف کا تو سزاوار ہے تو اوس سے برتر واعلی ہے جیسا کہ ہم تجہے کہین یا الہی میری نماز میری عبادت میری زندگی میری موت تیری ہی لئے ہے مین تیری ہی طرف رجوع ہون اے میرے پروردگار میری میراث تیرے ہی واسطے ہے یا اللہ مین عذاب قبر سے دل کے وسواس سے اور کام کے پراگندہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہون یا اللہ مین اوس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہون جسے ہوا اپنے ساتہہ لاے یا اله العالمین تو میری بات سنتا ہے اور میری جگہہ دیکھتا ہے اور تو میرا باطن وظاہر جانتا ہے اور میرا کوئی حال تجہہ سے پوشیدہ نہین ہے مین نہایت حاجتمند فقیر ہون - فریاد چاہنے والا ہون پناہ مانگنے والا ہون خوفناک ڈرنے والا ہون اور اپنے گناہون کا مقر اور معترف ہون مین مسکینون کی طرح تجہہ سے مانگتا ہون اور ذلیل گنہگارون کی طرح تیرے آگے

گڑگڑاتا ہون اور زاری کرتا ہون یا اللہ مین تجھے اوس طرح پکارتا ہون جیسے کوئی آفت رسیدہ ڈرنے والا پکارتا ہو جسکی گردن تیرے آگے جھکی ہو اور جسکے آنسو تیرے لئے بہتے ہون اور اوسکا بدن تیرے ہی واسطے ذلیل ہوا اور اوسکی ناک تیرے لئے مٹی مین ملی ہو یا الٰہی مجھکو اپنے پکارنے سے محروم اور بدبخت نہ کیجیو اور اے بہترین اون شخصون کے جن سے سوال کرتے ہین اور اے بہترین دینے والے تو میرے واسطے بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہو جا۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اکثر مین نے اور بہت سے پیغمبرون نے عرفات مین یہ دعا مانگی ہے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر اللھم اجعل فی قلبی نوراً وفی سمعی نوراً وفی بصری نوراً اللھم اشرح لی صدری ویسر لی امری واعوذبک من وساوس الصدر وشتات الامر وفتنۃ القبر اللھم انی اعوذبک من شر مایلج فی اللیل وشر مایلج فی النھار وشر ماتھب بہ الریاح ومن شر بوائق الدھر ۵

ترجمہ۔ سوائے اللہ یگانہ کے کوئی معبود نہین اوسکا کوئی ساجھی نہین اوسی کا ملک ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ سب چیزون پر قدرت رکھتا ہے یا اللہ میرے دل اور میری شنوائی اور میری بینائی کو منور کر دے یا اللہ میرا سینہ کھولدے اور میرا کام آسان کر دے مین دل کے وسوسون سے اور حال کی پریشانی سے اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہون یا اللہ مین پناہ مانگتا ہون اوس چیز کے شر سے جو داخل ہو رات مین اور اوس چیز کے شر سے جو داخل ہو دن مین اور اوس چیز کے شر سے جو ہواؤن مین اوڑ کے آوے اور زمانہ کی سختیون کے شر سے۔ عرفہ کے دن اس دعا کا پڑہنا بہی فضیلت رکھتا ہے۔

سبحان الذی فی السماء عرشہ سبحان الذی فی الارض موطئہ سبحان الذی فی البحر سبیلہ

سبحان الذی فی القبور قضاؤہ سبحان الذی فی الجنۃ رضوانہ سبحان الذی فی النار سلطانہ
سبحان الذی فی الھوی روحہ سبحان الذی رفع السماء سبحان الذی وضع الارض سبحان
الذی لا منجاء منہ الا الیہ،، ترجمہ۔ پاک ہے وہ جسکی حکومت گاہ آسمان
ہے پاک ہے وہ جسکے فرشتون کے روندنے کی جگہہ زمین ہے جو احکام جاری کرتے پہرتے
ہین پاک ہے وہ جسکا رستہ سمندر ہے پاکذات ہے وہ جسکا حکم قبرون مین بہی ہے پاکذات
ہے وہ جسکی خوشنودی جنت مین ہے پاک ہے وہ جسکا قہر دوزخ مین ہے پاک ہے وہ جسکی
روح ہوا مین ہے پاکذات ہے وہ جس نے آسمان کو بلند کیا پاکذات ہے وہ جس نے زمین کو
نیچے بچہا دیا پاکذات ہے وہ جس سے چہٹکارا نہین مگر اوسی کی طرف۔ بیہقی اور طبرانی نے ابن
مسعود سے روایت کی ہے کہ ذی حجہ کی نوین رات کو منا مین جو کوئی اس دعا کو ہزار بار پڑہے
جو مانگے اللہ تعالے اوسے دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی عرفہ کے دن بعد زوال کے موقف
مین روبقبلہ کہڑا ہوکے سو بار لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر
وھو علی کل شئ قدیر پڑہے۔ اوسکے بعد سورۂ فاتحہ سو بار پڑہے۔ پہر اشھد ان لا الہ الا
اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ،، سو دفعہ پڑہے پہر سو دفعہ
سبحان اللہ کہے۔ بعد ازان سو بار والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولا
قوۃ الا باللہ پڑہے۔ پہر سو بار سورۂ اخلاص پڑہے۔ اوسکے بعد سو دفعہ اللھم صل علی محمد
وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید وعلینا معھم
تو اللہ تعالے فرشتون سے فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا مین نے اس بندہ کو بخشدیا اور اوسکی شفاعت
اوسکے نفس کی بابت قبول کی اگر وہ اپنے سب جان پہچان والونکی شفاعت کریگا تو مین

اوسکی شفاعت قبول فرماؤنگا۔

جب عرفات مین یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی۔ یعنی آج کے دن مین نے تمہارے لئے تمہارا دین تمام کردیا اور اپنی نعمت تمپر ختم کردی اور دین کے لحاظ سے مین نے تمہارے لئے اسلام پسند فرمایا۔ تو مسلمانون کو بہت خوشی ہوئی۔ مگر دوراندیش اور رمزشناس صحابہ سمجھہ گئے کہ جناب خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت اور فرقت کا زمانہ قریب ہے۔ آنحضرت کا قیام اور زندہ رہنا اس دار ناپائدار مین امت کی تعلیم وتکمیل اور احکام دین اسلام کے بیان کیواسطے تھا۔ جب یہ ہوچکا تو اب کونسا کام اور ضرورت ہے جسکے لئے یہ سایہ ہما پایہ ہمارے سر پر رہیگا اور پھر سورۂ فتح بھی اسی خبر کی دینے والی تھی۔ افسوس صد افسوس اس دنیاے دنی نے کسی کیساتھہ وفا نہ کی اور ہمارے سر پر خاک اوڑانے کا زمانہ آہی گیا۔

دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است	صیدا جلست گر جوان و گر پیر است
ہم زیر زمین پُر است وہم روے زمین	این صفحۂ خاک ہر دور تصویر است

عرفہ ہی کے دن اون پتھرون کے پاس جہان ہمارے سرتاج کھڑے تھے ایک آدمی اونٹ سے گرکر مرگیا۔ ارشاد ہوا کہ پانی مین بیر کے پتے جوش دیکے اسے غسل دو۔ اور احرام ہی کے کپڑون مین اسے دفن کردو اور خوشبو کا استعمال اس پر ہرگز نہ کرنا کھلے سر اور کھلے منہ محرمون کی طرح قبر مین رکھدینا روز محشر کو یہ شخص لبیک کہتا ہوا اوٹھیگا۔ غرضکہ کیا خوش قسمت لوگ تھے کہ باعث تخلیق زمین وآسمان دم نکلتے وقت آنکھون کے سامنے اور بعد مرگ سرہانے کھڑے فرمارہے ہین کہ لبیک کہتے ہوے سیدھے ہمارے پاس چلے آنا۔ بمزار گرنیائی بجنازہ خواہی آمد۔ کا معاملہ ہوگیا۔

روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے تو مارے اژدحام اور کثرت کے آدمی ایک دوسرے پر گرنے لگے لوگ اپنے اپنے اونٹون کو مار مار کے تیز کرتے تھے۔ آنحضرت نے تازیانہ سے اشارہ کیا کہ آہستہ آہستہ وقار کے ساتھ چلو کیونکہ آپکو صفت سکون ووقار کی بہت پسند تھی اور مازمین کی راہ سے واپس ہوئے۔ مازمین بروزن جانبین تثنیہ کا صیغہ دو تنگ راہونکا نام ہے۔ ایک درمیان عرفات اور مزدلفہ کے۔ اور دوسری درمیان مکہ اور منا کے۔ اور عیدگاہ آنے جانے مین بھی آپکی یہی عادت تھی۔ یعنی ایک راہ سے جاتے اور دوسری سے واپس آتے تھے۔ چنانچہ ضب کی راہ سے گئے اور مازمین کیطرف سے آئے۔ اور ساری راستہ آپنے تلبیہ کہا۔ اب حضور مزدلفہ مین رونق افروز ہوئے یہ ایک مشہور مقام منا و عرفات کے بیچ مین ہے مزدلفہ مشتق ہے زلف سے جسکے معنی ہین جمع و قرب کے۔ یہان آدم علیہ السلام اور حوا علیہا الرحمۃ جمع ہوئے تھے۔ یا دو نمازین مغرب وعشا کی ملا کے یہان پڑہی گیئن اس لیئے نام اس مقام کا مزدلفہ ہوا آنحضرت نے یہان آکر وضو کامل کیا اور اذان واقامت کے بعد نماز پڑہی اور نماز مغرب کے بعد اونٹونکو کہولے اور اسباب اون کے اوپر سے اوتروا کے نماز عشا پڑہی مگر اذان نہین دی گئی اور رات کو آنحضرت وہین رہے مگر شب بیداری نہین کی۔ پہر صبح ہونے سے پہلے آپنے اپنے ساتھ کے ضعیف لوگون کو پہلے سے منا روانہ کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین بہی اونہین لوگون مین تہا آنحضرت نے مجہہ سے فرما دیا تہا کہ آفتاب نکلنے سے قبل رمی جمار نہ کرنا۔ آنحضرت نماز فجر اول وقت پڑہکے روانہ ہوئے اور مشعر الحرام مین تشریف لائے۔ یہ ایک ٹیلہ مزدلفہ مین ہے اوسپر اب عمارت بنادی گئی ہے اور چونکہ وہ علامات وشعائر حج سے ہے اس لیئے اوسکو مشعر الحرام کہتے ہین۔ وہان پہونچکے آنحضرت کہڑے ہوئے۔ قبلہ رو ہوکر بتضرع والحاح دعا کی۔ اور تکبیر وتہلیل مین مشغول رہے یہان تک کہ سورج نکلنے

کے قریب ہوا - پھر منا کو روانہ ہوے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سوار کر لیا - اسامہ بن زید پا پیادہ قریش مین چلے جاتے تھے - حضور نے فضل بن عباس سے کہا کہ رمی جمار کے لئے کنکریان چنون سے بڑی اور بیر سے چھوٹی چن لو - دونون انگشت شہادت سے وہ کنکریان پھینکی جاتی ہین جیسی کہ لڑکے گولیان کھیلتے ہین - پھینکنے مین داہنی اونگلی کھڑی کیجاتی ہے اور بائین اونگلی سمیٹ لیتے ہین - اثنائے راہ مین ایک بہت حسینہ عورت قبیلہ خثعم کی حضور کے پاس آئی اور اوس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرا باپ بہت بڈھا ہے اونٹ پر اچھی طرح بیٹھہ نہین سکتا اگر حکم ہو تو اوسکی طرف سے مین حج کرلون ارشاد ہوا کہ اچھا کرلو - فضل بن عباس جو آنحضرت کے پیچھے سوار تھے اوس عورت کی طرف بار بار دیکھتے تھے اور وہ عورت بھی اونکو دیکھتی تھی - آنحضرت اپنا دست مبارک فضل کی آنکھون کے آگے آڑ کرلیتے تھے تاکہ اون دونونکا آپس مین دیکھنا موقوف ہو جاے - اور ایک روایت مین ہے کہ آپ نے فضل کی گردن کو اوس طرف سے پھیر دیا - حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ آپنے اپنے چچازادے کی گردن کیون پھیر دی - ارشاد ہوا کہ مین مرد جوان اور عورت جوان کو اپنے آگے دیکھتا ہون اور وساوس شیطانی سے خوف کھاتا ہون - روایت ہے کہ فضل بن عباس گورے چٹے حسین اور خوبصورت بالون کے تھے - جب آنحضرت صلعم مزدلفہ سے روانہ ہوے تو راہ مین بحرین کی عورتون کی ایک جماعت ملی جو ہودون مین سوار تھی - فضل نے اونکی طرف دیکھنا شروع کیا - آنحضرت نے اونکا منہ پھیر دیا - مگر یہ روایت مخالف ہے اوس روایت کی جسمین ابن عباس نے کہا ہے کہ مجھے آنحضرت نے ضعفاے اہل بیت کے ساتھہ منا بھیجدیا تھا اور اس روایت مین یہ کہا گیا کہ فضل آنحضرت کے پیچھے سوار تھے -

پھر ایک اور بڈھی عورت حضور مین حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا رسول خدا میری مان بڑھاپے سے

نہایت عاجز وناتوان ہوگئی ہے اگر مین اونٹ پراوسے سوار کرکے باندہدون توخوف ہلاکت ہے حکم ہوتو مین اوسکی طرف سے حج کرلون - ارشاد ہوا کہ اگر تمہاری مان قرضدار ہوتی تو تم اوسکی طرف سے قرض اداکرتین یا نہین - اوس نے عرض کی کہ ہان کرتی - ارشاد ہوا کہ حج بہی اللہ تعالے کا قرض ہے اسے بہی اپنی مان کی طرف سے اداکرسکتی ہو -

جب آنحضرت وادی محسر مین پہونچے تو آپنے اونٹنی کو جلدی ہانکا اور شتابی سے نکل گئے - باعث اس فعل کا یہ تہا کہ اس وادی مین اصحاب فیل پر جو کعبہ ڈہانے آئے تہے عذاب الٰہی نازل ہوا تہا - تحسر کے معنی لغت مین عاجز اور درماندہ ہوجانے کے ہین - یہان اصحاب فیل کے ہاتہی آگے بڑہنے سے عاجز ودرماندہ ہوگئے تہے یا یون کہو کہ اصحاب فیل کعبہ مین داخل نہوسکے اس لئے اوسکو وادی محسر کہتے ہین - یہ ایک نالہ منا کی ابتدا مین ہے - آنحضرت کی عادت شریف یہ تہی کہ جس جگہہ دشمنان خدا پر عذاب نازل ہوا تہا وہان سے جلد گذر جاتے تہے - مثلاً غزوۂ تبوک مین جب قوم لوط کے شہر پر پہونچے تو وہان سے جلدی گذر گئے - یہ وادی محسر برزخ ہے درمیان مزدلفہ اور منا کے ایک سرا اوسکا مزدلفہ ہے اور دوسرا منا ہے جیسے عرنہ اور نمرہ برزخ ہین عرفات اور مشعر الحرام کے - پس آنحضرت اوس وادی مین بیچ کی راہ سے نیچے کی جانب تک تیز چلے گئے اور چاشت کے وقت جمرۃ العقبہ کے برابر جاکہڑے ہوے - یہ منارے تین جگہہ ہین - جمرۂ اولیٰ مسجد خیف کی طرف ہے - مزدلفہ سے جب بیچ کی راہ سے آتے ہین تو پہلے وہی جمرہ ملتا ہے - پہر جمرۂ وسطیٰ پہر جمرہ عقبہ ملتا ہے - عقبہ مین ع ق ب تینون پر زبر ہے - پہاڑ کی گہاٹی کو کہتے ہین اور یہ جمرہ دامن کوہ مین مکہ کی طرف واقع ہے - اصل مین جمرہ کنکری کو کہتے ہین مگر تغلیباً اون منارون کا نام جمرہ رکہہ لیا گیا ہے - پس آنحضرت نے نحر کے پہلے روز جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ سے گذر کے بیت اللہ کو بائین طرف اور منا کو

دائین طرف رکہکے اور جمرۂ عقبہ کے برابر کہڑے ہوکے جمرہ عقبہ پر حالت سواری مین ساتون کنکریان مارین اور ہر کنکری کیساتہہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہا۔ واضح ہو کہ اس بار آنحضرت نے سواری پر سے کنکریان مارین اور ایام تشریق مین تینون جمرون پر پاپیادہ ہو کر ماری نہین۔

بعد رمی جمرۃ العقبہ کے آنحضرت اپنی خیمہ گاہ مین تشریف لائے جو مسجد خیف کے پاس تہی منا مین یہ ایک بہت بڑی مسجد ہے جو قبہ اوسکے صحن مین بنا ہے وہین آپکا خیمہ استادہ کیا گیا تہا۔ وہین آپنے خطبہ فصیحہ و بلیغہ پڑہا جسکو ہر شخص نے اپنے اپنے خیمہ مین بیٹہے بیٹہے سنا یہ بہی آپکا ایک معجزہ تہا۔ آنحضرت کے حکم سے یہان مہاجرین مسجد کے آگے اوترے تہے اور انصار مسجد کے پیچہے۔ ایک روایت سے مہاجرین کو دائین طرف قبلہ کے اور انصار کو بائین طرف اوتارا تہا۔

پہر وہان سے منحر مین آئے۔ منحر النبی ایک مشہور جگہہ بازار منا مین ہے۔ وہان پر آپنے ۶۳ اونٹ کہڑے کر کے اپنے ہاتہہ سے نحر کئے۔ روایت ہے کہ پانچ پانچ چہہ چہہ اونٹ ایک ساتہہ حضور کے پاس لائے جاتے تہے۔ جب اونکو آپکے پاس لانے کا ارادہ کرتے تو وہ آپ سے آپ رسول اللہ کے پاس آجاتے تہے اور دوڑ کے ایک دوسرے پر گرتا تہا جیسے کوئی کمال اشتیاق سے اورون پر سبقت کر کے خود بخود آتا ہو اوسی طرح وہ اونٹ آکے حضور کے سامنے کہڑے ہو جاتے تہے کہ پہلے آپ مجہی کو نحر کرین باقی ۳۷۔ اونٹ کے لئے جناب علی مرتضیٰ کو حکم ہلا کہ تم نحر کرو۔ علاوہ اونکی ۳۷ ہی اونٹ حضرت شیر خدا نے اپنی طرف سے اور بہی قربان کئے۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نحر کے دن آنحضرت نے ایک گائے جناب عائشہ صدیقہ کی طرف سے ذبح کی۔ پہر نائی کو بلا کر سر منڈایا۔ نام مبارک ان حجام صاحب کا

حضرت معمر بن عبداللہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے - وہ قرشی عدوی قدیم الاسلام مہاجرین حبشہ مین سے ہین اور مدینہ مین بہت مدت کے بعد ہجرت کر کے آئے تھے مگر اہل مدینہ مین گنے جاتے ہین اور اونکی حدیثین بھی اونہین مین مذکور ہوتی ہین - جب حضرت معمر حضور کے بال مونڈنے کو کھڑے ہوے تو آپنے مزاحاً فرمایا یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمۃ اذنیہ فی یدک الموسے اے معمر تمہارے ہاتھہ مین استرہ ہے تمہین اللہ کے رسول نے اپنی کانون کی لو پر اختیار دیا ہے - حضرت معمر بولے ان ذلک لمن نعمت اللہ علی ومنۃ یہ مجہپر اللہ کا فضل اور احسان ہے - آپنے ارشاد فرمایا "اجل" ہان - پہر حکم ہوا کہ دائین طرف سے بال مونڈنا شروع کرو جب اوسطرف کے بال الگ ہوگئے تو اونکو اوسی طرف کے حاضرین پر تقسیم کردیا اور بائین طرف کے بال جناب ابوطلحہ انصاری کو مرحمت ہوے جو ام سلیم حضرت انس کی ماں کے شوہر تہے - اور ابوطلحہ نے دائین طرف کے بالون مین سے بہی سب کے پہلے حصہ لیا تہا مشکوٰۃ مین ہے کہ دائین طرف کے بال آنحضرت نے سب کے سب ابوطلحہ کو مرحمت فرمائے اور بائین طرف کے بالون کے لئے ارشاد ہوا کہ لوگون کو تقسیم کردینا - تورپشتی نے لکہا ہے کہ صحابہ مین موے مبارک اس لئے تقسیم کرادئے گئے تہے کہ اونمین برکت باقی رہے اور آنحضرت کی یادگار اونکے پاس رہے گویا اسمین بہی اوسی اندوہناک واقعہ کا اشارہ تہا کہ اب زمانہ ہماری فیض رسان صحبت کا منقضی ہونے کو ہے اور ایام مفارقت کالی بلا کی طرح تمہارے سرون پر چلے آتے ہین

کہلجائیگی پہر تہوکرین کہانیکی حقیقت		جب سر پہ کوئی چاہنے والا نہ رہیگا

کہان سے فولاد کا جگر لائین جو یہ کہین کہ جب حلق سر مبارک سے فرصت پائی اور ایک ایک دو دو بال سب دلدادون کے حصہ مین آچکے تو ناخن بہی ترشوا کے اوسی طرح بانٹے گئے جسکے یہ معنی تہے کہ آفتاب رسالت کے غروب ہونے کے بعد زخم جگر ناخنون سے

کر دیا کرنا تا کہ ہر وقت تازہ رہین - اِس کام کے لئے ابوطلحہ انصاری اسواسطے مخصوص کئے گئے تہے کہ وہان پہلے سے خبر تہی کہ ہماری قبر اور لحد ابوطلحہ ہی کہود ینگے اور کچی اینٹون سے قبر کو درست کر دینگے پس سب سے زیادہ احسان انہین کے سر رہے ہے -

صحاح مین عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت جسوقت منا مین کہڑے تہے تو لوگ آآ کے مناسک حج آپ سے دریافت کرتے تہے اور آپ بکشادہ پیشانی اونکے سوالون کا جواب دیتے تہے - ایک نے عرض کی کہ حضور مین نے بہولے سے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈا لیا - ارشاد ہوا کچہہ مضایقہ نہین اب قربانی کر لو - دوسرا بولنے لگا جناب مین نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہی - کسی نے التماس کی کہ یا رسول اللہ مین نے رمی سے قبل سر منڈا لیا ہے - کوئی بولا کہ حضرت مین نے رمی سے پہلے طواف کر لیا ہے - حکم ہوا کہ اچہا اب جا کی رمی کر لو اسمین کوئی ہرج کی بات نہین - کسی شخص نے پوچہا کہ حضور مین نے رمی رات کے وقت کی ہے - جواب ملا کہ اچہا کیا - غرضکہ جس کسی نے مناسک حج کی تقدیم و تاخیر کی بابت سوال کیا اوسکا جواب یہی پایا کہ کچہہ ڈر نہین -

جب آنحضرت طواف اور اوسکی دو رکعت نفل سے فارغ ہوے تو چاہ زمزم پر آے زمزم اور زمزموم اور زمازم لغت مین بہت سے پانی کو کہتے ہین چونکہ اوس کنوئین مین پانی بہت ہے اس لئے وہ زمزم کے نام سے موسوم ہوا - جبریل علیہ السلام نے پہلے پہل زمزم کو ظاہر کیا تہا - حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیاسے تہے - جناب روح الامین نے اپنا پانون زمین پر مارا تو یہ چشمہ نکلا حضرت ہاجرہ نے اس خوف سے کہ یہ پانی ضایع نہو جاے اوسکے گرد مٹی کی ایک مینڈ باندہدی اگر وہ مینڈ نہ باندہتی تو وہ ایک نہر جاری بنجاتا - پہر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اوسے ایک کنوان قرار دے لیا - ایک مدت مدید کے بعد قوم جرہم نے

اوسے پاٹ کے نشان تک اوسکا ناپید کردیا۔ اسکے بہت زمانہ کے بعد خواب مین آنحضرت کے
داداصاحب عبد المطلب کو اوس سے آگاہی ہوئی اونہون نے سنہ عام الفیل مین یا اوس سے
پہلے اوسکو کھود لیا اور جناب ابوطالب نے اوسے بنالیا۔ آنحضرت نے اوسکی تعمیر کے لیے
بنفس نفیس پتھر ڈہوے ہین۔ اس کنوئین کی فضیلت مین بہت سی حدیثین ہین جنکا خلاصہ یہ ہے
کہ جس نیت سے اسکا پانی پیا جاتا ہے وہی پوری ہوتی ہے۔

طواف رکن مین کسی خاص باعث سے آنحضرت صلعم ناقہ پر سوار تھے۔ بعض اصحاب سیر کی تو یہ راے ہے کہ حضور اس لیئے بلندی پر جا بیٹھے تھے تاکہ سب لوگ مجھے دیکھ سکین اور طواف اور اوسکے آداب کو مجھ سے سیکھ لین۔ بعض کہتے ہین کہ کثرت اژدحام نے سوار ہونے پر مجبور کیا تھا۔ اور اکثر نے لکھا ہے کہ پاے مبارک مین کوئی زحمت پہونچی تھی۔ غرضکہ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ کسی ضرورت سے آپ سوار ہوے تھے خدانخواستہ مشیخت نے ہرگز نہین گھیرا۔ اور اوسی طرح سوار آپ منا مین لوٹ آے اور نماز ظہر وہین پڑہی۔

روز نحر کے دوسرے دن بعد زوال مگر نماز ظہر سے قبل پیدل جمرۂ اولیٰ کی طرف تشریف لیگئے سات کنکریان اوسپر مارین اور ہر کنکری پر تکبیر کہی۔ یہ وہی جگہ ہے جہان حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو شیطان نے بہکایا تھا اور حضرت اسمعیل نے اوسے کنکریان ماری تہین۔ اوسکے بعد سے یہ امر مسنون ہو گیا اور منا سے اوپر حضرت اسمعیل کا مذبح ہے۔ جمرۂ اولی کی رمی کے بعد چند قدم آگے بڑہکے آپ زمین سہل مین پہونچے۔ سہل بروزن جبل زمین نرم کو کہتے ہین۔ وہان قبلہ رو کھڑے ہوکر آپنے اتنی دیر تک دعا کی کہ جتنی دیر مین سورۂ بقر پڑہی جا سکتی ہے۔ بعد فراغ دعا کے جمرۂ وسطےٰ کی طرف گئے۔ یہ جمرہ پہلے جمرہ سے نیچے مکہ کی طرف ہے اوسپر بھی آپنے سات کنکریان مارین۔ پھر وہان سے بائین طرف چند قدم چلکے منا کے نالہ مین پہونچے اور بہت

دیر تک دعا کی - پہر جمرۃ العقبہ کے پاس گئے - کعبہ کو بائین اور منا کو داہنے ہاتہہ کی طرف رکہکے اوسکے مقابل کہڑے ہوے اور سات کنکریان اوسپر مارکے اوسی وقت لوٹ آے اور دعا نہ کی آنحضرت نے وہان سے چلنے مین جلدی نہ فرمائی بلکہ دسوین گیارہوین اور بارہوین تاریخ یعنی پورے تین روز تک وہین قیام کیا اور تیرہوین کو بہی دن چڑہے تک وہان ٹہیرے چونکہ اوس سال مین عرفہ جمعہ کو ہوا تہا اس لئے آپنے سنیچر اتوار اور پیر کو منا مین اقامت کی - اور چوتہے دن منگل کو بعد نماز ظہر رمی فرمائی بخلاف اور گذشتہ دنون کے جنمین قبل ظہر کیا کرتے تہے -

رمی کے بعد آنحضرت وہان سے روانہ ہوگئے اور محصب مین آکے اوترے - یہ مقام مکہ سے باہر ہے - اوسکو ابطح بھی کہتے ہین اور خیف بنی کنانہ بہی اوسی کا نام ہے - ابورافع نے جو آنحضرت کے غلام اور داروغہ وگماشتہ اثاث البیت تہے خیمہ حضرت کا وہین کہڑا کیا تہا - یہ بات اتفاقی تہی یعنی ابورافع نے اپنی راے سے ایسا کیا تہا آنحضرت نے محصب مین ٹہیرنے کا حکم نہین دیا تہا مگر خلفاے راشدین نے اس پر ضرور عمل کیا ہے - جناب عمر فاروق تو ظہر - عصر - مغرب اور عشا کی نماز محصب مین پڑہکے اور رات کو وہان سے مکہ مین آکر طواف کیا کرتے تہے - اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ آنحضرت نے خود فرمایا تہا کہ کل انشاءاللہ تعالےٰ ہم خیف بنی کنانہ مین اوترینگے جہان کفار قریش اور بنی کنانہ نے عہد محکم کیا تہا کہ ہم بنی عبدالمطلب سے میل میلاپ نہ رکہینگے یہان تک کہ بنی عبدالمطلب آنحضرت کو ہمارے سپرد کردین - پس جس جگہہ کفار نے اظہار شعائر کفر کیا تہا وہین آپنے چاہا کہ شعائر اسلام ظاہر کئے جائین - غرضکہ رسول اللہ صلعم محصب مین آکر ٹہیرے اور نماز ظہر - عصر - مغرب و عشا وہین پڑہی پہر تہوڑی دیر سو رہے بعد ازان سوار ہوکے مکہ تشریف لاے اور طواف وداع کیا - یہ طواف اون لوگون کو واجب ہے جو مکہ مین نہین رہتے - اگر حائضہ نے طواف زیارت کرلیا ہے

تو طواف وداع اوسپر سے ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جناب عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ طواف وداع ہی کے دن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوا۔ جب آنحضرت کو اسکی خبر کی گئی تو فرمایا کہ اونکے پاک ہونے تک ہمین یہین ٹھیرنا پڑیگا تاکہ وہ بھی طواف وداع کرلین۔ تھوڑی دیر کے بعد آپنے دریافت کیا کہ صفیہ نے طواف افاضہ یعنی زیارت بھی کرلیا ہے یا نہین۔ لوگون نے عرض کی۔ ہان کرلیا ہے۔ ارشاد ہوا تو طواف وداع کی کچھ ضرورت نہین۔ کوچ کا حکم دیدو لہذا سب لوگون نے کوچ کردیا۔ آنحضرت خود طواف وداع کے لئے تشریف لے گئے۔ طواف کے بعد آپ جانب اسفل مکہ سے مدینہ روانہ ہوے۔ دروازۂ شبیکہ کے پاس سے جبل کدا کیطرف کی راہ حضور نے اختیار کی تھی۔ اور اعلی مکہ کیطرف سے داخل ہوے تھے کیونکہ جانب علو سے داخل ہونا مکان کی تعظیم اور رفعت شان کے باعث سے تھا اور جانب اسفل سے باہر جانا بیت اللہ کے فراق کے رنج مین تھا اور سنت ابراہیم علیہ السلام بھی یہی تھی۔

احادیث اور آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع مین آنحضرت خانہ کعبہ کے اندر داخل نہین ہوے۔ مگر ہان فتح مکہ کے زمانہ مین اندر گئے تھے۔ روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر سے پوچھا کہ آنحضرت نے کعبہ کے اندر نماز کہان پڑہی تھی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جوابدیا کہ حضور صلعم نے اپنے اور دیوار کعبہ کے درمیان دو یا تین ہاتھہ کا فرق چھوڑا تھا۔ اگر کوئی کعبہ مین جاکر خاص اوسی جگہہ کھڑا ہو کے نماز پڑہنا چاہے تو اوسے دیوار سے تین ہاتھہ کے فاصلہ پر کھڑا ہونا چاہئے پس دروازہ کے اندر داخل ہو کے سیدہا دیوار کعبہ کی طرف چلا جاے اور جب دیوار تین ہاتھہ رہجاے تو کھڑا ہو رہے یہی وہ مقام مقدس ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے دونون اگلے

ستونون کے درمیان اس صورت سے نماز پڑہی تہی کہ ایک ستون آپکی بائین طرف تہا اور دو ستون داہنی طرف اور تین ستون آپکے پیچہے تہے۔ خانہ کعبہ اوس زمانہ مین چہہ ستونون پر تہا

حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کعبہ کے اندر جانا چاہا۔ حضرت نے فرمایا کہ حجر مین دو رکعتین پڑہلو یہ اوسی کے برابر ہوجایگا گویا کہ تم نے کعبہ کے اندر نماز پڑہی کیونکہ حجر اصل مین کعبہ کے اندر ہے تعمیر کے بعد باہر ہوگئی ہے۔

جناب صدیقہ فرماتی ہین کہ مین نے جدار یعنی حطیم کی نسبت آنحضرت سے پوچہا کہ وہ بیت اللہ مین شامل ہے یا اوس سے باہر۔ ارشاد ہوا کہ حطیم جزو کعبہ ہے۔ مین نے التماس کی کہ پہر قریش نے اوسے بیت اللہ مین کیون نہ داخل کرلیا۔ فرمانے لگے کہ عایشہ۔ تعمیر کعبہ کے زمانہ مین تمہاری قوم قریش کے پاس مال حلال کم تہا اس لئے یہ مقام اوس سے الگ رہگیا۔ پہر مین نے حضور سے کہا کہ دروازہ اسکا اتنا اونچا کیون بنایا ہے۔ فرمایا کہ یہ بہی تمہاری ہی قوم کا کام ہے۔ اونہون نے چاہا کہ جسکو چاہین اندر جانے دین اور جسکو چاہین نہ جانے دین اسوجہ سے دروازہ بلند بنالیا۔ اے عایشہ اگر زمانۂ جاہلیت قریب نہوتا اور تمہاری قوم کو اوسکی یاد نہوتی تو مین کعبہ کے منہدم کرنے کا حکم اسی وقت دیدیتا اور جو جو قطعات اوس سے خارج کردئے گئے اونہین پہر اندر داخل کرلیتا اور اوسے زمین سے ملادیتا اور مغرب مشرق کی طرف دو دروازہ بنوا کے بناے ابراہیم علیہ السلام کے موافق کردیتا۔ اسی لئے حضرت زبیر کے صاحبزادہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو منہدم کراکے حطیم کو اندر کرلیا۔

بخاری و مسلم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آنحضرت نے کعبہ مین داخل ہوکے سب طرف دعا کی مگر وہان نماز نہ پڑہی۔ البتہ باہر آکے دروازہ کے سامنے نماز پڑہی اور فرمایا ”ہذہ القبلۃ“

آنحضرت ملتزم مین کھڑے ہوے - عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ مین نے حضور کو رکن اسود یعنی حجراسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان کھڑے ہوے دیکھا کہ منہ اور چھاتی دیوار کعبہ پر رکھی اور دونون ہاتھ اور دونون شانے بھی دیوار پر بچھا لئے تھے اور احتمال ہے کہ یہ امر فتح مکہ اور حجۃ الوداع دونون مین واقع ہوا - ایک جماعت علماے مستند کی اس بات پر متفق ہے کہ آج تک ملتزم مین کھڑے ہوکے جس نے دعا مانگی ہے وہ ضرور ہی مستجاب ہوئی ہے کبھی خالی ہی نہین گئی -

پھر آنحضرت نے صبح کی نماز حرم کعبہ کے پاس ادا کی اور اوسمین سورہٗ والطور پڑہی - اور مدینہ کو روانہ ہوے - وداع کیوقت زمزم پر جاکے خوب پانی پی لینا چاہئے کیونکہ آنحضرت نے اپنے ہاتھ سے ڈول کھینچکے بہت سا پانی پیا تھا اور ڈول کے باقی پانی کو کنوئین مین پھر ڈالدیا - وقت وداع رنج کرتے ہوے اولٹے پانوٗن پھرنا چاہئے - واپسی مین رات بھر ہمارے حضور ذوالحلیفہ مین رہے تھے - جب مدینہ نظر آنے لگا تو آپنے تین بار تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علے کل شی قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وحدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ پھر مدینہ کے اندر داخل ہوے -

مراجعت کے وقت نواحی جحفہ سے خم غدیر مین جناب علی مرتضی کی نسبت یون فرمایا تھا - اللھم من کنت مولاہ فعلے مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ودار الحق معہ حیث دار " یعنی خداوندا جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے خداوندا دوست رکھہ تو اوسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھہ تو اوسکو جو دشمن رکھے علی کو اور مدد کر اوسکی جو مدد کرے علی کی اور نہ مدد کر اوسکی جو نہ مدد کرے

علی کی اور جس طرف علی پہرے اوسی طرف حق کو پہیر دے۔

چونکہ اوپر کی حدیث سے خلافت کے باب مین شبہ پیدا ہوتا تہا اس لئے واقف اسرار نامتناہی اور محرم راز الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس واقعہ خم غدیر کے ایک اور خطبہ مین خلافت کو آشکارا اور بین طور سے یون بیان کر دیا۔ "انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر"۔ یعنی تحقیق مین نہین جانتا کہ میری زندگانی اب کتنی باقی رہی ہے اور مین کتنے دن اور تم مین رہونگا اس لئے وصیت کئے جاتا ہون کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرنا

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو ذوالکلاع کے پاس بہیجا

جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے اسی سال دہم ہجری مین جریر بن عبد اللہ بجلی کو ذوالکلاع بن ناکور بن حبیب بن مالک بن حسان بن تبع کے پاس بہیجا۔ ذی الکلاع طائف کا بادشاہ تہا اور دعویٰ خدائی کا کرتا تہا۔ بہت سے لوگ اوسپر ایمان لا کے اوسکے مطیع ہو گئے منقول ہے کہ جریر ابہی ذی الکلاع کے پاس سے واپس نہین ہوے تہے کہ آنحضرت نے وفات پائی۔ اور ذوالکلاع خلافت فاروقی تک اپنے کفر پر قایم رہا۔ حضرت فاروق اعظم کے دربار گہربار مین اٹہارہ ہزار غلام ساتہہ لیکر حاضر ہوا اور معہ سب غلامون کے مسلمان ہو گیا۔ اور چار ہزار غلام اونمین سے آزاد کر دئے۔ حضور فاروقی سے ارشاد ہوا کہ اے ذوالکلاع باقی چودہ ہزار غلام جو تم نے آزاد نہین کئے ہین اونہین میرے ہاتہہ فروخت کر ڈالو۔ تہائی قیمت ابہی ابہی ادا کر دونگا۔ اور تہائی کے لئے یمن کو اور تہائی کیواسطے شام کو لکہدونگا دونون مقامون سے تمہارے پاس آجائیگی۔ ذوالکلاع نے التماس کی کہ امیر المومنین آج کی مجہے مہلت دین کل غور کر کے اسکا جواب دیدونگا۔ اوس نے اپنی فرودگاہ پر پہونچکے باقی چودہ ہزار غلام بہی آزاد کر دئے اور دوسرے دن دربار خلیفہ رسول برحق مین آن موجود ہوا۔ جناب فاروق اعظم نے

دریافت فرمایا کہ کہو تمہاری راے اون غلامون کے بابت کیا ہوئی۔ ذوالکلاع نے باادب التماس کی کہ سرکار عالیجاہا جو بات میرے اور اونکے حق مین بہتر تھی او سپر اللہ تعالے نے مجھے اختیار دیدیا۔ ارشاد ہوا کہ ہم سمجھے نہین اسے وضاحت کے ساتھہ بیان کرو۔ ذوالکلاع بولا کہ حضور مین نے خوشنودی خدا حاصل کرنیکے لئے سبکو آزاد کردیا۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اوسکی بہت تعریف کی اور شاباشی دی۔ پھر ذوالکلاع بولا کہ یا امیر المومنین ایک بہت بڑا گناہ مجھہ سے سرزد ہوا ہے جسکی معافی کی حق سبحانہ تعالے سے مجھے امید نہین ہے۔ ارشاد ہوا کہ بھلا بیان تو کرو وہ کون سا گناہ ہے ہم بھی ذرا سنلین۔ اوس نے عرض کی کہ حضور ایک دن مین اون لوگون سے پوشیدہ ہو گیا جو مجھے پوجتے تھے پھر ایک مکان بلند سے اپنے آپکو اون پر ظاہر کیا وہ تین لاکھہ آدمی کے قریب تھے سبھون نے مجھے دیکھتے ہی سجدہ کیا۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ بولے اے ذوالکلاع سنو کہ خالص دل سے توبہ کرنا اور اپنے گناہ سے باز رہنا اور مصمم قصد کرلینا کہ اب اسکے پاس تک نہ پھٹکونگا اور اوس گناہ کی لذت کو اپنے دل سے اوکھاڑ پھینکنا خدا کی مغفرت سے امید رکھنے کا سبب ہے گو وہ کتنا ہی بڑا گناہ کیون نہو۔ علوان بن داؤد رضی اللہ عنہ اپنے ایک ہمقوم سے روایت کرتے ہین کہ زمانہ جاہلیت مین میری قوم نے مجھے ذوالکلاع کے پاس بھیجا اور اوسکے لئے بہت سے تحائف بھی میرے سپرد کئے۔ مین ایک سال کامل اوسکے محل کے نیچے پڑا رہا مگر ملاقات نصیب نہوئی۔ بعد ایک برس کے مین نے اوسے محل کے کوٹھے پر دیکھا سب اوسکی قوم کے آدمی اوسے دیکھتے ہی سجدہ مین گر پڑے۔ اسکے بعد مین نے اوسے دیکھا تو وہ مسلمان تھا۔ اور اپنی سلطنت کو چھوڑ بیٹھا تھا۔ اور ایک درم کا گوشت خرید کے اپنے گھوڑے سے باندھلیا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا۔

اف للدنیا اذا کانت کذا	انا منہا کل یوم فی اذی

ولقد کنت اذا قیل ومن	الغم الناس معاشا قیل ذا ٭
ثم بدلت بعیشی شقوۃ ٭	حبذا ھذا الشقاء حبذا ٭

یعنی اے دنیا جبکہ تو ایسی ہے تو تجہپر تف ہے مین تیرے طفیل سے ہر روز بلے چینی مین ہون - اور بیشک ایک زمانہ وہ تہا کہ جب کوئی پوچہتا کہ لوگون مین سب سے بڑا مالدار کون ہے تو میری طرف اشارہ کیا جاتا تہا - پہر مین نے اپنے عیش کو خواری سے بدل ڈالا کیا خوب ہی یہ خواری کیا خوب ہی صحاح جوہری مین ذوالکلاع کو ملوک یمن سے لکہا ہے - اور قاموس مین ہے کہ ذوالکلاع اکبر زید بن نعمان ہے - اور ذوالکلاع اصغر سمیفع بن ناکور بن عمرو بن ذی الکلاع اکبر ہے - اور یہ دونون گوشون یمن مین رہتے تہے یعنی اقصاے ملک یمن مین سلطنت کرتے تہے - اور تکلع کے معنی تحالف اور جمع ہونے کے ہین - اور ذوالکلاع اصغر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قبیلہ حمیر نے سواے دو قبیلون ہوازن اور حرار کے اوسکے ہاتہہ پر اجتماع کیا تہا - اور ہوازن و حرار نے ذوالکلاع اکبر پر اجتماع کیا - یہ یمن کا ساتوان بادشاہ ملوک تبع مین سے ہے اور جسکے زیر فرمان حمیر اور حضر موت ہوا اوسکا یہی لقب ہوا کرتا ہے - حمیر بروزن درہم ایک موضع ہے صنعاء یمن کے مغرب مین - اور صنعاء یمن کی دارالسلطنت کا نام ہے - اور حضر موت ایک شہر کا نام ہی اور دو قبیلون کو بہی حمیر اور حضر موت کہتے ہین -

روایت ہے کہ تبع حمیری نے لشکر ساتہہ لیکر اپنی عملداری کا دورہ کیا اور شہر حمیر و سمرقند کی بنیاد ڈالی - اور بعض مورخون کی راے ہے کہ اوس نے شہر سمرقند کو ویران کیا - اور یہ تبع مومن تہا اور قوم اوسکی کافر تہی - آنحضرت صلعم نے فرمایا - مجہے نہین معلوم کہ تبع پیمبر تہا یا نہین اور ملوک یمن کو تبع و تبابعہ کہتے ہین - تفسیر مدارک مین ہے کہ تبع یمن کا بادشاہ خود مسلمان ہوا اور اپنی قوم کو دعوت اسلام کی مگر وہ لوگ ایمان نہ لاے - روایت ہے کہ جب تبع بلاد شرقیہ کے فتح

گرنیکو نکلا تو اوسکا گذر مدینہ مین بھی ہوا - اپنے بیٹے کو مدینہ کا حاکم کر کے خود شام و عراق کی طرف متوجہ ہوا
مدینہ والون نے کسی فریب سے اوسکے بیٹے کو مار ڈالا - جب تبع کو یہ خبر پہونچی تو فوج لیکر مدینہ
پر چڑھ آیا - بڑی لڑائی ہوئی - گھوڑا تبع کا لڑائی مین مارا گیا - اوس نے قسم کھائی کہ جب تک مدینہ کی
اینٹ سے اینٹ نہ بجالونگا یہان سے قدم آگے نہ بڑھاؤنگا - یہ سنکر چند علماے یہود اوسکے
پاس آے اور کہا یہ شہر محفوظ ہے تم اسکو خراب نہ کر سکوگے خدا نے خود اسکو اپنے حفظ و امن
مین لیا ہے - اس شہر کی تعریف ہمنے اپنی کتاب مین دیکھی ہے اسکا نام طیبہ ہے اور دار الہجرۃ
ہے پیغمبر آخر الزمان کی جو اولاد اسمعیل علیہ السلام مین ہونگے - تم ہرگز اسکی خرابی کے درپے
نہو اور اس خیال فاسد سے درگذر و - یہ سنکر تبع اپنے ارادہ سے باز رہا - اور علماے
یہود کے ساتھ یمن چلا گیا اور آنحضرت کے اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ اون سے
جو سنے تو آنحضرت سے اوسکو محبت ہو گئی - اور مدینہ مین ایک مکان اوس نے آپکے لئے
بنوایا - چارسو علماے توریت اوسکے پاس تھے وہ سب اوسکی رفاقت چھوڑ کر آرزوے
حصول سعادت صحبت نبی آخر الزمان مین مدینہ آرہے - تبع نے اپنے خرچ سے ہر عالم
کے لئے ایک ایک مکان رہنے کو مدینہ مین بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی خدمت کیواسطے
اور بہت سا مال و اسباب ہر ایک کو دیا - اور ایک نامہ مین اپنے مسلمان ہونیکی کیفیت لکھدی -
اوس نامہ کے دو شعر یہ ہین -

شهدت علی احمد انه	رسول من الله باری النسم
فلو مد عمری الی عمرہ	لکنت وزیرا له وابن عم

یعنی مین گواہی دیتا ہون احمد پر بیشک وہ اللہ کا رسول ہے کیسا اللہ جو پیدا کرنیوالا ہے جانون کا -
اور اگر مین اوسکے زمانہ تک زندہ رہا تو البتہ مین اوسکا وزیر اور قوت بازو اور حامی و مددگار بنونگا -

اوس نامہ پر اپنی مہر کر کے ادن علما کے سردار کے سپرد کر دیا - اور کہدیا کہ اگر ظہور بنی آخر الزمان تمہارے زمانہ مین ہو تو یہ نامہ اونکی خدمت اقدس مین پیش کر دینا - نہین تو اپنی اولاد کو دیکر وصیت کر جانا کہ جسکے زمانہ مین وہ ظاہر ہون وہ اونکے حضور مین پہونچا دے - ایک مکان آنحضرت کے لئے تعمیر کرا دیا کہ تشریف لا کے اوسمین فروکش ہون - اور ایک عالم کو اوسکا متولی کر دیا - حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوسی عالم کی اولاد مین تھے اونہین کے مکان مین آکر آنحضرت نے نزول فرمایا اور تبع کا نامہ حضرت ابو ایوب نے آنحضرت صلعم کو دیا - اہل مدینہ مین سے جن لوگون نے حضور کی اعانت وخیر خواہی کی تھی وہ اونہین چار سو علماے یہود کی اولاد مین تھے جنکا اوپر مذکور ہوا - یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار نصرت شعار قوم یہود سے تھے - حضرت ابو ایوب انصاری نے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کیوقت مین عیسائیان روم سے لڑ کے قسطنطنیہ مین شہادت پائی اور مزار پر انوار بھی اونکا قسطنطنیہ ہی مین ہے -

روایت ہے کہ جب تبع نے مدینہ کی تخریب کا ارادہ کیا تو علماے یہود مین سے دو عالم اوسکے پاس گئے اور اوسے اس کام سے روکا - ایک کا نام کعب تھا اور دوسرے کا نام اسد تھا یہ دونون چچیرے بھائی علماے قریظہ سے تھے - اور تبع حمیری ہی نے پہلے پہل بیت اللہ کو لباس پہنایا تھا -

حضرت ابراہیم فرزند ارجمند آنحضرتؐ نے وفات پائی

اسی دسوین سال ہجری مین حضرت ابراہیم فرزند جناب رسول خدا صلعم نے وفات پائی اوسی دن بڑے زور شور سے سورج گہن پڑا کہ دن کی رات ہو گئی تھی اور ہاتھ سے ہاتھ نہین سوجھتا تھا - لوگون نے مشہور کر دیا کہ یہ گہن حضرت ابراہیم کے انتقال کے باعث ہوا ہے - جب یہ خبر آنحضرت کو ہوئی کہ لوگ ایسا کہتے ہین تو آپ نے منبر پر تشریف لیجا کے خدای جلشانہ کی

حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ یہ آفتاب و ماہتاب دونون قدرت خدا کی نشانیان ہین یہ کسی کی موت کے باعث منکسف نہین ہوتے نہ کسی کی حیات کا انپر اثر ہوتا ہے مگر ہان خداے تعالے اونکو منکسف کر کے اپنے بندون کو اپنی قدرت دکہاتا ہے اور اپنے غضب سے ڈراتا ہے پس تمکو چاہیے کہ جب چاند یا سورج گہن پڑے تو اوسکے غضب سے ڈر کے صدقہ دو اور نماز مین مشغول ہو جاؤ اور اوسکے غضب سے پناہ مانگو۔ حضرت ابراہیم کی وفات کا آنحضرت کو کمال قلق ہوا۔

روایت ہے کہ جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ نے عاشورہ کے دن یا دسوین ربیع الاول کو انتقال فرمایا۔ ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ اوسدن سورج گہن بھی پڑا تھا۔ لہذا یہ مقام ملحوظ خاطر رہے کیونکہ علم ہیئت کا اصول تو یہ ہے کہ چاند گہن پورے چاند پر پڑتا ہے پس وہ قمری مہینہ کی بارہوین یا تیرہوین تاریخ ہوگی۔ اور سورج گہن قمری مہینون کی اون تاریخون مین ہوتا ہے جنکی راتین بالکل تاریک ہوتی ہین اور اونمین چاند کا بالکل نام ونشان نہین ہوتا پس سورج گہن قمری ماہ کی چھبیس ۲۶ تاریخ کے بعد پڑیگا۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ کیا بات ہے۔ واللہ اعلم۔

جناب جبریل علیہ السلام کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا

اسی دسوین سال مین حضرت جبریل علیہ السلام مرد کی صورت بنکر مجلس نبوی مین حاضر ہوے۔ بال اونکے بہت سیاہ۔ کپڑے نہایت سپید۔ غایت درجہ حسین اور خوبصورت تھے۔ آنحضرت کے زانو سے زانو بھڑا کے بیٹھہ گئے اور اپنے دونون ہاتھہ اپنے زانو پر یا آنحضرت کے دونون زانوؤن پر رکھہ لئے۔ حاضرین مجلس مین سے کوئی اونکو نہین پہچانتا تھا اور چونکہ اونکے چہرہ پر نہ تو سفر کے آثار تھے نہ گرد وغبار معلوم ہوتا تھا اس لئے لوگ اونہین دیکھہ دیکھکے تعجب کرتے تھے کہ یہ اجنبی آدمی بلا تکلف کیسے خدمت شریف مین آبیٹھا۔

حضرت جبریل نے ایمان اور اسلام اور احسان کے معنی حضور سے پوچھے اور کہا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ قیامت کب قایم ہوگی۔ آنحضرت نے اونکے چارون سوالون کے معقول جوابدئے پہروہ آپکے پاس سے چلے گئے۔ اور تہوڑی دور تک تو نظر آے پہر غائب ہو گئے۔ آنحضرت کو بہی شک پیدا ہوا لوگون کو اونکے پیچہے دوڑایا۔ اونہون نے ہرچند جستجو کی مگر کہین پتہ نہ لگا اوسوقت آپ سمجہے کہ یہ جبریل تہے اور لوگون کو تعلیم کرنے آے تہے تو آپ نے لوگون کیطرف مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے حاضرین کوئی تعجب کرنیکی بات نہین یہ جبریل تہے اور تمہین دین کی تعلیم دینے آے تہے۔ ہان اتنی بات آج نئی ضرور ہوئی کہ جب یہ میرے پاس آتے تہے مین انہین پہچان لیتا تہا آج مین نے بہی انکو نہین پہچانا۔

یہ قصہ جبریل علیہ السلام کا تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مین بخاری و مسلم سے یون ہے۔

جبریل۔ اے محمد مجہے اسلام کی حقیقت بتادو۔

آنحضرت۔ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ سواے خدا کے اور کوئی بندگی کے لایق نہین اور محمد خدا کا رسول ہے نماز کو ٹہیک طور سے پڑہو۔ زکواۃ دو رمضان کے روزے رکہو۔ اور اگر خرچ و سواری کی طاقت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرو۔

جبریل۔ یہانتک آپنے بالکل سچ اور بہت ٹہیک فرمایا۔ اچہا اب مجہکو ایمان کی حقیقت بتادیجئے۔

آنحضرت۔ ایمان یہ ہے کہ تم دل سے اللہ کو۔ اوسکے فرشتون کو۔ اوسکی کتابونکو اوسکے پیغمبرون کو اور قیامت کو اور بہلی یا بری تقدیر کو مانو۔

جبریل۔ ٹہیک ہے۔ اب مہربانی فرما کے مجہے احسان اور اخلاص کی حقیقت سے

آگاہ فرما دیجئے۔

آنحضرت - احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اسطرح کرے جیسے کہ اللہ سامنے موجود ہے اور تم اوسے دیکھہ رہے ہو اور اگر یہ بات تمکو میسر نہو سکے تو یہی جان لو کہ خدا تمکو دیکھتا ہی اور اسی کو اخلاص کہتے ہین -

جبریل - بہت خوب - یہ بتائیے کہ قیامت کب ہوگی -

آنحضرت - یہان پر جواب دینے والے اور پوچھنے والے کی ایک حالت ہو جاتی ہے اور ہم تم دونون برابر ہین -

جبریل - خیر اوسکے کچھہ آگے پتے ہی بتا دیجئے -

آنحضرت - ایک بڑی نشانی تو قیامت کی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک اور مربی کو جنے یعنی کنیزک زادون کی کثرت اور کمینون کا عروج ہو اور محتاج بکریان چرانے والے ننگے پائون اور ننگے بدن عالی شان عمارتون مین بیٹھہ بیٹھہ کے ڈینگین مارین -

حضرت جبریل علیہ السلام پوچھہ پاچھہ کے تشریف لے گئے - اصحاب نے اونہین پہچانا نہ تہا سب متحیر و حیران بیٹھے تہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیطرف مخاطب ہو کے پوچھا - عمر - تم جانتے ہو کہ یہ کون تہا - حضرت عمر نے التماس کی کہ خدا و رسول ہی خوب جانتے ہین - ارشاد ہوا کہ یہ جبریل تہے تمہین دین سکھانے آئے تہے -

اس حدیث کو حدیث جبریل کہتے ہین کیونکہ سائل اسمین جبریل ہین اور اسکا نام ام الاحادیث اور ام الجوامع بھی ہے - یہ حدیث سب حدیثون کی جڑ ہے - اسمین آنحضرت سے چار باتین جبریل امین نے دریافت کین -

۱- حقیقت اسلام -

۲- حقیقت ایمان-

۳- احسان و اخلاص-

۴- قیامت-

حقیقت اسلام مین پانچون رکن اسلام کے بتاے گئے -۱- توحید و رسالت کی گواہی -۲- نماز -۳- زکوٰۃ -۴- رمضان کے روزے -۵- حج - اس سے معلوم ہوا کہ اعمال ظاہری کا نام اسلام ہے - اسلام کے معنی ہین تسلیم کرنا-

ایمان تصدیق قلبی اور اعتقاد دلی کا نام ہے - پس صدق دل سے خدا اور اوسکے رسولون اور اوسکی کتابون اور اوسکے فرشتون اور قیامت اور تقدیر کا اعتقاد رکھنا چاہیئے - عالم مین جو کچھہ ہوا یا ہوگا یا ہو رہا ہے خدا ہی کے حکم سے ہے کوئی پتّا بغیر اوسکے حکم کے نہین ہلتا - نہ کوئی بوند بے اوسکی مرضی کے ٹپک سکتی ہے - صرف آدمی کو اتنا اختیار دیا گیا ہے کہ جسکے باعث وہ تعریف یا مذمت اور ثواب یا عذاب کے لایق ہو جاتا ہے - اس سے زیادہ تقدیر کی بحث کرنے سے آنحضرت نے ہمین منع کیا ہے - نئی روشنی اور تازہ خیالات والون کے اوستاد اہل یورپ جب "اُمور مصلحتِ ملک خسروان دانند" کے معتقد ہین تو اونکے شاگرد ونکا ہم سے تقدیر کے مسئلہ مین بحث کرنا بیوقوفی ہے - اور رنگ نشین کن فیکون کی سلطنت و انتظامات کا سمجھنا کچھہ ہنسی کھیل نہین - العاقل تکفیہ الاشارہ -

یہان تک ایمان مفصل کی کیفیت ہمین بتائی گئی - اور ایمان مجمل کی حقیقت یہ ہے کہ یون اعتقاد کرلے کہ جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بتلایا ہے سب درست و بجا ہی اتنا ہی آدمی کی نجات کے لئے کافی ہے -

پھر حضور نے احسان یعنی اخلاص کے دو درجہ بتاے - اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ عبادت

مین آدمی کو ایسی حضوری حاصل ہوجاے کہ گویا خدا میرے سامنے ہے اور مین خدا کو دیکھہ رہا ہون اسے مشاہدہ کہتے ہین - اور ادنی درجہ یہ ہے کہ یہ تصور کرے کہ خدا مجھکو دیکھتا ہے - اسکو مراقبہ کہتے ہین - اس تصور مین بہی کمال تعظیم اور نہایت ادب اور حیا اور شوق اور حضوری حاصل ہوگی ممکن نہین کہ اس تصور مین بہی انسان ادب چھوڑے یا ادہر ادہر التفات کرے - اسلئے معلوم ہوا کہ تصوف اور درویشی احسان واخلاص کا نام ہے - واضح ہو کہ شریعت اور اسلام اور ایمان اور احسان کا مجموعی نام دین ہے -

دین کی بنیاد فقہ اور کلام اور تصوف پر ہے لہذا اس حدیث مین آنحضرت نے تینون مقام بیان کردئیے -

اسلام اشارہ ہے فقہ کی طرف جسمین اعتقاد کا بیان ہے -

احسان تصوف ہے جسمین حق الیقین اور مشاہدہ ومراقبہ کا ذکر ہے - اور جو فقہ وکلام وتصوف کا جامع ہو وہی دین مین کامل ہے ورنہ ناقص اور کچا - درویش بے فقہ شیطان ہے - اور فقیہ بے درویشی زاہد خشک اور قالب بے جان ہے -

گیارہوین سال ہجری کے واقعات

ناظرین! شمع شبستان رسالت گل ہونے والی ہے اور روز تاریک ہمارے آنیکو ہین اس لئے سرخی کو اپنے بخت کی سیاہی سے ہمنے رنگدیا ہے امید کہ آپ بہی ہمارے ساتھہ ہمدردی کرینگے -

ارباب سیر رحمہم اللہ تعالے فرماتے ہین کہ جب حجۃ الوداع کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ مین تشریف لاے تو بیمار پڑ گئے۔لیکن یہ بیماری وہ نہین ہے کہ جسمین آپنے انتقال فرمایا بلکہ اسکے بعد حضور اچھے ہو گئے تھے۔مگر اس بیماری کی خبر ہی جب اکناف عالم مین پہیلی تو نواح مدینہ مین بعض حبشیون نے نبوت کا دعوی کیا۔مثلاً

۱۔مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحرب جو بنی حنیفہ مین تہا۔

۲۔طلیحہ بن خویلد اسدی۔

۳۔اسود بن کعب عنسی۔

۴۔اور ایک تمیمیہ عورت تھی جسکا نام سجاح بنت الحرب بن سوید تہا مگر انمین زیادہ مشہور مسیلمہ ہے جسکو اہل اسلام کذاب کہتے ہین۔

ذکر مسیلمہ کذاب کا

مسیلمہ نے اپنا لقب "رحمن الیمامہ" رکھا تہا اور کہتا تہا کہ جو شخص میرے پاس وحی لاتا ہے اوسکا نام رحمن ہے۔اور سب سے اپنے کو رحمن کہلاتا تہا اور یہ نہین سمجھتا تہا کہ یہ اسم شریف خاص ہے واسطے خالق زمین و آسمان کے۔

مسیلمہ دسوین سال ہجری مین بنی حنیفہ کے وفد کے ساتھہ مدینہ طیبہ مین آیا تہا۔جب اوسکی ہمراہی آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے تو وہ اپنی فرودگاہ مین رہگیا حضوری مین نہ آیا۔اور کہلا بہیجا کہ اگر محمد اپنے بعد مجھے حکومت سپرد کر جائین تو مین اونکی متابعت کرون۔حضرت صلعم اپنے صحابہ کے ساتھہ جن مین ثابت بن قیس بن شماس بہی شامل تھے وفد بنی حنیفہ کی منزل گاہ پر تشریف لاے اوسوقت آپکے دست مبارک مین درخت کہجور کی ایک شاخ تھی حضور مسیلمہ کے پاس جا کر کہڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اگر تو مجھہ سے کہجور کی یہ شاخ بہی مانگیگا تو بہی ندونگا۔اور جو کچھہ اللہ جلشانہ نے تیرے لیئے چاہا ہے وہ مجھکو معلوم ہے تو اوس سے

ہرگز تجاوز نہین کرسکتا - اگر تو میرے بعد بھی باقی رہا تو بھی خدا ضرور تجھے ہلاک کریگا - البتہ مین تجھے وہ شخص سمجھتا ہون جسکی شان مین اللہ تعالےٰ نے مجھے دکھایا ہے جو کچھہ کہ دکھایا ہے -

روایت ہے کہ اس سے پہلے آنحضرت نے خواب مین دیکھا تھا کہ میرے ہاتھون مین سونے کے دو کنگن ہین آپکو اوسوقت رنج ہوا - کسی نے اوسی وقت التماس کی کہ حضور غمگین کیون ہوتے ہین ان پر پھونک مار دیجیے یہ کنگن فوراً اوڑ جائینگے پس آپنے منہ سے جو اونہین پھونکا تو وہ اوسیوقت غائب ہو گئے - اس خواب کی تعبیر آپنے یون بیان فرمائی کہ دو کذاب ظاہر ہونگے ایک صاحب صنعا یعنی اسود - اور دوسرا صاحب یمامہ یعنی مسلمہ -

ایک روایت مین ہے کہ مسیلمہ وفد بنی حنیفہ کے ساتھہ اگر تو آنحضرت کے ہاتھہ پر مسلمان ہوگیا مگر بعد اسلام لانے کے اوس نے درخواست کی کہ آپ اپنے بعد مجھے اپنا جانشین کرین جب یہ بات اوسکی حضور نبوی مین مقبول نہ ہوئی تو وہ اپنے ملک مین جا کر مرتد ہوگیا اور دعوی نبوت کرکے شراب پینا اور زنا کرنا حلال کردیا اور کہدیا کہ نماز ہرگز نہ پڑھو - بہت سے مفسدین بیدین اوسکے مطیع و فرمانبردار ہو گئے -

اپنے ملک سے اوس نے آنحضرت صلعم کو یہ نامہ لکھا من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد فان الارض نصف لی و لقریش نصف ولکن قریش یعتدون یعنی مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول اللہ کو لکھا جاتا ہے کہ اما بعد آدھی زمین ہماری ملک ہے اور آدھی قریش کی ملک مگر قریش زیادتی کرتے ہین - یہ نامہ دو آدمی لیکر حضور صلعم کی خدمت اقدس مین حاضر ہوے - جب اوسکا مضمون منکشف ہوا تو آپنے دونون ایلچیون سے پوچھا کہ تم میری رسالت کا اعتقاد رکھتے ہو یا نہین - اونہون نے جوابدیا کہ ہان رکھتے ہین - پھر سوال کیا گیا کہ مسیلمہ کے حق مین تمہاری کیا راے ہے - وہ دونون بولے کہ مسیلمہ نبوت

مین آپکا شریک ہے - یہ سنکر آنحضرت مسکرائے اور فرمایا کہ اگر ایلچیون کا مار ڈالنا ہمارے مذہب مین جائز ہوتا تو مین تمہاری گردنین تن سے جدا کرا دیتا - پہر یہ جواب اوسکے نامہ کا لکھوا دیا گیا - من محمد رسول الله الى مسيلمة الكذاب - اما بعد فان الارض لله يورثها من يشاء و العاقبة للمتقين" یعنی یہ جواب محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو لکھا جاتا ہے - اما بعد - پس بیشک زمین اللہ کی ہے وہ جسکو چاہتا ہے اوسکا وارث کر دیتا ہے اور انجام نیک پرہیزگارون کے لئے ہے - اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ حضور نے اپنے جواب باصواب مین مسیلمہ کو یہ بہی تحریر فرمایا تہا "اہل یمامہ کو تو نے ناحق ہلاک کیا خدا تجھے معہ تیرے پیرووٴن کے ہلاک کرے"۔

جب حضور کا نامہ ہدایت شمامہ مسیلمہ کے پاس پہونچا تو وہ اور بہی زیادہ اپنے کفر پر اڑ گیا - یہانتک کہ آنحضرت کی وفات کے بعد اوسکا عروج حد سے زیادہ ہوا - ایک لاکھہ آدمی مکر و فریب مین آکر اوسکے مطیع ہو گئے چونکہ علم نیرنگ و سحر اور بہان متیون کے شعبدے بہی جانتا تہا اس لئے یار کو خرق عادات اور معجزات دکہانیکا بہی شوق چرایا مگر "شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے" کہان تائید ایزدی اور کہان جہونٹ کی ناوٴ اولٹی تاثیر ہوتی تھی جس معجزہ محمدی کے مقابلہ کا قصد کیا پانسا اولٹا پڑا -

منقول ہے کہ ایک عورت نے اوس سے آکے کہا کہ محمد نے اپنی قوم کیواسطے دعا کی تہی سو اون کے کنووٴن کا پانی میٹہا ہو گیا اور اونکی کہجورون اور باغون اور زراعتون مین برکت ہوئی آپ بہی ہمارے لئے دعا کرین - مسیلمہ نے پوچہا کہ محمد نے کیسے دعا کی تہی - عورت بولی "محمد نے ایک ڈول پانی کا منگوایا اور اوسپر کچہہ پڑہکے پہونکا یا اوس پانی سے کلی کر کے اوس ڈول مین ڈالدی پہر وہ پانی جس کنوئین مین ڈالا گیا اوسمین پانی لبالب

اور میٹھا ہو گیا۔ جس درخت کی جڑ مین پڑا وہ نہایت ہرا بھرا اور کثرت سے پہل دینے والا ہو گیا۔ جس باغ یا کھیتی مین اوسے چھڑکا اوسکی پیداوار دہ چند ہو گئی۔ مسیلمہ نے بہی ایسا ہی کیا مگر اوندہی قسمت کے نتائج بہی اولٹے پیدا ہوے۔ یعنی جس کنوئین مین اوسکا پانی پڑتا تہا وہ معاً کہاری یا خشک ہو جاتا تہا۔ درخت کی جڑ مین جذب ہوتا تو درخت کو سوکہا لگ جاتا۔ باغ اور کھیتی اوجڑ کے ایسے ہو جاتے کہ پہر اوسمین گہاس بہی نہ جمتی۔ ایک آدمی اپنا لڑکا اوسکے پاس لایا اور کہا کہ اس بچہ کے لئے دعا فرمائیے۔ مسیلمہ نے اپنا ہاتہہ لڑکے کے سر پر پہیرا۔ لڑکا گنجا ہو گیا۔ ایک دفعہ مسیلمہ نے اپنی اونگلی ڈالکے ایک لڑکے کا گلا کیا تو وہ توتلا ہو گیا۔ ایک شخص کے دو لڑکے تہے۔ اوس نے آکے مسیلمہ سے کہا کہ انکے لئے درازی عمر کی دعا کر۔ مسیلمہ نے دعا کی اوسنے گہر آکے جو دیکہا تو اوسکا ایک بیٹا کنوئین مین ڈوب مرا تہا اور دوسرے کو بہیڑیا لیجا چکا تہا۔ ایک آدمی کی آنکہون پر آشوب تہا اور وہ نہایت درد کرتی تہین اوس نے آکے مسیلمہ سے شکایت کی یار نے اپنا ہاتہہ اوسکی آنکہون پر جو پہیر دیا تو دونون چٹم ہو گیئن۔ غرضکہ ہمارے مہربان حکیم تو ہو گئے تہے مگر ایسے کہ نہ مرض رہے نہ مریض۔ یہ دینا بہی عجیب تماشا ہے جسمین آدمی کی سی شکلین تو خدا نے بہت پیدا کی ہین مگر آدمی کم بنائے ہین۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ لوگ خواہ مخواہ خدا کی مار اوس پر دیکہتے تہے اور اوسکا مدمقابل بہی اوسی زمانہ مین پاس ہی موجود تہا مگر جوق جوق آکے مسیلمہ کے چیلے بنے جاتے تہے اور ان تناقضات ومنکرات کو ذرا بہی خیال مین نہ لاتے تہے۔

مسیلمہ اپنی شیخت جتانے کیواسطے لوگون کے سامنے بہت کم کہاتا تہا اور کہتا تہا کہ خدا اپنی عنایت سے ایک شیر دار ہرنی ہر روز میرے پاس بہیجدیتا ہے وہ بلاناغہ آکے مجہے اپنا دودہ پلا جاتی ہے۔ کہتے ہین کہ بوتل مین انڈا اسارے کا سارا اوتارنے کی ترکیب بہی

اوسی کی ایجاد ہے - وہ پرکٹی چڑیون کے پر بہی لگا دیتا تہا اگر پرند سفید ہوتا تو اوسکے پر اوکہاڑ کے سیاہ پر لگا دیا کرتا تہا اور سیاہ پروالون کو سفید بنا دیتا تہا اسطرح سے جانور کا مالک جانور کو نہین پہچان سکتا تہا - جیسا کہ اب بہت سے کبوتر باز کر لیتے ہین - اور ایسی ہی باتون سے طالب دنیا اور غرض کے بندے بہت سے اوسکے دام مین آجاتے تہے -

آنحضرت کے انتقال کے بعد جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین بیس ہزار آدمیون کا لشکر جرار حضرت سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کر کے مسیلمہ کی گوشمالی کو بہیجا اودہر سے گئے تہے بیس ہزار تو اوسکے چالیس ہزار حمایتی لڑنے کو آن موجود ہوے - طرفین جی کہول کے مقابل ہوے اور ہزار آدمی مسیلمہ کے اور اتنے ہی لشکر اسلام کے مارے گئے خدا کی قدرت دیکہئے کہ پہلے شکست مسلمانون کو ہوئی اور کفار نے یہان تک غلبہ کیا کہ لڑتے لڑتے حضرت خالد بن ولید کے خیمہ مین گہس آے مگر الحق یعلوا ولا یعلے ثابت بن قیس بن شماس - زید بن خطاب برادر حضرت فاروق اعظم - اور براء بن مالک برادر انس رضی اللہ عنہ کی بہادری اور جوانمردی کام آگئی اور کفار ناہنجار پیچہا چہوڑ کے بہاگتے بنے مسیلمہ بہی ایک جماعت کے ہمراہ بہاگ کے ایک باغ مین جا چہپا - لشکر اسلام کے ایک گروہ پرشکوہ نے پیچہا کر کے باغ ہی مین ملک الموت کی طرح اوسے جالیا - اونمین وحشی قاتل جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بہی تہا اوس نے وہی برچہی جس سے حضرت حمزہ کو شہید کیا تہا مسیلمہ کے ماری اور اوسیکی ساتہ ایک انصاری نے بہی دو ہتہی تلوار رسید کی اور دونون نے مسیلمہ کا خاتمہ کر دیا - اوسی وقت وحشی کے منہ سے یہ بات نکلی - انا قاتل خیر الناس فے الکفر وقاتل شر الناس فی الاسلام یعنی جب مین کفر کی حالت مین تہا تو بہترین انسان حمزہ کو شہید کیا اور جب مسلمان ہو گیا تو بدترین انسان مسیلمہ کو قتل کیا - کہتے ہین کہ اسپر بہی مسیلمہ کے رونے والے موجود تہے

چنانچہ ایک عورت نے اوسکی بین مین یہ کہا وا امیر المؤمنیناہ قتلہ العبد الاسود، یعنی ہائے اے امیر المومنین افسوس تو بڑا ہمکو اسکا ہے کہ تمہین ایک حبشی غلام نے قتل کیا - اور بنی حنیفہ کے ایک شاعر نے اوسکے مرثیہ مین یہ اشعار لکھے ہین -

لهفي عليك ابا ثمامة	لهفي على ركني يمامة
كم آية لك فيهم	كالشمس تطلع من غمامة

یعنی اے باپ ثمامہ کے مین تیرے لئے نہایت ہی غمگین ہون مین یمامہ کے دوستون یعنی مسیلمہ اور اوسکی بیوی سجاح کا بہت ہی غم کہاتا ہون - اونمین تیری کتنی ہی نشانیان ہین مانند سورج کے جو نکلتا ہے ابر سے - سہیلی نے لکہا ہے کہ یہ ایک خوشامدی شاعر ہے جو مسیلمہ کا دست نگر تہا ورنہ سب اوسکے کامون اور نشانیون کا نتیجہ برعکس ہوتا تہا -

فتح کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بنی حنیفہ کے چند لوگون کو گرفتار کر کے جناب صدیق اکبر کی خدمت بابرکت مین بہیجا - جناب صدیق نے اون لوگون سے پوچہا کہ مسیلمہ نے کبھی کوئی عبارت بطور وحی کے بہی تمہین سنائی - اونہون نے جوابدیا - ہان ایک عبارت تو یہ ہے یَاضِفْدِعُ نِقِّي نِقِّي اِلٰی کَمْ تَنَقِّیْنَ لَا الشَّرَاب تَشْرَبِیْنَ وَلَا الْمَاءَ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الطِّیْنَ تُفَارِقِیْنَ وَلَا الْعُذُوْبَۃَ تَمْنَعِیْنَ لَنَا نِصْفُ الْاَرْضِ وَلِقُرَیْشٍ نِصْفٌ وَلٰکِنْ قُرَیْشًا قَوْمٌ یَعْتَدُوْنَ ۞۞۞

یعنی اے مینڈک تو آواز کر آواز کر ارے تو کبتک آواز کریگا تو نہ پانی پیتا ہے نہ پانی کو گدلا کرتا ہے اور نہ گارے کو چہوڑتا ہے اور نہ آب شیرین سے منع کرتا ہے ارے بہیا آدہی زمین تو ہماری ہے اور آدہی قریش کی ہے ولیکن قریش وہ قوم ہے جو حد سے تجاوز کر جاتی ہے ایک دفعہ کسی نے قرآن شریف کی سورہ والذاریات کی شروع کی آیتین اوسکے سامنے

پڑھین - ہمارے یارنے اونکے مقابلہ مین جو وحی اُتاری وہ یہ ہے وَالبَاذِرَاتِ زَرعًا فَالحَاصِدَاتِ حَصدًا فَالذَّارِیَاتِ قَمحًا فَالطَّاحِنَاتِ طِحنًا فَالخَابِزَاتِ خُبزًا فَالثَّارِدَاتِ ثَردًا فَاللَّاقِمَاتِ لُقمًا اِهَالَۃً وَسَمنًا لَقَد فُضِّلتُم عَلٰی اَهلِ الوَبرِ وَمَا سَبَقَکُم اَهلُ المَدَرِ ٥

یعنی قسم ہے کھیت بونے والیون کی پھر قسم ہے خشک کھیتی کاٹنے والیون کی پھر قسم ہے گیہون اُڑانے والیون کی پھر قسم ہے آٹا پیسنے والیون کی پھر قسم ہے روٹی پکانے والیون کی پھر ثرید بنانے والیون کی قسم ہے پھر چکنا اور موٹا ہونے کیواسطے لقمہ کھانے والیون کی قسم ہے البتہ تحقیق تم کو بادیہ نشینون پر فضیلت دی گئی ہے اور شہر والے تم سے سبقت نہین لے گئے ۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ عبارتین سنکر کمال تعجب کیا اور فرمایا کہ افسوس تم لوگ اوسکی ایسی واہیات باتون سے فریب کھا گئے ۔ ایک مورخ لکھتے ہین کہ لڑائی مین دس ہزار آدمی مسیلمہ کے اور ایک ہزار آدمی مسلمانون کے کام آئے تھے اور یہ پہلی ہزیمت تھی جو مسلمانون کو مسیلمہ کے مقابلہ مین ہوئی ۔

روایت ہے کہ جب یمامہ مین مسیلمہ نے نبوت کا دعوی کیا تو طلق نے اوسکی رسالت کی شہادت دی اور ابن النواحہ اور ابن اثال اوسکا یہ نامہ لیکر آنحضرت کے پاس آئے ۔

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک فانی قد اشرکت فی الامر معک وان لنا نصف الارض ولقریش نصف الارض ولکن قریش قوم یعتدون

یہ نامہ ہے مسیلمہ رسول خدا کی جانب سے محمد رسول اللہ کیطرف ۔ بعد سلام کے معلوم ہو کہ ہم اور تم دونون ایک کام مین شریک ہین اور نصف زمین ہمارے حصہ مین ہے اور نصف قریش کے حصہ مین ولیکن قوم قریش حد سے متجاوز ہونیوالے ہین ۔

حضور نے جواب مین یون لکھوا دیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب سلام علی من اتبع الھدیٰ
اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین"

یہ جواب ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو۔ سلام اوسپر جو ہدایت کی پیروی کرے اما بعد واضح ہو کہ زمین اللہ کی ہے جسکو چاہے اپنے بندون مین سے اوسکا وارث کرے اور عاقبت پرہیزگارونکے لئے ہے۔

سجاح کا بیان

سجاح بروزن صلاح کا دوسرا حرف جیم اور اخیر حاے حطی ہے۔ اس عورت نے بنی تغلب مین نبوت کا دعویٰ کیا۔ ایک صاحب لکھتے ہین کہ اس نے آنحضرت کے انتقال کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا تہا۔ مسیلمہ کی طرح اس نے بھی بڑی خاک اوڑائی اور کچھ لوگ اوسکے بھی معتقد ہو گئے۔ مسیلمہ کی انتہا تھی اور اوسکی ابتدا۔ مسیلمہ کو جب خبر ہوئی تو مخالفت کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ ڈرا کہ کہین ایسا نہو کہ مجھہ مین اور اوسمین لڑائی ہو جاے۔ اگر وہ غالب ہو گئی تو میری قلعی کہلجائیگی کیونکہ اوسکی مددپر بہی بہت آدمی ہین اس لئے مصلحتاً تحفہ تحائف اوسکے پاس بھیجکے نکاح کی درخواست کی۔ چونکہ ایک ڈر دو طرف ہوا کرتا ہے سجاح بہی سوچی کہ مزہ آشتی ہی مین ہے اگر کاغذ کی ناؤ ڈوب گئی تو اچھا نہوگا اس لئے جھٹ مسیلمہ کی درخواست منظور کرکے اوسکے پاس چلی آئی۔ مسیلمہ نے اوسکی ملاقات کیواسطے ایک مکلف خیمہ نصب کرا کے بخور اور خوشبو سے معطر کر کے تخلیہ مین اوس سے ملاقات کی ٹہیرائی۔ سجاح نے خیمہ مین داخل ہوتے ہی پوچھا کہ آپ پر جو وحی نازل ہوئی ہے اوسمین سے کچھہ سنائیے۔ مسیلمہ نے رُت کا راگ گایا۔

اَلَمْ تَرَ اِلیٰ رَبِّكَ كَيْفَ فَعَلَ بِالْحُبْلیٰ اَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعیٰ مِنْ

بَیْنِ صَفَاقٍ وَّ غَشَاءٍ،، ترجمہ کیا تونے اپنے پروردگار کو نہین دیکھا کہ حاملہ عورتون سے کیسی کرتا ہے یعنی اونکے پردون اور جہلّیون سے دوڑتی ہوئی روح نکالتا ہے۔ سجاح بولی کچہہ اور عنایت ہو۔ سیلمہ تہارنگیلا بول اوٹھا۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ النِّسَآءَ اَفْرَاجًا وَّجَعَلَ الرِّجَالَ لَھُنَّ اَزْوَاجًا فَنُوْلِجُ فِیْھِنَّ اِیْلَاجًا ثُمَّ نُخْرِجُ مَا شِئْنَا اِخْرَاجًا فَیُنْتِجْنَ لَنَا اِنْتَاجًہ

یعنی اللہ نے عورتون کو اندام نہانی والا پیدا کیا اور مردون کو اون کا جوڑا بنایا پس وہ اونکے ساتہہ اچھی صحبت کرتے ہین پہر ہم جو چاہتے ہین اونمین سے نکالتے ہین اور وہ ہمارے لئے بچے جنتی ہین۔

عورت تہی نوجوان اور خیمہ بھی خوشبوؤن اور تکلفات سے مہک رہا تہا اوسپر سُننے ایسے محرک مضامین جوش مین آگئی اور کہنے لگی کہ مین تمہاری نبوت کی قائل ہون۔ سیلمہ بول اوٹھا کہ مین نبی اور تم نبیہ۔ اللہ نے جوڑا ملا دیا آؤ ہمبستری کی ٹہیر جاے۔ غرضکہ دونون مین خوب ہی نبٹی اور تین دن کامل خیمہ سے باہر نہ نکلے۔ یون نکاح ہوا۔ مہر یہ قرار پایا کہ فجر اور عشا کی نماز دونون میان بیوی کی قومون پر سے ساقط کردی جاے۔ غرضکہ سجاح کے مہر کی بدولت وہ دو نمازین بھی غائب ہوگئین جو سیلمہ نے شرماشرمی اپنی قوم مین جاری رکھی تہین۔ سیلمہ کے قتل کے بعد سجاح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہی۔ مسلمان ہوکر مری اور اسلام اوسکا مقبول ہوا۔ سجاح بنت حارث بن سوید بنی یربوع مین تہی

ایک روایت یون ہے کہ سجاح نے پرتکلف خیمہ عطریات وبخورات اور ظروف ماکولات ومشروبات اور راگون اور باجون سے سیلمہ کے لئے آراستہ کرایا اور دونون اوسمین تین روز تک رہے جب سجاح اپنی قوم مین پہونچی تو لوگون نے سب حال دریافت کیا۔ سجاح نے

جواب دیا کہ مجہہ پر سیلمہ کی نبوت کا سارا حال ظاہر ہوگیا اور مین نے اوس سے نکاح بہی کر لیا ہی اونہون نے دریافت کیا کہ مہر کیا مقرر ہوا۔ سجاح بولی کہ مہر باندہنے کی یاد نہ رہی نہ اتنی فرصت ملی۔ لوگون نے غل مچایا کہ واہ کہین بغیر مہر کے بہی آج تک کوئی نکاح ہوا ہے جاؤ مہر مقرر کرو۔ سجاح دوسری بار پہر سیلمہ کے پاس آئی اور تقرر مہر کی درخواست کی۔ اوس نے کہا کہ آدہا محصول یمامہ کا تجہے دیا جائیگا۔ علاوہ برین تیری امت کے اوپر سے مین نے صبح اور عشا کی نماز ساقط کی۔ اور ایک جماعت کو حکم دیا کہ یمامہ کا محصول جمع کرو محصول جمع ہی ہو رہا تہا کہ حضرت سیف اللہ خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ اسلام کا لشکر ظفر پیکر لیکر وہان جا دہمکے اور غریب سجاح کا مہر بلا وصول رہا۔ سیلمہ کے مقتول ہونے کے بعد وہ ایک جزیرہ مین جا چہپی جو اوسی کے تحت مین تہا۔ اور وہین مرگئی کسیکو اوسکا پتا بہی نہ لگا۔

ایک مورخ کا قول ہے کہ ان جہوٹے نبیون کے ساتہہ لوگون کا اعتقاد کچہہ سچے دل سے نہ تہا بلکہ آنحضرت سے لوگون کو جو دشمنی اور حسد تہا اوسکے باعث لوگ اپنی ڈہائی اینٹ کی مسجد الگ بنانے کو ایک ذرا سی تحریک مین موجود ہو جاتے تہے اور کچہہ لوگ ایسے جاہل بہی تہے جو اون کی چالاکیون اور شعبدہ بازیون کو دیکہکر سچے دل سے معتقد ہو گئے تہے

اسود عنسی کا بیان

عنسی مین عین مہملہ پر زبر۔ نون ساکن۔ سین مہملہ مکسور ہے۔ بنی عنس بن مذحج کیطرف اسود کو منسوب کیا ہے۔ مذحج بروزن مسجد مین دوسرا حرف ذال معجمہ تیسرا حاے حطی اور چوتہا جیم ہے۔ اسود کو ذوالخمار بہی کہتے تہے کیونکہ وہ ایک اوڑہنی اوڑہے رہتا تہا۔ اور خمار خاے معجمہ کے زبر سے لغت مین اوڑہنے کے معنون مین ہے۔ بعض اہل سیر نے حاے حطی سے ذوالحمار بہی لکہا ہے اسواسطے کہ وہ کہا کرتا تہا کہ میرے پاس ایک

فرشتہ گدہے پر سوار وحی لاتا ہے۔

کہتے ہین کہ وہ کاہن اور بڑا شعبدہ باز تہا اوسکے عجیب وغریب کام دیکہکر لوگ اوسپر فریفتہ ہوجاتے تہے۔ کاہنون کی طرح دو خبیث بھی اسود کے تابعدار تہے۔ ایک کا نام سحیق اور دوسرے کا شفیق تہا۔ یہی دو شیطان ادہر ادہر کی خبرین اوسے لادیا کرتے تہے۔

پورا قصہ اسود کا یہ ہے کہ باذان جو کسریٰ کی طرف سے یمن کا بادشاہ اور حاکم تہا آخر مین مسلمان ہوگیا۔ اور آنحضرت نے بہی صنعاء یمن کی حکومت اوسی پر برقرار رکھی۔ جب باذان مرگیا۔ آنحضرت نے اوسکے ملک کو یون تقسیم کردیا کہ کچہہ تو باذان کے بیٹے شہر کو دیا اور کچہہ حصہ کا حاکم ابوموسیٰ اشعری کو کیا اور ایک حصہ معاذ بن جبل کے تحت مین کردیا جب اسود نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لشکر لیکر اہل صنعا پر چڑہ آیا اور ملک کو اپنے تحت تصرف مین کر کے شہر بن باذان کو مار ڈالا اور اوسکی بیوی مرزبانہ کو اپنے گہر مین ڈال لیا۔ مگر روضۃ الاحباب اور معارج النبوۃ مرزبانہ کو باذان کی بیوی بتاتی ہین۔ فروہ بن مسیک نے جو آنحضرت کی طرف سے قبیلہ مراد پر عامل تہے اس حادثہ کی اطلاع عرضی خدمت نبوی مین بہیجی۔ اور معاذ بن جبل جو نواح یمن مین تہے ابوموسیٰ اشعری کے پاس مارب مین چلے آئے اور وہان سے دونون صاحب ملکر حضر موت پہونچے۔ آنحضرت کو جب اسود کے خروج کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اہل یمن کو نامہ لکہا کہ جس طرح ممکن ہو اسود کے شر و فساد کو دور کرو۔ چنانچہ سب مسلمان بموجب حکم نبوی ایک جگہہ جمع ہوے۔ اور مشورہ کر کے مرزبانہ کو لکہا گیا کہ اسود نے تیرے باپ اور شوہر کو مار ڈالا ہے حیف ہے کہ تو اوسکی ساتہہ رہتی ہے اور تیری آنکہون مین اوسے دیکہکر خون نہین اوترتا۔ تجہے اوسکے مار ڈالنے کی تدبیر کرنا چاہیے۔ ہمین اپنا پتہ بتا کہ تو اور وہ کس مکان مین شب باش ہوتے ہین۔ مرزبانہ نے اسکا جواب یہ دیا کہ مین دنیا مین اوس سے بڑا دشمن اپنا کسی کو نہین جانتی میری نزدیک

اوس سے زیادہ مضر آدمیون کے لئے کوئی نہین ہین خود اوسے ٹھکانے لگانیکی تدبیر مین ہون تم خاطر جمع رکھو۔

مرزبانہ کا چچازاد بہائی فیروز دیلمی جو نجاشی کا بہانجہ تہا اور سنہ ۷ھ مین مسلمان ہوا۔ اور ایک اور آدمی داد ویہ نام تہا۔ ان دونون سے مرزبانہ نے سازش کی اور یہ ٹھیری کہ رات کو نقب لگاکر تم دونون گہر مین گھس آنا اور اسود کو سوتے مین مار ڈالنا۔ مین تمہین بخوبی مدد دونگی چنانچہ وعدہ کی رات کو مرزبانہ نے اسود کو خوب شراب پلا کے بیہوش کردیا۔ فیروز نقب لگا کے مکان مین بہت سے آدمیون کے ساتھہ داخل ہوا اور اسود کا سر تن سے جدا کردیا۔ ہزار آدمی اوس مکان کے دربان تہے۔ سر کٹنے کے بعد اسود کے نرخرہ سے ایک شدید آواز نکلی۔ دربان اوسے سنکر دوڑے اور پوچہا کہ کیا حال ہے۔ مرزبانہ نے جوابدیا۔ خاموش تمہارے نبی پر وحی نازل ہورہی ہے۔ خبردار غل نہ مچاؤ۔ جب صبح صادق ہوئی تو موٗذن نے اَشھدُ اَنّ محمداً رسول اللہ کے بعد اشھد ان عبھلہ کذاب کہا یعنی گواہی دیتا ہون کہ یہ وہ یا بڈہی عورت مرزبانہ نے جہونٹ کہا تہا کہ اسود پر وحی اوتر رہی ہے وہ ملعون تو مارا گیا۔

اوسی دن عاملون نے یہ خبر آنحضرت کو بہیجدی مگر وہ آپکی وفات کے بعد مدینہ مین پہونچی لیکن آپنے اپنے انتقال سے ایکدن پہلے لوگون سے کہدیا تہا کہ ایک خاندان کے ایک مرد مبارک نے اسود کو مار ڈالا۔ لوگون نے پوچہا کہ نام اوس آدمی کا کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ فیروز دیلمی۔ پہر فرمایا فاز فیروز یعنی فیروز کامیاب ہوا۔ واضح ہو کہ اکثر محدثین اور اہل سیر اسی کو معتبر سمجھتے ہین اور اونہون نے بھی روایت اختیار کی ہے جو ہم نے اوپر لکھی۔

لیکن بعضون نے اس روایت کو ترجیح دی ہے کہ آنحضرت صلعم کے عاملون نے لشکر جمع کیا اور حضور صلعم کی وفات کے بعد جناب صدیق اکبر سے مدد طلب کی حضرت ابوبکر نے

جناب عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اونکی مدد کو روانہ کیا۔ حضرت عکرمہ ابھی موقع واردات پر پہونچنے بھی نہین پاے تھے کہ زیاد بن لبید نے جو عاملان یمن مین تھے اسود پر شبخون مارا اور اسود کے چند عماید کو مارڈالا۔ اتنے مین عکرمہ بھی پہونچ گئے اور حصن نجیر کے پاس دونون فریق سے ملے۔ دوسرے دن بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی اور دشمنون نے شکست کھائی۔ اسود فیروز دیلمی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

روایت ہے کہ اسود مین تالیف قلوب کا مادہ بہت اچھا تھا۔ اوس نے آنحضرت کی علالت کی خبر سنکر دعوی نبوت کیا۔ جب حضور کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپنے معاذ بن جبل اور ابوموسی اشعری کو لکھا کہ اوسکا انتظام کرو۔ حضرت معاذ و ابوموسی رضی اللہ عنہما نے باہم مشورہ کرکے مرزبانہ کو ملایا جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ آنحضرت کو انتقال فرماے ہوے ایک دن اور ایک رات گذر چکے تھے جب اسود کے قتل کی خبر مدینہ پہونچی۔

جاننا چاہیئے کہ نجومی۔ رمال اور عمل مسمیرزم جاننے والے پہلے کاہن کہلاتے تھے

روایت ہے کہ اسود عنسی کا نام عبہلہ بن کعب تھا۔ یہ شخص شیرین کلامی مین اپنا نظیر نہین رکھتا تھا۔ مقام کھف حنار مین پیدا ہوا اور وہین نشو ونما پائی۔ مذحج اور نجران والے اوسکے مطیع و منقاد ہوگئے۔ اہل نجران نے مجتمع ہوکر عمرو بن حزم۔ اور خالد بن سعید بن العاص کو نکالدیا۔ اور قیس بن عبد یغوث نے ناگاہ حملہ کرکے فروہ بن مسیک کو جلاوطن کردیا۔ پھر اسود سات سو سوار لیکر صنعا گیا اور شہر بن باذان کو مارڈالا۔ مابین صنعاء و حضرموت اعمال طائف تک اور عدن کی طرف سے بحرین تک قبضہ کرلیا۔ عمرو بن معدیکرب خالد بن سعید بن العاص کے ساتھ تھا اوس نے اسود سے سازکرنا چاہا۔ خالد بن سعید برہم ہوے۔ تلوارا کھینچکر دونون مقابل ہوگئے اور دو دو ہاتھ دونون مین چلے۔ خالد نے عمرو بن معدیکرب ا

کی تلوار صمصامہ توڑ کے عمرو کے ہاتھہ سے چھین لی۔ عمرو بن معدیکرب گھوڑے سے اوتر کے بہاگا اور اسود سے جا ملا۔ اسود نے اوسے مذحج کا حاکم کر دیا۔ اسود کے لشکر کا سردار قیس بن عبد یغوث مرادی تہا اور فیروز اور داذویہ اوسکی طرف سے ابناء پر حکمرانی کرتے تہے اہل یمن کی سرکشی دیکھکے معاذ بن جبل بہاگ گئے اور سکون مین جا کر دم لیا۔ ابو موسیٰ اشعری نے سکاسک مین بہاگ کی قرار پکڑا۔ طاہر بن ابی ہالہ بلاد عک یعنی جبال صنعا مین جا کے روپوش ہو گئے۔ اور عمرو بن حزم اور خالد بن سعید نے مدینہ پہونچکے ان حادثون کی خبر آنحضرت کو دی۔

اسود عنسی کو جب یمن پر کامل اختیار حاصل ہو گیا تو شہر بن باذان کو مار کے اوسکی بیوی آزاد کو اپنے گہر مین ڈال لیا۔ آزاد فیروز کی چچازاد بہن تہی اس لئے فیروز کو یہ بات ناگوار گذری۔ قیس بن عبد یغوث بھی اسود کی نخوت سے دل ہی دل مین کشیدہ خاطر ہو رہا تہا مگر موقع مناسب ہاتھہ نہ آنے سے خاموش بیٹھا ہوا عنسی کے ہر نرم و گرم کی پابندی کر رہا تہا۔ یہانتک کہ آنحضرت نے ایک خط وبر بن نحیس کے ہاتھہ ابو موسیٰ و معاذ و طاہر کے پاس بہیجا کہ اس فتنہ کو دفع کرو معاذ و ابو موسیٰ و طاہر نے قیس بن عبد یغوث اور فیروز کو بھی اپنا شریک و رازدار بنا لیا۔ فیروز نے اپنی چچیری بہن آزاد زوجہ اسود کو ورغلانا مگر ہنوز کوئی تدبیر کامل نہونے پائی تہی کہ اسود کو قیس و فیروز وغیرہ کی سازش کی خبر ہو گئی۔ اوس نے اونکی گوشمالی کرنا چاہی۔ یہ لوگ بہاگ کر اپنے اپنے علاقون مین چلے گئے اور وہان سے پوشیدہ خط و کتابت آزاد زوجہ اسود سے جاری رکھی۔ ایک دن موقع پا کے فیروز اور قیس نے اوسے قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر کے بیان سے ظاہر ہے صبح کو وبر بن نحیس نے نماز پڑہائی اور اسود کے مارے جانے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اوسکے حمایتی ہر طرف سے نکل کھڑے ہوے اور شہر مین ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ تہوڑی دیر تک مسلمانون اور اوسکے مقلدون مین خوب مڈبھیڑ ہوئی لیکن کاٹھہ کی ہانڈی تہی کب تک چڑہی رہتی سارے

مفسد جی چھوڑ کے بھاگے - صنعاء و نجران مرتدون سے پاک ہوگیا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل حسب دستور سابق اپنی اپنی جگہہ متمکن ہوگئے - صنعاء کی امارت کے باب مین البتہ کچھہ ردوبدل ہوئی مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد سب معاذ بن جبل کی امارت پر متفق ہوگئے اور اونکے پیچھے نماز پڑھی -

طلیحہ کا حال

طلیحہ بروزن حذیفہ بنی اسد مین سے تھا - آنحضرت کی وفات کے بعد اوس نے خروج کیا - اور اوسکے بڑے دور دورے ہوگئے - عیینہ بن حصین فزاری بھی معہ اپنے قبیلہ فزارہ کے مرتد ہوکر اور زکوٰۃ کے دینے سے انکار کر کے طلیحہ سے جا ملا - طلیحہ کہتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس وحی لایا کرتے ہین - اوس نے نماز مین سے سجدہ کو نکال ڈالا تھا - لوگون کی گمراہی اور اوسپر اعتقاد لانے کا سبب پہلے ہی پہل یہ ہوا کہ ایک دن وہ اپنی قوم کے ساتھہ سفر مین تھا - پانی ہوچکا اور لوگون کو پیاس لگی - مارے تشنگی کے بیتاب ہوگئے - اوس نے لوگون سے کہا اِرکبوا اعلالا واضربوا امیالا تجدوا بلالا یعنی گھوڑون پر سوار ہوکے چند کوس اور آگے چلے چلو تمکو پانی ملیگا - لوگون نے ایسا ہی کیا اور اونہین آگے پہونچکے پانی دستیاب ہوا - یہ دیکھکر سب بدو لوگ اوسکے معتقد ہوگئے - جناب صدیق کو جو یہ خبر لگی تو حضرت خالد بن ولید کو ایک لشکر دیکر اوسکی طرف روانہ کیا جناب سیف اللہ معہ لشکر قبیلہ طے تک پہونچے اور کوہ سلمیٰ اور کوہ اُجاہ کے درمیان جا کے اوترے - اس نواح کے جو قبیلے اسلام پر ثابت قدم رہے تھے وہ آ کے حضرت خالد سے ملگئے - اور سب نے ملکر طلیحہ پر حملہ کیا - خوب ہی لڑائی ہوئی کہتے ہین کہ عین لڑائی کے وقت طلیحہ ایک چادر اوڑھکے الگ گوشہ مین جا بیٹھا اور مقفیٰ و مسجع فقرہ بنانے مین مشغول ہوگیا - کہتا تھا کہ جبرئیل وحی میرے پاس لا رہے ہین - عیینہ بن حصین فزاری اوسکے لشکر کا سردار

125

تہوڑی دیر تو لڑتا اور پہر طلیحہ کے پاس جا کے پوچہتا کہ کیون صاحب وحی آئی یا نہین - ہر بار طلیحہ بھی جوابدیتا تہاکہ ابھی نہین آئی - تیسری بار جب اوس نے آ کے پوچہا ہے تو طلیحہ نے جوابدیا کہ وحی یون کہتی ہے ان لک رحی کرحاہ وحدیثا لاتنساہ یعنی بیشک اوسکی پن چکی کی مانند تیرے لئے بہی ایک پن چکی ہے اور ایک بات ہے کہ تو اوسے ہرگز نہ بہولیگا عیینہ یہ سنکر جلگیا اور کہنے لگا کہ سچ ہے عنقریب تیرے لئے ایسی ہی بات ہونے والی ہے - جسے تو عمر بہر نہ بہولیگا - یہ کہکر عیینہ اپنی قوم مین چلا آیا اور آ کے کہا کہ اے میری پیاری قوم! یہ شخص بڑا بدمعاش - جہوٹا اور مکار ہے - اسنے مجھے اپنے پہندے مین بیڈہب پہنسایا تہا اب چلو اپنے وطن چلین اور اس سے اپنا پیچہا چہڑائین - چنانچہ قوم فزارہ نے وہان سے فرار کی - سارا لشکر طلیحہ کا بھی بہاگ گیا - اور طلیحہ خود بہی ٹوک دُم ہو کے ملک شام مین پہونچا - جو قبائل اوسکی شامت اعمال سے مرتد ہو گئے تہے وہ پہر اسلام لائے - اوسکے بعد طلیحہ بھی آ کے مسلمان ہوگیا اور غزوۂ نہاوند مین شہید ہوا -

روایت ہے کہ طلیحہ نے اپنے ساتہیون سے جو یہ بات کہی تھی کہ گہوڑون پر سوار ہو کے چند میل آگے چلو تو پانی ملجائیگا اوسکا باعث یہ تہا کہ وہ اوس صحرا کے حال سے خوب آگاہ تہا اور اس نواح مین اکثر سفر کر چکا تہا وہ جانتا تہا کہ اس جنگل مین فلان فلان مقامات پر پانی ملیگا پس جسوقت قافلہ ایسی جگہہ پہونچا جہان سے پانی چند ہی میل رہگیا تہا وہین اپنی کرامت جتانے اور لوگون کو جال مین پہانسنے کے لئے یہ بات کہدی - پانی ملگیا اور سریع الاعتقاد لوگ اوسکے معتقد ہو گئے اور اوسکا نتیجہ بہگتا - الحق یعلوا ولا یعلے -

تقرر عاملان براطراف ونواحی

مدعیان نبوت کی گڑبڑ مین ہم عاملون کے تقرر کو بہول گئے جو آنحضرت صلعم کا بعد واپس

آنکے حجۃ الوداع کے پہلا کام تہا۔ اگرچہ مجملاً ذکر آگیا ہے۔ دولتمآب جناب صبحی پاشا دام اقبالہ فرماتے ہین۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ ساکنانِ یمن نے جو زیر حکومت بازان تہے اسلام قبول کر لیا اور بازان بھی مرتے دم تک مسلمان رہا اس لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی وفات تک ولایت یمن کا مستقل والی اور حکمران اوسی کو رکھا۔

حجۃ الوداع سے مراجعت کر کے بازان کے انتقال کی خبر حضور کو ہوئی آپ نے بہت افسوس کیا اور اوسکے بیٹے شہر بن بازان کو تنہا والی صنعاء رکھا اور دیگر اضلاع پر اصحاب کرام کو عامل کر دیا۔

چنانچہ لشکر کی سپہ سالاری یعلی بن امیہ کو عطا ہوئی۔

ضلع مآرب کی حکومت ابو موسیٰ اشعری کو ملی۔

ہمدان پر عامر بن شہر عامل کیئے گئے۔

طاہر بن ابی ہالہ عک کے حاکم مقرر ہوے۔

مابین نجران وزمع وزبید کا ملک خالد بن سعید بن العاص کو مرحمت ہوا۔

عمرو بن حزمہ کو نفس نجران پر حاکم مقرر فرمایا۔

زیاد بن لبید کو دیار حضرموت عنایت ہوے۔

اور سکاسک وسکون کے عامل عکاشہ بن ثور ہوے۔ اور معاویہ کو ابن کندہ کے ساتھہ اونکی مددگاری پر بہیجا اور عبداللہ المہاجر بن ابی امیہ کو وہان کی فوج کا سردار کیا۔

عبداللہ جب بیمار ہو گئے تو دیار حضرموت پر زیاد بن لبید بیاضی کو وکیل مقرر کر دیا۔

معاذ بن جبل کو نظارت تعلیم فقہ وقرآن کی یمن وحضرموت مین عطا ہوئی۔

اس سے پہلے عدی بن حاتم طائی اپنے قبیلہ اور قبیلہ اسد کے صدقات جمع کرنے کو متعین ہو چکے تھے۔

بنی حنظلہ کے جزیہ اور صدقات کے فراہم کرنیکو مالک بن نویرہ معین ہوے۔

علاء بن الحضرمی بحرین کے عامل بنائے گئے۔

نجران سے جزیہ وصدقات وصول کرنیکو علی بن ابی طالب بھیجے گئے۔

حضرت اسامہ بن زید کو روم پر چڑہائی کرنیکا حکم ہوا

چھبیسوین صفر ۱۱ھ دوشنبہ کے دن حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ روم سے لڑنے کے لئے سامان لشکر درست کرو۔ اوسکے دوسرے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو طلب فرماکے اوس لشکر کا امیر کیا۔ واضح ہو کہ عمر حضرت اسامہ کی اس زمانہ مین اٹھارہ سے کم اور بیس برس سے زیادہ نہ تھی۔

آنحضرت نے اسامہ سے فرمایا کہ تم نواحی اُبنیٰ تک چلے جاؤ۔ ابنی بروزن انثیٰ ملک روم مین ایک جگہ ہے وہین اسامہ کے والد زید رضی اللہ عنہ سریہ موتہ مین شہید ہوے تھے جسکا حال اوپر بیان ہوچکا ہے۔ آنحضرت نے اونکو حکم دیا کہ جانے مین اتنی جلدی کرو کہ وہان کے آدمیون کو تمہاری روانگی اور آمد آمد کی خبر نہ پہونچنے پاے۔ وہان داخل ہوکے اون پر چھاپا مارو۔ اونکا مال ومتاع لوٹ لو اور اونکے گہرون کو آگ لگا کے خاک سیاہ کردو۔ جب اللہ تعالے تمکو فتح دے تو چند روز وہان رہکے دم لیلینا۔ مگر یہین سے جاسوس اور مخبر لوگون کو آگے سے روانہ کردو۔ اور راہبرون کو ضرور اپنے ساتھ رکہنا۔ یہی فکر ہو رہی تھی کہ اوسی ماہ کی اٹھائیس تاریخ کو حضور پھر بیمار ہوگئے اور یہ مرض موت تہا۔ ہاے صد ہزار ہاے یہ بدہ یعنی چہارشنبہ ۲۸۔ صفر ۱۱ھ ہمارا جان لیوا ہے۔ واویلا وواہ مصیبتا۔ آسمان ٹوٹ پڑنے اور زمین پھٹنے کو ہے کدہر بہاگین اور کہان جائین۔ افسوس یہ کلیجہ منہ سے نہ نکل پڑا۔

ہماری بدبختی کے اس مہلک مرض کو مورخ اپنی کم فہمی سے بخار اور دردسر بتاتے ہین۔

۲۹ تاریخ پنجشنبہ تھا۔ آپ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے لوا یعنی نشان اسامہ کے لئے بنا دیا اور فرمایا اغز بسم اللہ و فی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ یعنی خدا کی راہ مین اللہ کا نام لیکر غزا کر اور جو خدا کے ساتھہ کفر کرتا ہو اوس سے قتال کر۔ اسامہ وہ نشان حضور سے لیکر باہر آئے اور بریدہ بن الحصیب کو اپنا علمبردار مقرر کر کے نشان اونکو دیدیا۔ اور جرف مین جا کے اوترے جرف بروزن عرف مدینہ کے پاس ایک مقام اوبقا مین ہے۔ اصل مین اوبقا کھود کے پانی نکالنے کو کہتے ہین۔ حضرت اسامہ جرف مین اس لئے ٹھیرے کہ سب لشکر آکے یہان جمع ہو جائے تو آگے بڑہین۔ مہاجرین اور انصار مین سے بڑے بڑے سردار اور اصحاب اس لشکر کے ساتھہ اسامہ کے ماتحت کر کے بھیجے جاتے تھے۔ مثلاً صدیق اکبر۔ فاروق اعظم۔ عثمان ذوی النورین۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابو عبیدہ بن الجراح۔ سعید بن زید۔ قتادہ بن نعمان۔ سلمہ بن اسلم بن حرس رضی اللہ عنہم۔ یہ بات بعض اصحاب کو شاق گذری اور شکایت کرنے لگے کہ ایک غلام کو آنحضرت نے مہاجرین اولین اور انصار نصرت شعار پر امیر کر دیا ہے۔ یہ خبر رفتہ رفتہ آنحضرت کے کانون تک پہونچی۔ آپ کو غصہ آگیا۔ باوجود شدت مرض کے حضور سر اقدس مین پٹی باندہے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور منبر پر جا کے خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اے لوگو تم نے غضب کیا۔ مین نے سنا ہے کہ تم اسامہ کی سرداری پر اعتراض کرتے ہو۔ اسی طرح تم نے اوسکے باپکی سرداری کے بابت چہ میگوئیان کی تہین۔ غزوۂ موتہ مین زید کو بھی تم نے غلام کہا۔ قسم ہے اللہ کی وہی غلام یعنی زید امارت کے لایق نکلا۔ اور اب اوسکا بیٹا اسامہ بھی اپنے باپ کے نام کو دہبہ نہ لگائیگا اور تمکو ثابت کر دکھائیگا کہ مین قابل امارت ہون۔ زید محبوب ترین آدمی تھا۔ اور اسامہ بھی سب سے زیادہ مجھے پیارا ہے۔ دونون باپ بیٹے ہمہ تن صفات ہین پس تمکو میری بات اوسکے حق مین ماننی چاہئے۔ تم اوسکے ساتھہ نیکی سے پیش آؤ وہ تم سب مین

بہترین ہے۔ یہ فرما کے آپ منبر سے اوترے اور گھر مین چلے گئے۔

یہ سنکے سب اصحاب مین کھلبلی پڑگئی اور شکایت کرنیوالون نے نادم و خجل ہو کے توبہ کی۔ یہانتک کہ جناب فاروق اعظم اپنے عہد خلافت مین جب اسامہ کو دیکھتے تو فرماتے۔ السلام علیك ایها الامیر اسامة اسکے جواب مین حضرت اسامہ کہتے غفر الله لك یا امیر المومنین یعنی اے امیر المومنین خدا تمہین بخشے آپ مجھے امیر کہتے ہین۔ حضرت عمر فرماتے تھے کہ مین جب تک زندہ رہونگا تمہین امیر کہنا نہ چھوڑونگا کیونکہ جب آنحضرت دنیا سے تشریف لے گئے اوس وقت بھی تم ہم پر امیر تھے۔

غرضکہ اسامہ کی بابت منبر پر آنحضرت نے دسوین ربیع الاول کو یہ باتین ارشاد کی تھین۔ پھر سب لوگ جنہین اسامہ کے ساتھ جانیکا حکم ہوا تھا گروہ در گروہ اور فوج در فوج حضور نبوی مین آتے اور آنحضرت سے رخصت ہو کر لشکر مین جا کے شامل ہو جاتے تھے۔ بیماری ہر لحظہ اور ہر گھڑی زیادتی پر تھی مگر آپکے منہ سے یہی نکلتا تھا کہ لشکر اسامہ کو جلدی روانہ کرو۔ اتوار کے دن حضور نہایت بے حال ہو گئے۔ اوسیدن اسامہ اپنے لشکر سے آپکے پاس رخصت ہونے آئے۔ سر جھکا کے حضور کے سر اقدس اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔ مرض کی اوسدم یہ شدت تھی کہ آپ منہ سے بات نہ کر سکتے تھے مگر دست مبارک آسمان کی طرف اوٹھا کے اسامہ پر لاتے تھے۔ اسامہ کہتے ہین۔ مین سمجھتا تھا کہ میرے لئے دعا کرتے ہین۔ پھر اسامہ اپنے لشکر مین چلے آئے اور رات پھر وہین رہے صبح پیر کے دن پھر آئے۔ دیکھا کہ حضور کو افاقہ ہے۔ اسامہ کو آپنے ہوش مین رخصت کیا اور فرمایا اغز علے برکت الله۔ جب وہ لشکر مین آئے اور خود سوار ہو کے لوگون کو روانگی کا حکم دیا تو اونکی والدۂ ماجدہ ام ایمن کے پاس سے آدمی دوڑا ہوا آیا اور اوس نے آکے کہا کہ آنحضرت کی طبیعت بہت بگڑ گئی ہے نزع کی

حالت مین ہین - یہ دل ہلادینے والی خبر سنکر حضرت اسامہ واپس آئے اور اونکے ساتھہ ہی سب صحابہ بھی آگئے -

بریدہ بن الحصیب علمبردار لشکر نے علم لا کے آنحضرت کے در دولت پر نصب کردیا - جب جناب رسول اکرم کی تجہیز وتکفین سے فرصت ہو چکی اور حضرت صدیق اکبر مسند آراے خلافت ہو گئے تو جناب خلیفہ برحق نے بریدہ کو حکم دیا کہ اس علم کو لیجا کے اسامہ کے دروازہ پر کھڑا کردو اور اون سے جا کے کہو کہ جس لشکر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے اوسے لیکر روانہ ہو - اسامہ حکم صدیقی کے سنتے ہی جرف مین جا اوترے تاکہ سب لشکر وہان جمع ہو جائے تو آگے کی طرف کوچ کرین -

اسی عرصہ مین خبر آئی کہ لوگ سرکش ہو گئے اور بہت سے قبائل عرب نے راہ ارتداد اختیار کی - آگا پیچھا سوچنے والے حضرت صدیق اکبر کے پاس آئے اور عرض کی کہ حضور مفسدون اور مرتدون کا علاج ہو جانے دیجئے اوسکے بعد اسامہ کو روانہ کیجیئگا - ورنہ جب اتنی بڑی فوج سے مدینہ خالی ہو جائیگا تو باغیون کو حوصلے پیدا ہونگے اور وہ سب مل ملا کے دارالسلطنت پر حملہ کر دینگے - اوسوقت مشکل اٹھیگی - جناب صدیق اکبر نے لوگون کی اس بات کو قبول نہ کیا اور فرمایا "اگر اسامہ کو بھیجنے کے سبب سے مجھے مدینہ مین درندے پھاڑ کھائین تو بھی مین اس لشکر کو نہ روکونگا بھلا جس فوج کو رسول اللہ نے روانہ کیا ہے اوسے مین کیسے رکھہ سکتا ہون - فرمان رسول کے خلاف کرنا میری مجال نہین" - البتہ اسامہ سے جناب صدیق نے یہ درخواست کی کہ اگر تم بخوشی خاطر عمر فاروق کو میرے پاس چھوڑ جاؤ تو بڑی مہربانی ہو گی کیونکہ مجھے اونکی صلاح ومشورہ کی ضرورت پڑیگی تمہاری اجازت سے وہ میرے پاس رہ سکتے ہین - مین تمہاری مرضی کے خلاف اونہین رکھہ نہین سکتا - اللہ اللہ کیسے فرمانبردار رسول تھے کہ بادشاہ ہو کر ایک اپنے

ماتحت سے عرض کرتے تھے۔ چونکہ بات معقول تھی حضرت اسامہ نے جناب عمر فاروق سے کہا کہ ہم آپکو پایۂ تخت کے سنبھالنے کے لئے یہین چھوڑ جانا مناسب سمجھتے ہین جناب عمر اونکو سلام کر کے مدینہ مین چلے آے۔ واہ کیا قاعدہ اور قانون کی پابندی تھی۔ جس نے صدیق وفاروق کی گردنین جھکا رکھی تھین۔ ایسے ہی لوگون سے پہیہ آگے کو بڑہا ہے اور اتنے مسلمان آج کے دن نظر آتے ہین۔ اگر ہم سے کندۂ ناتراش۔ خودغرض۔ بدلحاظ اور بے قید لوگ ہوتے تو اوسیوقت خاتمہ تھا۔

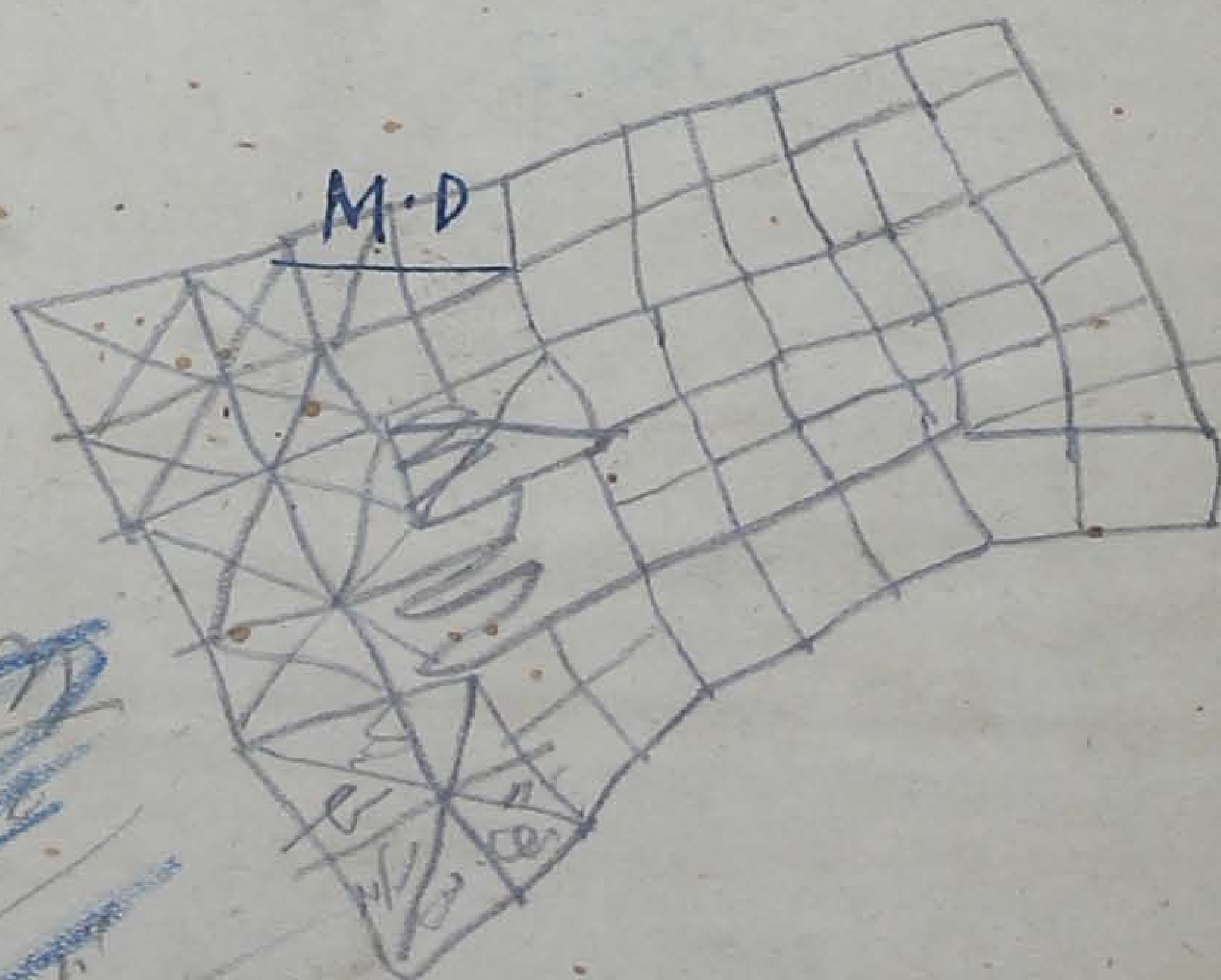
ماہ ربیع الثانی مین حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہونچکے فتح پائی۔ بہت سے لوگون کو قتل کیا۔ اونکے درختون۔ باغون۔ کھیتون اور گھرون کو برباد کر کے اور پھونک کے برابر کر دیا۔ اپنے باپ کے قاتل کو مار ڈالا اور بہت سا مال غنیمت لیکر مدینہ مین آگئے۔ خوش نیت اور قوم کے خیرخواہ اور اپنے مطلب پر لات مارنے والون کے کامون مین خدا ایسی ہی برکت دیتا ہے۔ لوگو۔ قوم پر جان فدا کرنیکو ذرا تیار تو ہو جاؤ پھر اگر کچھہ نہو تو ہماری ناک حاضر ہے۔ یارو۔ ذرا تو سوچو کہ کیا سے کیا ہو گیا تھا اور کیون ہو گیا تھا اور اب کیا ہو رہا ہے اور کیون ہو رہا ہے ورنہ تاریخ پڑہنے سے کچھہ فائدہ نہین۔ بدرت سلطان بود تراچہ۔ کہنے کو تو بہت سے لوگ کہدینگے کہ صاحب ہم بڑے ہمہ دان ہین یہ سینکڑون تاریخین گھولکر پی چکے ہین مگر جب اونسے عملی نتیجہ پوچھو تو یہ مثل صادق آتی ہے۔ چارپاے براو کتابے چند۔

کہتے ہین کہ لشکر اسامہ کی تیاری کی زمانہ مین آنحضرت نے یہ فرمایا تھا جھزوا جیش اسامة لعن اللہ من تخلف عنه یعنی لشکر اسامہ کے سامان کی تیاری کرو لعنت کرے اللہ اوسپر جو اسکی مخالفت کرے۔ ابوبکر نے اس سے مخالفت کی اور لشکر کے ساتھہ نہین گئے۔

دوسرے آنحضرت نے اس زمانہ مین ابوبکر کو عمرو بن العاص اور اسامہ کا محکوم و مامور کیا تھا۔ اور اون دونون کو ابوبکر پر امیر کردیا تھا پس ابن العاص اور اسامہ کو صدیق اکبر و فاروق اعظم پر فضیلت ہوئی۔

اس مسئلہ تاریخی کی تحقیق سے ہمین یون معلوم ہوا کہ حدیث مذکورہ بالا کا پہلا جزو یعنی جہزوا جیش اسامہ تو صحیح ہے۔ موقع اور زمانہ اور وقت سبکے موافق ہے اسمین ہمکو کیا کلام ہوسکتا ہے مگر دوسرا حصہ لعن اللہ من تخلف عنہ یارون کی گڑھت ہے جیسے عبدالکریم شہرستانی نے بھی ملل و نحل مین موضوع بتایا ہے اگر لعن اللہ من تخلف عنہ کو صحیح بھی مان لین تو آنحضرت نے خود اپنے اوس حکم کو حضرت ابوبکر کے لئے منسوخ کردیا تھا اور امامت کا حکم اونکو دیا تھا اور جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو اجماع امت نے اونہین خلیفہ کردیا اب وہ پایہ تخت کو چھوڑ کے کیسے جاسکتے تہے۔ رہے جناب عمر فاروق اونہین خلیفہ وقت نے جانے نہین دیا نیز حضرت اسامہ خود مصلحت سمجھکے خوشی بخوشی چھوڑ گئے اس حالت مین اگر عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے ایک قدم بہی باہر رکہتے تو گنہگار تہے۔ اور تجہیز جیش کے معنی تو یہ ہین کہ خود ساز و سینگڑہ لگا کے لشکر کے ساتہہ جائے یا لوگون کو جانے پر مستعد کردے اور ضروریات لشکر جتنی ہون سب کو درست و مہیا کردے۔ سو ان امور مین نہ حضرت ابوبکر نے روڑا اٹکایا نہ جناب عمر نے دہکا دیا چنانچہ اس جنگ کے نتیجہ سے ظاہر ہے کہ جیسا حضرت رسول خدا چاہتے تہے ویسا ہی ہوا پھر ناحق کی بک بک سے کیا حاصل۔ اب رہی یہ بات کہ صدیق و فاروق رض عمرو بن العاص اور اسامہ کے ماتحت بنائے گئے لہذا ان دونون کو اون دونون پر فضیلت ہے اگر فضیلت کی ندی ایسی ہی بہ نکلی ہے تو ہم کہتے ہین کہ عمرو بن العاص اور اسامہ کو سب جہان پر فضیلت ہے یعنی آنحضرت نے دردسر اور بیماری کی تکلیف مین ضرورت سمجھی کہ گھر سے




M·D

M·D

M·D

M D

M.A.

M.D

15

1

M.D

This book belongs
to [illegible]-ahmad
3rd. [illegible]



